رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر دوست محمد — جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۵ — یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۶۶ھ مطابق ۴ جون ۱۹۴۷ء — نمبر ۲۱

عقائد احمدیہ لاہور کی مختصر سی فہرست

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

حکومت برطانیہ کا نیا اعلان

ہندوستانی لیڈروں کی وائسرائے ہند کے ساتھ دہلی میں جو گفت و شنید ہوری تھی اس کے متعلق ۳ جون کو وائسرائے ہند اور ہز مجسٹی گورنمنٹ کی طرف سے دو اہم تاریخی اعلانات ہوئے جن کے متعلق عرصہ سے قیاس آرائیاں ہو رہی تھیں۔ اسی شام پنڈت جواہر لال نہرو، مسٹر محمد علی جناح اور سردار بلدیو سنگھ نے بھی ان اعلانات سے متعلق مشروط یا غیر مشروط طور پر اپنی منظوری کا اعلان کیا۔ اس سکیم کی بنا پر گو ہندوستان کو متحد رکھنے کا امکان بالکل ختم نہیں ہو گیا پھر بھی ہندوستان کی تقسیم موجودہ حالات میں ناگزیر ہو گئی ہے یہ تقسیم بہر حال اس تقسیم سے مختلف ہے جس کا چرچا اب تک مسلم لیگ کے پریس اور پلیٹ فارم کے ذریعہ سے ہوتا رہا ہے۔ صوبہ سرحد کا فیصلہ وہاں کے عوام کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ پنجاب اور بنگال کی تقسیم لازمی قرار دی گئی ہے اور ان صوبوں کی حدود کی تعیین کے لئے عنقریب ایک کمیشن مقرر کیا جائے گا۔

یہ تقسیم مسلم لیگ کو منظور ہے یا نہیں یا کس حد تک مسلم لیگ اس کو ماننے کے لئے تیار ہے اس کا فیصلہ ۹ جون کو مسلم لیگ کی مجلس مشاورت کے اجلاس میں ہوگا۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس تقسیم کا مسلمانان ہند اور اسلام کی ترقی و استحکام پر کیا اثر ہوگا۔

اس مسئلہ پر اگر ذرا غور کریں۔ تو ہمیں معلوم ہوگا کہ پنجاب اور بنگال کی تقسیم ایک رنگ میں مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ ان صوبوں میں ملحقہ مسلم اکثریت کے صوبہ جات کو ملا کر مسلمانوں کی ایک واضح اکثریت ہو جائے گی۔ اور مسلمان آسانی سے ان علاقوں میں اسلامی قانون کا نفاذ کر سکتے ہیں اس قسم کا نفاذ بصورت دیگر مشکل تھا۔ کیونکہ ایک موثر اقلیت ان صوبوں میں مسلمانوں کی غیر موثر اکثریت کے ہمراہ پروگرام میں خلل انداز ہو سکتی تھی، اور اب اس تقسیم سے اس امر کا خدشہ بہت کم ہو گیا ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مسلمان اپنی عملی زندگی میں اسلامی قانون کو وہ اہمیت دینے کے لئے تیار ہیں جس کا ذکر ان کے لیڈر وقتاً فوقتاً اپنی تقاریر میں کرتے رہتے ہیں؟ کیا واقعی وہ اسلامی روایات کے احیا کے خواہشمند ہیں؟ کیا واقعی وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو کتاب اللہ اور سنت رسول کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے تیار ہیں؟ کیا ان کی عدالتوں، تعلیمی درسگاہوں، قومی محکموں، تجارتی منڈیوں میں انہیں اصول پر عمل کیا جائیگا جن کا تقاضا اسلام کرتا ہے؟ ان سوالات کے جواب پر ہی ہندوستان میں اسلام کی ترقی و استحکام کا انحصار ہے۔

دوسری طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہندوستان کے مختلف حصوں میں بٹ کر رہ جائے گی وہ ان علاقوں میں ہر لحاظ سے کمزور اور پست ہیں۔ نتیجہ انہوں نے اپنے آپ کو کمزور اور پست بنا رکھا ہے۔ اور گذشتہ چند مہینوں کے فسادات نے انہیں دہشت زدہ بھی کر دیا ہے۔ وہ اپنے ہمسایہ اقوام کو خوف اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں موجودہ سیاست کا یہ لازمی نتیجہ تھا۔ ایک قومیت دوسری قومیت سے ٹکرا رہی ہے۔ قومیت (نیشنلزم) بذات خود ایک لعنت ہے۔ اگر ایک ہی ملک میں دو قومیتیں آپس میں ہی ٹکرانے لگیں تو وہ دوہری لعنت کی شکل اختیار کر لیتی ہیں جہاں تک خوف و دہشت کا تعلق ہے صرف اس بنا پر کہ مسلمان دوسری قوم کے مقابلہ پر اقلیت میں ہیں یہ بے بنیاد اور محض غیر اسلامی خوف ہے کا نتیجہ ہے جو حقیقتاً بھی دنیا میں ایک انقلاب برپا کرنے کے لئے آئے تھے وہ اپنی تعداد کے لحاظ سے بہت ہی قلیل ہوتی ہیں لیکن قلت کا یہ احساس انہیں کبھی خوف زدہ نہیں بناتا۔ اگر ان کی نظریں اپنے نصب العین کی طرف ہیں اور ان کے دل کامیابی کے یقین سے منور ہیں اور ان کا ہر قدم اپنی منزل مقصود کی طرف اٹھ رہا ہے تو تائید الٰہی ہر منزل پر ان کے ساتھ ہوگی موجودہ حالات میں ان علاقوں کے مسلمانوں کو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ [illegible] جرأت اور بہادری سے ان حالات کا مقابلہ کریں جو عنقریب پیش آنے والے ہیں۔

خوف و ہراس کے ساتھ مسلمانوں میں حقارت و نفرت کے جو جذبات اپنی ہمسایہ اقوام سے پائے جاتے ہیں وہ بھی ان کے لئے کشمکش حیات میں مفید ثابت نہیں ہو سکتے جو قوم اپنی اندرونی کمزوریوں پر نظر نہیں رکھتی وہ اپنی تباہی اور زوال کے اسباب خارجی حالات میں تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ اپنے نکبت و ادبار کا باعث مسلمان انگریزوں کی غلامی کو سمجھتا تھا۔ اور اب اپنے زوال کا الزام اپنی ہمسایہ اقوام کے سر تھوپتا ہے۔ گذشتہ نصف صدی کی مسلم سیاست انہیں امور کے گرد چکر لگاتی رہی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے اس کے کہ ہندوستانی مسلمان اپنی اندرونی کمزوریوں پر مطلع ہو کر کسی تعمیری بنیاد کی طرف متوجہ ہوتے وہ اپنی ذلت کو دوسری اقوام کے سر منڈھنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ جہاں تعلقات کی بنا نفرت اور بیزاری پر ہو ظاہر ہے کہ دوسری قوم کا کیا رویہ ہوگا۔

ان حالات میں دوسری اقوام کا صالح عنصر بھی اسلام سے دشمنی اور بیگانہ ہی رہا اور ہماری غفلت اور کوتاہی سے اسلام ان کے قلوب کو مسخر نہ کر سکا۔

احمدی جماعت کی ذمہ داریاں ان حالات میں بہت بڑھ جاتی ہیں۔ ایک طرف تو اسے اپنی کوششوں کو ان صوبجات کی طرف منتقل کرنا ہے جہاں مسلمانوں کو خود اختیاری [illegible] دوسرے [illegible] خدمت [illegible] اسلام کے ساتھ [illegible]

ایک جرمن نو مسلم کا قبول احمدیت

عمر شی برٹ صاحب اپنے ایک خط مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۴۷ء میں ہمبرگ جرمنی سے تحریر فرماتے ہیں:

"اخبار لائٹ جلد ۲۵ نمبر ۲۰ بدھ ۱۳ نومبر ۱۹۴۶ء کے پرچے میں میں نے ان شرائط کا مطالعہ کیا جو سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ میں اپنی عزت کی قسم کھا کر ... ان کو پورا کرنے کا عہد کرتا ہوں اور تحریک احمدیت میں شمولیت اختیار کرتا ہوں"

(دفتر جائنٹ سیکرٹری)

ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ یہ دوسرے جرمن مسلمان ہیں جو ... ان کی تحریک سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں۔

حکومت ترکیہ نے کیا۔ دوسری طرف اسے ان پراگندہ اور منتشر اور ہراساں مسلمانوں کو سنبھالا دینا ہے جو ہندو اکثریت کے صوبوں میں ہیں۔ دونوں کی واحد مشکلات کا حل اسلام کی کامل متابعت میں ہے۔ لیکن اس امر کا سمجھانا ہی تو اصل کام ہے۔

(شیخ محمد طفیل)

[illegible] سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۳۵ — یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۹ ذی قعد ۱۳۶۶ھ م ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء — نمبر ۳۷

دُرِّ ثمین

(۱) عن المغیرۃ یقول ان کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیقوم او لیصلی حتی ترم قدماہ او ساقاہ فیقال لہ فیقول افلا اکون عبداً شکوراً۔

مغیرہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم یہاں تک کھڑے رہتے یا نماز پڑھتے کہ آپ کے پاؤں یا پنڈلیاں سوج جاتیں تو آپ سے اس بارہ میں کہا جاتا تو فرماتے کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ ہوں۔

نوٹ:۔ آنحضرت صلعم کی زندگی راہبانہ زندگی نہ تھی بلکہ ہر قسم کے امور کو سرانجام دینے کے علاوہ بادشاہت کا کام بھی آپ کے سپرد تھا مگر یہی آپکی حقیقی راحت تعلق باللہ میں تھی اور اسقدر آپ کو اس میں راحت ہوتی تھی کہ جسمانی تکلیف (یعنی پاؤں کا سوج جانا) بھی اس راحت کو کم نہ کر سکتا تھا بادشاہ ہو کر دنیا کی ہر قسم کی نعمتوں کو رکھتے ہوئے۔ (۹) دس بیویوں کے باوجود اگر وہ راحت میسر آتی ہے جو جسمانی تکلیفوں کو بھی بھلا دیتی ہے تو اللہ کے ساتھ تعلق میں ہی ہے فرمایا قرۃ عینی فی الصلوٰۃ افلا اکون عبداً شکوراً میں شکر نعمت کی حقیقت کو بیان فرمایا۔ جتنی اللہ تعالےٰ آپ کو زیادہ نعمتیں دیتا۔ اتنا ہی آپ کا تعلق باللہ اور ترقی کرتا۔

(۲) عن عبد اللہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ فلم یزل قائماً حتی ھممت بامر سوءٍ قلنا ما ھممت قال ھممت ان اقعد واذر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

عبد اللہ (بن مسعود) سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلعم کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی تو آپ کھڑے رہے، یہاں تک کہ میں نے ایک بُرے کام کا ارادہ کیا ہم نے کہا کیا ارادہ کیا کہا میں نے ارادہ کیا کہ بیٹھ جاؤں اور نبی صلعم کو (کھڑا) چھوڑ دوں۔

نوٹ از فضل الباری:۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں کس قدر نیکی اور بدی کا احساس قوت پکڑ گیا تھا۔ کہ آنحضرت صلعم کا ساتھ نہ دینے کو اور بیٹھ جانے کو بھی بڑا کام کہا۔ حالانکہ عبداللہ بن مسعود رضہ نوجوان تھے۔ مگر پھر بھی اس قدر قیام کی طاقت ان میں نہ تھی جس قدر آنحضرت صلعم نے کیا۔

مولوی عبد السلام صاحب کا عطیہ

مولوی عبد السلام صاحب انجنیئر بی۔ ای عثمانیہ کاغذ نگر ریاست حیدر آباد دکن، مولانا عبدالرزاق صاحب صدر جماعت حیدر آباد دکن کے صاحبزادہ اور مولانا عبدالمجید صاحب امام مسجد ووکنگ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ حال ہی میں ان کو ترقی ملی اس موقعہ پر انھوں نے مبلغ یک صد سکہ عثمانیہ کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرمایا ہے۔ آپ بفضلہ تعالیٰ نہایت مخلص اور سعید نوجوان ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو دینی دنیوی حسنات سے متمتع فرمائیں۔ آمین۔

مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری تحفیل

ملفوظات مسیح موعود علیہ السلام

خدا کی راہ میں زندگیاں وقف کرو کہ یہی حقیقی اسلام ہے

یاد رکھو کہ بعض الفاظ ابتلاء کے لئے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کو نصاریٰ کا ابتلاء یعنی آزمانا منظور تھا۔ اس لئے ان کی کتب میں انبیاء کی یہ اصطلاح ٹھہر گئی لیکن چونکہ وہ علیم و حکیم ہے۔ اس لئے پہلے ہی سے لفظ ابن کو کثیر الاستعمال کر دیا۔ لیکن نصاریٰ کی بدقسمتی کہ جب مسیح نے یہ لفظ بولا تو انھوں نے حقیقت پر محمول کر لیا۔ اور دھوکا کھا گئے۔ حالانکہ مسیح نے یہ کہکر کہا کہ تمہاری کتابوں میں لکھا ہے تم اللہ ہو۔ اس شرک کو مٹانا چاہا۔ اور انہیں سمجھانا چاہا۔ لیکن نادانوں نے پرواہ نہ کی اور حضرت مسیح کی اس تعلیم کی موجودگی میں بھی اسے ابن اللہ قرار دے دیا۔ یہودیوں کو بھی اسی قسم کا ابتلا آیا۔ چونکہ یہ موذی قوم تھی ان کی درخواست پر من و سلویٰ نازل ہوا۔ کیونکہ اس سے طاعون پیدا کرنے کا مقصد تھا۔ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ وہ حد سے زیادہ نکل جائیں گے۔ جس کی سزا طاعون تھی اس لئے پہلے سے ہی ایسے سامان رکھدیئے۔ میں پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہوں۔ اصل توحید کو قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو۔ اور یہ محبت ثابت نہیں ہوسکتی جب تک کہ عملی حصہ میں کامل نہ ہو۔ صرف زبان سے اس کا ثبوت نہیں مل سکتا۔ مثلاً جس طرح کوئی شخص صرف مصری کا نام لیتے لیتے شیریں کام نہیں ہوتا یا اگر زبان سے کسی شخص کی دوستی کا اعتراف کرے اور مصیبت اور وقت پڑ جانے پر اس کی امداد و دستگیری کرنے سے پہلوتہی کرے تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اسی طرح پر اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اس کے ساتھ محبت کا بھی محض زبانی ہی اقرار موجود ہو تو اس کا کچھ فائدہ نہیں ہے، بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔ اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں ہے، نہیں میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں زندگیاں وقف کرو، اور یہی حقیقی اسلام ہے اور یہی وہ غرض ہے جس کے لئے کہ میں بھیجا گیا ہوں۔ پس جو شخص اس چشمہ کے قریب نہیں آتا جو خدا تعالےٰ نے اس غرض کے لئے جاری کیا ہے۔ وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالب صادق کو چاہیئے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس جاری چشمہ کے کنارے پر اپنا منہ رکھدے اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک کہ خدا تعالےٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اُتار کر آستانۂ الوہیت پر نہ گر پڑے اور یہ عہد نہ کرے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے، اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں۔ تو بھی وہ خدا کو نہیں چھوڑے گا۔ اور اس کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہوگا۔ حضرت ابراہیم کا یہی بڑا اخلاص تھا۔ کہ خدا کی رضا کے لئے بیٹا قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اسلام کا منشاء بھی یہی ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ابراہیم بنے۔

(ملفوظات احمدیہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایان بنام ما باشد

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا آرگن

ایڈیٹر
دوست محمد

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفی مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
ست و خسران و تباب

نمبر ۲۹

لاہور یوم جمعہ ۲۷ رمضان ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء

جلد ۳۵

قائد اعظم محمد علی جناح گورنر جنرل دولت خداداد پاکستان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر دوست محمد

جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۳۵ | لاہور - یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۶ھ م - ۱۹ مارچ سنہ ۱۹۴۷ء | نمبر ۱۱

دُرِّ ثمین

(۱) وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا کلہا متاع وخیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ رواہ مسلم (مشکوٰۃ کتاب النکاح)

عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول کریم صلعم نے کہ دنیا تمام متاع ہے (فائدے کی چیز) اور بہترین متاع (دنیا میں) نیک بخت بیوی ہے۔

(۲) وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا حلوۃ خضرۃ وان اللہ مستخلفکم فیہا فلینظر کیف تعملون فاتقوا الدنیا واتقوا النساء فان اول فتنۃ بنی اسرائیل کانت فی النساء رواہ مسلم (مشکوٰۃ ایضا)

ابی سعید خدری رضہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا شیریں و سرسبز ہے (یعنی انسان کو اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے کا اس میں بہت بڑا سامان ہے) اور یقیناً اللہ تعالےٰ تمہیں دنیا میں حکومت دینے والا ہے اور وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کروگے پس تمہیں چاہیئے کہ معاملات دنیا میں رضائے الٰہی مدنظر رکھو اور عورتوں کے ساتھ معاملات میں ان کے حقوق کی نگہداشت کرو (ان کی اخلاقی اور مادی تربیت کا خاص لحاظ رکھو دیکھو) بنی اسرائیل میں فتنہ کی ابتدا عورت کے معاملات میں بے پرواہی اور غفلت سے ہوئی (عورت قوم کے لئے بمنزلہ دل ہے یہ حصہ بگڑ جاتا ہے تو قوم تباہی کے رستہ پر جا پڑتی ہے)

(۳) وعن ابن عباس رضہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الایم احق بنفسہا من ولیہا والبکر تستاذن فی نفسہا واذنہا صماتہا وفی روایۃ قال الثیب احق بنفسہا من ولیہا والبکر تستامر واذنہا سکوتہا وفی روایۃ قال الثیب احق بنفسہا من ولیہا والبکر یستاذنہا ابوہا فی نفسہا واذنہا صماتہا رواہ مسلم (مشکوٰۃ کتاب النکاح باب الولی وغیرہ)

ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر دیدہ (بیوہ یا مطلقہ) بالغہ عاقلہ اپنے ولی سے اپنے نفس کے متعلق (انتخاب شوہر میں) زیادہ حقدار ہے اور کنواری لڑکی (بالغہ) سے اس کے نفس کے متعلق اذن لیا جائے اس کی اجازت (بسبب حیا کے) خاموشی ہے اور ایک روایت میں ہے فرمایا عورت شوہر دیدہ اپنے نفس کے متعلق ولی سے زیادہ حقدار ہے۔ البتہ کنواری لڑکی سے اذن لیا جائے اور اس کا اذن چپ رہنا ہے۔ ایک روایت میں ہے فرمایا عورت شوہر دیدہ اپنے نفس کے متعلق ولی سے زیادہ حقدار ہے البتہ کنواری لڑکی (بالغہ ہے) اس کا باپ اذن حاصل کرے اور اس کا اذن خاموشی ہے:

غلام قادر - عفی عنہ

مرمت برلن مسجد کی اپیلیں

جن احباب کی خدمت میں انگریزی اپیلیں فراہمی چندہ کے لئے بھیجی گئی ہیں اب تک ان میں سے بہت کم احباب نے اس ضروری کام کی طرف توجہ کی ہے ۔ براہ مہربانی اس طرف توجہ فرمائیں اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد گرامی کے مطابق ۲۰ مارچ تک سب احباب چندہ جمع کرکے مرکز میں بھیجدیں - مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سکرٹری تحصیل

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"تم شان احمدیت کے ظاہر کرنے والے ہو"

لہذا "عاشقانہ فروتنی دکھلاؤ"

حقیقت میں احمدی بنجاؤ اور یقیناً سمجھو کہ خدا کی اصلی اخلاقی صفات چار ہی ہیں جو سورۃ فاتحہ میں مذکور ہیں (۱) رب العالمین - رب کا پالنے والا (۲) رحمان - بغیر عوض کسی خدمت کے خود بخود رحمت کرنیوالا (۳) رحیم کسی خدمت پر حق سے زیادہ انعام اکرام کرنیوالا اور خدمت قبول کرنیوالا اور ضائع نہ کرنیوالا - (۴) اپنے بندوں کی عدالت کرنے والا - سو احمد وہ ہے جو ان چاروں صفتوں کو ظلی طور پر اپنے اندر جمع کرلے - یہی وجہ ہے کہ احمد کا نام مظہر جمال ہے - اور اس کے مقابل پر محمد کا نام مظہر جلال ہے وجہ یہ کہ اسم محمد میں سر محبوبیت ہے کیونکہ جامع محامد ہے اور کمال درجہ کی خوبصورتی اور جامع المحامد ہونا جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے لیکن اسم احمد میں سر عاشقیت ہے کیونکہ حامدیت کو انکسار اور عشقی تذلل اور فروتنی لازم ہے اسی کا نام جمالی حالت ہے - اور یہ حالت فروتنی کو چاہتی ہے - ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شان محبوبیت بھی تھی جس کا اسم محمد مقتضی ہے کیونکہ محمد ہونا یعنے جامع جمیع محامد ہونا شان محبوبیت پیدا کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شان محبیت بھی تھی جس کا اسم احمد مقتضی ہے کیونکہ حامد کے لئے محب ہونا ضروری ہے - ہر ایک شخص کسی کی سچی اور کامل تعریف تبھی کرتا ہے جبکہ اس کا محب بلکہ عاشق ہو اور عاشق اور محب ہونے کے لئے فروتنی لازم ہے اور یہی جمالی حالت ہے جو حقیقت احمدیہ کو لازم پڑی ہوئی ہے - محبوبیت جو اسم محمد میں مخفی تھی صحابہ کے ذریعہ سے ظہور میں آئی اور جو لوگ ہتک کرنے والے اور گردن کش تھے محبوب الٰہی ہونے کے جلال نے ان کی سرکوبی کی لیکن اسم احمد میں شان محبیت تھی یعنی عاشقانہ تذلل اور فروتنی - یہ شان مسیح موعود کے ذریعہ سے ظہور میں آئی - سو تم شان احمدیت کے ظاہر کرنے والے ہو لہذا اپنے ہر ایک بیجا جوش پر موت وارد کرو اور عاشقانہ فروتنی دکھلاؤ
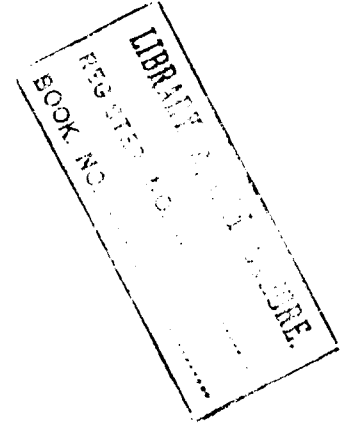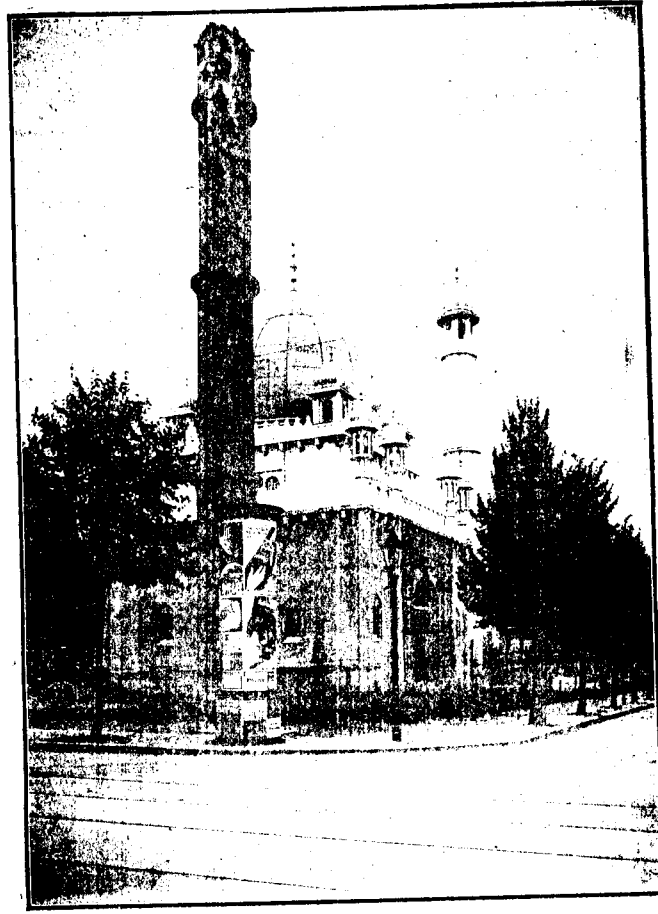
برلن مسجد

برلن مسجد جنگ کے بعد شکستہ حالت میں
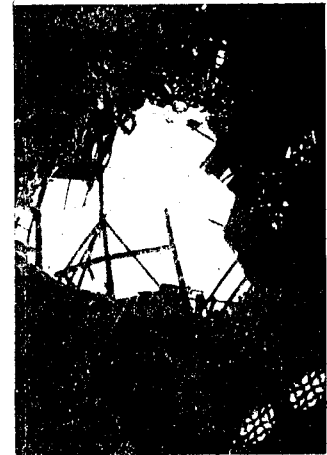
اس مسجد کی جو وسط یورپ میں تبلیغ اسلام کا واحد مقام ہے
مرمت پر ایک لاکھ کے قریب روپیہ خرچ آئیگا

اسلامی تہذیب کی بنیادیں

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

یہ قرآن شریف کی سب سے چھوٹی سورتوں میں سے ایک سورت ہے اور اس کی صرف تین آیتیں ہیں مگر قرآن کریم کی ہر سورت ایک جامع کتاب بھی ہے اور سورہ العصر وہ جامع کتاب ہے جس میں تہذیب اسلامی کے بنیادی اصولوں کو اختصار کے ساتھ جمع کر دیا گیا ہے۔

(۱) والعصر۔ گذرتا ہوا زمانہ گواہ ہے

(۲) ان الانسان لفی خسر

کہ انسان گھاٹے میں ہے۔

(۳) الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔

سوائے ان لوگوں کے جو خدا پر ایمان لاتے اور اچھے کام کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کرتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو استقامت کی تاکید کرتے رہتے ہیں۔

گذرتے ہوئے زمانہ کی گواہی تاریخ انسانی کی گواہی ہے کیونکہ آگے ذکر انسان کا ہے تاریخ انسانی اس بات پر گواہ ہے کہ باوجود اپنی ساری کوششوں کے جو انسان آگے قدم بڑھانے کے لئے کرتا ہے اس کا قدم پیچھے ہی ہٹتا رہتا ہے، کتنی قومیں دنیا میں آئیں، کیسے کیسے عروج پر پہنچیں، کتنی ترقی کی۔ مگر آخر فنا ہو گئیں۔ کتنی تہذیبیں پیدا ہوئیں کیا کیا اپنے کمالات کا اظہار کیا اور بالآخر کس طرح برباد ہوئیں اور صفحہ تاریخ میں ان کا صرف نام باقی رہ گیا۔

یہ زمانہ یا تاریخ کی گواہی ایک دائمی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ہے یعنی اسے بطور گواہ انسان کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور وہ گواہی ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ آج بھی وہ گواہی مل رہی ہے۔ پہلی تہذیب سے دوسری تہذیب بڑھ کر پیدا ہوئی مگر وہ بھی برباد ہو گئی۔ دوسری سے تیسری بڑھ کر پیدا ہوئی اور وہ بھی برباد ہو گئی اسی طرح یہ سلسلہ چلتا نظر آتا ہے یہاں تک کہ آج ہماری آنکھوں کے سامنے یورپ کی مادی تہذیب اس کمال کو پہنچی کہ سب پہلی تہذیبوں کو مات کر دیا مگر اس کی تباہی کے آثار بھی اس قدر واضح ہیں کہ کوئی نہیں کہہ سکتا یہ کتنے دنوں کی مہمان ہے۔ اس کی اخلاقی بنیادیں تو بالکل گر چکی ہیں اور ظاہری بنیادیں بھی کھوکھلی ہو رہی ہیں۔ خود سر مغربی ملک کے لوگ اپنی قوم کی اخلاقی بربادی پر واویلا کر رہے ہیں مگر بحیثیت مجموعی اخلاقی تباہی کے گڑھے کی طرف اندھا دھند دوڑی جا رہی ہے اور انسان نہ صرف اخلاقی لحاظ سے درندگی کی حالت تک پہنچ گئے ہیں بلکہ ایک دوسرے کی تباہی اور بربادی کے بھی اسی طرح درپے ہیں، جیسے خونخوار درندے۔ ہمارے ملک میں جو درندگی پیدا ہو گئی ہے یہ سب یورپ کی مادی تہذیب کا اثر ہے۔

تیسری آیت میں اسلامی تہذیب کی اساس کو بیان فرمایا ہے اس کی پہلی بنیاد ایمان ہے جس تہذیب کا خدا پر ایمان ہوگا وہی ہلاکت اور بربادی سے بچے گی ورنہ جیسے تاریخ بتاتی ہے تہذیبیں بنتی اور بگڑتی رہیں گی۔ ایمان باللہ کے ساتھ ہی اعمال صالحہ کا ذکر کیا کیونکہ اعمال صالحہ خدا پر ایمان سے پیدا ہوتے ہیں اور خدا پر ایمان سے انسان اس قابل بنتا ہے کہ وہ اعمال صالحہ پر قادر ہو سکے نیکی اور بدی کا فلسفہ یہ تو بتا سکے گا کہ یہ کام اچھا ہے اور یہ کام برا ہے مگر کوئی فلسفہ نہ انسان کے اندر بدی سے بچنے کی طاقت پیدا کر سکتا ہے نہ نیک کام کرنے کی قوت پیدا کر سکتا ہے یہ دونوں قوتیں صرف خدا پر ایمان سے پیدا ہوتی ہیں اور آج تک صرف انہیں لوگوں نے یہ قوت انسانوں میں پیدا کی جن کا اپنا ایمان خدا پر کامل تھا۔ تاریخ کو تلاش کر لو نیک کام کرنے کی اور بد کاموں سے بچنے کی قوت صرف مذہب نے پیدا کی، خدا کی طرف سے آئے ہوئے مصلحین نے پیدا کی۔

تہذیب کی اساس اول ایمان اور اعمال صالحہ کو قرار دے کر دوسرے حصہ میں تہذیب کی اخلاقی بنیادوں کا ذکر کیا اخلاق کی عمارت دو ستونوں پر قائم ہے حق یا سچائی اور صبر یا قوت برداشت اس لئے بتایا کہ اسلامی تہذیب کے پیرو ہر وقت ایک دوسرے کو حق اور صبر کی تاکید کرتے ہیں۔

پس اسلامی تہذیب کی بنیادیں ایمانی اور اخلاقی ہیں۔ اور تہذیب وہی پائیدار ہوگی جس کی بنیادیں ایمانی اور اخلاقی ہوں ورنہ جیسا کہ تاریخ نسل انسانی گواہ ہے جب کوئی تہذیب ان دو بنیادوں سے ہٹ جائے گی تو وہ ختم بھی ہو جائے گی۔ مغرب کی تہذیب اور اسلام کی تہذیب میں اصولی فرق صرف ایک ہے کہ یورپ کی تہذیب کی بنیادیں مادی ہیں اور اسلام کی تہذیب کی بنیادیں ایمانی اور اخلاقی ہیں۔

(روح عصر)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تبلیغی کوششیں

یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی انچارج اچھوت مشن رقمطراز ہیں:۔

حافظ عبدالرشید صاحب جو انجمن کی طرف سے علاقہ سندھ میں مبلغ ہیں ان کے تازہ خط میں لکھا ہے کہ ماہ مئی میں چار معزز سکھ زمینداروں نے ضلع نوابشاہ میں ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے جولائی میں دو اچھوت مسلمان ہوئے اور اگست میں ایک سکھ سردار کیسر سنگھ معہ اپنے پورے خاندان کے مسلمان ہوا ہے۔

سید کرامت علی شاہ صاحب مبلغ اسلام ضلع سیالکوٹ سے اپنی تازہ رپورٹ مرقومہ ستمبر میں لکھتے ہیں کہ جنرل موہن سنگھ آزاد ہند فوج کا جرنیل اس علاقہ کے سکھوں میں اسلحہ تقسیم کر رہا تھا اس لئے اس علاقہ میں پہنچ کر مسلمانوں کو بیدار کیا گیا اور تمام دیہات کا دورہ کر کے اور جگہ جگہ مسلمانوں کو جمع کر کے ان کو ہوشیار کیا گیا اور ان کو ڈیفنس کے تمام طریقے بتائے گئے۔

نماز کے موقعہ پر -/۱۳۵ روپیہ چندہ جمع کر کے مہاجرین کی امداد کے لئے بھجوایا بہت سی دیہات میں ہندو سکھ اور مسلمانوں کے مشترکہ جلسے کر کے انکو پرامن رہنے کی تلقین کی گئی مگر سکھوں نے عہد شکنی کر کے مسلمانوں کے دیہات پر حملہ کی خفیہ سازش کی۔ جنرل موہن سنگھ اور اس کے ساتھیوں نے فوجی لباس پہن کر موضع سدھاوی ضلع سیالکوٹ پر حملہ کیا مگر ایک اکیلے مسلمان ہیڈ کانسٹیبل نے مقابلہ کر کے جنرل موہن اور اس کے ساتھیوں کو ہمیشہ کی نیند سلا دیا۔

قبول اسلام موضع ہوگڑھ میں ایک سکھ خاندان گل جٹ کے ۲۵ افراد نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا موضع نفویہ کے ملی جاٹوں کے ۳۰ اشخاص حلقہ بگوش اسلام ہوئے موضع دوبرجی میں بلاقی نمبردار کا سارا خاندان جو نصف گاؤں کا مالک تھا کل ۵۰ نفوس میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور برہمنوں کے چھ گھر اسلام میں داخل ہوئے۔

رانا کوٹ میں گنڈا سنگھ نمبردار معہ خاندان سید علی حسین کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔

کم سے کم علاقہ ملتان اور کوٹ احدیاں کے جملہ سکھ اور ہندو اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔

فالحمد للہ

عبدالحق ودیارتھی

وصایا و تبلیغ بلاد غیر

ماہ اگست ۱۹۴۷ء

نام				
(۱) جناب حافظ محمد بخش صاحب اوکاڑہ	۰	۰	۱۰	قسط وصیت
۲۔ جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع لائلپور	۰	۵	۸	〃 〃 〃
۳۔ جناب چوہدری محمد سعید صاحب بعثہ سیالکوٹ	۰	۱۳	۲۰	〃 〃 〃
۴۔ جناب شیخ نثار احمد صاحب وزیرآباد	۰	۰	۱۰۰	〃 〃 〃
۵۔ جناب مولانا عزیز بخش صاحب لاہور	۰	۰	۲۵	〃 〃 〃
۶۔ جناب ڈاکٹر این اے خاں صاحب برہما	۰	۰	۱۱۶	〃 〃 〃
۷۔ جناب سیٹھ احمد بخش صاحب راولپنڈی	۰	۰	۲۰	〃 〃 〃
۸۔ جناب ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالہ	۰	۰	۱۰	〃 〃 〃
۹۔ جناب صاحبزادہ عبدالرب صاحب نارنوت	۰	۰	۱۰۰	〃 〃 〃
۱۰۔ خانصاحب جناب قاضی سمیع اللہ صاحب لاہور	۰	۰	۱۰۰	〃 〃 〃
(۱۱) جناب شیخ اللہ بخش صاحب بدوملہی	۰	۰	۲۰۰	〃 〃 〃
	۰	۲	۲۵۹۴	

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

زکوٰۃ قومی بیت المال میں آنی چاہیئے

جو شخص زکوٰۃ نہیں دیتا وہ ایک رکن اسلام چھوڑتا ہے

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ضروری مکتوب

برادر مکرم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
خواہر محترمہ

ادائیگی زکوٰۃ کے متعلق میں آپ کو دو باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

اوّل! اس میں شک نہیں کہ بعض مسلمان زکوٰۃ ادا بھی کرتے ہیں مگر سنت نبوی پر پھر بھی عمل نہیں کرتے۔ کچھ گداگر زکوٰۃ کا مہینہ آنے پر گھروں سے نکل کھڑے ہوتے ہیں اور ایک دولت مند کے پاس پہنچکر حصہ رسدی کچھ پیسے وصول کر لیتے ہیں۔ دینے والے سمجھتے ہیں کہ ہم نے زکوٰۃ ادا کر دی حالانکہ زکوٰۃ اس چیز کا نام نہیں جو فقروں کو دی جائے۔ بلکہ زکوٰۃ وہ ہے جو بیت المال میں جمع کر کے وہاں سے خرچ کی جائے۔ جو لوگ اپنے طور پر زکوٰۃ خرچ کرتے ہیں وہ قوم میں گداگری پیدا کرنے والے اور بیکاری کے جرم کی اعانت کرنے والے ہیں۔ قرآن کریم میں صریح ہدایت ہے کہ امام کے عامل زکوٰۃ وصول کریں یہاں تک کہ ان عاملوں کو مد زکوٰۃ میں سے تنخواہ دینا بھی قرآن کریم نے زکوٰۃ کے ضروری مصارف میں سے قرار دیا ہے۔

نبی کریم صلعم کا عمل

اور نبی کریم صلعم کا یہی عمل تھا۔ کوئی شخص اس بات کا مجاز نہ تھا کہ یہ کہے کہ میرے پاس بہتیرے زکوٰۃ مانگنے والے آجاتے ہیں یا میرے رشتہ دار بہتیرے مستحق ہیں۔ میں بیت المال میں نہیں دیتا۔ آپ کی وفات کے بعد جب بعض قوموں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ کہلا بھیجا کہ ہم اپنی زکوٰۃ کو بیت المال میں داخل نہیں کریں گے اپنے طور پر خرچ کریں گے تو آپ نے ان کے خلاف لشکر کشی کی۔ نماز اگر کوئی شخص نہیں پڑھتا یا اکیلا گھر میں پڑھ لیتا ہے۔ اور مسجد میں نہیں آتا تو وہ گنہگار تو ہے مگر نقصان اپنی جان کا کرتا ہے مگر جو شخص اپنی زکوٰۃ کو بیت المال میں ادا نہیں کرتا وہ گنہگار بھی ہے اور اس کے گناہ سے ساری قوم کو نقصان پہنچتا ہے۔

زکوٰۃ اور جہاد

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم جو چندہ ماسوا تبلیغ اسلام کے لئے دیتے ہیں وہ زکوٰۃ نہیں بلکہ جہاد ہے اور زکوٰۃ اور جہاد اسلام کے دو الگ الگ رکن ہیں ایک کے ادا کرنے سے دوسرا ادا نہیں ہو جاتا۔ ایک شخص چندہ دیتا ہے زکوٰۃ نہیں دیتا وہ بھی ایک رکن اسلام کو چھوڑتا ہے۔ ایک شخص زکوٰۃ دیتا ہے چندہ نہیں دیتا وہ بھی ایک رکن اسلام کو چھوڑتا ہے

انجمن کا فیصلہ

البتہ احباب کی سہولت کے لئے انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک تہائی تک زکوٰۃ کے معطی کو اختیار ہے کہ وہ اپنے طور پر خرچ کرے۔ اپنے کسی غریب رشتہ دار کو دیدے یا کسی محتاج کو دیدے یا اس کا کچھ لٹریچر منگوا کر اپنے طور پر تقسیم کر دے اور اس کی بناء ایک حدیث پر ہے جس میں آتا ہے کہ جب تم زکوٰۃ کا اندازہ کر لو تو ایک تہائی یا ایک چوتھائی چھوڑ دیا کرو۔ امام شافعی کہتے ہیں۔ یہ اس لئے ہے تا کہ ایک شخص خود اپنے ہمسایوں یا قریبیوں پر جو مستحق زکوٰۃ ہوں خرچ کر سکیں۔ لیکن جو لوگ ساری زکوٰۃ اپنے طور پر خرچ کرتے ہیں وہ خدا کے حکم کے خلاف چلتے ہیں اگر ایک شخص سمجھتا ہے کہ اس کی ایک تہائی زکوٰۃ سے زیادہ کے کوئی اس کے قریبی حقدار ہیں تو وہ ان کے لئے انجمن میں لکھ سکتا ہے اس طرح وہ اپنے حسب منشاء امداد بھی دے سکتا ہے اور خدا کے حکم کی تعمیل بھی ہو جائے گی اور قوم کی طاقت بھی بڑھے گی۔

زکوٰۃ کن کن چیزوں پر ہے

۱۔ نقدی خواہ سونا ہو یا چاندی یا نوٹوں کی صورت میں اپنے پاس جمع ہو یا کسی جگہ امانت کے طور پر جمع ہو۔ زیورات خواہ روپے کو جمع رکھنے کی غرض سے بنائے گئے ہوں خواہ استعمال کے لئے شب و روز پہنے جاتے ہوں خواہ رکھے رہتے ہوں ان پر بھی نقدی کی طرح زکوٰۃ ہے اگر وہ جڑاؤ ہیں تو نگینوں وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں نہ ہی جواہرات پر زکوٰۃ ہے، صرف سونے یا چاندی کی قیمت پر زکوٰۃ ہے جو اس میں لگا ہوا ہے۔ بشرطیکہ باون روپے یا اس سے زیادہ مالیت کا ہو ساڑھے سات تولے یا اس سے زائد سونے پر زکوٰۃ ہے

۲۔ تجارت پر لگا ہوا مال اور انڈسٹری کی صورت میں لگا ہوا سرمایہ، مکان یا زمین یعنی جائداد غیر منقولہ سے زیادہ مشابہ ہے۔ ان دونوں صورتوں میں زکوٰۃ اس نفع پر ہونی چاہیئے جو تجارت یا کارخانے سے اٹھایا گیا ہے یعنی ضروری اخراجات کو ادا کرنے کے بعد جو اس کی آمدنی ہو اس میں سے اڑھائی فیصدی دیا جائے۔ انکم ٹیکس وغیرہ لازمی اخراجات میں سے شمار ہوں گے۔

۳۔ زمینوں کی پیداوار میں عشر اور بیسویں حصہ کا طریق اس لئے قابل عمل نہیں کہ خود حکومت مالکان زمین سے خراج الگ لے لیتی ہے اس صورت میں زکوٰۃ زمین کے منافع پر ہو گی یعنی اس کی آمدنی میں سے ضروری اخراجات کو جن میں معاملہ، آبیانہ اور ضروری اخراجات شامل ہیں نکال کر جو رقم باقی رہے اس پر اڑھائی فیصدی زکوٰۃ ہے۔

مکانات کے کرایہ پر زکوٰۃ

۴۔ مکانات کے کرایہ پر ایک سال کی آمدنی کرایہ بعد منہائی لازمی اخراجات باون روپے سے زیادہ ہو۔ تو زکوٰۃ بحساب اڑھائی روپے فی سینکڑہ ہو گی۔ اپنے رہائشی مکانات پر یا جن مکانات سے کوئی کرایہ وصول نہیں ہوتا کوئی زکوٰۃ نہیں۔ اسی طرح جو زمین صرف کسی کے اپنے گذارہ کے لئے ہے اس پر بھی زکوٰۃ نہیں

۵۔ بالآخر تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عموماً اور برادران جماعت کی خدمت میں بالخصوص التماس ہے کہ زکوٰۃ کے مصارف میں غرباء اور مساکین کی امداد کے علاوہ سب سے بڑا اور سب سے اہم خرچ تبلیغ اسلام ہے اور یہ سب کام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ایک وسیع پیمانے پر کر رہی ہے۔ اس نے نہ صرف ہندوستان میں اور ہندوستان سے باہر یورپ و غیر ممالک میں متعدد اسلامی مشن کھولے ہوئے ہیں بلکہ قرآن کے تراجم انگریزی اور دوسری زبانوں میں ہزارہا کی تعداد میں سیرت نبوی کے تراجم اور تعلیم پر رسالے ہزاروں کی تعداد میں مفت غیر مسلموں تک پہنچائے جاتے ہیں اور اس کے بیت المال سے ایک خاص تعداد غرباء اور مساکین کی بھی فائدہ اٹھا رہی ہے اس لئے سب بھائی اپنی زکوٰۃ بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجکر ممنون فرمائیں۔

خاکسار محمد علی
پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ موسم گرما کے لئے ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں وہاں ان سے اس پتہ پر خط و کتابت کی جائے:۔

"دار السلام"
ڈلہوزی

— پیغام صلح کے موجودہ پرچہ کو مسیح موعود نمبر بنانے کا خیال تھا۔ افسوس یہ ارادہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا تاہم اس میں چند مضامین ایسے ہیں جو خاص اس نمبر سے تعلق رکھتے ہیں۔

— سامانہ سے شیخ محمد یوسف صاحب گرنھی اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۲ رمئی کو نماز جمعہ سے قبل، نماز کے اندر اور نماز کے بعد احباب لاہور کے لئے تمام جماعت سامانہ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ موجودہ فسادات میں حضرت صاحب کے آخری مرکز کو فتنہ سے بچائے۔

— احباب کی اطلاع کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ بلڈنگس لاہور کے تمام دوست خیریت سے ہیں، اخبارات کی اشاعت، خط و کتابت اور ترسیل کتب کے سلسلہ میں بعض اوقات رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں توقع ہے کہ بیرونی احباب ان حالات میں ہمیں معذور تصور فرمائیں گے۔

ایک ضروری تصحیح

مورخہ ۲۸ رمئی کے پیغام صلح میں جو وصایا کی فہرستیں شائع ہوئی ہیں ان میں جو فہرست صفحہ ۹ پر زیر عنوان "ان اصحاب کی فہرست جن کی رقم وصیت معین نہیں اور نہ کچھ وصول ہوا" شائع ہوئی ہے نمبر ۴ پر جو نام شائع ہوا ہے وہ اصل میں اس طرح سے ہے:۔

محترمہ کلثوم بیگم صاحبہ شیخ نثار احمد صاحب وزیر آباد۔

احباب اس کی اصلاح کر لیں۔ ہم اس غلطی کے لئے معافی کے خواستگار ہیں۔

مرتضیٰ خاں
اسسٹنٹ سیکرٹری

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

پیغامِ صلح
جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ | نمبر ۱۱

خدا تعالیٰ کے زور آور حملے ہو گئے ہیں اسکا موجب میرے جھٹلانیکے دن

دنیا اس وقت ایک فتنہ و فساد اور تشویش و بے چینی کا آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ ایک طرف ملکوں کی تقسیم پر جھگڑا ہے، اور دنیا کی وہ بڑی بڑی قومیں جو جنگ عظیم کے بعد صلح و امن قائم کرنے کے لئے سر جوڑ کر بیٹھی ہیں ان سب کو ایک دوسرے سے خطرہ محسوس ہو رہا ہے اور وہ سب کے سب ایک دوسرے کی تدابیر کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتی اور ایک دوسرے کو گرانے کی کوشش کر رہی ہیں اتحاد عالم کی کانفرنس، دنیا کے چار بڑے آدمیوں کی کانفرنس، وزرائے خارجہ کی کانفرنس اور اسی قسم کی کانفرنسیں منعقد ہوئیں اور ہو رہی ہیں لیکن کسی کا بھی کسی بات پر اتفاق نہیں ہوتا اور نہ ہونے کا امکان ہے۔

دوسری طرف جنگ کے ہولناک تاثرات نے قحط اور گرانی اشیاء کی جو مصیبت تمام دنیا میں بپا کر رکھی ہے بالخصوص یورپ کے بڑے بڑے ممالک جس ہولناک گرانی اور ضروریات زندگی کی نایابی کا شکار ہو رہے ہیں وہ ایک اور دردناک عذاب ہے جس سے مخلصی کی کوئی صورت بظاہر نظر نہیں آتی پچھلے دنوں انگلستان اور جرمنی سے شدید برفباری اور کوئلہ کی کمیابی کی جو خبریں آتی رہیں وہ دلوں کو کپکپا دینے کا موجب تھیں اور یہیں تک نہیں جنگ کے ہولناک تاثرات نے یورپ کے جنسی اور معاشرتی حالات پر جو ناخوشگوار اثر ڈالا ہے جس کی داستان انہی صفحات میں ایک جرمن اخبار کے قلم سے ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب نے ہمیں سنائی ہے وہ اور بھی زیادہ دردناک اور تباہی کے گڑھے کی طرف جانیوالا ہے۔

یہ تو فاتحین کا حال ہے مفتوحین کے حال کا اسی سے اندازہ کر لیجئے کہ اسفل السافلین کے کس گڑھے میں پڑے ہوئے تڑپتے ہونگے آہ! جو کل تک اپنی تعلیم، اپنی تجارت اور صنعت و حرفت اور اپنے سائنٹیفک انکشافات کی وجہ سے دنیا میں ایک ممتاز حیثیت اور شہرت رکھتے تھے آج وہ ذلت و نکبت کے غار میں پڑے ہوئے سسک رہے ہیں اور کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں جرمنی، جاپان اور دوسرے کئی ایک ممالک اور کئی امراء اور تاجدار آج ان لوگوں کے رحم پر زندگی بسر کر رہے ہیں جن کو کل تک اپنے قدموں کی ٹھوکر سمجھتے تھے۔ فاتحین اپنی جگہ نالاں ہیں کہ انہیں پانچسالہ قربانیوں کے بعد کوئی خوشگوار پھل نہ ملا بلکہ دکھ اور تکلیفیں بڑھ گئیں اور مفتوحین اپنی جگہ دم توڑ رہے ہیں کہ ان کے محلات اور کارخانے اور تجارتی

جماعت کے ہر فرد کیلئے

کیا پندرہ دن تک آپ روزانہ اس بات پر غور کریں گے کہ آپ نے برلن مسجد کی مرمت کے سلسلہ میں کس قدر امداد کی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ پندرہ دن بھی نکل جائیں اور آپ اس ثواب کے کام سے محروم رہ جائیں۔

محمد علی

صنعت تو گئی کیا ڈھیں ان کے لئے کھانے کو روٹی اور نہ پہننے کو کپڑا اور نہ سر چھپانے کو جگہ ملتی ہے۔

ہندوستان خوش ہے کہ اسکو جنگ کی قربانیوں کے معاوضہ میں آزادی ملنے والی ہے اور اب وہ اپنی حکومت، تجارت صنعت و حرفت اور پیداوار کا آپ مالک ہوگا لیکن آزادی کا یہ دیوتا بھی کتنا خونخوار ہے کہ اس کا نام آتے ہی قوموں قوموں کی جنگ چھڑ گئی، ہندو مسلمان، سکھ اور اچھوت سب منہ کھولے ہوئے ایک دوسرے کو پھاڑ کھانے کے لئے دوڑ رہے ہیں بلکہ جہاں بس چلتا ہے ایک دوسرے کو نگلتے جا رہے ہیں حقوق کی جنگ نے صدیوں کی دوستی، انگلت اور مروت و رواداری کو بالائے طاق رکھ دیا۔ اور گولیوں، ہندوقوں، تلواروں اور کرپانوں بلکہ اینٹوں اور پتھروں سے ایک دوسرے کا سر پھوڑنا اور جان لینا کار ثواب بن گیا ہے، قحط و گرانی نے ایک طرف لوگوں کو بدحال بنا رکھا ہے اور اکثریت و اقلیت کی جنگ نے دوسری طرف تباہی اور بدامنی پھیلا رکھی ہے،

غور کرنے کی بات ہے کہ یہ بدحالی و پریشانی یہ قسم قسم کے دکھ اور مصائب تمام دنیا پر یکلخت کیوں چھا گئے۔ کیوں دنیا ایک عذاب الیم میں مبتلا ہو چکی ہے اور اس عذاب سے مخلصی حاصل کرنے کی ہر تدبیر ایک نئے عذاب کا موجب بن جاتی ہے قرآن کریم نے اسکا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا وقیل لھم ذوقوا عذاب النار الذی کنتم بہ تکذبون جب اس (آگ) سے نکلنے کا ارادہ کریں گے اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائیگا چکھو اس آگ کے عذاب کو جس کو تم جھٹلاتے تھے، کتنا صحیح نقشہ ہے جو قرآن کریم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے دنیا کی موجودہ حالت کا کھینچا اور اس کی وجہ بھی ساتھ ہی بتا دی کہ تم اپنی بداعمالیوں کی پاداش کو جھٹلاتے اور جہنم کی اس آگ سے انکار کرتے تھے آخر کار وہ سزا جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا، تم پر وارد ہو گئی۔

اس عذاب جہنم کی طرف خدا کے ایک مامور نے اس زمانہ میں بھی توجہ دلائی اور بار بار پکار پکار کر دنیا کو سمجھایا کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو اس دنیا میں بھی امن و عافیت سے زندگی بسر کرنے کی راہیں بتاتا اور اخروی نجات کا رستہ بھی دکھاتا ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک نبی ہے جو دنیا جہان کے لئے رحمت بن کر آیا ہے اور اس کے نمونہ پر چل کر دنیا رحمت کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ پس آؤ اور اس امن و عافیت والے مذہب اور اس رحمۃ للعالمین کے جھنڈے تلے جمع ہو کر آنیوالے دکھوں اور عذابوں سے اپنے آپ کو بچالو۔ لیکن دنیا نے اس پیغام امن دینے والے فرستادہ الٰہی کو بھی جھٹلایا اور پاکوں کے سردار سرور عالم رحمۃ للعالمین کی تکذیب میں اور بھی حد سے بڑھ گئی جس کا نتیجہ یہ عذاب الیم ہے جو اس وقت تمام دنیا پر مسلط ہے اور جس کی خبر اس مامور من اللہ نے بھی پہلے سے ان الفاظ میں دی تھی۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا دنیا نے اسے قبول نہ کیا مگر خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی صداقت کو ثابت کر دیگا،،

یہ ہیں وہ زور آور حملے جو اپنی نوعیت اور شدت میں دن بدن بڑھتے چلے جا رہے ہیں کاش اب بھی دنیا کے فہمیدہ انسان اس پر غور کر کے مامور الٰہی کے بتائے ہوئے

۶ مارچ

۶ مارچ کا دن احمدیت کی تاریخ میں ایک قابل یادگار دن ہے جبکہ آج سے پچاس سال پہلے پنجاب کے دارالخلافہ لاہور میں ہستی باری تعالیٰ اور مجدد زمانہ کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہوا۔ پنڈت لیکھرام جو آریہ سماج کا ایک مایۂ ناز اپدیشک اور اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے میں ید طولیٰ رکھتا تھا، حضرت مسیح موعودؑ کے دلائل و براہین کی تاب نہ لا کر آپ سے اپنے متعلق نشان الٰہی کا طالب ہوا، اور اس مضمون کا ایک معاہدہ حضرت مسیح موعود اور لیکھرام کے مابین ہوا کہ اگر کوئی پیشگوئی لیکھرام کو بتلائی جائے اور وہ سچی نہ ہو تو وہ ہندو مذہب کی سچائی کی دلیل ہوگی اور فریق پیشگوئی کرنے والے پر لازم ہوگا کہ آریہ مذہب کو اختیار کرے یا تین سو ساٹھ روپے لیکھرام کو دیدے جو پہلے شرمپت ساکن قادیان کی دوکان پر جمع کرا دینا ہوگا اور اگر پیشگوئی کرنیوالا سچا نکلے تو اسلام کی سچائی کی یہ دلیل ہوگی اور پنڈت لیکھرام پر واجب ہوگا کہ مذہب اسلام قبول کرے (استفتاء صفحہ ۹) اس معاہدہ کے بعد ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو بہت تضرع اور دعا کے بعد حضرت مسیح موعود کو جناب الٰہی سے یہ بتایا گیا کہ آج سے چھ برس کے اندر اندر لیکھرام پر عذاب شدید جس کا نتیجہ موت ہے نازل کیا جائیگا آپ نے بذریعہ اشتہار اسکا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد ۳ اپریل ۱۸۹۳ء کو ایک قوی ہیکل اور مہیب شکل شخص آپ کو حالت غنودگی میں دکھایا گیا جو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ملائک شداد میں سے ہے اس نے آپ سے دریافت کیا کہ "لیکھرام کہاں ہے" آپ نے اس کشف کو بھی شائع کر دیا اور اس کی یہ تعبیر کی کہ یہ شخص لیکھرام کی سزا دہی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ پھر ۲۴ اگست ۱۸۹۳ء کو اس کے وقت کی ایک اور وضاحت اس الہام میں کی گئی ستعرف العید والعید (قریب ہے تو عید کا دن پہچان لیگا اس دن سے عید اقرب ہوگی)

گویا پیشگوئی میں تین باتیں آ گئیں۔

(۱) اس کا وقوع چھ سال کے اندر ہوگا بلکہ الہام کے اصل الفاظ یہ ہیں یقضی فی ست یعنی چھ میں اس کا کام تمام کیا جائیگا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ کے عدد کے ساتھ اس پیشگوئی کو خاص مناسبت تھی۔

(۲) کسی ہیبت ناک شخص کے ذریعہ اس کی زندگی کا خاتمہ ہوگا۔

(۳) عید یا عید کے قریب یہ نشان ظاہر ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا چھ سال کے اندر چھ

(باقی برصفحہ ۴ کالم ۳ کے آخر میں)

پیغام صلح
جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ ۱۳ رجب ۱۳۶۶ھ | نمبر ۲۱

جب تکمیل دین ہو چکی...

(از شیخ محمد طفیل ایم۔ اے)

ایک مجلس میں تحریک احمدیت اور اس کی تبلیغی کوششوں کا ذکر چلا تو میرے ایک دوست کہنے لگے اجی چھوڑیئے آپ اس بات کو جب تکمیل دین ہو چکی اور خدا کی نعمت پوری ہو گئی تو پھر کسی نئے مامور کی کیا ضرورت ہے۔ اسلام کا کام تو مبلغ اسلام کرتے ہی رہتے ہیں۔ ہمارے لئے تو بس قرآن مجید کافی ہے۔

اس اعتراض کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ تکمیل دین کے بعد کسی ایسے شخص کی ضرورت نہیں، جو نئے احکام لائے یا پرانے احکام میں کسی قسم کا ردو بدل کرے اگر معترض یہ سمجھتا ہے کہ ہم کسی ایسے شخص کی آمد کے قائل ہیں تو وہ سراسر غلطی پر ہے۔ کیونکہ اسلام میں جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے تجدید دین کے لئے مامور ہوتا ہے اس کا صرف یہ کام ہے کہ

(۱) لوگوں کو دین سکھائے۔

(۲) دین کی حقیقت بیان کرے

(۳) ان روایات کا احیاء کرے، جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم پر عمل میں مٹ گئی ہوں۔

(۴) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر جو جھوٹے الزامات لگائے ان کا کماحقہ دفعیہ کرے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ ایسا شخص نبی نہیں ہوتا گو وہ مزاج نبوت میں نبی سے بہت قریب ہوتا ہے اور اسے کمالات نبوت حاصل ہوتے ہیں اسے انبیاء سے شدید مشابہت ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ سے کثرت سے ہمکلامی کا شرف بھی رکھتا ہے۔ اس کی وحی کو رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح دخل شیطانی سے منزہ کیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ اپنی وحی کی پیروی نہیں کرتا۔ جب تک اسے قرآن شریف اور سنت نبوی پر عرض نہ کرے۔ درحقیقت یہ مرتبہ اصل نبوت کا ظل ہے کیونکہ وہ اپنے نبی سے عکسی رنگ میں روشنی لیتا ہے۔ وہ انبیاء کی طرح معبوث ہو کر آتا ہے اور اس کے دعوے کا انکار کرنے والا ایک حد تک سزا کے لائق ہوتا ہے۔ یہ وہ امور ہیں جن کی تائید قرآن و حدیث اور اقوال آئمہ دین سے ہوتی ہے۔

آمدم برسر مطلب کیا تائید دین تکمیل دین کے منافی ہے؟ دین کی ترقی و اشاعت کن ذرائع سے ہو سکتی ہے؟ دین کے استحکام و حفاظت کے لئے کن کن انتظامات کی ضرورت ہے؟ اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی سنت کیا ہے؟

جو شخص ٹھنڈے دل سے ان امور پر غور کرے گا وہ کبھی اس قسم کا اعتراض پیش نہ کرے گا جس کا میں ابتدا میں ذکر کر چکا ہوں۔

کسی مثال پر اپنی دلیل کا انحصار رکھنا اچھی منطق نہیں لیکن بعض اوقات تمثیل سے اپنی دلیل کو منوانا آسان ہو جاتا ہے میں نے اپنے دوست سے کہا اچھا یہ تو فرمائیے کہ ایک خوبصورت عمارت جو اپنی عظمت اور اپنے نقش و نگار کے لحاظ سے کامل ہے کیا اس کے لئے کسی ایسے شخص کی ضرورت نہیں جو وقتاً فوقتاً اس کی دیکھ بھال کرے اور اس میں سے خس و خاشاک صاف کرتا رہے۔ کیا تاج محل کی خوبصورتی اور عدیم النظیری میں اس لئے فرق آ گیا ہے کہ اس کی دیکھ بھال کرنے والے لوگ ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں کیا ایسے لوگوں کا وجود اس کے بے مثال ہونے کے منافی ہے اگر خدا تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت اور تائید کے لئے اس قسم کا انتظام فرمایا ہے تو پھر یہ کیسے تکمیل دین مصطفےٰ کے منافی ہے۔ یہ سچ ہے کہ تکمیل دین ہو چکی لیکن اس کی ترقی اور اشاعت اس کے استحکام و حفاظت کی ضرورت تو ختم نہیں ہو گئی۔ اگر ہم فطرت انسانی کا بڑے غور سے مطالعہ کریں تو چند باتیں ہمیں واضح طور پر نظر آتی ہیں انسان بچپن سے ہی دوسروں کی پیروی کا محتاج ہے ایک بکری کے بچے کو یہ امر فطرت سکھا دیتی ہے کہ اسے گھاس چرنا ہے لیکن شیر کا بچہ کبھی گھاس پر منہ نہیں مارتا۔ ہاں انسان کا بچہ یہ بھی نہیں جانتا کہ اسے زہر کھانا چاہیئے یا نہیں، بلکہ اس کے سامنے اگر آگ کا انگارہ بھی رکھ دیا جائے تو وہ اسے بھی اٹھا کر منہ میں ڈالنے کی کوشش کرے گا۔ یہ ضروریات اس کے جسم سے متعلق ہیں۔ ان کے متعلق وہ اپنے ماحول سے سبق حاصل کرتا ہے کہ اسے کیا کرنا چاہیئے اور کیا نہیں۔ لئے هل القیاس ہو وہ اپنی روح کی غذا کے لئے بھی دریہ فرض بیا گیا ہے کہ اس مضمون کے پڑھنے والے اس عالم رنگ و بو کی مادی ضروریات ہی کو اصل حقیقت نہیں جانتے) ہاں میں یہ کہہ رہا تھا کہ وہ اسی طرح اپنی روحانی ضروریات کے لئے بھی ہر وقت دوسروں کی رہنمائی کا محتاج ہے دوسروں کی رہنمائی سے مراد یہ نہیں کہ ان لوگوں کی رہنمائی کا محتاج ہے جو صرف اپنی فریب، خوردہ عقل اور خودساختہ دلائل سے کام لیتے ہیں جو اپنے افکار کی دنیا کی گوناگوں پیچیدگیوں میں اُلجھے رہتے ہیں جنہوں نے زندگی کو اپنے بہیمانہ تصورات سے تاریک بنا دیا ہے جن کی نگاہیں انسانی حیات کے گھناونے گوشوں سے کبھی اونچی نہ ہو سکیں۔ دوسروں کی رہنمائی سے مراد یہ نہیں کہ وہ ان شاعروں ادیبوں، افسانہ نویسوں، فنکاروں، فلسفیوں سائنسدانوں، سیاست دانوں یا ان لوگوں کی رہنمائی کا محتاج ہے الذین ضل سعیهم فی الحیوٰة الدنیا۔ جن کی تمام کوششیں اس دنیاوی زندگی کے مسائل کے لئے بیکار گئیں بلکہ اسے ان لوگوں کی رہنمائی کی ضرورت ہے جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے پاک کرتا ہو وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہوں پر چلتے ہیں وہ لوگ جن کا اٹھنا، بیٹھنا سونا جاگنا خدا تعالیٰ کے لئے ہے، جن کا ہر قدم خدا کی رضا کے لئے اٹھتا ہے جن کا قلب خدا تعالیٰ کی بخشی ہوئی روشنی سے منور ہے۔ جن کا ہر نفس اور جن کا ہر فعل طہارت نفس اور پاکیزگی کردار کا مظہر ہے اس امر سے کون سلیم القلب انکار کر سکتا ہے کہ انسان کی روح کو اپنی رہنمائی کے لئے ایسے لوگوں کی ضرورت ہے۔

نہ صرف فطرت انسانیہ بلکہ تاریخ اقوام کا مطالعہ بھی اسی امر کی تائید کرتا ہے علم تاریخ سے میری مراد ان درسی کتب سے نہیں جو ہمارے سکولوں اور کالجوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ جن میں تاریخ نویسی اور تاریخ بیانی کے اصول اس قدر ناقص اور غلط ہیں کہ اقوام کے عروج و زوال ان کے تہذیب و تمدن کے متعلق ایک درست و متوازن رائے کا قائم کرنا مشکل ہے۔ قرآن مجید اس لحاظ سے تو ایک تاریخ کے طالب علم کے لئے مفید کتاب نہیں کہ اس میں کسی خاص قوم کی معاشرت کی تفصیلات درج ہوں لیکن ان حقائق کے مدنظر اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے جو اس نے قوموں کے عروج و انحطاط کے متعلق پیش کئے ہیں ان اصول کو مدنظر رکھ کر اگر کسی قوم کی داستان قلمبند کی جائے تو یقیناً وہ ان تاریخی افسانوں سے بہت مختلف ہو گی جن سے ہمارے کان اب تک آشنا ہیں۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مختلف اقوام کی سربلندی۔ تباہی و بربادی کے واقعات مرقوم ہیں، ایک حقیقت جو قرآن کے مطالعہ سے وقت بار بار ہمارے سامنے آتی ہے یہ ہے کہ مامور کے بعد کچھ عرصہ گذرنے پر لوگوں میں قساوت قلبی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ طرح طرح کے معائب و فسق و فجور میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے اعمال ان کی تباہی کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو عذاب الٰہی کا مورد بنا لیتے ہیں، رحمت الٰہی اس موقعہ پر اپنا پیغمبر بھیجکر ان کو اس تباہ کن انجام سے بچنے کا موقعہ بھی دیتی ہے اور جو سلوک ان کا اس رسول الٰہی سے ہوتا ہے اسی کے مطابق ان کی قسمت کا فیصلہ کیا جاتا ہے فکیف کان عاقبة المکذبین۔

یہی خدا تعالیٰ کی سنت قدیمہ ہے اس کی رحمت کا یہی تقاضا ہے کہ کمزور اور نابینا مخلوق کی ہمیشہ ہی رہنمائی کی جائے اسے قوت اور بصیرت بخشی جائے اس کی آسمانی روشنی سے مدد کی جائے بنی اسرائیل کو اپنے زمانہ کے لحاظ سے ایک کامل اور جلالی کتاب دینے کے باوجود توریت کی تصدیق و تائید کے لئے مختلف نبی آتے رہے۔

ولقد اٰتینا موسی الکتٰب وقفینا من بعدہ بالرسل (بقرہ ع ۱) تاکہ زخمیوں کے لئے مرہم پھاہوں کے لئے آب حیات راہ گم کردہ کے لئے رہنمائی کے سامان مہیا کریں۔

ثم ارسلنا رسلنا تترا (مومنون ع ۳) ہم نے پے در پے رسول بھیجے۔

ورسلاً قد قصصنٰھم علیک من قبل ورسلاً لم نقصصھم علیک (نساء ع ۲۳) اور کچھ رسول ہیں جن کا حال ہم تجھ سے پہلے بیان کر چکے ہیں اور کچھ رسول ہیں جن کا ذکر ہم نے تجھ سے نہیں کیا۔

وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ رسلاً مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجة بعد الرسل (نساء ع ۲۳) اور اللہ نے موسےٰ سے بہت سی باتیں کیں۔ رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تاکہ لوگوں کو رسولوں کے بعد اللہ پر کوئی عذر نہ ہے

خدا تعالیٰ کی سنت عین انسانی فطرت کے مطابق تھی جس کی تائید تاریخی حقائق سے بدرجہ اتم ہو جاتی ہے۔

اب اگر مسلمانوں کی حالت اس سے مختلف ہوتی اور وہ انسانی فطرت کی احتیاجات سے بالا ہوتے تو بیشک ان کے لئے کسی مجدد و محدث و مامور کی ضرورت نہ تھی۔ کیا

دوسری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہدیۂ تبریک

بہ تقریبِ سعیدِ قیامِ پاکستان

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کی طرف سے

۱۔ میں سب سے پہلے قائدِ اعظم مسٹر محمد علی جناح کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں جن کے خدا پر بھروسہ اور دن رات کی انتھک کوششوں سے، جن کے عزم اور استقلال سے، جن کی دور بینی سے، جن کی بے نفسی سے، جن کی زبردست قوتِ مقابلہ سے، جن کی وسعتِ نظر سے آج مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان نعمت سے متمتع کیا کہ انہیں ہندوستان کے ایک حصہ پر حکومت عطا فرمائی۔ اے خدا تو اس مردِ خدا کی عمر اور صحت میں برکت دے اور اے خدا ہم سب کو یہ توفیق عطا فرما کہ ہم تیری اس نعمت کو پا کر تیرے شکر گذار بندے بنیں اور ہمارے سر عاجزی سے تیرے در پر جھکے رہیں مسلمان دوسروں پر حکومت کریں تو خدا کے عاجز بندے بن کر کریں۔

۲۔ میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں ان سب مسلمانوں کی خدمت میں، ان کے عوام اور رؤسا کی خدمت میں جن کی قربانیوں سے پاکستان بنا بالخصوص ان عوام کی خدمت میں جن کی قربانیوں میں کسی قسم کی غرض نفسانی کی ملاوٹ نہ تھی جو قربانیاں کرنے میں آگے تھے اور ان سے فائدہ اٹھانے میں پیچھے ہوں گے۔ ان میں سب سے بڑی قربانی وہ ہے جس نے مسلمان قوم کے اندر اتحاد پیدا کیا اور میں سب سے اس دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اس اتحاد کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھے اور اس میں اور ترقی دے ربنا لا تجعل فی قلوبنا غلًّا للذین آمنوا۔ ہمارے دلوں میں کلمہ گوؤں کے ساتھ کسی قسم کا حسد اور کینہ باقی نہ رہے اور ان مسلمان بھائیوں کو بھی جو ابھی تک اتحاد میں شامل نہیں ہوئے یہ سمجھ عطا فرما کہ ان کی قوت کا راز اتحاد میں ہے اور ٹکڑے ٹکڑے بن کر ان میں سے آج کسی کو عزت بھی مل جائے تو کل کو وہ سب ذلیل ہوں گے خود وہ بھی ذلیل ہوگا۔

۳۔ میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں ان غیر معلوم مسلمانوں کی خدمت میں جن کی راتوں کی دعائیں اور بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری اللہ تعالیٰ کی اس نعمت اور نصرت کو لانے کا ذریعہ بنی ہے اور جن کی کوششوں سے خدا کا نور دنیا میں پھیل رہا ہے۔

۴۔ بالآخر میں دعائے مغفرت و ترقی درجات کرتا ہوں ان بزرگوں کیلئے جنھوں نے اس ملک میں تبلیغِ اسلام کا وہ بیج بویا جس کا پھل آج ہم پاکستان کے رنگ میں کھا رہے ہیں۔ اگر ان بزرگوں نے یہ بنیاد نہ رکھی ہوتی تو آج نہ صرف پاکستان ہی ہمارے قدم میں نہ آ سکتا تھا بلکہ ہم میں سے کروڑہا انسان شرک اور بت پرستی کی ظلمت میں مبتلا ہوتے۔ اور درخواست کرتا ہوں کہ مسلمان بھائی یہ دعا کریں کہ خدا ہمیں ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے جن کے سینوں میں یہ تڑپ تھی کہ وہ اس زمین کو خدا کے نور سے روشن کر دیں اور خدا کا آخری پیغام قرآن تمام لوگوں تک پہنچا دیں تاکہ ہم آنے والی نسلوں کیلئے وہی ورثہ چھوڑیں جو ہمارے بزرگوں نے ہمارے لئے چھوڑا جس طرح آج ان کی محنت اور قربانیوں کی بدولت ہم پاکستان بنا رہے ہیں ہماری محنت اور قربانیوں کی بنیاد پر وہ سارے ہندوستان کو ہی نہیں ساری دنیا کو ایسا پاکستان بنا دیں جس میں بندوں کا تعلق اپنے خدا سے قائم ہو اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے پر رحم ہو مسلمان پر بھی اور غیر مسلم پر بھی اور ظلم و فساد دنیا سے مٹ کر ساری نسلِ انسانی ایک کنبہ کی طرح رہے۔

۵۔ اور بالآخر یہ دعا کرتا ہوں کہ اے خدا تو نے اگر ہمیں حکومت دی ہے تو خدمتِ خلق کی تڑپ بھی عطا فرما اور ہمیں ان لوگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما جنھوں نے بادشاہ ہو کر فقیرانہ زندگیاں بسر کیں اور اپنے آپ کو اپنی رعایا کا حاکم نہیں ان کا خادم سمجھا اور ان کی خدمت کے ادنیٰ سے ادنیٰ کام میں اپنی عزت سمجھی۔ تو اس اسلامی حکومت کو ایک ایسا نمونہ بنا جس سے دنیا کی دوسری حکومتیں عدل و انصاف کا، رواداری کا، دیانت اور امانت کا، مخلوقِ خدا کی خدمت کا سبق سیکھیں۔ تو اس کے عمال کو بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے کو یہ توفیق عطا فرما کہ ان کے سر تیرے احکام پر جھکے رہیں اور ان کے دل مخلوقِ خدا پر رحم سے بھرے رہیں۔

محمد علی

امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ ۱۳ رمضان المبارک

پیغام صلح

جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ | نمبر ...

قیامت کا نظارہ

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

" وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں، اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائیگا کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہوگے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا"

حقیقۃ الوحی ص۲۵۶

یہ وہ الفاظ ہیں جو خدا کے مامور مسیح زماں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آج سے چالیس سال پہلے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھے ہیں اور دنیا کے کئی ممالک کو ان خطرناک آفات کی خبر دینے کے بعد آخر میں یہ بھی فرمایا کہ:-

" میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ ایک مردہ ہے نہ کہ زندہ"

اللہ اللہ! کس قدر سچی باتیں ہیں جو آج سے مدتوں پہلے دنیا کو بتائی گئیں لیکن کسی نے ان کی طرف توجہ نہ کی تا آنکہ وہ وقت آگیا کہ وہی باتیں واقعات کی شکل میں ہمارے سامنے آگئیں اور آج دنیا قیامت کا وہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے، وہ نوح کا زمانہ اور لوط کی زمین کا واقعہ ہمیں خود نظر آ رہا ہے، جس کی خبر مامور من اللہ نے خدا سے علم پا کر دی،

قرآن کریم اور احادیث میں بھی ان حالات کا کھلا نقشہ پایا جاتا ہے جس کا تذکرہ حضرت امیر اللہ اپنے خطبات میں تفصیل کے ساتھ کر چکے ہیں، ان سب کو دیکھنے اور حضرت مسیح موعود کے مندرجہ بالا الفاظ پر نظر ڈالنے سے حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح سے موجودہ حالات اور آفات کی نہایت صفائی کے ساتھ اس وقت خبر دے دی گئی جب ان کا وہم و گمان بھی کسی کو نہ ہو سکتا تھا دنیا نہایت امن اور اطمینان کے ساتھ اپنے کاروبار میں مصروف اور عیش و آرام میں منہمک تھی، خدا کی طرف سے دن بدن دوری ہوتی جا رہی تھی اور قریب تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ یورپ کی چکا چوند کرنے والی تہذیب بڑے بڑے خدا پرستوں کے ایمانوں کو متزلزل کر دے کہ یکایک ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم چھڑی اور اس نے چار سال کی مدت میں بڑے بڑے متکبر بادشاہوں اور سلطنتوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا، قیصر جرمنی کی فرعونیت، زار روس کا جاہ و جلال سب خاک میں مل گیا، اور دنیا نے دیکھ لیا کہ کوئی مادی تہذیب اور ظاہری ساز و سامان کسی بڑی سے بڑی سلطنت کو بھی خدا کی گرفت سے نہیں بچا سکتا، مامور من اللہ کے وہ الفاظ جن میں اس جنگ کا نقشہ چند اشعار میں کھینچا گیا ہو بہو پورے ہوئے اور

ع
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

کی پیشگوئی حقیقت بن کر سامنے آگئی

اس جنگ کے بعد خدا نے پھر دنیا کو ڈھیل دی، لیکن دنیا بجائے اس کے کہ الٰہی تنبیہ سے متنبہ ہو کر ایمان لاتی اور قہر الٰہی کے اس نمونہ کو دیکھ کر اس کے آگے جھک جاتی وہ اس سے دور ہوتی چلی گئی آئے دن کی نئی نئی ایجادات اور سائنس کے حیرت انگیز کارناموں نے دنیا کی ذہنیت کو اور زیادہ بڑھایا اور خدا کا تصور بھی دلوں سے محو ہونا شروع ہو گیا اور چاروں طرف دنیا ہی دنیا نظر آنے لگی اور اس کے جاہ و جلال پر فریفتہ ہو کر لوگوں نے اپنی تمام ہمت، تمام دل اور تمام خیالات اسی کی طلب میں لگا دیئے اور خدا طلبی دلوں سے محو ہو گئی، اس پر خدا کا غضب پھر بھڑکا اور اس کے مخفی ارادے ظاہر ہو گئے اور دوسری جنگ عظیم کی تباہ کاریوں نے دنیا کو ہراساں و پریشان کر دیا، مامور الٰہی نے نہایت صفائی سے بتا دیا تھا کہ

" یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں، وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ ۔ ۔ ۔ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں"

چنانچہ یہی نقشہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، نہ یورپ امن میں رہا، نہ ایشیا محفوظ رہا اور نہ جزائر کے رہنے والوں کی مدد کسی مصنوعی خدا نے کی، شہروں کا گرنا اور آبادیوں کی ویرانیاں بھی دنیا نے دیکھیں جو اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی تھیں کہ مادی تہذیب اور دنیا کا ساز و سامان الٰہی زبردستوں کے سامنے ہیچ ہے،

خیال ہو سکتا تھا کہ اتنی بڑی ہولناک تباہیوں کے بعد دنیا خدا کے آگے ضرور جھک جائے گی اور مادی ساز و سامان پر سے ایمان زائل ہو کر خدا پر ایمان پختہ ہو جائے گا لیکن قدرت کی یہ دوسری تنبیہ بھی چنداں کارگر نہ ہوئی اور دنیا کا فسق و فجور اور خدا سے سرکشی دن بدن بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے، اس کا یہ نتیجہ ہے کہ ایک طرف یورپ میں ایک تیسری جنگ عظیم برپا ہونے کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے اور دنیا لرزہ براندام ہے کہ خدا جانے اس کی تباہیاں کہاں تک پہنچیں اور دوسری طرف ہمارا اپنا ملک بھی قہر الٰہی سے محفوظ نہ رہا، اور ایسے ہولناک واقعات میں سے گزرنا پڑ رہا ہے جن کی نظیر دنیا نے پہلے دیکھی تھی، ترک وطن، قتل و غارت، بچوں عورتوں پر ظلم و ستم، اور وباؤں نے وہ قیامت کا نظارہ پیدا کر دیا ہے کہ بڑے بڑوں کے حوصلے پست اور زہرے گداز ہوتے جا رہے ہیں۔

کیا یہ حالات اور قرآن و حدیث اور مامور زمانہ کا پیش از وقت ان کی خبر دینا اس بات کا کھلا ثبوت نہیں کہ ان کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ۔ ۔ ہاتھ کام کر رہا ہے اور وہ اس وقت تک رک نہیں سکتا جب تک کہ ہم سچے دل سے اس قادر مطلق کے آگے سر بسجود ہو کر اپنے گناہوں کی معافی نہ مانگیں، دیکھئے اسی پاک انسان نے جہاں اس عذاب الٰہی کی خبر دی، اس نے یہ بھی بتا دیا کہ

" یہ شدید آفت جس کو خدا تعالیٰ نے زلزلہ سے تعبیر کیا ہے صرف اختلاف مذہب پر کوئی اثر نہیں رکھتی اور نہ ہندو یا عیسائی ہونے کی وجہ سے کسی پر عذاب آسکتا ہے اور نہ اس وجہ سے آسکتا ہے کہ کوئی میری بیعت میں داخل نہیں یہ سب لوگ اس تشویش سے محفوظ ہیں ہاں جو شخص خواہ کسی مذہب کا پابند ہو جرائم پیشہ ہونا اپنی عادت رکھے اور فسق و فجور میں غرق ہو اور زانی، خونی، چور، ظالم اور ناحق کے طور پر بد اندیش، بدزبان اور بدچلن ہو اس کو اس سے ڈرنا چاہیئے، اور اگر توبہ کرے تو اس کو بھی کچھ غم نہیں اور مخلوق کے نیک کردار اور نیک چلن ہونے سے یہ عذاب ٹل سکتا ہے قطعی نہیں ہے" (براہین احمدیہ)

پس یہ کہنا کہ مسلمان آج بالخصوص کیوں عذاب الٰہی کا شکار رہے ہیں کسی طرح سزاوار نہیں، عذاب الٰہی کا موجب مسلمان یا غیر مسلمان ہونا نہیں بلکہ برے اخلاق و کردار اور خدا سے دوری اس کا حقیقی باعث ہیں، اور مامور الٰہی کا ارشاد اس وقت خاص طور پر آویزہ گوش بنانے کے قابل ہے کہ

" توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے"

اخبار و افکار

تعدد ازدواج یا تبلیغ اسلام

معاصر "کوثر" نے مولینا داؤد غزنوی کی کی ایک تقریر کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:-

"اگر ہندوستان کے مسلمانوں کو اس ملک میں زندہ رہنا ہے تو وہ دو دو تین تین شادیاں کریں تاکہ ان کی اقلیت اکثریت میں بدل جائے"

تعجب ہے مولینا کو مسلمانوں کی اقلیت و اکثریت کی فکر ہے اسلام کی فکر کوئی نہیں کیوں ان کے منہ سے یہ نہ نکلا کہ اگر مسلمانوں کو اس ملک میں زندہ رہنا ہے تو انکو چاہیئے کہ تبلیغ اسلام پر زور دیں اور اسلام کی پاک تعلیمات کو ہندوؤں اور سکھوں میں پھیلا کر اور اپنے عملی نمونہ سے انکو متاثر کر کے انہیں اسلام کی طرف لائیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اگر مسلمان تبلیغ اسلام کی طرف متوجہ ہو جائیں اور دو دو تین تین شادیاں کرنے کے بجائے جو بہت سی اقتصادی و معاشرتی دقتیں پیدا کرنے کا موجب ہونگی دو دو تین تین غیر مسلموں کو مسلمان بنانے کی کوشش کریں تو ان کی قسمت بہت جلد بدل سکتی ہے اور اس ملک میں انہیں نمایاں اکثریت اور مذھبی غلبہ حاصل ہو سکتا ہے بشرطیکہ محض اکثریت کی خاطر اس کام کو نہ کیا جائے بلکہ لوگوں کو اس نجات کے رستہ کی طرف لانا اصل مقصود ہو جو اسلام نے پیش کیا ہے۔

جزئی فضیلت رسول کریم صلعم پر؟

ماہ دسمبر ۱۹۴۶ء کے رسالہ "معارف" میں یہ پڑھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ مولینا سید سلیمان ندوی کے نزدیک افراد امت کو بھی اپنے نبی متبوع صلعم پر جزئی فضیلت حاصل ہے، ایک سوال کے جواب میں مولینا لکھتے ہیں:-

"جزئی فضیلت کے معنے یہ ہیں کہ مقام تفضیل میں کسی خاص ایسی بات میں کسی کو بڑائی دوسرے پر حاصل ہو جائے جو دوسرے کو اجمالاً حاصل ہو مثلاً حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام عربی زبان کے سوا کوئی دوسری زبان نہیں جانتے تھے اور آج زید عربی کے ساتھ دوسری متعدد زبانیں جانتا ہے تو یہ جزئی علمی فضیلت ہوئی جو حضور علیہ السلام کے کمالات علمیہ کے لئے موجب نقص نہیں کیونکہ کسی زبان کے جاننے کا جو حاصل ہے یعنے تفہیم و تذکیر و تبلیغ وہ آپ کو حاصل تھا، اسی طرح ہندوستان میں اسلام کی اشاعت کی جزئی فضیلت سلاطین اسلام کو حاصل ہوئی آنحضرت صلعم کے زمانہ میں یہ واقعہ نہیں ہوا اس لئے یہ خاص جزئی فضیلت آپ کو حاصل نہیں ہوئی مگر چونکہ سلاطین اسلام کی یہ عملی فضیلت حضور انور صلعم کی تبعیت میں بصورت اتباع اور امر جہاد حاصل ہوئی اس لئے حضور کے کمالات عملیہ میں کوئی نقص واقعہ نہیں ہوا بلکہ افراد امت کے یہ جزئی فضائل بھی اس کے نبی کے کمالات عظمیٰ کی طرف راجع ہوتے ہیں جس طرح سپاہیوں اور ماتحت افسروں کے کارنامے ان سپہ سالاروں اور بادشاہوں کے کارنامے شمار ہوتے ہیں، جو فوجکشی کرتے ہیں جنگ کے نقشے بناتے ہیں اور جن کی تدبیر سے دشمن پر کامیابی ہوتی ہے"

اس لفظی گورکھ دھندہ کو کیا کہا جائے کہ ایک طرف افراد امت کو اپنے نبی متبوع پر جزئی فضیلت دی جارہی ہے یہاں تک کہ عربی کے سوائے انگریزی اور دوسری زبانیں جاننا بھی جزئی فضائل میں داخل ہے (جس میں غیر مسلم بھی شریک ہو سکتے ہیں) اور دوسری طرف افراد امت کے ان جزئی فضائل کو نبی متبوع صلعم کے کمالات بھی قرار دیا جارہا ہے، اگر افراد امت کے کمالات و فضائل نبی متبوع صلعم کے ہی کمالات و فضائل ہیں جیسا کہ حق ہے تو اسکو جزئی فضیلت کہنا صحیح نہیں کیا کوئی سپہ سالار یہ کہہ سکتا ہے کہ فلاں ملک چونکہ میرے ذریعہ فتح ہوا اس لئے میں اپنے بادشاہ سے افضل ہوں یا کوئی سپاہی یہ خیال بھی کر سکتا ہے کہ میں فوج کے کمانڈر پر فضیلت رکھتا ہوں کیونکہ میری ہمت سے فلاں شہر سر ہوا ایسی افراد امت کے کمالات خواہ کتنے بھی بڑے ہوں انہیں یہ حق حاصل نہیں کہ نبی کریم صلعم پر انہیں وجہ فضیلت قرار دیں۔ اس قسم کے الفاظ نبی کریم صلعم کے متعلق استعمال کرنا امت میں اباحت کا دروازہ کھولنا ہے امید ہے مولینا اس پر غور فرمائیں گے۔

کرپان کی تقدیس

کہا جاتا ہے کہ کرپان سکھوں کا مذہبی نشان ہے اور وہ اس سے کسی طرح علیحدہ نہیں ہو سکتے، حکومت نے بھی سکھوں کے اس مفروضہ مذھبی نشان کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں کرپانیں رکھنے کی اجازت دے دی۔ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر سکھ دو دو فٹ لمبی کرپان لٹکائے پھرتا ہے اور اس سے نہتے مسلمانوں اور ان کی عورتوں اور معصوم بچوں کو قتل کرنے سے دریغ نہیں کرتا .... اس کے بالمقابل ایک مسلمان کی جیب میں اگر قلم تراش چاقو یا ہاتھ میں ڈنڈا ہو تو وہ بھی چھینا جارہا ہے ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ کرپان اگر مذہبی نشان ہے تو کیا مذہب نے یہ بھی سکھایا ہے کہ اس سے راہ چلتے نہتے مسلمانوں کا خون بہایا جائے اور عورتوں اور بچوں پر بھی ہاتھ صاف کیا جائے یقیناً کوئی مذہب اس قسم کے بزدلانہ فعل کا حامی نہیں اور سکھ مذہب میں اس کی اجازت ہے، باوا نانک نے اس مذہب کی بنا صلح اور آشتی پر رکھی تھی، لیکن ماسٹر تارا سنگھ جیسے سرپھرے لیڈروں نے اسکو خونخوار مذہب بنا دیا اور کرپان کی مذھبی تقدیس کو بھی پاکوں کے خون سے ناپاک کر دیا۔

قاضی کا جُرم

جناب میاں محمود احمد صاحب اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۱۴ فروری (مندرجہ الفضل ۲۱ فروری) میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"شریعت کہتی ہے کہ بدکاری کے جب تک چار گواہ نہ ہوں اس وقت تک ان کی گواہی قبول نہ کی جائے لیکن کسی موقعہ پر کوئی شخص اکیلا گواہ ہے اور معاملہ کسی طرح قاضی کے پاس پہنچتا ہے اور قاضی اس کو گواہی کے لئے بلاتا ہے تو وہ قاضی کو کہہ سکتا ہے کہ میں نے دیکھا یا نہیں دیکھا اس کا سوال نہیں لیکن آپ کو گواہی لینے کا حق نہیں جب تک کہ چار گواہ نہ ہوں غرض اس صورت میں شریعت قاضی کو مجرم ٹھیراتی ہے کہ اس نے اس سے کیوں شہادت طلب کی اور اس شخص نے شریعت کی ہتک نہیں کی بلکہ قاضی نے شریعت کی ہتک کی ہے کہ صرف ایک آدمی سے گواہی مانگی"

معلوم نہیں یہ کونسی شریعت ہے جو ایک سچی گواہی طلب کرنے پر قاضی کو مجرم ٹھیراتی ہے، یہ الگ بات ہو کہ گواہ کافی نہ ہونے یا مقدمہ کا ثبوت بہم نہ پہنچنے کی وجہ سے قاضی مقدمہ کو خارج کر دے لیکن گواہی لینے کو شریعت کی ہتک قرار دینا اور قاضی کو مجرم ٹھیرانا جناب میاں صاحب ہی کی انوکھی اختراع ہے۔

اسی سلسلہ میں یہ بھی غور طلب ہے کہ اگر ایک ہی شخص کی بدکاری کے مختلف واقعات کے ایک ایک یا دو دو گواہ ہوں جن سب کی مجموعی تعداد چار یا ان سے کہیں زیادہ ہو جائے تو کیا ایسی صورت میں بھی ان سے گواہی طلب کرنے پر قاضی ہی مجرم ٹھیرایا جائیگا اور بدکاری کا مرتکب بری قرار دیا جائیگا؟ بینوا و توجروا

شذرات

پٹنہ کے اخبار "ایمان" میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ

"اخبار ایمان کی اشاعت دس ہزار ہوگئی"

اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اب تک اخبار کی آمدنی میں سے تبلیغ فنڈ میں ۴۵ ہزار روپیہ دیا جا چکا ہے اس سال ۵ ہزار مزید دیا جائیگا تاکہ اخبار کی طرف سے ۵۰ ہزار کا عطیہ پورا ہو جائے۔

یہ ایک فرد واحد کا اخبار ہے جسکو جاری ہوئے شاید بیس سال بھی نہیں ہوئے، "پیغام صلح" ایک جماعت کا آرگن ہے وہ جماعت جو اپنے تبلیغی کارناموں کی وجہ سے بین الاقوامی شہرت رکھتی ہے معلوم ہے اس کی اشاعت کا کیا حال ہے؟ اگر پیغام صلح کا ہر خریدار دو دو نئے خریدار بھی پیدا کرے تو تعداد اشاعت کے لحاظ سے "ایمان" کا مقابلہ مشکل ہے کیا یہ امر ہمارے معاونین کے غور کے قابل نہیں؟

اہل برطانیہ کی شراب نوشی کے صرف چار سال کے اخراجات حسب ذیل ہیں:-

سنہ	اخراجات
۱۹۴۱ء	۴۰۳۰۰ پونڈ
۱۹۴۲ء	۴۷۴۰ پونڈ
۱۹۴۳ء	۶۶۶۰ پونڈ
۱۹۴۴ء	۶۸۴۰ پونڈ

گویا یوں سمجھئے کہ ان چار سالوں میں قریباً ساٹھ ہزار روپیہ سے شروع ہو کر ایک لاکھ تک یہ اخراجات پہنچ چکے ہیں اور دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں، جس کا آخری نتیجہ سوائے تباہی کے اور کیا ہے

(بقیہ صـ۳ از کالم ۴)

مارچ ۱۸۹۷ء کو دن کے چھٹے گھنٹے کسی قاتل کا خنجر اس پر چلا، وہ اس مقام پر چلا جہاں ہندوؤں کی بھرپور آبادی تھی اور اس وقت کسی شادی کی وجہ سے محلہ میں خوب چہل پہل تھی یہ واقعہ دنیا نے حیرت و استعجاب کے ساتھ سنا اور اس کے قاتل کی تلاش میں کوشش کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا گیا لیکن خدائی نشان پورا ہونا تھا سو ہوا۔ آج بھی یہ نشان اسی طرح تازہ ہے جیسے آج سے پچاس سال پہلے تھا، آج بھی آریہ سماج اور تمام ان لوگوں پر یہ حجت قاطعہ ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی اور مامور من اللہ کی صداقت میں شبہ رکھتے ہیں۔ کاش مادہ پرست دنیا اس عظیم الشان نشان الٰہی کو چشم بصیرت کے ساتھ دیکھے اور اس سے فائدہ اٹھائے ؎

بنگر اے قوم نشاں ہائے خداوند قدیر
چشم بکشا که به چشم تو نمانیست کبیر

اقوام کی ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ نے اس قدر سامان کئے اور عہد اسلام کو سموم ہواؤں کے رحم پر چھوڑ دیا؟ کیا فطرت انسانی کے جو قوانین ہیں مسلمان ان سے بالا ہیں؟

اس سوال کا جواب شاید تاریخ اسلام سے مل جائے۔ ہادی دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے کچھ عرصہ بعد عام طور پر مسلمانوں کے اخلاق و اعمال میں وہ کشش باقی نہ رہی جو رسول صلعم کے زمانہ کے مسلمانوں میں تھی اور تبع تابعین کے بعد تو یہ حالت اور بھی بدل گئی مسلمانوں میں اس قسم کے حالات کا پیدا ہو جانا خلاف توقع اور خلاف فطرت امر نہ تھا خود رسول کریم صلعم کے زمانہ میں صحابہ جب ان کی صحبت میں ہوتے تو ان پر عجیب کیفیت طاری ہوتی لیکن ان سے علیحدہ ہو کر وہ اس نشہ و سرور سے محروم ہو جاتے اور وہ لوگ جن کو سرے سے اس صحبت سے فیض اٹھانا نصیب نہ ہوا ان کی حالت ظاہر ہے کیسی ہوگی۔ انسانی روح اس آب حیات کی متلاشی ہے جو چشمہ الٰہی سے ملتا ہے انسانی ذہن اس نور کا متمنی ہے جو خدا تعالیٰ کی تجلیات سے اسے حاصل ہوتا ہے اب یہ کس قدر ناشکر گذاری ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت کے جن تقاضوں کو اپنی رحمت سے پورا کرنے کا سامان فرمایا ہو ہم اپنی نادانی سے اس کا انکار کر دیں۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرے گا۔ اور ان میں سے ایک عمر ہے۔ اور حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا انت منی بمنزلة هارون تو مجھے ایسا ہے جیسے ہارون۔

اگر تاریخی حقائق کو بھی تھوڑی دیر کے لئے پس پشت ڈال دیا جائے تو پھر بھی رسول صلعم کی ان پیشگوئیوں کی کیا تشریح کی جائے گی جو واقعات کے رنگ میں پوری ہو چکی ہیں مسلمانوں کا انحطاط اقوال و افعال میں ان کی یہود سے مشابہت تفرقہ بندی کتاب و سنت سے انحراف وغیرہ یہ وہ امور ہیں جن کی مخبر صادق نے آج سے بہت عرصہ پہلے اطلاع دے دی تھی۔ اور جن کو ہم نے پورا ہوتے دیکھ لیا نہ ہم انسانی فطرت کو جھٹلا سکتے ہیں نہ تاریخی واقعات کو نہ ان پیشگوئیوں کو بھی یہ کہنا کہ کسی مصلح کی ضرورت نہیں کسی ایسے شخص کی ضرورت نہیں جو خدا تعالیٰ کی زندہ تجلیوں اور چمکتے ہوئے نشانوں سے کھڑا ہو اپنے آپ کو کس قدر خود فریبی میں مبتلا کرنا ہے۔

جبکہ خدا تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے والے سخت سزا کے مستحق ہیں تو یہ بھی ضروری ہے کہ ان لوگوں کو ہر زمانہ میں ان نصرت کا حصہ دیا جائے ان کو دین کے باریک حقائق تک پہنچنے میں مدد دی جائے۔ قرآن مجید گو کامل طور پر ہمارے پاس موجود ہے لیکن یہ کسی فلسفی کا تیار کردہ ضابطہ اخلاق نہیں جس میں چند موٹے موٹے قوانین اخلاق بیان کر دیئے گئے ہوں اور بس۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر محض قرآن مجید کے اوراق کا آسمان سے نازل ہو جانا کافی تھا اور اس کے ساتھ کسی ایسے مسیح کی ضرورت نہ تھی جو لوگوں کے قلوب کا تزکیہ کرتا ان کو وہ باتیں سکھاتا جو خدا تعالیٰ نے اسکو سکھائی تھیں قرآن میں تو کچھ ایسے دعاوی بھی ہیں جن کو پایۂ ثبوت تک پہنچانا اس مقدس کتاب کا فرض ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ میں مجیب الدعوات ہوں۔ دعاؤں کو قبول کرتا ہوں طالبان حق کو معرفت کی منزل تک پہنچاتا ہوں اپنے صادق بندوں پر اپنی روح القا کرتا ہوں انہیں بشارت دیتا ہوں۔ اسی وقت تک درست نہیں کہلا سکتا جب تک اس کا کوئی ثبوت بہم نہ پہنچایا جائے۔

ان امور کو جو از قبیل حال ہیں جن کو ثابت کرنا تجربہ اور مشاہدہ کو چاہتا ہے یا تو انبیاء علیہم السلام ہی لوگوں کو سمجھا سکتے ہیں یا پھر وہ لوگ جو ان کے وارث اور قائم مقام ہیں اور ان راہوں پر چلتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں دکھائی گئی ہیں۔

والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا۔ (عنکبوت ع)

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ خود پاک کرتا ہے۔ اور یہی مطلب اس آیت کا ہے:۔

لا یمسه الا المطهرون

یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پر اعلیٰ درجہ کا ایمان ہوتا ہے وہ صداقت کو علی وجہ البصیرت پہچان کر اس پر دل و جان سے فدا ہوتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے پیارے نبی کی پوری پوری اطاعت کرتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں کہ نصرت الٰہی اور تائید سماوی انکے پہلو بہ پہلو رقص کرتی ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

کونوا مع الصادقین

کہ ان صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ ان کے ساتھ مل کر کام کرو۔ ایسے صادقوں کے وجود سے انسانیت کا دامن کبھی خالی نہیں ہوتا۔ جو چیز نافع ہو وہ ہمیشہ رکھی جاتی ہے

واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض (رعد ع ۲)

ظاہر ہے کہ دنیا میں انبیاء کا وجود سب سے زیادہ نفع بخش ہے وہ اپنے علم لدنی سے اپنے اخلاق فاضلہ سے اپنے صدق و صفا سے طالبان حق کو نفع پہنچاتے ہیں اہنیں کسی نہ کسی رنگ میں دنیا میں زندہ رہنا چاہیئے اور امت محمدیہ میں اس کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ من حیث الظل باقی رکھے جاتے ہیں۔ یہی طریق ان کی دائمی زندگی کا موجب ہے۔ کہ جس کے ذریعے سے قرآن مجید انسانوں کے لئے شب تاریک میں نور سحر کا کام دیتا ہے اور اس طریق سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور اس کی تعلیمات کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحٰفظون (حجر ع)

حفاظت سے صرف یہی مراد نہیں کہ یہ کتاب متین جلدوں میں کسی نکتہ و شوشہ کی تحریف کے بغیر محفوظ رہے، بلکہ حفاظت معنوی بھی مراد ہے۔ اگر اس تعلیم کی علت غائی ہی مفقود ہو جائے تو پھر ظاہری حفاظت کا کیا فائدہ۔ قرآن مجید بحیثیت ذکر کے قیامت تک محفوظ رہے گا اور اس کے حقیقی ذاکر ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے بل هو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم

اس ضمن میں یہ سوال بھی حل ہو گیا کہ جب قرآن مجید سے مسائل کا استنباط بوقت ضرورت علماء کرام کرتے رہتے ہیں تو پھر ایک خاص مجدد کی کیا ضرورت ہے۔ ایک بات جو مجدد و محدث کو ان علماء سے ممتاز کرتی ہے وہ اس کا خدا تعالیٰ سے خاص تعلق ہے نہ صرف ایسے شخص کو مکالمہ الٰہی سے سرفراز کیا جاتا ہے بلکہ نصرت الٰہی ہر وقت اس کے شامل حال رہتی ہے۔ وہ ایسی غلطیوں کی اصلاح کے لئے مامور ہوتا ہے جو امتداد زمانہ سے دین کی سطح پر جم جاتی ہیں اور دین کے درخشندہ چہرہ کو ڈھانپ لیتی ہیں اس تاریکی کے دامن میں عوام الناس ہی نہیں چلے جاتے بلکہ علماء کرام کی بھی یہی کمین گاہ ہوتی ہے وہ اپنے زہنی علم سے ان تاریک در تاریک پردوں سے نجات نہیں پا سکتے۔ قرآن مجید پر صرف نقلی اور عقلی ایمان ان کی فلاح کا موجب نہیں ہو سکتا نیکی سے بننے اور بدی سے رکنے کے فوائد تو فلاسفۂ اخلاق بھی نہایت خوبصورت طریق پر بیان کر دیتے ہیں۔ لیکن ان کا زور بیان انسان کو بدکاریوں سے روکنے کے لئے کافی نہیں۔ امریکہ میں جب شراب کی بندش کی گئی تو پارلیمان کے وہی ممبران جو دن کے وقت بندش شراب کی حمایت میں زبردست تقریریں کرتے تھے شام کو گھر پہنچ کر اسی دختر رز کا لطف اٹھاتے

ہمارے اکثر علماء کی حالت بھی کچھ اس سے بہتر نہیں اکبر کے زمانہ میں تو حالات یہاں تک پہنچ چکے تھے کہ یہ لوگ نماز اور روزہ کے مسائل کی کتب بغل میں دبائے پھرتے تھے اور عند الطلب جھٹ مسئلہ نکال کر سامنے رکھ دیتے تھے لیکن خود کبھی نماز و روزہ کے نزدیک نہ پھٹکتے تھے اس امر پر ہم اس سے پیشتر کافی روشنی ڈال چکے ہیں کہ قرآن مجید کے حقائق کو واشگاف کرنے کے لئے ایسے معلمین کی ضرورت نہیں جو چند خشک مسائل سے واقف ہوں بلکہ ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جن کو خدا تعالیٰ خود پاک کرے۔

اب اس اعتراض کا صرف ایک پہلو رہ گیا ہے کیا تنہا قرآن مجید انسانوں کی ہدایت کے لئے کافی نہیں؟ بیشک تنہا قرآن مجید انسانوں کی ہدایت کے لئے کافی ہے لیکن اسے سیکھنے اور سمجھنے کے لئے معلم روحانی کی ضرورت ہے اگر اس بات کی ضرورت نہ تھی تو پھر اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں نازل کیا گیا اور وہ کیوں اس کے معلم اول بنے۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جس طرح صحیفۂ قدرت تمام کائنات میں پھیلا ہوا ہے۔ اسی طرح یہ صحیفۂ فطرت بھی تمام دنیا میں پھیلا دیا جاتا۔ اور گلشن عالم کے ہر پھول اور ہر پھول کی ہر پنکھڑی پر ہمیں یہ احکام جا بجا لکھے ہوئے مل جاتے۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ اس کتاب مقدس کے بیشمار نسخے مختلف مقامات اور مختلف اقوام پر نازل ہو جاتے اور لوگ اسے از خود پڑھ کر ہدایت کی حقیقی منزل کو پا جاتے۔ آخر ایسا کیوں نہ ہوا؟ کونسی ایسی مصلحت تھی کہ اس وقت تک قرآن مجید بھی نازل نہ ہوا جب تک خدا تعالیٰ نے اس کے ساتھ اپنا ایک مزکی اور معلم نہ بھیجدیا۔ اور وہ معلم اس وقت تک لوگوں میں رشد و ہدایت کا کام کرتا رہا جب تک اس نے قرآن مجید کی تفسیر اپنی عملی زندگی میں کر کے نہ دکھا دی۔ جب تک وہ خود لوگوں کے سامنے قرآن کا ایک زندہ پیکر نہ بن گیا۔ فساد الی داعی۔

آج اگر ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ قرآن مجید کو سیکھنے اور سمجھنے کے لئے کسی روحانی مصلح کی ضرورت نہیں تو پھر ابتدائی زمانہ میں بھی یہ ضرورت نہ ہونا چاہئے تھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ ابتدا میں مشکل مقامات کو سمجھانے اور ان پر عمل کر کے دکھانے کے لئے کسی شخص کی ضرورت تھی جو آج باقی نہیں تو میں کہتا ہوں کیا آج جو نئی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ ان کو حل کرنے کے لئے اور قرآن مجید کے وہ امور جو از قبیل حال ہیں نہ کہ از قبیل قال، اور قرآن مجید کے دعاوی اور تعلیمات کو زندہ ثابت کرنے کے لئے کسی معلم روحانی کی ضرورت نہیں؟ اور اس کی کمی سے تکمیل دین میں کوئی رخنہ واقع ہو جاتا ہے۔

پاکستان کا قیام و استحکام مذہب و روحانیت پر
خلافت راشدہ کا نمونہ پیدا کرنے کی ضرورت

از جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب بی اے بی ٹی

ہندوستان کے مسلمانوں کے سامنے اب یہ سوال تو نہیں ہے کہ پاکستان کس طرح حاصل کرنا ہے، بلکہ اب یہ سوال ہے کہ پاکستان کو کس نہج پر قائم رکھنا ہے۔ برخلاف آج کی کسی معمولی سلطنت کے پاکستان کا صرف یہی کام نہیں ہوگا کہ وہ روٹی کا مسئلہ حل کرنے میں اپنی تمام مساعی صرف کر دے۔ اگرچہ یہ روٹی کا سوال بھی جس طرح دوسری سلطنتوں کے پیش نظر ہے اسی طرح ہی پاکستان کے سامنے بھی ہے اور بلحاظ اپنی اہمیت کے ایک بہت بڑا سوال ہے لیکن ہندوستان کی اس اسلامی سلطنت کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ "انسان صرف روٹی سے ہی زندہ نہیں رہتا"

ہماری دنیوی زندگی

ہم مانتے ہیں کہ اسلام اس دنیوی زندگی کو نظر انداز نہیں کرتا لیکن وہ ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم اس مادی اور عارضی زندگی کو ہمیں دائمی زندگی کی تیاری میں صرف کریں جو بعد میں آنے والی ہے۔ اسلام کے نزدیک موت انسانی زندگی کی خاتمہ نہیں ہے، بلکہ یہ دوسری زندگی میں داخل ہونے کا دروازہ ہے۔ اگر ہماری دنیوی زندگی ہماری اخروی زندگی کے بنانے میں ہماری مدد نہیں کر سکتی تو بیکار محض ہے۔ یہ دنیوی زندگی ہمیں موقعہ دیتی ہے کہ ہم اپنی اخروی زندگی کو اچھے بنا سکیں اور اس دنیوی زندگی کا یہی ایک فائدہ ہے اور درحقیقت یہ ایک بہت بڑا فائدہ ہے۔ لیکن اگر ہم اس زندگی کو اس اعلیٰ مقصد کے لئے کام میں نہ لائیں تو پھر یہ زندگی ہمارے کسی کام کی نہیں۔

پاکستان خلافت راشدہ کے نمونہ پر

مسلمان پاکستان بنانے کے لئے کیوں اس قدر گرم جوشی دکھا رہے تھے۔ محض اس لئے کہ ان کو ایک اسلامی ریاست میں اپنی مذہبی اور روحانی ترقی کے لئے پوری پوری آزادی حاصل ہو۔ جہاں ان کو اصول و قوانین اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ پاکستان کے آنے کے ساتھ وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے مبارک زمانہ کا نقشہ دیکھنے کے متمنی تھے۔ اگر وہ حریت، وہ شان و شوکت وہ سنہری مواقع روحانی اور مذہبی زندگی کے دستیاب نہیں ہوں گے تو پاکستان خواہ روٹی کے مسئلہ کو بوجوہ احسن حل بھی کر دے تاہم مسلمانوں کے لئے اس میں کچھ جاذبیت پیدا نہیں ہو سکتی۔

بخلاف دوسرے مذاہب کے پیرووں کے مسلمان روٹی کے سوال کو اس قدر اہمیت نہیں دیتا جس قدر مذہب کو۔ ان کے سامنے نمونہ آجکل کے کروڑ پتی نہیں ہیں، بلکہ وہ خلفائے راشدین ہیں۔ جن کے متعلق علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا ہے

سروری در دین ما خدمت گری است
عدل فاروقی و فقر حیدری است

معاشی سوال اور مذہبی آزادی

مسلمانوں کے خلفاء درویشانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ آج کل مسلمانوں کے سامنے یہ ہے کہ مسلمان پھر اسلام کی شان و شوکت کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہاں ان کو روٹی بھی ضرور چاہیئے۔ یہ بھی ان کا معاشی حق ہے۔ ہاں ان کا حق ہے کہ وہ روٹی کمائیں اور پیٹ بھر کر کھائیں۔ لیکن روٹی سے بھی بڑھ کر جس چیز کی ان کو ضرورت ہے، وہ ان کی روح ان کے مذہب کی آزادی ہے اور یہی وہ اسلامی شان و شوکت ہے جو اسلام کے لئے طغرائے امتیاز ہے۔ ہندوستان کے مسلمان ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مذہب کی عزت و ناموس کے لئے وہ ہر قیمت ادا کرنے کے لئے کمربستہ ہیں۔ وہ اپنے لیڈروں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اسلامی شان و شوکت کے حصول میں ان کی رہنمائی کریں۔

اگر اس شان و شوکت کا حصول ہندو انڈیا میں مشکل تھا تو پاکستان کی آزاد ریاست میں بھی اس کا حصول کوئی آسان امر نہیں۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی تڑپ موجود ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ اس کو کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اسلامی شان و شوکت

قطع نظر عامۃ الناس کے کیا ہمارے لیڈروں کو معلوم ہے کہ اسلامی عظمت و عزت کے دن کس طرح عود کر سکتے ہیں دنیا میں اور بھی بہت سی اسلامی سلطنتیں ہیں ان میں سے بعض تو کئی رنگ میں پستی کی حالت میں رہی ہیں لیکن ایسی بھی ہیں جو آجکل کی ترقی یافتہ سلطنتوں کا مقابلہ کر سکتی ہیں لیکن کیا ان کے اندر اسلامی شان و شوکت کے آثار پائے جاتے ہیں کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی شان و شوکت کو واپس لانے میں مصروف عمل ہیں؟ اور کیا وہ جانتی ہیں کہ وہ کونسے طریقے ہیں جن سے یہ شان و شوکت پھر واپس آسکتی ہے، اور کیا وہ ان طریقوں کا علم حاصل کرنا پسند کرتے ہیں۔

لیڈروں میں حسن عمل کی ضرورت

یہ حقیقت [illegible] اسلامی شان و شوکت کوئی دنیوی [illegible] نہیں ہے، نہ ہی اس سے ہماری مراد کسی دنیوی اقتدار کی ہے بلکہ یہ روحانی نتائج ہیں۔ معمولی دنیوی کامیابی کے [illegible] کام ہو جاتے ہیں اس کے لئے ضرورت ہے لیڈروں کی روحانیت اور حسن عمل کی جس سے وہ عامۃ الناس کے اندر روحانیت اور اخلاق فاضلہ پیدا کریں۔ پس جب تک ہمارے لیڈر ہر ایک اسلامی امر کے متعلق خود ایک مثال قائم نہیں کریں گے اور جب تک وہ اپنی زندگیوں کو روحانی زندگیاں نہیں بنائیں گے وہ عامۃ الناس کی قیادت کے لئے اہل ثابت نہیں ہو سکتے۔

پاکستان اسلام کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا

اس کو محض اسلام کی شان و شوکت کا ہی سوال نہیں سمجھنا چاہیئے بلکہ یہ تو خود پاکستان کی اسلامی سلطنت کی موت اور زندگی کا سوال ہے۔ پاکستان اسلام کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ ہاں پاکستان روحانیت میں ڈوبے ہوئے اسلام کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ محض زبانی اسلام کا اقرار ہندوستان کے مسلمانوں کو پاکستان قائم رکھنے کا اہل نہیں بنا سکتا۔ ابھی بمشکل دو صدیاں گذری ہیں اسی ملک میں ہماری بہت بڑی سلطنت تھی لیکن یہ برباد ہو گئی۔ مگر کیوں برباد ہوئی؟ اس لئے برباد ہوئی کہ اس میں سے روحانیت کی روح [illegible] گئی تھی اسلامی رنگ اس میں سے [illegible] ہو چکا تھا۔ اگر ہم نے بے روحانیت دکھائی تو یقیناً تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی۔ وہ احتیاط یہی ہے کہ ہم اپنے آپ کو روحانی بنائیں۔ اپنی زندگیوں کو اسلامی رنگ میں رنگین کریں۔ ہمیں محض جسم کا ہی خیال نہیں کرنا چاہیئے بلکہ جسم کی خصوصیت کے ساتھ روح کا خیال کرنا چاہیئے۔ ہمیں اسلام کی خدمت کا محض زبان سے ہی اقرار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اس کے تمام احکام پر بدل و جان گامزن ہونا چاہیئے۔ ....

....

نعروں کو عمل میں لاؤ

"پاکستان کا کیا مطلب؟" لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بالکل ٹھیک! لیکن محض نعروں سے ہی کسی سلطنت کا قیام وابستہ نہیں ہے ان نعروں کو عملی جامہ پہنانا چاہیئے اور ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ آج سے ہی ان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کمربستہ ہو جائے۔

آگے کی طرف حرکت کرو

حرکت زندگی کی علامت ہے ہمیں اس کو حاصل کرنا چاہیئے۔ ہمیں آگے حرکت کرنی چاہیئے۔ ہمیں اپنے آپ کو جنبش میں لانا چاہیئے، تاکہ اور نہیں تو زندگی تو قائم رہے۔ جمود یا حرکت کا نہ ہونا موت کی علامت ہے۔ اس دنیا میں کوئی چیز ساکن نہیں، اگر آپ کا قدم آگے نہیں پڑ رہا تو یقیناً آپ پیچھے کی طرف جا رہے ہیں بجائے ترقی کے آپ تنزل کر رہے ہیں۔

بعض مسلم بادشاہوں کی غلطی

ہندوستان کے بعض مسلم بادشاہ اسلام کے نہایت متبع تھے۔ اور جو کچھ انہوں نے خدا کے دین کے لئے کیا مسلمان ان کے شکر گذار ہیں لیکن ایسے بھی تھے (اور بدقسمتی سے ان کی تعداد زیادہ ہے) جنہوں نے اسلام کے لئے کچھ بھی نہ کیا۔ اور اس طرف ذرا توجہ نہ کی۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ صرف سلطنت کی تباہی کا ہی باعث نہ ہوئے بلکہ مسلمانوں کی آیندہ نسلوں کی بربادی کا باعث بھی ان کا وجود ہی تھا پاکستان کے لیڈروں کو چاہیئے کہ اگر وہ اپنی سلطنت یا قوم کو تباہی سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو وہ پھر اسی غلطی کے مرتکب نہ ہوں۔

پاکستان کی بنیاد مذہب

پاکستان کی بنیاد اسلام کی روحانی طاقتوں کی اساس پر کھڑی ہونی چاہیئے۔ پاکستان کے ہر مرد و ہر عورت ہر بچے اور ہر بوڑھے کو صحیح معنوں میں پاک بننا چاہیئے۔ ہر مسلمان کو خصوصاً فرض کر دینا چاہیئے اسلام کی جملہ ضروریات کا علم حاصل کرنا چاہیئے اور مذہب پر پورے طور سے عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ محض زبان سے مذہب کا اقرار ان کو نہیں بچا سکتا۔ اور اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر ہم حقیقی طور پر مسلمان نہ بنے تو یہ پاکستان جو اس قدر قربانیوں اور جدوجہد کے بعد خدا نے دیا ہے پھر ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ خدا اس روز بد سے ہمیں محفوظ رکھے۔

اشاعت اسلام کی ضرورت

پھر ہماری نصیحت ہے کہ اپنی حیثیت کو قائم رکھنے کے لئے ایک فوق العادت

(باقی بر صفحہ ۲۰)

اخبار و افکار

حکومت ہندوستان اور رواداری

یو۔این۔او۔ کانفرنس میں فلسطین کا مسئلہ پیش ہونے پر مسز وجیا لکشمی پنڈت نے اس بات پر زور دیتے ہوئے... کہ فلسطین کو ایک آزاد عرب مملکت قرار دیا جائے جس کے اندر ایسے علاقوں میں جہاں یہودیوں کی اکثریت ہے انہیں وسیع اختیارات دیئے جائیں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

"ہندوستان ان چند ممالک میں سے ہے جس کے اندر یہودی قوم متواتر دو ہزار سال سے رہتی چلی آئی ہے اور کسی قسم کے تشدد یا تعصبی تنگدلی کا خوف اسے پیدا نہیں ہوا وہ اب بھی ہمارے اندر رہتے بستے اور ہر لحاظ سے پوری آزادی کے مزے لوٹتے ہیں جو اس رواداری کی سپرٹ کا ایک پکا ثبوت ہے جو ہندوستان تمام اقوام اور سب مذاہب کے لوگوں کے ساتھ روا رکھتا ہے"

کونسا ہندوستان؟ کیا مغلوں کا ہندوستان؟ جنہوں نے بیشک تمام مذاہب اور اقوام کے ساتھ بالعموم اور ہندو قوم کے ساتھ بالخصوص پوری رواداری کا برتاؤ کیا اور ان کو ایسی شاندار مراعات عطا کیں جن کا موجودہ ہندوستانی حکومت میں تصور بھی نہیں ہو سکتا، انگریزوں کے متعلق بھی یہ کہنا درست ہے کہ انہوں نے ایک حد تک تمام قوموں اور سب مذاہب کے ساتھ رواداری کی سپرٹ روا رکھی، لیکن موجودہ ہندوستانی مملکت کے متعلق کیا کہا جائیگا جس کی رواداری کی سپرٹ ایک مسلمان کا وجود اور اسلام کا نام بھی اپنے اندر برداشت نہیں کر سکتی، یہود اور دوسرے مذاہب و اقوام کے ساتھ تو جو کچھ ہوگا وہ آئندہ کے واقعات بتائیں گے۔ دو ہزار سال کے حالات و واقعات پر اتراتا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا، اس وقت کے واقعات پر غور کیجئے کہ وہ قوم جس کے ساتھ مسلمانوں کے صدہا سال کے تعلقات چلے آتے ہیں، جس کے عہد سلطنت میں ہندو قوم نے ہر قسم کی سیاسی، تمدنی اور اقتصادی مراعات حاصل کیں اور آج بھی مملکت پاکستان کے اندر انہیں ہر قسم کی مراعات دینے کے اعلانات بار بار کئے جا رہے ہیں ان کے ساتھ آج کیا سلوک ہو رہا ہے؟ کیا کوئی اہل دل ہے جو ان حقائق پر غور کرکے مسز پنڈت کی بیان کردہ رواداری کی سپرٹ کی داد دے سکے؟

پاکستان کی رواداری

مملکت پاکستان کے گورنر جنرل قائد اعظم محمد علی جناح نے حال ہی میں کہ اقلیتوں کے متعلق اپنی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ

"دوسرا اہم مسئلہ جو مجھے سخت مضطرب رکھتا ہے یہ ہے کہ اقلیتوں سے نہایت احسن سلوک کیا جائے میں نجی صحبتوں اور تقریروں میں بارہا یہ اعلان کر چکا ہوں کہ اقلیتوں سے ہمارا رویہ منصفانہ ہوگا، مجھے افسوس ہے کہ اقلیتوں نے ہمیں ان دعاوی کو ثابت کرنے کا موقعہ نہ دیا، نہ ہی انہوں نے پاکستان کے شہریوں کی حیثیت میں موجودہ نازک مرحلہ پر ہمارے ساتھ پورا پورا تعاون کیا"

یہ ہے وہ رواداری کی سپرٹ جو پاکستان میں جاری و ساری ہے اور جو اسلام نے مسلمانوں کے اندر پیدا کی ہے، اور صرف لفظاً نہیں عملاً اس کو کام میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے، چنانچہ پاکستان کے وزیر خوراک راجہ غضنفر علی خان آجکل اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ پاکستان کے رہنے والے ہندوؤں اور سکھوں کو اپنے آبائی مکانات اور وطن چھوڑ کر ہندوستان جانے سے روکیں اور ہر قسم کے تحفظ اور رواداری کا انہیں یقین دلائیں اسی غرض کے لئے انہوں نے پاکستان سیکیورٹی گارڈز بنانے اور ایک لاکھ آدمی اس میں بھرتی کرنے کی تجویز کی، تاکہ وہ مسلمان پناہ گزینوں اور غیر مسلموں کو مغربی پنجاب میں آباد کرنے میں امداد دیں راجہ صاحب کی کوششوں سے اس وقت تک ضلع جہلم اور چکوال وغیرہ کے بیس ہزار ہندوؤں نے مغربی پنجاب ہی میں رہنے کا اعلان کیا ہے اور یہ رو بڑھتی چلی جا رہی ہے، کاش مشرقی پنجاب میں اس کا عشر عشیر بھی رواداری کا ثبوت پیش کیا جاتا لیکن جس قوم کا مذہب انہیں تنگدلی کا سبق پڑھائے ان سے رواداری کی کیا امید ہو سکتی ہے۔

مسیحی مناظرہ

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ ہوا امام مسجد ووکنگ لندن کے ایک چیلنج پر جو انگلستان میں وہاں کے پادریوں کو دیا گیا تھا لاہور کی مسیحی جماعتوں میں اضطراب پیدا ہوا اور انہوں نے واقعہ صلیب مسیح اور مسیح علیہ السلام کے ہندوستان آنے اور کشمیر میں دفن ہونے پر مناظرہ کا چیلنج دیا تھا، اس کے جواب میں ہماری جماعت کی طرف سے آمادگی کا اظہار کیا گیا، اور بار بار مناظرہ کے انعقاد کے لئے لکھا گیا جس پر ایسوسی ایٹ سیکرٹری صاحب کرسچین ینگ... نے یہ اطلاع دی کہ ان کا مناظرہ مولوی جلال الدین شمس صاحب قادیان سے طے ہو چکا ہے، یا تو جماعت احمدیہ لاہور بھی انہی کو اپنا نمائندہ تسلیم کرلے یا ان سے فراغت حاصل کرلینے کے بعد دوسرا مناظرہ کرایا جائیگا، ہم نے آخری تجویز کو منظور کر لیا اور اب تک منتظر ہیں کہ کب اس پر عمل ہو، اب مسیحی رسالہ "المائدہ" سے معلوم ہوا ہے کہ مولوی شمس صاحب نے مسیحیوں کے مقرر کردہ مناظر چوہدری عنایت اللہ مجاہد سے بحث کرنے سے انکار کر دیا ہے اور یہ مناظرہ اب کھٹائی میں پڑ چکا ہے،

کیا ان حالات میں ایسوسی ایٹ سیکرٹری صاحب کرسچین ینگ اپنی دوسری تجویز پر عمل پیرا ہوتے اور ایفائے وعدہ کے لئے تیار ہوں گے؟

ایک ہندو اخبار کا نعرۂ حق

"لبرٹی" ایک ہفتہ وار ہندو اخبار ہے جو راولپنڈی سے نکلتا ہے اس کے ایڈیٹر چوہدری حکم چند انند اور جائنٹ ایڈیٹر ایم۔ سی انند ہیں، اس اخبار کی ۸ر اکتوبر کی اشاعت میں "ہندوؤں کے لئے لمحۂ فکریہ" کے عنوان سے ایک مقالہ افتتاحیہ شائع ہوا ہے جس میں کانگریسی حکومت کی شرارت اور سکھوں کی بربریت کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ

"کانگریسی حکومت کی شہ پر مشرقی پنجاب اور دہلی میں سکھوں نے مسلمانوں پر جو بیشمار مظالم ڈھائے...... ہیں وہ پنڈت جواہر لال نہرو کی ذات گرامی پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ جو کبھی اتر نہیں سکتا۔ اس ظلم وستم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ تمام تر کارروائی انڈین یونین کے افسروں اعلیٰ کی منظم سازش کا نتیجہ تھی۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ سکھوں کے وحشی پن کو فوراً ختم نہ کیا جاتا۔ ہمیں نہایت افسوس ہے کہ ان وحشی سکھوں نے ہندوؤں پر بھی انتہائی ظلم وستم کئے اور ان کے جان و مال کو لوٹا اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ ہندو ہیں، ان کا بھی قتل عام کیا۔ اور پنڈت جواہر لال نہرو نے اس پر بھی کوئی قدم نہ اٹھایا۔ اور بیکس ہندوؤں کو وحشی سکھوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا۔ وہی ماسٹر تارا سنگھ گیانی کرتار سنگھ اور دوسرے سکھ لیڈر جو ہر وقت ہندو اور سکھ ایک ہیں۔ کی رٹ لگایا کرتے تھے اس وقت خاموش تماشہ دیکھتے رہے اور انہوں نے بھی سکھوں کے اس وحشی پن اور ہندوؤں کے قتل عام کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ لہٰذا میں ہندوؤں کو جو اب تک اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ سکھ اُن کے ساتھ مل جل کر رہ سکیں گے۔ اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے یہ نصیحت کرتا ہوں کہ سکھوں کی وحشیانہ حرکات اور سکھا شاہی جو انہوں نے حال ہی مچائی ہے۔ اس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ سکھوں کے لئے ہندو ہو یا مسلمان سب برابر ہیں۔ اور وہ ہندوؤں کا بھی لحاظ نہیں کریں گے۔ اس کے برعکس میں اپنے ہندو بھائیوں کو مشورہ دوں گا کہ جو ہندو بھائی سکھوں کے علاقے میں ہیں وہاں سے واپس چلے آئیں اور سکھوں کے ساتھ رہنے کی بجائے مسلمانوں کے ساتھ رہیں۔ اور پاکستان کو اپنا وطن بنانے کی کوشش کریں۔ میں ان کی جان و مال کی حفاظت کا انہیں یقین دلاتا ہوں، اور انہیں یہ تسلی دلاتا ہوں۔ کہ وہ پاکستان میں نہایت امن سے رہ سکیں گے۔ بشرطیکہ وہ ہندو ایسے ہوں جو پاکستان سے غداری نہ کریں بلکہ پاکستان کے وفادار رہیں اور اس کے ساتھ ہی سکھوں کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہ پاکستان میں واپس آنے کی کوشش نہ کریں۔ کیونکہ سکھوں نے جس وحشی پن کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کا اگر وہ خود اندازہ کرلیں تو وہ یقیناً پاکستان میں آنے کا خیال ترک کر دیں گے۔"

انصاف پسند اور حق گو انسان

پناہ گزینوں کے لئے امدادی فنڈ

ایک لاکھ کی اپیل

اس ضروری فنڈ کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے ایک ضروری چٹھی تمام احباب سلسلہ کے نام بھیجی جا چکی ہے حضرت ممدوح نے اپنے خطبات میں بھی اس بارہ میں پر زور تحریک فرمائی ہے۔ اور دل کھول کر اس میں حصہ لینے کی تاکید کی ہے۔ امید ہے کہ سب دوست حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل جلد از جلد کرکے ثواب دارین حاصل کریں گے۔

مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

یورپ کے جنسی اور معاشرتی حالات پر گذشتہ جنگ عظیم کے تباہ کن اثرات

از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب امام مسجد برلن

ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:۔

یہاں کی جنسی اور تمدنی زندگی نے بڑی خطرناک صورت اختیار کر رکھی ہے سوئٹزرلینڈ کے اخبار میں جو جرمن زبان میں شائع ہوتا ہے ایک لمبا چوڑا مضمون شائع ہوا ہے جس کا میں نے کسی گذشتہ موقعہ پر آپکے اخبار میں ذکر کیا تھا۔ اب وہ تمام مضمون میرے سامنے ہے اس کے بعض اہم مقامات کا ترجمہ ذیل میں درج ہے۔ اسی طرح یہاں لنڈن کے اخبارات میں ایک مختصر سا مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "پچاس ہزار مقدمات طلاق"۔ اس کا اقتباس بھی ذیل میں درج کرتا ہوں۔ ازراہ کرم اخبار میں شائع فرما کر مشکور فرماویں۔

طلاق کی روز افزوں تعداد اور اس کا علاج

ٹائمز لندن و نیوز کرانیکل لنڈن اپنی ۲۹ نومبر ۱۹۴۶ء کی اشاعتوں میں لکھتے ہیں کہ:۔

لارڈ چانسلر لارڈ جویٹ ۔۔۔ نے حال ہی میں ہاؤس آف لارڈز میں بتایا کہ اس سال طلاق کے مقدمات کی تعداد ۴۸ ہزار کے قریب پہنچ جائے گی لیکن آئندہ سال اس تعداد کا پچاس ہزار تک پہنچ جانے کا اندازہ ہے ۱۹۰۵ء یعنی آج سے تقریبًا چالیس برس پہلے یہ تعداد صرف ۶۷۰ تھی (اس سے پتہ لگتا ہے کہ یورپین ممالک کس تباہی اور بربادی کی طرف کس سرعت کے ساتھ جا رہے ہیں۔) حالانکہ طلاق کے مقدمہ پر ۷۵ پونڈ یعنی ہزار روپیہ صرف ہوتے ہیں۔ پھر ایک اہم اور ضروری تجویز یہ پیش کی گئی ہے کہ قبل اس کے کہ مقدمہ عدالت میں جائے یہ معاملہ ثالثوں کے سامنے پیش ہونا چاہیئے جس کے ممبر وکلا اور اصلاحی افسر ہوں۔ اس کا نام:

"Commission of Conciliation & Inquiry"

تجویز کیا گیا ہے۔ یعنی مصالحتی اور تحقیقاتی بورڈ۔ اور اس کا مقصد جیسا کہ اس کے نام سے عیاں ہے یہ ہے کہ فریقین کے مابین مصالحت کرانے کی کوشش کی جائے اور اگر مصالحت ناممکن ہو تو پھر معاملہ عدالت کے سامنے پیش ہو۔ (کیا یہ قرآنی حکم کی عین نقل نہیں) قرآن کریم کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ وان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اھلہ و حکما من اھلھا۔

جو تجویز قرآن کریم نے آج سے ۱۳½ سو سال قبل پیش کی تھی وہی آج یورپ قبول کرنے پر مجبور ہو رہا ہے۔ پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ شادی کے وقت اس امر کی طرف خاص طور پر توجہ دی جائے کہ شادی عمر بھر کا معاملہ ہے شاید اس امر پر زور دینے سے تعداد طلاق میں کچھ کمی واقع ہو۔

گذشتہ جنگ کی اموات

سوئٹزرلینڈ کے جرمن اخبار نے مندرجہ ذیل امور کی طرف توجہ دلائی ہے۔

(ا) جنگ کے بعد یوں تو ہر ملک میں عورتوں کی تعداد بمقابلہ مردوں کے بڑھ گئی ہے۔ تمام مقامات مثلاً بازاروں ریل۔ دفاتر۔ کارخانوں۔ دوکانوں میں ۔۔۔ غرضیکہ ہر جگہ عورتیں بہ نسبت مردوں کے بہت زیادہ نظر آتی ہیں لیکن جرمنی میں تو ان کی تعداد بہت ہی بڑھ گئی ہے ملاحظہ ہوں ذیل کے اعداد و شمار

(ب) جنگ (۴۵ — ۱۹۳۹) میں اموات کی کل تعداد تقریبًا دو کروڑ ہے جس میں سے صرف جرمنی کی تعداد چار تا پانچ ملین یعنی چالیس تا پچاس لاکھ ہے گویا تمام اموات کا چوتھا یا پانچواں حصہ جرمنی کے حصہ میں آیا ہے۔

جرمنی میں عورت و مرد کا تناسب

(ج) موجودہ حالت کا اندازہ مندرجہ ذیل اعداد و شمار سے ہوگا۔

جنوبی حصہ جرمنی میں ۴۹۱۴۲۱ مردوں کے مقابلہ میں ۶۸۱۷۴۳ عورتیں ہیں جس میں تمام عمروں کے افراد شامل ہیں۔ یعنی بچے جوان اور بوڑھے لیکن اگر عمروں کے لحاظ سے ان اعداد و شمار کا مطالعہ کیا جائے تو:۔

۱۹ سال سے ۵۰ سال کے درمیان عمر والے افراد میں مرد و عورت کی تعداد کا تناسب یہ ہے ۔۔۔ ۱۶۷ مرد بمقابلہ ۔۔۔ ۳۲۵ عورتیں۔ گویا ہر مرد کے مقابل تقریبًا دو عورتیں۔ لیکن اگر ۱۹ برس اور ۲۵ برس کی عمر کے اعداد و شمار لئے جائیں تو ۹۶ مردوں کے مقابل ۲۵۲۵ عورتیں آتی ہیں گویا

(باقی بر صفحہ ۶)

اقتباسات

افریقہ میں اسلام کی وجوہ

باسورتھ سمتھ کا حسب ذیل بیان نہایت ہی سچا اور حقیقت پر مبنی ہے۔ وہ اپنے مضمون بعنوان "افریقہ میں محمدزم" میں افریقیوں کے قبول اسلام کے بہت سے دینی اور دنیاوی وجوہ کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:۔

"اسلام اپنے حبشی نومسلم کو قوت عمل وقار، خود اعتمادی اور عزت نفس کی نعمتیں بخشتا ہے، جو اس کے مشرک یا عیسائی ہم وطنوں میں شاذ و نادر ہی پائی جاتی ہیں"

اور بلنیپ کراؤتھر "مغربی افریقہ میں اسلام" کے موضوع پر لکھتے ہیں:۔

"جب کوئی مسلمان تاجر بت پرستوں کے گاؤں میں پہنچتا ہے تو جلدی بار بار وضو کر کے نماز پڑھنے اور رکوع و سجود میں جاتے ہے، جس میں وہ کسی غیر مرئی ہستی سے باتیں کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ اور اپنی ذہنی اور اخلاقی برتری کے باعث بت پرست باشندوں میں عزت و احترام اور اعتماد کا مقام حاصل کر لیتا ہے یہ مسلمان سوداگر اس امر پہ ہر وقت آمادہ اور تیار رہتا ہے، کہ وہ بت پرستوں میں وہ ساری خوبیاں پیدا کر دے جو خود اس میں موجود ہیں، اور ان کو آگاہ کرے کہ اسلام کیا ہے"

(ریویو آف ریلیجنز)

سکھوں کا پنجاب پر قبضہ کا بیہودہ خواب

بیان کیا جاتا ہے کہ لاہور میں سکھوں کا ایک خفیہ اجلاس ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ پنجاب کو واپس لینے کے لئے سکھ پریوی کونسل میں مقدمہ دائر کریں۔ کیونکہ انگریزوں نے پنجاب سکھوں سے لیا تھا۔ اور پنجاب لیتے ہوئے انگریزوں نے اسے ایک امانت قرار دیا تھا۔ چنانچہ پریوی کونسل میں جانے کے لئے وکلا سے مشورہ بھی لیا جا رہا ہے۔ اور ایک اطلاع کے مطابق ڈاکٹر سپرو وغیرہ قانون دان اپنی رپورٹ دے چکے ہیں۔

اگر یہ اطلاع پنجاب کے اخبارات میں اپریل کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتی تو اسے اپریل فول قرار دیا جاتا۔ کیونکہ جلسہ کرنے والے ان حضرات کے خیال میں یہ بھی ایک دیوانی مقدمہ ہے۔ جس میں میعاد زائد المیعاد۔ قبضہ مخالفانہ۔ حق شفع کا سوال ہے جسے پریوی کونسل فیصل کریگی۔ اگر جلسہ کرنیوالے یہ عقل مند مقدمہ ہی کرنا چاہتے ہیں تو مقدمہ کا ٹھرک پورا کرنے کے لئے بجائے دیوانی مقدمہ کے وائسرائے پر زیر دفعہ ۴۰۶ یعنی امانت میں خیانت کے جرم میں فوجداری مقدمہ کیوں نہ دائر کر دیں۔ جو بلا ضمانت ہوگا اور جس میں تین سال قید سخت اور جرمانہ تک کی سزا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ پنجاب انگریزوں کے پاس مہاراجہ دلیپ سنگھ کی امانت تھی۔ جسے انھوں نے اب تک واپس نہیں کیا۔ اور اگر پریوی کونسل نے فیصلہ سکھوں کے حق میں دے دیا تو اس ڈگری کا اجرا ہو جائیگا۔

(ریاست)

ماسٹر تارا سنگھ اپنے تازہ اعلان میں فرماتے ہیں:۔

"پنجاب کی وزارت کے خلاف جو تحریک مسلم لیگ نے جاری کر رکھی تھی اس کے خلاف سکھوں نے بھی ایک فوج تیار کر لی سکھوں کے پاس طاقت ہے کہ وہ مسلمانوں کو مشرقی پنجاب میں نہ رہنے دیں نہ صرف یہ بلکہ ان کو تمام پنجاب سے نکال باہر کر کے دم لیں گے"

مسلمانوں کو پنجاب سے باہر نکل جانے کا خوف محسوس نہ کرنا چاہیئے۔ ماسٹر صاحب ایسے بیانات دیا ہی کرتے ہیں۔

(ریاست)

(بقیہ از صفحہ ۲)

عدم رفع ہے جیسا کہ تورات کا بھی مذہب ہے تو پھر دونوں معنوں میں صحیح یا مقصود بالذات یہی معنے ہو سکتے ہیں کہ وہ درپئے قتل انبیاء ہوتے تھے۔

دوسرے حوالہ کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ قرآن مجید میں قتل انبیاء کا قوم کو ملزم قرار دیا گیا ہے لیکن قتل سے مراد وہی کوشش قتل ہی ہے بس اور اس پر زبردست دلیل اذ قتلتم نفسًا بھی ہے۔ اور حضرت امیر نے جبکہ اسے ایک نبی کا قتل قرار دیا ہے اور ساتھ آپ نے نفسا سے مراد عیسٰی کو لیا ہے تو یہ قتل عیسٰی کا ذکر ہوا۔ اب آپ خود سمجھ لیں کہ قتل سے مراد واقعی قتل ہوا یا کوشش قتل۔

حضرت امیر کی یہ دیانت داری ہے کہ جو معنے ممکن تھے وہ سب بیان کر دیئے باقی اپنا عقیدہ کیا ہے وہ انھوں نے بیان القرآن جلد سوم صفحہ ۱۸۹۸ پر صاف صاف لکھ دیا ہے جو یہ ہے۔ "رسول کے آگے پیچھے پہرہ لگانے سے مراد صرف یہ ہے کہ رسول کی اللہ تعالیٰ حفاظت کرتا ہے اور کوئی اسے ہلاک نہیں کر سکتا یہاں تک کہ آخرکار

نفس انسانی کی مختلف حالتیں

موجودہ فسادات مادی تہذیب کا ثمر ہیں

کشت و خون وحشیانہ پن اور درندگی ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۴۷ء۔ لاہور

یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ (فجر ۱/۳۰)

وہ مقام جس کا اس آیت میں ذکر ہے وہ اسلام کا بلند ترین مقام ہے اور ساتھ ہی بڑا مشکل مقام بھی ہے اس میں اس انسان کو مخاطب کیا گیا ہے جو کمال کو پہنچ چکا ہے فرمایا اے نفس مطمئنہ جس کو اطمینان قلب میسر آگیا ہے اپنے رب کی طرف لوٹ آ، تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی،

حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم سے استدلال فرما کر انسان کے تین مقامات بیان کئے ہیں۔ پہلی حالت تو اس کی درندگی کی اور وحشیانہ حالت ہے جس کو نفس امارہ کہتے ہیں، امارہ کے معنے ہیں حکم دینے والا، قرآن کریم میں ہے ان النفس لامارۃ بالسوء انسان کے نفس کی اول حالت یہ ہے کہ وہ اسے بدی کا حکم دیتا رہتا ہے اور بدی کے کرنے پر اسے محسوس نہیں ہوتا کہ یہ بدی ہے دوسری حالت نفس انسانی کی لوامہ ہے جس کا ذکر اس آیت میں کیا ہے لا اقسم بیوم القیامۃ ولا اقسم بالنفس اللوامۃ۔ لوامہ کے معنی ہیں ملامت کرنے والا، انسان جب کوئی برا کام کرے تو اس کا نفس اسے ملامت کرتا ہے، یہ ترقی کا مقام ہے، امارہ سے ترقی کر کے جب اس کے اندر بدی کا یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ برا کام اگر اس سے سرزد ہو جائے تو اس کی ضمیر اسے ملامت کرتی ہے، تو اس کو لوامہ کہا جاتا ہے، اس سے بھی بلند تر مقام مطمئنہ کا ہے یعنے جب انسان کو اطمینان قلب میسر آجاتے، اور بدی کا ارتکاب ہی اس سے نہ ہو، وہ مطمئنہ کی حالت ہے، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے یعنے آپ ایسے بلند مقام پر پہنچ چکے تھے کہ آپ سے کسی برائی کا ارتکاب ہی ممکن نہ تھا یہ تشریح جو حضرت مسیح موعود نے فرمائی ہے صرف ایک علمی تشریح نہیں بلکہ فی الحقیقت اس میں یہ بتایا ہے کہ عملی رنگ میں اس مقام کو حاصل کرنا اسلام کی بڑی بھاری غرض ہے یعنے انسان کو اس مقام تک پہنچانا مقصود ہے، جہاں اس کا نفس اسے کسی بدی کا حکم نہیں دیتا، بلکہ بدی سے رک جانا اس کی طبیعت بن جاتی ہے

اطمینان کس چیز کا نام ہے اور کب میسر آتا ہے اس کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الذین اٰمنوا وتطمئن قلوبھم الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ قلب کو اطمینان اس صورت میں میسر آتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے، اسکو ہر وقت یاد رکھا جائے اللہ تعالےٰ کا ذکر یوں بھی لوگ کر لیتے ہیں کہ تسبیح ہاتھ میں ہوتی ہے اور اللہ کا نام بھی لیتے جاتے ہیں اور زبان سے اور بھی بہت کچھ خرافات کہتے جاتے ہیں یا اللہ کا نام لیتے اور عمل اس کے خلاف کرتے ہیں، یہ ذکر اللہ نہیں، ذکر اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ہستی کا احساس ہے جو قلب کے اندر ہو یوں تو نماز میں بہت لوگوں کو خدا کی ہستی کا احساس بھی ہوتا ہے اور وہ فی الواقعہ بڑی تڑپ کے ساتھ دعائیں بھی مانگتے ہیں اور انہیں اس میں لذت بھی آتی ہے مگر یہ بھی نفس مطمئنہ کی حالت نہیں ہے، نفس مطمئنہ وہ ہوتا ہے کہ اپنے دنیا کے کاروبار میں خدا کی یاد ہو کام دنیا کا کر رہا ہو اور یہ خیال ساتھ لگا ہوا ہو کہ ایسا نہ ہو کہ خدا کے حکم کے خلاف اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام ہو جائے طیش آجاتے تو خدا کو یاد کر کے اس کو دبا لے، بیجا محبت کسی چیز سے پیدا ہو تو یہ خیال کر کے کہ خدا ناراض ہو گا اس سے اجتناب کرے، کوئی بیجا خواہش پیدا ہو تو خدا کی ناراضی کا خیال کر کے اسے چھوڑ دے، کسی کا مال حاصل کرنے کا لالچ آئے تو خدا کے خوف سے رک جائے جھوٹ بول کر کوئی کام نکلتا ہو، کسی کو جھوٹ بول کر خوش کر سکتا ہو تو اس سے پرہیز کرے کہ یہ اللہ کی ناراضی کا موجب ہے حقیقی مقام اطمینان قلب کا یہی ہے کہ اپنے تمام معاملات میں، تعلقات میں لین دین میں دوستوں سے دوستی، دشمنوں سے دشمنی رکھتے ہوئے خدا کو یاد رکھے اور کوئی دوستی اور دشمنی اس کی رضا کے خلاف نہ ہو، اس کا ہاتھ رک جائے ناجائز فعل سے، اس کی زبان رک جائے ناجائز بات سے، اس وقت اطمینان قلب اس کے اندر پیدا ہو سکتا ہے۔

یہاں نفس مطمئنہ کی دو صفات بیان کی ہیں، اطمینان قلب کا ذریعہ تو قرآن شریف نے یہ بیان کیا، الا بذکر اللہ تطمئن القلوب دل کو اطمینان اسی وقت ہوتا ہے جب کوئی بھی کام کرتے وقت اللہ یاد آجائے لیکن یہاں دو باتیں بیان کیں ایک تو فرمایا راضیۃ وہ اپنے خدا سے راضی ہے خوش ہے، دوسرے مرضیۃ وہ رضا کا محل ہے، خدا کی رضا کا محل بھی بن گیا ہے یہ دونوں باتیں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں جو خدا سے راضی ہے خدا اس سے راضی ہے، خواہ بھی جس حالت میں ہو، جو کچھ اس پر وارد ہو، جو کچھ اس کی راہ میں پیش آتے اس میں راضی اور خوش رہتا ہے اور خدا بھی اس کے ساتھ راضی ہوتا ہے یہ بڑا مشکل مقام ہے، اس میں شک نہیں کہ خدا جو معاملہ انسان کے ساتھ کرتا ہے اس پر راضی ہونا بہت مشکل ہوتا ہے، جب انسان کو کوئی خوشی پہنچتی ہے تو اس وقت تو راضی ہوتا ہی ہے فاما الانسان اذا ما ابتلٰہ ربہ فاکرمہ ونعمہ فیقول ربی اکرمن انسان کی حالت یہ ہے کہ جب اسے اس کا رب آزماتا ہے اور اسے عزت دیتا ہے اور نعمت بخشتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دی ہے واما اذا ما ابتلٰہ فقدر علیہ رزقہ فیقول ربی اھانن لیکن جب دکھ اور مصیبت آجاتی ہے تو وہی انسان پھر خدا کی شکایت کرنے لگتا ہے کبھی زبان پر حرف شکایت ہے اور کبھی دل میں شکایت کرتا ہے، لیکن جو مومن ہے وہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے اگر اس نے بھلائی دی، انعام و اکرام دیا ہے تو دکھ اور مصیبت بھی اس کی طرف سے ہیں تو اس پر راضی رہنا چاہیئے دکھ اور مصیبت میں خدا سے راضی رہنا اور خوش ہونا بہت بڑا مقام ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبزادہ ابراہیم فوت ہوا، تو آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، ایک صحابی نے کہا وانت یا رسول اللہ یا رسول اللہ آپ؟ اسی موقعہ کے متعلق آپ نے فرمایا القلب یحزن والعین تدمع ولا نقول الا ما یرضی بہ اللہ دل کے اندر غم موجود ہے یہ بھی ایک رحمت کا تقاضا ہے جو خدا نے دل میں رکھ دی ہے، آنکھوں سے آنسو بھی نکل آتے ہیں لیکن ہم وہی کہتے ہیں جس پر اللہ راضی ہو، باوجود حزن کے باوجود آنکھوں سے آنسو بہنے کے خدا کی رضا پر راضی ہیں۔

یہ ایک انتہائی مشکل مقام ہے کہ خدا کی رضا کے لئے ہر قسم کے دکھ اور تکلیف اٹھانے میں انسان لذت محسوس کرے اور خدا سے راضی ہو نفس کی حقیقت یہی ہے جب انسان اس مقام پر پہنچ جائے تو یہی خدا کی رضا کا مقام ہے [illegible] عبادات رکھی ہیں، نماز روزہ [illegible] زکوٰۃ، جہاد، ان میں یہی سکھایا ہے کہ خدا کی رضا کے لئے خود تکلیف برداشت کی جائے خود دکھ اٹھایا جاتے اور یہ دکھ اور تکلیف انسان کو اچھا محسوس ہو اس میں لذت آئے، نماز کے وقت کام کو چھوڑ کر آتا ہے، گھر میں آرام کر رہا ہے اس کو ترک کر کے دکھ اٹھا کر مسجد میں آتا [illegible] لیکن نماز میں اس قدر لذت آتی ہے جو اسے آرام میں میسر نہ تھی قرۃ عینی فی الصلوٰۃ، روزہ رکھنا ہے بھوکا ہے لیکن خدا کی رضا کے لئے کچھ نہیں کھاتا، پیاس سے تڑپتا ہے لیکن محض اللہ تعالےٰ کی رضا کی خاطر پانی نہیں پیتا اور اس دکھ اٹھانے میں ایک لذت پاتا ہے، اور یہ بالکل سچ ہے کہ جو لذت دکھ اٹھانے میں ہے وہ آرام میں لذت نہیں آتی، مال کا دینا آسان نہیں یہ بھی ایک دکھ انسان اپنے اوپر برداشت کرتا ہے کہ خدا کی راہ میں مال دے، کس قدر عذر لوگ بناتے ہیں کہ کسی طرح مال ہاتھ سے نہ نکلے [illegible] ہیں [illegible] نے بتا [illegible] اعلیٰ درجہ کے [illegible] نہیں، معمولی فقیہوں نے ایسے حیلے بتائے ہیں، کہ جن سے مال بھی ہاتھ سے [illegible] اور خدا کے حکم کی بھی تعمیل ہو جائے، یہ سب دھوکے ہیں نفس کے [illegible] راضی کرنا ان کا مقصد نہیں، نہ اس کا حکم اس سے پورا ہوتا ہے، ایسا ہی گھر بار اور وطن چھوڑ کر تکلیف برداشت کر کے کیا جاتا ہے پھر جہاد ہے جس کے اندر [illegible] مال بھی دیتا ہے اور جان بھی لگا دیتا ہے صحابہ خدا کی راہ میں جانیں دیتے سارے سارے مال لا حاضر کرتے اور کس [illegible] اس میں ان کو لذت آتی تھی یہ ہے راضیۃ کی کیفیت کہ خدا کے رستہ میں بڑی بڑی قربانی کرنا اور اس کے اندر لذت محسوس کرنا۔ چاہیئے کہ ہر انسان اپنے نفس پر اسکو وارد کر کے دیکھے کہ مجھ پر جب دکھ آتا ہے کوئی تکلیف پہنچتی ہے خدا کے رستہ میں کوئی قربانی کرتا ہوں تو کیا اس میں لذت محسوس ہوتی ہے یا نہیں، اگر لذت آتی ہے تو بلاشبہ وہ نفس مطمئنہ کی حالت ہے لیکن اگر اس میں لذت نہیں آتی اور تکلیف محسوس کرتا ہے، مال دیتا ہے تو دل میں قبض ہے یا دینے لگتا ہے تو دل میں قبض کی وجہ سے ہاتھ رک جاتا ہے وہ نفس مطمئنہ کی حالت نہیں، بیماریاں بڑی بڑی بھی انسان پر آتی ہیں اس حالت میں بڑا مشکل ہوتا ہے کہ خدا کی رضا کو پیش نظر رکھ کر لذت محسوس کرے، لیکن جس شخص کی حالت ایسی ہو

پاکستان کا خُدائی نشان اور مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام

لیلۃ القدر اور جمعۃ الوداع کو پاکستان کا قیام غلبۂ دین کا پیش خیمہ ہے

گئو رکھشا کے لئے ہندوؤں کا جذبہ اور قرآن سے مسلمانوں کی غفلت

انصار اللہ بن کر قرآن کی دولت دُنیا میں پہنچاؤ اور دین و دُنیا کی عزت حاصل کرو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ ڈلہوزی ۔ مورخہ ۱۳ رمضان مطابق یکم اگست ۱۹۴۷ء

یاایھا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ

پاکستان کا خدائی نشان اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے کہ ہمارے نشان تو بہت ظاہر ہوتے رہتے ہیں لیکن اکثر لوگ ان پر آنکھیں بند کر کے گذر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر نشانات اس زمانہ میں ہماری آنکھوں کے سامنے اس قدر ظاہر ہوئے ہیں کہ ہم ان کو گن نہیں سکتے۔ ان میں سے ایک نشان وہ ہے جو کسی خدائی ارادہ کے ماتحت مسلمانوں کو قریب قریب بلامزد ایک سلطنت کا مالک بنانے میں ظاہر ہوا ہے۔ سلطنت و حکومت بجائے خود کوئی اتنی بڑی اہمیت نہیں رکھتی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تلک الایام نداولھا بین الناس۔ خوشی اور غم کے ایام لوگوں میں پھر پھر کر آتے رہتے ہیں۔ مگر اس وقت یہ نشان کسی اور خدائی ارادہ کی تمہید کے طور پر ظاہر ہوا ہے۔

مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام یہ بات قابل غور ہے کہ اس وقت ہندوستان کے مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا انعام کیا ہے۔ جن لوگوں نے دوسرے اسلامی ممالک کو دیکھا ہے یا انکی تحریکات کو دیکھا ہے وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ اسلام کے لئے جو غیرت علی اور تبلیغ اسلام کا جوش ہندوستان کے مسلمانوں میں پایا جاتا ہے وہ دوسرے کسی ملک میں نہیں پایا جاتا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس انعام جسمانی کا اللہ تعالیٰ کے روحانی انعامات سے کوئی تعلق ہے۔

پاکستان کا قیام لیلۃ القدر اور جمعۃ الوداع کو بلکہ عجائبات الٰہی میں سے یہ بات ہے کہ پاکستان کے عالم وجود میں آنے کی رات ٹھیک ۲۷ رمضان کی رات ہے جو روحانی انعامات کے بارش کی رات ہے ۱۴ اور ۱۵ اگست کی درمیانی رات ستائیسویں رمضان ہے اور گو لیلۃ القدر کو ۲۵ ویں ۲۷ ویں اور ۲۹ ویں رات میں تلاش کرنے کا حکم ہے مگر اکثر صلحا کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ بیشتر ستائیسویں ہی ہے۔ اور بالخصوص یہ ستائیسویں جمعۃ الوداع کی رات ہے گویا پاکستان کی پیدائش لیلۃ القدر میں ہو رہی ہے اور جمعۃ الوداع کو یہ کسی مسلمان کے اختیار کی بات نہ تھی بلکہ قدرت نے ایسے سامان جمع کر دیئے کہ حکومت انگلستان نے انتقال اختیارات کو اسی رات سے شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔

نزول قرآن کی یادگار اور جسمانی قسم لیلۃ القدر روحانی برکات کیلئے دعاؤں کی ضرورت یہ وہ رات ہے جس میں قرآن شریف کا نزول شروع ہوا اور یہ گویا نزول قرآن کی ایک سالانہ یادگار ہے جس میں مسلمان برکات روحانی کے نزول کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ تو اس وقت جب ہماری ہمسایہ قوم ۲۷ ویں کو رات کے بارہ بجے اختیارات ملنے کی خوشی منا رہی ہوگی، مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس رات کا احترام کرتے ہوئے دعاؤں میں لگ جائیں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کے وجود کو مسلمانوں کے لئے دونوں رنگوں میں بابرکت کرے جسمانی رنگ میں اس طرح پر کہ یہ سلطنت اسلامی سلطنتوں کے لئے ایک نمونہ ہو اور اس کے عمال صرف مخلوق خدا کی خدمت کے جذبہ کو لئے رعایا کی بہتری کے لئے کام کرنے والے ہوں ان کے دلوں میں خدا کا خوف ہو اور ان کے سر خدا کے آگے جھکتے ہوں اور روحانی رنگ میں اس طرح کہ اللہ تعالیٰ اپنی روحانی برکات کے دروازے بھی دنیا پر کھول دے اور اسے اسلام کی نعمت سے متمتع فرمائے اور ہم مسلمانوں کو بھی توفیق دے کہ ہم قرآن کی نعمت کو دوسرے لوگوں تک پہنچانے کا تہیہ کر لیں۔

یہ انعام جسمانی غلبۂ اسلام کی تمہید ہے اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر اپنے جسمانی انعام کو روحانی انعام کے ساتھ جمع کرنے میں ایک بہت بڑا اشارہ ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ جسمانی انعام تو بجائے خود ایک ایسی چیز ہے جس میں دوسرے لوگوں کا بھی اشتراک ہے مگر یہ فی الحقیقت ایک تمہید ہے اس انعام روحانی کی جو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دینا چاہتا ہے اور جو اسلام سے ہی خاص ہے اور وہ ہے خدا کی بادشاہت کا دنیا پر قائم ہونا اور اسلام کا دنیا کا غالب مذہب ہو جانا۔ یہ ایک بہت بڑا ارادہ الٰہی ہے جس کی بشارت مخبر صادق صلعم کی زبان سے آج سے تیرہ سو سال پیشتر دی جا چکی ہے، لیظھرہ علی الدین کلہ یعنی اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ اپنے بندوں کی ساری قوموں اور سارے ملکوں کی روحانی ربوبیت اپنے آخری اور مکمل پیغام قرآن سے فرمائے تو اس نے اس کی ابتدا اس انعام جسمانی سے شروع فرمائی ہے۔

انصار اللہ کے لئے حضرت عیسیٰ کی دعوت اسی ارادہ الٰہی کی طرف اس ارشاد الٰہی میں اشارہ ہے جو فرمایا یاایھا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ اے ایمان والو اللہ کے مددگار ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کی مدد کی محتاج ہو تو ان الفاظ کا کیا منشا ہے کہ اللہ کے مددگار بن جاؤ اور اس کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ کا ذکر کیا ہے کہ ان کے دل میں بھی یہی تڑپ تھی کہ ان کو ایسے انصار مل جائیں جن سے ان کی بعثت کی غرض پوری ہو جائے اس لئے انہوں نے بھی ایک نعرہ بلند کیا تھا من انصاری الی اللہ ۔ نبی کی بعثت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کا تعلق خدا تعالیٰ سے پیدا کرے تو دوسری جگہ یہ ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ نے بنی اسرائیل کو اس بات کی دعوت دی کہ وہ ان کی طرف رجوع کریں تاکہ وہ ان کا تعلق اللہ سے جوڑ دیں۔ لیکن ان لوگوں نے نہ مانا تو وہاں فرمایا فلما احس عیسی منھم الکفر قال من انصاری الی اللہ جب ان کا کفر ایسا کھل گیا کہ حواس ظاہری سے بھی وہ نظر آنے لگا (احس کے معنے ہیں حواس ظاہری سے کسی چیز کو معلوم کر لیا) تو حضرت عیسیٰ نے کہا من انصاری الی اللہ لوگوں کو خدا تک پہنچانے کے لئے یعنی ان کا جوڑ قائم کرنے کے لئے مجھے مددگار بکار ہیں۔ انصار الی اللہ اور انصار اللہ دونوں نام اس جگہ استعمال ہوئے ہیں ان میں ایک باریک فرق ہے انصار الی اللہ تو وہ اس لحاظ سے ہیں کہ نبی کے سپرد جو کام مخلوق کا تعلق خالق سے قائم کرنے کے لئے کیا جاتا ہے اس کام میں وہ نبی کے مددگار ہوتے ہیں اور انصار اللہ ان کو اس لحاظ سے کہا ہے کہ نبی کے سپرد یہ کام اسی وقت ہوتا ہے جب ارادہ الٰہی مخلوق خدا کی ہدایت کا ہو چکا ہو تو یوں وہ ارادہ الٰہی کی تکمیل میں معاون ہوتے ہیں اس لئے انصار اللہ کہلاتے ہیں۔

حواریان مسیح کی تبلیغی کوششیں تو مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا کونوا انصار اللہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ وہ اپنی مخلوق کی روحانی ربوبیت فرمائے تم اس ارادہ الٰہی کی تکمیل میں معاون بن جاؤ۔ حضرت عیسیٰ کے حواریوں نے جب نحن انصار اللہ کہا یعنی اپنے آپکو تبلیغ دین کے لئے پیش کیا تو انجیل میں لکھا ہے کہ انہیں یہ حکم دیا گیا کہ وہ خالی ہاتھ نکلیں نہ سونا اپنے کمربند میں رکھنا نہ چاندی نہ پیسے، راستہ کے لئے نہ جھولی لینا نہ دو دو کرتے نہ جوتیاں نہ لاٹھی"۔ یہ حواری کون تھے انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یا ان میں سے اکثر ماہی گیر تھے۔ قرآن کریم نے ان کا نام حواری کہ

اخبار و افکار

حکومت ہندوستان اور رواداری

یو۔ این۔ او۔ کانفرنس میں فلسطین کا مسئلہ پیش ہونے پر مسز وجیا لکشمی پنڈت نے اس بات پر زور دیتے ہوئے ... کہ فلسطین کو ایک آزاد عرب مملکت قرار دیا جائے جس کے اندر ایسے علاقوں میں جہاں یہودیوں کی اکثریت ہے انہیں وسیع اختیارات دیئے جائیں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:۔

"ہندوستان ان چند ممالک میں سے ہے جس کے اندر یہودی قوم متواتر دو ہزار سال سے رہتی چلی آئی ہے اور کسی قسم کے تشدد یا مذھبی تنگدلی کا خوف اسے پیدا نہیں ہوا وہ اب بھی ہمارے اندر رہتے سہتے اور ہر لحاظ سے پوری آزادی کے مزے لوٹتے ہیں جو اس رواداری کی سپرٹ کا ایک پکا ثبوت ہے جو ہندوستان تمام اقوام اور سب مذاہب کے لوگوں کے ساتھ روا رکھتا ہے"

کونسا ہندوستان؟ کیا مغلوں کا ہندوستان؟ بے شک تمام مذاہب اور اقوام کے ساتھ بالعموم اور ہندو قوم کے ساتھ بالخصوص پوری رواداری کا برتاؤ کیا اور ان کو ایسی شاندار مراعات عطا کیں جن کا موجودہ ہندوستانی حکومت میں تصور بھی نہیں ہو سکتا، انگریزوں کے متعلق بھی یہ کہنا درست ہے کہ انھوں نے ایک وقت تک تمام قوموں اور سب مذاہب کے ساتھ رواداری کی سپرٹ روا رکھی، لیکن موجودہ ہندوستانی مملکت کے متعلق کیسے کہا جائیگا جس کی رواداری کی سپرٹ ... کا موجودہ اسلام کا نام بھی

پاکستان کی رواداری

مملکت پاکستان کے گورنر جنرل قائداعظم محمد علی جناح نے حال ہی میں بعض اقلیتوں کے متعلق اپنی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

"دوسرا اہم مسئلہ جو مجھے سخت مضطرب رکھتا ہے یہ ہے کہ اقلیتوں سے نہایت احسن سلوک کیا جائے میں نجی صحبتوں اور تقریروں میں بار ہا یہ اعلان کر چکا ہوں کہ اقلیتوں سے ہمارا رویہ منصفانہ ہوگا، مجھے افسوس ہے کہ اقلیتوں نے ہمیں ان دعاوی کو ثابت کرنے کا موقعہ نہ دیا، نہ ہی انھوں نے پاکستان کے شہریوں کی حیثیت میں موجودہ نازک مرحلہ پر ہمارے ساتھ پورا پورا تعاون کیا"

یہ ہے وہ رواداری کی سپرٹ جو پاکستان میں جاری و ساری ہے اور جو اسلام نے مسلمانوں کے اندر پیدا کی ہے، اور صرف لفظاً نہیں عملاً اس کو کام میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے، چنانچہ پاکستان کے وزیر خوراک راجہ غضنفر علی خان آجکل اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ پاکستان کے رہنے والے ہندوؤں اور سکھوں کو اپنے آبائی مکانات اور وطن چھوڑ کر ہندوستان جانے سے روکیں اور ہر قسم کے تحفظ اور رواداری کا انہیں یقین دلائیں اسی غرض کے لئے انھوں نے پاکستان سیکیورٹی گارڈ بنانے اور ایک لاکھ آدمی اس میں بھرتی کرنے کی تجویز کی، تا کہ وہ مسلمان پناہگزینوں اور غیر مسلموں کو مغربی پنجاب میں آباد کرنے میں امداد دیں راجہ ...

اور مسیح علیہ السلام کے ہندوستان آنے اور کشمیر میں دفن ہونے پر مناظرہ کا چیلنج دیا تھا، اس کے جواب میں ہماری جماعت کی طرف سے آمادگی کا اظہار کیا گیا، اور بار بار مناظرہ کے انعقاد کے لئے لکھا گیا جس پر ایسوسی ایٹ سیکرٹری صاحب کرسچین لیگ نے یہ اطلاع دی کہ ان کا مناظرہ مولوی جلال الدین شمس صاحب قادیان سے طے ہو چکا ہے، یا تو جماعت احمدیہ لاہور بھی انہی کو اپنا نمائندہ تسلیم کرے یا ان سے فراغت حاصل کر لینے کے بعد دوسرا مناظرہ کر لیا جائیگا، ہم نے آخری تجویز کو منظور کر لیا اور اب تک منتظر ہیں کہ کب اس پر عمل ہو، اب مسیحی رسالہ "المائدہ" سے معلوم ہوا ہے کہ مولوی شمس صاحب نے مسیحیوں کے مقرر کردہ مناظر چوہدری عنایت اللہ مجاہد سے بحث کرنے سے انکار کر دیا ہے اور یہ مناظرہ اب کھٹائی میں پڑ چکا ہے،

کیا ان حالات میں ایسوسی ایٹ سیکرٹری صاحب کرسچین لیگ اپنی دوسری تجویز پر عمل پیرا ہوتے اور ایفائے وعدہ کے لئے تیار ہوں گے؟

ایک ہندو اخبار کا نعرۂ حق

"لیڈنگ" ایک مقتدر ہندو اخبار ہے جو راولپنڈی سے نکلتا ہے اس کے ایڈیٹر چوہدری حکم چند انند اور جائنٹ ایڈیٹر ایم۔ سی۔ انند ہیں، اس اخبار کی ۸ راکتوبر کی اشاعت میں "ہندوؤں کے لئے لمحۂ فکریہ" کے عنوان سے ایک مقالہ افتتاحیہ شائع ہوا ہے جس میں کانگریسی حکومت کی شرارت اور سکھوں کی بربریت کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ

"کانگرسی حکومت کی شہ پر مشرقی پنجاب اور دہلی میں سکھوں نے مسلمانوں پر جو بے شمار مظالم ڈھائے ... ہیں وہ پنڈت جواہر لال نہرو کی ذات ...

تھی۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ سکھوں کے وحشی پن کو فوراً ختم نہ کیا جاتا۔ یہ نہایت افسوس ہے کہ ان وحشی سکھوں نے ہندوؤں پر بھی انتہائی ظلم وستم کئے اور ان کے جان و مال کو لوٹا اور یہ جانتے ہوئے کہ وہ ہندو ہیں ان کا بھی قتل عام کیا۔ اور پنڈت جواہر لال نہرو نے اس پر بھی کوئی قدم نہ اٹھایا۔ اور بے کس ہندوؤں کو وحشی سکھوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا۔ وہی ماسٹر تارا سنگھ گیانی کرتار سنگھ اور دوسرے سکھ لیڈر جو ہر وقت ہندو اور سکھ ایک ہیں۔ کی رٹ لگایا کرتے تھے اس وقت خاموش تماشہ دیکھتے رہے اور انھوں نے بھی سکھوں کے اس وحشی پن اور ہندوؤں کے قتل عام کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ لہذا میں ہندوؤں کو جو اب تک اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ سکھ اُن کے ساتھ مل جل کر رہ سکیں گے۔ اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے یہ نصیحت کرتا ہوں کہ سکھوں کی وحشیانہ حرکات اور سکھا شاہی جو انھوں نے حال ہی مچائی ہے۔ اس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ سکھوں کے لئے ہندو ہو یا مسلمان سب برابر ہیں۔ اور وہ ہندوؤں کا بھی لحاظ نہیں کریں گے۔ اس کے برعکس میں اپنے ہندو بھائیوں کو مشورہ دوں گا کہ جو ہندو بھائی سکھوں کے علاقے میں ہیں وہاں سے واپس چلے آئیں اور سکھوں کے ساتھ رہنے کی بجائے مسلمانوں کے ساتھ رہیں۔ اور پاکستان کو اپنا وطن بنانے کی کوشش کریں۔ میں ان کی جان و مال کی حفاظت کا انہیں یقین دلاتا ہوں، اور انہیں یہ تسلی دلاتا ہوں۔ کہ وہ پاکستان میں نہایت امن سے رہ سکیں گے۔ بشرطیکہ وہ ہندو ایسے ہوں جو پاکستان سے غداری نہ کریں بلکہ پاکستان کے وفادار رہیں اور اس کے ساتھ ہی سکھوں کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ وہ پاکستان میں واپس آنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ سکھوں نے ...

ہے جس کے ایک لفظی معنے ہیں دھوبی جو کپڑے کو دھو کر میل سے صاف کرتا ہے۔ ہوسکتا ہے اس میں اشارہ ہو کہ وہ دھوبی تھے لیکن ماہی گیر ہوں یا دھوبی انہوں نے واقعی وہ عظیم الشان کام کر دکھایا جو دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ کے لئے زندہ رہے گا۔ وہ نکل پڑے اور مختلف علاقوں میں پھیل گئے اور شدید ترین مخالفتوں کے اندر حضرت مسیح کے پیغام کو پہنچاتے رہے اور ان کی کوششوں کا ہی پھل تھا کہ ان کے نقش قدم پر پھر اور نکل پڑے یہاں تک کہ تین سو سال کے بعد رومن امپائر کا مذہب عیسائیت ہوگیا۔

مسلمانوں کا بے پناہ جذبہ تبلیغ اور اسکے شاندار نتائج

ہوسکتا ہے فی الواقع حضرت عیسٰی کا منشا یہی ہو کہ ایک جوڑا کپڑوں کے سوائے ان کے مبلغین کچھ ساتھ نہ لیں اور ہوسکتا ہے کہ یہ بتانا مقصود ہو کہ ان چیزوں کی پرواہ نہ کریں جو شخص خدا کے رستے میں نکلتا ہے خدا اس کے لئے سب سامان کر دیتا ہے۔ لیکن جب مسلمانوں کو یہ حکم ہوا کونوا انصار اللہ اور ان میں سے بہت سے تو ابتدائے اسلام کے ساتھ ہی حق کے زبردست مبلغ تھے اور آنحضرت صلعم کی زندگی میں سارا عرب اسلام میں داخل ہوگیا تو آپ کی وفات کے بعد بھی مسلمانوں کا جذبہ تبلیغ انصار اللہ ہونے کا جذبہ ایک بے پناہ جذبہ ثابت ہوا اور مشرق میں اور مغرب میں دونوں طرف پیغام الٰہی کو لے کر وہ ایک سو سال کے اندر اندر ایک طرف انتہائے مشرق میں اور دوسری طرف انتہائے مغرب میں پہنچ گئے اور قوموں کی قوموں کو اور ملکوں کے ملکوں کو اسلام میں داخل کرتے چلے گئے۔ اس زمانے میں جب آمد و رفت کے وسائل بھی بہت محدود تھے نہ پہاڑ ان کے لئے روک تھے نہ دریا۔ وہ اس جذبہ کو لیکر چلے کہ ارادہ الٰہی یہ ہوچکا ہے کہ مخلوق خدا کو ہر قسم کی گمراہی سے باہر نکال کر اس کا تعلق اپنے مالک حقیقی سے قائم کیا جائے۔ اور وہ اپنے آپ کو اس ارادہ الٰہی کی تکمیل کے آلے سمجھتے تھے۔ اور دنیا بھی اس طرح پیغام حق کو قبول کرتی چلی جاتی تھی کہ یہ صاف نظر آرہا تھا کہ یہ انسانوں کا کام نہیں بلکہ خدائی ارادہ ہی ایسا ہوچکا ہے اور انسان صرف اس ارادہ الٰہی کی تکمیل کے آلہ کار ہیں۔

غلبۂ اسلام کا وقت پھر آپہنچا ہے

آج پھر وہی ارادہ الٰہی نظر آرہا ہے کہ اللہ تعالٰی اسلام کو از سر نو ایک قوت اور زندگی بخش رہا ہے اور اسلام ایک دور جدید میں داخل ہو رہا ہے انہ هو یبدئ و یعید۔ اسلام پر ایک پستی کا دور آیا وہ ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ تھا، مگر وہ بھی ایک ارادہ الٰہی کے ماتحت تھا۔ عیسائی طاقتوں نے پوری قوت خرچ کی کہ وہ اسلامی سلطنتوں کو ہی نہیں بلکہ اسلام کو مٹا دیں مگر ان کی ساری کوششوں کا نتیجہ کیا ہوا ہے یہی کہ اسلام گرنے کے بعد پھر ابھر رہا ہے اور اس کے اندر ایک نئی قوت پیدا ہو رہی ہے جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی اس وقت اسلام کے جھنڈے مختلف عیسائی ممالک میں لگ چکے ہیں اور دوسری مرتبہ وہی آثار ظاہر ہو رہے ہیں جو پہلی مرتبہ ظاہر ہوئے تھے کہ عیسائیت کا قدم پیچھے ہٹ رہا ہے اور اسلام کا قدم آگے بڑھ رہا ہے اور ارادہ الٰہی نظر آرہا ہے اور لیظهره على الدين كله کا وقت آپہنچا ہے۔

گئورکھشا کیلئے ہندوؤں کا جذبہ اور مسلمانوں کی قرآن سے غفلت۔

مگر اس کے لئے مسلمانوں کی طرف سے ایک قدم اٹھنے کی ضرورت ہے۔ وہ خدا کے آخری پیغام کی وہ قدر کریں جو اس کا حق ہے وہ ایک دفعہ ہمت کر کے دنیا کو اسلام کے لئے فتح کر لینے کا عزم کرلیں بیشک زبانی ہم بہت کچھ کہتے ہیں مگر حقیقت کو دیکھا جائے تو جو کچھ ہندو قوم اپنی گائے کے لئے کر رہی ہے مسلمان اپنے قرآن کے لئے اس کا دسواں بلکہ سواں حصہ بھی نہیں کر رہے۔ تمام ہندو قوم گئورکھشا کے لئے اپنی تجارتوں میں اپنے منافع سے اپنی آمدنیوں سے ایک مقررہ رقم ادا کرتی ہے مگر مسلمانوں میں شاید ایک جگہ بھی سوائے بہت ہی قلیل نفوس کے یہ انتظام موجود نہیں، ایک سیٹھ دلمیا کو لے لو وہ اپنے کروڑہا روپوں کو اس کام کے لئے وقف کر رہا ہے کہ گائے کی حفاظت ہو۔ اس کی کوشش بے سود ہے یہ الگ بات ہے مگر اس کے دل میں جو جذبہ ہے وہ قابل قدر ہے وہ اپنی ساری دولت اس کام پر لگا دینے کا فیصلہ کرچکا ہے وہ اپنے ورثاء کو بھی اسی بات کا پابند کرتا ہے اپنے داماد کو بھی بتا دیتا ہے اپنی بیویوں کو بھی کہہ دیتا ہے کہ اس کے پیچھے وہ بھی اس کی بے حساب دولت کو اسی کام کے لئے لگا دیں۔ میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں میں سیٹھ دلمیا کے برابر کسی کے پاس دولت نہ سہی۔ شاید یہ بھی صحیح نہ ہو لیکن اس کو مان کر بھی کیا کوئی ایسے مسلمان اٹھتے ہیں جو کروڑوں نہ سہی اپنے لاکھوں روپے ہی اس کام کے لئے لگا دیں کہ خدا کے آخری پیغام کو دنیا کی ساری قوموں تک پہنچایا جائے۔ دنیا کی ساری قومیں تو دور رہیں کیا کوئی ایسے لوگ اٹھتے ہیں کہ اس ملک ہندوستان میں ہی قرآن کو

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی کریم علیہ السلام کی شان میں

چوں زمن آید ثنائے سرور عالی تبار ❊ عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار

آں مقام قرب کو دارد بدلدار قدیم ❊ کس نداند شان آں از واصلان کردگار

آں عنایتہا کہ محبوب ازل دارد بدو ❊ کس بخوابے ہم ندیدہ مثل آں اندر دیار

سرور خاصان حق شاہ گروہ عاشقاں ❊ آنکہ روحش کرد طے ہر منزل وصل نگار

آں مبارک پے کہ آمد ذات با آیات او ❊ رحمتے زاں ذات عالم پرور و پروردگار

آنکہ دارد قرب خاص اندر جناب پاک حق ❊ آنکہ شان او نفہمد کس ز خاصان و کبار

احمد آخر زماں کو اولیں را جائے فخر

آخریں را مقتدا و ملجا و کہف و حصار

رمضان کا جہاد برنگ دعا

(۱) سب مسلمانوں کے دلوں میں اللہ تعالٰی تبلیغ دین کی ضرورت کا احساس پیدا کرے۔

(۲) جماعت احمدیہ لاہور کے دلوں میں وہ زبردست تڑپ پیدا کر دے کہ وہ اپنے اموال کو دین کے لئے قربان کر کے اس عہد کو پورا کریں جو مامور کے ہاتھ پر کیا تھا۔

(۳) اس جماعت کے ہر فرد کے دل میں وہ قوت پیدا کر دے کہ وہ جہاں رہتا ہے اسے تبلیغ دین کا مرکز بنا دے۔

(۴) کسی صاحب مال اور صاحب دل کو یہ توفیق دے کہ وہ پچاس ہزار روپے کے خرچ سے سان فرانسسکو میں اپنے نام پر ایک تبلیغ کا گھر بنا دے جہاں ہمیشہ کے لئے براعظم امریکہ میں اسلام کا نور پھیلتا رہے اور اس کا نام بھی ہمیشہ کے لئے روشن رہے۔

محمد علی ۵ رمضان المبارک

اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبردست شخصیت کو جس کے برابر دنیا کی کوئی دوسری شخصیت نہیں اپنے ہمسائیوں کے سامنے پیش کریں۔ ان کی زبانوں میں قرآن کے ترجمے کر کے اور محمد رسول اللہ صلعم کی سیرت کے ترجمے کر کے رکھیں کہ یہ ہے اسلام کی اصل تعلیم۔

انصار اللہ بن کر دین و دنیا کی عزت حاصل کرو

کونوا انصار اللہ کا مقام بہت بلند ہے جو شخص اپنے مال کو اور اپنی طاقت کو خدا کا پیغام دنیا تک پہنچانے میں لگا دیتا ہے وہ خدا کا نصیر بن جاتا ہے۔ خدا کا مددگار ہو جاتا ہے ارادہ الٰہی کی تکمیل میں معاون ہو جاتا ہے۔ مگر کیا مسلمانوں میں وہ آدمی ہیں جو دیوانوں کی طرح خدا کے پیغام کو لیکر دنیا میں نکل جائیں

محمد رسول اللہ صلعم کے اصحاب کا مقام تو بہت بلند ہے حضرت عیسٰی کے حواریوں ... ... کی طرح ہی دینی جنون اپنے اندر پیدا کریں اور ایک جوڑا کپڑوں کا پہن کر اور خدا کی دی ہوئی سب سے بڑی دولت قرآن کو ساتھ لے کر دنیا میں نکل جائیں۔ آج مسلمانوں کے دلوں میں کیوں یہ جذبہ پیدا نہیں ہوتا کہ وہ انصار اللہ بن جائیں، کیوں یہ جذبہ پیدا انہیں ہوتا کہ وہ اپنے سلف کے نقش قدم پر چلیں، کیوں اس طرف ان کا خیال نہیں جاتا کہ وہ قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے جذبہ کو اپنے دل میں سب سے بلند مقام دے کر محمد رسول اللہ صلعم سے نسبت پیدا کریں وہ دنیا کی دولت اور دنیا کی عزت پر مر رہے ہیں اور وہ بھی انہیں نہیں

جاتے کہ کوئی بیماری آجائے، کوئی اپنے بھائی کے لئے دکھ اٹھانا پڑے، کوئی اپنے وقت کی قربانی کرنی پڑے، مال کی، اپنی خواہشات کی قربانی کرنی پڑے تو بڑی خوشی کے ساتھ کرے تو اس نے نفس مطمئنہ پالیا۔

یہ گمان نہ کیجئے کہ اس مقام پر کوئی نہیں پہنچ سکتا اور انسان دنیا کو ترک کر کے اس مقام کو پا سکتا ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دو کو نہیں لاکھوں کو اس مقام تک پہنچایا ہے مجھے افسوس ہوتا ہے کہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات کا مطالعہ نہیں کرتے ناولوں سے دل بہلاتے ہیں، کہانیوں میں لذت پاتے ہیں، ادبی چٹکلوں سے جی خوش کرتے ہیں لیکن یہ ایک عارضی اور وقتی لذت ہوتی ہے اگر آپ اپنی زندگی میں حقیقی لذت پیدا کرنا چاہتے ہیں تو پاک نفس انسانوں کی زندگیوں کا مطالعہ کیجئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضہ کے حالات کو پڑھیں گے تو ان میں آپ کو دائمی لذت اور سرور حاصل ہوگا، بار بار ان کو مطالعہ کرنے سے لذت آئے گی، یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے ان کی سیرت کو ایک دفعہ پڑھ لیا ہے اور یہ کافی ہے ان کو بار بار پڑھئے اور اس سے سبق حاصل کرنے کے لئے پڑھئے بعض لوگوں کو خیال ہوتا ہے کہ شاید وہی لوگ جو دنیا سے قطع تعلق کر لیں نفس مطمئنہ کو پا سکتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ ان کو کبھی نفس مطمئنہ حاصل نہیں ہو سکتا، نفس مطمئنہ انہیں کو حاصل ہوتا ہے جو دنیا کے اندر پڑ کر بیوی بچوں میں رہتے ہوئے دنیا کے سارے کام کرتے ہوئے خدا کو یاد رکھتے اور اس کے حکم بجا لاتے ہیں جب دنیا کے اندر رہ کر دنیا کے کاروبار کرتا ہوا انسان خدا کو نہیں بھولتا اور اس وقت یہ کیفیت اس کے اندر پیدا ہوتی ہے جو راضیہ کی کیفیت ہے تو وہ نفس مطمئنہ کو پا لیتا ہے۔

تو میں نے کہا کہ یہ مت خیال کیجئے کہ یہ کوئی بہت مشکل مقام ہے، لاکھوں آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کئے جنہوں نے اس مقام کو حاصل کیا، ان کی تلواریں رک جاتی تھیں جب ان کا چلانا خدا کی رضا کے خلاف نظر آئے، ان کا غصہ ختم ہو جاتا تھا جب خدا کی رضا اس میں نہ ہو، ان کی ہر بات ہر فعل خدا کے لئے تھا اور خدا کے حکم کے خلاف وہ ذرا حرکت نہ کرتے تھے۔

یہ جو کچھ آج خون کا کھیل ہو رہا ہے ایک دوسرے کو برباد کرنے کا کھیل ہو رہا ہے خواہ اس کے کرنے والے مسلمان ہیں یا ہندو، یہ ایک لعنت ہے جو مادی تہذیب نے پیدا کی ہے یہ یورپ سے آئی ہوئی لعنت ہے جو مسلمانوں پر بھی مسلط ہو رہی ہے، مسلمان خیال کرتے ہیں کہ اس طرح ہم خدمت اسلام کریں گے یہ خدمت اسلام نہیں یہ اسلام کو بدنام کرنا ہے۔ دن بدن نسل انسانی اپنی ہلاکت کی طرف دوڑی جا رہی ہے، ایک گڑھے کی طرف چلی جا رہی ہے جو ہلاکت کا گڑھا ہے فلاں قوم کا ایک آدمی مارا گیا ہے اب اس کو چین نہیں جب تک دوسری قوم کے دس بیگناہوں کو نہ مار لے یہ وحشیانہ پن ہے یہ درندگی ہے، یہ نفس امارہ ہے جس میں قوم مبتلا ہے یہ جنگ اپنی خواہشات کی جنگ ہے، خدا کے لئے نہیں، خدا کی رضا کے لئے نہیں، کوئی قوم کی خدمت اس سے نہیں ہوتی، اس سے نقصان پہنچتا ہے اسلام بدنام ہوتا ہے۔ قوم ذلیل ہوتی ہے، میں اس لئے کہتا ہوں کہ مسلمان بھی آنکھیں بند کر کے چلے جا رہے ہیں۔ پہل دوسرے نے کی اس کا جواب یہ نہیں کہ ہم بھی ایک بیگناہ کو مار دیں ہر نفس انسانی کو خدا نے حرام ٹھیرایا ہے جب تک کہ اس نے ایسے کسی فعل کا ارتکاب نہیں کیا جس کی وجہ سے اس کی جان لینی جائز ہو جائے لا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق۔ ایک اور بھی کام تھا جس سے اگر مسلمان فائدہ اٹھاتے تو زیادہ بہتر ہوتا وہ نفس انسانی کی اصلاح کا کام ہے اس ذریعہ سے نفس انسانی کو اور خود اپنی قوم کو اپنے نفس کو فائدہ ہو سکتا ہے حضرت صاحب نے جو نفس انسانی کی ان تین حالتوں کا ذکر کیا ہے تو یہ کوئی علمی موشگافیاں نہیں نفس انسانی کی اصلاح کے عملی ذرائع بتائے ہیں، آپ کی جماعت اسلئے کھڑی ہوئی ہے کہ ان عملی ذرائع کو اختیار کر کے نفس انسانی کی اصلاح کا کام کرے۔ یہ مادہ پرستی کا رنگ جو دنیا میں پیدا ہوا ہے یہ مذہب کی روح کے خلاف ہے یہ مذہب کو بدنام کرنے والا ہے، ہماری جماعت کو اس لئے کھڑا کیا گیا ہے کہ اس بدنامی سے مذہب کو نکالا جائے اور اصلاح نفس کے ذریعہ سے دنیا کو اسلام کی طرف بلایا جائے،

تو میں آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس مقام کو مشکل نہ سمجھئے کوشش کرنے سے آپ بھی اس مقام کو حاصل کر سکتے ہیں، فرض صرف اتنی ہو کہ خدا کو راضی کرنا ہے اس سے ہر قسم کی جلن دور ہو جاتی اور ایک ٹھنڈک دل کے اندر پیدا ہو جاتی ہے، شیطان تو ورغلاتا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ انسان کا نفس خود شیطانی کام کرتا ہے، حدیث میں آتا ہے، الغضب شیطان والحسد شیطان یہ انسان کی اپنی ناجائز خواہشات ہیں جو اسے ایک پست مقام کی طرف لے جاتی ہیں۔

ہماری جماعت کو ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے کھڑا کیا گیا ہے اور وہ آپ پیدا نہیں کر سکتے جب تک خود اپنے اندر انقلاب پیدا نہ کریں اس کے لئے ضرورت ہے کہ ایک جماعت کھڑی ہو جائے جس کے اندر نفس مطمئنہ کی حالت ہو، اور جماعت کے اندر نفس مطمئنہ کی حالت تو ہی پیدا ہو سکتی ہے جب جماعت کا ہر ایک فرد اس مقام تک پہنچنے کی کوشش کرے تمام معاملات میں خواہ ان میں کوئی حکومت کا پہلو ہو یا عام دنیوی معاملات کا خدا اس کے سامنے رہتا ہو، اور کوئی چیز انہیں خدا کی رضا اور اس کے حکم سے نہ پھیر سکے، تو چاہیئے آج سے ہر شخص اس کوشش میں لگ جائے کہ خوش ہیں تو اپنے خدا کو کرنا ہے، خواہ میری بیوی ناراض ہو یا کوئی دوست ناراض ہو، اس کی پروا نہیں خدا کا حکم مقدم ہو، ہر عزیز سے عزیز تعلق کو خدا کے حکم کے سامنے ہیچ سمجھا جائے اس مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کرو میں نے کہا کہ یہ بہت مشکل مقام ہے لیکن کوئی مشکل نہیں جو کوشش سے دور نہ ہو، اگر تھوڑی سے کوشش کی جائے تو انسان اس مقام کو پا سکتا ہے، صرف خیال کو بدلنا ہے، نماز کو اگر آئے تو اگر اس لئے آتا ہے کہ دیکھنے والے کیا کہیں گے کہ یہ نماز بھی نہیں پڑھتا تو اس کی نماز کوئی نہیں، ہاں خدا کی رضا کے لئے آتا ہے تو یقیناً وہ اسے حاصل کرتا ہے، تو جب تک آپ اس مقام تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی اصلاح کا کام آپ کر سکیں۔ نفس مطمئنہ کو حاصل کرنے کی کوشش کرو، ہاں اس مقام کو ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق حاصل کر سکتا ہے۔ خدا نے تمام استعدادیں یکساں پیدا نہیں کیں، مگر ہر ایک کے لئے ترقی کا میدان کھلا ہے، جو کوشش کرے گا وہ اس مقام کو پا لے گا۔

تو یہ ایک چیز ہے بلاشبہ بڑی مشکل چیز ہے۔ لیکن کوشش اور جدوجہد سے حاصل ہو سکتی ہے کہ خدا کی رضا کے سوائے کوئی رضا سامنے نہ ہو، کسی حالت میں بھی خدا پر شاکی نہ ہو، اس کے رستہ میں ہر دکھ لذت پیدا کرنے کا موجب ہو، ہر قربانی سے دلی خوشی ہو، اس کی بھیجی ہوئی بیماری کو صبر اور شکر سے برداشت کرے، اور کسی حالت میں اس کی رضا کا خیال نہ چھوڑے یہ ہے اصل نفس مطمئنہ کا مقام۔ اسی سے خدا اپنے بندے پر راضی ہو جاتا ہے ورنہ اس کے بغیر کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا لوگ سمجھتے ہیں کہ کسی کو خوابیں بہت آ جائیں تو اس کو روحانیت کا بہت بلند مقام حاصل ہو گیا مطلق نہیں، روحانیت خوابوں اور الہاموں سے حاصل نہیں ہوتی نہ رونے سے ملتی ہے۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ کسی کے خدا کے آگے رونے سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ کوئی بلند مقام یا خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے، بلکہ بعض دفعہ ایک بت پرست اپنے بت کی عبادت کرتا ہوا بھی اس قسم کی عارضی لذت حاصل کر لیتا ہے۔ حقیقی لذت وہ ہے جس کا اثر طبیعت پر ایسا ہو کہ دکھ اور تکلیف میں خدا کی راہ میں قربانی کرتے ہیں بھی وہ لذت قائم رہے جو انسان یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ خدا اس سے راضی ہے یا نہیں، وہ اپنے نفس کو دیکھے کہ اس کا نفس خدا سے راضی ہے یا نہیں۔ اگر وہ اپنے ہر حال میں خدا سے راضی ہے تو خدا بھی اس سے راضی ہے:

یاد رکھیے

راہ چلتے بے گناہ لوگوں کو قتل کرنا عورتوں، بچوں، اور بوڑھوں کے خون سے ہاتھ رنگنا۔ آگ کے ذخیروں کو آگ لگانا سراسر اسلامی روایات کے خلاف ہے۔

ادارۂ تعلیم قرآن

آمد ماہ مئی ۱۹۴۷ء

	روپے	آنے	پائی
وصولی سابقہ	۵۷۷۷۳	۶	۶
جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع	۱۰	۰	۰
جناب چوہدری محمد سعید صاحب بھیرہ	۲	۰	۰
جناب آر۔ اے غنی صاحب مدراس	۷	۸	۰
جناب عبد الرحمان صاحب گنائی بھدرواہ	۱۰	۰	۰
جناب ایم کھنڈے خاں صاحب پشاور	۱۰	۰	۰
معرفت جناب محمد عبد اللہ صاحب سنوری (دہلی)	۹۹۴	۱۱	۰
جناب شیخ عطا الٰہی صاحب دہلی	۱۰	۰	۰
سب میجر جی۔ کے خاں صاحب کانپور	۲۰	۰	۰
چوہدری محمد اختر صاحب خلف چوہدری عشرت علی صاحب چک ۳۱۳	۱۵۰	۰	۰
میزان	۵۸۵۸۲	۹	۶

ہر مرد کے مقابل ۷ عورتیں اور ۲۶ برس تا ۳۵ برس میں ایک مرد بمقابلہ ۵ عورتیں"

اقتصادی اور معاشی مسئلہ

"یہ واقعات کی ناطق زبان ہے جس کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ صرف ایک معمہ اور مشکل ہمارے سامنے پیش کرتا ہے نہ کہ کوئی حل۔ پھر اقتصادی اور معاشی مسئلہ ہمارے سامنے آتا ہے عورت کو اپنے لئے تلاش روزگار کے سلسلہ میں مارے مارے پھرنا پڑتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ قطعاً کوئی معاشرت اور تمدن پیدا نہیں ہو رہا۔ کیونکہ تمام تمدن کی بنیاد گھر اور خاندان پر مبنی ہے اور یہ یہاں پہلے ہی کم تھا لیکن اب تو بالکل مفقود ہو رہا ہے۔"

جنسی تعلق کا جذبہ

"اب ہم اس کے علاج کی طرف آتے ہیں۔ جنسی تعلقات اور بقاء نسل انسانی کا جذبہ ایک قدرتی اور فطری جذبہ ہے۔ ہر مرد و عورت کے اندر اس کی خواہش موجود ہے۔ لہذا اس کو ہمیشہ کے دبایا نہیں جا سکتا اور اس کو لمبے عرصہ کے لئے قوت اور طاقت سے دبانے کی کوشش کی جائے گی تو یہ یا تو کوئی اور راستہ اختیار کریگا یا پھر انسانی روح اور دل و دماغ پر اس کا تباہ کن اثر پیدا ہوگا۔ اور یہ اثر صرف افراد کی زندگی پر ہی نہ ہوگا بلکہ انسان کی اجتماعی، سیاسی اور معاشی اور مذہبی زندگی پر بھی بڑے خطرناک طور پر اثر انداز ہوگا۔"

ایک مرد دو عورتوں سے شادی کرے

"اعداد و شمار جو ہمارے سامنے ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ سوال قابل غور ہے کہ کیا بہتر نہ ہوگا کہ ایک مرد دو عورتوں کے ساتھ علانیہ شادی کر کے رہے۔ لیکن اس میں عیسائی کلیسا اور بالخصوص رومن کیتھولک کا کیا رویہ ہوگا؟ پھر جرمنی مسلمان نہیں اور نہ ہی جرمن عورتیں "حرم" کی زندگی سے آشنا ہیں۔"

تباہی کے گڑھے کے کنارے پر

اس مسئلہ کو زیر بحث لاتے ہوئے مضمون نگار لکھتا ہے کہ "اب جو کوئی سیاح جرمنی میں سفر کرتا ہے اسکو صاف نظر آتا ہے کہ اب عورتیں بے حیائی اور بدکاری کی طرف بڑی سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہیں۔ مردوں کی تلاش میں ان کو کوئی شرم و حیا مانع نہیں۔ ایک پیکٹ بسکٹ یا چند سگرٹوں کی خاطر یہ عصمت فروشی پر تیار ہو جاتی ہیں۔"

"لیکن ہم ان بیچاری عورتوں کو اس قدر ملزم نہیں گردانتے۔ اول تو ہر مرد و عورت کے اندر جنسی جذبہ اس قدر زبردست ہوتا ہے کہ اسکو لمبے عرصہ کے لئے دبایا نہیں جا سکتا۔ اور پھر جب اسکے ساتھ معاشی اور اقتصادی مشکلات بھی ہوں۔ جرمن قوم اس وقت تباہی اور بربادی کے گڑھے پر کھڑی ہے اور اس کی تمدنی اور خاندانی زندگی معرض خطر میں ہے اس کا علاج شاید تعدد ازدواج میں ہو۔"

مندرجہ بالا اقتباسات کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ یورپ مجبوراً اسلامی تعلیم کی طرف آ رہا ہے ۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت گذشتہ چند دن کسی قدر ناساز رہی، اسی وجہ سے آپ جمعہ مورخہ ۱۴ ر مارچ کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں تشریف نہ لا سکے جمعہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے پڑھایا اور بنی اسرائیل اور فرعون کے قصہ سے آزاد اور غلام قوموں کے اخلاق و اعمال کا مقابلہ کرتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ مسلمانوں کو بہترین اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں تاکہ غلامی سے نکل کر آزادی کی اعلیٰ حاکمانہ زندگی بسر کر سکیں اس کے ساتھ ہی آپ نے مسلمانوں کے موجودہ اتفاق و اتحاد اور کلمہ گوؤں کی تکفیر سے بیزاری کو خدا تعالیٰ کا بہت بڑا فضل قرار دیا اور اس پر قائم رہنے کی تلقین کی،

مولوی مرتضیٰ خاں صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالعزیز خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پشاور ترقی پا کر لنڈی کوتل تبدیل ہوئے ہیں اس خوشی میں ڈاکٹر صاحب نے مبلغ ۵۰ روپیہ برائے مرمت مسجد برلن انجمن کو مرحمت فرمایا ہے ڈاکٹر صاحب ممدوح اور ان کے عم بزرگوار ڈاکٹر حاجی محمد دین صاحب کھاریاں کو مبارک ہو۔

پٹیالہ سے مولوی محمد حسین صاحب مبلغ انجمن، مطلع فرماتے ہیں کہ ۱۰ ر مارچ کو برخوردار جلال الدین ولد نظام الدین کا نکاح مسمات امۃ الحی دختر عبدالعزیز صاحب کے ساتھ دو سو پچاس روپیہ مہر پر مولوی فضل الرحمن صاحب ثمر سامانوی نے پڑھا اس خوشی میں جلال الدین صاحب نے دو روپیہ انجمن کو دیا فرماتے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔

مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی ابھی دورہ پر ہیں ان کا تازہ خط بمبئی سے موصول ہے جس میں انھوں نے لکھا ہے کہ لمبے سفر اور مسلسل تقاریر سے طبیعت مضمحل ہو چکی ہے احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ مجھے اللہ تعالیٰ اور بھی خدمت دین کی توفیق بخشے۔

مولینا کے دورہ کی مفصل رپورٹ آیندہ اشاعت میں درج ہوگی انشاء اللہ

کشمیر میں تحریک احمدیت کی مقبولیت

خداوند کریم کے فضل و کرم سے کشمیر میں تحریک احمدیت روز بروز مقبول ہوتی جا رہی ہے۔ اور نیک طینت و سعید الفطرت اشخاص سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔ ملاؤں کی بھڑکائی نفرت کی آگ اب سرد پڑ گئی ہے۔ خدا کی شان ہے کہ جن نفس پرست ملاؤں نے تحریک احمدیت کی مخالفت کرنے کو اپنا شعار بنا لیا تھا۔ وہ آج خود ذلیل و رسوا ہوئے ہیں۔ آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس جس پر ملاؤں کا اثر غالب تھا اور جس میں کسی احمدی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ اس کے موجودہ صدر چوہدری حمید اللہ خان صاحب کو بھی ڈنکے کی چوٹ اعلان کرنا پڑا کہ اب مسلم کانفرنس میں احمدی شامل ہو سکتے ہیں مشہور کانگریسی رسالہ "نئی زندگی" الہ آباد نے کشمیر کے حالیہ انتخابات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"...... ان نتائج کی روشنی میں یہ چیز صاف ہو گئی کہ کشمیر میں مسلمانوں میں اگر اثر ہے تو صرف نیشنل کانفرنس کا، اور اس کے بعد اثر ہے تو احمدی جماعت کا۔"

(نئی زندگی فروری ۱۹۴۷ء صفحہ ۲۲)

اور یہ بالکل درست ہے کہ کشمیر کے مسلمانوں میں جماعت احمدیہ لاہور کا بہت اثر ہے اگرچہ قادیانی جماعت کے مسٹر غلام نبی گلکار اسمبلی کے انتخاب میں کامیاب ہوئے لیکن آپ کو جماعت احمدیہ شاخ لاہور کے افراد و کارکنوں نے ہی کامیاب بنایا۔ آپ کو اپنی قادیانی جماعت کے صرف ایک ممبر کا ووٹ ملا تھا۔ باقی سارے ووٹ جماعت احمدیہ شاخ لاہور کے افراد نے ہی دیئے یا دلوائے۔

حال ہی میں جماعت میں جو نئے دوست شامل ہوئے ہیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:-

(۱) خواجہ عبدالرحمن صاحب نقاش کاٹھی گری مسجد سری نگر۔
(۲) پیرزادہ مبارک شاہ جرنلسٹ منڈی بل سرینگر۔
(۳) خواجہ عبدالاحد کیپ میکر پتھر مسجد سرینگر
(۴) خواجہ اسد ڈار صاحب ضراب خانہ سرینگر

دعا ہے کہ خداوند کریم ہم سب لوگوں کو فہم و بصیرت عطا کرے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو کر خدمت اسلام و خدمت مسلمانان کرنے کی توفیق دے۔ آمین

عبدالعزیز شورہ ایڈیٹر "روشنی" سرینگر۔

عسل مصفی حصہ دوم

مصنفہ حکیم مرزا خدا بخش صاحب مرحوم

اس کتاب کی چند جلدیں ایک صاحب کے پاس برائے فروخت موجود ہیں، یہ کوئی پونے آٹھ سو صفحات کی کتاب ہے۔ جس میں حضرت مولینا نور الدین علیہ الرحمۃ کی وفات تک کے حالات ہیں۔ قیمت بے جلد چار روپے مجلد پانچ روپے خاکسار کی معرفت مل سکتی ہے۔ اس کی جلد اول جس میں وفات مسیح پر بحث تھی موجود نہیں۔ باقی سب امور متعلق احمدیت پر اس حصہ دوم میں مفصل بحث ہے اس کے صفحہ ۲۵۷ تا ۲۵۹ پر وہ فارسی قصیدہ مدحیہ در شان امام علیہ السلام از مولوی عبداللہ صاحب کشمیری درج ہے جس میں انھوں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الرحمۃ کے دعاوی مہدی و مسیح و امام الزمان کو دلکش فارسی نظم میں مدلل طور پر بیان کیا ہے چند ایک اشعار درج ذیل ہیں۔

(۱) آنچہ گفتا سیدنا حضرت خیر الورے
در نزول ابن مریم نیز دجال لعیں
آں ہمہ چوں روز روشن شد ہویدا در جہاں
از سما در قادیاں آمد امام المومنیں
دین حق را از وجودش قوتے پیدا شدہ
ہست نہاں در قبائش روئے خیر الناصرین
از سنان قوت حق مے کشد خنزیر را
میدہد مال و خزینہ جوہرہ در ثمیں
چوں نمک در آب کاہد دجل از انفاس او
ایں زماں از بہر دجال است وقت واپسیں
کے بود بر آسمان زندہ مسیح ناصری
زیر خاک آلودہ باشد جسم ختم المرسلیں
منصب پیغمبری شد ختم بر ذات نبی
پس چرا آید مسیح ابن مریم بعد ازیں
منعکس در مظہرے شد صورت دیگر نقش
از یکے دیگر جدا نہ آں ہما نا شد ہمیں
از کمال انفصال شاں یکے شد ہر دو را
سنت اللہ ہمچناں جاری بود در آدلیں
کم نباشد دیگرے در حسن و فضل و ہم کمال
لیک باشد اول شاں ز انبیاء و مرسلیں
آخریں باشد غلام سید عالم پناہ
پادشاہے آنچناں و ہم غلامے ایں چنیں
سر بسر شد صورت ایں صورت خیر الرسل
خاتم اہل ولایت شد امام السالکیں
اے خدا بر ہر دو از من صد سلام من رسال
ہم بروح پاک جملہ انبیاء و مرسلیں

یہ سارا قصیدہ ۸۱ شعروں کا ہے ناظرین کتاب منگوا کر پڑھیں اور فائدہ اٹھاویں اور دعا کریں کہ مولوی عبداللہ صاحب کشمیری بھی اسی حق کی طرف رجوع کریں جسکو انہوں نے اس اپنی نظم میں کشتی نوح قرار دیا تھا۔

کشتی نوح است در عالم وجود پاک تو

خاکسار۔ عزیز بخش آنریری جائنٹ سیکرٹری

مشرقی پنجاب میں خدا کے نام کو مٹانے کی سازش اور مساجد کی ویرانی

تم خدا اور رسول کے نام کو سربلند کرو خدا تمہیں سربلند کریگا

ہندوؤں کے مصائب اور پاکستان ملنے کا صدمہ

قوموں کی سرکشی کی سزا اس دنیا میں مل کر رہتی ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - لاہور - مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء

وتری کل امۃ جاثیۃ کل امۃ تدعیٰ الیٰ کتٰبہا - الیوم تجزون ما کنتم تعملون (الجاثیۃ : ۲۸)

ارشاد فرماتا ہے کہ تو ہر قوم کو گھٹنوں کے بل گری ہوئی دیکھے گا ہر قوم کو اس کی کتاب کی طرف اس کے اعمال نامہ کی طرف بلایا جائے گا اور کہا جائیگا کہ آج تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جاتا ہے -

قیامت کی جزا و سزا افراد کی جزا سزا اور قوموں پر قومی نامۂ اعمال

نہیں افراد پر ہے، قیامت کے دن ہر نفس فرداً فرداً اپنے کئے کی جزا یا سزا پائے گا، ہر شخص کا حساب الگ ہوگا اور کوئی کسی کے کام نہ آسکے گا یہاں تک کہ فرمایا فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون، اس دن ان میں کوئی نسلی تعلقات نہ رہیں گے اور نہ وہ ایک دوسرے سے اس کا حال دریافت کریں گے، بیٹا باپ کے کام نہ آسکے گا اور باپ بیٹے کے کام نہ آسکے گا، ماں اور بیٹی، بیوی اور خاوند کوئی ایک دوسرے کے کام نہ آئیں گے، ہر شخص کا حساب کتاب اس کے اپنے اعمال کے مطابق ہوگا لیکن یہاں فرمایا ہے کہ تو اس دن دیکھے گا کہ ہر قوم گھٹنوں کے بل گری ہوئی ہے اور ہر قوم کو اس کے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جارہا ہے وہ کونسا وقت ہے، وہ وہی وقت ہے جب کوئی قوم بحیثیت مجموعی بگڑ جاتی ہے قوموں میں اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی، جو اچھے ہیں قیامت کے دن اپنے اچھے اعمال کے پھل پائیں گے اور جو برے ہیں وہ اپنی کرتوتوں کی سزا بھگتیں گے، کسی شخص کا کسی قوم میں سے ہونا اس دن کوئی فائدہ نہ دے گا لیکن دنیا میں قوموں پر ایسے وقت آجاتے ہیں کہ اچھے اور برے کے امتیاز کے بغیر قوموں کو ان کے نامۂ اعمال کے مطابق سزا ملتی ہے، اگر کسی قوم کا نامہ اعمال ایسا ہو کہ اچھے لوگ تھوڑے ہوں اور عام حالت بہت زیادہ خراب ہو تو دنیا میں بھی اس قوم کو سزا مل جاتی ہے۔

قوموں کی سزا کا وقت

بعض وقت دیکھتے ہیں کہ ایک قوم بہت زیادہ مفسد ہے لیکن اس کو کوئی سزا نہیں مل رہی اور ایک اچھی قوم ہے لیکن وہ طرح طرح کی مشکلات اور تکالیف میں مبتلا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ ایسی مفسد قوم کو اللہ تعالیٰ نہیں پکڑتا۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ خدا ہی کو معلوم ہے کہ کس وقت کس قوم کا پیالہ لبریز ہوگا اور وہ سزا کے نیچے آئے گی ایک قصہ ہے کہ ایک شخص دریا میں پانی ڈال کر بیچتا تھا اور اس سے باز نہ آتا تھا، لوگ ایک بزرگ کے پاس شکایت لے کر گئے کہ اس شخص نے ہماری زندگیوں کو برباد کر دیا اور اس کو کوئی گرفت نہیں - اس بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ وہ شخص پانی میں کھڑا ہے اور پانی اس کے گلے تک پہنچ چکا ہے، معلوم ہوا کہ وہ عنقریب ڈوبنے ہی والا ہے، تو یہ خدا کو ہی علم ہوتا ہے کہ کس وقت کس قوم کا وقت آجائے گا۔ لیکن اس نے اپنا قانون بیان کردیا کہ ہر قوم پر وہ وقت آجاتا ہے جب وہ اپنے نامۂ اعمال کی وجہ سے گھٹنوں کے بل گر جاتی ہے، عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی قوم طاقتور ہوجاتی ہے تو پھر دوسروں کو خاطر میں نہیں لاتی بڑی متکبر ہوجاتی ہے اور دوسروں پر ظلم و ستم کرنے لگتی ہے تو فرمایا کتنی بھی سرکش قوم ہو اس پر اس دنیا میں ہی ایک وقت آجاتا ہے کہ وہ عاجز ہوجاتی ہے گرجاتی ہے -

سرکش اقوام کے لئے خدا کا قانون

کئی ایسی قوموں کا ذکر قرآن میں ہے - الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلہا فی البلاد وثمود الذین جابوا الصخر بالواد وفرعون ذی الاوتاد کوئی کہدے کہ یہ قصے ہیں جو پرانی قوموں پر گذر گئے سو گذر گئے۔ لیکن نہیں آئندہ کے متعلق بھی فرمایا وتری کل امۃ جاثیۃ ہر ایک قوم کو تو اسی طرح گھٹنوں کے بل گری ہوئی دیکھیگا بڑی بڑی سرکش قوموں کو بھی آخر گرا دیا جائے گا کوئی قوم خدا کے قانون سے مستثنےٰ نہیں، نہ خدا نے کسی ایسی قوم کا ذکر کیا ہے جو اس کی چہیتی ہو۔

چند صحابہ کی غلطی سے سب کو تکلیف اٹھانی پڑی

بلکہ محمد رسول اللہ صلعم کے صحابہ کو بھی جو بہت فرمانبردار تھے، یہانتک کہ اپنی جانوں کو انہوں نے خدا کے رستہ میں پیش کر دیا ان میں بھی جب ایک موقعہ پر چند آدمیوں سے غلطی ہوجاتی ہے یعنی جنگ احد کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس آدمیوں کو ایک موقعہ پر کھڑا کیا اور حکم دیا کہ وہاں سے ہٹنا نہیں اور وہ وہاں سے ہٹ جاتے ہیں، تو تمام قوم کو، تمام صحابہ اور خود نبی کریم صلعم کو اس کی وجہ سے سخت دکھ اٹھانا پڑتا ہے، صرف ان چند آدمیوں کی نافرمانی سے سب کو تکلیف اٹھانی پڑتی ہے یہ مثال بتاتی ہے کہ خدا کی نافرمانی کی جائے گی، تو خواہ کوئی ہو اس کی سزا بھی بھگتنی پڑے گی۔

ہماری نافرمانی کی سزا

کون کہہ سکتا ہے کہ ہم نے خدا کی نافرمانی نہیں کی کہ آج یہ سزا ہمیں بھگتنی پڑی جو ہم پر وارد ہے، ہماری نافرمانیوں ہی کا یہ خمیازہ ہے کہ آج طرح طرح کے عذاب ہم پر آرہے ہیں، مسلمان قوم کسی وقت بڑی صاحب عزت و جبروت تھی، بڑی بڑی بادشاہتوں کی مالک تھی طاقت اور دولت و حشمت کے لحاظ سے دنیا میں ممتاز تھی، یہاں تک کہ اس کی طاقت کے خوف سے یورپ کی مائیں اپنے بچوں کو ڈراتی تھیں آج وہی مسلمان دوسروں کے خوف سے بھاگ رہے ہیں صحیح ہے کہ یہ سب اپنے اعمال کی سزا ہے، جو ہم اٹھا رہے ہیں، ہمارے اعمال کی سزا ہے جو ایک درندہ قوم ہم پر مسلط ہوگئی

لیکن اس موقعہ پر ایک بات یاد رکھنی چاہیئے مصائب پر واویلا نہیں کرنا چاہیئے

جس طرح انسان پر مصیبت آئے تو اسے نہیں چاہیئے کہ اس پر واویلا شروع کردے اس سے اس کے اپنے دماغ پر برا اثر پڑتا ہے اور وہ کسی کام کے قابل نہیں رہتا، اسی طرح سے قوم کو بھی نہیں چاہیئے کہ مصیبت آنے پر رونا اور پیٹنا شروع کردے اس میں شک نہیں کہ بہت بڑی مصیبت اس وقت مسلمان قوم پر آئی ہے، چالیس لاکھ آدمیوں کا گھروں سے نکل کر مارے مارے پھرنا، لاکھوں جانوں تلف ہو جانا، مال و اسباب لٹ جانا، معصوم بچوں کا قتل و غارت، عورتوں کو زبردستی اٹھا لے جانا اس وقت یہ تمام باتیں اس انتہا کو پہنچ گئی ہیں کہ اس کی کوئی دوسری نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔

غیر مسلموں کو بھی وہی مصیبت درپیش ہے جو ہمیں ہے

لیکن ایک نظر دوسری طرف بھی اٹھا کر دیکھو اگر چالیس لاکھ پر اس جگہ مصیبت آئی ہے، تو چالیس لاکھ پر دوسری جگہ غیر مسلموں کو بھی مصیبت اٹھانی پڑی ہے، قرآن کریم ایک جگہ جنگ احد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیہا قلتم انیٰ ھذا، کیا جب تمہیں ایک مصیبت پہنچی جس کا دو چند تم پہنچا چکے ہو پھر کہتے ہو یہ کہاں سے آگئی غور کرو اگر چالیس لاکھ مسلمان مارے مارے پھر رہے ہیں تو دوسری طرف بھی چالیس لاکھ غیر مسلم دربدر پھر رہے ہیں یہ ٹھیک ہے کہ وہ آسودہ حال ہیں، وہ اپنا ضروری سامان صحیح سلامت اٹھا کر لے گئے ہیں اور مسلمان دشمن کی تلوار اور لوٹ مار کی وجہ سے سب کچھ چھوڑ کر خالی ہاتھ آگئے۔ وہ زیادہ تر اپنی کسی تجویز کی تکمیل کے لئے خود نکل رہے ہیں اور مسلمانوں کو مار کر گھروں سے باہر نکالا گیا ہے اور نکالا جارہا ہے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ ان بھاگنے والے مسلمانوں کی حالت اس وقت پاکستان پہنچ کر بھی اچھی نہیں، اور ان کی وہ دیکھ بھال نہیں جو غیر مسلموں کی دیکھ بھال ہے، وباؤں کا وہ شکار ہیں، یہ سب ٹھیک ہے لیکن ایک بات پر غور کرو جو مال و جائداد مسلمان چھوڑ کر آئے ہیں اس کے مقابلہ میں اس سے زیادہ غیر مسلموں کا چھنا ہوا مال ہے۔

امام عصرِ حاضر اور آپ کی کامیابی کے نشانات

از جناب شیخ غلام قادر صاحب ایم اے بلڈنگز لاہور

آسمان و مہ و خورشید شہادت دادند   تا تو تکذیب ز نادانی و غفلت نکنی
چوں ترا نصرت حق نیست بجولخیار نصیب   شرط انصاف نباشد کہ ز حق دم بزنی

آج سے ۳۸ سال گذشتہ کا واقعہ ہے کہ وہ شخصیت ہاں بہت بڑی شخصیت جس کی قلم حقیقت رقم نے مذہبی دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا اور کفر و الحاد کی ظلمتوں کو جو مغرب سے مشرق تک اور شمال سے جنوب تک تمام دنیا پر چھائی ہوئی تھیں یکسر مٹا کر دنیا والوں کو آفتاب توحید سے روشناس کر دیا اپنے مولا سے جا ملی۔

خدمت اسلام کا شاندار کام

اگرچہ خدمت اسلام کا سلسلہ ۱۸۸۰ء میں براہین احمدیہ ایسی معرکۃ الآراء تصنیف کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا مگر دعوئے مسیحیت کے بعد جس کا اعلان ۱۸۹۱ء میں ہوا اس سلسلہ نے منظم صورت اختیار کر لی۔ جو اہل دنیا کے جمود پر برق بن کر گری اور ایک کونے سے دوسرے کونے تک تلاطم پیدا کر دیا۔

حضور کے قلمی کارنامے

حضور نے تائید اسلام اور اثبات دعویٰ پر ہزارہا صفحات لکھ ڈالے اور اسلام کو سائنس کے رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔

۱۔ قرآن میں ناسخ و منسوخ کے عقیدہ کا ابطال کیا۔

۲۔ یہ کہ قرآن شریف اپنے دعوے کو دلائل سے مؤید کرتا ہے جبکہ دیگر تمام مذہبی کتب اس وصف سے محروم ہیں۔

۳۔ قرآن شریف کو حدیث اور فقہ پر حاکم مانا اور ہر اس حدیث اور فقہی مسئلہ کو جسے قرآن شریف سے معارض پایا رد کر دینے کے قابل سمجھا۔

۴۔ جہاد کا صحیح نظریہ قائم کیا۔

۵۔ سنت کو حدیث پر ترجیح دی۔

۶۔ نزول عیسیٰ کے مسئلہ کو جو تیرہ سو سال سے ایک عقدۂ لاینحل چلا آتا تھا اپنے دعوے اور دلائل سے حل کر کے رکھ دیا۔

۷۔ نزول مہدی کی حقیقت کو واشگاف کیا۔

۸۔ حقیقت دجال اور یاجوج ماجوج سے دنیا کو روشناس کیا۔

۹۔ اجرائے سلسلہ وحی کا اپنے دعویٰ سے اثبات کیا اور اس کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی۔

۱۰۔ تمام ادیان کا جو اس وقت مسخ شدہ شکلوں میں دنیا میں رائج ہیں بدلائل و براہین ابطال کیا اور اسلام کی حالی و قالی نصرت اس زور شور سے کی کہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں اس کی مثال تلاش کرنا عبث ہے۔

جوش مخالفت

سنت انبیاء اور مامورین کے مطابق مسیح موعود کے دعوے پر اس قدر مخالفت کا طوفان اٹھتا ہے اور باطل اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ حق کو دبانے کے لئے صف آراء ہو کر اسے نیست و نابود کرنے کے لئے تمام حربے ایسے شدومد سے استعمال کرتا ہے کہ الامان والحفیظ ادھر اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید اسی زور سے اس بڑھتے ہوئے طوفان کو پاش پاش کرنے کے لئے آگے بڑھتی ہے اور باطل کے تمام قلعوں کو مسمار کر دیتی ہے۔

بعثت سے پہلی حالت

چنانچہ آپ اپنی بعثت سے پہلی حالت کا اس طرح نقشہ کھینچتے ہیں "میں ایک گمنام اور اکیلا اور نہایت کم درجہ کی حیثیت کا انسان تھا اور اس قدر کم حیثیت تھا کہ قابل ذکر نہ تھا اور نہ کسی ایسے ممتاز خاندان سے تھا جس کی نسبت توقع ہو سکتی تھی کہ بآسانی لوگ اس پر جمع ہو جائیں گے ایسے وقت میں اور ایسی حالت میں کون انسان ایسی پیشگوئیاں کر سکتا تھا جو براہین احمدیہ میں آج سے پچیس برس پہلے شائع ہو چکی ہیں جن میں سے بطور نمونہ ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

کامیابی کی پیشگوئیاں

ترجمہ:۔ جس وقت خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا اس وقت کہا جائے گا کہ کیا یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہ تھا اور خدا کی رحمت سے نومید مت ہو یعنی یہ خیال مت کر کہ میں تو ایک گمنام اور اکیلا اور احقر من الناس ہوں یہ کیونکر ہوگا کہ میرے ساتھ ایک دنیا جمع ہو جائے گی۔ کیونکہ خدا ارادہ کر چکا ہے کہ ایسا ہی ہوگا اور اس کی مدد قریب ہے اور جن راہوں سے وہ مالی مدد آئے گی اور ارادت کے خطوط آئیں گے وہ سڑکیں ٹوٹ جائیں گی اور گہری ہو جائیں گی یعنی بکثرت ہر ایک قسم کا مال آئے گا اور دور دور سے مریدانہ خطوط آئیں گے اور اس قدر کثرت سے آئیں گے کہ جن راہوں پر چلیں گے ان راہوں میں گڑھے پڑ جائیں گے خدا اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا، تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم خود آسمان سے الہام کریں گے تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے تیرے ذکر کو خدا اونچا کرے گا اور دنیا و آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کر دے گا تو مجھ سے ایسا ہے کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وقت چلا آتا ہے کہ تیری مدد کی جائے گی اور دنیا جہان میں تیرے نام کو شہرت دی جائیگی اور تو اس سے کیوں تعجب کرتا ہے کہ خدا ایسا کرے گا کیا تیرے پر وہ وقت نہیں آیا کہ تو محض معدوم تھا اور تیرے وجود کا دنیا میں نام و نشان نہ تھا پھر کیا خدا کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ تیری ایسی تائیدیں کرے اور یہ وعدے پورے کر کے دکھلاوے اور تو ان لوگوں کو جو ایمان لاتے یہ خوشخبری سنا کہ ان کا قدم خدا کے نزدیک صدق کا قدم ہے سو ان کو وہ وحی سنا دے جو تیری طرف تیرے رب سے ہوئی اور یاد رکھ کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے سو تیرے پر واجب ہے کہ تو ان سے بد اخلاقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ تو ان کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آ کر آباد ہوں گے وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ کہلاتے ہیں اور تو جانتا ہے وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے جو اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہیں وہ بہت قوی الایمان ہوں گے تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے سو ہم ایمان لائے۔ ان تمام پیشگوئیوں کو لکھ لو وقت پر واقع ہوں گی۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۱ تا ۵۲)

یہ انسان کا کام نہیں

ان الہامات کو نقل کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں:۔

وہ لوگ جو حق کے طالب ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی گمنامی کے زمانہ میں جس کو قریباً پچیس برس گذر گئے جبکہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور کسی قسم کی شہرت نہ رکھتا تھا اور کسی بزرگ خاندان پیرزادگی سے نہ تھا تا رجوع خلائق سہل ہوتا اس قدر کھلے طور پر آئندہ زمانے کے عروج اور ترقیات کی خبر دینا اور پھر ان چیزوں کا اسی طرح بعد زمانہ دراز وقوع میں آجانا کیا کسی انسان سے ہو سکتا ہے اور کیا ممکن ہے کہ کوئی کذاب اور مفتری ایسا کر سکے۔ میں باور نہیں کر سکتا کہ جو شخص پہلے انصاف کی نظر سے اس زمانہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے جبکہ براہین احمدیہ تالیف کی گئی تھی اور ابھی شائع بھی نہیں ہوئی تھی اور ایک جوڈیشنل تحقیقات کے طور سے خود موقع پر آ کر دریافت کرے کہ اس زمانہ میں میں کیا چیز تھا اور کس قدر خمول اور گمنامی کے زاویہ میں پڑا ہوا تھا اور کیسے مہجور اور مخذول کی طرح لوگوں کے تعلقات سے الگ تھا اور پھر ان پیشگوئیوں کو جو حال کے زمانہ میں پوری ہو گئیں غور سے دیکھے اور تدبر سے ان پر نظر ڈالے تو اسکو ان پیشگوئیوں کی سچائی پر ایسا یقین آجائے گا کہ گویا دن چڑھ جائیگا۔ مگر بخل اور تعصب اور نفسانی کبر اور رعونت کی حالت میں کسی کو کیا غرض ہے جو اس قدر محنت اٹھائے بلکہ وہ تو تکذیب کی راہ کو اختیار کرے گا جو بہت سہل کام ہے اور کوشش کرے گا جو کسی طرح ان نشانوں کے قبول کرنے سے محروم رہے۔

بجز فضل خداوندی چہ درمانے ضلالت را
نہ بخشد سود اعجازے تہیدستان قسمت را
اگر بر آسمان صد ماہتاب و صد خورے تابد
نہ بیند روز روشن آنکہ گم کردہ بصارت را
تو از دل سوئے یار خود بیا تا نیز یار آید
محبت میکشد باجذب روحانی محبت را
خدا در نصرت آنکس بود کو ناصر دین است
ہمیں افتادہ آئین از ازل درگاہ عزت را
نہاں اندر نہاں اندر نہاں اندر نہاں ہستیم
کجا باشد خبر از ما گرفتاران نخوت را
اگر در حلقہ اہل خدا داخل شوی یا ہنئے
تو فہمیم از رہ شفقت کہ ماموریم دعوت را

(براہین احمدیہ پنجم صفحہ ۵۱ تا ۶۰)

صداقت اسلام پر زندہ گواہ

یہ مضمون مزید حاشیہ آرائی سے بے نیاز ہے اہل نظر کے لئے اس میں کافی سے زیادہ سرمایہ موجود ہے آج حضرت مسیح موعود صداقت اسلام پر ایک زندہ گواہ ہیں جبکہ دوسرے مذاہب ایسے نشان سے عاری ہیں

نہایت ضروری

چندہ مرمت برلن مسجد

جملہ احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ برلن مسجد کی مرمت کے چندہ کی رفتار تسلی بخش نہیں ہے۔ بہت سے احباب ایسے ہیں جنہوں نے ابھی اس ضروری امر کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ کوئی مسلمان بھی مسجد کے لئے چندہ دینے سے انکار نہیں کرے گا۔ یہ ہماری سہل انگاری ہوگی اگر ہم کوشش کر کے ان تک نہ پہنچیں احباب کو چاہیئے اپنے فرض کا احساس کرتے ہوئے

پاکستان کا تاریخی پس منظر

مسلمانوں کے مذہبی اور ثقافتی شعور میں اسلامی تہذیب کا حصہ

از جناب شیخ محمد آصف صاحب سابق مدیر پیغام صلح

صوفیائے کرام اور ہندوستان

مسلمان ہندوستان میں قریباً آٹھویں صدی عیسوی میں داخل ہوئے ان کا پہلا قافلہ فاتحین کی حیثیت سے تھا محمد بن قاسم کو سندھ فتح کرنے کے بعد بعض ناگزیر اور نامساعد حالات کے باعث لوٹنا پڑا لیکن عرب قریباً دو سو سال تک سندھ پر حکمران رہے اور سندھ کو انہوں نے اپنے رنگ میں رنگین کر لیا۔ ان کے بعد مسلمان فاتحین کا جو دوسرا گروہ ہندوستان میں داخل ہوا۔ اس میں عربوں کی [illegible] دوسری اقوام کو اپنے مذہب اور تمدن سے متاثر کرنے کی قوت تھی۔ ترکوں، افغانوں، اور مغلوں نے مذہب کو تبدیلی سے اور تمدن کو ایرانیوں سے مستعار لیا تھا۔ ان خانوادوں نے خود تو اسلام قبول کر لیا لیکن دوسروں کو منوانے کی ان میں صلاحیت نہ تھی۔ یا ان میں وہ تبلیغی میلان مفقود تھا جو عربوں میں بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔ ان مسلمان حکمرانوں کی طرف سے خواہ وہ کسی خاندان سے تعلق رکھتے ہوں یا کسی زمانے [illegible] منظم طریق پر تبلیغ اور اشاعت اسلام کا کوئی انتظام نہ تھا۔ بادشاہوں نے جب اس کام سے بے اعتنائی کی تو اللہ تعالیٰ نے اعلائے کلمۃ الحق کے بلند فریضہ کو درویشوں کے سپرد کر دیا۔ ہندوستان میں اولیاء اللہ کا ایک کارواں آنا شروع ہوا۔ جس کی آمد کا سلسلہ قریباً سترھویں صدی عیسوی تک جاری رہا۔ حضرت سید علی ہجویری جو آج داتا گنج بخش کے نام سے مشہور ہیں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت فرید الدین گنج شکر، حضرت نظام الدین محبوب الٰہی اس قافلہ کے جلیل عظیم ہیں ان بزرگوں کے ذریعہ ہندوستان میں اسلام پھیلا اور رفتہ رفتہ ہندوستان میں ایک زبردست تمدنی اور معاشرتی رو بن گیا۔ ان صوفیائے کرام کے توسط سے اسلام کے نہایت سادہ اور دلکش اصول ہندوستان میں پھیلتے چلے گئے اور صوفیاء کو وہ کامیابی نصیب ہوئی جو حکمرانوں کو نصیب نہ ہوئی۔ چنانچہ ڈاکٹر ایم۔ ٹی۔ ٹائی ٹس اپنی کتاب انڈین اسلام کے صفحہ ۴۸ پر صوفیائے کرام اور ان کی کامیابی کے متعلق تحریر کرتے ہیں :-

"ان صوفیاء نے اپنے زہد و اتقاء کی وجہ سے لوگوں پر بہت عمدہ اثر ڈالا لیکن ان کی کامیابی کا راز اسلام کی سادگی اور پاکیزگی میں پوشیدہ ہے اسلام کے مذہبی اور تمدنی احکام اس قدر سادہ اور دلکش ہیں کہ ہندو کے لئے ان کا قبول کرنا سراسر قرین قیاس ہے۔ اسلام توحید باری کا علمبردار ہے۔ بت پرستی اور ہر قسم کے شرک سے بیزار ہے۔ تمام مسلمانوں کو یکساں درجہ عنایت کرتا ہے اور اسلام کی نظر میں بزرگی کا معیار تقویٰ ہے۔ نہ کہ مال و دولت اور خاندانی وجاہت اس میں کوئی شک نہیں کہ صوفیائے کرام نے اپنی پاکیزگی اور پاکیزہ تعلیم کی بدولت سب کامیابی حاصل کی، جو عیسائی پادریوں کو اس قدر دولت اور وقت صرف کرنے کے بعد بھی حاصل نہیں ہوئی۔"

ہندوستان میں اسلام کے پھیلنے کا یہی باعث تھا۔ پھر اٹھارویں صدی عیسوی میں جبکہ ساری دنیا سے اسلام زوال آمادہ ہو رہی تھی اس زمانہ میں بھی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی جیسا مرد کامل پیدا ہوا جنہوں نے ہندی مسلمان کو قرآن مجید کے اصول حیات سے قریب تر کر دیا۔

مسلمانوں کی رواداری

ان صوفیاء کے ذریعہ سے ان اور روحانی اثر و نفوذ سے ہندوستان کے طول و عرض میں ہندی مسلمانوں کی ایک مضبوط قوم پیدا ہو گئی جو مرور زمانہ سے بڑھتی رہی اور اس میں قبول اسلام سے ہندو سماج کے بالمقابل ایک انفرادیت پیدا ہوتی چلی گئی۔ ان کا کلچر، معاشرت اور علوم و فنون ہندوؤں سے مختلف ہوتے چلے گئے لیکن اس انفرادیت کے باوجود مسلمان حکمرانوں اور عام مسلمانوں نے ہندوؤں سے انتہائی رواداری اور رفق و ملائمت کا سلوک کیا اور جن باتوں میں ہندو سماج مسلمان سوسائٹی کے بنیادی تصورات سے متصادم نہیں ہوتا تھا ان امور میں مسلمانوں نے ہندوؤں سے تعاون کیا بلکہ ہندوؤں کے علوم و فنون کی بہت حد تک مسلمان حکمران سرپرستی بھی کرتے رہے چنانچہ اس ضمن میں فیروز شاہ، سکندر لودھی اور اکبر کی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں مسلمان شعرا ہندی زبان میں شعر کہتے رہے۔ جن میں امیر خسرو، عبدالرحیم خانخاناں، ملک محمد جائسی اور کبیر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ چنانچہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے اس اتحاد و اشتراک سے ایک زبان بھی پیدا ہو گئی اور آج وہ زبان اردو ہندوستان کے طول و عرض میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اس میں اتنی جامعیت، وسعت، سادگی، اور شوکت ہے کہ وہ دنیا کی بہترین لٹریری زبانوں میں شمار ہو سکے اور صحیح معنوں میں سارے ہندوستان کی لنگوا فرانکا کہلا سکے

بغاوت اور نفرت کی لہر

ان باتوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ باوجود حکمران قوم ہونے کے مسلمانوں نے کبھی ہندوؤں سے تنگ دلی اور تعصب کا سلوک نہیں کیا بلکہ ہندو کلچر کی اچھی باتوں کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کی۔ ان میں کانٹ چھانٹ کر کے انہیں اپنایا۔ اور ہندوستان میں ایک نہایت خوشگوار تمدنی اور معاشرتی ماحول پیدا کیا جسے گذشتہ چند ماہ کے انسانیت سوز فرقہ وارانہ فسادات نے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ان فرقہ وارانہ فسادات کے ڈانڈے بھی سترھویں صدی کے آخری [illegible] سے ملے ہوئے ہیں۔ ہندو مسلم اتحاد کے رشتہ کو متعدد مرتبہ سخت جھٹکے لگے لیکن ان جھٹکوں کے باوجود یہ اتحاد کا رشتہ نہ ٹوٹا۔ کیونکہ یہ اتحاد صدیوں کے میل جول اور عمرانی عمل سے پیدا ہوا اس لئے عرصہ دراز تک قائم رہا مغل بادشاہوں نے ہندوؤں کی غیر معمولی طور پر سرپرستی کی چنانچہ اکبر اعظم کی سرپرستی اور ہندو نوازی مشہور ہے لیکن اس سرپرستی کا نتیجہ یہ نکلا کہ سترھویں صدی کے آخری ربع میں، ہندو قوم میں مسلمانوں کے خلاف نفرت اور بغاوت کی لہر پیدا ہو گئی اور بعینہ ویسے حالات پیدا ہو گئے جیسا کہ ہمیں آجکل بنگال سے لیکر پشاور تک نظر آتے ہیں۔ ہندوؤں نے کوشش کی کہ مسلمانوں اور مسلمانوں کی تہذیب و تمدن کو ختم کر کے ہندو تمدن اور ہندو حکومت کو قائم کیا جائے۔ چنانچہ مرہٹوں اور سکھوں کی تحریکیں اسی مقصد کے لئے پیدا ہوئیں ۱۶۷۵ء میں سکھوں کے دسویں گرو گوبند سنگھ نے گدی نشین ہوتے ہی اپنے گرد فوجی جمعیت جمع کر کے مغلیہ حکومت سے ٹکر لینے کی تیاریاں شروع کر دیں جس میں بالآخر گورو صاحب کو ناکامی ہوئی اور یہ تحریک ناکام ہو گئی۔ ۱۶۷۴ء میں سیوا جی مرہٹہ نے باقاعدہ راجہ کا لقب اختیار کر کے جشن منایا اور ساری عمر اورنگ زیب عالمگیر سے نبرد آزما رہا لیکن مرہٹوں کی یہ عسکری تحریک اسلام اور اسلامی سلطنت کو تباہ کرنے میں ناکام رہی دوبارہ ہندو مسلمان [illegible] ہمسایوں کی مانند زندگی بسر کرنے لگے اور ہندو مسلم اتحاد کو ختم کرنے کی یہ خطرناک لہر تاریخ کے سراب میں جذب ہو کر رہ گئی اور ایک عرصہ بعد یہ دوسری صورت میں نمودار ہوئی اور بیسویں صدی کے نصف میں پہنچ کر نقطۂ عروج کو پہنچ گئی اور آج ہم ہندو ازم کے اس مزاج کو اس سیاسی شگاف کی صورت میں دیکھتے ہیں جسے دو قوموں کے نظریہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ صدیوں کے پے در پے تلخ تجربات نے مسلمانوں کے لئے سوائے اس کے کوئی صورت باقی نہیں چھوڑی کہ وہ اپنی ہستی کو برقرار رکھنے کے لئے اور اپنی قومی انفرادیت کی حفاظت کے واسطے ایک علیحدہ مقتدر ریاست قائم کریں چنانچہ وہ ریاست پاکستان کے رنگ میں معرض وجود میں آچکی ہے۔

زوال کی مختصر داستان

اٹھارویں صدی میں مسلمانوں کی دو عظیم الشان سلطنتیں زوال پذیر ہوئیں۔ تاریخی لحاظ سے اسلامی سلطنتوں کا زوال تیرھویں صدی سے شروع ہوتا ہے ۱۲۳۶ء میں عربوں کو سپین سے مع بوریا بستر کے خارج کیا گیا اور ۱۲۵۸ء میں تاتاری یورشوں نے دولت عباسیہ کا خاتمہ کر دیا جس سے ساری اسلامی دنیا میں ایک یاس اور ناامیدی پیدا ہو گئی لیکن مسلمانوں کے سینہ میں جذبۂ تبلیغ کی حرارت ابھی موجود تھی۔ مسلمانوں کے جابر اور قاہر فاتحین اس جذبہ کا مقابلہ نہ کر سکے بلکہ مسلمان صوفیا کے جذبۂ ایمان کے سامنے مغلوب ہو کر رہ گئے اور حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے اور بقول ڈاکٹر اقبال مرحوم ؎ پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے۔ عربوں کے قائم مقام ترک اور مغل قبائل ہوئے اور ان کے حلقہ بگوش اسلام ہونے سے اسلامی سلطنت کے زوال کی رو تھم گئی ترکوں نے مغرب میں ایک نہایت شاندار سلطنت قائم کی اور ترک سلاطین کا اقتدار صدیوں تک عرب، مصر، شام، ترکیہ اور بلقان پر قائم رہا اور ہندوستان میں مغلوں نے ایک رفیع الشان سلطنت کی بنیاد رکھی۔ ان دونوں سلطنتوں کا زوال قریباً ایک ہی وقت شروع ہوتا ہے۔ اٹھارویں صدی کے وسط میں ان دونوں سلطنتوں میں طوائف الملوکی پھیل جاتی ہے اور حکومت و اقتدار کی بساط الٹ جاتی ہے، اسلام کی جگہ توہم پرستی، رجز کی جگہ مثنوی، عیش و نشاط اور عزم بلند کی جگہ بزدلی پیدا ہو جاتی ہے اور مسلمانوں میں ایک قسم کا فقدان حس پیدا ہوتا چلا جاتا ہے اور خارجی مؤثرات کو محسوس کرنے کی قابلیت سلب ہو جاتی ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب قوموں پر التباس حواس کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو وہ خارجی حالات کا صحیح طور پر اندازہ نہیں کر سکتیں مسلمانوں میں زوال سے بھی پہلے [illegible] کی حالت پیدا

پاکستانی مسلمانوں کا ناواجب برتاؤ

اب یہ الگ امر ہے کہ خود پاکستان کے مسلمانوں میں ایمانداری نہ رہی، ان کا پیٹ کسی طرح بھرنے میں نہ آیا اور انھوں نے آنے والے پناہ گزینوں کو فائدہ پہنچانے کے بجائے خود ہی اس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو چیزیں یا مکان یہاں چھوڑے گئے ہیں وہ ان سے بہتر ہیں جو مسلمان چھوڑ کر آئے، یہ ایک بات مصیبت کو ہلکا کرنے والی ہے۔

پاکستان ملنے سے ہندوؤں کو صدمہ

دوسری بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو وہ چیز ملی ہے جو ہندوؤں کی توقعات کو برباد کرنے والی ہے، ہندو سمجھے بیٹھا تھا کہ یہ تمام ملک اس کا ہے اور مسلمان کا یہاں کوئی حق نہیں ایسی حالت میں ایک چوتھائی ملک کا ان کے قبضہ سے نکل جانا اور مسلمانوں کو مل جانا کوئی تھوڑی سی بات نہیں۔ جب پنجاب تقسیم ہوا تو جو صدمہ ہمیں اس سے ہوا کہ بٹالہ، گورداسپور اور بعض اور تحصیلیں جہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی ہم سے چھین کر ہندوستان کو دیدی گئیں، وہ بہت بڑا صدمہ تھا اور ہے، اس سے بڑھ کر صدمہ ہندو قوم کو ہے جس کے قبضہ سے ایک چوتھائی ملک نکل کر پاکستان بن گیا۔

پاکستان نہ ملتا تو مسلمانوں کے لئے جائے پناہ نہ تھی

یہ ایک بڑی بھاری کامیابی ہے جو خدا نے مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ ایک ملک انہیں ملا اور بغیر قربانی کے ملا، یہ تھوڑی بات نہیں، اب اگر قربانیاں دینی پڑیں تو کیا ہے، ملکوں کے لئے تو بڑی بڑی قربانیاں دینی پڑتی ہیں، ان مصائب کو پاکستان کے لئے قربانیاں ہی سمجھ لیں میں اس اتوار کو ریلیف کیمپ میں پھر رہا تھا، وہاں میں نے دیکھا کہ ایک شخص پاکستان کو بدنام کر رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ دیکھئے اس پاکستان نے اتنے آدمی مروا دیئے، یہ ہوا وہ ہوا، اس قسم کی باتیں پسندیدہ نہیں، یہ خیال نہیں کیا جاتا کہ اگر یہ پاکستان کا ٹکڑا بھی مسلمانوں کو نہ ملتا اگر سارا ہی ہندوستان ہندو کے قبضہ میں چلا جاتا تو مسلمانوں کے لئے پھر کوئی جائے پناہ نہ تھی، اور جو مصیبت اس وقت آئی ہے وہ اس حالت کے مقابلہ میں کوئی چیز نہ ہوتی۔

ظالموں کو ظلم کی سزا ملیگی

ہاں یہ بھی ہمیں بتا دیا گیا ہے کہ جو کچھ ہم پر گذری ہے اس کی سزا ظلم کرنے والوں کو اللہ تعالے دیگا یہ مت سمجھو کہ جو قوم ظلم پر اتر آتی ہے، دوسروں کا خون بہانا اس کا مشغلہ ہو جاتا ہے، دوسروں کا مال لوٹنا، ان کی عورتیں اور لڑکیاں اٹھا لے جانا، بچوں کو مارنا ان کا شیوہ ہوتا ہے وہ سزا سے چھوٹ جاتی ہے، وہ بھی اپنے کئے کا بدلہ پائے گی، بیشک انگریزوں نے بھی ظلم کئے تھے لیکن جو ظلم آج مسلمانوں پر ہو رہے ہیں انگریزوں کی حکومت میں [illegible] اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہوئے، یاد رکھئے کہ خدا کے قانون میں یہ بھی ہے کہ جو قوم ظلم پر اتر آتی ہے اس کو گردن سے پکڑ لیا جاتا ہے یہ خدا کا قانون ہے تو پہلے کوئی قوم گرفت سے بچ نہ سکی [illegible] ظلم کی سزا اس قوم کو مل کر رہے گی جس نے بیگناہوں کے خون سے ہاتھ رنگے ہیں۔

اسلام کے نام کو مٹانے کی کوشش

لیکن اگر شاید تھوڑا سا ہمارے اعمال میں بھی تغیر اور انقلاب آجائے تو خدا کی نصرت جلدی آجاتی، حضرت نبی کریم صلعم کے دادا عبدالمطلب کا ایک واقعہ تاریخ میں لکھا ہے کہ جب عیسائی بادشاہ ابرہہ نے خانہ کعبہ کو گرانے کے لئے مکہ پر حملہ کیا تو عبدالمطلب اس بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس نے ان کی بہت عزت کی اور آنے کا سبب دریافت کیا، عبدالمطلب نے کہا کہ میرے کچھ اونٹ تھے جو تمہاری فوج کے آدمی لے آئے ہیں، وہ مجھے واپس دلا دو، اس نے کہا تم عجیب آدمی ہو، میں تمہارے خانہ کعبہ کو گرانے کے لئے آیا ہوں اس کے متعلق تم کچھ نہیں کہتے اور اونٹوں کے لئے آگئے ہو۔ عبدالمطلب نے جواب دیا کہ میں تو صرف اونٹوں کا مالک ہوں، اس لئے انہی کے لئے آیا ہوں۔ خانہ کعبہ کا جو مالک ہے وہ خود اپنے گھر کی حفاظت کرے گا۔ بڑی سچی بات کہی، اگر اس سکھ اور ہندو قوم نے صرف مسلمانوں پر حملہ کیا ہوتا اور اسلام کے نام کو مٹانے کی کوشش نہ کی ہوتی، تو شاید خدا کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس قوم نے خدا اور رسول کے نام کو مٹانے کے لئے انتہائی بربریت سے کام لیا ہے۔

ایک سوچی سمجھی ہوئی سازش

اور اب تو ان کی حکومت کے ایک بڑے نمایندہ نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ جس قدر مسلمان مشرقی پنجاب میں ہیں وہ پاکستان میں چلے جائیں اور جس قدر ہندو اور سکھ پاکستان میں ہیں ان کو وہاں سے نکال لیا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام جو کچھ ہو رہا ہے ایک پہلے سے سوچی سمجھی ہوئی سازش کے ماتحت ہو رہا ہے، جس کا منشاء یہ ہے کہ ایسا ہم نے کرنا ہے۔

کافر کے جان ومال کی حرمت

شاید خدا کو یہی منظور ہو کہ مسلمانوں کو ان کے اعمال کی سزا اس رنگ میں دے اور ستائے مسلمانوں نے مغربی پنجاب میں جو تھوڑا بہت بدلہ لے لیا خدا کو ناپسند ہوا، آخر دونوں چیزوں کی حرمت خدا کے نزدیک یکساں ہے۔ جیسے ایک مسلمان کی جان حرمت والی ہے ویسے ہی ایک کافر کی جان لینا بھی حرام ہے عباد الرحمٰن کی تعریف میں فرماتا ہے لا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق۔ مسلمان کا یہ کام نہیں کہ خواہ مخواہ کسی کو قتل کرے سوائے اس کے کہ اس کا حق بنتا ہو۔

لائٹ کا ایک پرانا مضمون

لیکن آج سے بیس سال پہلے کا ایک مضمون لائٹ میں مولانا محمد یعقوب خان صاحب کا لکھا ہوا موجود ہے میرے ذہن میں ہمیشہ وہ مضمون رہا ہے اب وہ لائٹ میں دوبارہ چھاپا گیا ہے اس میں انہوں نے اس وقت لکھا تھا کہ ہندو کا ارادہ یہی ہے کہ ہندوستان کو مسلمان کے وجود سے اس طرح صاف کر دیا جائے جس طرح سپانیہ کو کر دیا گیا تھا۔ فی الحقیقت یہی پلان آج زیر عمل ہے۔

سکھا شاہی کا زمانہ موجودہ مظالم کے سامنے ہیچ ہے

سکھا شاہی کا زمانہ کہا جاتا ہے کہ بڑے ظلم اور فساد کا زمانہ تھا، لیکن عربی میں ایک ضرب المثل ہے رحم اللہ النباش الاول، یعنی کوئی شخص کفن چور تھا لوگ اس کے ہاتھ سے نالاں تھے، جب وہ مر گیا تو دوسرا ایک کفن چور پیدا ہوگیا جو نہ صرف مردوں کے کفن اتارتا تھا بلکہ اور بھی بہت سی شرمناک حرکات ان کے ساتھ کرتا تھا تو اس سے یہ ضرب المثل بن گئی کہ اللہ پہلے کفن چور پر رحم کرے وہی اچھا تھا، تو آج وہ پرانا سکھا شاہی کا زمانہ اس نئے سکھا شاہی زمانے کے سامنے بہشت نظر آتا ہے اس وقت تو کسی اکا دکا پر ظلم ہو جاتا تھا، لیکن آج تو مسلمان کا نام مٹا دینا اس قوم کا مقصد بن چکا ہے ... ذاتی بغض سکھوں کو چڑ تھی، اور آج تک رہی، لیکن آج تو مسلمان کا نام بھی انہیں سننا گوارا نہیں۔

بابا نانک کی اسلام سے عقیدت

یہ عجائبات میں سے ہے کہ وہ قوم جس کا رہنما مسلمانوں کے اندر زندگی بسر کرتا تھا اور آج سکھوں کو بھی یہ اعتراف ہے کہ بابا نانک کو مسلمانوں اور اسلام سے عقیدت تھی حضرت مسیح موعود نے تو چولہ صاحب کی تصویر مدت ہوئی چھاپ دی تھی آج ایک سکھ نے بھی خود چولہ کو دیکھ کر اس کی آیات لکھی ہیں اور اس کی وہ تصویر چھاپی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر قرآن شریف کی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ تو وہ شخص جس کا مسلمان خانقاہوں پہ چلے کاٹنا، حج کرنا ثابت ہو، اس کے پیروؤں کا یہ حال ہے کہ آج برداشت نہیں کر سکتے کہ مسلمان کو اپنے اندر رہنے دیں۔

خالصتان اور مسلمان

خالصتان اگر بنانا چاہتے تھے تو کیا مسلمان کے رہتے سے خالصتان قائم نہ ہو سکتا تھا، کبھی مغربی پنجاب اور پاکستان کے کسی آدمی کے دماغ میں یہ بات نہ آئی کہ ہندوؤں اور سکھوں کو نکالے بغیر پاکستان نہیں بن سکتا۔

مسجدوں کی بربادی

تو سب سے پہلا کام جو اس قوم کا ہوتا ہے وہ مسجدوں کو جلانا ہے، ڈلہوزی میں بھی میرے ہوتے ہوتے تو نہیں لیکن میرے آنے کے بعد سب سے پہلا کام یہی کیا گیا کہ وہاں کی مسجدوں کو جلا دیا گیا، اس کے بعد کوٹھیاں لوٹی اور جلائی گئیں، ہر جگہ یہی ہوا ہے، کہ مسجدیں جلا دی گئیں انہیں ویران اور برباد کر دیا گیا، یہ کام کر کے اس قوم نے مسلمانوں کے ساتھ نہیں خدا کے ساتھ جنگ کی ہے، جس کی سزا انہیں مل کر رہے گی۔

مسلمان اپنا نقطہ نگاہ بدل لیں

تو غرض میری یہ ہے کہ اگر اس وقت مسلمان اپنا نقطہ خیال ذرا بدل لیں تو خدا کی نصرت بہت جلد آسکتی ہے ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص مکان

باقی خطبہ بر صفحہ
کالم نمبر ۱ و ۲

مراسلات

اسلام کی فتح مسیح موعودؑ کے ذریعہ

تحریک احمدیت ایک آلہی تحریک ہے جس کی بنیاد دورِ حاضر کے مجدد اعظم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مقدس ہاتھوں سے پڑی۔ اس تحریک کا مقصد وحید احیائے اسلام اور غلبۂ اسلام ہے چونکہ خدا تعالےٰ نے خود اپنے منشاء سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو دنیا میں قائم کیا ہے اس لئے ہر سچے احمدی کا یہی ایمان ہونا چاہیئے کہ مقدر یہی ہے کہ ہمارے مذہب اسلام کا ظہور اور عالمگیر غلبہ جیسا کہ اس جماعت کے ہاتھوں سے ہوگا کسی اور تحریک یا کسی دوسرے انسان کے ذریعہ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ دوسرے لوگ بھی اگر اپنے اپنے طریق پر خدمت اسلام کا کوئی کام کریں تو اچھا ہے ہمیں ان کے راستہ میں روک نہیں بننا چاہیئے بلکہ ہر ممکن طور پر کافروں کے مقابلہ میں ان کی معاونت کرنی چاہیئے مگر یہ بات بھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ آخر کار مستقل، پائدار اور عالمگیر فتح اسلام کا ڈنکا مسیح موعود اور آپ کے متبعین ہی کے نام بجے گا۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ تو یہی ایک شخص کو قلعۂ اسلام کے لئے کھڑا کرے اور پھر اس کو ناکام رکھے۔ اور اسلام کی کامل فتح دوسروں کے ذریعہ سے ہو۔ یقیناً کامیابیاں جلد یا بدیر اسی موعود مخلفت کے قدموں کو چومیں گی جسے خدا نے بزرگ ترین امام مہدی اور مسیح بنا کر بھیجا تھا پس وابستگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کو دوسری تحریکات کی عارضی رونق اور ہنگامی جوش و خروش سے مرعوب نہ ہونا چاہیئے اور اس بات پر دلی یقین اور ایمان ہونا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ بالآخر حضرت اقدس کے جھنڈے تلے ہی لوگوں کو لا کر عدیم النظیر کامیابی عطا فرمائے گا۔

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

میرے دوستو! خدا تعالیٰ کے یہ الفاظ آپ کے پیش نظر ہمیشہ رہنے چاہئیں۔ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین۔ انھم لھم المنصورون۔ وان جندنا لھم الغالبون۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام بھی ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھیں، یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ

حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالےٰ نے یہ بھی اطلاع دی ہوئی ہے کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے، زار روس کا عصا آپ کے ہاتھوں میں دیا گیا۔ حضرت صاحب کو اپنے سلسلہ کی اور نیز تمام دنیا پر صرف مذہب اسلام کے غلبہ پانے کی میعاد تین سو سال اجتہادی اور اندازی طور پر بتائی گئی ہے مگر ہم اس عظیم الشان کامیابی اور غلبہ کے دن قیامت کو اپنی زندگیوں ہی میں لا سکتے ہیں بشرطیکہ ہم سر توڑ کوشش کریں اور ان مقامات سے اپنے آپ کو متصف کریں جو حضور نے رسالہ کشتی نوح میں ایک احمدی کے لئے ضروری قرار دی ہیں اسلام نے تو بہرحال غالب آنا ہی ہے۔

قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا

اگر ہم اس کے لئے تن من دھن سے مساعی نہ ہوں گے تو خدا تعالیٰ اور قوم کو پیدا کر دے گا۔ یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم۔ مگر کیوں نہ یہ کام ہمارے ہی ہاتھوں سے سرانجام ہو۔

اس میں شک نہیں کہ قادیانی عقائد اور پیر پرستی نے لوگوں کو سلسلہ سے بہت دور کر دیا ہے اور جماعت کی ترقی کی رفتار بہت حد تک سست کر دی ہے مگر یہ ایک عارضی [illegible] ہے اگر ہم پوری ہمت اور کوشش سے سلسلہ کی حقیقت اور اغراض لوگوں پر واضح کریں تو خدمت اسلام کا شوق ضرور ان کو ہماری طرف راغب کرنے کا موجب ہوگا ہاں پورے ایمان اور دلی یقین کے ساتھ کوشش اور جدوجہد کرنا ہمارا فرض ہے۔ لا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ محمد اسلم بدوملہوی

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک کشف اور مخالفین کے اعتراض کا جواب

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک کشف ہے جس کو آپ نے اپنی کتب میں بیان فرمایا ہے اور وہ ایسا صاف اور واضح ہے کہ کوئی صاحب علم اور غیر متعصب انسان اس پر معترض نہیں ہو سکتا۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"کشف دیکھا تھا کہ حضرات پنج تن سید الکونین حسنین، فاطمۃ الزہراء اور علی رضی اللہ عنہم عین بیداری میں آئے اور حضرت فاطمۃ الزہراء نے کمال محبت اور مادرانہ عطوفت کے رنگ میں اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا ... غرض میرے وجود میں ایک حصہ اسرائیلی ہے اور ایک حصہ فاطمی"
(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۱)

اسی کشف کو آپ نے نزول المسیح میں یوں بیان فرمایا ہے:۔

"ایک کشف میں ...... میرا سر بیٹوں کی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہے"
(نزول المسیح حاشیہ صفحہ ۴۵)

اس کشف کو بعض مخالفین بالخصوص آل حسین اپنے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہوئے انہیں یہ کہہ کر اکساتے ہیں کہ مرزا صاحب نے معاذ اللہ حضرت فاطمۃ الزہراء کی توہین کی ہے اس کے جواب میں جب حقیقت حال بیان کی جاتی اور حضرت مسیح موعود کے اصل الفاظ پیش کئے جاتے ہیں تو یوں بول اٹھتے ہیں کہ مسلمانو! یہ احمدی تمہیں دھوکہ دیتے ہیں کہ (حضرت) مرزا صاحب نے فاطمۃ الزہراء کی توہین نہیں کی اور تحفہ گولڑویہ کی عبارت آپ کو سنا کر مطمئن کر دیتے ہیں ذرا ان سے پوچھو تو سہی کہ تحفہ گولڑویہ کب لکھی گئی، تحفہ گولڑویہ اس کشف کے ۱۱ سال بعد کی کتاب ہے۔ پہلے تو یہ کشف آئینہ کمالات اسلام میں مرزا صاحب نے لکھا ہے جس میں صاف یہ الفاظ مندرج ہیں۔ کہ میرا سر فاطمہ کی ران پر ہے جب علماء ہند نے اس پر شور و فغان کی۔ تو مرزا صاحب نے ۱۱ سال کے بعد مولویوں سے خائف ہو کر وہ الفاظ اپنی منشاء کے خلاف مجبوراً راقم کئے جو تحفہ گولڑویہ میں درج نہیں کئے وغیرہ وغیرہ۔

یہ ایک اور تلبیس ہے جس کی پناہ لینے کی کوشش کی گئی ہے یہ اسی طرح کا مغالطہ ہے جیسا میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ جب کوئی مخالف اس قسم کی مغالطہ دہی کرنا شروع کرے تو ہمارے احباب کو چاہیئے کہ بغیر کسی خوف وہراس کے اصل کتب سے تمام و کمال کشف سامعین کو پڑھ کر سنا دیا کریں ان کے شکوک خود بخود رفع ہو جائیں گے۔

آئینہ کمالات اسلام میں بھی حضرت مسیح موعودؑ نے اس کشف کو اسی طرح بیان فرمایا ہے جیسا کہ بعد میں تحفہ گولڑویہ میں بیان فرمایا ہے یہاں آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۴۷ سے ان فقرات کو نقل کرتا ہوں جن کو ہمارے مخالفین عداوت کی وجہ سے چھپاتے ہیں یعنی مخالفین اس کشف کو صرف اتنا ہی بیان کرتے ہیں:

ورأیت ان الزھراء وضعت رأسی علیٰ فخذھا (اور میں نے دیکھا کہ فاطمہ زہرا نے میرا سر اپنی ران پر رکھا) اس کے ساتھ ہی وہ الفاظ ہیں جن کو محض مغالطہ دہی کی غرض سے نہیں پڑھا جاتا اور وہ یہ ہیں ففھمت فی نفسی ان لی نسبۃ بالحسین واشابھہ فی بعض صفاتہ (پھر میں نے سمجھ لیا کہ ضرور مجھے امام حسین علیہ السلام سے نسبت ہے۔ اور بعض ان کی صفات میں مشابہت بھی ہے) غور کرنا چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب کا امام حسین کیساتھ اپنی نسبت بتانا صاف معنے رکھتا ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو حضرت فاطمہ کی اولاد ظاہر کیا ہے۔ اس میں اعتراض کی بات ہی کونسی ہے، امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نسبت ہونا ہی حضرت فاطمہؓ کا بیٹا ہونے کی دلیل ہے۔ ورنہ آپؑ اور کسی سے اپنی نسبت بیان فرماتے۔ مگر افسوس کہ ان کٹھ ملانوں کی کچھ عادت ہی ایسی بن گئی ہے کہ حق و باطل کا امتیاز ان کے نزدیک ایک سنگین جرم ہے۔ اس قسم کے کشوف سابقہ مجددین کی کتب میں بھی مندرج ہیں۔ نمونہ کے طور پر میں حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک کشف یہاں درج کر دیتا ہوں:۔

قال رضی اللہ عنہ رأیت فی المنام کانی فی حجر عائشۃ ام المومنین رضی اللہ عنہا وانا ارضع ثدیھا الایمن ثم اخرجت ثدیھا الایسر فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(قلائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر جیلانی رح مطبوعہ مصر ص۵۷ سطر ۱۸)۔

ترجمہ:۔ فرمایا شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں عائشہ رضؓ کی گود میں ہوں۔ اور ان کے دائیں پستان کو چوس رہا ہوں پھر میں نے بایاں پستان باہر نکالا اور اس کو چوسا۔ پس اس وقت آنحضرت صلعم اندر تشریف لائے"۔ بتایئے حضرت عائشہ صدیقہ کی توہین تو نہیں ہوئی؟ یاد رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے بطن سے کوئی نرینہ اولاد نہیں ہوئی اور نہ ہی حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت عائشہؓ کے ساتھ کوئی جسمانی رشتہ تھا۔ پس اس قسم کے کشوف اولیاءاللہ اور ماموران ربانی کو ان کی ارادت اور نسبت روحانی کی وجہ سے ہوتے ہیں ان میں سر ہیں جن کو عام لوگ سمجھ نہیں سکتے۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر
شیر آں باشد کہ مردم را خورد
شیر آں باشد کہ مردم مے خورد

خاکسار
خواجہ محمد صدیق فانی مبلغ اسلام پونچھ

قدیم علمائے اہل سنت کی عدیم المثال رواداریاں

قدیم اہل سنت علما کا دوسرے فرقوں کے علما سے کیا تعلق رہا ہے اور ایک دوسرے کے عقائد سے اختلاف رکھنے کے باوجود وہ کس قدر رواداری اور عزت و عظمت کا برتاؤ ایک دوسرے سے کرتے رہے ہیں اس کی تشریح میں مولٰنا محمد عبداللطیف صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کا حسب ذیل مضمون اس قابل ہے کہ قارئین کرام کے مطالعہ میں لایا جائے۔

(۱)

مبتدعین کی روایت

(یہاں مبتدع سے وہ علماء مراد ہیں جو جماعت اہل سنت میں شامل نہ تھے)

یہ زمانہ امت محمدیہ کے لئے پرفتن زمانہ ہے، جس ہادی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چند روز میں عرب جیسی سخت اور جنگ جو قوم میں خلق و مروت کی روح پھونک دی تھی اور عناد و نفاق کو مٹا کر خلت محمدی اور اخوت اسلامی ان میں قائم کر دی تھی۔ اس کی امت کا اس وقت یہ حال ہے کہ دشمنان اسلام انہیں نفاق و عناد میں ضرب المثل سمجھتے ہیں، ان کے شقاق و عداوت کی آگ زمین سے آسمان تک مشتعل ہے۔ ادنے ادنے بات پر لڑائی ہے، تھوڑے سے اختلاف پر دشمنی کی نوبت پہنچتی ہے۔ یہاں تک کہ تکفیر کا فتوے تیار ہو جاتا ہے، ایک طرف دشمنان دین اسلام کی بیخکنی کر رہے ہیں اور دوسری طرف پیروان اسلام ایک دوسرے کو کافر بنا کر خاک اڑا رہے ہیں اگر مسلمانوں کے مختلف فرقوں کی باہمی تکفیر کو دیکھا جائے تو مردم شماری کے کاغذات کے سوا، ایک بھی مسلمان نہیں مل سکتا۔

کیا ہماری شریعت اسلامیہ اور خلق محمدی کا یہی تقاضا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے ماننے والوں کو وہابی، بدعتی، نیچری کہکر ان سے قطع تعلق کیا جائے؟ یا مسلمانوں پر کفر کا فتوے لگا کر جماعت اسلام کو منتشر کر دیا جائے؟ ہمارے مفتی صاحبان کے پاس مسلمانوں کو وہابی، بدعتی، اور نیچری کہنے کا کیا معیار ہے؟ سوال یہ ہے کہ جو لوگ اللہ اور رسول کو مانتے ہیں اور اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ کے سچے دل سے اقراری ہیں، ان سے حکم شریعت کے مطابق ہمارا کیا برتاؤ ہونا چاہیئے؟ ان کے کسی قول یا فعل کو اپنے خیال کے خلاف دیکھ کر انہیں کافر و فاسق فرض کر لینا چاہیئے؟ ان سے علیحدہ ہو جانا چاہیئے؟ اور ان کی تخریب و تذلیل کے درپے ہونا چاہیئے؟ یا حتی الوسع ان کے کلام اور افعال کی تاویل کر کے انہیں مسلمان بنانا چاہیئے؟ انہیں اصلاح کا موقع دینا چاہیئے؟ انہیں دردمندی سے سمجھانا چاہیئے؟ اور ان کے لئے ہدایت کی دعا کرنی چاہیئے؟ اس فیصلہ کے لئے سلف صالحین کا برتاؤ دیکھنا کافی ہوگا۔ اس لئے کہ وہ ہر طرح قرآن و حدیث کے زیادہ جاننے والے اور عمل کرنے والے تھے، ان کا تقوے اور ان کی دینداری آج کے مسلمانوں سے ہزار ہا حصہ زائد تھی آج انہیں بزرگوں کا طرز عمل ہمارے لئے حجت ہو سکتا ہے، ہمیں انہیں کا نقش قدم تلاش کرنا چاہیئے۔

پہلی صدی ہجری کے آخر میں بہت سے فرقے پیدا ہو گئے تھے۔ لیکن ہمارے اکابر، شیعہ، رافضی، خارجی، نیچری وغیرہ کو تعلیم حدیث کی مجلسوں میں اسی طرح داخل کرتے تھے۔ جیسے اہل سنت کو۔ انہیں حدیث کی تعلیم اسی طرح دیتے تھے جس طرح اپنے گروہ کو۔ ان کی مجلس علمیہ اور دینیہ میں خود جاتے تھے، ان کی شاگردی کرتے تھے، ان سے علم دین سیکھتے تھے، بلکہ انہوں نے ان کے فضل کی، تقوے کی، اور دینداری کی اسی قدر مدح کی ہے جس قدر کہ خود اکابر اہل سنت کی کی ہے، ہاں اسی کے ساتھ ساتھ ان کے عقاید اور عمل کی خرابی کو بھی بیان کر دیا ہے خذ ما صفا ودع ما کدر پر ان کا پورا پورا عمل تھا غور فرمائیے یہ کس قدر حق پرستی اور انصاف پسندی ہے۔

میں اپنے اس دعوے کے ثبوت میں چار بلند ترین علما کے فیصلے پیش کرتا ہوں۔

علامہ عینی کا فیصلہ

علامہ عینی بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں:

قال النووی دتم فی الصحیحین وغیرهما من کتب ائمة الحدیث الاحتجاج بکثیر من المبتدعة غیر الدعاة الی بدعتهم ولم تزل السلف والخلف علی قبول الروایة منهم والاستدلال بها والسماع منهم من غیر انکار۔

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ اس زمانہ علماء ایسی حدیثوں سے احکام شرعی پر دلائل لاتے ہیں جن حدیثوں کے راوی بدعتی تو ہیں لیکن وہ اپنے عقیدہ اور مذہب کی طرف عوام کو دعوت نہیں دیتے ایسی حدیثیں بخاری اور مسلم کے سوا دوسری کتابوں میں بھی بہت سی ہیں ایسی احادیث سے استدلال کرنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ متقدمین اور متاخرین کا یہی طریقہ رہا ہے کہ انھوں نے ایسے بدعتیوں سے روایت سُنی اور اس کو مانا۔

امام نووی کے بیان سے ظاہر ہے کہ بخاری مسلم اور دیگر کتب حدیث میں بہت سے مبتدعین (اہل سنت کے سوا) روایتیں کی گئی ہیں۔ لیکن وہ مبتدعین تو تھے مگر اپنی بدعت کی طرف دوسروں کو دعوت نہیں دیتے تھے (۲) سلف سے خلف تک سب نے مبتدعین کی روایت قبول کی ہے اور اسے قابل حجت سمجھا ہے (۳) خود امام نووی نے بھی خوشی اور رغبت سے ایسے اصحاب سے حدیث سُنی ہے، اور خود انہیں سنائی ہے۔

(۲) علامہ شمس الدین ذہبی کا فیصلہ

علامہ ذہبی اپنے تذکرہ میں قتادہ کا سخت قدریہ ہونا بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

مع هذا الاعتقاد الردی ما تاخر احد عن الاحتجاج بحدیثه الله یسامحه۔

اس قدر خراب عقیدہ ہونے پر بھی تمام اہل سنت نے ان کی حدیث کو مانا ہے کسی نے چھوڑا نہیں ہے، خدا قتادہ سے درگذر کرے۔

اسی تذکرہ میں عبدالوارث بن سعید کے حال میں لکھا ہے:۔

وکان من ائمة هذا الشان علی بدعة فیه ولم یتاخر عنه احد لاتقانه و دینه وترکوه و بدعته

عبدالوارث باوجود بدعتی ہونے کے فن حدیث کے امام ہیں۔ چونکہ یہ متقی اور دیندار تھے اور حدیث کو خوب یاد رکھتے تھے، اس لئے ان سے حدیث روایت کرنے میں کسی نے تامل نہیں کیا، البتہ ان کی بدعت سے واسطہ نہیں رکھا اور ان کی بدعت کو ان کے لئے چھوڑ دیا ہے۔

(۳) علامہ سیوطی کا فیصلہ

تدریب الراوی میں لکھتے ہیں:۔

لکن فی الصحیحین احادیث عن جماعة من المبتدعة عرف صدقهم واشتهرت معرفتهم بالحدیث فلم یطرحوا للبدعة

بخاری، مسلم میں مبتدعین کی ایسی جماعت سے حدیثیں لی گئی ہیں جن کی سچائی معلوم ہے اور جو حدیث دانی میں مشہور ہیں۔ بدعتی ہونے کی وجہ سے ان کی ثبوت میں فرق نہیں آیا۔

علامہ سیوطی نے یہاں دعوت نہ دینے کی قید بھی نہیں لگائی۔ اس لئے کہ احادیث کے بعض راوی داعی بھی تھے۔

علامہ سخاوی کا فیصلہ

علامہ سخاوی، شرح الفیہ میں مبتدع سے روایت کے متعلق جو اقوال نقل کرتے ہیں، ان سے قطع نظر کر کے اُن کا ماحصل لکھتا ہوں:

اتفق ابوحنیفه والشافعی والثوری وابن ابی لیلی وائمة الحدیث والمتکلمون رحمهم الله علی ان یقبل روایة المبتدع مطلقاً وان کانوا کفاراً وفساقاً بالتاویل لا من استحل الکذب لان اعتقاد حرمة الکذب تمنع من الاقدام علیه وقال ابن دقیق العید وهو القوی دلیلا وفی ذی اکثر ائمة الحدیث والنقاد کالبخاری والمسلم وغیرهما عن المبتدعین الداعین علی وجه الاحتجاج۔

امام ابوحنیفہ، امام شافعی، سفیان ثوری، ابن ابی لیلی، دیگر آئمہ حدیث اور متکلمین حضرات کا مذہب یہ ہے کہ مبتدع کی روایت مقبول ہے خواہ وہ داعی ہی کیوں نہ ہوں؛ ہاں یہ ضرور ہے کہ ان کے مذہب میں جھوٹ بولنا حرام ہو۔ ایسا شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کی ہرگز جرأت نہ کرے گا امام فخرالدین رازی فرماتے ہیں کہ مذہب حق یہی ہے۔

ابن دقیق فرماتے ہیں کہ دلیل اس کی مؤید ہے، چنانچہ بخاری مسلم اور بہت سے آئمہ محدثین نے ایسے مبتدعین کی جو داعی ہیں روایت قبول کی ہے اور اسے مانا ہے۔

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ پہلے علما کس قدر وسیع نظر اور فراخ مشرب تھے۔ وہ جزوی اور فروعی اختلافات کو نظرانداز کرتے ہوئے یہ دیکھتے تھے کہ روایت کرنے والا اپنی ذات میں سچا، امین اور مستند ہے یا نہیں۔ اگر وہ ایسا ہوتا تھا تو وہ اس کی بیان کردہ روایت کو خود رسول اللہ کا ارشاد تسلیم کر لیتے تھے۔

وصایا کے متعلق استفسارات

وصایا کے سلسلہ میں بعض احباب کی خدمت میں ضروری استفسارات بھیجے گئے تھے مگر بہت کم احباب نے جواب مرحمت فرمائے ہیں۔ جس کی وجہ سے کاغذات وصیت نامکمل پڑے ہیں اب جملہ احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ دفتر کے استفسارات کا جواب دیکر مشکور فرمائیں بعض احباب کی خدمت میں وصیت کے فارم بھیجے گئے ہیں ان کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ ان فارموں کو پُر کر کے بہت جلد دفتر میں بھیجدیں۔

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری دفتر تحصیل

حضرت مسیح موعودؑ کے ذہنی و روحانی کمالات

(از جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب بی اے)

ذہنی و روحانی قوے

انسان کامل کے لئے دو بڑے وصف یا کمال کا ہونا ضروری ہے۔ ذہنی یا دماغی کمال۔ قلبی یا روحانی کمال۔ لاریب ہمارے حضرت مسیح موعود جامع کمالین تھے۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کو زبردست ذہنی قوے عطا فرمائے تھے اور اس کے ساتھ ہی زبردست روحانی قوے بھی عنایت فرمائے ایسے کاملین اس دنیا میں شاید ہی پیدا ہوتے ہیں جو ان ہر دو کمالات کے جامع ہوں۔

بچپن اور جوانی

آپ ازل سے ہی قلب سلیم لے کر آتے تھے جس میں صدق و صفا، رشد و ہدایت اوصاف جمیلہ کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔ آپ کا بچپن بھی پاک اور آپ کی جوانی کا زمانہ بھی کسی دنیوی آلائش سے ملوث نہ ہوا۔ عالم شباب میں جذبات نفسانیہ حیوانیہ تو بڑے تموج میں ہوتے ہیں اس عالم میں محفوظ رہنا ایک بہت بڑی کرامت ہے ؏

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری است

جن اصحاب نے آپ کو اس عالم میں دیکھا وہ باوجود مخالف ہونے کے شہادت دیتے ہیں کہ آپ جوانی میں بھی نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ چنانچہ مولوی سراج الدین احمد خان صاحب مرحوم بانی اخبار زمیندار کی شہادت اس بارہ میں موجود ہے۔ اور ایسی ہزاروں شہادتیں مل سکتی ہیں۔

خدا سے تعلق محبت

ابتدا سے ہی خدا سے پیوند جوڑا خدا کی محبت کا ایک بحر ناپیدا کنار آپ کے دل میں موجزن تھا۔ وصال دلقائے باری تعالیٰ کی تڑپ آپ کو شام و سحر بے چین رکھتی تھی ؎

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

قرب الٰہی کا مقام

باری تعالیٰ نے آپ کو اپنے قرب سے نوازا۔ ہدایت کی راہیں آپ پر کھولیں۔ شرف مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف فرمایا۔ علوم لدنیہ سے سرفراز فرمایا اسرار حکمت و شریعت سے آگاہ کیا۔ استجابت دعا کی دولت سے شرف بخشا۔ پیار و محبت کی باتیں کیں۔ بڑے انعامات کئے اور انعامات کے وعدے دیئے یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ غرضکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام قرب عطا فرمایا کہ امت محمدیہ میں آپ کے لئے ہی مخصوص تھا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

انفاس قدسیہ کا اثر

اپنے انفاس قدسیہ سے ہزاروں انسانوں کا تزکیہ فرمایا۔ گمرہوں کو صراط مستقیم پر قائم کر دیا۔ جاہلوں کو عالم دین بنا دیا۔ امت کے اندر مفسر، محدث، فقیہ، مناظر اور محقق پیدا کر گئے۔

علمی کمالات

علم و فضل کا یہ عالم کہ علمائے متبحر کو اعتراف کرنا پڑا کہ یہ شخص فوق العادت علمی کمالات کا مالک ہے ہر چند کہ بٹالہ اور سیالکوٹ سے کہیں آگے تحصیل علم کا موقعہ نہ ملا نہ مصر میں گئے نہ مکہ نہ مدینہ مگر علوم عربیہ اسلامیہ دینیہ میں وہ ید طولیٰ حاصل تھا کہ خود اہل زبان دنگ رہ گئے۔ یہ خدا کا دیا ہوا علم تھا ؏

علمنی من الرحمٰن ذی الآلاء

دنیا کے لوگ اس علم کا مقابلہ کیونکر کر سکتے تھے۔

عربی زبان میں ایسی بے نظیر کتب تصنیف کیں کہ علماء نے جن کی عمریں تحصیل علم میں گذریں جواب سے عاجز رہ گئے۔ آپ کا فارسی کلام لاریب سعدی سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر اور جو حقائق اور معارف اس کے اندر ہیں قرآن بزبان پہلوی بھی اس کے سامنے مات پڑ جاتا ہے۔ آپ کی ایک مختصر سی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کو ہی لے لو۔ کتاب کیا ہے گویا سمندر کو کوزہ میں بند کر دیا ہے لارڈ ہیڈلے جیسے محقق شخص کو جب اس کتاب کا مطالعہ میسر ہوا تو وہ بول اٹھا کہ اگرچہ عمر کا ایک بیشتر حصہ تحقیق اسلام میں گذارا اور بہت سا اسلامی لٹریچر پڑھا مگر اسلام پر ایسی اعلیٰ تصنیف اب تک نظر سے نہ گذری تھی۔

صداقت اسلام پر دلائل براہین

صداقت اسلام، صداقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صداقت قرآن پر ایسے زبردست دلائل بہم پہنچائے کہ زبان تحسین مرحبا کہہ اٹھی ہے۔ ایک بڑے محقق نے مجھ سے ایک دفعہ ذکر کیا کہ میں نے متقدمین کی کتب بھی پڑھی ہیں مگر ان میں وہ بات نہیں جو حضرت مرزا کی کتب میں ہے آپ کے ایک بڑے مخالف نے ایک دفعہ کہا کہ مرزا کے قلم میں اس قدر زور ہے کہ اس کے دلائل کو ماننے بغیر چارہ نہیں ؎

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

اپنے عمل - اپنے پاک نمونہ سے سینکڑوں، ہزاروں انسانوں کے دل میں خدا اور دین خدا کی تڑپ ڈال دی۔ اشاعت دین کے لئے تکلیفیں اٹھانا اور خدا کے دین کے لئے اموال قربان کر دینے کی روح پیدا کی اور قلوب میں یہ یقین پیدا کیا کہ اسلام اپنے دلائل و براہین سے تمام عالم پر غالب آ کر رہے گا۔ غرضکہ آپ نے ایک بہت بڑا انقلاب پیدا کر دیا اور ایسا انقلاب کہ وہی یورپ جو کل تک اسلام کو دنیا و اہل دنیا کے لئے ایک لعنت سمجھتا تھا اس کے بڑے بڑے مفکروں نے بالآخر تسلیم کیا ہے کہ آج کی دنیا کی نجات اسلام میں ہی ہے۔ یہ حضرت مرزا صاحب کے پیدا کردہ انقلاب کا نتیجہ تھا ؎

چہ تنبیہ بود حلقۂ خمر و سربست
من آدم لفظ و میکہ از صبا باشد

اطلاع

پیغام صلح کا موجودہ پرچہ مولوی دوست محمد صاحب کی غیر حاضری میں مرتب کیا جا رہا ہے۔ فسادات لاہور کی وجہ سے پرچہ کچھ تاخیر سے شائع ہو رہا ہے۔

شیخ محمد طفیل۔

ایک یورپین نو مسلمہ سے

(از شیخ محمد طفیل ایم۔ اے)

سرود و رقص کا جو لطف تھا وہ خواب ہوا
تری حیات میں یہ کیسا انقلاب ہوا
در رسولؐ پہ قربان زندگی کر دے
یہ عزم راست روی تیرا کامیاب ہوا

ترے عزیز ہیں ناراض تیری حالت سے
سہیلیاں تجھے تکتی ہیں کس حقارت سے
کسی طرح بھی گوارا نہیں تجھے لیکن
کہ اک قدم بھی تو ہٹ جائے دین فطرت سے

وطن سے قوم سے تجھ کو عزیز ترا اسلام
ترے لئے ہے نئی زیست کی خبر اسلام
تلاش راہ صداقت میں تو نے پایا ہے
کہ زخم خوردہ دلوں کا ہے چارہ گر اسلام

رہے گا کیف و مسرت سے پُر شباب ترا
کہ دین خالق فطرت ہے انتخاب ترا
ملائکہ کے لئے بھی ہے لائق صد رشک
شراب و عیش کی دنیا سے اجتناب ترا
قبول دین محمدؐ تجھے مبارک ہو

وائسرائے اور گورنر پنجاب کی خدمت میں اسلامی لٹریچر

پنجاب کے گورنر اور ہندوستان کے وائسرائے مونٹ بیٹن کو ۱۶ اپریل ۱۹۴۷ء کو انگریزی ترجمۃ القرآن اور رسول کریم صلعم کی مکمل سیرت کا ایک ایک نسخہ ہدیۃً بھیجا گیا حضرت امیر نے مندرجہ ذیل الفاظ کتب بھیجتے وقت ان کو تحریر فرمائے:۔

"میں آپ کی خدمت میں یہ کتب اس امید پر بھیج رہا ہوں کہ آپ اپنے قیمتی وقت کا کچھ حصہ نکال کر ان پر ایک نظر ڈال لیں گے۔

قرآن مجید اور رسول کریم صلعم کی زندگی یہ اسلام کے ایمان اور کلچر کے دو سرچشمے ہیں۔ ان کا مطالعہ مسلمانوں کے مسائل اور ان کے نظریۂ حیات کے سمجھنے میں کافی مدد دیگا اور اس سے بہت سی غلط فہمیوں کا بھی ازالہ ہو جائے گا جو اسلام جیسے عالمگیر مذہب کے متعلق پھیلی ہوئی ہیں۔ اس دعا کے ساتھ کہ آپ کے لئے یہ ہدیہ کسی رنگ میں مفید ہو۔ میں ہوں آپ کا مخلص

محمد علی - صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ہوگئی۔ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ مغربی اقوام اپنی پوری قوتوں کے ساتھ برِ صغیر ہند میں مسلمانوں کے خلاف میدان جنگ میں کود پڑیں ایسے نازک دور میں صرف ایک مردِ مجاہد ہے جسے اس مغربی خطرہ کا صحیح طور پر اندازہ ہوتا ہے یعنی ٹیپو سلطان امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کو حاصل کرنے کے لئے انگریزوں کے خلاف صف آرا ہوتے ہیں اور اس آخری کشمکش میں ناکام ہوکر ۱۷۹۹ء میں شہید ہوجاتے ہیں ہند اور روم کی عظمت و سلطنت کا خاتمہ ہوجاتا ہے یعنی اٹھارویں صدی کا آخری سال مسلمانوں کی ذلت، زوال اور جمود کا آخری سنگ میل ہے۔ انگریزوں کے لئے میدان بالکل صاف ہوجاتا ہے۔ وہ ہندوستان کے مشرقی اور مغربی ساحلوں پر اپنے حریفوں کو شکست فاش دیکر دندناتے ہوئے سارے ہندوستان پر پھیل جاتے ہیں۔

مشترکہ خطرہ

انگریزوں کی آمد ہندوؤں اور مسلمانوں کی ایک مشترکہ مصیبت تھی، اسلئے ہندوؤں کو ایسے نازک موقعہ پر مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما ہونے کا احساس پیدا نہیں ہوا۔ پنجاب میں سکھوں کے وحشیانہ اقتدار کا شباب تھا تب ایک ٹیڑھی سیاسی لکیر پیدا کر کے جلد بجھ گیا اس زمانہ میں ہندوستان کی سب اقوام کی توجہ انگریزوں پر ہی مرکوز رہی چنانچہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں ہندو اور مسلمان دوش بدوش لڑے لیکن آزادی اور اتحاد کے احساس کا یہ بلبلہ بھی پھٹ کر رہ گیا۔ اور انگریزوں کو ہندوستان پر مکمل اقتدار حاصل ہوگیا انگریزوں نے چونکہ مسلمانوں سے اقتدار چھینا تھا اس لئے وہ انہیں اپنا خطرناک حریف خیال کرنے لگے اور ان کا یہ انداز اور پالیسی مسلمان قوم پر غیر معمولی طور پر اثر انداز ہوئی اور ہندو جنہیں ہر حکمران سے ایک مطابقت اور ہم آہنگی کا ڈھب آتا ہے مسلمانوں سے بہت آگے نکل گئے اور مسلمان سیاسی تعلیمی اور معاشی لحاظ سے بہت پیچھے رہ گئے چنانچہ اس کا اثر اب تک مسلمانوں پر باقی ہے۔

اٹھارویں صدی سے غدر کے بعد تک

اٹھارویں صدی سے لے کر انیسویں صدی کے آخری ربع تک ہندوستانی مسلمانوں کے لئے بہت نازک دور تھا۔ مغل سلطنت بعض طبعی اور عمرانی اسباب کے باعث تباہ ہوچکی تھی۔ ہندوستان چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ چکا تھا۔ جنوبی ہندوستان میں مرہٹوں اور شمالی ہندوستان میں سکھوں نے افراتفری پیدا کر کے مسلمانوں کے سیاسی وقار کو بہت صدمہ پہنچایا۔ بعد میں انگریزوں نے مسلمان کا تھوڑا بہت جو اقتدار رہ گیا تھا اسے بھی ختم کر دیا اور اس کے علاوہ انگریزوں کے ساتھ عقلیت اور مادیت کی مغربی رو بھی ہندوستان میں پہنچی اس سے بھی اسلام کو بہت ضرر تھا۔ یہ سب خطرات اپنی نوعیت میں کچھ کم خطرناک اور مہلک نہ تھے کہ ہندو نے اپنے نئے حاکم سے ایک ہم آہنگی پیدا کر کے نئے دور کے تقاضوں کو محسوس کرتے ہوئے آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ اور موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہندو ارباب حل و عقد اسلامی تمدن کے اثرات کو دور کرنے لگے اور پراچین بھارت کے ہندو کلچر کے احیاء کا خواب دیکھنے لگے، یہ تحریک مذہب کا جامہ اوڑھ کر اسلام کی سخت معاند اور دشمن تحریک کی صورت میں آریہ سماج کے نام سے نمودار ہوئی بعد میں حالات کے تقاضا کے مطابق یہ تعلیمی اور سیاسی تحریک کی شکل میں ڈھلتی چلی گئی۔ یہ وہی زمانہ ہے جس میں بنگالی لٹریچر میں بندے ماترم جیسے گیت لکھے گئے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد سے مسلمانوں کی حالت بہت پتلی تھی۔ ہزاروں شریف اور بزرگ خاندان برباد ہوچکے تھے مسلمانوں کی رہی سہی عزت خاک میں مل چکی تھی اور سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ انگریزی حکومت کو مسلمانوں کے متعلق سخت بدگمانیاں پیدا ہوگئی تھیں۔ ان غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب سرسید نے ۱۸۶۹ء میں "اسباب بغاوت ہند" تصنیف کرکے ان بدگمانیوں کو دور کرنے کی کوشش کی جناب سرسید کا یہ احساس اور جذبۂ قومی بعد میں علیگڑھ کی تعلیمی تحریک کی صورت میں نمودار ہوا۔

سرسید اور سید جمال الدین افغانی

سرسید مرحوم نے یہ سمجھا کہ مسلمانوں کے زوال اور پستی کا حقیقی سبب علوم و فنون کا فقدان ہے مذہب کو آپ اسی حد تک مفید سمجھتے تھے جس حد تک وہ قومی کشمکش میں مفید ثابت ہو۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بجائے مذہب کے علوم کی ترویج پر زیادہ زور دیا... مسلمان اکابر جو آپ کے گرد جمع ہوئے وہ بھی اس رنگ میں رنگین ہوگئے۔ چنانچہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے صدارتی خطبات اس کے شاہد ہیں لیکن تجربات نے یہ ثابت کیا کہ سرسید مرحوم کا یہ خیال کہ مسلمانوں کے زوال کا باعث صرف علوم و فنون کا فقدان ہے غلط تھا کیونکہ اس سے رفتہ رفتہ ...... تعلیم یافتہ نوجوانوں کے قلوب سے یقین و ایمان کے دیئے گل ہوگئے انہوں نے رسول عربی سے اپنا دماغی اور وجدانی پیوند توڑ لیا اور مغربی فلاسفہ اور سائنسدان ان کے خضر راہ ہوگئے یہ زمانہ ہندی مسلمانوں کے لئے انتہائی کس مپرسی کا زمانہ ہے۔ بیرونی بلاؤں کا نزول سے اسلام اور اسلامی وقار کو تباہ کرنے کے منصوبے بالکل مکمل ہوچکے ہیں۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی بہتری کے لئے جو تحریک پیدا ہوتی ہے وہ محض عقلیت، نیچریت اور مغرب سے مرعوبیت پر مبنی ہے اور باہر سے جس تحریک کا تھوڑا بہت اثر ہندوستان پر پڑتا ہے وہ تحریک پین اسلام ازم ہے جس کے بانی سید جمال الدین افغانی ہیں یہ تحریک اتحاد بین المسلمین پر مبنی تھی لیکن یہ اتحاد صرف سیاسی نوعیت کا تھا۔ اس تحریک نے سارے اسلامی ممالک کو متاثر کیا اور ان میں ایک قسم کی سیاسی بیداری پیدا ہوگئی۔ سلطان عبدالحمید نے اس تحریک سے خوب فائدہ اٹھایا اور اس کے ذریعہ اپنے عزائم اور مصالح کو عملی جامہ پہنایا اسے بطور حربہ کے استعمال کرکے ترکی کی تمام اصلاحی اور ترقی پسند تحریکات کا گلا گھونٹ دیا اپنے مفاد کے لئے اس تحریک کو آلۂ کار بنا کر قسطنطنیہ کو پین اسلامک پروپیگنڈا کا مرکز بنایا۔ ۳۰ سال تک یہ کام جاری رہا۔ حتی کہ ۱۹۰۸ء میں سلطان عبدالحمید کی معزولی عمل میں آئی اور یہ تحریک کچھ عرصہ کے لئے مدھم پڑ گئی ۱۹۱۱ء میں ٹرپولی اور جنگ بلقان نے دبے ہوئے خیالات کو پھر ہوا دی لیکن جلدی جنگ عظیم آپہنچی اور اس جنگ کی ہنگامہ خیزیوں نے اس تحریک کو پس منظر میں پھینک دیا۔ جنگ عظیم کے بعد اسلامی ممالک میں تغیر عظیم پیدا ہوا اور اسلامی ملک میں بجائے پین اسلام ازم کے نیشنلزم کے تصورات پھیلنے لگے اور سب سے پہلے ترکی میں نوجوانوں کی تحریک [illegible] اشتراکیت [illegible] اتحاد ثلاثہ سے منہم لیا ان حالات کے پیش نظر نہایت وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ تحریک پین اسلام ازم ناکام رہی۔

ہندی مسلمان اور تحریک احمدیت

سو جناب سرسید کی سیاسی تحریک اور سید جمال الدین افغانی کی بین الاقوامی تحریک دونوں ہندی مسلمان کے عوارض کے لئے تسلی بخش دارو ثابت نہیں ہوئیں۔ ہندی مسلمان کا اصل عارضہ مذہبی معاشرتی اور ثقافتی زبوں حالی تھا اسلامیان ہند کو ہندو ازم کی احیائی تحریکات سے سخت خطرہ تھا۔ یہ امکان تھا کہ ہندو ازم بدھ مت کی مانند ہندوستان سے اسلام کو نابود کر دے۔ مسلمانوں کی بربادی کے قریباً سب قرائن جمع ہوچکے تھے اور ان کا مستقبل نہایت تاریک اور مایوس کن تھا۔ ان کا ملی اور دینی احساس بالکل مرتا جارہا تھا اور دشمن اندر اور باہر سے ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح ہوکر حملہ آور تھا اور مسلمان بالکل بے دست و پا۔ وہ علماء جن کا یہ فرض تھا کہ ایسے نازک وقت میں دشمن کے مقابلہ کے لئے میدان میں نکلتے اور مسلمانوں میں ان کی ذلت اور پستی کا شعور پیدا کر کے انہیں بیدار کرتے ان کے قلوب میں یہ احساس پیدا کرتے کہ ان کی حیات ملی معرض خطر میں ہے وہ علماء اس وقت باہم دست و گریباں تھے۔ شافعی، حنفی اور اہل حدیث کی الگ الگ ٹولی تھی ہر ایک دوسرے کا جانی دشمن اور پھر حنفیوں تک میں دیوبندی، رضاخانی، فرنگی محلی، اسلام کا شیرازہ بکھرتا جارہا تھا۔ ہر ایک دوسرے کو کافر بنا بنا کر اسلام کے حلقے سے خارج کرنے پر تلا ہوا تھا اور بلا کسی جھجک کے وہ سب کچھ ہو رہا تھا، جو جانشینان رسول کی شان سے بہت بعید ہے (مدینہ ۱۳ ستمبر ۱۹۳۴ء)

ایسے نازک وقت میں اللہ تعالیٰ جس کی رحمتوں کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا اور جس نے ہمیشہ کے لئے اسلام کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے کی نصرت مسلمانوں کے قریب ہوگئی۔ پنجاب کے ایک دور افتادہ مقام سے اسلامی روحانیت کا چشمہ پھوٹ نکلا اور ایک زبردست اسلامی احیائی تحریک پیدا ہوئی جس کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سلسلۂ اولیاء کے ہی ایک عظیم المرتبت فرد تھے۔ تحریک احمدیت نے چند سالوں کے اندر اندر اقصائے عالم میں اپنی موجودگی کا احساس پیدا کر دیا اس ذلت و نکبت کے دور میں ہندی مسلمانوں کے قلوب میں غلبۂ اسلام، اور اسلام کی روحانی اقدار پر غیر معمولی ایمان پیدا کر کے مسلمان کے احساس فروتری کو پاش پاش کر دیا اور اس کے علاوہ مغربی مادیت، اور ہندو ازم کے زہریلے حملوں کی بھی سد سکندری بن کر روک تھام کی اور مسلمانوں میں بجائے سیاسی اور تعلیمی میلان پیدا کرنے کے ان میں خالص دینی احساس پیدا کیا اور ان کی انفرادیت اور روحانی برتری کو ان پر واضح کیا چنانچہ اس دور میں ایک بھی تحریک ایسی نظر نہیں آتی جس نے اس فریضہ کو ادا نہ کیا ہو اور اس کے بعد بھی احیائے دین کی جتنی تحریکات پیدا ہوئیں احمدیت سے متاثر ہیں۔ صرف تحریک احمدیت ہی تحفظ اسلام کے لئے ہندوؤں کی معاند اسلام تحریکات کے خلاف نبرد آزما ہوئی اور اس نے ان سب تحریکات کے پروگرام کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا۔

ہندو نیشنلزم کی پیدائش

ہندوؤں کے اس احیاء اور عمرانی عمل نے اپنا رخ تبدیل کرکے نیشنلزم کا روپ دھار لیا اور ۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگرس معرض وجود میں آئی اور ہندوؤں کی جملہ احیائی تحریکات مثلاً آریہ سماج، برہمو سماج، تھیوسافیکل سوسائٹی وغیرہ بتدریج ہندو نیشنلزم میں ضم ہوکر رہ گئیں اس دور کا اچھی طرح مطالعہ کرنے سے صاف نظر آجائے گا

بنا رہا تھا، اس نے مسجد کی طرف ایک کھڑکی بنا رکھی تھی، رسول اللہ صلعم نے پوچھا یہ کس لئے رکھی ہے، کہنے لگا ہوا کے لئے، آپ نے فرمایا کہ اگر یوں کہتے کہ اذان کی آواز سننے کے لئے یہ کھڑکی رکھی ہے تو کیا اچھا ہوتا، ہوا تو بہر حال آتی لیکن اس نیت سے تمہیں ثواب مل جاتا، میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ آج کہاں تک مسلمان کے اندر یہ روح موجود ہے کہ اللہ اکبر کی آواز ان کے کان میں پہنچے تو وہ نماز کے لئے دوڑتے ہوئے چلے آئیں، میں نے کیمپوں میں بھی جہاں مصیبت اور عذاب چاروں طرف نظر آتا ہے یہ نہیں دیکھا کہ وہاں نماز کا کوئی وسیع پیمانہ پر انتظام ہو شاید الگ الگ پڑھ لیتے ہوں۔

مشرقی پنجاب میں خدا کے گھر کی حفاظت کی نیت کر لو۔ لیکن میں آپ میں سے ان لوگوں سے جو مشرقی پنجاب سے نکل آئے ہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ یہ نیت رکھیں کہ ہم دوبارہ ان جگہوں پر جانے کے لئے تیار ہیں، اس لئے نہیں کہ اپنے گھروں کو اپنے مال واسباب کو واپس لے سکیں (وہ تو خدا دے ہی دے گا) بلکہ اس لئے کہ خدا کا نام وہاں بلند ہو، مسجدیں آباد ہوں تو خدا کی نصرت بڑی قریب ہو سکتی ہے تھوڑا سا نقطۂ نگاہ بدل لینے کی ضرورت ہے۔

دو فوجوں کی جنگ ایسا سمجھو لیں کہ دو فوجیں آمنے سامنے صف آرا ہیں اگر یہ دو فوجیں دو قوموں کی ہیں تو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ فتح کس کے لئے ہے اور شکست کس کے لئے لیکن اگر ایک طرف وہ فوج ہے جو خدا کا نام مٹانا چاہتی ہے تو دوسری خدا کی نصرت کو جذب کرنے کے لئے وہ فوج ہونی چاہیئے جو خدا کے نام کو دنیا میں بلند کرنا چاہتی ہے۔ صرف نقطۂ نگاہ بدل لینے کی ضرورت ہے اور خدا کی مدد تمہارے ساتھ ہوگی۔

خدا کے نام کو سر بلند کرو دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہماری قوم کے اندر یہ روح پیدا کر دے کہ ان سے اسلام کا نام ان علاقوں میں جہاں سے انہیں نکالا گیا ہے قائم اور زندہ رکھنا ہے، تم خدا کے دین کو قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کو دنیا میں سربلند کرنے کی کوشش کرو، خدا تمہیں سربلند کر دیگا۔

"ذمی"

ایڈیٹر سول اینڈ ملٹری گزٹ کے نام ایک خط

از شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔اے

"پنڈت جواہر لال نہرو رئیس دولت حکومت الہند نے گاندھی جی کے جنم دن پر ایک تقریر کی تھی جس میں ہندو راج کے قیام کی سخت مذمت کی تھی ایڈیٹر سول ملٹری نے اس تقریر کی تائید کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ہندو راج کی طرح اسلامی حکومت کے خواب دیکھنا بھی تباہ کن ہوگا، مندرجہ ذیل خط اسی سلسلہ میں ایڈیٹر اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کو بزبان انگریزی لکھا گیا جو ۱۱ اکتوبر کے پرچہ میں شائع ہو چکا ہے" (ایڈیٹر)

"مکرمی

آپ نے اپنے اخبار کے شمارہ ۵ اکتوبر کے اداریہ میں پنڈت جواہر لال نہرو کی تقریر (جو انہوں نے گاندھی جی کے جنم دن پر کی) کی تائید کی ہے جس میں انہوں نے ایک ہندو ریاست کے تصور کے متعلق کہا ہے کہ "ایسا خیال نہ صرف بیہودہ اور رجعت پسندانہ ہے بالکل اپنی فطرت کے اعتبار سے فسطائیہ بھی ہے" اور آپ کی اپنی رائے میں کسی ہندو یا اسلامی ریاست کی تشکیل محض تباہ کن ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے آپ نے پاکستان میں اسلامی ریاست کے تصور کو ہندو ریاست کے تصور میں خلط ملط کر دیا ہے، جو پنڈت نہرو کے الفاظ میں "ایسی ریاست ہے جس میں ایک فرقہ کے سوا حکومت کے ..... دروازے باقی تمام فرقوں پر بند رہیں" اس کے برعکس اسلامی ریاست .... کی اساس دوسرے فرقوں سے نفرت و تعصب پر استوار نہیں کی گئی۔

حقیقتاً اگر پاکستان کا آئین اسلامی اصولوں پر ترتیب دیا جائے کہ تمام انسان برادری اور مکمل مساوات میں پروئے ہوئے ہیں تو اس کا ایک فسطائی ریاست بن جانے کا کوئی خطرہ نہیں۔ یہ کسی حال میں بھی اقلیتوں کے لئے موجب اضطراب نہیں ہو سکتی، ان کا مذہب، تمدن، زندگی اور املاک ایک مسلمان حکومت کے تحت محفوظ ہونگے۔

یہ صحیح اسلامی آئین کے فقدان کا باعث ہے کہ حالیہ فسادات نے مغربی پنجاب کو اپنی آماجگاہ بنا لیا ہے۔

محمد مصطفےٰ صلعم نے نہایت واضح اور زور دار الفاظ میں کہا ہے کہ غیر مسلمان کی زندگی اور جائیداد اتنی ہی مقدس ہے جتنی مسلمانوں کی اپنی" اور کہ "جو مسلمان کسی ذمی (وہ غیر مسلم جو اسلامی ریاست کے ماتحت رہے) کو قتل کرے" وہ جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا"

قرآن مجید کی رو سے مسلمان کو نیکی کے کام میں تعاون اور نفاق۔ بدی و بغاوت سے اجتناب کی تلقین ہے۔ (۵:۲)

نبی کریم صلعم نے فرمایا تھا کہ "وہ جو ظلم و استبداد میں اپنے قبیلہ کا ساتھ دے یا جور و تشدد کے لئے امداد طلب کرے یا بے انصافی کے تفاذ میں مارا جائے وہ ہم میں سے نہیں"

یہی وجہ ہے کہ ایک اسلامی ریاست تمام فرقوں کے لئے سودمند ہے یہ خصائص ترقی یافتہ اور جدید قوموں کی محفل میں قصہ پارینہ نہیں ہو سکتے۔

انگریز قوم۔ عیسائیت کو بدلے ہوئے سیاسی ماحول سے مطابقت نہ دے سکی اسی لئے اسے مذہب کو سیاست سے الگ کرنا پڑا۔ اس تلخ تجربہ اور [illegible] نے انہیں اس بات کا یقین دلا دیا کہ کوئی مذہب بھی ایک تنومند ریاست کی اساس نہیں بن سکتا۔ ایس۔ ایم۔ طفیل۔ ایم۔ اے۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

مظلوم مہاجرین

اور

خواتین سلسلہ احمدیہ سے اپیل

بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے

معزز خواہران۔ آپ جانتی ہیں کہ ہر سال ہمارے سالانہ جلسے کے ساتھ ایک "دستکاری" کی نمائش ہوتی ہے جس کی آمد اشاعت اسلام میں دی جاتی ہے۔

اس وقت مسلمان قوم جس نازک دور سے گزر رہی ہے اور جو دردانگیز واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے دن رات ہیں ان کے پیش نظر میں اپنی بہنوں اور بچیوں سے یہ اپیل کرتی ہوں کہ وہ اون لیکر زنانہ مردانہ اور بچوں کی مختلف سائز کی سویٹریں بنیں اور جلد از جلد بطور دستکاری مجھے بھیجدیں تاکہ وہ غریب مہاجرین میں تقسیم کر دی جائیں۔ یہی اس سال کی دستکاری سمجھی جائے گی۔

اول جو بہنیں بننا جانتی ہیں وہ اون کی سویٹریں بُن دیں بغیر باہوں کی ہوں تو بہتر ہے، ہر سائز کی ہوں۔ اون خواہ معمولی قیمت کا ہو مگر موٹی سلائی سے بُنا جائے تاکہ نرم رہے، ہر سائز کی سویٹریں ہوں۔

دوم۔ جو بُننا نہیں جانتیں وہ بچوں کے لئے چھوٹی بڑی مختلف سائز کی دلائیاں بنا دیں معمولی کپڑے کی ہوں اور روئی بھروا دیں۔

یا کپڑے کی ویسکوٹ بنا کر اس میں روئی بھروا دیں جس کو بندی یا سینہ بند کہتے ہیں یعنی روئی دار واسکٹ۔

جس قدر جلد ممکن ہو یہ اپنی اپنی دستکاری ارسال فرما دیں، کہ سردی شروع ہو گئی ہے اور ہزارہا مسلمان بچوں کا بغیر کپڑے کے ہلاک ہو جانے کا خطرہ ہے اگر گرم کپڑے سی کر بھیجدیں تو وہ بھی شکریے سے قبول کئے جائیں گے مجھے امید ہے کہ ممبران دستکاری جلد از جلد اس طرف توجہ کر کے عنداللہ ماجور ہوں گی۔ یہ وہ مدد ہے جو ہم گھر بیٹھے ان بیکس مظلوم مہاجرین کی کر سکتی ہیں۔ اور دستکاری کی نمائش کی جگہ اس سال یہی کام کیا جائیگا۔

بیگم محمد علی

آہ! مولوی مصطفےٰ خاں

اخبار کی کاپیاں پریس جا رہی تھیں کہ معلوم ہوا کہ جماعت کے مکرم و محترم دوست مولوی مصطفےٰ خانصاحب بی اے بقضائے الٰہی فوت ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون (مفصل آئندہ)

مولوی عبدالرحمن صاحب جالندھری کے متعلق

ان کے فرزند حبیب الرحمن صاحب کراچی چھاؤنی سے لکھتے ہیں کہ بوجہ فسادات دہلی میں کہیں پھنسے ہوئے ہیں اور کوئی پتہ نہیں کہ کہاں ہیں ان کے لئے دعا کی [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار
ارگن
پیغامِ صلح
ایڈیٹر
دوست محمد
اسسٹنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات
۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۳۵ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۲ جمادی الاول ۱۳۶۶ھ ۔ ۲۶ مارچ ۱۹۴۷ء | نمبر ۱۲

درِّ ثمین

(۱) وعن لقیط بن صبرۃ قال قلت یا رسول اللہ ان لی امراۃ فی لسانہا شیئ یعنی البذاء قال طلقہا قلت ان لی منہا ولدًا ولہا صحبۃ قال فمرہا یقول عظہا فان یك فیہا خیر فستقبل ولا تضربن ظعینتك ضربك امیتك رواہ داود۔

ترجمہ۔ لقیط بن صبرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلعم سے عرض کی کہ میری بیوی کی زبان میں کچھ ہے یعنی زبان دراز ہے حضور نے فرمایا (ایسی زبان دراز عورت کو) طلاق دے دو میں نے عرض کیا کہ ہمارے بچے ہیں اور وہ لمبے عرصہ سے میری رفیقہ حیات ہے حضور نے فرمایا اسے حکم کرو (کہ زبان درازی چھوڑ دے اور یہ حکم) احسن طور پر وعظ کے رنگ میں ہو۔ اگر اس میں صلاحیت ہوگی تو اس نصیحت کو قبول کرے گی۔ اپنی بیوی کو لونڈی کی طرح مت مارو (حضور نے لونڈیوں کو مارنے سے بھی منع فرمایا ہے) مشکوٰۃ کتاب النکاح باب عشرۃ النساء وغیرہ)

(۲) وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من خبب امرءۃ علی زوجہا او عبدا سیدہ رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ ایضاً)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایسا شخص جو بد دل کرے عورت کو اپنے خاوند سے (یعنی دانیوں سے) اور غلام (ملازم) کو اپنے آقا سے وہ ہم میں سے نہیں (شوہروں کو بالخصوص ایسے فتنہ پرداز لوگوں سے بچنا چاہیئے جو ان کی زندگی کو دانستہ تباہ کرنا چاہتے ہیں)

(۳) وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من اکمل المومنین ایمانا احسنہم خلقا و الطفہم باھلہ۔ رواہ الترمذی مشکوٰۃ ایضاً۔

عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً مومنوں میں سے وہی کامل ترین ایمان والا ہے جو اپنے اہل کے ساتھ نہایت خوش خلقی اور لطف و کرم سے برتاؤ کرے۔

(۴) وعن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اربع من اعطیہن فقد اعطی خیر الدنیا والاخرۃ قلب شاکر ولسان ذاکر وبدن علی البلاء صابر وزوجۃ لا تبغیہ خونا فی نفسہا ولا مالہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ ایضاً۔

ابن عباس سے روایت ہے کہا فرمایا رسول کریم صلعم نے کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جو شخص ان سے نوازا گیا اسے دنیا و آخرۃ کا خزانہ مل گیا (اور وہ یہ ہیں) دل شکر کرنے والا۔ زبان ذکر الٰہی کرنے والی (اعلائے کلمۃ اللہ کرنے والی) بدن بلاؤں پر صبر کرنے والا۔ اور بیوی نہ خیانت کرنے والی اپنے خاوند کی اپنے نفس کے متعلق اور اس کے (خاوند کے) مال کے معاملہ میں

غلام قادر عفی عنہ

خلاف کتابت کرنے ۔ [illegible] کا حوالہ دیں ۔ منیجر

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دُعا کی ماہیت و استجابت

معجزات کرامات دعاؤں ہی کا نتیجہ ہیں

دعا کی ماہیت یہ ہی کہ ایک سعید بندہ اور اسکے رب میں ایک تعلق مجاذبہ ہے یعنے پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچکر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کیساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے۔ کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں جب اس کی روح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوت جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے تب اللہ جلشانہ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں۔ جو اس مطلب کے حاصل ہونیکے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کے لئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کے لئے ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور اگر قحط کے لئے بد دعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی باذنہ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں بلکہ اعجاز کے بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں۔ یا جو کچھ کہ اولیائے کرام ان دنوں تک عجائب کرامات

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا
ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
دوست محمد

جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق ۔

جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۹ ر رجب ۱۳۶۶ھ م ۔ ۱۱ ر جون ۱۹۴۷ء | نمبر ۲۲

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

درثمین

(۱) عن عبد اللہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نزلت بہ فاقۃ فانزلھا بالناس لم تسد فاقتہ ومن نزلت بہ فاقۃ فانزلھا باللہ فیوشک اللہ لہ برزق عاجل او اجل ھذا حدیث حسن صحیح غریب ۔

عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول کریم صلعم نے جس شخص کو تنگی پہنچی اور اس نے اسے لوگوں سے بیان کیا تو اس کی تنگدستی بند (دور) نہیں ہوتی اور جس کو تنگی پہنچی اور اس نے اسے اللہ تعالیٰ ہی سے ..... بیان کیا (توبہ و استغفار میں لگ گیا) یقیناً اللہ تعالیٰ اسے جلد یا بدیر رزق (حسنہ) نصیب فرمائیگا (ترمذی ابواب الزہد)

(۲) عن عبد اللہ بن قیس ان اعرابیا قال یا رسول اللہ من خیر الناس قال من طال عمرہ وحسن عملہ (ترمذی ایضاً)

عبد اللہ بن قیس سے روایت ہے کہا کہ ایک اعرابی نے رسول کریم صلعم سے کہا یا رسول اللہ سب لوگوں میں کون بہتر ہے حضورؐ نے فرمایا جس کی عمر بڑی ہو اور عمل نیک ہوں ۔

(۳) عن ابن عمر قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببعض جسدی قال کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل وعد نفسک من اھل القبور فقال لی ابن عمر اذا اصبحت فلا تحدث نفسک بالمساء واذا امسیت فلا تحدث نفسک بالصباح وخذ من صحتک قبل سقمک ومن حیاتک قبل موتک فانک لا تدری یا عبد اللہ ما اسمک غدا (ترمذی ایضاً)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہا رسول کریم صلعم نے میرے بعض (حصہ) جسم (یعنی کاندھے) کو پکڑ کر فرمایا دنیا میں اس طرح گذر کر گویا کہ تو غریب ہے یا مسافر اور اپنے نفس کو اہل قبور سے شمار کر اور حضورؐ نے فرمایا اے ابن عمر جب تو صبح اٹھے تو اپنے نفس سے شام کا ذکر مت کر اور جب شام کرے (یعنی رات کو بستر پر لیٹے) تو اپنے نفس سے صبح کا ذکر مت کر اور پکڑ اپنی صحت کو پہلے اپنی بیماری کے اور زندگی کو پہلے اپنی موت کے یعنی زندگی اور صحت میں آخرت کے لئے سرمایہ اکٹھا کر کیونکہ اے عبد اللہ تو نہیں جانتا کہ کل تیرا کیا نام ہوگا یعنی زندہ یا مردہ عاصی یا مطیع ۔ (غلام قادر)

پیغامِ صلح کی مفت تقسیم

حضرت مسیح موعودؑ کے رسالہ پیغام صلح کا انگریزی ترجمہ (Message of Peace) شائع ہو چکا ہے اور ان لوگوں کو بھیجا جا رہا ہے جن کے پتے دفتر میں موصول ہو چکے ہیں۔ احباب جماعت انگریزی جاننے والے ہندو اور سکھ صاحبان کے مزید پتے دفتر کو بھجوا دیں تاکہ یہ صلح کا پیغام ان تک پہنچایا جائے۔ یہ رسالہ اردو میں بھی زیر طبع ہے اور عنقریب تک چھپ جائے گا۔ اور اردو جاننے والے دوستوں کو بھی بھیجا جا سکیگا۔

پتہ تحریر کرتے وقت یہ وضاحت ضرور کریں کہ ان کو رسالہ اردو میں بھیجا جائے یا انگریزی میں ۔ (جائنٹ سیکرٹری)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دس شرائط بیعت

۱۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

۲۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

۳۔ یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔

۴۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح۔

۵۔ یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

۶۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

۷۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

۸۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

۹۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔

۱۰۔ اس عاجز[1] سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

[1] حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

کہ ان سب تحریکات نے کانگرس کے لئے خام مواد کا کام دیا چنانچہ اس وقت سے انڈین نیشنل کانگرس کا مزاج خالص ہندو ہے جس میں کسی اور تصور کی سمائی نہیں، رفتہ رفتہ مذکورہ تحریکات میں منظر میں جانا شروع ہو جاتی ہیں۔ کانگرس کا یہی مزاج تھا جس نے سر سید احمد کو یہ کہنے پر مجبور کیا کہ مسلمان اس سیاسی تحریک سے علیحدہ رہیں سنہ ۱۹۱۶ء کے لکھنؤ پیکٹ میں کانگرس نے نہایت وضاحت کیساتھ اس بات کو تسلیم کیا کہ وہ ہندوؤں کی ایک منظم سیاسی جماعت ہے اور مسلمان سیاسی اعتبار سے مختلف قوم کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی نمایندہ جماعت مسلم لیگ ہے چنانچہ مسلمانوں کو کانگرس کی عصبیت اور غیریت کا ہمیشہ احساس رہا اور آل انڈیا مسلم لیگ کا وجود اسی احساس کا نتیجہ ہے جو ہندو ذہنیت اور ہندو تعصب کے شراروں سے پل کر جوان ہوتی رہی اور سنہ ۱۹۴۰ء کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کی واحد نمایندہ سیاسی اور ثقافتی جماعت بن گئی اور مسلم لیگ سے قائد کی معاملہ فہمی، دور بینی اور تدبر سے کانگریس کی فسوں کاری ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔

ہندو مسلم اتحاد کا خواب پریشان

سنہ ۱۹۱۴ء تک مسلمانوں میں کوئی غیر معمولی سیاسی تحریک اور سیاسی بیداری پیدا نہیں ہوئی تھی لیکن پہلی جنگ عظیم کا آغاز ہوا تو ملک کی سب جماعتوں کی توجہ کو اپنی طرف جذب کر لیا۔ جنگ نے ہندوستانیوں میں آزادی کے حصول کے لئے ایک بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا اور اسی جذبہ نے عدم تعاون اور تحریک خلافت کی شکل اختیار کی۔ کانگرس آہستہ آہستہ چھوڑ کر عوامی تحریک بن کر نمودار ہوئی ہندوؤں اور مسلمانوں نے متحد ہو کر نوکر شاہی کے خلاف متحدہ محاذ قائم کیا۔ کانگرس اور خلافت کمیٹی کے سالانہ اجتماع ایک ہی جگہ ہونے لگے اور دسمبر سنہ ۱۹۲۱ء میں احمد آباد کے مقام پر کانگرس اور خلافت کا مشترکہ اجلاس ایک اہتمام اور شان سے منعقد ہوا ہندو مسلم اتحاد کی یہ تحریک عارضی طور پر نہایت تسلی بخش رہی اور متحدہ محاذ بھی بہت کامیاب رہا۔ جیلیں سیاسی قیدیوں سے بھر گئیں سنہ ۱۹۲۲ء میں گاندھی جی بھی جیل میں پہنچ گئے دو سال بعد جب وہ جیل سے باہر آئے تو ہندوستان کا ماحول بالکل بدل چکا تھا۔ سیاسی میدان پنڈت مدن موہن مالویہ اور ہندو مہاسبھا کے ہاتھ میں تھا اور ساری فضا شدھی سنگھٹن اور ہندو راج کے نعروں سے گونج رہی تھی، متحدہ قومیت کے پرخچے اڑ چکے تھے اور ہندو مسلم اتحاد ایک خواب پریشان ہو کر رہ گیا تھا۔

اور ہندو کی حقیقی اجتماعی اور عمرانی ذہنیت بالکل بے نقاب ہو چکی تھی۔ اس نازک دور میں بھی احمدیت نے فتنۂ ارتداد کو روکنے کے لئے جو کوششیں کیں وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں سنہ ۱۹۲۱ء تا سنہ ۱۹۲۷ء تک کا زمانہ مذہبی ہیجان اور فرقہ وارانہ فسادات کا زمانہ ہے اس دور میں مسلمان عوام اور مسلمان عوام جن کو کانگرس یا گاندھی جی کے فلسفۂ عدم تشدد کے باعث کچھ حسن ظنی پیدا ہو گئی تھی وہ بدظن ہو کر کانگرس سے علیحدہ ہو گئے اور چند بھاڑے کے ٹٹو کانگرس کے ساتھ رہ گئے یہ زمانہ مسلمانوں کے لئے بہت صبر آزما اور تکلیف دہ زمانہ تھا تحریک خلافت ختم ہو چکی تھی اور مسلم لیگ ابھی عوام کی تحریک نہیں بنی تھی صرف طبقۂ امراء کے دماغی تعیش کا ایک ذریعہ تھی مسلمانوں میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ ہندو ازم کے جارحانہ اقدامات کا جواب دے سکیں، مہاسبھائی لیڈر اپنی پوری قوت کے ساتھ یہ نعرے لگا رہے تھے۔

"ہندوستان ہندوؤں کا ہے مسلمان صرف مہمان ہیں اس لئے انہیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ مہمان دوسروں کے گھر ... جا کر کیسے رہتے ہیں"

ہندو قوم کے علمبرداروں کی یہ تقریریں اور شدھی کا مطلب صرف یہ تھا کہ مسلمان اس ملک میں غلام اور رعایا بن کر رہیں گے اور ان کی زندگی ہمیشہ ہندوؤں کے رحم و کرم پر موقوف ہو گی۔ ہندوؤں کے اس طرز عمل سے بالکل واضح ہو چکا تھا کہ اس ملک میں دو قومیں آباد ہیں جو مذہب، ثقافت اور روایات کے لحاظ سے بالکل مختلف ہیں۔ چنانچہ خود ہندو لیڈر اس بات کو تسلیم کر چکے تھے کہ ہندو اور مسلمان دو علیحدہ قومیں ہیں جن کی تمام نمایاں خصوصیات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

دو قوموں کے نظریہ کا منبع

سو دو قوموں کے نظریہ کا منبع خود ہندو قوم ہے اس کی عصبیت اور نسلیت پرست ذہنیت ہے۔ رانا سانگا، رانا پرتاپ، سیواجی، گورو گوبند سنگھ، آریہ سماج اور ہندو مہاسبھا سب اسی عصبیت اور مزاج عقلی کے عمرانی سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں، مسلمان نے ہمیشہ کوشش کی کہ جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے وہ ہندوؤں سے مل جل کر زندگی بسر کرے لیکن پے در پے تلخ تجربات نے مسلمان کو یہ خیال کرنے پر مجبور کر دیا کہ ہندو اور مسلمان درحقیقت دو قومیں ہیں۔

دو قومیں

مسلمانوں کی رواداری، محبت اور رفق و ملائمت کے باوجود ہندو اور مسلمان ایک قوم ہو کر زندگی بسر نہیں کر سکے اور متحدہ قومیت کا خواب محض کسی دیوانے کا خواب ہو کر رہ گیا ایک طویل عرصہ ایک نہیں کر سکا اور نہ وہ کبھی متحد ہو کر زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ ان دونوں قوموں کے مذاہب جدا ہیں جن کے بنیادی تصور ایک دوسرے سے مختلف ہیں ایک قوم موحد ہے تو دوسری مشرک، ایک قوم مساوات نسل انسانی کو بطور اصول کے مانتی ہے تو دوسری ذات پات کو اپنے سماج کی بنیاد سمجھتی ہے۔ ایک گائے کو بطور خوراک استعمال کرتی ہے تو دوسری گائے کی پرستش کرتی ہے .... ان دونوں کی تاریخ، روایات اور فلسفۂ حیات ایک دوسرے سے مختلف ہیں ان کے ہیرو ایک دوسرے سے مختلف ہیں، ریاست کی تفہیم میں اختلاف ہے جمہوریت اسلام کی نمایاں خصوصیت ہے، قبائلی تفوق ہندو ازم کی روح رواں ہے اسلام دولت کی مساوی تقسیم کی طرف مائل ہے ہندو ازم سود اور سرمایہ داری کا حامی ہے ان دونوں کے وراثت کے اصول میں اختلاف ہے، تہذیب تمدن میں شدید اختلافات ہیں ان دونوں قوموں کی رسوم، عادات، نشست و برخاست طرز رہائش اور معاشرت کلیۃً ایک دوسرے سے مختلف ہیں اتنے اختلافات کو رکھتے ہوئے یہ قومیں کیسے ایک بات ایک رابطی اور ایک متحدہ معاشی اور تمدنی نظام کے ماتحت رہ سکتی تھیں ..... ان اختلافات کا لازمی نتیجہ وہی ہوا جو منطقی طور پر ہونا چاہئے تھا یعنی یہ دو قومیں دو مقتدر ریاستوں میں بٹ کر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئیں۔

قطعی رجحانات کی ابتدا

اس قطعی سیاسی رجحان کی ابتدا سنہ ۱۹۳۰ء سے ہوتی ہے مسلمان اس بات کو اچھی طرح سمجھ جاتا ہے کہ قریباً نصف صدی سے کانگرس جس نیشنلزم اور اکھنڈ ہندوستان کے تصور کو پیش کر رہی ہے اس کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جمہوریت کے پردہ میں ہندوستان میں ہندو راج کی بنیادوں کو مضبوط کیا جائے اور ہندو اکثریت کو دائمی طور پر مسلم اقلیت پر مسلط کر دیا جائے اور ہندو کلچر اور تمدن کے اثر سے مسلمانوں کے تمدن اور مذہب کو بالکل نابود کر دیا جائے اور انہیں ذات پات کی قیود میں جکڑ کر اچھوتوں کے درجہ تک پہنچا دیا جائے اس لحاظ سے کانگرس ہندو مہاسبھا سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اس حقیقت نے مسلمان مفکرین اور سیاستدانوں کو بھی شدت سے متاثر کیا سنہ ۱۹۳۰ء میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس الٰہ آباد میں منعقد ہوا۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اپنے صدارتی خطبہ میں ایک مقتدر اسلامی ریاست کا تصور پیش کیا، یہ تصور ہی بعد میں پاکستان کا سنگ بنیاد بنا اور اس سے ہندی مسلمان کے سیاسی فکر کا رخ بالکل تبدیل ہو گیا۔

مسلم لیگ عروج سے قبل

مسلمان قوم کے میلان میں ایک قسم کی انفرادیت پیدا ہوتی چلی گئی اور اس میلان سے سنہ ۱۹۳۰ء سے لیکر سنہ ۱۹۴۰ء تک مسلمانوں کی ایک عوامی تحریک کے لئے فضا بالکل سازگار ہو گئی۔ گول میز کانفرنس کے تلخ تجربات اور خود ہندو ذہنیت کے خود غرضانہ اظہار نے مسلمان لیڈروں کو بہت متاثر کیا اور ان پر اچھی طرح واضح ہو گیا کہ کانگرس درحقیقت ایک نیشنل تنظیم نہیں بلکہ خالص ہندو تنظیم ہے چنانچہ سنہ ۱۹۳۷ء میں جب کانگریس کے ہاتھ میں چھ ہندو صوبوں کی عنان حکومت آئی تو اس تیارے سے کانگرس کا ہندو مزاج بالکل نمایاں ہو گیا ان مذکورہ صوبوں میں مسلمان اقلیتوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اس کی داستان نہایت المناک ہے

مسلم قوم کے سیاسی میلان اور ہندو ذہنیت کی افتاد کے تصادم کا آخری نتیجہ سنہ ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کی قرارداد پاکستان کی صورت میں رونما ہوا جو اسلامی سیاست میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے

سنہ ۱۹۴۰ء کے بعد سے مسلم لیگ مسلمانوں کی ایک عوامی جماعت بن جاتی ہے اور ہندوستان کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک مسلمان قوم کی غالب اکثریت پاکستان کے نصب العین پر متحد ہو کر اس کے لئے نہایت مخلصانہ جد و جہد شروع کر دیتی ہے اور نہایت برق رفتاری کے ساتھ یہ عوامی تحریک قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح کی قیادت میں مختلف مراحل سے گذرتی ہوئی درجۂ کمال پر پہنچی۔ اس مقالہ میں روشنی ڈالنے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ مضمون کا موضوع صرف تحریک پاکستان کے تاریخی پس منظر کو بیان کرنا ہے۔ سنہ ۱۹۴۷ء میں اپنے نصب العین یعنی تقسیم ہندوستان یا پاکستان کو حاصل کر لینا یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے بلکہ معجزہ ہے کہ ایسے ناسازگار حالات میں اور ایک قوم کی مسلسل صدیوں پرانی ہندوانہ اسلام دشمنی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ہندوستان میں مقتدر اسلامی ریاست کے قیام کے لئے ماحول پیدا کر دیا۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس مقتدر ریاست کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عنایت فرمائے اور انہیں سمجھ عطا فرمائے کہ وہ تعمیری دور کے تقاضوں سے باخبر ہو کر نہایت مخلصانہ جد و جہد کریں آمین۔

مہاجرین ریلیف فنڈ

تا ۱۰ر اکتوبر ۱۹۴۷ء

نام	رقم
معرفت جناب عبدالحی صاحب ڈاڈر (ہزارہ)	۳۵۰
بیکان جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب نندی کوتل	۲۰
جناب اللہ داد خاں صاحب نینی تال	۱
جناب محمد رشید صاحب فیروزپور شہر	۱
جناب مولوی عبدالحی صاحب ودبار تھی لاہور	۱۵
جناب چوہدری یوسف علی صاحب لاہور	۵
خان بہادر جناب مرزا غلام ہمدانی صاحب پشاور	۲۰۰
جناب محمد اشرف علی صاحب لاہور چھاؤنی	۵
جناب ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب گھوڑا گلی	۷۰
جناب میاں غلام عباس صاحب، لاہور	۱۰۴
حضرت مولوی عزیز بخش صاحب	۱
جناب ایم عبدالباسط صاحب حیدرآباد دکن	۳۰
جناب چوہدری عبدالحق صاحب لاہور	۲
جماعت سیالکوٹ معرفت سید محمد حسین شاہ صاحب سیالکوٹ	۹
جناب شیخ انعام اللہ صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	۵۰
جناب شیخ احمد علی صاحب سندھ	۵
جناب انعام اللہ صاحب سالاری۔ چمن	۱
جناب شیخ عبدالعزیز صاحب بہاول نگر	۲
جناب ڈاکٹر این اکبر خاں صاحب مٹکیانہ	۲۵
جناب شیخ محمد بخش صاحب شملہ	۱۵
جناب مستری چراغدین صاحب چیچہ وطنی	۴
جناب صاحبزادہ عبدالرب صاحب نارتوست	۱۰
جناب شیخ عبدالرحمان صاحب بریال ادھم پور	۲ — ۷
جماعت وزیرآباد معرفت شیخ عبیداللہ صاحب وزیرآباد	۱۱
جناب میاں غلام رسول صاحب جھنگ	۵۰
جناب شیخ نورالٰہی صاحب معرفت حضرت امیر قوم	۱۰۰
جناب میاں محمد افضل صاحب معرفت ″	۵۰
جماعت تیلانگ معرفت جناب ڈاکٹر خادم رحمانی صاحب	۴
جناب محمد شریف صاحب ٹیہوزی معرفت حضرت امیر قوم	۲
جناب والدہ صاحبہ محمد فاروق احمد صاحب معرفت حضرت امیر قوم	۳
جناب فاروق احمد صاحب معرفت حضرت امیر قوم	۵
جناب والدہ صاحبہ محمد احمد صاحب معرفت حضرت امیر قوم	۲۰۰
جماعت پشاور معرفت عبداللطیف صاحب پشاور	۲۹۱
جماعت کوہ مری معرفت ڈاکٹر ملک نذیر احمد صاحب	۱۰۰
معرفت شیخ محمد حسین صاحب لاہور	۱
جناب والدہ صاحبہ شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے (لاہور)	۱۰۰
جناب ہمشیرہ صاحبہ شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے	۴۰
جناب شیخ محمد شریف صاحب لائل پور	۵
جناب چوہدری نظام الدین صاحب چک ۲/۴ اوکاڑہ	۲۵۰
جناب پروفیسر عبدالرحمٰن صاحب لاہور	۵۰
جناب اہلیہ صاحبہ پروفیسر عبدالرحمان صاحب لاہور	۵۰
جناب شیخ انعام اللہ صاحب	۵۰
اہلیہ صاحبہ جناب شیخ انعام اللہ صاحب	۱۰
جناب اہلیہ صاحبہ شیخ حفیظ اللہ صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	۴۰
جناب شیخ حفیظ اللہ صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	۲۰
جناب افتخار احمد صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	۵
جناب فاروق احمد صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	۵
جناب اشفاق احمد صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	۵
جناب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب لاہور	۱۵

قادیان کے حالات

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے ۱۱ر اکتوبر کے [illegible] قادیان میں خونریز جنگ [illegible] سے ایک مضمون لکھا [illegible] کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ کم [illegible] ملٹری نے قادیان میں کنوا[illegible] کی ممانعت کر دی جس سے زیادہ تشویش پیدا ہو گئی اس کے دوسرے تیسرے دن ایک ملٹری گاڑی میں بعض لوگ آئے جن سے معلوم ہوا کہ وہاں کرفیو لگا کر نئی اور پرانی آبادیوں پر خطرناک حملے کئے گئے پہلے پرانی آبادی پر جس میں مرکزی دفاتر واقع ہیں حملہ کیا گیا، تھوڑی دیر بعد بیرونی محلوں پر بھی حملہ کیا گیا، اور یہ دونوں حملے سات گھنٹے تک جاری رہے، قادیان کی اندرونی اور بیرونی آبادیوں کا باہم یہ سمجھوتہ تھا کہ جب تک ایک خاص اشارہ نہ ہو کسی حلقہ کو باقاعدہ لڑائی کی اجازت نہیں لیکن جب پرانی آبادی پر حملہ ہوا تو وہ اپنے دفاع میں لگے رہے اور بیرونی پر حملہ کا انہیں علم نہ ہوا اور کوئی اشارہ انہیں نہ دیا جا سکا سات گھنٹہ کی لڑائی کے بعد جب مرکزی محلہ پر زور بڑھا تو اس کی حفاظت کے لئے معین اشارہ کیا گیا مگر اس وقت تک بہت سے بیرونی محلوں کو پولیس اور ایک حد تک ملٹری کے حملے صاف کروا چکے تھے، حملہ آوروں کی بہادری کا یہ حال تھا کہ سات گھنٹے کے حملہ کے بعد جب جوابی حملہ کا بگل بجایا گیا تو پانچ منٹ کے اندر اندر پولیس اور حملہ آور حقیقۃً بھاگ کر میدان خالی کر گئے، ان حملوں میں دو سو سے زیادہ آدمی مارے گئے لیکن انکی لاشیں جماعت کو اٹھانے نہیں دی گئیں تا ان کی تعداد کا بھی علم نہ ہو سکے اور ان کی شناخت بھی نہ ہو سکے بغیر جنازہ کے اور بغیر اسلامی احکام کی ادائیگی کے ظالم مشرقی پولیس کے ہاتھوں مختلف گڑھوں میں دبا دیئے گئے تاکہ دنیا کو اس ظلم کا اندازہ نہ ہو سکے جو اس دن قادیان میں مشرقی پنجاب کی پولیس نے کیا تھا مرنے والوں میں کچھ غیر احمدی بھی شامل تھے، ایک احمدی گریجوایٹ کو جو اپنے دروازہ پر کھڑا تھا گولی مار دی گئی اور اس کے تڑپتے ہوئے جسم پر سنگینیں مار مار کر اسے مار دیا، اس کے بعد بہت سے محلوں کو لوٹ لیا گیا۔

فوری ضرورت

انجمن کے لئے ایک محصل کی ضرورت ہے جو لاہور اور مضافات لاہور میں چندہ کی فراہمی کا کام کر سکے نوشت و خواند سے واقف ہو اور سائیکل چلانا جانتا ہو۔ تنخواہ کا فیصلہ زبانی یا بذریعہ خط و کتابت تمام درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہئیں:۔
جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نام	رقم
جناب شیخ یوسف احمد صاحب لاہور	۲۵
جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب لاہور	۵۰
جناب خواجہ نذیر احمد صاحب لاہور	۱۰۰
رشاعت لاہور سکول	۹۰
جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی لاہور	۵۰
جناب احمد ظفر صاحب خلف الرشید میاں ممتاز احمد صاحب لاہور	۱۰
جناب مرزا خلیل الرحمٰن صاحب، لاہور	۱۲۴
جناب عبدالرحمٰن صاحب ناظر انکم ٹیکس آفیسر ملتان	۵۰
جناب چوہدری محمد اسلم صاحب لاہور	۲۱ — ۸
جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب لاہور	۴
اہلیہ صاحبہ شیخ عبدالعزیز صاحب راولپنڈی	۵
جناب حاجی میاں عبداللہ صاحب معرفت حضرت امیر قوم	۱۰۰۰
حضرت مولانا صدرالدین صاحب لاہور	۷۰
جناب بابا غلام حسین صاحب مؤذن مسلم ٹاؤن لاہور	۵
جناب خان عبدالعزیز صاحب ملتان	۵۰
جناب مسٹر عبدالحمید صاحب نیازی پناہ گزین لاہور، معرفت جناب مولوی ذکاءاللہ صاحب لاہور	۲۰
پروفیسر عبدالرحمان صاحب، لاہور	۱۰

میزان تا ۱۰ر اکتوبر ۴۲۸۳ — ۴ — ۰

مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل لاہور

سکھ مذہب کے مقدس بانی گورو نانک دیو کا مذھبی نشان

قرآن ـــــ یا ـــــ کرپان

گورنر صاحب بہادر صوبہ جموں کی طرف سے بذریعہ منادی ایک اعلان شہر جموں میں مورخہ ۲۶ر بیساکھ سمت ۲۰۰۴ کرایا گیا تھا کہ اہل شہر جن کے پاس کسی قسم کے اوزار ہوں وہ ان اوزاروں کو حکومت کے پاس جمع کرا دیں۔ اس خواہش کی تعمیل میں تلاشیاں بھی ہوئیں۔ امن کو قائم رکھنے کے لئے یہ اعلان نہایت دانشمندانہ اور ضروری تھا اس اعلان میں یہ بھی واضح کیا گیا تھا۔ کہ قصاب اور سکھ حضرات اس اعلان سے بدیں وجہ مستثنےٰ ہیں کہ جو اوزار قصاب استعمال کرتے ہیں وہ ان کی روزانہ ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور رعایا میں سے سکھ طبقہ اس لئے مستثنےٰ ہے کہ کرپان ان کا مذھبی نشان ہے۔

ہم حکومت پر یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ایک پُرامن مذھبی جماعت ہے جس کا مرکز لاہور میں ہے جس جماعت کے بانی علیہ الرحمۃ کا اسم گرامی مرزا غلام احمد صاحب ہے اس جماعت کی شاخیں یورپ کے ممالک انگلستان، لنڈن۔ جرمن۔ فرانس آسٹریلیا۔ امریکہ وغیرہ اور ایشیا کے بڑے بڑے شہروں میں موجود ہیں۔ اس جماعت کا مقصد اولیٰ تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن ہے۔ جماعت ہذا کا امتیازی نشان امن اس طرح واضح ہو جاتا ہے کہ زمانہ جنگ میں بھی اس جماعت کے افراد بر متخاصم ملک کے اندر برابر اپنا کام کرتے رہے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں۔ جماعت ہذا کو چونکہ حکومت وقت کی سیاسی مصلحتوں سے کوئی سروکار نہیں۔ اس لئے اس کے کام میں کسی حکومت نے کسی وقت میں کسی طرح کی روکاوٹ نہیں ڈالی۔ کیونکہ ان کو اس بات کا یقین ہے کہ احمدیہ جماعت سیاسی کاموں سے بالا تر رہتے ہوئے اپنی سرگرمی کو صرف اپنے جائز مذھبی حقوق طلب کرنے تک محدود رکھتی ہے۔ حکومت وقت رعایا کے کسی گروہ کو اگر کسی مصلحت کے لئے کسی ایک چیز کی اجازت دے دیتی ہے اور رعایا کے دوسرے گروہ کو اجازت نہیں دیتی تو یہ اس کی اپنی مرضی پر منحصر ہے لیکن ہم بڑے ادب سے یہ امر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ جیسا کہ اعلان کیا گیا ہے کہ سکھوں کو اوزار رکھنے کی اس لئے اجازت بخشی گئی ہے کہ کرپان ان کا مذھبی نشان ہے جہاں تک جماعت احمدیہ کو مذاہب کے متعلق معلومات حاصل ہیں اور خاص کر سکھ مذھب کی چھان بین کرنے سے ہم جس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ یہ ہے کہ "کرپان سکھوں کے گورو نانک جی کا مذھبی نشان نہیں" اور نہ ہی اس نشان کے متعلق گورو گرنتھ صاحب میں جو کہ سکھوں کی مقدس مذہبی کتاب ہے اس کا کوئی ذکر موجود ہے اور نہ ہی اس مقدس مذہب کے بانی جناب گورو نانک علیہ الرحمۃ نے کرپان کا کبھی بطور مذھبی نشان استعمال کیا ہے۔ بلکہ اس کے برعکس جناب گورو نانک صاحب نے قرآن شریف کو گلے میں ہر وقت لٹکا کر بطور عقیدت استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ چولہ صاحب گورو نانک علیہ الرحمۃ (جو ڈیرہ گورو نانک میں موجود ہے) سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ اس چولہ کو ہر وقت زیب تن رکھتے تھے اور جس کے متعلق سکھ صاحبان کا عقیدہ ہے کہ یہ مبارک چولہ معظمہ میں گورو نانک جی کو آسمان سے کرتار نے اپنے ہاتھوں سے لکھ کر گورو جی کو دیا تھا۔ دوسری مقدس چیز جس کو گورو جی ہر وقت پاس رکھتے تھے اور جو پوتھی صاحب کے نام مشہور ہے وہ بھی ایک گوردوارہ میں موجود ہے جسے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ یہ قرآن شریف ہے۔ اور یہ وہی قرآن شریف ہے، جو آپ ہر وقت گلے میں آویزاں رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ گورو جی کی روزانہ زندگی کی طرز رہائش بھی مسلمان صوفیوں کی طرح تھی۔ چنانچہ جب آپ ملتان میں شاہ شمس تبریز کے روضہ پر چلہ کرنے کے لئے گئے .... تو اس وقت آپ نیلا بانا (لباس) پہنے ہوئے تھے اور بغل میں مصلیٰ اور ہاتھ میں لوٹا اور تسبیح لئے ہوئے تھے جو مسلمان صوفیوں کا پہناوا ہے۔ کسی مذہب کی صحیح حقیقت اس مذہب کے بانی کی روزانہ عملی زندگی سے پائی جاتی ہے یا اس کی تعلیم سے جو اس کی کتاب سے واضح ہوتی ہے۔ گورو نانک جی مہاراج نے جیسا کہ اوپر لکھ آئے ہیں کبھی بھی تلوار کو بطور مذھبی نشان استعمال نہیں کیا۔ بلکہ قرآن شریف اور چولہ صاحب کو بطور نشان استعمال کیا ہے جس سے ان کے خیالات مذھبی کا اظہار ہو رہا ہے۔

حکومت کا یہ بہت ہی مبارک خیال ہے کہ رعایا کی مذھبی روایات کی حکومت نے بطور احساس مذھبی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ اس لئے ہم بڑے ادب کے ساتھ حکومت کشمیر کو مہاراجہ بہادر کے اعلان کہ "ہمارا مذہب انصاف ہے" کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ قرآن شریف کے پارہ پانچ اور رکوع بارہ میں مسلمانوں کو خدا کی طرف سے اجازت دی گئی ہے کہ اگر وہ کسی قسم کا خطرہ محسوس کریں تو اپنی حفاظت خود اختیاری کے لئے اوزار استعمال کر سکتے ہیں۔

آیت شریف کا مطلب } ایسے ہی خطرہ کے وقت ایک حصہ جماعت کا تیرے ساتھ نماز پڑھے اور ایک حصہ ہتھیار سنبھالے اور حفاظت کرے۔ جب وہ نماز ادا کر لے تو دوسرا حصہ حفاظت کرے اور اوزار سنبھالے۔

اس لئے اگر حکومت کشمیر نے مذھبی احساس کی پاسداری کو نگاہ میں رکھتے ہوئے سکھوں کو کرپان رکھنے کی اجازت دی ہے حالانکہ نہ ہی اُن کی مذھبی کتاب گورو گرنتھ صاحب میں اور نہ ہی گورو نانک دیو کی زندگی میں اس کا کوئی پتہ چلتا ہے کہ کرپان سکھوں کا مذھبی نشان ہے۔ تو انصاف کا تقاضا ہے کہ حکومت مسلمانوں کو بھی اس مذھبی احساس داری کا لحاظ رکھتے ہوئے ایسے خطرناک موقع پر جبکہ امن کی فضا مکدر ہے اوزار اپنی حفاظت خود اختیاری کے لئے رکھنے کی اجازت عطا کرے کیونکہ مسلمانوں کی مقدس مذھبی کتاب قرآن شریف میں اس کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔ امید ہے کہ حکومت کشمیر انصاف کو کام میں لاتے ہوئے مسلمانوں کو حفاظت خود اختیاری کے لئے اوزار رکھنے کی اجازت دے گی۔ اور مہاراجہ بہادر کے اس اعلان کے "ہمارا مذہب انصاف ہے" کی تعمیل عملاً کر کے دکھائے گی۔

سکھ صاحبان سے ایک سوال } ہم یہ بات

بھی سکھ صاحبان کی خدمت میں بڑے ادب کے ساتھ گذارش کر کے سوال کرتے ہیں کہ:۔

(ا) کیا اس بات کی حقیقت کو واضح کیا جائیگا کہ تلوار سکھوں کا کیوں مذھبی نشان ہے۔

(ب) کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ سکھ مذہب بزور شمشیر پھیلایا جاتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ سکھ مذہب ایک جنگی مذہب ہے اور اس کو گورو نانک دیو کی اس محبت بھری تعلیم سے کچھ سروکار نہیں۔ جس کا پرچار وہ اپنی تمام عمر کرتے رہے۔

الداعی

جماعت احمدیہ جموں (کشمیر)

اخبار احمدیہ

ـــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ڈلہوزی پہنچ گئے ہیں۔ دوران سفر میں ان کی طبیعت ناساز رہی کچھ بخار کی شکایت بھی ہو گئی تھی۔ لیکن اب خدا کے فضل سے انہیں آرام ہے۔

ـــ شہزادہ حفیظ صاحبہ اپنی والدہ کو علاج کے لئے ڈیرہ دون لے گئی ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

ـــ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب انگلستان سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے اہل وعیال بخیریت ووکنگ پہنچ گئے ہیں۔

ـــ مولوی دوست محمد صاحب تا حال اپنے کام پر واپس نہیں آئے احباب ان کے لئے دعا فرمائیں۔

ـــ تادم تحریر احمدیہ جماعت لاہور کے احباب موجودہ فسادات میں بخیر و عافیت ہیں۔

ـــ فسادات کے پیش نظر مسلم ہائی سکول ابھی تو ۲ر جون سے بند کر دیا گیا ہے۔

سانحۂ ارتحال

نہایت افسوس سے تحریر کیا جاتا ہے کہ ہمارے محترم بزرگ حضرت مولینا مولوی صدرالدین صاحب کا نواسہ ۹ر اور ۱۰ر جون کی درمیانی شب کو بقضائے الٰہی فوت ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمیں اس صدمہ میں حضرت مولینا صاحب موصوف اور بچہ کے والد محترم جناب ایم حسن صاحب سپرنٹنڈنٹ انجنیئر اور دیگر اعزہ واقربا سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

جنازہ صبح کے وقت احمدیہ بلڈنگس میں پڑھا گیا جس میں اکثر احباب نے شرکت کی اور ۱۱ بجے کے قریب میانی قبرستان میں مرحوم کو سپرد خاک کیا گیا۔

ادارۂ تعلیم القرآن

جن احباب نے ادارہ تعلیم قرآن میں وعدے کئے ہوئے ہیں اور اب تک رقم ادا نہیں کی۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ براہ مہربانی اپنی موعودہ رقم یا اس کا ایک حصہ عنایت فرما کر مشکور فرمائیں اور بقایا یکمشت یا باقساط ادا کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ والسلام

مرتضیٰ خاں

اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

احمدیہ جماعت لاہور کے عقاید

۱۔ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید پر اور محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر ایمان لاتے ہیں۔

۲۔ ہم آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ با الفاظ بانی سلسلہ۔

"اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا" "جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسے بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" "میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلعم پر ختم ہوگئی ہے" "ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں"۔

۳۔ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب مانتے ہیں جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں نہ قیامت تک منسوخ ہوگا۔

۴۔ ہم آنحضرت صلعم کے بعد مجددین کا آنا مانتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ اس امت کے اولیاء سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرے گا رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء

۵۔ ہم تمام صحابہ کرام اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت کے مسلم بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے اور کسی صحابی یا امام یا محدث یا مجدد کی تکفیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں

۶۔ ہم ہر اس شخص کو جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے مسلمان سمجھتے ہیں خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔

۷۔ ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں نبی ہرگز نہیں مانتے ان کے اپنے الفاظ میں "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے" "میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" "اوران لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے"

۸۔ حضرت مرزا صاحب نے اسلام میں کسی علیحدہ فرقہ کی بنیاد نہیں رکھی بلکہ محض ایک ایسی جماعت تیار کرنے کے لئے بیعت لینی شروع کی جو حفاظت و اشاعت اسلام کرے۔ وفات مسیح کا مسئلہ اس جماعت کی بنیاد رکھنے سے دو سال بعد شروع ہوا جب آپ کو یہ اطلاع دی گئی کہ حیات مسیح کا عقیدہ خلاف قرآن ہے اور اشاعت اسلام کے رستے میں روک ہے۔ اور نزول مسیح سے مراد ایسے مجدد کا ظہور ہے جو حضرت عیسیٰ سے شدید مشابہت رکھتا ہو

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند ❊ مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

رہے عقاید سو بالفاظ بانی ہم ان سب عقاید پر ایمان رکھتے ہیں جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں۔

تبلیغ اسلام کا عظیم الشان کام

جماعت احمدیہ لاہور کے مقاصد۔ وحدت اسلام۔ اشاعت اسلام۔ اشاعت قرآن۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کی عزت کی حفاظت۔

جماعت احمدیہ لاہور کے کام۔ مختلف زبانوں میں تراجم کرنا۔ ہندوستان اور ممالک غیر میں اسلامی مشنوں کا قیام۔ اسلام پر مخالف حملوں کا دفاع۔ سیرت نبویؐ اور رسول اسلام پر کتب کی اشاعت۔ تبلیغ بذریعہ خط و کتابت۔ تبلیغ بذریعہ مفت تقسیم کتب۔

تراجم قرآن

	سن اشاعت
انگریزی ترجمۃ القرآن معہ ترجمہ و تفسیر از مولینا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور ..	۱۹۱۷ء
تفسیر بیان القرآن اردو۔ از مولینا محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور ..	۱۹۲۵ء
ترجمۃ القرآن انگریزی بلا متن ..	۱۹۲۹ء
ڈچ ترجمۃ القرآن معہ تفسیر و متن	۱۹۳۵ء
جرمن ترجمۃ القرآن۔ از مولینا صدر الدین صاحب مبلغ انگلستان و جرمنی ..	۱۹۴۰ء
تامل ترجمۃ القرآن۔ از الحاج داؤد شاہ صاحب بی اے۔ مدراس ..	(زیر طبع)
سندھی ترجمۃ القرآن معہ تفسیر۔ (۲۲ پاروں کا ترجمہ ہوچکا ہے) ..	(زیر تکمیل)
گورمکھی ترجمۃ القرآن معہ تفسیر از مولینا محمد یوسف صاحب گرنتھی ساکنہ (۲۷ پاروں کا ترجمہ ہوچکا ہے)	قریب الاختتام
اٹالوی ترجمۃ القرآن و تفسیر ..	(زیر تکمیل)

تبلیغ بلاد غیر

یورپ اور امریکہ میں تین اسلامی مشن کام کر رہے ہیں۔ فجی اور ہانگ کانگ میں مبلغین بھیجنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ خط و کتابت کے ذریعے سے تقریباً تمام یورپ میں اسلام کا کام جاری ہے۔ بیس سے زیادہ زبانوں میں اسلامی لٹریچر کا ترجمہ کرکے انہیں یورپ کے مختلف ممالک میں مفت پھیلایا جاچکا ہے۔ قرآن مجید اور سیرت نبوی کے انگریزی تراجم بڑی کثرت سے یورپ اور امریکہ کی لائبریریوں میں مفت بھیجے گئے اور لوگوں میں مفت تقسیم کئے گئے۔

تحریک احمدیت علمائے یورپ کی نظر میں

"تحریک احمدیت حقیقتاً اشاعت اسلام کی ایک سوسائٹی بن گئی ہے۔ اگرچہ پرانے خیال کے علماء اب تک اسے شک کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔"

(ہودرا اسلام صفحہ ۳۵۳)

"مسلمانوں میں فرقہ واری کی روح جو عام طور پر سرایت کرگئی ہے۔ اس میں ایک دلچسپ استثناء احمدی ہیں وہ صرف مذہبی اشاعت پر سارا زور صرف کرتے ہیں اور سیاسیات سے الگ رہتے ہیں ...... اس بارے میں موجودہ اسلام میں یہ ایک قابل ذکر گروہ ہے جس کے مقاصد محض تبلیغی ہیں .... ان کی زیادہ تر توجہ اس بات کی اشاعت پر مرکوز ہے کہ اسلام ہی صرف ایک مذہب ہے جو عقل اور فطرت کے مطابق ہے۔ یورپ میں عیسائیت کی نازک حالت سے انہیں بہت سا ایسا سامان مل جاتا ہے جس سے وہ اس مذہب کی عیب جوئی کرتے اور اسلام کی بہت تعریف کرتے ہیں۔" (مسلم ورلڈ جلد ۲ صفحہ ۱۷۰ پادری زویمر)

"اس کو اس کے ماحول سے الگ کرکے دیکھا جائے تو یہ تحریک صرف ایک زیادہ وسیع الخیال اسلام کے رنگ میں نظر آتی ہے اس خصوصیت کے ساتھ کہ اس میں اشاعت کی روح صاف دکھائی دیتی ہے" (اسلام ایٹ دی کراس روڈز صفحہ ۱۰۸)

"احمدیہ فرقہ کی تاریخ اس لئے بالکل مختلف ہے جو پنجاب میں پیدا ہوا اور ایک حد تک ان عیسائی پادریوں کی کارروائیوں کا ردعمل ہے۔ ...... اسلام میں صرف ایک ہی فرقہ ہونے کے لحاظ سے جس نے اسلام کو انگلستان میں پھیلانے کی کوشش کی ہے یہ خاص طور پر دلچسپ ہے" (اسلام ایٹ دی کراس روڈز صفحہ ۹۹ -- ۱۰۰)

"اس وقت احمدی جماعت دنیا میں سب سے زیادہ اشاعت اسلام کرنے والی ہے" (انڈین اسلام صفحہ ۲۱۷)

"احمدیت اس بات کا فیصلہ کرچکی ہے کہ پیغمبر کے کیریکٹر کو ہر ایک الزام سے پاک ثابت کرے" (انفلوئنس آف اسلام صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۰)

"اس کے مبلغ تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے عیسائی عقاید کے مقابلہ سے ذرا بھی مرعوب نہیں ہوتے" (ہودرا اسلام صفحہ ۸۸)

"یہاں سے مشرقی لوگوں میں ایک نئی طاقت پیدا ہوسکتی ہے جو اسلام کے موجودہ تنزل کو روک دے بلکہ اس کو ترقی کی صورت میں تبدیل کردے۔ اگر یورپ [illegible] اس وقت چل رہا ہے" (ہودرا اسلام صفحہ ۲۰۹)

"ان میں ایسا اخلاص اور جوش اور ایثار پایا جاتا ہے جو سچائی کے ساتھ قابل تعریف ہے باوجودیکہ وہ دق کرنے والے اور سخت جارحانہ حملے استعمال کرتے ہیں" پادری کریمر رسالہ مسلم ورلڈ جلد ۲۱)

"یورپ میں عیسائیت کی نازک حالت سے انہیں بہت سا ایسا سامان مل جاتا ہے جس سے وہ اس مذہب کی عیب جوئی کرتے اور اسلام کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ [illegible] میں وہ عیسائیت سے وہی سلوک کرتے ہیں جو [illegible] عیسائیت نے اسلام سے کیا ہے" (پادری کریمر مسلم ورلڈ ۱۹۳۱ صفحہ ۲۱۲)

"دوسری طرف یہاں ہم عیسائیت کے خلاف ایک نیا اور نہایت جارحانہ پروپیگنڈا پاتے ہیں جو کبھی دنیا میں پیدا ہوا ہو اور یہاں سے ایک عالمگیر نظام بیرونی مشنوں کا قائم کیا گیا ہے" (انڈین اسلام صفحہ ۲۲۹)

"اس قسم کی تحریکات جیسے احمدیت ہے اپنی مضبوط اخلاقی طاقتوں اور گہرے مذہبی خیالات کے ساتھ ایک خاص اثرات حدود سے آگے نکل کر ڈال رہی ہیں جو ابھی تک اسلام کی حدود بھی نہیں پھاندتیں" (ہودرا اسلام صفحہ ۳۰۹)

"اس تحریک کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اس نے موجودہ حالات کے مطابق ایک نیا علم کلام بھی پیدا کر دیا ہے جو اگرچہ ابھی تک مغربی دلائل کی اصطلاحات پر پورے طور پر قادر نہیں ہوا ہم ایسا نہیں کہ اپنی طرف توجہ کو نہ کھینچ سکے" (ہودرا اسلام صفحہ ۳۵۲)

"اسے اس بات کا یقین ہے کہ یہ مغربی اقوام کو اپیل کرسکتی ہے ایسی اپیل خواہ اس وقت بھی ایک حد تک کامیاب ہوچکی ہے اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہ کامیابی کوئی بڑی نہیں تو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ خود ہندوستان میں بھی جہاں اب مسلمان قوم اس کثرت سے ہے کہ دوسرے کسی ملک میں نہیں اشاعت اسلام کی ابتدا نہایت آہستہ ہوئی تھی"

(اسلام ایٹ دی کراس روڈز صفحہ ۱۰۸)

جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ۔ مورخہ ۸ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ - م - ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء | نمبر ۳۸

دُرِّ ثمین

عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لبلال عند صلوۃ الفجر یا بلال حدثنی بارجی عمل عملتہ فی الاسلام فانی سمعت دق نعلیک بین یدی فی الجنۃ قال ما عملت عملاً ارجی عندی انی لم اتطہر طہوراً فی ساعۃ لیل او نہار الا صلیت بذالک الطھور ما کتب لی ان اصلی۔

ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے بلال سے صبح کی نماز کے وقت فرمایا اے بلال مجھے بتا کہ سب سے امید کا کام جو تو نے اسلام میں کیا ہے کیا ہے۔ کیونکہ میں نے بہشت میں اپنے آگے تیری جوتی کی آواز سنی ہے، عرض کیا، اپنے نزدیک میں نے کوئی امید کا کام نہیں کیا ہاں رات یا دن کو جب کبھی وضو کر لیتا ہوں تو جو نماز پڑھنا میرے لئے مقدر ہوتا ہے اس وضو کے ساتھ پڑھ لیتا ہوں۔

نوٹ (از فضل الباری) ظاہر ہے کہ یہ رؤیا کا واقعہ ہے اس پر کئی قرائن ہیں اوّل نماز فجر کے وقت آپ کا یہ فرمانا کیونکہ آپ کی عادت تھی کہ نماز فجر کے وقت صحابہ کے خواب سنتے یا اپنا خواب بیان کرتے دوسرے مناقب عمر میں بھی بلال کے متعلق اسی قسم کا ذکر آتا ہے اور وہاں ہے رایتنی دخلت الجنۃ اور مسلم کی حدیث میں فانی سمعت کے بعد ہے اللیلۃ یعنی آج رات میں نے سنا جس سے معلوم ہوا کہ یہ خواب تھا جو آپ نے بیان فرمایا۔ تو خواب میں آپ نے ایسا دیکھا کہ جنت میں آپ بلال رضہ کے آگے چلنے کی آواز سن رہے ہیں جیسے دف نعل کہاہے یعنے جو آواز چلتے وقت جوتی سے پیدا ہوتی ہے۔ تو آپ نے بلال سے پوچھا کہ وہ کونسا نیک عمل ہے جو اس بشارت کو لایا ہے۔ اس پر حضرت بلال نے یہ جواب دیا۔ اور مراد نماز سے یہاں نفل ہے جیسے تحیۃ الوضو کہا جاتا ہے۔ گویا نبی کریم صلعم کو رؤیا میں یہ دکھایا گیا کہ بلال کس طرح اللہ کی طرف رجوع کرنے میں آگے بڑھتے ہیں۔ حضرت بلال کی یہ روحانی حالت نبی کریم صلعم کو رویا میں یوں دکھائی گئی کہ وہ جنت میں آگے آگے چل رہے ہیں۔

عن انس بن مالک قال دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا حبل ممدود بین الساریتین فقال ما ھذا الحبل قالوا ھذا حبل لزینب فاذا فترت تعلقت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا حلوہ لیصل احدکم نشاطہ فاذا فتر فلیقعد۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلعم آئے تو دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان رسّی تنی ہوئی ہے، فرمایا یہ رسّی کیسی ہے لوگوں نے کہا یہ رسّی زینب کی ہے جب تھک جاتی ہیں تو اس سے لگ جاتی ہیں۔ تو نبی صلعم نے فرمایا ایسا نہ ہونا چاہیئے اسے کھول دو تم میں سے کوئی جب تک دل لگے نماز پڑھا کرے جب تھک جائے تو بیٹھ جائے۔

نوٹ (از فضل الباری) عبادت کا جو مفہوم آپ سے پہلے لیا جاتا تھا آپ نے اسے بدل دیا اور بتا دیا کہ عبادت مشقت کا نام نہیں۔ بلکہ یہ روح کی ترقی کا سامان ہے۔ اور ظاہر ہے کہ روح کی ترقی کا موجب وہی عبادت ہو سکتی ہے جس سے دل میں لذت پیدا ہو اور اپنے مالک حقیقی سے تعلق بڑھے۔ تسبیحات یا نوافل کی کسی گنتی کو پورا کر لینا عبادت کی اصل غرض کو پورا نہیں کرتا۔ اور بیٹھ جانے سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ انسان کھڑا کھڑا تھک جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے۔ اور یہ بھی کہ نماز کو چھوڑ دے۔ اور یہ نوافل کے متعلق ہے۔

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عبد اللہ لا تکن مثل فلان کان یقوم من اللیل فترک قیام اللیل۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہا مجھے رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے عبداللہ فلاں کی طرح نہ ہونا وہ رات کو اٹھا کرتا تھا پھر رات کا اٹھنا چھوڑ دیا۔

ملفوظات مسیح موعود علیہ السلام

"تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو"

میں تمہیں تاکید کرتا ہوں۔ ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو۔ اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو۔ تم ان راہوں سے آؤ۔ بیشک وہ تنگ راہیں ہیں لیکن ان سے داخل ہو کر راحت اور آرام ملتا ہے۔ مگر یہ ضروری ہے، کہ اس دروازہ سے بالکل ہلکا ہو کر گذرنا پڑے گا۔ اگر بہت بڑی گٹھڑی سر پر ہوگی تو بہت مشکل ہے اگر اس دروازہ سے گذرنا چاہتے ہو۔ تو اس گٹھڑی کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنیکی ہے پھینکدو۔ ہماری جماعت اگر خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اسے چاہیئے کہ اس گٹھڑی کو فوراً پھینک دے۔ تم یقیناً یاد رکھو۔ کہ اگر تم میں وفاداری اور اخلاص نہ ہو۔ تو تم جھوٹے ٹھہروگے اور اللہ تعالیٰ کے حضور راستباز نہیں بن سکتے۔ ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ دوست ہلاک ہوگا جو وفاداری کو چھوڑ کر غداری کی راہ اختیار کرتا ہے خدا تعالیٰ فریب نہیں کھا سکتا، اور نہ اسے کوئی فریب دے سکتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو تم پر خدا تعالیٰ کی حجت سب سے بڑھکر پوری ہوئی۔ تم میں سے کوئی بھی نہیں ہے جو یہ کہہ سکے کہ اس نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔ پس خدا تعالیٰ کے الزام کے نیچے ہو۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ تقوے اور خشیت تم میں سب سے زیادہ پیدا ہو۔

(ملفوظات احمدیہ)

عالمگیر الیکٹرک پرنٹنگ پریس لاہور سے باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر نے چھپوا کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا

پیغام صلح

جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۴ جمادی الاول ۱۳۶۶ھ | نمبر ۱۲

امام مظلوم

برادرانِ ملت سے ضروری التجا

کچھ عرصہ ہوا ایک مسلمان اخبار نویس نے ایک پرائیویٹ مجلس میں افسوس کیساتھ اس بات کا ذکر کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے حالات جس رنگ میں لوگوں تک پہنچے ہیں، اور جو عقاید و اعمال آپ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا بجا ہے کہ وہ ایک مظلوم ترین انسان ہے جس کو اس کے مخالفین نے بھی نہایت بری شکل وصورت دنیا کے سامنے پیش کیا اور موافقین نے بھی اس کے عقاید و خیالات کی غلط ترجمانی کر کے اس کی تصویر کو اور زیادہ بگاڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم کی روح پر جن کی مایہ ناز تصنیف مجدد اعظم کو پڑھ کر یہ رائے ان ایڈیٹر صاحب نے قائم کی، اور اس بات کی ضرورت ظاہر کی کہ حضرت مسیح موعود کی اصل شکل وصورت کو جو جماعت احمدیہ لاہور پیش کرتی ہے عام طور پر پھیلایا جائے، اور ان غلط فہمیوں اور بغض و نفرت کو دور کرنے کی کوشش کی جائے جو اس امام مظلوم کے متعلق عام طور پر دنیا میں پائی جاتی ہے۔

اس رائے کو ظاہر ہوئے آج کئی برس گذر چکے ہیں اور اس سے بھی زیادہ طویل عرصہ خود اس امام مظلوم کو فوت ہوئے گذر چکا جس کو اپنی وفات سے دو تین سال پہلے جہاں اس آنے والے حادثہ کی خبر دی گئی کہ آپ کی اجل قریب ہے وہیں یہ بشارت بھی دی گئی کہ وہ ذلت کی باتیں جو آپ کے متعلق دنیا میں پھیلائی گئی ہیں باقی نہیں رہیں گی، قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ قل میعاد ربک ولا نبقی لک من المخزیات شیئا۔ یہ دونوں الہام یکے بعد دیگرے آپ پر نازل ہوئے اور ان میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ ہم تیرے متعلق ذلت کی باتوں کا ذکر تک باقی نہیں رہنے دیں گے، اور فی الحقیقت آپ کی وفات کے وقت جو رائے دنیا کے فہمیدہ طبقہ اور اسلامی و غیر اسلامی پریس نے آپ کے متعلق ظاہر کی جس عزت و احترام کے ساتھ اور جن پر زور الفاظ میں آپ کی خدمات اسلام کا اعتراف کیا گیا اور آپ کے بعد آپ کے خدام کے اسلامی کارناموں نے سلسلہ احمدیہ اور اس کے بانی کے لئے جو محبت عوام الناس کے دلوں میں پیدا کر دی وہ اس الہام کی صداقت کا ایک بین نشان تھا۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس فضا کو پیدا ہوئے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ خود آپ کے ماننے والوں کے ایک گروہ نے وہی باتیں کہنی شروع کر دیں جو مخالفین کے مونہوں سے نکلا کرتی تھیں اور جن کو اب وہ بہت حد تک بھلا چکے تھے وہ مخزیات جن کو مٹانے کا وعدہ جناب الٰہی نے کیا تھا پھر پھیلنی شروع ہو گئیں جس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج عوام الناس تو ایک طرف بڑے بڑے فہمیدہ لوگوں کے دلوں میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق وہ باتیں پائی جاتی ہیں جن کو حق و حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے اور وہ کسی نہ کسی طرح یقیناً پھر پورا ہوگا اور دنیا دیکھ لیگی کہ وہ پاک انسان جس کو آج خلاف اسلام عقاید کا حامی اور دشمن اسلام کا دشمن سمجھا جاتا ہے جس کی مظلومی کا یہ حال ہے کہ دوست و دشمن ایک ہی قسم کے خیالات اس کی طرف منسوب کرتے اور اپنے اپنے رنگ میں ایسے نتائج ان سے اخذ کر لیتے ہیں جو کسی طرح بھی اس کے عقائد و خیالات کی صحیح ترجمانی کرنیوالے نہیں اور نہ ان سے اس کی شان و عظمت ثابت ہوتی ہے وہی اسلام کا سچا حامی اور خیر خواہ ہے اور اس کا وجود اس زمانہ میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے نئی زندگی اور ایک مسیحا کا وجود ثابت ہوا ہے،

یہ ہو کر رہے گا لیکن کب؟ اللہ تعالیٰ کے ارادوں کو کون جانتا ہے لیکن جہاں تک سنت الٰہی کا تعلق ہے اس کا جلد یا بدیر وقوع پذیر ہونا ان لوگوں کی ہمت و کوشش پر منحصر ہے جو امام وقت کے صحیح عقائد کے علمبردار اور اس کی اصل تصویر کے محافظ ہیں حضرت مسیح موعود کی مظلومی پکار پکار کر جماعت احمدیہ سے فریاد کر رہی ہے جس کو دلی توجہ کے ساتھ سننا اور ان مخزیات کو جو آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں مٹانا جماعت احمدیہ کا اولین فرض ہے اتنا کام تو ہم کر چکے ہیں کہ ان عقائد و خیالات کو جو قادیانی یا غیر احمدی آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں غلط ثابت کر دیا لیکن وہ لٹریچر جو ہم نے اس بارہ میں پیدا کیا ہے اور کر رہے ہیں کیا ان لوگوں تک پہنچ چکا ہے جو ابھی تک ان غلط فہمیوں کے شکار ہیں؟ کیا ہمارے احباب نے ان دلائل کو جو جماعت احمدیہ نے ان مخزیات کی تردید میں پیش کئے، ان لوگوں تک پہنچا دیا ہے جن کو اس امر میں اللہ کی مشیت کا شرف ابھی تک حاصل نہیں ہوا؟ کیا قادیانی جماعت کا کثیر حصہ ابھی تک ہمارے لٹریچر اور خیالات سے قطعی طور پر ناواقف نہیں؟ یہ کس قدر افسوسناک امر ہے کہ غیر احمدی احباب کا وہ طبقہ بھی جو ہماری خدمات اسلام اور تبلیغی مساعی کو عزت اور قدر کی نگاہوں سے دیکھتا ہے وہ اس درخت سے پیوند لگانے کے لئے تیار نہیں جس کا یہ پھل ہیں، وہ اس پھل کو درخت سے علیحدہ سمجھتا ہے اور اس کے چند تعریفی کلمات کہہ کر ہم خوش ہو جاتے اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ جس پاک وجود نے ہمیں اس قابل بنایا اس کی حقیقت و اصلیت کو ان پر واضح کرنا اور اس بغض و نفرت کو ان مخزیات اور غلط فہمیوں کو جو اس کے متعلق دلوں میں جاگزیں ہیں مٹانے اور اس کی شان بلند کو آشکارا کرنے کی کوشش کرنا ہمارا فرض ہے۔

میرے دوستو! اٹھو اور اس امام مظلوم کی فریاد کو سنو لا نبقی لک من المخزیات ذکرا خدا کا الہام ہے اس کو عملی طور پر پورا کرنے کی کوشش کرو سب سے بڑا ذریعہ جو اس میں ہماری مدد کر سکتا ہے وہ خود حضرت مسیح موعود کی تحریرات و ملفوظات ہیں اگر ہم ان کو لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کریں اس طرح کہ ایک ایک دو دو آدمیوں کو آپ کی کوئی تحریر یا تقریر پڑھوا کر پھر دوسرے اور پھر تیسرے تک پہنچائیں تو یہ آپ کے اثر کو بہت جلد پھیلانے اور غلط فہمیوں کو رفع کرنے میں ممد و معاون ہوگا اس کے علاوہ مجدد اعظم جیسی شاندار کتاب جس میں مسیح موعود کی حقیقی تصویر نہایت دلکش الفاظ میں کھینچی گئی ہے تحریک احمدیت جیسی بلند پایہ کتاب اور آئینہ احمدیت جس میں بیسیوں اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں غیر از جماعت حلقوں میں کثرت سے پھیلانے کی ضرورت ہے۔

ایک اور بڑا ذریعہ جس سے آپ اس کام کو آسانی کے ساتھ سرانجام دے سکتے ہیں آپ کا یہ قومی اخبار ہے جس میں سلسلہ اور بانیٔ سلسلہ کی صحیح تصویر شائع ہوتی رہتی ہے ارادہ ہے کہ آیندہ اشاعتوں میں حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ایک بسیط سلسلہ مضمون شائع کیا جائے جسکے لکھنے کا وعدہ ہمارے محترم مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے کیا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اس مضمون اور دوسری اہم تحریکات کو دوسرے لوگوں تک پہنچانے کے لئے اخبار کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ کریں کہ مسیح موعودؑ کے پاک نام سے مخزیات کو دور کرنے اور اس امام وقت کو مظلومیت سے نکالنے کا ایک بہترین ذریعہ ہوگا۔

دفتر تحصیل کی ضروری گذارشات

مرمت برلن مسجد کی اپلیں

جن احباب کی خدمت میں انگریزی اپیلیں فراہمی چندہ کے لئے بھیجی گئی ہیں ابتک ان میں سے بہت کم احباب نے اس ضروری کام کی طرف توجہ کی ہے براہ مہربانی اسطرف توجہ فرمائیں اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد گرامی کے مطابق جلد از جلد سب احباب چندہ جمع کر کے مرکز میں ارسال فرمادیں۔ برلن مسجد کی اپیلیں دوبارہ چھپوائی گئی ہیں جن احباب کی خدمت میں پہلے نہیں بھیجی گئی تھیں اب ارسال ہو رہی ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب انکو لے کر فراہمی چندہ کے لئے فوری کوشش فرمائیں۔

وصایا کے متعلق

وصایا کے سلسلہ میں بعض احباب کی خدمت میں ضروری استفسارات بھیجے گئے تھے مگر بہت کم احباب نے جواب مرحمت فرمائے ہیں .... جس کی وجہ سے کاغذات وصیت نامکمل پڑے ہیں اب جملہ احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ دفتر کے استفسارات کا جواب دیکر مشکور فرمائیں بعض احباب کی خدمت میں وصیت کے فارم بھیجے گئے ہیں ان کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ ان فارموں کو پُر کر کے بہت جلد دفتر ہذا میں بھیجدیں۔

فساد زدہ علاقوں کے احباب

پنجاب کے جو علاقے موجودہ فساد کی لپیٹ میں آئے ہیں وہاں کے احباب کے نام میں نے خطوط لکھے تھے اور خیریت دریافت کی تھی ابھی اکثر مقامات سے جواب نہیں آئے جس سے تشویش ہے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم اپنا فضل و کرم کرے اور برادران سلسلہ کو دنیوی آفات سے محفوظ و مامون رکھے ہم سب اپنے تمام بھائیوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور

پیغام صلح

جلد ۳۵ — یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۹ رجب ۱۳۶۶ھ — نمبر ۲۲

نئی ذمہ داریاں

از شیخ محمد طفیل ایم اے

قوموں میں جب نیشنلزم کا دور دورہ ہوتا ہے۔ تو ان کا تصور اخلاق بھی بدل جاتا ہے۔ قوم کے افراد آپس کے تعلقات میں عدل و انصاف۔ رحم و کرم۔ عفو و درگذر راست روی اور راست گفتاری امانت دیانت سے کام لیتے ہیں۔ اور جو فرد اس کے خلاف کرتا ہے اسے حقارت سے دیکھا جاتا ہے۔ لیکن جب قومی معاملات درپیش ہوں تو ظلم و ستم۔ حقارت و نفرت۔ کینہ پروری۔ دغا و فریب خیانت و خباثت غرضیکہ ہر قسم کے رذیل سے رذیل اخلاق کو محض دھڑے بندی کے جوش میں جائز سمجھتے ہیں اور جو شخص ان اعمال قبیحہ میں ملوث ہو اسکو بُرا بھلا کہنا تو کجا اس کی مدح میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے جاتے ہیں۔ اور جو شخص قومی آزمائش کے وقت اس معیار پر پورا نہ اترے اُسے غدار وطن اور غدار قوم کے خطابات سے نوازا جاتا ہے اسے قومی زندگی کے لئے سم قاتل سمجھ کر گولی کا نشانہ بنا دیا جاتا ہے۔

یورپ کے نیشنلزم کی تاریخ ایسے واقعات سے پُر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اخلاق کے اس دوہرے تصور (Dual Morality) نے اقوام عالم کو جہنم کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا ہے۔ ان قوموں کے افراد مجبور ہوتے ہیں کہ اپنی اپنی قوم کے حقیقی یا غیر حقیقی مفاد کے لئے اس قسم کے فلسفۂ اخلاق سے اپنے دامن کو وابستہ رکھیں۔ اور ہر حالت میں اپنی قوم کا ساتھ دیئے جائیں ان کی سب سے بڑی دلیل یہ ہوتی ہے کہ قوم کی زندگی کے ساتھ ان کی اپنی زندگی قائم ہے۔ قوم ترقی کرے گی تو وہ بھی ترقی کریں گے۔ قوم پر تباہی آئے گی تو وہ بھی تباہ ہو جائیں گے۔ اسی امید و بیم پر وہ بیٹھے جاتے ہیں۔ یہی خوف و یقین ان کو اپنے جتھوں کا ساتھ دینے پر مجبور کرتا ہے۔

ہندوستان میں نیشنلزم کی جو تحریک گذشتہ نصف صدی سے جاری تھی اس کے ساتھ ان لوازمات کا وجود میں آنا بھی ضروری تھا۔

آج آگ اور خون کا کھیل جو تمام ہندوستان میں کھیلا جا رہا ہے۔ اس کے پس پشت اسی قسم کے قومی خدمات کے جذبات کار فرما ہیں۔ ایک طبقہ وہ ہے جو ہر قسم کے اصول و قوانین سے بے نیاز ہو کر بے گناہوں کے خون سے ہاتھ رنگنے میں مصروف ہے۔ مگر اکثر ایسے لوگ ہیں جو براہ راست اس جرم کا ارتکاب تو نہیں کرتے لیکن مجرموں کی پشت پناہی ضرور کرتے ہیں۔ آپ کو ایسے لوگوں کی مجالس میں بیٹھنے کا اکثر اتفاق ہوا ہوگا۔ یہ لوگ کتنے شوق سے اس بات کو سنتے ہیں کہ غیر قوم کے اتنے افراد مارے گئے اور جتنا ان کی تعداد زیادہ بتائی جائے اسی قدر ان کے مسرت و انبساط میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان کو اس بات کے سننے سے کتنی تسکین ہوتی ہے کہ اتنے راہ گیر مارے گئے۔ اتنی عورتوں کے سہاگ لٹ گئے اتنے بچے یتیم ہو گئے۔ اتنے مکانات جل کر راکھ ہو گئے اور جب ان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اپنی قوم کے بھی کچھ فرد اس آتش فساد کے لپیٹ میں آ گئے تو پیچ و تاب کھا کر رہ جاتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ ایک دو نہیں بے شمار ہیں۔ اگر اپنے دل کو ٹٹولیں تو شاید ہم اور آپ بھی اسی طبقہ میں شامل ہوں۔

یہ فساد خود وہ ذہنیتیں اس آگ کے لئے ایندھن مہیا کرتی ہیں انکی اخلاقی پشت پناہی (Moral Support) کے باعث ہی شر پسند عنصر کو جرأت ہوتی ہے، کہ وہ انسانیت سوز مظالم کا ارتکاب کریں یہی لوگ اصل میں امن کے غارت گر ہیں۔ غیر اقوام سے شکایت کیسی خود مسلمان اسی مرض میں مبتلا ہے۔ جسے سبق ہی یہ پڑھایا گیا تھا۔ یاایها الذین آمنوا کونوا قوامین لله شهداء بالقسط ولا یجرمنکم شنآن قوم علی الا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوى واتقوا الله۔

ترجمہ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے لئے کھڑا ہونیوالے انصاف کی گواہی دینے والے ہو جاؤ۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقوے سے قریب تر ہے اور اللہ کا تقوے کرو۔

اگر ہندو اور سکھ بے گناہوں کو مارتے عورتوں پر ہاتھ اٹھاتے اور عبادت گاہوں کو گراتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسلمان بھی ایسا ہی کرے۔ جو قوم کسی اصول کی پابند نہ ہو ان سے اگر ایسی حرکات سرزد ہوں تو قابل تعجب نہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ایک خاص ضابطۂ حیات کے حامل ہیں۔ ایک کامل نظام زندگی سے وابستہ ہیں۔ ان کے لئے تو وہی راہ کافی ہے۔ جس کا پتہ قانون الٰہی نے بتا دیا۔ دوسری قومیں اگر بے انصافی بھی کریں تو مسلمانوں کو انصاف کرنا چاہیئے قرآن کو اتارا ہی اسی لئے گیا تھا۔ لیقوم الناس بالقسط۔ تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔ شاید کچھ لوگ یہ سوال کریں کہ اس قسم کی تعلیم آج مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہو سکتی۔ جبکہ دوسری اقوام مسلمانوں کی مکمل تباہی پر تلی ہوئی ہیں ان حالات میں مسلمان کیسے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں۔

جہاں تک اپنی حفاظت و مدافعت کا تعلق ہے مسلمانوں کو پوری قوت کے ساتھ حملہ آور کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اپنی جان و مال و عصمت کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہوتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ نہتے مسافروں پر ہاتھ اُٹھایا جائے۔ بلکہ اگر کسی بےگناہ کو مارا جائے تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہر ممکن طریق سے اس کی جان بچانے کی کوشش کریں اگر مسلمان بحیثیت مجموعی ان اخلاق کا ثبوت دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ دوسری اقوام مسلمانوں کو اپنے جان و مال کا امین اور محافظ نہ بنائیں اور ان کے دلوں میں ان کے اور ان کے مذہب کے لئے احترام کا جذبہ پیدا نہ ہو۔

اب جبکہ مسلمانوں کو ہندوستان کے ایک حصہ پر حکومت کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ ان کے لئے ضروری ہے، کہ دوسری اقوام سے انصاف کی مطالبہ کرنے سے پہلے اپنے ماتحت اقلیتوں سے منصفانہ سلوک کریں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ان کے حقوق کی نگہداشت رکھیں۔ اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے کہ قومیت پرستی جس قسم کا تصور اخلاق پیش کرتی ہے اسلام کا دامن اس سے پاک ہے

ہندوستان کے مسلمان

۹ رجون کو مسلم لیگ کی مجلس مشاورت کا ایک طویل اجلاس دہلی میں منعقد ہوا جس میں وائسرائے کی تقسیم ہند کی تازہ سکیم کو منظور کر لیا گیا مستقبل قریب میں ہندوستان میں دو آئین ساز اسمبلیاں کام کریں گی پاکستان کے مسلمانوں پر جو ذمہ داری عاید ہوتی ہے وہ تو الگ ہے لیکن ہندوستان کے دیگر صوبجات میں پھیلے ہوئے چار ساڑھے چار کروڑ مسلمانوں کو اس سے کہیں زیادہ ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ہے۔

ان علاقوں میں ہندو راج کے قیام سے مسلمان کے لئے کی زندگی کے کڑے مصائب کا آغاز ہوتا ہے۔ یہاں اسلام کو ایک زندہ قوت بنانے کے لئے ایک بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو خود اپنی زندگیوں میں ایک انقلاب عظیم بپا کرنے کی ضرورت ہے۔ جب تک یہ انقلاب واقع نہ ہو اسلام کی ترقی اور اشاعت کے تمام راستے مسدود ہیں۔ غیر اقوام اسلام کے نام سے متنفر ہو چکی ہیں ان کے قلوب تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے بڑی قربانیاں ادا کرنی پڑیں گی۔

ہجرت کی تلقین

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جن علاقوں میں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں سے انہیں ہجرت کر آنا چاہیئے۔ اس قسم کی مثال اگر کسی صوبہ میں مسلمانوں نے قائم کی تو یہ نہایت تباہ کن ہوگی اور ایسے شرعی ہجرت کا درجہ دینا تو بالکل غلط ہے کیا مسلمان اپنے فرائض سے غافل ہو کر ایسا چھوٹا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں جو آن واحد میں ...... انہیں منزل مقصود تک پہنچا دے۔

تبلیغ اسلام اور امر حق کے پہنچانے کا جو فریضہ ان کے سپرد تھا اس سے وہ آج تک غفلت برتتے رہے ہیں اور جب اپنی غفلت کا نتیجہ اپنی تمام تلخ حقیقتوں کے ساتھ ان کے سامنے آ گیا تو وہ اس کے اثر سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

رسول کریم صلعم کے اصحاب نے جن حالات میں ہجرت کی تھی اس کا ذکر قرآن مجید میں کئی جگہ آتا ہے۔ وہ لوگ جو اپنے وطن سے نکالے گئے اپنی جائداد اور دولت سے محروم کئے گئے محض اس لئے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور انھوں نے جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہ لوگ خدا کے فضل و رضامندی کے متلاشی ہیں۔ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں اور یہ راست باز لوگ ہیں (ملاحظہ ہو سورۃ حشر و توبہ) اور اگر ان لوگوں کو زمین پر غالب کر دیا جائے تو یہ نمازیں پڑھیں گے۔ زکوٰۃ دیں گے۔ اور لوگوں کو اچھے کاموں کے لئے کہیں گے اور برے کاموں سے منع کریں گے (حج)

ہجرت کا کام آسان نہیں۔ اس میں انسان کو ہر قسم کے جسمانی و روحانی مصائب برداشت کرنا پڑتے ہیں۔ بڑے صبر و استقلال کا ثبوت دینا پڑتا ہے ان کڑے امتحانات کے بعد ہی مہاجرین خدا تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہوتے ہیں ثم ان ربك للذین هاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاهدوا وصبروا ان ربك من بعدها لغفور رحیم۔ پھر خدا ان لوگوں کے لئے جنہوں نے مصیبت میں مبتلا ہونے کے بعد ہجرت کی اور جہاد کیا اور ان مصائب میں صبر کیا بیشک تمہارا خدا ان امتحانوں کے بعد بخشنے والا مہربان ہے (النحل) اور یہ تو ظاہر ہے کہ جس شخص نے کسی اور بنا پر ہجرت

پاکستان کا قیام و استحکام

اس انعام اور نصرت الٰہی کو قائم رکھنے کے لئے کن باتوں کی ضرورت ہے

از جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس گکھڑوی

دس سال پہلے مسلمانوں کی حالت

اگر آج سے بہت دور نہیں صرف دس سال پہلے مسلمانان ہند کی بے بضاعتی و درماندگی بے کسی و بے بسی، انتشار و خلفشار بدنظمی و بے ترتیبی۔ غفلت، شعاری و سہل انگاری اور اس کے مقابل برادران وطن کی حشمت و دولت، چستی و چالاکی، تنظیم و تدبیر، دوربینی و زود رسی منصوبہ بازی اور سیاست بازی پر نظر ڈالی جائے تو کون کہہ سکتا تھا کہ مسلمان قوم اپنے دشمنوں سے جو اسے صفحہ ہستی سے مٹانے کی فکر میں تھے بچ سکے گی، ہر طرف مایوسی ہی مایوسی نظر آتی تھی۔ حکومت اس کی آواز پر کان نہ دھرتی تھی اور برادران وطن ہر شعبہ زندگی میں اس کی جڑیں کاٹ رہے تھے۔ کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہ آتی تھی۔

حالات کی تبدیلی اور فضل الٰہی

یکایک حالات نے پلٹا کھایا اور دشمنوں کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے اور وہ قوم جو ارض ہند میں مستضعفین میں شمار ہوتی تھی صاحب حکومت ہو گئی اور

ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین

(القصص رکوع ۱) کا نظارہ آنکھوں کے سامنے آ گیا العجب ثم العجب۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ تاریخ عالم میں یہ ایک محیر العقول اور غیر معمولی واقعہ ہے۔ عالم اسباب میں سوائے اس کے کہ اسکو نعمت الٰہی اور فضل ربی قرار دیا جائے بظاہر اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

اسلام کی جھلک ہندوستان میں

کیا چیز خدا کے اس فضل و رحم کو کھینچ لائی اس کے لئے قوم کے اعمال و اخلاق میں بظاہر تو ہمیں کوئی چیز نظر نہیں آتی البتہ میرے نزدیک ایک بات ہے جو اسکا موجب ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ کہ دنیائے اسلام میں اگر اسلام کی کچھ جھلک باقی ہے تو ہندوستان میں باقی ہے شام، عراق، جزیرۃ العرب، مصر، ایران، افغانستان، ترکی کے مسلمانوں کی نسبت ہندوستان کا مسلمان کیا بلحاظ مذہب اور کیا بلحاظ اخلاق ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ اخوت و غیرت اسلامی کا جو نمونہ ہندوستانی مسلمان نے پیش کیا وہ ہمیں دنیا کے اسلام میں کہیں نظر نہیں آتا۔ دنیا کے کسی کونے میں مسلمان پر کوئی آفت آئی تو ہندوستان کے مسلمان کا دل اس پر پگھل گیا۔ اور اس نے دامے درمے اس کی اعانت میں کوتاہی نہیں کی۔ حجاز ریلوے۔ جنگ طرابلس۔ جنگ بلقان تحریک خلافت۔ زلزلہ ترکی میں ہندوستانی مسلمان نے دل کھول کر اپنے بھائیوں کی مدد کی حالانکہ انکی مصائب پر ان ممالک کے مسلمانوں نے کبھی کبھی بھی نہیں پھوڑی

مندرجہ بالا سطور سے میرا مقصد نہ تو ہندی مسلمانوں کی تعریف ہے اور نہ غیر ہندی مسلمانوں کی مذمت بلکہ اس بات کا اظہار ہے کہ اگر اسلام کچھ باقی رہ گیا ہے تو ہندوستان ہی میں ہے اور کہ ہندی مسلمان اسلام کے لئے غیرت رکھتا ہے اور شعار اسلامی کی عزت کرتا ہے۔

ہندو قوم کے منصوبے اور اسلام کیلئے غیرت الٰہی

جب ہندو قوم نے مصمم ارادہ کر لیا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو ملیامیٹ کر دیا جائے تو یہ اس امر کا مترادف تھا کہ اسلام کو بالکل نابود کر دیا جائے۔ لیکن اسلام دنیا سے مٹ نہیں سکتا کیونکہ یہ فطرت کا مذہب ہے اور خالق فطرت اس کے لئے غیرت رکھتا ہے۔ جب اعدائے اسلام اس کو مٹانے پر تل جاتے ہیں تو وہ اس کی حمایت کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ نہ صرف مخالفین کے سارے منصوبے خاک میں مل جاتے ہیں، بلکہ ان میں سے ہی اس قوت اور شوکت کا ایک پہلو نکل آتا ہے۔ ہر ظالم کا ظلم جب حد سے بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنی طاقت اور دولت کے گھمنڈ میں ضعیف و ناتوان کو کچلنا چاہتا ہے تو مؤخر الذکر کی آہ خدا کے رحم کو کھینچ لاتی ہے اور وہ اس کا والی و مولےٰ بن کر جابر و متکبر کو یا تو تباہ کر دیتا ہے یا اس کے شر سے ضعیف و ناتوان کو محفوظ کر لیتا ہے۔

شرک اور توحید کی جنگ

یہ دراصل شرک و توحید کی جنگ تھی اور توحید کے بے نام لیوا اگر آج مٹ جاتے تو فلن نعبد فی الارض ایسا واقع ہو جاتا۔ ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ بھی بتاتا ہے کہ مسلمانوں پر آئندہ بھی موقعے آئیں گے کہ دشمن ان کو نیست و نابود کرنے پر تل آئے گا اور یوم بدر کی طرح نصرت الٰہی مسلمانوں کے شامل حال ہوگی مجھے اس کے سوا اس انعام کی کوئی اور وجہ نظر نہیں آتی بعینہ اسی طرح جب فرعون نے بنی اسرائیل کو مٹا دینے کا تہیہ کر لیا تھا تو باوجودیکہ بظاہر بنی اسرائیل میں کوئی اہلیت نہ تھی اور ان میں انتہائی ضعف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کر لیا تھا کہ ان پر احسان کرے اور ان کو فرعون کی سلطنت کا وارث کرے۔ کیونکہ ایک تو وہ مظلوم تھے دوسرے خدا تعالیٰ ان سے آئندہ کام لینا چاہتا تھا۔ اسی طرح۔ آج مسلمانان ہندوستان پر اللہ تعالےٰ نے احسان کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ آئندہ اللہ تعالیٰ اسلام کی اشاعت اور تقویت کا کوئی عظیم الشان کام ان سے لے گا۔

نصرت الٰہی کے کرشمے

واقعات بھی یہی ثابت کرتے ہیں۔ کانگرس کے سامنے مسلم لیگ کی کیا حیثیت تھی، نہ تنظیم تھی، نہ کوئی لائحہ عمل کہ یکایک خدا تعالیٰ محمد علی جناح کو کھڑا کر دیتا ہے جو اپنی خداداد قابلیت اور بے نفسی سے مسلم لیگ کے مردہ جسم میں ایک روح پھونک دیتا ہے الیکشن ہوتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ملائکہ بھیج دیئے ہیں۔ جنہوں نے قلوب پر ایسا تصرف کیا اور ایک ایسی ہوا چلی کہ ہر مرد و زن، جوان بوڑھا بچہ، دیوانہ وار لیگ لیگ پکار اٹھا۔ اور اس رو میں برسر اقتدار پارٹی کے اتحاد جدو جہد کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے گیا۔ کیا اس میں خدا کا ہاتھ نظر نہیں آتا۔

خدا کے آگے گر جائیں

لہٰذا اس موقعہ پر پہلی بات جو میں اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کروں گا یہ ہے کہ وہ خدا کے حضور گر جائیں اور سجدات شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں ایک ایسی قوم کے چنگل سے نجات دی جو اگر ہم پر مسلط ہو جاتی تو رحم نہ کرتی۔ معصیت کو ترک کریں اور حسنات میں ترقی کریں اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنی زندگیوں کا دستور العمل بنائیں۔ اور لئن شکرتم لازیدنکم و لئن کفرتم ان عذابی لشدید کو پیش نظر رکھیں۔

اسلامی حکومت کا مفہوم

بیشک آج ہم خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غلامی کی لعنت سے نجات دی لیکن ہمارے لئے خوف کا مقام بھی ہے کہ ہم پر بڑی ذمہ داری عائد ہو گئی۔ اسلام میں حکومت اور سلطنت کا مفہوم عیش و آرام اور دوسروں کا خون چوسنا نہیں بلکہ خدمت خلق ہے۔ یہ وہ بوجھ ہے جس کو مشاہیر اسلام اٹھانے سے گریز کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ جیسا انسان ایک طرف تو چار آنے روزینہ گذارہ کرتا ہے اور دوسری طرف راتوں کو جاگ کر رعایا کی خبر گیری کرتا اور خود اپنی پیٹھ پر آٹے کی بوری اٹھا کر بھوکوں تک پہنچاتا۔ اس آٹے کی بوری کے اٹھانے میں امداد سے یہ کہکر انکار کر دیتا کہ بازپرس تو مجھ سے ہوگی۔ اس سے آپ اپنی ذمہ داری کا احساس کریں۔ اسلام اسکو بادشاہت کہتا ہے اور حقیقت میں یہی لوگ بادشاہ کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں کیونکہ ان کی بادشاہت دلوں پر ہوتی ہے۔ فرعون اور اس کے ساتھیوں کی تباہی کے متعلق قرآن کریم میں ہے کہ ان پر زمین و آسمان میں سے کوئی نہ رویا کیونکہ ان کا وجود خدا کی مخلوق کے لئے نفع بخش نہ تھا۔ خدا کی مخلوق کی خدمت میں استحکام سلطنت کا راز مضمر ہے۔

سکھ حکومت کے آثار

سکھوں کی مثال سے سبق حاصل کریں۔ انھوں نے خدا کی مخلوق کو جو انہیں کو بہت پیاری ہے، اس قدر تنگ کیا کہ صرف ایک بادشاہ کے بعد ہی ان کی صف لپیٹ دی گئی۔ اور ان کے آثار میں سے صرف "سکھا شاہی" کا فقرہ بطور ضرب المثل کے باقی رہ گیا جو ان کے ماتھے پر ہمیشہ کلنک کا ٹیکہ رہے گا۔

عدم ادائیگی امانت کا نتیجہ

سلطنت دراصل ہے کہ خدا تعالےٰ دیکھتا ہے کہ وہ امانت جو کسی قوم کے سپرد کی گئی ہے اس کو وہ ادا کرتی ہے یا نہیں بصورت عدم ادائیگی فرض اس سے وہ نعمت چھین لی جاتی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے ثم جعلنٰکم خلٰئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون۔ لہٰذا ہمیں خبردار رہنا چاہیئے کہ کہیں ہماری کوتاہی سے یہ نعمت ہم سے چھن نہ جائے۔

اتحاد اسلامی کی ضرورت

پاکستان تو خدا کے فضل سے قائم ہو گیا۔ لیکن اس کے قیام کی ذمہ داری ہمارے پر ہے۔ اس ذیل میں سب سے ضروری چیز اتحاد ہے۔ موجودہ واقعات نے کم از کم یہ تو ہم پر ثابت کر دیا ہے کہ برادران وطن کو ہم سے بغض عناد صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ چنانچہ ہندو راج کے قیام کے لئے جو ہولی مسلمان کے خون سے کھیلی گئی اس میں نیشلسٹ مسلمان کی کچھ تمیز نہ کی گئی۔ ان کا مقصد تو مسلمان کو مٹانا ہے۔ اور یہ خطرہ ابھی دور نہیں ہوا۔ ہمیں ضرورت ہے کہ لا الٰہ الا اللہ

مادی ترقی سے پیدا شدہ مصائب

اور ان کا علاج

اسلام کی روحانی طاقت اور زندہ خدا پر ایمان

ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب نے جو آجکل انگلستان میں تبلیغ اسلام کے کام پر مامور ہیں گذشتہ عید الفطر کے موقعہ پر مسجد ووکنگ میں جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ نوعیت مضمون کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ قارئین "پیغام صلح" کو اس سے بہرہ اندوز کیا جائے، ذیل میں اس اس خطبہ کا ضروری اقتباس رسالہ اشاعت اسلام سے اخذ کر کے شائع کیا جاتا ہے:۔

تعلیمات اسلام کا اصول اساسی

اسلامی تعلیمات کا سنگِ بنیاد یا اصول اساسی "اطاعت الامر اللہ" ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے بھی یہ الفاظ اپنی زبان سے فرما کر کہ "میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی" اس حقیقت کو اپنے متبعین پر واضح کرنا چاہا ہے۔ یوں کہنا چاہیئے کہ زمانہ قدیم سے ہی انبیاء کی تعلیم کا یہی لب لباب رہا ہے۔

بنیادی اصول سے ہٹنے کا نتیجہ

لیکن جائے حیف ہے کہ انسانوں نے اس بنیادی اصول کو اپنے دلوں سے محو کر دیا ہے۔ اور اس سے عجیب در عجیب تغافل سے کام لیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بنی نوع انسان آج طرح طرح کے مصائب کے ہاتھوں پسے جا رہے ہیں اور آلام و مصائب کے پہاڑ ان پر ٹوٹ پڑے ہیں ایسے پہاڑ کہ اس سے قبل کبھی دیکھنے میں نہیں آئے تھے۔ ابھی پہلی جنگ عظیم کی تباہی اور بربادی کے زخم دلوں پر موجود ہی تھے کہ ایک بیس سال کے عرصہ کے اندر اندر دوسری جنگ کی شکل میں دنیا کو ایک سخت جہنم سے واسطہ آن پڑا ہے اور ابھی اس جنگ کے اثرات مابعد مٹے نہیں کہ اب تیسری عظیم الشان جنگ کی تیاریاں سننے میں آ رہی ہیں اور کون کہہ سکتا ہے کہ یہ سلسلہ کب تک اور کہاں تک پہنچے۔ اور تیسری جنگ کے بعد پھر چوتھی اور پانچویں بھی معرض ظہور میں آ جائے اور ہر ایک آنے والی جنگ اپنی ہیبت اور بربادی کے لحاظ سے پہلی جنگ سے زیادہ مہیب اور بربادکن ہو۔ یہ زمانہ مستقبل ہی بتا سکتا ہے۔ بس مقام خوف ہے۔

مادی ترقی سے پیدا شدہ مصائب

مادی ترقی کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ راحت اور خوشی کا موجب ہوگی لیکن برعکس اس کے تجربہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ راحت اور خوشی تو کجا ان گنت مصائب کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور عام طور پر بربادی اور تباہی اپنے بھیانک منظر دکھا رہی ہے۔ پروفیسر ایم۔ ایل۔ ای۔ اولی فینٹ ... (Oliphant) جو ایٹم بم کے معلوم کرنے میں سب سے پہلے شخص ہیں انھوں نے گذشتہ جولائی میں برمنگھم کے مقام پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس بات کا بھی امکان ہے کہ اگر ایٹم کے ساتھ جنگ آزمائی کی جائے تو تمام دنیا تباہی کا دور دورہ آ جائے۔ آپ نے فرمایا "سائنس بمقابلہ تحفظ کے ذرائع کے ان ذرائع اور ان طریقوں کی تکمیل کی طرف زیادہ سرعت سے جا رہی ہے جو دنیا کی تباہی کا موجب ہوں" حقیقت یہ ہے کہ دنیا ایک سخت ابتری کی حالت میں ہے اور جان مال اور عزت کا تحفظ تمام روئے زمین سے اٹھ گیا ہے۔

روئے زمین پر بدامنی کا دور دورہ

روئے زمین کے ہر ایک خطہ پر ذرا نظر دوڑا کر دیکھئے کیا کہیں امن نظر آتا ہے؟ چین۔ انڈونیشیا۔ برما۔ ہندوستان۔ پاکستان فلسطین۔ یورپ کی حالت سب پر ظاہر اور باہر ہے۔ آج کسی جگہ امن و امان نام کو بھی نہیں تمام خلقت نسلوں اور قومیت میں بٹ چکی ہے ہر ایک دوسرے کو تنفر اور حقارت سے دیکھتی ہے اور اپنے مفاد دنیوی کے لئے اور حرص و ہوا کی آگ سے مشتعل ہو کر ایک دوسرے کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہیں اور کوئی ضابطہ اخلاق ان کے مدنظر نہیں ہے۔

دنیا نے خدا کو چھوڑ دیا

دوستو! دنیا نے خدا کو چھوڑ دیا ہے۔ پس خدا نے دنیا سے امن و امان اٹھا لیا ہے۔ مغرب کی مادی تہذیب نے روحانی طاقتوں کی قدر و قیمت سے انکار کر دیا ہے۔ اس تہذیب کے نزدیک روحانیت کچھ چیز ہی نہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ مغربی دنیا جو در اصل ان تمام مخرب تحریکوں کا مرکز ہے اور جس نے تمام عالم میں تہلکہ برپا کر رکھا ہے از سرتاپا مادیت میں غرق ہے اور اس میں روحانی اور اخلاقی طاقتیں کالعدم ہو چکی ہیں۔ ان کا نام و نشان بھی وہاں نہیں پایا جاتا۔ مذہب کو انسان کا پرائیویٹ مشغلہ بتایا جاتا ہے اور لوگ سوسائٹی میں اس کا ذکر کرنے سے ہچکچاتے اور شرم محسوس کرتے ہیں۔ خدا کا [illegible] پر ہے اور سیاستدان سمجھتے ہیں کہ اس کی عبادت کریں [illegible] اس کے سامنے سر نیاز خم کریں محض جنگ [illegible] فتح کے لئے یا کسی مصیبت کے دور کرنے کے لئے خدا کا نام محض رسمی طور پر زبان پر لے آتے ہیں۔ ورنہ ورنہ کوئی عزت اور عظمت اور کوئی جذبہ خدا کے لئے ان کے دلوں کے اندر نہیں ہے۔ ان کے نزدیک خدا کی محض اس قدر ضرورت ہے کہ وہ انہیں دنیوی مفاد کے حصول یا سیاسی مقاصد میں کامیابی دے۔ انہیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ اطمینان قلب جو حقیقی دولت ہے نصیب ہو یا وہ خدا سے نعمت کے لئے دست بدعا ہوں۔

خدا ایک زندہ طاقت ہے

آیئے! ہم دیکھیں کہ اسلام نے دنیا میں امن و امان قائم کرنے کے لئے کیا اہتمام کیا ہے۔ اسلام کا مقصد بطور ایک عقیدہ کے محض خدا کی ہستی کی تعلیم دینا ہی نہیں ہے بلکہ اس سے بہت اعلےٰ اور ارفع اس کا مقصد ہے مذہب اسلام اس یقین کو دلوں کے اندر بٹھانا چاہتا ہے اور لوگوں کے اذہان میں یہ نقش بٹھانا چاہتا ہے کہ خدا انسان کی زندگی میں ایک زندہ طاقت ہے اور یہ مقصد عظیم دعا اور نماز سے حاصل ہوتا ہے۔

خدا کی ہستی پر زندہ ایمان

محض یہ مان لینا کہ خدا ہے حقیقی ایمان نہیں کہلا سکتا۔ حقیقی ایمان یہ ہے کہ خدا کی ہستی کا کامل یقین انسان کے قلب کے اندر ہو۔ قرآن مجید فرماتا ہے:۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

یعنے اللہ تعالےٰ کی یاد سے دلوں کے اندر اطمینان اور سکون پیدا ہوتا ہے۔ اسلام نے ایسے ایسے طریقے اور ایسے ایسے ذرائع تجویز کئے ہیں اور ایسے ایسے احکام جاری فرمائے ہیں جس سے خدا کا تصور کسی وقت بھی دل سے محو نہ ہو بلکہ ہر وقت تر و تازہ رہے اور اس رحیم و کریم اور حی و قیوم خدا کی ہستی پر ایک زندہ اور حقیقی ایمان دلوں کو گرماتا رہے۔

کس چیز کی کمی ہے

تمام مذاہب خدا پر ایمان کی تعلیم دیتے ہیں، لیکن ان تمام پاک تعلیمات کا نتیجہ عملی طور پر صفر کے برابر ہے۔ محض لفاظی اور زبانی جمع خرچ۔ بڑے بڑے وعظ اور خطبے اور خطیبوں کے چست فقرے زبان و قلم سے نکلتے ہوئے تو بہت ہی دلفریب معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ ہمیں اصل مقصد کی طرف رہنمائی نہیں کرتے۔ اور جو امر در اصل مطلوب ہے وہ حاصل نہیں ہوتا۔ صد ہا بات تجربہ میں آ چکی ہے کہ محض فلسفیانہ موشگافیاں اور اخلاقی نصائح اب بے کار ثابت ہو چکے ہیں ان میں کوئی اثر نہیں رہا۔ لازماً یہ ماننا پڑیگا کہ کوئی چیز ہے جس کی کمی ہے۔ کوئی چیز ہے جو در اصل گم ہو چکی ہے اور اس کو تلاش کرنا چاہیئے۔ اسلامی تحقیق کے بموجب ان تمام مصائب کا سبب ان ضوابط کا فقدان ہے جن سے انسان کے دل کے اندر خدا کا تصور۔ خدا کا تخیل۔ خدا کی ہستی کا یقین دائمی طور پر زندہ اور قائم رہ سکتا ہے بلکہ جن سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ان ضوابط کو اختیار کیا جائے جن سے یہ گوہر مقصود حاصل ہو سکے۔

اسلامی عبادات قلب سلیم کا ذریعہ

ہر ایک شخص جس نے ایک مسلمان کی عملی زندگی کو دیکھا ہوگا اس نے محسوس کیا ہوگا کہ اسلام کس طرح ایک مسلمان کے اندر ایک قلب سلیم پیدا کرنے کا اہتمام کرتا ہے، جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں اسلام میں کوئی سبت نہیں ہے۔ کوئی خاص دن عبادت کے لئے مخصوص نہیں کیا گیا جیسا کہ یہودیوں یا عیسائیوں میں پایا جاتا ہے۔ ایک دن عبادت کے لئے جس میں کوئی دنیوی کام نہیں کرنا اور چھ دن کام کے لئے جن میں کوئی وقت عبادت کے لئے نہیں ہے، یہ مسلمان کی زندگی کا طریق مقرر نہیں کیا گیا۔ عبادت مسلمان کی روزمرہ کی زندگی میں داخل کی گئی ہے۔ صبح کے وقت نماز۔ جبکہ انسان طلوع آفتاب سے قبل اپنے بستر سے بیدار ہوتا ہے۔ پھر دوپہر کے بعد نماز سورج کے ڈھلنے پر پھر عصر کے وقت نماز غروب آفتاب سے پہلے۔ پھر مغرب کے وقت نماز جبکہ سورج غروب ہو جاتا ہے۔ پھر نماز عشاء سونے سے پہلے۔ معلوم ہوا نماز سب سے پہلا کام ہے جو انسان بستر سے اٹھ کر کرتا ہے اور یہی آخری کام ہے جو وہ بستر پر جاتے وقت کرتا ہے۔ سو کر اٹھنے پر نماز اور سونے سے پہلے نماز اور پھر دن کے دوران میں تین نمازیں۔ اس طرح سے اسلام یہ چاہتا ہے کہ تمام مختلف حالتوں میں جن سے انسان کو گذرنا پڑتا ہے اس کی روح خدا کی روح سے پیوستہ رہے۔ ایسی حالت میں بھی جیسا کہ انسان سخت مصروفیت کی حالت میں ہو اس کو تمام دنیوی کاروبار سے الگ تھلگ ہو کر خدا کے حضور حاضر ہونا چاہیئے۔ اس اہتمام کا مقصد یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں خدا

تبلیغ بذریعہ خط و کتابت و لٹریچر

مرتبہ ش۔م۔ط۔

دفتر جائنٹ سیکرٹری کی ڈاک سے سرسری طور پر چند خطوط منتخب کر کے قارئین کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔ ان سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ احمدیہ جماعت اکناف عالم میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے کس قدر جدوجہد کر رہی ہے اور اس کے ساتھ تعاون کرنا اس زمانہ میں اسلام کی کس قدر زبردست خدمت ہے۔

اسلامی لٹریچر کی فرمائش

آسٹریلیا (نیوکیسل) سے ڈاکٹر ایلن جے۔ وے۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ایل۔ ایل۔ ڈی پی۔ ایچ۔ ڈی اپنے خط مرقومہ ۲۸ اپریل ۱۹۴۷ء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"قرآن مجید کے مطالعہ کے سلسلہ میں ابھی تک سیل اور راڈویل کے تراجم سے فائدہ اٹھاتا رہا ہوں۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی تسلی بخش نہیں۔ کچھ عرصہ ہوا یہاں کی پبلک لائبریری سے مشہور مولانا محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کا ترجمہ مستعار لینے کا اتفاق ہوا۔

یہ ترجمہ واقعی خوب ہے اور جو تراجم اب تک میری نظر سے گذرے ہیں ان میں سے بہترین ہے۔"

اپنے ایک تازہ خط مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۴۷ء میں ڈاکٹر صاحب موصوف رقم طراز ہیں:۔

"اسلام کے متعلق مفت لٹریچر و ٹریکٹ بھیجنے پر میں آپ کا بہت ممنون ہوں اور آئندہ بھی ان کے وصول کرنے کا ہمیشہ شائق رہوں گا۔ بات یہ ہے کہ ایسی کتب کا آسٹریلیا میں حاصل کرنا سخت مشکل ہے۔ میں صرف مقدس قرآن کے مطالعہ کا ہی شائق نہیں بلکہ مجھے ہندوستانی مسلمانوں کے معاملات میں بہت دلچسپی ہے بہت عرصہ تک میں اس بارے میں آزردہ رہا کہ کہیں نئے ہندوستان میں ان کے ساتھ ۔۔۔ انصاف نہ ہو جس کی اشد ضرورت ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ میں دوبارہ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مسلمانان عالم کی خوشی میں دلچسپی کا اظہار کرتا ہوں۔

آپ کا مخلص

ایلن۔ جے۔ وے

(نوٹ:۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کو انگریزی ترجمۃ القرآن اور اسلام کے متعلق کچھ مزید ٹریکٹ بھیجے گئے)

ایک جرمن نومسلم کی دلی تڑپ

برٹش زون آف جرمنی (لیوبک) سے جناب محمد امان صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"برادر اسلام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کو خط لکھنے کی اور آپ سے چند گذارشات کرنے کی معافی چاہتا ہوں چونکہ جرمنی میں کوئی ایسا شخص نہیں جس سے میں درخواست کروں اس لئے مجبوراً آپ کو تکلیف دے رہا ہوں۔

سنہ ۱۳۵۹ھ سے میں اس کوشش میں تھا کہ جرمنی میں ایک مسلم برادری قائم کر دوں ہم اپنی منزل مقصود پر پہنچنے ہی والے تھے کہ ہٹلر کے نظام جرمنی کی مکمل تباہی سے میرا رابطہ اپنے ان تمام مسلم بھائیوں سے ٹوٹ گیا جو چند سال پیشتر میرے معاون تھے۔ اب میں بالکل تنہا رہ گیا ہوں تمام گذشتہ تعلقات ٹوٹ چکے تھے۔ لیکن میں نے اپنی کوششوں کو ترک نہیں کیا جن کی ابتداء ۶۰-۱۳۵۹ھ میں کی تھی۔ گو مجھے اسلام۔ حدیث۔ تاریخ۔ وغیرہ کے متعلق کافی واقفیت ہے لیکن پھر بھی اس کے متعلق تعلیم دینا میرے لئے مشکل ہے۔ اور یہی امر اس درخواست کا محرک ہے۔ کیا آپ مجھے اس سلسلہ میں کسی زبان میں کتب اور رسالہ جات وغیرہ مہیا کر سکتے ہیں۔ میں عربی لکھ پڑھ اور بول سکتا ہوں۔ انگریزی۔ فرانسیسی لاطینی اور جرمن زبان سے بھی مجھے واقفیت ہے۔ میں آپ کا بہت ہی ممنون ہوں گا اگر آپ میری مدد فرمائیں۔ کیا آپ مجھے آگاہ کر سکتے ہیں کہ میں یہ کتب کن شرائط پر حاصل کر سکتا ہوں۔ شاید آپ مجھے اس سلسلہ میں ہدایت دے سکیں کہ میں کس طرح کام کو جاری رکھوں۔ جس کے لئے میں آپ کا پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ کا مخلص

محمد امان

آپ کو میں پھر مخاطب کرنے کی معافی چاہتا ہوں۔ درامل میری دلی خواہش ہے کہ میں اسلامی جماعت کا ایک سرگرم رکن بنوں۔ ایک ہی چیز ہے جس سے مجھے محبت ہے اور وہ اسلام ہے اور میں ایک خادم کی حیثیت سے اپنی خدمات آپ کے حضور پیش کرتا ہوں۔ محمد امان

اس خط سے ہمارے اس نومسلم بھائی کے اخلاص دلی تڑپ اور اسلام کے متعلق سرگرم مساعی کا اظہار ہوتا ہے ہم نے ان کی خدمت میں اسلام کے متعلق انگریزی فرانسیسی اور جرمن زبان میں مختلف ٹریکٹوں کے دو بنڈل مفت ارسال کئے اور ان کی خدمت میں ایک خط بذریعہ ہوائی ڈاک تحریر کیا۔ جس میں اور امور کے علاوہ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مبلغ انگلستان و جرمنی کا پتہ بھی درج تھا۔ اس بات کا ذکر کرتے ہوئے ہمیں سخت افسوس ہے کہ کتب کے وہ پیکٹ بمبئی سے واپس آ گئے کہ ان کے جرمنی تک پہنچنے کی کوئی صورت نہیں۔ ہم نے صورت حالات سے اپنے اس بھائی کو اطلاع دے دی اور کتب کے پارسل ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کو لندن بھجوا دیئے کہ جب وہ جرمنی تشریف لے جائیں تو کسی نہ کسی طرح یہ کتب خود ان کو دستی پہنچا دیں۔

حال ہی میں اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف عنقریب کچھ عرصہ کے لئے جرمنی جانے والے ہیں۔ امید واثق ہے کہ اسلام کا پیغام اس پیاسی روح تک جلد ہی پہنچ جائے گا۔

سپین میں کتب سلسلہ

ہسپانیہ (میڈرڈ) سے رسالہ الاندلس کے ایک رکن ادارہ لکھتے ہیں۔

سیدی محمد علی صاحب کی کتب ٹیچنگز آف اسلام۔ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی۔ پرافٹ آف اسلام۔ نیو ورلڈ آرڈر اور اسلامائزیشن آف یورپ اینڈ امریکہ وصول پائیں جن کے لئے میں آپ کا بہت شکرگذار ہوں۔

ایک مسلم نوجوان کی نیو ورلڈ آرڈر کے متعلق رائے

لاہور سے چلتے وقت آپ نے از راہ کرم مجھے کچھ کتابیں عنایت فرمائی تھیں، میں نے وہ ساری کتابیں پڑھیں، خصوصاً مولانا محمد علی صاحب کی کتاب نیو ورلڈ آرڈر تمام رات ریل میں پڑھتا آیا اور پھر گھر آ کر اسے دوبارہ پڑھا۔ کتاب میں بعض باتیں ایسی نظر سے گذریں کہ میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ مثلاً مولانا نے نماز کی ضرورت کی جس خوبی سے وضاحت فرمائی ہے اسے پڑھ کر طبیعت آپ ہی آپ آمادۂ زہد و طاعت ہو جاتی ہے۔ مذہب کی طرف سے میرے دل میں جو کچھ شکوک پیدا ہو چلے تھے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے وہ بڑی حد تک دور ہو گئے۔ معاشی بحث میں مولانا نے اسلامی نقطہ نگاہ کی جو ترجمانی کی ہے اس کا مجھ پر بہت زیادہ اثر ہوا۔ مجھے امید ہے کہ مولانا کی نئی نئی تصنیفات سے آپ مجھے محروم نہ رکھیں گے۔

(حفیظ سید ذاکر اعجاز)

مفت لٹریچر

سندھی زبان میں محمد مصطفےٰ (سیرت رسول کریم صلعم) کا ترجمہ مفت تقسیم کے لئے دفتر میں موجود ہے جو احباب منگوانا چاہیں محصول ڈاک و پیکنگ کے لئے ۲/ بھیج کر دفتر جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور سے منگوالیں۔

سرینگر میں یوم مسیح موعودؑ

سرینگر ۲۶ مئی ۱۹۴۷ء۔ آج بعد نماز شام مسجد احمدیہ قلمدان پورہ سرینگر میں یوم مسیح موعود کی تقریب پر ایک جلسہ زیر صدارت ڈاکٹر نذیر الاسلام صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ منعقد ہوا۔

جلسے کا آغاز ملک محمد مقبول صاحب نے تلاوت قرآن پاک سے کیا۔

ڈاکٹر بشیر محمود صاحب نے درثمین میں سے ایک نظم خوش الحانی کے ساتھ پڑھی۔ پھر مولوی محمد شفیع صاحب دیندار نے ایک عالمانہ اور بلند پایہ تقریر میں حالات حاضرہ کا نقشہ کھینچا۔ اور فرمایا کہ اس وقت خدا کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے۔ اس سے وہی بچ سکیں گے جو اسلامی اصولوں پر عمل کریں گے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے پیش کردہ لائحہ عمل پر عمل کر کے تبلیغ اسلام کو شعار بنائیں گے یہ تقریر بہت پسند کی گئی۔

اس کے بعد مولوی عبدالغفار صاحب نے مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو واضح کیا۔ پھر عزیز کاشمیری ایڈیٹر دوستی سرینگر نے ارشادات مسیح موعود سنائے جو بہت پسند کئے گئے۔

آخر میں صاحب صدر ڈاکٹر نذیر الاسلام صاحب نے ایک مقالہ پڑھ کر سنایا اور ثابت کیا کہ ڈاکٹر اقبال مرحوم حضرت مرزا صاحب کے ہی فلسفہ سے متاثر تھے آپ کے ہی فلسفہ کو پیش کرتے تھے۔ اگرچہ برملا طور پر انھوں نے اس کا اعتراف نہیں کیا۔ لیکن حقائق چھپے نہیں رہ سکتے وہ وقت عنقریب آئے گا جب حضرت مسیح موعودؑ کی قدر و منزلت کا اعتراف سارے لوگ کریں گے۔

جلسہ کامیاب رہا۔ قادیانی جماعت کے دوستوں نے بھی جلسے میں شرکت کی۔ اور پروگرام میں حصہ لیا۔

نامہ نگار

ارشاد امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔

(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔ (محمد علی)

پیغام صلح

جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۷ ذی الحج ۱۳۶۶ھ | نمبر ۳۸

مولینا مصطفیٰ خان صاحب مرحوم

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

مولینا مصطفیٰ خان صاحب کا سانحہ ارتحال جس کی افسوسناک خبر گذشتہ اشاعت میں درج کی جا چکی ہے، ایک بہت بڑا قومی حادثہ ہے، جس پر جس قدر بھی رنج والم کا اظہار کیا جائے کم ہے، جن لوگوں کو مولینا مغفور کے پاس بیٹھنے، ان کے حالات کو مطالعہ کرتے ان کی باتیں سننے اور ان کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقعہ ملا ہے، (اور ان میں سے ایک راقم الحروف بھی ہے) وہ اس بات کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ مولینا ممدوح کی وفات سے سلسلہ احمدیہ میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کو کسی صورت میں پورا نہیں کیا جا سکتا، اپنی علمی اور دینی واقفیت عمیق نظر، معاملہ فہمی، بات کی گہرائیوں تک پہنچنے کی قابلیت، شگفتہ بیانی، اور مجالس میں بھی علمی ذوق کا اظہار، حضرت مسیح موعود کے ساتھ محبت وعشق، صاف بیانی اور بڑے سے بڑے انسان کے عیب کو اس کے منہ پر کہہ دینے کی جرأت، دوستوں سے دلی لگاؤ اور ان کی خاطر خدمت، ہر کس وناکس کے ساتھ دلی محبت واخلاص کا برتاؤ اور ضرورت کے وقت ان کی ہر ممکن خدمت، انگریزی اردو تصانیف کا مشغلہ اور اشاعت اسلام کے لئے دلی تڑپ اور کوشش یہ وہ صفات حسنہ ہیں جو مولینا ممدوح میں بدرجۂ اتم پائی جاتی تھیں اور آج بہت ہی تھوڑے لوگ ہیں جن میں یہ صفات بحیثیت مجموعی پائی جاتی ہیں۔

مولینا ممدوح کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص علمی ذوق عطا فرمایا تھا جس کو پورا کرنے کے لئے ابتدا ہی سے قدرت نے ان کو مناسب سامان اور مواقع عطا کر دیئے جب آپ بی اے میں پڑھتے تھے تو کالج کی علمی مجلس کے روح ورواں تھے اور کئی مرتبہ آپ کی تقریر اور آپ کے دلائل سنکر کالج کے انگریز پرنسپل کے منہ سے احسنت و مرحبا کی صدا بلند ہوتی تھی، بی اے پاس کرنے کے بعد غالباً ۱۲-۱۹۱۱ء میں ایک علمی و ادبی پرچہ جس کا نام ہی "ادب" تھا آپ نے پٹیالہ سے جاری کیا جہاں آپ کے والد ماجد حضرت مولینا عبداللہ خان صاحب مرحوم مغفور بسلسلہ ملازمت قیام فرماتے تھے، یہ رسالہ بہت تھوڑا عرصہ جاری رہا اور شاید جماعت کے بہت کم احباب کو اس سے بہرہ ور ہونے کا موقعہ ملا، ۱۹۱۴ء میں سلسلہ احمدیہ کے اندر اختلافات ہو جانے کے بعد آپ کو بزرگان سلسلہ کے اصرار پر ریاست کی ملازمت چھوڑ کر لاہور آنا پڑا اور آپ کی ادارت میں "العصر" کے نام سے ایک روزنامہ لاہور سے جاری ہوا، مولینا عبداللہ العمادی اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لالہ تیرتھ رام اس کے ایڈیٹوریل سٹاف میں تھے، بعد میں یہ روزنامہ ہفتہ وار ہو گیا اور مولانا تاجور نجیب آبادی بطور اسسٹنٹ ایڈیٹر کام کرتے تھے، اس اخبار کے متعلق مولینا ظفر علی خاں نے یہ اعتراف کیا۔۔۔ کہ یہ میری توقع سے بڑھکر ثابت ہوا اس کے بعد آپ انجمن کی ملازمت میں لے لئے گئے جس کے دوران میں آپ نے متعدد کتابیں لکھیں جن میں نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ اور تربیت اولاد بالخصوص قابل ذکر ہیں۔

غالباً ۲۵-۱۹۲۴ء میں آپ نے ایک سہ ماہی انگریزی رسالہ "اسلامک ورلڈ" کے نام سے بطور خود جاری کیا، جس کا مقصد پادری زویمر کے رسالہ "مسلم ورلڈ" کا جواب دینا اور اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنا تھا یہ رسالہ کچھ مدت تک کامیابی کے ساتھ چلتا رہا لیکن حالات کی ناسازگاری نے اسے جاری نہ رہنے دیا اس کے بعد آپ نے تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع کیا چنانچہ آپ کی دو انگریزی کتابیں "دی کنگڈم آف ہیون" اور "پنجسورہ" کے نام سے شائع شدہ موجود ہیں، مؤخرالذکر کتاب میں قرآن کریم کی پانچ سورتیں اور ان کا انگریزی ترجمہ اور تشریح ہے اور اسلام اور قرآن کریم پر ایک مبسوط مقدمہ بھی لکھا ہے، جو انگریزی خوان طبقہ کے لئے بہت مفید ہو گا، ایک دو اور انگریزی کتابیں آپ نے لکھیں لیکن ان کو چھپوانے کی نوبت ابھی نہیں آئی، ان میں سے ایک حدیث پر ہے اور دوسری کا نام ہے "حافظ اینڈ ہز پوئٹری"۔ اس کے علاوہ ایک اردو کتاب "غزوات نبوی" کے نام سے آپ نے شائع کی جس میں رسول اللہ صلعم کی جنگوں پر دلچسپ پیرایہ میں تبصرہ کیا گیا ہے

۱۹۳۰ء میں آپ کو بطور امام مسجد ووکنگ، اور ایڈیٹر رسالہ "اسلامک ریویو" تبلیغ کیلئے ولایت جانا پڑا، جہاں راقم الحروف ووکنگ مشن کے دفتری کام کے لئے چھ ماہ پہلے سے قیام پذیر تھا، اس سلسلہ میں پورے دو سال آپ کی معیت رہی، اور آپ کی علمی قابلیت اور حسن اخلاق سے زیادہ مستفید ہونے کا موقعہ ملا "اسلامک ریویو" میں آپ کے مضامین نہایت پسندیدہ نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے، اور ایک انگریز پروفیسر نے اپنی خط وکتابت میں خاص طور پر آپ کی انگریزی زبان کی تعریف کی۔۔۔ لوگ ان مضامین کو پڑھکر اسلام کے قریب آگئے اور مزید خط وکتابت کے بعد اسلام میں داخل ہو گئے، مضامین نویسی کے علاوہ مسجد ووکنگ میں ہفتہ وار لیکچر، لندن میں نماز جمعہ، مختلف سوسائٹیوں اور اداروں کی درخواست پر لندن اور دیگر مقامات پر لیکچروں کا سلسلہ، عیدین کی نمازیں اور خطبات اور اسی قسم کی بیسیوں مصروفیات تھیں جن میں رات دن انہماک رہتا تھا، اور خدا کے فضل سے خانصاحب ممدوح ان تمام مصروفیات سے نہایت عمدگی کیساتھ عہدہ برآ ہوتے اور مشن کی کامیابی کا موجب ہوتے تھے۔ ووکنگ مشن ان دنوں انگلستان میں واحد اسلامی مرکز تھا اور نہ صرف انگلستان کے مختلف حصص بلکہ امریکہ اور دیگر مختلف ممالک، بلکہ اسلامی ممالک سے بھی مختلف قسم کے سوالات آتے تھے، خود حکومت انگلستان اسلام کے متعلق کئی باتوں میں امام مسجد ووکنگ سے استصواب کرنا ضروری سمجھتی تھی اور خدا کے فضل سے مولانا مصطفیٰ خان صاحب ان تمام امور کو نہایت عمدگی سے سرانجام دیتے تھے۔

انہی ایام میں لندن سے ایک فلم بننے کا اعلان ہوا جس کا نام "مکہ" رکھا گیا خانصاحب ممدوح نے اسی وقت لارڈ چیمبرلین کو جو فلم پاس کرنے کے ذمہ دار تھے ایک چٹھی لکھی، اور دریافت کیا کہ اس فلم کا نام "مکہ" کس خیال سے رکھا گیا ہے کیا اس کے اندر کوئی ایسا تو نہیں جس میں بلکہ معظمہ کی توہین مضمر ہو اور مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہو؟ اس کے علاوہ "مکہ" نام پر بھی اعتراض کیا اور اس کو بدل لینے کے لئے کہا، لارڈ چیمبرلین نے آپ کو اپنے ہاں دعوت دی اور دوران گفتگو میں بتایا کہ فلم کے اندر کوئی ایسی بات نہیں بلکہ ایک انگریزی محاورہ کے مطابق کہ جب ایک شخص اپنے انتہائی مقصد کو پہنچ جاتے تو کہا جاتا ہے

"He has reached his M-ecca" اس فلم کا نام مکہ رکھا گیا ہے تاہم مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے اس نام کو بدل دینے کا حکم دے دیا گیا ہے۔

اسی طرح لندن سے ایک یونیورسل انسائیکلو پیڈیا شائع ہونا شروع ہوئی، تو خانصاحب ممدوح نے اس کے چیف ایڈیٹر کو خط لکھا کہ اسلام اور قرآن کریم کے متعلق اگر کوئی مضمون اس میں لکھا جائے تو مجھ کو شائع کرنے سے پہلے انہیں دکھا لیا جائے اس کے جواب میں اس مضمون کے پروف ان کے پاس آگئے یہ مضمون بہت سی غلطیوں سے پُر تھا اس لئے خانصاحب ممدوح نے اس کو ناپسند کرتے ہوئے خود ایک مضمون لکھکر بھیج دیا جس کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا گیا، یہ مضمون انسائیکلو پیڈیا کو دیکھیں "قرآن" کے عنوان کے ماتحت درج ہے۔

اسی قسم کی کئی باتیں ہیں جو دوران قیام انگلستان میں پیش آئیں اور جو خانصاحب ممدوح کی علمی قابلیت پر دال ہیں لیکن ان سب کو یہاں درج کرنے کی گنجائش نہیں نومسلمین کے ساتھ آپ کے نہایت گہرے تعلقات تھے، جو ہندوستان آنے کے بعد بھی قائم رہے اور ان میں سے کئی کے ساتھ خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہا آپ کے حسن اخلاق کا ان کے [illegible] نہایت گہرا نقش تھا اور آپ کی [illegible] وقت کئی لوگ تھے جو کہ [illegible] سے نہ تھیں۔

انگلستان سے واپس آکر آپ [illegible] عرصہ "لائٹ" اور "پیغام صلح" کی ادارت [illegible] کام پر متعین رہے، لیکن تھوڑے عرصہ [illegible] ملازمت انجمن سے الگ ہو کر [illegible] تالیف کا کام شروع کر دیا، اور رسالہ "اسلامک ورلڈ" جاری کیا جس کا [illegible] ہو چکا ہے ہاں اس سلسلہ میں [illegible] آپ کی تبلیغی خط وکتابت [illegible] جس کا ذکر آپ وقتاً فوقتاً [illegible] میں کرتے رہتے اور اس طرح [illegible] میں بھی تبلیغی جوش بیدا کرنے کی کوشش [illegible]

حضرت مسیح موعود اور سلسلہ احمدیہ سے آپ کو گہری محبت تھی جس کا اظہار [illegible] آپ کے ان مضامین سے [illegible] جو وقتاً فوقتاً پیغام صلح میں شائع ہوتے رہتے تھے، آپ کی تحریر بہت شستہ [illegible] اور ادبی چاشنی رکھتی تھی، [illegible] سلسلہ کو [illegible] کی سیرت [illegible]

اخبار و افکار

وحدت نسلِ انسانی

مسز سروجنی نائیڈو نے دہلی میں فیڈریشن آف ورلڈ فیلوشپ کے پانچویں سالانہ اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:-

"میں کسی عقیدہ یا مذہب کی قائل نہیں میرے نزدیک مذہب سے مراد نسل انسانی کی وحدت ہے اور یہی ایک چیز ہے جو مذہب کو ایک زندہ لفظ اور زندہ نصب العین بنا سکتی ہے"

کاش مسز نائیڈو کو کوئی بتانے والا ہوتا کہ نسل انسانی کی وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک ایک خدا کو نہ مانا جائے خدا ایک ہے اور تمام نسل انسانی اس کی مخلوق ہونے کے لحاظ سے وحدت رکھتی ہے، یہی اسلام ہے جس کا سبق آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے عرب کے ایک امی انسان صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا آج بھی نسل انسانی کی وحدت اگر قائم ہو سکتی ہے تو اسی تعلیم پر چل کر اور ایک خدا کو مان کر ہی ہو سکتی ہے وقت آنے والا ہے کہ دنیا اس طرف آئیگی اور اسے محمد رسول اللہ صلعم کے جھنڈے کے نیچے آکر توحید الٰہی اور وحدت نسل انسانی کا قائل ہونا پڑے گا۔ اس کے ساتھ ہی ہم مسز نائیڈو سے یہ بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ کیا وحدت انسانی کا سبق وہ اپنے کانگریسی بھائیوں کو بھی پڑھائیں گی جو ہندوستان کی پسماندہ اقوام کو انسانیت کا بھی درجہ دینے کے لئے تیار نہیں اور ہندوؤں کے سوائے دوسری اقوام کو ان کے جائز حقوق سے بھی محروم رکھنے پر تلی ہوئی ہے۔

آزاد ہندوستان میں مذہبی تعلیم

عارضی حکومت کے ممبر تعلیم مولینا ابوالکلام آزاد نے ہندوستان کی آیندہ قومی حکومت میں تعلیم کو بلند ترین حیثیت دینے کے متعلق پریس کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"اگر حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ تعلیم میں مذہب کو بھی شامل کیا جائے تو یہ نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی تعلیم جو دی جائے وہ بہترین طرز کی ہو، وہ مذہبی تعلیم جو ہندوستان میں عام طور پر پرائیویٹ سکولوں میں دی جاتی ہے وہ اس قسم کی ہوتی ہے۔ بجائے اس کے کہ اس سے نقطۂ نظر وسیع ہو اور تمام انسانوں کے ساتھ رواداری اور خوش خلقی کی سپرٹ پیدا ہو بالکل برعکس نتائج پیدا ہوتے ہیں"

مولینا نے فرمایا کہ

"یہ ہو سکتا ہے کہ مذہبی تعلیم حکومت کے زیر نگرانی پرائیویٹ سکولوں کی نسبت [illegible] سپرٹ میں دی جا سکے"

"تمام مذہبی تعلیم کی غرض و مدعا یہ ہونا چاہیئے کہ لوگ زیادہ روادار وسیع القلب بن جائیں اور میری یہ رائے ہے کہ یہ کام زیادہ مؤثر طریق سے سر انجام پا سکتا ہے اگر پرائیویٹ سوسائٹیوں کے بجائے خود حکومت اس کام کو ہاتھ میں لے، میں اس بارہ میں حکومت کے فیصلہ سے جلد اطلاع دوں گا"

"رواداری" "خوش خلقی" "وسیع القلبی" کتنے خوش کن لفظ ہیں جو ہندوستان کی آیندہ مذہبی تعلیم کے لئے ضروری سمجھے گئے ہیں جہاں تک اسلام اور مسلمانوں کا تعلق ہے وہ پہلے بھی ان الفاظ کے صحیح معنوں پر عمل پیرا ہیں اور آیندہ بھی ان کا سبق لینے کے لئے تیار رہیں گے لیکن نہ اس حد تک جہاں تک خود مولینا آزاد کی رواداری، خوش خلقی اور وسیع القلبی انہیں لے گئی ہے جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے۔ یہ کتنا غلط ہے کہ پرائیویٹ سکولوں کی مذہبی تعلیم نے برعکس نتائج پیدا کئے ہیں، ہاں اس میں شک نہیں کہ مولینا آزاد کی مسلم کش رواداری اس سے پیدا نہیں ہوئی اور نہ مسلمان آیندہ ایسی رواداری کا سبق لینے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں، اس سبق کی سب سے زیادہ ضرورت اس قوم اور ان مجالس کو ہے جن کے اندر مولینا اس وقت بیٹھے ہیں کاش وہ اس طرف توجہ دیں۔

"مرزا صاحب کی برائی"

۷ مارچ کے "اہلحدیث" میں مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:-

"مرزا صاحب میں یہ برائی تھی جس کی وجہ سے میں ان سے رنجیدہ ہوں وہ جو بات خدا کے نام سے بشکل الہام کہتے تھے وہ جھوٹی ثابت ہوتی تھی.. اس لئے موصوف اس آیت قرآنیہ کے ماتحت آ گئے تھے یا کم از کم میں ان کو اس آیت کے ماتحت سمجھتا ہوں انما یفتری الکذب الذین لا یومنون بآیات اللہ، میرا جواب اگر کسی کو تلخ محسوس ہو تو اس میں میرا قصور نہیں ہے"

مولوی صاحب کی تلخ نوائی کا شکریہ اگر وہ غور کریں تو جو آیت انھوں نے پیش کی ہے وہ حضرت مرزا صاحب کے بجائے خود ان کے مناسب حال ہے، کیونکہ اس میں آیات اللہ پر ایمان نہ لانے والوں کو جھوٹے اور مفتری قرار دیا گیا ہے نہ کہ آیات اللہ کے پیش کرنیوالوں کو، اس سے پہلی آیات میں ہے قالوا انما انت مفتر بل اکثرھم لا یعلمون کہتے ہیں کہ تو مفتری ہے بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے پس وہ خود سوچ لیں کہ آیات اللہ کا مکذب کون ہے اور کون آیات اللہ پیش کرنے والے کو مفتری قرار دیتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب میں مولوی صاحب کو یہ برائی نظر آئی ہے کہ ان کے الہامات جھوٹے ثابت ہوئے حالانکہ یہی الہامات ہیں جن سے سینکڑوں اور ہزاروں انسانوں کے ایمان اللہ تعالیٰ کی ہستی پر تازہ ہو گئے اور خدا تعالیٰ اپنے تازہ نشانوں کیساتھ دنیا پر ظاہر ہو گیا۔ مولوی صاحب کو یہ الہامات جھوٹے نظر آئیں تو اس میں مرزا صاحب کی برائی یا قصور نہیں یہ ان کی اپنی طبیعت کا خاصہ ہے۔

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

پردہ اور اسلام

گاندھی جی نے اپنی ایک تقریر میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ۔

"حقیقی پردہ دل کا ہوتا ہے جو عورت پردے میں سے جھانکتی ہے اور جس مرد پر اس کی نگاہ پڑتی ہے اس کا خیال دل میں لاتی ہے وہ پردے کی خلاف ورزی کرتی ہے"

"مہاتما جی" کو غلطی لگی ہے حقیقی پردہ دل کا نہیں بلکہ نگاہ کا ہوتا ہے دل پر تو اسی چیز کا اثر ہوتا ہے جس کو آنکھ دیکھتی ہے، اسی لئے اسلام نے جس پردہ کا حکم دیا وہ آنکھ کا پردہ ہے قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون وقل للمومنت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا

مومن مردوں سے کہدو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ بات ہے۔ اللہ تعالیٰ خبردار ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور مومن عورتوں سے کہدو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اسکے جو چار و ناچار ظاہر کرنا پڑے۔

کس قدر پاکیزہ تعلیم ہے نہ مرد غیر عورت کو دیکھیں نہ عورت غیر مرد کو دیکھے اپنی نگاہیں نیچی رکھیں تاکہ نہ تاک جھانک ہو اور نہ دل پر کوئی اثر پڑے اس سے زیادہ محفوظ پردہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

موجودہ پردہ اور اظہار زینت

انہی آیات میں قرآن کریم نے مردوں اور عورتوں دونوں کو اپنی فروج کی حفاظت کا بھی حکم دیا اور ساتھ ہی عورتوں کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ وہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔

یہ ایسی چیز ہے جس کی طرف سب سے زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے آج دنیا میں جس قدر جنسی خرابیاں اور بداخلاقیاں پیدا ہو رہی ہیں ان کا بڑا حصہ اسی ارشاد الٰہی کی عدم تعمیل کا نتیجہ ہے اور افسوس ہے کہ غیر قومیں تو ایک طرف رہیں خود مسلمانوں میں بھی اس قرآنی ارشاد پر عمل کی چنداں ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ موجودہ زمانہ کے ریشمین اور بھڑکدار برقعے کیا پردہ کا موجب ہیں یا اظہار زینت کا؟ کاش قوم کے اہل دانش و بینش اس پر غور کریں اور اس روز افزوں خرابی کے انسداد کی کوئی صورت سوچیں۔

شذرات

شیعی رسالہ "الواعظ" نے قرآن کریم کی آیت ان من شیعتہ لابراھیم سے استدلال کرتے ہوئے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو بھی شیعہ قرار دیا ہے اور اس کے جواب میں اخبار "اہلحدیث" لفظ شیعہ کے لغوی اور اصطلاحی معنے پیش کر کے یہ ثابت کر رہا ہے کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام شیعہ نہ تھے، یہ ہیں ہمارے مولویوں کے اشغال، کیسی ضروری بحثوں میں اخبارات کے اوراق سیاہ کئے جا رہے ہیں، کیا تعلق ہے اس بحث کو امت کی اصلاح احوال کیساتھ جس کا بیڑہ ان علمائے کرام نے اٹھا رکھا ہے سچ فرمایا اقبال مرحوم نے ؎

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی

حضرت ابراھیم علیہ السلام کے متعلق اس سے قبل بھی ایک بحث ہو چکی ہے جس کا جواب قرآن نے دیا ہے ما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ ایک راست رو مسلمان تھے، یہی جواب شیعہ حضرات کو بھی ہے۔ کاش وہ بھی حضرت ابراھیمؑ کی طرح حنیفا مسلما بن کر فضول بحثوں میں وقت ضائع کرنے کے بجائے دوسروں کی ہدایت کا موجب ہوں۔

اسی قسم کا ایک اور لطیفہ سن لیجئے عرصہ ہوا ایک مجلس میں یہ بحث چل پڑی کہ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں کی نیاز دینی جائز ہے یا نہیں، ایک اہلحدیث بزرگ نے جو اس مجلس میں موجود تھے اس کی سختی سے تردید کی جس کے جواب میں ایک اور بزرگ نے جو سنی مذہب رکھتے تھے بڑی سنجیدگی سے فرمایا کہ جناب آپ کیا فرماتے ہیں گیارہویں کی نیاز تو خود رسول خدا صلعم بھی دیتے رہے ہیں۔

ان بزرگ کی تاریخ دانی اور علم وفضل [illegible]

مُسلمانوں کے موجودہ مصائب میں اُن کی بھلائی اور ترقی کا راز

ابھی اور مصائب آنیوالی ہیں تا کہ خدا کے نور کو پھیلانے کی ہمت پیدا ہو

جماعت احمدیہ ان مصائب سے کیونکر بچ سکتی ہے

عربی ممالک در قادیانی جماعت پر ہمارے خیالات کا اثر

مرمت برلن مسجد کے لئے آخری اپیل

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۴۷ء

ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتٰب من قبل ان نبراھا۔ (الحدید: ۲۲)

مصائب کا تعلق انسانی زندگی سے مصائب کا تعلق انسان کی زندگی کے ساتھ لازم و ملزوم ہے، بغیر مصائب کے انسانی زندگی کا خیال ہی نہیں کیا جاسکتا نہ صرف یہ بلکہ اس سے آگے ایک مقام ہے انسان کے نفس کی تکمیل نہیں ہوتی جب تک اسے مصائب کی بھٹی میں سے نہیں گذارا جاتا تکمیل نفس کا یہ ایک ذریعہ ہے کہ انسان مصیبتوں میں سے ہو کر گزرے۔

انبیاء کے مصائب وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ پاک پیدا کرتا ہے اور ان کی زندگی پاکیزگی کی زندگی ہوتی ہے الانبیاء وہ کامل لوگ، کامل انسان جو دوسروں کو کامل بنانے کے لئے آتے ہیں اشد بلاءً ان کی مصیبت اور بھی زیادہ سخت ہوتی ہے وہ معمولی انسانوں کی سی مصائب میں نہیں بلکہ بڑی بڑی سخت مشکلات میں ڈالے جاتے ہیں جنہیں معمولی انسان برداشت بھی نہیں کر سکتے۔

مصائب کس طرح آتی ہیں قرآن کریم جو ایک کامل کتاب ہے اس کی تعلیم میں لازماً انسان کے لئے اس ہدایت کی ضرورت بھی تھی کہ مصائب کا مقابلہ وہ کس طرح پر کرے تو اپنا ایک قانون بیان فرماتا ہے کہ ایک تو دیکھتے ہو کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے تم پر مصائب وارد ہوتی ہیں تمہارے عزیزوں پر مصیبت آتی ہے تمہاری قوم پر مصیبت آتی ہے وہ چاہے قضا و قدر کا نتیجہ ہو چاہے دشمنوں کی طرف سے آئیں یا دوستوں کی طرف سے بھی مصائب اُٹھانے پڑتے ہیں حتیٰ کہ انبیاء پر بھی صرف دشمنوں کی طرف سے مصائب نہیں آئے بلکہ قضا و قدر سے اور بعض وقت دوستوں کی طرف سے بھی دکھ اُٹھانے پڑے تو فرماتا ہے ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم جو کوئی بھی مصیبت آتی ہے خواہ وہ زمین میں ہو یعنی زمینی مصیبت ہو جیسے قحط، زلزلہ وغیرہ یا تمہاری اپنی جانوں کے اندر ہو مثلاً تمہارا کوئی عزیز مر جاتا ہے تمہیں کوئی دکھ پہنچتے ہیں کسی کی باتوں سے تمہیں اذیت ہوتی ہے الا فی کتاب من قبل ان نبراھا جو بھی مصیبت پیش آئے، وہ قبل اس کے کہ پیدا ہو کتاب کے اندر اس کا ذکر موجود ہے۔

براء اور خلق براء پیدا کرنے کو کہتے ہیں خلق عام ہے اور زیادہ تر اجسام کے پیدا کرنے پر بولا جاتا ہے اور براء کا لفظ جو ہر اور روح کے پیدا کرنے پر بولا جاتا ہے جیسے فرمایا الخالق البارئ جسموں کے پیدا کرنے والا اور روحوں کو بھی پیدا کرنے والا۔

مصائب کے متعلق قانون الٰہی تو فرمایا جو کوئی بھی مصیبت آتی ہے وہ وقوع میں آنے سے پہلے ایک کتاب کے اندر لکھی ہوئی ہے کیا مطلب وہ خدا کے ایک اٹل قانون کے اندر آتی ہے اور خدا کا قانون اسی طرح واقعہ ہوا ہے کہ جو کچھ ہونا ہوتا ہے، جو دکھ اور تکالیف آنے والے ہوتے ہیں ان کے اسباب جمع ہوتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ نتیجہ پیدا ہو جاتا ہے یہ خدا کے قانون کے ماتحت ہوتا ہے۔

مصائب میں انسان کی بھلائی اور تکمیل نفس ایک خدا کا بندہ دکھوں اور مصائب کے اندر اس بات پر ایمان رکھتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس میں میری بھلائی ہے کسی دوسری کتاب میں ایسا نہیں لکھا قرآن کریم ہی نے اس کو واضح کیا ہے کہ جب تم پر مصائب و مشکلات آئیں اور دنیا میں کون ہے جو مصائب سے بچا ہوا ہے جو جیئے گا اسکو مصائب اور دکھ بھی پیش آئیں گے اس کے دوست اس کی آنکھوں کے سامنے مریں گے اس کے عزیز و اقارب فوت ہوں گے، خود اس پر مصائب اور دکھ وارد ہوں گے ایسی حالت میں ایمان رکھو اس بات پر کہ اس میں خدا کی طرف سے کوئی بھلائی تمہارے لئے ہے دونوں باتیں ہیں ایسے اسباب جمع ہوتے چلے جاتے ہیں جن کا نتیجہ وہ مصائب ہیں اور دوسرے یہ کہ اس میں انسان کی تکمیل نفس کا سامان رکھا گیا ہے۔ یہ دونوں باتیں فی کتاب من قبل ان نبراھا خدا کی کتاب میں اس کے اٹل قانون میں پہلے سے مقرر ہو چکی ہیں۔

موجودہ مسلمانوں سے خطاب قرآن کا بہت سا حصہ ایسا ہے جو آج اس زمانہ کے لئے خصوصیت سے ہے اسی سورت (الحدید) میں اس سے پہلے یہ لفظ آتے ہیں الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون (الحدید: ۱۶) کیا ابھی وقت نہیں آیا مومنوں پر کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لئے اور جو کچھ حق سے نازل ہوا ہے اس کے سامنے جھک جائیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو پہلے کتاب دی گئی مگر ان پر ایک لمبا زمانہ گذر گیا اور ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں معلوم ہوا یہ آیت بالخصوص اس زمانہ کے مسلمانوں کے لئے ہے جن پر لمبا زمانہ گذر چکا ہے ان کو یاد دلایا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل بھی اہل کتاب کی طرح لمبا زمانہ گذر جانے کی وجہ سے سخت ہو جائیں ۔۔ اور تم فاسق بن جاؤ۔

مسلمانوں کے موجودہ مصائب کے متعلق رسول اللہ صلعم کی پیشگوئی یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اس کی تفسیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سیفتح علی امتی باب من الفتن فی اخر الزمان لا یسدہ شئی میری امت پر آخری زمانہ میں مصائب کا ایک ایسا دروازہ کھولا جائیگا کہ کوئی چیز اسکو بند نہ کر سکے گی، کوئی چیز ان مصائب کو روک نہ سکے گی اس لئے آج اگر ہم پر مصائب آ رہے ہیں تو یہ نہ سمجھو کہ یہ علم الٰہی میں نہ تھے اس کا علم تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہلے سے ہماری تسکین کے لئے ہمارے ازدیاد ایمان کے لئے دے دیا گیا اور آپ نے بتا دیا کہ آخری زمانہ میں میری قوم پر مصائب کا ایک ایسا دروازہ کھلنے والا ہے جس کو کوئی چیز بند نہ کر سکے گی، یعنے وہ مصائب آ کر رہیں گی۔

ان مصائب کا علاج مگر لا علاج بیماری کا بھی علاج موجود ہے اس کے ساتھ ہی آپ نے فرمایا۔ یکفیکم منہ ان تلقوہ بھٰذہ الاٰیۃ تمہارے لئے یہ کافی ہوگا کہ اس آیت وما اصاب من مصیبۃ الخ سے اس کا مقابلہ کرو، یعنے اس آیت کو پڑھکر اپنے دل کو تسلی دو کہ یہ خدا کی مشیت اور قانون کے ماتحت ہے اور اس میں ہماری بھلائی کا سامان ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں پر مصائب تو یہ بات اس وقت کیا آج سے کئی سال پیشتر سے امت محمدیہ پر وارد ہو رہی ہے اور وہ طرح طرح کے مصائب میں مبتلا ہے اور ان مصائب کے دروازے اور بھی فراخ ہوتے جا رہے ہیں ہمارا ملک بھی جو بڑے امن کے اندر تھا، حتیٰ کہ جنگوں کے اندر بھی اگرچہ دنیا کے دوسرے ممالک طرح طرح کے مصائب میں مبتلا ہوئے مگر یہ ملک بہت حد تک بچا رہا آج اس ملک پر بھی باب من الفتن کا مصائب و مشکلات کا ایک دروازہ کھولا گیا ہے۔

مصائب نے تکفیر کی بیماری دُور کر دی لیکن یاد رکھئے ان مصائب میں ہی امت کی بھلائی کے سامان موجود ہیں دیکھئے ایک بیماری مسلمانوں میں پیدا ہوئی کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہتے اور تفرقہ و انتشار پیدا ہو جاتا اور تکفیر تک نوبت پہنچ جاتی تھی آج جو مصائب مسلمان قوم پر وارد ہوئے تو مسلمانوں کے اندر ایک اتحاد پیدا ہو گیا جو بہت بڑی دولت خرچ کر کے بھی پیدا نہ ہو سکتا تھا، بہتیری کوششیں اس تکفیر کی بیماری کو دُور کرنے کے لئے کی گئیں بہتیرا زور مارا گیا بہت ڈرایا گیا اور اس کے بد نتائج سے آگاہ کیا گیا لیکن یہ بیماری دور نہ ہوئی، آج خدا نے ایسا تازیانہ لگایا کہ خود بخود سب متحد ہو گئے۔ میں مانتا ہوں کہ اب بھی بعض کالی بھیڑیں ہیں جو اس اتحاد میں رخنہ انداز ہیں لیکن بحیثیت مجموعی مسلمان قوم میں اتحاد پیدا ہو چکا ہے۔

مصائب نے ایثار کا جذبہ پیدا کر دیا بلکہ ایک اور بات بھی آپ دیکھیں گے وہ ایثار

مجازی نبوت کی تشریح

از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی

فرقان بابت مئی ۱۹۴۷ء میں مولانا جلال الدین صاحب شمس نے حقیقۃ الوحی میں استفتاء کی عبارت:

"سمیت نبیاً من اللہ علے طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت"

کی تشریح کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مجازی نبی بھی نبی ہوتا ہے۔ مولانا جلال الدین صاحب بہت بڑے فاضل اور اعلیٰ درجہ کے مبلغ احمدیت ہیں مگر ان کی پیش کردہ تشریح تو ان کے مذہب کے خلاف ہے۔

مولانا فرماتے ہیں:-

"مستقل طور سے د علے طریق المستقلہ سے مراد براہ راست نبوت حاصل کرنا ہے"

اس کے ثبوت میں مولانا نے تین حوالے پیش کئے ہیں جن میں سے آخری حوالہ حسب ذیل ہے:-

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے"

اس عبارت کے بعد ایک غلطی کے ازالہ میں جو فقرہ ہے وہ یہ ہے:-

"اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا"

مگر مولانا نے یہ فقرہ نقل نہیں کیا حالانکہ سارے غلطی کے ازالہ کی جان یہی فقرہ ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ غلطی کے ازالہ میں الفاظ:-

"نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں"

سے کیا مراد ہے۔ قادیانی احباب عموماً اس فقرہ کو حذف کر جاتے ہیں کیونکہ اس کے پہلے تو یہ ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں، جس کے سیدھے معنے یہ ہوتے کہ حضرت مسیح موعود مستقل پر نہ شریعت لانے والے نبی ہیں اور نہ بغیر شریعت نبی ہیں۔ اب رہا آپ کا غیر مستقل طریق پر نبی ہونا جس سے مراد فنا فی الرسول ہو کر کسی رنگ میں یا ظلی طور

پر نبی ہونا یہ کوئی نیا دعوےٰ نہیں بلکہ یہ ازالہ اوہام سے بھی پہلے کا دعوےٰ ہے اور جب قادیانیوں کی طرح غیر احمدی حضرات نے اس سے مراد دعوےٰ نبوت لی اور فتوے کفر لگایا تو آپ نے ازالہ اوہام میں ان کے جواب میں فرمایا کہ:-

"نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔۔۔۔ اس کو اس لئے مجازی نبوت قرار دیا جائے۔۔۔۔ تو کیا اس سے نبوت کا دعوےٰ لازم آگیا؟"

پس محدثیت یعنی مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ مجازی نبوت ہے۔ لہٰذا مولانا کی تمام تشریح حضرت مسیح موعود کی تشریح کے مقابل بیکار ہے۔

"اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا"

گویا غلطی کے ازالہ سے پہلے بھی نبوت کا دعوےٰ ہے اس کا ایک غلطی کے ازالہ میں دعوےٰ ہے اور انہی معنوں میں خدا نے آپ کو نبی اور رسول کہا ہے اور اسی چیز کو ازالہ اوہام میں مجازی نبوت لکھا ہے لہٰذا مجازی نبوت سے مراد ایسی نبوت ہے جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے۔ اور اس قسم کی نبوت سے دعویٰ نبوت لازم نہیں آتا۔ یہ وہ تشریح ہے جسے مولانا سید محمد احسن مرحوم و مغفور نے اسی زمانہ میں پیش کیا تھا۔

جس مجازی نبوت کا دعوےٰ فتح اسلام توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں ہے اسی مجازی نبوت کا دعوےٰ حقیقت الوحی میں ہے۔ مولوی صاحب ایچ پیچ سے مجازی نبوت کسی طرح بھی حقیقی نبوت یا حقیقتاً نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔

ایک سوال اگر یہ ٹھیک ہے جیسا کہ قادیانی جماعت عام طور پر کہتی ہے کہ تعریف نبوت بدل جانے کی وجہ سے نبوت قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ کیا بات ہے کہ آخر تک حضرت اقدس اسے مجازی نبوت ہی کہتے رہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ جب تعریف نبوت بدل گئی اور امتی ہونا ہی ہونے کے منافی نہ رہا تو آپ بڑے زور سے فرماتے کہ میں در حقیقت نبی ہوں اور حقیقی نبی ہوں، کیونکہ نبی کے لئے نہ شارع ہونا شرط ہے

اور نہ غیر امتی ہونا۔ مگر تعجب یہ ہے کہ حضرت اقدس قادیانی جماعت کے خیال میں نبی کی اصل تعریف تو یہ کریں کہ نبی کے لئے نہ شریعت لانا ضروری ہے نہ مستقل ہونا شرط ہے مگر پھر بھی باوجود حقیقی تعریف کا مصداق ہونے کے اپنے آپ کو مجازی نبی ہی کہتے رہے

مولوی اللہ دتہ صاحب میں نے یہ سوال قادیانی فاضل مولوی اللہ دتہ صاحب سے ایک خط کے ذریعہ کیا تاکہ بحث تبدیلئے تعریف نبوت مکمل ہو جائے مگر وہ اپنے عجز کو چھپانے کے لئے نہ میرے خطوط کا جواب دیتے ہیں اور نہ شائع کردہ مضامین پر بولتے ہیں اور سچ یہ ہے کہ

بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

مولانا جلال الدین صاحب شمس کے علم و فضل کا میں قائل ہوں اس لئے میں ان سے اس سوال کا جواب مانگتا ہوں مگر مجھے ان سے بھی جواب کی امید نہیں ہے کیونکہ یہ معاملہ بڑا ٹیڑھا ہے۔

مولوی صاحب کی تشریح کا خلاصہ جو تشریح مولانا نے کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مستقل طور پر سے مراد بغیر اتباع آنحضرت صلعم براہ راست نبوت ہے۔ اور علیٰ وجہ الحقیقت سے مراد بھی یہی ہے۔

بہت اچھا۔ لیکن مولانا یہ فرمادیں کہ پھر وہ یہ کیوں تسلیم نہیں کر لیتے کہ جو نبوت براہ راست نہیں وہ در حقیقت نبوت نہیں بلکہ مجازی نبوت ہے جس سے مراد محض مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہے جس میں غیب کی خبریں شامل ہیں اور اسی کو محدثیت کہتے ہیں۔ حدہٗ مولوی صاحب یہ بتاویں کہ اصطلاح اسلام میں اور حضرت مرزا صاحب کی اپنی تحریروں میں اصطلاحاً محدث کسے کہتے ہیں۔

"میری نبوت سے کیا مراد ہے"

حضرت مسیح موعود ۱۹۰۸ء میں فرماتے ہیں:-

"میرا دعوےٰ تو صرف یہ ہے کہ چونکہ دین زندہ ہے اس لئے ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح پیدا ہوتا ہے جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔ جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو اور اپنی غیب کی باتیں بکثرت اس پر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے مگر یہ حقیقی نبوت نہیں۔۔۔۔ تم جسے مکالمہ الٰہی کہتے ہو ہم اسے نبوت کہہ لیتے ہیں یہ لفظی نزاع ہے"

اب اس حوالہ کی رو سے مکالمہ الٰہیہ جس میں بکثرت غیب کی خبریں ہوں اسے لغوی نبوت یا مجازاً نبوت کہا ہے اور صاف فرمایا کہ:-

"یہ حقیقی نبوت نہیں"

اور فرمایا کہ غیر احمدی علماء یا صوفیا جسے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کہتے ہیں اسی کو ہم نبوت کہتے ہیں حقیقت میں کوئی جھگڑا نہ صرف لفظی جھگڑا ہے۔ پس جب معنوی جھگڑا نہیں بلکہ لفظی جھگڑا ہے تو یہ تسلیم کر لیا گیا کہ مجازاً نبوت یا غیر حقیقی نبوت دراصل مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا دوسرا نام ہے۔ پس قادیانی ایچا پیچی فضول ہے۔ حقیقۃ الوحی میں بھی حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

ان اللہ ما اراد من نبوتی الا کثرت المکالمۃ والمخاطبۃ وھو مسلم عند اھل السنۃ فالنزاع لیس الا نزاعاً لفظیاً فلا تستعجلوا یا اھل العقل والفطنۃ ولعنۃ اللہ علے من ادعی خلاف ذالک مثقال ذرۃ ومعہا لعنۃ الناس والملائکۃ

(حاشیہ الاستفتاء صفحہ ۱۶)

اے قادیان کے عقل و فطنت والو خدارا غور کرو کہ جو چیز اہل سنۃ کے نزدیک مسلم ہے اسی کا دعوےٰ ہے اور اس سے زیادہ کا دعوےٰ کرنے والے پر خدا اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

اگرچہ کسی احمدی کا یہ حق نہیں کہ اب وہ یہ سوال کرے کہ کہاں اہل سنۃ کا یہ عقیدہ ہے کہ ایسے کثرت مکالمہ و مخاطبہ والے کو مجازاً نبی کہتے ہیں لیکن غیر احمدی معترضین کی خاطر میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث کا حوالہ پیش کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں:-

ایک مفید حوالہ اعلمن ان الحدیث الذی حکم فیہ بکثرت الانبیاء جداً انما یرید بہ ما یعم المحدث وغیرہ والمرسل فیہ یرادف النبی"

(الخیر الکثیر صفحہ ۵۰۰/۴۴)

اب رہا یہ سوال کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ایسا کیوں لکھا سو اس کا سیدھا جواب یہ ہے کہ محدث کو مجازاً نبی کہا جاتا ہے اس لئے ایسا لکھا ہے۔ شیعہ تو بعض آئمہ کو بھی نبیوں میں داخل کرتے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات میں لکھا ہے "شیخین بسبب بزرگی و کلانی در انبیاء معدود اند"

یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں اپنی بزرگی اور بڑائی کے باعث انبیاء میں گنے جاتے ہیں۔

باقی دارد

ہوا انہیں دوستوں کے اصرار پر آپ نے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں درثمین کا درس دینا شروع کیا جس میں ابتداءً حضرت مسیح موعودؑ کی بعض فارسی نظموں کی تشریح و توضیح کرتے اور آپ کے خیالات کی بلندی، روحانیت میں ڈوبے ہوئے جذبات اور اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت اور عشق و محبت پر نہایت فاضلانہ گفتگو فرمایا کرتے اور آپ کے اشعار کی موزونیت پر شاعرانہ نقطہ نگاہ سے روشنی ڈالتے تھے، آپ خود بھی کبھی کبھی شعر کہتے تھے اور بچپن سے شعر کا ذوق رکھتے تھے چنانچہ بارہ سال کی عمر میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرتے وقت ایک قصیدہ لکھا جو حضرت کی خدمت میں پڑھا گیا اور حضور نے اسے پسند فرمایا۔ غرض علمی و ادبی لحاظ سے اور خدمات دینی کی وجہ سے آپ سلسلہ احمدیہ کے ان روشن ستاروں میں سے تھے، جن کی ضیاء سے بہت سے قلوب منور ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔

یہ وہ پاکیزہ صفات ہیں جو آپ کو اور آپ کے برادر خورد مولانا مرتضیٰ خاں صاحب بی۔اے کو اپنے والد ماجد مولانا عبید اللہ خاں صاحب مرحوم سے ورثہ میں ملی ہیں، مولانا مرحوم کی عالمانہ قابلیت اور بلند کیرکٹر [illegible] کی یاد آج ایک عرصہ گزر جانے کے بعد بھی دلوں میں تازہ ہے، مولانا لطیف خاں صاحب ان کا نقش ثانی تھے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے، کچھ عرصہ سے آپ دل کے دوروں کی تکلیف میں مبتلا تھے اگرچہ بیماری ایسی نہ تھی کہ بظاہر اتنی جلدی ان کی موت واقع ہو جانے کا خیال ہو سکتا، اسی وجہ سے دوستوں نے ان کے انتقال کی خبر کو حیرت اور استعجاب سے سنا۔ ۹/۱۰ اکتوبر کی درمیانی شب کو بارہ بجے تک اچھے بھلے باتیں کرتے ہوئے سوئے، کوئی ایک بجے مرض کا دورہ شروع ہوا، ڈاکٹر بلائے گئے، ٹیکے کئے گئے، لیکن کوئی علاج کارگر نہ ہوا اور قریباً تین بجے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے ایک ہی صاحبزادہ اور چار صاحبزادیاں چھوڑیں، بحمد اللہ سب کے سب جوان اور اعلیٰ تعلیم حاصل کئے ہوئے ہیں، آپ کے صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب ایم اے پاس اور [illegible] کالج لاہور میں انگریزی کے پروفیسر ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عمر طویل عطا فرمائے اور اپنے باپ اور دادا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ ہمیں اس حادثہ جانکاہ میں ان سے اور مولانا مرتضیٰ خاں صاحب اور خاندان کے دیگر بزرگوں بالخصوص [illegible] صاحب اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ تمام احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

مسائل عید الاضحیٰ

(۱) خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلیٰ درجہ کی ہو اتنی ہی افضل ہے، تھی یا ناقص قربانی قابل قدر نہیں ہوا کرتی اس لئے بکرا یا بھیڑ یا دنبہ عمدہ اور تندرست ہونا چاہیئے کوئی عیب نہ ہو۔ لولا، لنگڑا، کانا یا سینگ جڑ سے کٹا ہوا نہ ہو خصی ہونے کا کوئی حرج نہیں۔ گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، بکرے کی عمر ایک سال کی ہونی چاہیئے اس سے زیادہ دو دانت جس کے دو دانت سامنے کے بڑے ہوتے ہیں موزوں ہوا کرتے ہیں، بھیڑ یا دنبہ چھ ماہ کا بھی فقہاء کے نزدیک جائز ہے۔

(۲) قربانی کا وقت دس ذی الحجہ یعنی عید کے دن نماز عید و خطبہ کے بعد سے لیکر ۱۲ ذی الحجہ عصر تک ہے، ایک کنبہ کی طرف سے ایک بھیڑ یا بکرا کافی ہے۔

(۳) قربانی کرتے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہیئے، بعض قصاب پیر کا نام لیا کرتے ہیں، جس سے بچنے کا اہتمام پہلے سے کر لینا چاہیئے۔

(۴) قربانی کا خون اور گوشت خدا کو نہیں پہنچتا بلکہ دلوں کا تقویٰ اس کو پہنچتا ہے پس قربانی کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دراصل وہ خدا کے حکم کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کر رہا ہے۔ یعنی اپنے تمام حیوانی جذبات کو خدا کی رضا کے آگے وہ قربان کرنے کا اقرار کر رہا ہے جب تک یہ تقویٰ مدنظر نہ ہو قربانی کے مقبول ہونے کی صورت نظر نہیں آتی۔

(۵) عید کے دن نہانا، صاف کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، نماز عید پڑھنا، خطبہ سننا مسنون ہے۔ عید الفطر میں نماز عید سے پہلے کھانا سنت ہے لیکن عید الاضحیٰ میں نماز عید کے بعد کھانا سنت ہے۔

(۶) عید کی نماز دو رکعتیں ہیں، پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ یاد رہے دونوں رکعتوں میں سورۃ فاتحہ سے قبل یہ تکبیریں کہنی چاہئیں اور تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑنے چاہئیں، قراءت جہری ہوتی ہے اور نماز کے بعد خطبہ ہوتا ہے جس کے درمیان میں امام بیٹھتا نہیں، خطبہ سننا نہایت ضروری چیز ہے خطبہ کے درمیان میں لوگ چلنا پھرنا اور بات چیت شروع کر دیتے ہیں یہ جائز نہیں۔

(۷) نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا مسنون ہے نماز کے بعد جماعت کی شکل میں راستوں سے گذرنا شوکت کا موجب ہے۔

(۸) قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے، ایک حصہ [۱] خود کھائے اور اس کے اہل و عیال کھائیں دوسرا حصہ دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے، تیسرا حصہ مساکین اور یتامیٰ کو دے۔

(۹) عید کے دن باہم ملنا جلنا۔ کھانا پینا خوشی کرنا منشائے اسلام ہے۔ نماز پڑھکر گھروں میں گھس رہنا یا سو کر کاٹ دینا اس گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلط ہے

(۱۰) ۹ تاریخ ذی الحجہ فجر کی نماز سے شروع کر کے ۱۲ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد ابتداءً تکبیر کہنے کا حکم ہے اور وہ یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر ولله الحمد ان کلمات کو تین مرتبہ کہنے کا حکم ہے

(۱۱) عید کی خوشی کے موقعہ پر بہت سے لوگ کپڑوں، کھانوں، اور بچوں پر خرچ کرتے ہیں، ایسے موقعہ پر اشاعت اسلام کے لئے بھی کچھ خرچ کرنا چاہیئے۔ آج وقت کا تقاضا ہے پس ایک روپیہ فی کس عید فنڈ میں دینا اسلام کی محبت پر دلالت کرتا ہے علاوہ ازیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مساجد فنڈ کے لئے جو اپیل کی ہے وہ بھی ہر ایک دوست کے مدنظر رہنا چاہیئے۔ جہاں جہاں ہماری جماعتیں ہیں وہاں مساجد کی تعمیر سلسلہ کے استحکام و ترقی کے لئے بے حد ضروری ہے۔

(۱۲) قربانی کی کھال خدا کی راہ میں دینی چاہیئے، اشاعت اسلام اس کا بہترین مصرف ہے قصاب کو اجرت میں دے دینا جائز نہیں۔

ایک اور سانحہ ارتحال

مرزا اسکندر بیگ صاحب کی وفات حسرت آیات

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت حزن و ملال سے سنی جائے گی، کہ ہماری انجمن کے جنرل سیکرٹری مرزا مسعود بیگ صاحب کے والد بزرگوار اور مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور کے برادر خورد مرزا سکندر بیگ صاحب اس جہان فانی سے رحلت فرما کر عالم جاودانی ہو گئے۔

مرحوم اپنے وطن کلانور ضلع گورداسپور کے مشرقی پنجاب میں چلے جانے کے بعد جب سکھوں اور مشرقی پنجاب کی پولیس اور فوج نے بے پناہ مظالم شروع کر دیئے تو کلانور کے مسلمانوں نے بھی دیگر شہروں کی طرح وہاں سے ہجرت کر کے اپنی جانیں بچائیں مرزا سکندر بیگ صاحب ہجرت کے قطعی خلاف تھے انہوں نے اس بات کو ترجیح دی کہ اپنے وطن میں ان کے ساتھ بیٹھے رہیں، اور بلکہ ان کی املاک کو تباہ و برباد نہ ہونے دیں، معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے غیر مسلموں نے بھی ان کے ساتھ ان کے اچھے تعلقات بعض ان کے ساتھ رواداری کا برتاؤ کیا اور آپ غالباً دو ماہ تک وہاں زندہ اور سلامت رہے ہیں، اس کے بعد غنڈہ گردی بڑھ گئی اور وہ کسی آوارہ گولی کی لپیٹ میں آ کر شہید ہو گئے، اس کا پتہ ایک دو دن ہوئے ایک ہندو کے خط سے لگا ہے جس نے مرزا مسعود بیگ صاحب کے جوابی لفافہ میں ۱۰ اکتوبر کو یہ اطلاع دی کہ مرزا صاحب کو فوت ہوئے ایک سال ہو چکا ہے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون،

مرزا مسعود بیگ صاحب اس تمام عرصہ میں ان کی تلاش میں سرگرداں رہے کئی مرتبہ فوجی کنوائے لے کر کلانور جانے کی کوشش کی، لیکن قدرت نے ان کی ہر تدبیر کو ناکام رکھا، شاید اسی لئے کہ ان کے جانے سے کوئی اور ناگوار حادثہ پیش نہ آئے اور ان کی جان پر بھی بن نہ جائے، مرزا سکندر بیگ صاحب ایک پرانی وضع کے نہایت مرنجاں مرنج اور خوش مزاج اور رانسار انسان تھے، ان کے وجود سے خاندان کے کئی افراد کو فائدہ پہنچتا تھا، ہندو، مسلمان، احمدی، غیر احمدی، قادیانی، غیر قادیانی سب کو ایک نظر سے دیکھنے تھے، جماعت میں شامل تھے اور آخر عمر تک تقویٰ و دینداری کا مجسم نمونہ بنے رہے، گذشتہ سال حج کے لئے جانے کا ارادہ تھا، لیکن ناموافق حالات کی وجہ سے ارادہ ملتوی کرنا پڑا، اور اب حج کے بجائے شہادت کا درجہ حاصل کیا،

ہمیں اس صدمہ میں ان کے تمام پس ماندگان، بالخصوص مرزا مسعود بیگ صاحب اور ان کے برادران خورد اور ان کی والدہ صاحبہ سے دلی ہمدردی ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرزا صاحب مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے،

تمام احباب سے درخواست ہے کہ ان کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر ثواب پہنچائیں۔

مجدّد الف ثانیؒ کا حوالہ میں بحث کیلئے تیار ہوں

از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی

فرقان بابت فروری ۱۹۴۷ء میں بعنوان "کیا مولوی عمر الدین صاحب بحث کے لئے تیار ہیں" مولوی قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے ایک مضمون لکھا ہے اور بجائے میرے اصل چیلنج مباحثہ کے مطابق بحث کرنے کے موضوع بحث پر مجھے بحث کی دعوت دی ہے۔ میں نے مولوی صاحب کو بذریعہ خط اصل بحث کی طرف دعوت دی اور لکھا

(۱) حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ پر جو عبارت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کے حوالہ سے درج ہے اس میں جو یہ لکھا ہے کہ جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے اس سے مراد ایک امتی کو مجازاً نبی کا خطاب دیا جاتا ہے۔ اور جو مجازاً نبی کا خطاب ملے وہ دراصل محدث ہوتا ہے نہ کہ نبی۔ اور مکتوبات مجدد میں نبی کہلاتا ہے کی بجائے سمّی محدثاً موجود ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود امتی نبی اور محدث کو مترادف قرار دیتے ہیں ورنہ حضرت اقدس پر تحریف کا الزام عاید ہوگا۔ چونکہ حضرت اقدس کی تحریروں، تفسیروں میں نبی اور محدث کے الفاظ مترادف استعمال ہوتے پائے جاتے ہیں۔ اس لئے تحریف کا الزام بالکل غلط ہے

میرا اصل مطالبہ یہ تھا اور ہے کہ کوئی قادیانی اگر مکتوبات میں سے کوئی ایسا حوالہ نکال کر دکھا دے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ ایک امتی کو جب بکثرت مکالمہ مخاطبہ ہو جس میں بکثرت پیشگوئیاں ہوں تو وہ نبی کہلاتا ہے تو میں ایک سو روپیہ انعام دوں گا۔ یہ مطالبہ مباحثہ راولپنڈی میں مولوی اللہ دتا صاحب سے بھی کیا گیا تھا وہ تو خاموش رہے لیکن قادیان پہنچا تو مولوی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے کہا کہ میں ایسا حوالہ دکھا سکتا ہوں مگر وہ نہ دکھا سکے۔ کئی بار میں نے اس اپنے انعامی چیلنج کو دوسرایا مگر قادیان سے جواب نہ ملا۔ اب قاضی محمد نذیر صاحب کو جوش آیا اور انھوں نے مجھ سے انعامی رقم جو میں نے ایک سو کی بجائے پانچ صد کر دی ہوئی ہے جمع کرانے کا مطالبہ کیا۔ میں نے ان کو اپنا اصل مطالبہ اور شرائط بحث لکھ کر بھیجدیں تاکہ بعد میں کوئی جھگڑا نہ رہے۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے یہ تو تسلیم کیا ہے کہ وہ مجدد صاحب کا کوئی ایسا حوالہ نہیں دکھا سکتے جہاں انھوں نے ایک امتی شخص کو بوجہ مکالمہ و مخاطبہ پانے کے نبی لکھا ہو بلکہ وہ فرماتے ہیں اس مطالبہ پر تو چاہے پانچسو کی بجائے لاکھ روپیہ انعام مقرر کر دیں مطالبہ پورا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مولوی صاحب نے ہوشیاری سے یہ لکھا کہ میں مجدد صاحب کے مکتوبات میں سے یہ دکھا سکتا ہوں کہ اظہار علی الغیب انبیاء سے مخصوص ہے۔ پس جس شخص میں اظہار علی الغیب ہو وہ نبی ہے میں نے ان کو لکھا کہ اس امر پر بحث کی کیا ضرورت ہے آپ صرف قرآن مجید کی آیت فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول سے استدلال کر کے کام چلا سکتے ہیں میرا مطالبہ تو یہ ہے کہ جس امتی پر اظہار علی الغیب ہوا ہے کیا کہتے ہیں قادیانی جماعت کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی کہلاتا ہے اور ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مجازاً نبی کہلا سکتا ہے دراصل وہ محدث ہے۔

اب اگر مولوی صاحب اظہار علی الغیب کو کسی امتی کے لئے جائز نہیں سمجھتے بلکہ ان کے خیال میں قرآن مجید کی نص صریح سے ثابت ہے کہ اظہار علی الغیب انبیاء سے مخصوص ہے تو مجدد صاحب یا مجدد اعظم حضرت مسیح موعود کے کسی حوالہ سے بحث کی کیا ضرورت ہے قرآن مجید کے بعد کسی برہان کا مطالبہ بے ایمان کا کام ہے۔ مگر اس کا کیا علاج ہے کہ تمام عقیدہ گروہ کے جملہ انعامات کا امت کو وعدہ سورۃ فاتحہ میں ہی دے دیا گیا ہے اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ آیت قرآنی میں لفظ رسول سے مراد محض انبیاء نہیں بلکہ اس لفظ رسول میں مامورین امت محمدیہ بھی شامل ہیں۔ جیسا کہ تو خود حضرت مسیح موعود نے بھی لکھا ہے پس اصل سوال یہ ہے کہ امت محمدیہ کے ان افراد کو جن سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ بکثرت ہو اور ان میں امور غیبیہ بکثرت پائے جائیں۔ نبی کہتے ہیں یا محدث۔ مجدد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ نے تو صاف لکھا ہے کہ وہ افراد امت محمدیہ جن کو یہ نعمت ملتی ہے محدث کہلاتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود نے بھی یہی لکھا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ حضرت مسیح موعود محدث کی بجائے کبھی امتی نبی کبھی مجازی نبی اور کبھی ظلی، بروزی نبی اور کبھی نبی کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور کبھی جزوی نبی اور ناقص نبی کے الفاظ بھی استعمال [illegible]

کرتے ہیں۔

قادیانیوں سے مطالبہ اب اگر کوئی قادیانی صاحب مجدد صاحب کے مکتوبات میں سے یہ دکھا دیں کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ پانے والے امتی کو نبی کہتے ہیں تو میں بلا کسی حیلہ و بہانہ مبلغ پانصد روپیہ بطور انعام پیش کر دوں گا۔ اس بحث کا فیصلہ کرنے کے لئے تین بکلی غیر جانبدار منصف ہوں گے۔ بحث کے پرچے مساوی ہوں گے اور بحث کو ایک ہفتہ دو ایک ماہ کے اندر اندر ختم کرنا ہوگا۔

اگر وہ یہ ثابت نہ کر سکیں تو ان سے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ وہ افترا پردازی کو چھوڑ کر سیدھے طور پر تسلیم کریں کہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں میں لفظ نبی بمعنی محدث اللہ استعمال ہوا ہے

قاضی صاحب کیا چاہتے ہیں۔ قاضی صاحب میرے اصلی اور صحیح مطالبہ کے پورا کرنے سے عاجز ہونے کی وجہ سے مجھے ایک نئی بحث کی طرف بلاتے ہیں اور لکھتے ہیں :۔

"میں اپنے اعلان کے مطابق صرف اس بات کا مدعی ہوں کہ مجدد الف ثانی رح صاحب کی تحریر دں سے ثابت کروں کہ وہ اظہار علی الغیب کو نبوت کی شرط سمجھتے ہیں اس بحث سے مجھے کوئی سروکار نہیں کہ مجدد صاحب امتی کے لئے نبی بننے کے قائل ہیں یا نہیں"

اس بحث سے مجھے کوئی سروکار نہیں کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ قاضی صاحب کو اصل بحث سے سوائے فرار کوئی چارہ نہیں اصل بحث سے کھلے لفظوں میں جو اوپر درج ہیں انکار کے بعد لکھتے ہیں :۔

"میرے نزدیک حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ کی عبارت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو امر بیان فرمائے ہیں اول یہ کہ مجدد صاحب سرہندی کے نزدیک امت محمدیہ کے افراد مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں۔ دوم یہ کہ مجدد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ کے نزدیک جس شخص سے خدا ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو اظہار علی الغیب پر مشتمل ہو وہ نبی کہلاتا ہے سو میں یہ دونوں باتیں مجدد صاحب کے مکتوبات سے دکھانے کو تیار ہوں"

میں کیا چاہتا ہوں؟ میں نے اس کا جواب یہ دیدیا کہ میری تمام بحث صرف ایک امتی کو بوجہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ جس میں کثرت سے امور غیبیہ بھی ہوں نبی کا نام دیئے جانے کے متعلق ہے۔ قاضی صاحب یہ تو خوب سمجھتے ہیں کہ ان کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ میرے مطالبہ کو پورا کریں لیکن چالاکی کی راہ سے مجدد صاحب کی عبارت جو مسیح موعود نے اپنے الفاظ میں لکھی اسکو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا اور بالکل وہی معاملہ کیا کہ لا تقربوا الصلوٰۃ کو ایک حکم بنا دیا و انتم سکارٰی کو الگ جملہ قرار دے دیا۔

بہرحال میرے چیلنج کی روح وہ نہیں جو مولوی صاحب نے اپنے مقصد کے لئے خواہ مخواہ بنا لی ہے۔ میرے چیلنج کی روح یہی ہے کہ مجھے مجدد صاحب کا وہ حوالہ دکھایا جائے جس میں انھوں نے کسی فرد امت محمدیہ کے لئے یہ لکھا ہو کہ جب اسے کثرت مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل ہو اور اس پر اظہار علی الغیب ہو تو وہ نبی کہلاتا ہے۔ کیونکہ جماعت لاہور اور جماعت قادیان میں یہی امر زیر بحث ہے۔ غیر امتی شخص کے متعلق نبی کہلانے یا نہ کہلانے کی تو کبھی بحث نہیں ہوئی نہ اس کی ضرورت ہے۔

قاضی صاحب میرے اس اصل مطالبہ کو تو پورا کرنے سے اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہیں جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں اس لئے ان کے لئے تو میرا پانچ صد روپے کا چیلنج ختم ہو گیا۔ لیکن اگر کوئی دوسرا قادیانی بزرگ میرے مطالبہ کو پورا کر سکے تو میں ان کے لئے انعامی رقم دینے کو تیار ہوں مگر میں یہ پیشگوئی کرتا ہوں جو میرے تجربہ کی بنا پر ہے کہ کوئی بھی قادیانی اس مقابلہ کے لئے میدان میں نہ آئے گا۔ (باقی آئندہ)

امن کے غارت گر

ایک سرکاری اطلاع :۔

لکھنؤ کہہ رہی۔ گاندھی جی اور جناح صاحب کی طرف سے صلح و امن کی مشترک اپیل شائع ہوئی تھی یو پی گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کی کاپیاں اردو ہندی میں گیارہ لاکھ کی تعداد میں دونوں لیڈروں کی تصویروں کے ساتھ صوبہ بھر میں تقسیم و اشاعت کے لئے طبع کرائے

گیارہ لاکھ کی تعداد یقیناً بہت بڑی ہے۔ لیکن یہ جو یہگی اور کانگرسی اور سوشلسٹ اور نیشنلسٹ چھوٹے بڑے بڑے اخبارات انگریزی اور اردو اور ہندی میں نکل رہے ہیں اور جن کا ایک ایک نمبر نمونۂ امن سوز اور شرر بار ہی ہوتا ہے کیا ان کے پڑھنے والوں اور ان کا اثر قبول کرنے والوں کی تعداد کچھ اس گیارہ لاکھ سے کم ہے؟ ۔۔۔ اور پھر سب سے بڑھ کر امن سوزی کے بادشاہ، صدر اسمبلی ٹنڈن جی بالقابہ! کوئی معمولی شخص اگر ان کی آدھی بھی شر انگیز تقریر کرتا تو گرفتار ہوتے اور مقدمہ میں ماخوذ ہونے سے نہ بچ جاتا۔

(صدق)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

کا دن بدن معتقد ہوتا جاتا ہے۔

مرض تکفیر کا علاج

آپ کے تمام کاموں پر ریویو کرنا تو اس مقالہ کا مقصد نہیں اس لئے میں ان امور پر اس وقت تفصیلی بحث نہیں کر سکتا اس کو کسی اور فرصت پر چھوڑتے ہوئے میں صرف تشتت اور افتراق کی مرض کو جو اسلامی جماعت کے جسم کو مضمحل کر رہا تھا دور کرنے اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کے متعلق جو آپ کی مساعی ہیں ان ہی کے ذکر پر اکتفا کروں گا آپ جس زمانہ میں مبعوث ہوتے ہیں اس زمانہ کا نقشہ اوپر کھینچ دیا گیا ہے تکفیر کا بازار گرم تھا۔ غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کرنے کی بجائے علماء اسلام کی ساری توجہ مسلمانوں کو اسلام سے نکالنے کی طرف لگی ہوئی تھی۔ ایسے تاریک دور میں جو اسلام کے لئے سخت ہی پر خطر دور تھا، جس میں چاروں طرف یاس ہی یاس چھا رہی تھی۔ صرف یہی ایک شخص میدان میں نکلتا ہے۔ جو امید کی مشعل ہاتھ میں لئے ہوئے تمام علماء کی آواز کے خلاف یہ آواز اٹھاتا ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے مسلمانوں میں کوئی اصولی اختلاف نہیں ان میں جو اختلافات ہیں وہ جزوی اختلافات ہیں جو مختلف اجتہادوں کا لازمی نتیجہ ہیں۔ ان اختلافات کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا کسی کو ان اختلافات کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت مرزا صاحب کی بے نفسی

یہ انسان کی بے نفسی کا نمونہ ہے بے نفس انسان ہے کہ باوجود اس کے کہ آپ کا دعویٰ الہام الٰہی پر مبنی ہے اور کوئی معمولی دعویٰ بھی نہیں مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ ہے لیکن پھر بھی دنیا کو کہتا ہے۔ کہ نبی کریم صلعم کے بعد امت میں خواہ کتنا ہی بڑا ملہم کیوں نہ پیدا ہو اور کتنی ہی شان کا امام کیوں نہ مبعوث ہو۔ مگر محض اس کے دعویٰ کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہو سکتا۔ ہاں جو روحانی فوائد ایسے امام کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان سے وہ محروم ضرور رہے گا۔ اور اسی طرح جن خدمات اسلامیہ کا سر انجام دینا اس امام کے سپرد کیا گیا ہے اس سے علیحدہ ہونے کی صورت میں وہ ان کے ثواب میں حصہ نہیں لے سکے گا۔ لیکن اسلام سے وہ باہر نہیں ہو سکتا جس طرح نماز نہ پڑھنے والا نماز کے روحانی فوائد سے تو محروم ضرور رہے گا لیکن یہ نہیں کہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

اتحاد اسلامی پر زور

آپ نے بڑے زور سے یہ آواز اٹھائی کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اور ان کی ایک برادری ہے۔ جس کا ہر مسلمان ممبر ہے اس برادری سے وہ اسی وقت خارج ہو سکتا ہے جب وہ خود اسلام سے مرتد ہو جائے۔ اعمال کی کمزوری یا عقائد کی غلطی اسے اسلام سے باہر نہیں نکال سکتی۔

آپ نے اس بات پر بہت زور دیا کہ نرمی اور محبت اور دلائل سے ایک دوسرے کے عقائد و اعمال کی اصلاح کرو لیکن شریعت کسی کو یہ حق نہیں دیتی کہ اختلاف عقائد کی بنا پر وہ اپنے دوسرے کلمہ گو بھائی کو کافر قرار دے۔ ہر وقت آپ نے مسلمانوں کو یہ کہہ کر بھی غیرت دلائی کہ مسلمان بدقسمتی سے تو دوسرے ہیں انہیں تکفیر کے ذریعہ اور کم مت کرو مسلمانوں کو اتحاد کی سخت ضرورت ہے۔ تمام خدمات اسلامیہ اتحاد سے ہی سر انجام دی جا سکتی ہیں۔ اس لئے اس اتحاد کو پاش پاش نہ کرو۔

مکفرین کی طرف سے مخالفت

لیکن چونکہ مسلمانوں کے دلوں میں یہ مرض بہت گہری جڑ پکڑ چکا تھا جس کا یک لخت دور ہونا مشکل تھا۔ اس لئے اس نصیحت کو انہوں نے پس پشت پھینک دیا اور جس طرح اس مرض کے مریض بعض اوقات اپنے ڈاکٹر سے دور بھاگتے ہیں اسی طرح ان مولویوں نے بجائے اس کے کہ جس وقت اس خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے معالج نے ان کی مرض سے انہیں آگاہ کیا تو انہوں نے بھی معالج کو ہی مریض قرار دے کر اس پر بھی کفر کا فتویٰ جڑ دیا۔ اور ہر قسم کی ایذا رسانی کے درپے ہو گئے۔ مگر چونکہ خدا کے مامورین کے دلوں میں مخلوق کا حقیقی درد ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی جان کو جوکھوں میں ڈال کر بھی ان کو غلطیوں سے نکالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور اس راہ میں کبھی تھکتے نہیں۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب نے بھی تمام مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے اور مشکلات کی دشوار گزار گھاٹیوں پر مردانہ وار چڑھتے ہوئے اپنے اس کام کو جاری رکھا جتنی مخالفت تیز ہوتی تھی۔ اتنا ہی ان کی ہمت و استقلال زور پکڑتا جاتا تھا۔

سنجیدہ طبقہ کا اعتراف

یہاں تک کہ آخر کار حق کے سامنے باطل بھاگ گیا اور مخالفت کا زور کم ہونا شروع ہوا آپ کے دلائل کے سامنے سب نے گردنیں جھکانی شروع کیں۔ اور مسلمانوں کے سنجیدہ طبقہ کو جو ہر بات کو غور سے دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں، سمجھ آ گئی کہ حضرت مرزا صاحب جو کچھ کہتے ہیں درست ہے۔ اور مسلمانوں کی طاقت کا راز اتحاد میں ہی مضمر ہے۔ اور موجودہ صورت میں اتحاد کے پیدا کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ کہ تمام مسلمان باوجود خیالات اور اجتہادات کے اختلاف کے ایک دوسرے کو کافر کہنا چھوڑ دیں۔ اور جزوی اختلافات کے متعلق جھگڑے جدل بند کر دیں

مولویوں کی گرفت

گو ان کی سمجھ میں تو یہ بات آ گئی لیکن چونکہ مولویوں کی گرفت ابھی عوام پر مضبوط تھی اس لئے وہ ان کے شور و غوغا اور فتنہ انگیزی کے خوف سے اس بات کو برملا کہنے کی جرأت نہ کر سکتے تھے حضرت مرزا صاحب کی محنت کا نتیجہ ابھی یہیں تک نکلا تھا کہ ۱۹۰۸ء میں آپ اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملے۔

مولینا نور الدین صاحب کی کوشش اتحاد

اور آپ کے مشن کے کام کا بوجھ آپ کی تیار کردہ جماعت کے کندھوں پر آ پڑا جماعت اور صدر انجمن احمدیہ نے متفقہ طور سے حضرت مولوی نور الدین صاحب کو امیر منتخب کیا اور انہوں نے حضرت مرزا صاحب کے اس کام یعنی مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کے کام کو پورے زور کے ساتھ جاری رکھا اور اس کے لئے عملی قدم یہ اٹھایا کہ ایک طرف تو اخبار اہلحدیث میں اس موضوع پر مضامین لکھوائے۔ اور دوسری طرف بعض احمدیوں کو مختلف شہروں میں بھیجا تا وہ مسلمانوں کے بڑے بڑے اہل علم اصحاب سے مل کر ان کو اس مقصد اور مفید کام میں حصہ لینے کی طرف راغب کریں۔ چنانچہ اس مشن کو کافی کامیابی ہوئی۔ اور بہت سے لوگ اس کام کے لئے تیار ہو گئے اور دشمنان اسلام کے مقابلہ میں احمدی مسلمانوں اور دیگر مسلمانوں میں اشتراک عمل بھی شروع ہو گیا لیکن چونکہ ان کی وفات جلد ہو گئی اور ادھر ان کی وفات کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ میں بھی اختلاف رونما ہو گیا (بدقسمتی سے حضرت مولوی نور الدین صاحب کے زمانہ ہی میں احمدیوں میں بھی ایک گروہ اندر ہی اندر ایسا تیار ہو رہا تھا جو حضرت مولوی نور الدین صاحب کی اس تحریک کا مخالف تھا) اس لئے جب گھر میں ہی پھوٹ پڑ گئی تو ظاہر ہے کہ تحریک کس طرح جاری رہ سکتی تھی بسو لا محالہ یہ مفید تحریک وقتی طور پر بند ہو گئی

حضرت امیر ایدہ اللہ کی جرأت ایمانی

حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب نے جو اس وقت اس احمدیہ جماعت کے امیر ہیں جن کا مرکز لاہور ہے۔ اور جو حضرت مرزا صاحب کے کام میں ان کی زندگی میں ان کے دائیں بازو تھے اور جنہوں نے آپ کی صحبت میں لمبا عرصہ رہ کر اور ان کے ساتھ کام کر کے ان کے مشن اور تعلیم کو خوب اچھی طرح سمجھا ہوا تھا۔ نہ صرف سمجھا ہوا بلکہ اپنے اندر جذب کیا ہوا تھا انہوں نے اس گروہ کو بہت سمجھایا۔ لیکن وہ اپنی ضد سے باز نہ آئے۔ جب انہوں نے حضرت ہارون کی طرح دیکھا۔ کہ جماعت کا بیشتر حصہ ان کی بات ماننے کو تیار نہیں۔ اور اتحاد جماعت جو انہیں بہت ہی عزیز تھا۔ اب صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے اور جماعت تفرقہ سے صرف اسی صورت میں بچ سکتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی اصل تعلیم کو نہیں نہیں بلکہ قرآن کریم کے اصولوں کو اس اتحاد پر قربان کر دیا جائے۔ تو انہوں نے اصل تعلیم کو محفوظ رکھنے کے لئے اتحاد کی قربانی کو ترجیح دی۔ اور یہی ایک مومن کی شان ہو سکتی ہے۔ پس وہ بڑی جرأت سے کام لے کر اس گروہ سے الگ ہو گئے۔ جو جماعت کے بیشتر حصہ پر مشتمل تھا گو وہ اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ اس علیحدگی میں ان کی عزت کو سخت نقصان پہنچے گا مگر انہوں نے حق کی خاطر ہر قسم کے نقصان کو مردانہ وار برداشت کیا۔

مولینا کا زبردست لٹریچر اور اس کا اثر

اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرے کہ یہ انہی کی بدولت ہے کہ آج تک حضرت مرزا صاحب کا مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کا کام جاری رہا چنانچہ جماعت میں تفرقہ رونما ہو جانے کے بعد۔ جب جماعت دو حصوں میں منقسم ہو گئی تو حضرت مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے اس کام کو پہلے سے بھی زیادہ زور کے ساتھ جاری کر دیا۔ اس موضوع پر وسیع اور بے پناہ دلائل لٹریچر تیار کیا اور مسلمانوں کے اندر اسے خوب پھیلایا حضرت مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے تیار کردہ لٹریچر کا اثر مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقہ پر بہت ہی اچھا پڑا۔ نہ صرف یہ کہ انہیں سمجھ آ گئی کہ تکفیر کی مرض اسلامی جماعت کیلئے مہلک ہے بلکہ ان کے دلوں سے وہ شبہات بھی نکل گئے جو اسلام کے متعلق یورپ کے لٹریچر نے پیدا کر دیئے تھے۔ اور انہیں اسلام سے حقیقی لگاؤ پیدا ہو گیا آج مسلمانوں کے اندر جو مذہبی بیداری نظر آ رہی ہے۔ وہ سب اسی لٹریچر کی مرہون منت ہے۔

مولویوں کی گرفت میں کمی

حضرت مولوی صاحب کے تیار کردہ لٹریچر کا ایک یہ بھی اثر ہوا کہ مولویوں کی گرفت جو مسلمانوں پر تھی وہ بھی آہستہ آہستہ کم ہو گئی اور آج ہر ایک صاحب بصیرت اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ کہ وہ اب نہ ہونے کے برابر ہے ابھی چند دن کی بات ہے۔ کہ مولوی مظہر علی صاحب جو احرار کے لیڈر تھے اور جو احرار سے الگ ہو کر مسلمانوں کے ایک بڑے مجمع کو مخاطب کر رہے تھے۔ اور مجمع ان کی باتوں کی طرف ہمہ تن گوش تھا۔ لیکن جب انہوں نے احمدیوں کے خلاف کچھ کہنا چاہا۔ تو چاروں طرف سے مخالفت کا شور ہو کر کھڑا ہو گیا اور لوگوں نے سننے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے مولوی صاحب موصوف کو مجبوراً یہ موضوع ترک کرنا پڑا یہی مولوی صاحب تھے جن کے سلسلے پر تمام لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ کافر کہنے والے مولویوں کے دلوں میں اسلام کا کس قدر درد تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے جذبات ہر دو فریق کے دلوں میں کس حد تک موجزن تھے۔ اس کا موازنہ واقعات کی روشنی میں ہر عقلمند خود ہی کر سکتا ہے۔ مجھے اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

کوشش اتحاد رنگ لائی

غرضیکہ مسلمانوں کو متحد کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کی کوشش جو حضرت مولوی محمد علی صاحب کی قیادت میں عرصہ ۳۴ سال سے جاری ہے آخر اپنا رنگ لائی اور مسلمانوں میں ایک جماعت تیار ہو گئی جو تمام مسلمانوں کو خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں مسلمان سمجھنے پر آمادہ ہو گئی اور صرف یہی نہیں بلکہ اس خیال کے اظہار کیلئے بھی ان کے دلوں میں جرأت پیدا ہو گئی۔

قائداعظم کی آواز

اب جبکہ یہ خیالات نہ صرف تعلیم یافتہ طبقہ میں ہی نہیں بلکہ عوام میں بھی سرایت کر گئے اور خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ حکومت حاصل کرنے کے لئے جس اتحاد کی ضرورت تھی وہ مسلمانوں میں اس کے مامور اور اس کی جماعت کے ذریعہ پیدا ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے ایک ایسے بندہ کو کھڑا کر دیا۔ جو بے نفس ہونے کے علاوہ اپنے دل میں مسلمانوں کی کم از کم دنیاوی حالت کو سدھارنے کا درد رکھتا تھا جن کا نام نامی محمد علی جناح ہے۔ اور قائداعظم کے لقب سے ملقب ہیں اور جو موجودہ دور کے تمام سیاسی قائدین میں سے قائداعظم کہلانے کے فی الحقیقت زیادہ مستحق ہیں انہوں نے یہ آواز اٹھائی کہ ہندوستان میں ایک قوم نہیں بلکہ دو قومیں آباد ہیں ایک ہندو اور دوسری مسلمان اس بنا پر انہوں نے مطالبہ کیا کہ کم از کم ہندوستان کے اس حصہ پر جن میں مسلمانوں کی اکثریت ہے مسلمانوں کو حکومت ملنی چاہیئے۔

متفقہ مطالبہ کا اثر

اس مطالبہ کی شروع میں پرزور مخالفت ہوئی لیکن چونکہ ایک مدت

موجودہ حالات کا نقشہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں

حضرت مسیح موعودؑ کا پیش از وقت انتباہ اور مسلمانوں کی لاپرواہی

اعلائے کلمۃ اللہ اور مصائب کو دور کرنے کا بہترین ذریعہ

عام مسلمانوں اور قادیانی جماعت پر حضرت مسیح موعودؑ کی صحیح پوزیشن واضح کرو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ - لاہور مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء

ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز (الحج : ۴۰)

نصرت الٰہی کا وعدہ اور شدائد و مصائب ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت کا بڑا زبردست وعدہ بڑے پرزور الفاظ میں دیا ہے لیکن دوسری طرف انبیاء کی تاریخ میں یہ بات بھی نظر آتی ہے کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالےٰ کا ایسا حتمی وعدہ ان کے ساتھ ہوتا ہے تاہم ایسے ایسے شدائد اور مصائب بھی ان کے اوپر وارد ہوتے ہیں کہ خود پیغمبر اور ان کے ساتھیوں کے منہ سے ان تکالیف کے اندر یہ لفظ نکلتے ہیں متیٰ نصر اللہ ایسے ایسے سخت زلزلے ان کے اوپر آتے ہیں کہ وہ پکار اٹھتے ہیں کہ اللہ کی نصرت کب آئے گی؟ اور بعض دلوں کے کمزور ہوتے ہیں ان کے دلوں میں بدگمانیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ یونہی قصے ہیں کہ خدا کی اپنے بندوں کے ساتھ نصرت اور تائید ہوتی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت کا جو وعدہ دیا ہے اس میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے جو اس کی مدد کرے یا بالفاظ دیگر خدا تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے جو خدا کی مدد کرتا ہے۔

ایک سوال بظاہر یہاں ایک وسوسہ بھی دلوں میں گذرتا ہوگا کہ کیا خدا بندے کی نصرت کا محتاج ہے اور ایک عاجز انسان، ایک کمزور اور بے بس انسان، خدا کی، اس احکم الحاکمین کی اور قادر مطلق خدا کی کیا مدد اور کیسے مدد کر سکتا ہے اور خدا کو اس کی ضرورت کیا ہے قرآن کو اگر غور سے پڑھا جائے تو جو بھی شبہات ایک جگہ پیدا ہوں دوسری جگہ ان کا جواب مل جاتا ہے۔

بندہ کس طرح خدا کی مدد کر سکتا ہے چنانچہ اس کی بھی وضاحت فرمائی ہے کہ بندہ کی خدا کی مدد کرنے سے کیا مطلب ہے۔ ایک جگہ فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسی ابن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ۔ اے مسلمانوں خدا کے مددگار بن جاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں کو کہا تھا اللہ کی طرف میرا مددگار کون ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انصار اللہ سے مراد انصار الی اللہ ہیں یعنی مخلوق خدا کو خدا تک پہنچانے کے لئے پیغمبر کے مددگار انصار اللہ کہلاتے ہیں۔ پیغمبر اس لئے آتا ہے کہ لوگوں کو خدا کی طرف بلائے، خدا تک پہنچائے، خدا کے قریب لے جائے، مگر وہ اس کام کو اکیلا نہیں کر سکتا اس لئے وہ دوسروں کو کہتا ہے کہ اللہ میرے ساتھ ہو کر اس کام میں میری مدد کرو۔ خدا یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کو پہچانیں، اس کی طرف آئیں اس کے آگے جھکیں، تم اس خدائی ارادہ کے پورا کرنے میں میری مدد کرو، تو خدا کو مدد دینا اس لحاظ سے ہے کہ خدائی ارادہ یہ ہے کہ خدا کے بندے اپنے خدا کو پہچانیں، جو لوگ اس ارادہ الٰہی کے پورا کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں وہ خدا کے مددگار بن جاتے ہیں اس لحاظ سے کہ انہوں نے خدا کے پہچاننے میں مخلوق خدا کی راہبری کی، اور ان کی کوشش سے لوگوں نے خدا کو پہچانا وہ خدا کے مددگار بن گئے تو فرماتا ہے ولینصرن اللہ من ینصرہ خدا اس کی مدد کرتا ہے جو اسکے ارادہ میں کہ لوگ اس کو پہچانیں اس کا معاون ہو جاتا ہے جو شخص اس ارادہ الٰہی کو عمل میں لانے کا موجب ہو جاتا ہے وہ گویا خدا کا مددگار ہے اور خدا اس کی یقیناً یقیناً مدد کرتا ہے۔

دعوت الی اللہ کا مشکل کام یہ واقعی بڑا مشکل مقام ہے اور عام طور پر جو دنیا میں بڑے بڑے لوگ ہیں ان کے لئے بڑا مشکل ہوتا ہے کہ خدا کی طرف لوگوں کو بلانے کا کام کریں ان کے ارادے، ان کی ہمتیں اور ان کی خواہشات بلند نہیں ہوتیں وہ دنیا کی ترقیات اور جاہ و جلال کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں اور اسی کی طرف ان کی نظریں رہتی ہیں، عام طور پر لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کی شہرت دنیا میں ہو، ان کو لوگ اچھا کہیں اور ان کی عزت کریں، خدا کی طرف بلانے کے کام سے دنیوی شہرت اور عزت میں فرق آ جاتا ہے اور لوگ ایسے انسان کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے۔

دنیوی عزت و شہرت اور دعوت الی اللہ اس زمانہ میں بھی ایک شخص نے من انصاری الی اللہ کی آواز دی، اور کہا کہ اٹھو اور خدا کی طرف لوگوں کو بلاؤ، خدا کی شناخت انہیں کراؤ، اور میری مدد کرو، مگر آپ جانتے ہیں کہ انسان کو جب اپنی شہرت کا آسان رستہ مل جاتا ہے تو وہ اسی کو اختیار کر لیتا ہے چھوٹے چھوٹے سیاسی مقاصد کے لئے لوگ بڑی بڑی قربانیاں کر دیتے ہیں [illegible] لیتے ہیں کیونکہ ظاہر طور پر اس کے ساتھ نام اور فوائد سامنے ہوتے ہیں، لیکن جب کسی نے یہ کہا کہ وہ خدا کے نام کو بلند کرنا چاہتا ہے، تو اس سے دور بھاگتے ہیں اور اگر شامل بھی ہوں تو بہت ڈرتے ہوئے شامل ہوتے ہیں، کیونکہ اس میں کوئی ایسی دنیوی شہرت یا عزت نظر نہیں آتی، بلکہ اس رستہ میں لوگوں کی مخالفت اور بدنامی اٹھانی پڑتی ہے، خدا کے نام کو بلند کرنے کا کام ایسا ہے کہ عزت و شہرت کی خواہش اس میں نہیں رہ سکتی۔

اعلائے کلمۃ اللہ کرنیوالوں کو عزت و شہرت کی پروا نہیں ہوتی جتنے خدا کے نام کو بلند کرنے والے ہوئے ان کو ذاتی خواہش کوئی نہ تھی، انہیں اس بات کی خواہش نہ تھی کہ دنیا میں بڑے بن جائیں۔ یہ الگ امر ہے کہ خدا نے ان کو عزت و شہرت دے دی ان کو بڑا بنا دیا، لیکن ان کے دلوں میں ایسی کوئی خواہش نہ تھی باقی تمام کاموں میں یہ ملاوٹ ہوتی ہے کہ کسی طرح کام ایسا ہو جائے کہ مجھے لوگ عزت کی نظر سے دیکھنے لگ جائیں، خدا کا نام بلند کرنا ایسا ہے کہ اپنی بڑائی کی کوئی خواہش باقی نہ رہے، کوئی نفسانی غرض اس میں نہ ہو، بلکہ یہ ایک فطری خواہش بن جائے کہ خدا کو منوانا ہے، لوگ اچھا کہیں یا برا کہیں، انسان کی فطرت اس بات کی متقاضی ہو کہ اس کے نام کو بلند کیا جائے، بڑے حوصلہ کے لوگ اس کام کو کرتے ہیں، ولینصرن اللہ من ینصرہ اگر ایک آدمی بھی خدا کی مدد کے لئے اس کے نام کو بلند کرنے کے لئے اٹھتا ہے تو خدا ضرور اس کی مدد کرتا ہے ان اللہ لقوی عزیز خدا کوئی کمزور نہیں وہ تو غالب اور قوت والا ہے اور اس کی مدد کو کوئی روک نہیں سکتا۔

مصائب اور ناکامی ہاں مصائب اور تکالیف کے آنے سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ناکامی آگئی ہے ناکامی اور چیز ہے دنیا کی تاریخ کو پڑھو، خدا کے برگزیدوں اور انبیاء پر بڑی بڑی مصائب آئیں ان کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، لیکن آخرکار وہ کامیاب ہوئے اب بھی جو حالات مسلمانوں کو پیش آئے ہیں، بلاشبہ لوگ کہتے ہوں گے کہ خدا کے وہ وعدے کیا ہوئے جن میں اسلام کے غلبہ کی خبر دی گئی تھی، کہاں ہے خدا کی نصرت آئے گی، خدا کی نصرت تو آئے گی لیکن ہمیں بھی اس کی نصرت کا کام کرنا چاہیئے، اگر ایک چھوٹی سی جماعت ہی کھڑی ہو جائے اور خدا کے نام کو بلند کرنے کا کام کرنے لگ جائے تو اس سے سارے اسلام اور ساری قوم کو فائدہ پہنچے گا ان کے لئے جو خدا کی نصرت آئے گی وہ ساری مسلمان قوم کے لئے ہوگی۔

. . . .

کہ جذبہ جو مسلمانوں میں مفقود ہو رہا تھا اور ان کی خیرات کا روپیہ کچھ پیروں کی نذر ہو جاتا تھا اور کچھ بیجا مصارف پر صرف ہو جاتا تھا آج وہ جذبہ پھر پیدا ہو گیا ہے ایثار کس کو کہتے ہیں جب دین کو ضرورت پیش آجائے یا اپنی قوم کو ضرورت پیش آجائے تو اپنے نفس کی ضروریات پر دین کو ترجیح دی جائے، غور کیجئے اگر آج مصائب کا یہ نتیجہ ہو کہ اتحاد پیدا ہو جائے، ایثار کا جذبہ پیدا ہو جائے تو یہ مصائب ہیچ ہیں ان انعامات کے مقابلہ میں جو ان کے بدلہ میں ملے ان پر رونے کی ضرورت نہیں خدا کا شکر بجا لانے کی ضرورت ہے۔

عورتوں اور بچوں پہ ظلم اور دلی درد کا اظہار } مگر فی الواقعہ انتہائی بیدردی ہم رونے بھی ہیں کیونکہ جو جو کیفیت مسلمانوں کے بچوں اور عورتوں پر گذری ہے ان کو سن کر دل میں سخت درد پیدا ہوتا ہے اور یہ فطری جذبہ ہے کہ اپنے عزیزوں کے دکھ سے دل کو درد ہو بڑی سخت مصائب کی کٹھالی میں اس قوم کو ڈالا گیا ہے اگر ان مصائب پر انسان کی زبان پر یہ الفاظ آنے چاہئیں کہ لا نقول الا ما یرضی به الله تو ساتھ ہی مصائب کی شدت کو دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھی بھر آتے ہیں، اور یہ ناگزیر ہے۔

خدا کا نور پھیلانے کیلئے مصائب کی کٹھالی میں پڑنا ضروری ہے } مگر میں سمجھتا ہوں کہ شاید مصائب اور بھی ابھی آئیں گے یہ دروازہ ابھی اور کھلے گا کیونکہ خدا کا ایک منشاء پورا ہونے والا ہے خدا کا نور دنیا میں پھیلنے والا ہے، خدا کا نام دنیا میں بلند ہونے والا ہے، خدا کا کلام تمام دنیا میں پہنچنے والا ہے مگر خوب یاد رکھو کہ ابھی ہم اس نور کو پھیلانے کے قابل نہیں ابھی ہماری قوم میں اس نور کو دنیا میں پھیلانے اور خدا کے کلام کو پہنچانے کی اہلیت نہیں، اس لئے ضرورت ہے کہ اسکو مصائب کی کٹھالی میں ڈالا جائے اور اس قابل بنایا جائے کہ وہ پاک صاف ہو کر خدا کے اس منشاء کو پورا کرنے کے اہل بن جائیں۔

اپنی جماعت کی فکر } دوسروں کا کیا کہوں مجھے اپنی جماعت کی فکر ہوتی ہے کیا ہم ابھی کہیں اس سبق کو بھول تو نہیں گئے جو امام وقت کے قدموں میں بیٹھ کر حاصل کیا تھا وہ سبق کیا تھا دنیا میں برا کہلواؤ اور خدا کا کام کرتے چلے جاؤ، دکھ اٹھاؤ، مصیبتیں برداشت کرو، بھائی برا کہے، دوست یار اور عزیز و اقارب برا منائیں لیکن تم خدا کے دین کی خدمت میں لگے رہو مجھے ڈر لگتا ہے کہ آج ہماری جماعت میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر ان کے ناک پر مکھی بیٹھ جاتی ہے تو اسی پر واویلا شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم چندہ نہیں دیں گے، یہ اچھا طریق نہیں، نہایت چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے سے رنجشیں بڑھا لی جاتی ہیں یہ طریق جماعت میں انتشار پیدا کرنے والا ہے ایسی حالت میں ہمیں بھی اگر مصائب پہنچ جائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں، دعا کرنی چاہیئے ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں۔

جماعت کو بھی مصائب کی کٹھالی سے گذرنا ہو گا } بظاہر حالات مصائب آنے والی ہیں اور ہماری جماعت پر بھی آنے والی ہیں گو خدا کا شکر ہے کہ ابھی تک ہماری جماعت ان سے بچی ہوئی ہے اور دعا کرو کہ بچی رہے لیکن اگر خدا کی منشاء ہو کہ ان میں سے بھی کسی کھوٹ کو دور کیا جائے تو ہماری جماعت کو بھی مصائب کی کٹھالی میں سے گذرنا پڑے گا خدا کا نام بلند کرنے کے لئے اگر ہمیں یہ مصائب اٹھانی پڑیں تو کوئی حرج نہیں ہم مریں، اگر ہمیں مرنا تو آخر ہے ہی آج مریں یا کل مریں لیکن خدا کا نام بلند کرنے کے لئے مریں یہ خوش قسمتی ہے اور ایسی موت قابل رشک ہے۔

جماعت احمدیہ کا مجاہدہ } آپ نے سنا ہو گا پہلے لوگوں نے طرح طرح کے چلے اور مجاہدے کئے کیوں؟ انہوں نے ایسا کیا اس لئے کہ جب وہ زمانہ گذر گیا جب طرح طرح کی مصائب مسلمانوں پر وارد ہوتی تھیں اور ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم رہتا تھا اور آسائش و آرام کا زمانہ آ گیا تو وہ اہل اللہ تھے انہوں نے خدا تعالیٰ سے تعلق قائم رکھنے کے لئے ایسی باتیں ایجاد کیں جن سے اپنے نفس کو تکلیف میں ڈالا جا سکے اور اس طرح خدا کی طرف توجہ رہے، اس کے ساتھ تعلق ڈھیلا نہ ہو جائے ہمارے حضرت صاحب نے ان چلوں کو ہٹا کر کہا کہ پہلے زمانہ کی طرف جاؤ اور خدا کا نام دنیا میں بلند کرنے کے لئے دکھ اٹھاؤ یہ بھی خدا کو پانے کے لئے ایک مجاہدہ ہے۔

تو بے شک اچھی طرح سن لو کہ مصائب ابھی آنے والے ہیں اگر ان کا کوئی علاج ہے تو یہ ہے کہ اپنی جانوں پر خود مصیبت وارد کر لو تاکہ خدا کو تم پر مصیبت نہ بھیجنی پڑے۔

تحدیث بالنعمت } تحدیث بالنعمت اچھی چیز ہے یہ ہمیشہ انسان کے نقطہ نگاہ کو صحیح رکھنے کا موجب ہے، ہاں فخر مت کرو کہ یہ کر لیا اور وہ کر لیا کچھ بھی نہیں کیا مگر میں تحدیث بالنعمت کے طور پر کہوں گا کہ آج دنیا میں وہ خبر لینے جو تمہاری جماعت کو ہے وہ کسی دوسری جماعت کو حاصل نہیں اتنی نصرت الٰہی دیکھ کر پھر سر جھک جائیں اور خدا کے لئے قربانیاں ہم نہ کریں تو یہ بڑی ناشکری ہو گی

مغربی ممالک پر ہمارے لٹریچر کا اثر } میں نے سنایا تھا کہ وہ چیزیں جن کو پہنچانے کا کوئی سامان ہمارے پاس نہ تھا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود پہنچا رہا ہے مغربی لٹریچر میں ہمارے خیالات کا شائع ہونا ہماری کتابوں کے تراجم عربی میں ہونا یہ ہیں تحفے مگر تم یہاں بیٹھے ہو تمہاری ایک انگلی بھی نہیں ہلی تمہارا ایک بھائی (سید تصدق حسین قادری) اس کام کو کر رہا ہے جس کا یہ نتیجہ آہستہ آہستہ ہو رہا ہے کہ مغربی ممالک کی ذہنی حالت ہو جائے گی جو ایک یادری کرنے سے ہندوستان کی حالت بیان کی تھی وہ جاپان میں تبلیغ سے بیشتر بڑا کام کرنے کے بعد یہاں بھی آیا، یہاں ہم سے بھی ملا، قادیان بھی گیا اور پھر ایک مضمون "مسلم ورلڈ" میں لکھا اور اس میں بتایا کہ لاہور کی احمدیہ جماعت اگرچہ چھوٹی ہے لیکن اس کا اثر اس کی تعداد سے بہت زیادہ ہے اور تعلیمیافتہ مسلم اگر اسلام کے وفادار رہ سکتے ہیں تو اسلام کی اس تعبیر کو قبول کر کے رہ سکتے ہیں جو جماعت احمدیہ لاہور پیش کرتی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بالکل یہی حالت مغربی ممالک کے اندر ہو رہی ہے وہ ہمارا لٹریچر پڑھکر کہیں گے اور کہہ رہے ہیں کہ اسلام یہ ہے جس کو ہم نہیں پہچانتا تھے لیکن جب اس کو کہتے ہیں اگر ہم سو آدمی بھی وہاں بھیجتے اور وہ ادھر ادھر جا کر ہزار لوگوں کو اپنے خیالات پہنچا دیتے تو یہ اثر پیدا نہ ہوتا جو اس لٹریچر نے پیدا کیا ہے کہ تمام ملک میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک یہ چرچا ہو گیا کہ یہ جماعت ہے جو اسلام کی صحیح تصویر پیش کر رہی ہے۔

ایک نئی کتاب جو ولایت میں زیر طبع ہے } آپ کو معلوم ہو گا کہ ایک چھوٹی سی کتاب انہی ایام میں میں نے لکھی تھی وہ ابھی چھپی نہیں ولایت میں چھپنے کے لئے گئی ہوئی ہے لیکن میں اپنی کسی بڑائی کے لئے نہیں کہتا صرف تحدیث بالنعمت کے طور پر ذکر کرتا ہوں کہ اس کتاب کے لکھنے میں خدا نے ایسے رستہ پر مجھے ڈالا کہ اس میں قرآن کی تعلیم کا نچوڑ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات جمع ہو گئے اس کے متعلق ناشر نے پہلے فیصلہ کیا تھا کہ اسکو امریکہ میں بھی شائع کیا جائے گا اور اب ڈاکٹر عبد اللہ صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ وہ اس کا ترجمہ فرانسیسی اور ہسپانوی زبانوں میں بھی کرانا چاہتے ہیں۔ فرمائیے کیا یہ خدا کا کام نہیں؟ کتاب ابھی چھپی نہیں اور اس کے ترجموں کی تجویز پہلے ہو رہی ہے۔

قادیانی جماعت پر اثر } ہمارے بہت سے دوست ہیں جن کا قادیانی جماعت کے متعلق یہ خیال ہے کہ اس کو چھیڑنا یا ان کو رستہ دکھانا فضول ہے کیونکہ وہ کسی معقول بات کی پرواہ نہیں کرتے۔ لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ قادیانی جماعت میں ابھی ایسے آدمی موجود ہیں جو ہماری جماعت کی علمی خدمات کے سامنے سر جھکاتے ہیں اور ان کے دلوں میں اس بات کا احساس ہے کہ حضرت مسیح موعود کا علمی ورثہ جماعت لاہور کے ہاتھ میں ہے۔ ابھی ایک قادیانی بزرگ کا خط مجھے ملا ہے کہ اگر اس صدی میں کوئی دوسرا مجدد آنا ہوتا تو میں سمجھتا ہوں وہ آپ ہیں اور اگر مسیح موعود کا کوئی مثیل ہو سکتا ہے تو وہ آپ ہیں۔ میں کس طرح سمجھوں کہ ان لوگوں کے اندر ایسے نہیں ہیں جن کے دلوں پر اثر ہو سکتا ہے اس جماعت میں بھی ہمارا اثر پھیل رہا ہے اور ایک وقت آئے گا کہ وہ سمجھیں گے کہ وہ کس قدر غلطی پر تھے۔

افضال الٰہی کا شکریہ بجا لاؤ } تو یہ جو قبولیت کا سامان ہو رہا ہے اگر اس پر شکر گذاری نہ کرو تو یاد رکھو کہ کوئی اور جماعت ان انعامات کی وارث ہو جائے گی اور اگر تم شکر گذاری کرو تو لازیدنکم خدا اپنے افضال کو بڑھائے گا، اس کے آگے جھک جاؤ اور یہ التجا کرو کہ اے خدا تیرا فضل ہم پر بہت بڑا ہے یہ تیرا فضل ہے کہ ہماری ناچیز کوششوں کے ایسے اچھے پھل دیئے ہم تیرے رستہ میں قربانیاں دینے کے لئے تیار رہیں اور تیرے دین کو پھیلانے کے لئے ہر قسم کی مصائب اٹھانے کو حاضر ہیں یہ روح ہو تو تم دیکھو گے کہ کس طرح افضال آلٰہی کی بارش نازل ہوتی ہے، اٹھو تھوڑی سی ہمت اور کرو اور ایک قدم اور آگے بڑھاؤ۔

مرمت برلن مسجد کے لئے ہمت اور کوشش کی ضرورت } میں نے ایک معمولی سا کام آپ کے ذمہ لگایا تھا کہ برلن مسجد کی مرمت کے لئے کچھ رقم جمع کی جائے اس بارہ میں جو کوشش کرنی چاہیئے تھی وہ نہیں کی گئی اگر ہمارے احباب اپنی اپنی جگہ ذرا قدم اٹھاتے، ذرا اپنے ملنے والوں کے پاس جاتے تو کافی رقم جمع کر سکتے تھے، ٹھیک ہے کہ اس مسجد کی بربادی سے مسلمانوں کا نام بدنام ہو گا مگر تمہاری جماعت کی سب سے زیادہ بدنامی ہو گی کہ تم نے اسکو بنایا اور پھر اسے قائم نہ رکھ سکے اسے قائم رکھنے کی کوئی کوشش نہ کی اگر کوشش کی جاتی تو سب کچھ ہو سکتا تھا میں اپنی جگہ پر ہاتھ پیر مار رہا ہوں ابھی آج ہی میرے پاس آٹھ ہزار روپیہ سے زیادہ کے چیک پہنچے ہیں اگر سب دوست ہمت کریں تو بہت کچھ کر سکتے ہیں۔

مرمت مسجد برلن کیلئے آخری اپیل } آخری مرتبہ کہتا ہوں، میرے یہ آخری الفاظ ٭

[illegible]

٭ اس بارہ میں ہیں کہ برلن مسجد کے لئے اس خدا کے ٹوٹے ہوئے گھر کے لئے کچھ کوشش کرو، آپ کا کوئی دوست ہو، عزیز ہو واقف ہو، اسکو تحریک کرو، تم اس تحریک کو اپنے سب ملنے والوں تک ......

نتیجہ امتحان قرآن کریم درجہ اوّل منعقدہ ۳۰ر اپریل ۱۹۴۷ء

کل نمبر ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۰۰

نمبر شمار	نام امیدوار	نمبر حاصل کردہ
(۱)	چوہدری الٰہ داد صاحب ضلعدار پنشنر	۹۲
(۲)	شیخ عبدالعزیز صاحب صدیقی ریٹائرڈ قانون گو بہاول نگر	۹۰
(۳)	مرزا غلام مرتضیٰ بیگ صاحب ناندگاؤں برار	۸۵
(۴)	محمد دین خانصاحب ڈاڈر سینیٹوریم	۷۰
(۵)	محمد اصغر صاحب انگلش ٹیچر	۷۴
(۶)	عبدالعزیز صاحب ریلوے گارڈ نزد مصری شاہ لاہور	۷۵

نتیجہ امتحان قرآن حکیم درجہ دوم

نمبر شمار	نام امیدوار	نمبر حاصل کردہ
(۱)	علی بہادر خاں صاحب ڈاڈر	۵۰
(۲)	سیف اللہ صاحب متعلم جماعت ششم ڈاڈر	۴۵
(۳)	مرزا غلام مرتضیٰ بیگ صاحب ناندگاؤں برار	۹۰
(۴)	حافظ غلام رسول صاحب ڈاڈر	۴۰
۵	گل زمان خان صاحب	۳۵
(۶)	شیخ عبید اللہ صاحب شہزادہ بوٹ ہاؤس وزیر آباد	۵۴
(۷)	عبدالعزیز صاحب صدیقی قانون گو ریٹائرڈ بہاول نگر	۸۳

نتیجہ امتحان رسٹ نمبر

کل نمبر ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۵۰

نمبر شمار	نام امیدوار	نمبر حاصل کردہ
(۱)	عبدالعزیز صاحب ریلوے گارڈ نزد مصری شاہ	۴۵
(۲)	سیف اللہ خالصاحب جماعت ششم ڈاڈر	۲۵
۳	محمد اصغر علی خاں صاحب انگلش ٹیچر ڈاڈر	۴۰
(۴)	حافظ غلام رسول صاحب	۳۰
(۵)	مرزا غلام مرتضیٰ بیگ صاحب ناندگاؤں برار	۴۸
(۶)	شیخ عبید اللہ صاحب شہزادہ بوٹ ہاؤس وزیر آباد	۳۷

وصایا کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے نہایت اہم ارشادات

(۱) ان اصحاب سے جنہوں نے اب تک وصیتیں نہیں کیں میری یہ درخواست ہے کہ وہ اب اس میں ایک لمحہ توقف کو گناہ سمجھیں اور اپنی وصیت لکھکر بھیجدیں۔

(۲) وہ اصحاب جنہوں نے وصیت کی ہے مگر تعیین نہیں کی ان سے میری درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جائدادوں کا حساب کر کے وصیت کی رقوم متعین کر دیں

(۳)۔ ان اصحاب سے جو تعیین کر چکے ہیں یا کریں گے میری درخواست ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اس رقم کی ادائیگی شروع کر دیں تاکہ ان کا صدقہ جاریہ ان سے پہلے اللہ تعالےٰ کے ہاں پہنچ جائے اور جب وہ اپنے مولےٰ سے جا کر ملیں تو ان کا صدقہ جاریہ ان کا صالح ترین عمل ان کے استقبال کے لئے وہاں موجود ہو۔

(۴) اور ان احباب کے ورثا سے جو فوت ہو چکے ہیں یہ درخواست ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی وصایا کو جلد سے جلد عملی جامہ پہنا کر ان کی روحوں کو خوشنود کریں،،

پیغام صلح ۸ر فروری ۱۹۴۷ء

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق رسالہ مولوی کی رائے

محمد عبداللہ صاحب وزیر آباد سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ پچھلے دنوں میں وزیر آباد سے ملتان جا رہا تھا ملا ہیں رسالہ مولوی ماہ جو دہلی سے بہ ادارت عبدالمجید خاں صاحب نکلتا ہے اس میں ایک مضمون تھا "تراجم قرآن مغربی زبانوں میں" جس میں مختلف تراجم کا ذکر تھا جو جرمن ڈچ اور دیگر زبانوں میں غیر مسلم حضرات نے کئے تھے۔ انگریزی تراجم کا ذکر کرتے ہوئے مضمون نگار نے لکھا تھا کہ ایک ترجمہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ امیر جماعت احمدیہ نے کیا ہے جو بڑے اہتمام کے ساتھ ۱۹۱۷ء میں انجمن احمدیہ لاہور کی طرف سے شائع ہوا۔ عربی متن اور انگریزی ترجمہ صفحہ کے بالائی حصہ میں ایک دوسرے کے مقابل درج کئے گئے ہیں اور تفسیر زیریں حصہ میں مندرج ہے۔ شروع میں ایک مبسوط و مشرح مقدمہ ہے جس میں قرآن مجید کا مفاد دیا گیا ہے یہ ترجمہ ہر اعتبار سے قابل تعریف ہے"

("مولوی" جمادی الثانی ۱۳۶۶ء)

یہ الفاظ ایک قدیم رسالہ مولوی کے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایڈیٹر رسالہ کو دیگر تراجم قرآن کی اطلاع دی جائے جو جرمن ڈچ اور دیگر زبانوں میں جماعت احمدیہ لاہور نے شائع کئے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اب تعصب آہستہ آہستہ ختم ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ الکی جماعت کے کاموں میں برکت ڈالے"

ادائے زکوٰۃ میں تاخیر نہ ہو

؎ زکوٰۃ مال بدر کن کہ فضلۂ رزرا
چو باغباں بدرو بیشتر دہد انگور

اللہ تعالےٰ نے جہاں نماز کے لئے تاکید فرمائی ہے اس کے ساتھ ساتھ ہی ادائے زکوٰۃ کے لئے ارشاد فرمایا ہے اور احادیث میں اس پر جو تاکید ہے وہ ہماری جماعت کے ذی علم اصحاب پر پوشیدہ نہیں۔ اس لئے ہر صاحب نصاب کا فرض ہے کہ وہ زکوٰۃ کا مال فوراً الگ کر کے قومی بیت المال میں بھیجدے۔

یہ امر بھی کئی ایک بار عرض کیا جا چکا ہے کہ اپنے طور پر زکوٰۃ صرف کرنے سے زکوٰۃ کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ بیت المال میں آنی چاہیئے اور یہاں سے ہی مستحقین کو تقسیم ہونی چاہیئے۔ اس وقت تک بہت کم رقم زکوٰۃ کی مد میں وصول ہوئی ہے۔ حالانکہ اس دفعہ زکوٰۃ بجٹ گذشتہ سالوں سے زیادہ رکھا گیا ہے۔ ہمارے کارکن بزرگ ہمارے سکرٹری صاحبان اور سلسلہ کے خطیب اس طرف توجہ فرمائیں اور زکوٰۃ کی تحریک کر کے رقم جمع کریں اور مرکز میں ارسال فرما دیں اس معاملہ میں حافظ عبدالرشید صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ بڑی مستعدی سے زکوٰۃ فراہم کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اگر ہر جماعت کا ہر دوست اس طرح مستعدی سے کام کرے تو بہت بڑی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے امید ہے کہ احباب اس طرف توجہ فرمائیں گے۔ اور بار بار یاد دلانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔

(مرتضیٰ خاں۔ اسسٹنٹ سیکرٹری)

حافظ عبدالرشید صاحب اور فراہمی زکوٰۃ

حافظ عبدالرشید صاحب فراہمی زکوٰۃ کے سلسلہ میں ایک طویل دورہ کر رہے ہیں زکوٰۃ کی پہلی قسط مبلغ سات سو روپیہ ارسال فرما چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس کے لئے جزائے خیر دے۔

ہم اپنے دوسرے کارکنوں، محصلین اور مبلغین کرام کی خدمت میں بھی عرض کرتے ہیں کہ وہ بھی اس ضروری کام کی طرف توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان بھی توجہ فرمائیں۔

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

ماسٹر محمد اسحاق صاحب کا ایثار

ماسٹر محمد اسحاق صاحب سینیئر ورنیکلر ٹیچر لونڈ خور ضلع مردان نے حال ہی میں مبلغ ۔/۴۰۰ روپیہ بمد وصیت مرحمت فرمایا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دے ۱۹۴۵ء میں جب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وصایا کی تحریک ہوئی تو اس وقت آپ کی جائداد تقسیم شدہ نہیں تھی تاہم آپ نے بغرض تعمیل تحریک جو کچھ آپ کے پاس تھا دیدیا اور اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وسعت بخشی تو آپ نے فوراً ۔/۴۰۰ کی رقم خلیہ خدا کے رستہ میں دے دی ہے۔ صاحب موصوف کا یہ ایثار قابل قدر ہے اور دوسروں کے لئے قابل تقلید۔

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری

تو اتحاد کے لئے بھی زمین تیار ہو چکی تھی۔ اور دوسری طرف قائداعظم کی ان تھک اور بے لوث مساعی نے بھی مسلمانوں کو دو قومی نظریہ کی صحت پر یقین دلا دیا تھا۔ اس سے تمام اسلامی فرقے قائداعظم کے اس مطالبہ پر آخر کار متفق ہو گئے۔ اور یہ اتفاق روز بروز ترقی کرتا رہا۔ کانگرس نے مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈلوانے کی پیہم کوشش کی لیکن اس دفعہ وہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ آخر مسلمانوں کی اس متفقہ آواز نے قائداعظم کے مطالبہ میں وہ زبردست قوت پیدا کر دی کہ جس کا مقابلہ نہ حکومت برطانیہ کر سکی۔ اور نہ ہی کانگرس اس کے سامنے ٹھہر سکی تا آنکہ دونوں کو تمام مسلمانوں کی متفقہ آواز کی قوت کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے جس کا نتیجہ ہندوستان میں دو حکومتوں کے قائم ہونے کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ ایک کا نام ہندوستان اور دوسری کا نام پاکستان ہے

قیام پاکستان اسی اتحاد کا نتیجہ ہے

سو آج ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کا وہ مبارک دن ہے جس میں پاکستان کی حکومت مسلمانوں کے سپرد کر دی گئی ہے۔ اور انہیں ایک صدی کی غلامی کی تلخیوں کو برداشت کرنے کے بعد آزادی کا سانس لینا نصیب ہوا ہے۔ اس لئے مسلمان اس تقریب سعید پر جس قدر بھی خوشی منائیں تھوڑی ہے اور جس قدر بھی خدا کی حمد کے گیت گائیں کم ہیں لیکن حکومت سے بڑھ کر انہیں خوشی اس اتحاد پر منانی چاہیئے جو ان میں پیدا ہو گیا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر اس بات پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوبارہ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کے مصداق بن گئے ہیں

لئن شکرتم لازیدنکم

پر عمل کرنا ہے کہ مسلمانوں کو ابھی سارے ہندوستان پر حکومت نہیں ملی اور ابھی ہندوستان کی قریباً نصف مسلم آبادی غلامی کی زنجیروں میں مقید ہے لیکن اگر مسلمانوں نے اس اتحاد کو ضائع نہ کیا جو فضل الٰہی کے جذب کرنے کا ذریعہ بنا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے اس سبق کو نہ بھلایا جو انما المومنون اخوۃ میں انہیں پڑھایا ہے اور اس نعمت الٰہی پر صدق دل سے شکرگزار ہوتے ہوئے مومن حقیقی کے سامنے آ گئے اور حقیقی معنی میں مسلمان بن گئے۔ تو خدا تعالیٰ کے قانون لئن شکرتم لازیدنکم کے ماتحت وہ یقیناً بقیہ غرض کو بھی جلد حاصل کر لیں گے

خدا کے وعدے کیونکر پورے ہوتے ہیں

خدا کے وعدے یقیناً سچے ہیں لیکن ان کے پورا ہونے کے لئے یہ بھی قانون ہے اوفوا بعہدی اوف بعہدکم یعنی پہلے بندے اس عہد کو پورا کریں جو خدا سے انہوں نے باندھا ہے۔ پھر خدا اپنے اس عہد کو پورا کرے گا جو بندوں سے اس نے باندھا ہے

احمدی مسلمان کیلئے خوشی کی دُہری وجہ

اس میں شک نہیں کہ حکومت جیسی عظیم الشان نعمت ملنے پر آج ہر مسلمان خوش ہے اور اس خوشی کی تقریب پر گھر گھر جشن منائے جاتے ہیں لیکن احمدی مسلمانوں کیلئے یہ [illegible] موقعہ اپنے اندر کئی چند خوشی کے رکھتا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہی خوش نہیں کہ مسلمانوں نے کھوئی ہوئی حکومت کو دوبارہ حاصل کر لیا ہے۔ بلکہ اس کا دل اس موقعہ پر خوشی سے اسلئے بھی اچھل رہا ہے کہ اس کے امام اور خدا کے فرستادہ مسیح موعود کے منہ سے نکلی ہوئی باتوں کے [illegible] جیسے جو مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے خود نہ صرف [illegible] آج کامیابی کا منہ دیکھ رہی ہیں پھر وہ اس لئے بھی خوش ہے کہ جو اتحاد عملاً انہوں نے مسلمانوں کے سامنے رکھا تھا آخر وہی اختیار کیا گیا ہے۔ پھر اس کی خوشی کا یہ بھی باعث ہے کہ اس کے امام پر جو الہامات نازل ہوئے ان میں سے بعض صفائی سے اس موقعہ پر پورے ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ مثلاً آپ کا الہام ہے "رب اصلح امۃ محمد صلعم" و "رب اصلح بین اخوتی" یعنی اے میرے رب محمد صلعم کی امت کی اصلاح کر اے میرے رب میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان صلح کرا دے۔ اب ہر صاحب بصیرت دیکھ سکتا ہے کہ آج کس صفائی سے یہ دونوں الہام پورے ہو رہے ہیں۔ امت محمدیہ کے درمیان جہاں تک اتحاد کا تعلق ہے۔ بہت حد تک اصلاح ہو گئی ہے۔ اور دوسرے امور میں بھی اصلاح کے آثار نظر آ رہے ہیں کم از کم اصلاح کی تڑپ سب میں پائی جاتی ہے اور ہر طرف سے یہی آواز اٹھ رہی ہے کہ اگر پاکستان ملنے کے بعد مسلمان مسلمان نہ بنا تو پاکستان بننے کا فائدہ ہی کیا۔ اسی طرح دوسرا الہام کہ میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان صلح کرا دے بھی کس وضاحت سے پورا ہو رہا ہے حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے خلاف جو جوش مخالفت تھا وہ دب گیا ہے اور بہت سی غلط فہمیاں دور ہو رہی ہیں اور آپس میں صلح کے آثار نمایاں نظر آ رہے ہیں

پھر آپ کا ایک الہام ہے:-

"چو دور خسروی آغاز کردند
مسلمان را مسلمان باز کردند"

یعنی جب انہوں نے حکومت کا دور شروع کیا تو مسلمانوں کو پھر مسلمان کر دیا اگرچہ روحانی طور پر یہ الہام خود مرزا صاحب کے وجود مبارک کے ذریعہ پورا ہو چکا اور ہو رہا ہے۔ لیکن اہل معرفت پر یہ امر مخفی نہیں کہ الہام الٰہی کے الفاظ بڑی وسعت رکھتے ہیں چنانچہ اس موقعہ پر بھی یہ الفاظ صاف طور پر چسپاں ہو رہے ہیں۔ کیونکہ ان الفاظ میں صریح اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ الہام کے وقت گو مسلمان مسلمانوں کو کافر بنا رہے ہیں لیکن وقت آئے گا کہ وہ مسلمانوں کو پھر مسلمان کہنا شروع کر دیں گے۔ اور وہ وقت وہ ہوگا جبکہ حکومت کے دور کا آغاز ہوگا۔ گویا اس الہام میں اگر ایک طرف مسلمانوں کو حکومت ملنے کی بشارت دی جا رہی ہے تو دوسری طرف اس کے ملنے کا ذریعہ بھی بتلایا گیا ہے۔ اور وہ یہی کہ تکفیر کو چھوڑ دیا جائے۔ اور ہر ایک مسلمان کو مسلمان سمجھا جائے پھر آپ کا الہام ہے انت منی بمنزلۃ موسیٰ ثانی [illegible] موسیٰ یعنی تو میرے نزدیک اس طرح ہے جس طرح حضرت موسیٰ بنی اسرائیل میں تھے تجھ پر وہ زمانہ آئے گا جو موسیٰ کے زمانہ کی مانند ہوگا اب حضرت موسیٰ کے ساتھ جو واقعات پیش آئے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ جب انہوں نے اپنی قوم کو حکومت لینے کے لئے ایک الٰہی حکم سنایا تو انہوں نے اس حکم کے ماننے سے انکار کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ چالیس برس تک ان سے حکومت جیسی نعمت روک لی گئی۔ اسی طرح یہاں بھی ہوا کہ جب اس وقت کے مامور من اللہ نے خدا کے حکم سے مسلمانوں کو اتحاد کی طرف دعوت دی تو مسلمانوں نے اس حکم کے ماننے سے انکار کر دیا۔ جس طرح وہاں حکومت ملنے میں چالیس برس کا وقفہ پڑ گیا اسی طرح یہاں بھی ٹھیک چالیس برس کا ہی وقفہ پڑا۔ یعنی حضرت مرزا صاحب کی وفات کے چالیس برس بعد آج مسلمانوں کو حکومت ملی ہے۔ اور وہ بھی اسلئے کہ انہوں نے اب الٰہی حکم کے سامنے سر جھکا دیا ہے پھر ۱۸ مارچ ۱۹۰۷ء کو آپ کو الہام ہوتا ہے "دعائیں آج قبول ہوئی ہیں ان میں قوت اور شوکت اسلام بھی ہے" ان الفاظ میں قوت اور شوکت اسلام کے واپس آنے کی پیشگوئی وضاحت سے موجود ہے۔ اور اس کا چونکہ قوم کے انکار کی وجہ سے چالیس برس کے بعد ہی آنا مقدر تھا اس لئے ٹھیک چالیس برس کے بعد قوت اور شوکت آ گئی الحمد للہ علیٰ ذالک اگرچہ الہامات اور بھی ہیں لیکن جگہ کی قلت کی وجہ سے انہی کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے امید ہے کہ یہ الہامات ہر مومن کیلئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوں گے

قائداعظم کو مبارکباد اور ایک شبہ کا ازالہ

پس عام مسلمان تو قائداعظم کو اس موقعہ پر صرف ان کی کوششوں کی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہے لیکن یہ خاکسار بحیثیت احمدی مسلمان ہونے کے اس امر پر بھی ان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں یہ عظیم الشان سعادت بخشی ہے کہ اپنے مامور کے منہ سے نکلی ہوئی باتوں اور ان کی پیشگوئیوں کو ان کے ذریعہ پورا کر دیا ہے۔

شاید کسی کے دل میں یہ شبہ گذرے کہ قائداعظم تو حضرت مرزا صاحب کے متبعین میں سے نہیں۔ پھر وہ کس طرح آپ کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شبہ اسی شخص کے دل میں گذر سکتا ہے جو حضرت مرزا صاحب کے مسلک سے ناواقف ہے۔ آپ صرف اسی شخص کو اپنا متبع نہیں فرماتے جو ظاہری بیعت کے ذریعہ آپ کی جماعت میں داخل ہو۔ بلکہ ان کے نزدیک اتباع کے مدارج ہیں ادنیٰ درجہ اتباع کا آپ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ مسلمان بھی جو آپ کی مخالفت نہیں کرتا آپ کو کافر کذاب و دجال نہیں قرار دیتا آپ کا مسلمان بھائی ہے۔ اور اگر وہ آپ کے مقاصد کو پورا کرنے میں کسی رنگ میں بھی آپ کا ممد معاون ہے تو آپ کے نزدیک وہ بھی آپ کے متبعین میں سے ہے۔ خواہ اس نے بیعت نہ کی ہو۔ اور بظاہر ان کی جماعت میں داخل نہ ہو پس یہ شخص بھی بوجہ متبع ہونے کے اپنی مساعی کے مطابق ثواب پائیگا پھر اس سے اوپر اور مدارج ہیں۔ ان کے مطابق جوں جوں کوئی شخص آپ کے ساتھ زیادہ تعلق پکڑتا جائے گا۔ توں توں وہ زیادہ روحانی برکات کو حاصل کرتا جائے گا۔ اس میں شک نہیں کہ کامل روحانی برکات کامل اتباع کے نتیجہ میں ہی مل سکتی ہیں۔ اور خدا کرے کہ قائداعظم خصوصاً اور دیگر مسلمان بھائی عموماً ان تمام روحانی برکات سے بھی وابستہ ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کامل تعلق پیدا کرنے کے نتیجہ میں وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ آمین

اختلاف کو رحمت بناؤ

میں نے اپنے مضمون میں اتحاد بین المسلمین پر اس لئے زور دیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ مسلمان حکومت مل جانے کے بعد اس کی خوشی میں پھر سے بھول جائیں۔ اور ایک دوسرے کی تکفیر کے شغل میں پھر مصروف ہو کر ولا تکونوا کالتی نقضت غزلہا من بعد قوۃ انکاثا کا مصداق بن کر اپنے تمام کئے کرائے پر پانی پھیر دیں انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اجتہادات کے اختلاف کو تو وہ مٹا نہیں سکتے۔ اور نہ ۱۳۰۰ برس میں وہ مٹا سکے ہیں اسلئے یہی راہ اقرب ہے کہ اس اختلاف کے معاملہ میں رواداری سے کام لیں۔ اور اس کو ارشاد نبوی اختلاف امتی رحمۃ کو مدنظر رکھتے ہوئے شقاق کی بجائے رحمت کا ذریعہ بنائیں دیکھو دنیا میں مختلف طبائع ہیں کسی طبیعت کو کوئی دلیل اپیل کرتی ہے اور کسی کو کوئی۔ پس اگر تمام مسلمان اپنی اپنی تشریح و تفسیر کے مطابق غیر مسلموں کے سامنے قرآن شریف اور اسلام کو پیش کریں۔ تو ہو سکتا ہے کہ کسی غیر مسلم کو سنی مسلمان کی بجائے شیعہ صاحبان کی تشریح اپیل کر جائے اور وہ اس تشریح کو سن کر مسلمان ہو جائے۔ اور کسی کو شیعہ مسلم کی تشریح اپیل نہ کرے لیکن سنی مسلمان کی کر جائے۔ اور وہ اس کے ذریعہ مسلمان ہو جائے۔ تو اب کیا یہ اختلاف رحمت ثابت ہوا یا نہ۔ پھر اجتہاد کے اختلافات وسعت نظری اور وسعت معلومات پیدا کرتی ہے۔ اس لئے اس لحاظ سے بھی یہ رحمت ہے پس سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ارشاد الٰہی جادلہم بالتی ھی احسن کی تعمیل میں اپنے اپنے نقطہ نگاہ کی تبلیغ میں بجائے سختی کے نرمی اور بجائے تکفیر کے دلائل سے کام لیں اور اپنی توجہ کو غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کرنے کی طرف خصوصیت کے ساتھ مبذول کریں تا اسلام کو ترقی ہو۔ اور کفر کی طاقتیں کمزور ہوں یاد رکھئے کہ تبلیغ اور نیک نمونہ سے ہی وہ دنیا کو فتح کر سکتے ہیں

اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے ارشادات اتحاد کے متعلق

آخر میں میں اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے اور رسول صلعم کے چند ارشادات پیش کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں کیونکہ مومن وہی ہے جو خدا اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنی قلموں کو توڑ دے اور اپنی آواز کو بند کر دے اللہ تعالیٰ تو صاف فرماتا ہے لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا جو شخص تمہارے سامنے اسلام کا اظہار تمہیں السلام علیکم کہہ کر کرتا ہے تم اس کے متعلق یہ مت کہو کہ یہ مومن نہیں پھر قرآن

(باقی بر صفحہ ۲۴ کالم [illegible])

مجدّدِ وقت کا پیش از وقت انتباہ

ہمارے یہ مصائب اس سے ایک بڑی مصیبت یہ ہے کہ جس شخص کو خدا نے اپنا نام بلند کرنے کے لئے بھیجا، اس کی مخالفت بڑے زور سے کی گئی، اگر سنہ ۱۸۹۰ء میں جب حضرت مرزا صاحب نے اپنی آواز اٹھائی تھی، آپ کی بات کو سن لیا جاتا اور آپ کی آواز کو رد نہ کیا جاتا تو شاید یہ مصائب پیدا نہ ہوتے آپ نے اسی وقت قوم کو اسلام کی حالت اور اس کی ضروریات سے متنبہ کر دیا تھا اور بتا دیا تھا کہ اگر مسلمان تبلیغ کی طرف توجہ کریں تو وہ کامیاب ہو سکتے ہیں اور تبلیغ دین کے سوا ان کی ترقی کا کوئی رستہ نہیں۔ اگر یہ پچاس پچپن سال مسلمانوں نے تبلیغ اسلام پر خرچ کئے ہوتے تو آج اسلام کی تاریخ اور ہوتی۔ آپ نے یہاں تک کہا تھا کہ تم میری مخالفت چھوڑ دو، اور دس سال کے لئے خاموش ہو جاؤ پھر دیکھو کہ جو کام میں کرتا ہوں وہ اسلام کی قوت کا موجب ہے یا کمزوری کا اور اسلام کی اس سے تائید ہوتی ہے یا تردید، لیکن اس کی پروا نہ کی گئی اور آپ کی مخالفت پورے زوروں سے کی گئی۔

موجودہ حالات کا نقشہ حضرت مرزا صاحب کی تحریرات میں

یہ تمام باتیں جو آج واقعہ ہو رہی ہیں جس طرح قرآن اور حدیث میں ان کا سارا نقشہ موجود ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کے کلام اور محمد رسول اللہ صلعم کی احادیث میں موجودہ حالات اور مسلمانوں کے مصائب کو کھول کر پہلے سے بیان کر دیا گیا ہے آج اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب پر بھی یہ سارا نقشہ پہلے سے ظاہر ہو گیا تھا، اور آپ نے نہایت صفائی کے ساتھ اس کو اپنی کتابوں میں بیان کر دیا۔ یہ تمام یورپ کی جنگیں، اور ان کی تباہیاں جو دنیا پر وارد ہوئیں ان کا ذکر آپ نے کھول کر کیا اور فرمایا کہ:-

"اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں، وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا، مگر اب ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دور نہیں"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶)

اور پھر اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ:-

"کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو، ہرگز نہیں انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا"

یاد رہے صحیح ہے انسانی تدبیریں اور انسانی کام کسی کام نہ آ سکے، اور تمام انسانی تدابیر کا خاتمہ ہو گیا۔

دوسروں کی نقالی میں ہمارا انحطاط

مسلمانوں نے بجائے اس کے کہ اپنی تہذیب کی پروا کرتے، یورپ کی تہذیب کی تقلید کی، لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ دیا اور ہلاکت کی طرف لے گئی، خدا ہمیں اسلام پر چلانا چاہتا ہے وہ نہیں پسند کرتا کہ ہم دوسروں کی نقل کریں، ان کے پیچھے مارے مارے پھریں، لیکن ہماری یہ حالت ہو گئی ہے کہ جہاں کسی قوم کے دنیوی عروج کو دیکھا۔ جہاں یہ معلوم ہوا کہ فلاں قوم کے پاس دنیا کا مال بہت ہے اس کی تجارت بہت کامیاب ہے اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ اس کے پیچھے مر مٹے اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ہماری حالت گر گئی اور تباہ و برباد ہو کر رہ گئے۔

خدا ہمیں رہنما بنانا چاہتا ہے

خدا نہیں چاہتا کہ مسلمان دوسروں کے پیچھے چلیں، وہ مسلمانوں کو دوسروں کے لئے رہنما بنانا چاہتا ہے

لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا

تم اسی طرح لوگوں کے پیرو بن جاؤ جس طرح رسول تمہارا پیشرو ہے۔ اگر ہم ایسے نہیں کہ خدا کے دروازہ پر گر سکیں اور دوسروں کو گرا سکیں تو ہمارا عدم وجود برابر ہے، یاد رکھئے خدا کے دروازہ پر گرنے، خدا کا نام بلند کرنے کے سوائے اور کوئی امن کی راہ نہیں مسلمانوں نے مجدد وقت کی آواز پر کان دھرنے کے بجائے دنیوی مقاصد کی پیروی ضروری سمجھی، اور اس کا جو نتیجہ ہوا وہ ظاہر ہے۔

امن کی ایک ہی راہ

سچی بات یہ ہے کہ جب تک خدا کے آگے گرنا ہے خدا کے آگے نہ گریں مصائب ختم نہیں ہو سکتیں، امن پیدا نہیں ہو سکتا چارہ ایک ہی ہے

ولینصرن اللہ من ینصرہ

جو خدا کی مدد کرے گا خدا اس کی مدد کرے گا مسلمانوں نے آج خدا کی مدد کرنا چھوڑ دیا اس کا نام بلند کرنا ترک کر دیا، خدا نے بھی ان کی مدد ترک کر دی۔

مصائب ہماری حالت کو درست کرنے کیلئے آتی ہیں

بظاہر نظر آتا ہے کہ ہم بھی انہی مصائب کے شکار ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس طرح آگ جلائیں تو تمام کوڑا کرکٹ اور لکڑی وغیرہ جو اس میں ڈالی جاتے جل کر راکھ ہو جاتی ہے لیکن سونا یا اور ایسی چیزیں اس آگ میں میل کچیل سے پاک صاف ہو جاتی ہیں، اسی طرح مصائب کی آگ ایسی ہے کہ اس کے اندر بہت سے لوگ پس کر رہ جاتے ہیں اور ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی میل کچیل کو صاف کر کے زیادہ اچھی حالت میں آ جاتے ہیں تو فی الحقیقت یہ مصائب ہم لوگوں کو بنانے کے لئے آئی ہیں ہمیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ اپنی کسی غلطی کی اصلاح کر لیں، اس وقت اگر ہم تھوڑی سی ہمت کر لیں اور لوگوں کی خفگی کا خیال نہ کریں اور انہیں سمجھائیں منت سے سمجھائیں ان کے سامنے اس نقشہ کو . . . . پیش کریں جو خدا کے کلام میں اور رسول اللہ صلعم کی حدیثوں میں کھینچا ہوا موجود ہے اور جیسا امام وقت کو بھی دکھایا گیا تھا تو شاید ان مصائب کو دور کرنے کا بہترین ذریعہ ہو گا۔

قادیان کا نقصان

حقیقۃ الوحی کی اس عبارت کو پڑھ کر کہ:-

"کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو ہرگز نہیں انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا"

میرا خیال اس طرف گیا کہ جس قدر آج قادیانی جماعت کو نقصان پہنچا ہے مسلمانوں کی کسی جماعت کو بحیثیت جماعت نہیں پہنچا، اس لئے کہ کیا کیا جنات اور باغات انہوں نے قادیان میں لگا رکھے تھے کیسی کیسی شاندار کوٹھیاں، کارخانے، دفاتر، کالج اور سائنس انسٹی ٹیوٹ بنائے ہوئے تھے وہ سب دشمن کے ہاتھ میں آ گئے، اور کسی کام نہ آ سکے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ قادیان نہ بچے گا ہمیں ساری تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقام کی حفاظت کے سامان پیدا کر دے اور اس کے فضل سے ہم اس بات کی امید رکھتے ہیں کہ وہ اس مقام کو بچا لے گا لیکن بات وہی صحیح ہے جو حضرت مسیح موعود نے فرمائی کہ انسانی کاموں کا آج خاتمہ ہے اور کوئی انسانی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی،

عام مسلمانوں اور قادیانی جماعت کی غلطی

تو میں اپنی جماعت سے بھی کہوں گا کہ ہم میں کوئی کمزوریاں اور غلطیاں ہیں تو ان کی اصلاح کریں اور اپنے قادیانی بھائیوں سے بھی کہوں گا کہ اگر کوئی کمزوریاں اور غیب ان میں ہیں تو وہ بھی انکی اصلاح کریں میں بلا شبہ یہ کہنے کو تیار ہوں کہ ایک طرف ہمارے عام مسلمان بھائیوں نے یہ غلطی کی کہ ایک ایسے شخص کو جو مجدد کا دعوٰی لے کر اٹھا اور اس نے بار بار کہا کہ میں مجدد ہی ہوں، اس کو جھٹلایا حالانکہ تاریخ سے ثابت تھا کہ مجدد امت محمدیہ میں آتے رہے ہیں، اور پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں بھی مجدد آنا چاہیئے، اسی طرح ہمارے قادیانی بھائیوں سے بھی غلطی ہوئی، کہ انھوں نے حضرت صاحب کو مجددیت سے اٹھا کر نبوت کے مقام پر بٹھا دیا اور مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا۔

تکفیر اور نبوت کے مسائل

آپ ان دونوں غلطیوں کی اصلاح کریں، عام مسلمانوں کو بھی مجدد وقت کا پیغام پہنچائیں اور اپنے قادیانی بھائیوں کو بھی منت سے سمجھائیں اور ان کو بتائیں کہ حضرت مسیح موعود کے ان صریح الفاظ کے ہوتے ہوئے کہ:-

"میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا" (تریاق القلوب)

یہ کہنا کہ مسلمان آپ کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہو گئے امام وقت کی مخالفت ہے ہمیں چاہیئے کہ ادھر ادھر کی باتوں اور اینچا پیچیوں کی بجائے حضرت مسیح موعود کے صریح الفاظ کو سر آنکھوں پر رکھیں اور رسول خدا صلعم کی صحیح حدیث بھی موجود ہے من صلّٰی صلٰوتنا واستقبل قبلتنا فذالک المسلم باقی رہ گیا نبوت کا مسئلہ اٹھو اور اپنے بھائیوں کو منت سے سمجھاؤ کہ حضرت مسیح موعود نے نبوت کا دعوٰی نہیں کیا اور نہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے،

تبدیلی عقیدہ کا سوال

مگر وہ ایک غلطی میں پڑ گئے ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے دعوٰی تبدیل کر لیا تھا یا تعریف نبوت میں تبدیلی کر لی تھی جس سے دعوے میں تبدیلی ہو گئی اس کی ادنیٰ سے ادنیٰ شہادت بھی احمدیہ لٹریچر میں نہیں نہ کسی احمدی نے سال ۱۹۰۱ء میں کسی تبدیلی کو محسوس کیا۔ سنہ ۱۹۰۱ء سے لیکر سنہ ۱۹۱۴ء تک حضرت مسیح موعود کی ساری تحریرات تقریرات، خطوط، سلسلہ کے تمام لٹریچر کو پڑھ جاؤ کہیں یہ ذکر نہیں، کہیں اشارہ تک نہیں کہ حضرت صاحب نے اپنا دعوٰی کبھی تبدیل کر لیا تھا، تو آپ نرمی سے انہیں سمجھائیں منت سماجت سے سمجھائیں، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ان کو اس غلطی سے باہر نکال دے۔

قادیانی بھائیوں اور غیر احمدیوں کو نرمی سے سمجھاؤ

تو میرا مطلب یہ ہے کہ ہم کو اپنے کام میں لگ جانا چاہیئے، اٹھو اور اس کام کو کرو، اپنے گھروں میں جو تھوڑے

حضرت عائشہؓ

از محترمہ ناصرہ خانم صاحبہ

آجکل میں سیرت عائشہ کا مطالعہ کر رہی ہوں جس میں سے مجھے کئی باتیں پسند ہیں، میں نے چاہا کہ کیوں نہ انھیں اپنی بہنوں کے لئے لکھدوں۔

حضرت عائشہ کا بچپن کا زمانہ بھی عجیب تھا۔ آپ کو گڑیاں کھیلنے اور جھولا جھولنے کا بہت شوق تھا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ حضرت عائشہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیلتی ہوتیں۔ کہ اتفاقاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ جاتے وہ جلدی سے گڑیوں کو چھپالیتیں۔ سہیلیاں آپ کو دیکھ کر ادھر اُدھر چھپ جاتیں۔ لیکن چونکہ رسول کریم صلعم بچوں سے خاص محبت رکھتے تھے اور کھیل کود کو بُرا نہ سمجھتے تھے اس لئے لڑکیوں کو پھر بلا بلا کر حضرت عائشہ کے ساتھ کھیلنے کو کہتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ گڑیاں کھیل رہی تھیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے۔ گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی تھا جس کے داہنے بائیں دو پر لگے ہوئے تھے آپ نے پوچھا۔ عائشہ یہ کیا ہے؟ جواب دیا کہ گھوڑا ہے۔ آپ نے فرمایا گھوڑوں کے تو پر نہیں ہوتے۔ انھوں نے برموقعہ جواب دیا۔ کیوں؟ حضرت سلیمان کے گھوڑوں کے تو پر تھے۔

آپ اس جواب پر مسکرا دیئے اس واقعہ سے حضرت عائشہ رضؓ کی حاضر جوابی اور مذہبی واقفیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ کی یادداشت بہت اچھی تھی۔ اپنے بچپن کی ایک ایک بات یاد رکھتی تھیں۔ ان سے مسائل نکالتی تھیں۔

حضرت عائشہ کے نکاح کا واقعہ حضرت عطیہ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں۔ ان کی انا آئی۔ اور ان کو لے گئی حضرت ابوبکر نے آکر نکاح پڑھا دیا۔

حضرت عائشہ نکاح کے بعد تقریباً تین برس تک میکہ میں ہی رہیں۔ دو برس تین مہینے مکہ میں اور سات آٹھ مہینے ہجرت کے بعد مدینہ میں۔

مدینہ میں ایک دفعہ حضرت عائشہ بہت بیمار پڑیں۔ جس سے آپ کے سر کے بال بھی گر گئے۔ صحت ہوئی تو حضرت ابوبکر نے آکر عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ اب آپ اپنی بیوی کو اپنے گھر کیوں نہیں بلوا لیتے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس وقت میرے پاس مہر ادا کرنے کے لئے روپے نہیں ہیں۔ گذارش کی میری دولت قبول ہو۔ چنانچہ آپ نے سو روپے قرض لے کر حضرت عائشہ کے پاس بھجوا دیئے۔ اس واقعہ سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے جو مہر کو ایسا قرض سمجھتے ہیں جس کے ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ مہر عورت کا حق ہے اور اس کو ملنا چاہیئے۔

مدینہ گویا حضرت عائشہ کی سسرال تھی انصار کی عورتیں دلہن کو لینے حضرت ابوبکر کے گھر آئیں حضرت اُم رومان رضؓ نے بیٹی کو آواز دی۔ وہ اس وقت سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں۔ آواز سنتے ہی ماں کے پاس ہانپتی ہانپتی دوڑی آئی۔ ماں بیٹی کا ہاتھ پکڑے دروازہ تک لائیں منہ دھلا کر بال سنوارے دلہن جب اندر داخل ہوئی تو تھوڑی دیر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے اس وقت آپ کے لئے دودھ کے ایک پیالہ کے سوا کچھ نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ سے تھوڑا سا دودھ پی کر حضرت عائشہ کی طرف بڑھایا۔ وہ شرمانے لگیں حضرت عائشہ کی ایک سہیلی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطیہ واپس نہ کرو۔ انھوں نے شرماتے شرماتے لیا اور ذرا سا پی کر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا اپنی سہیلیوں کو دو۔ انھوں نے عذر کیا یا رسول اللہ اس وقت ہم کو اشتہا نہیں۔ فرمایا جھوٹ نہ بولو۔ آدمی کا ایک ایک جھوٹ لکھا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ کے نکاح کی تقریب کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس کے ذریعہ سے عرب کی بہت سی بیہودہ اور لغو رسموں کی بندشیں ٹوٹیں۔ عرب کے لوگ منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی نہیں کرتے تھے اس لئے حضرت ابوبکر نے اول اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خواہش پر تعجب کا اظہار بھی کیا تھا۔

ایک اور رسم یہ تھی کہ اہل عرب شوال میں شادی نہیں کرتے تھے۔ پہلے کبھی شوال میں عرب میں طاعون ہوا تھا اس لئے ماہ شوال کو وہ منحوس سمجھتے تھے اور اس مہینے میں شادی بیاہ کی کوئی تقریب انجام نہیں دیتے تھے۔

حضرت عائشہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف مسائل بھی پوچھا کرتی تھیں۔ اسلام میں پڑوسیوں کے بڑے حقوق ہیں اور اس اخلاقی حق کا سب سے زیادہ موقعہ عورتوں کو ملتا ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ دو پڑوسی ہوں تو کس کو ترجیح دی جائے۔ چنانچہ حضرت عائشہ نے ایک دفعہ یہ سوال پیش کیا۔ جواب ملا کہ جس کا دروازہ تمہارے گھر سے زیادہ قریب ہو۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ کے ایک رضاعی چچا ان سے ملنے آئے۔ انھوں نے انکار کیا۔ کہ میں نے دودھ پیا ہے عورت کا پیا ہے۔ عورت کے دیور کا مجھ سے کیا تعلق؟ آپ جب تشریف لائے۔ تو دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تمہارا چچا ہے تم اسکو اندر بلا لو۔

ان سوالات اور مباحث کے علاوہ آپ خود بھی حضرت عائشہ کی ایک ایک ادا اور ایک ایک حرکت کی نگرانی کرتے۔ اور جہاں غلطی نظر آتی درست فرماتے۔ ایک وقت آپ کی خدمت میں چند یہودی آئے اور بجائے السلام علیکم کے زبان دبا کر السام علیکم (تم کو موت آئے) کہا۔ آپ نے اس کے جواب میں وعلیکم (اور تم پر) فرمایا۔ حضرت عائشہ سن رہی تھیں۔ وہ ضبط نہ کر سکیں۔ بولیں علیکم السام واللعنۃ (تم پر موت اور لعنت) آپ نے فرمایا عائشہ نرمی چاہیئے۔ خداوند تعالیٰ ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے۔

ایک دفعہ کسی نے حضرت عائشہ کی کوئی چیز چرالی۔ زمانہ رسم کے مطابق انھوں نے اسکو بددعا دی۔ ارشاد ہوا بددعا دیکر اپنا ثواب اور اس کا گناہ کم نہ کرو۔ ایک بار وہ سفر میں رسول کریم صلعم کے ہمراہ ایک اونٹ پر سوار تھیں۔ اونٹ کچھ تیزی کرنے لگا عام عورتوں کی طرح ان کی زبان سے بھی فقرہ لعنت نکل گیا آپ نے حکم دیا کہ اونٹ کو واپس کر دو۔ ملعون چیز ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ کیا تعلیم تھی۔ کہ جانور تک کو بد دعا نہیں کہنا چاہیئے۔

عام طور پر لوگ خاص کر عورتیں معمولی گناہوں کی پرواہ نہیں کرتیں۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ کسی عورت کا حال بیان کر رہی تھیں اثنائے گفتگو میں بولیں کہ وہ بہت قد کی ہے آپ نے ٹوکا کہ عائشہ یہ بھی غیبت ہے کبھی کبھی دل بہلانے کو نبی کریم صلعم کہانی سنایا کرتے تھے ایک دفعہ حضرت عائشہ نے بھی رسول کریم صلعم کو کہانی سنائی ایک دن گیارہ سہیلیاں ایک جگہ مل کر بیٹھیں۔ آپس میں یہ طے پایا کہ ہر ایک اپنے اپنے شوہر کا حال ٹھیک ٹھیک کہدے۔ پہلی بولی کہ میرا شوہر دُبلے اونٹ کا وہ گوشت ہے جو کسی پہاڑ پر رکھا ہو نہ میدان ہے کہ وہاں تک کوئی پہنچ جائے اور نہ گوشت ہی اچھا ہے کہ اس کو کوئی اٹھا لے جائے۔

دوسری نے کہا۔ میں اپنے شوہر کا حال نہیں بیان کروں گی۔ اگر بیان کروں تو اس قدر لمبا ہے کہ ڈر ہے کہ کچھ چھوڑ نہ دوں اور اندر باہر کا حال نہ کہدوں۔

تیسری نے کہا۔ میرا شوہر لم ڈھینگ ہے۔ بولوں تو طلاق پاؤں اور چپ رہوں تو سمجھو کہ بیاہی ہوں نہ بن بیاہی۔

چوتھی بولی۔ میرا شوہر تہامہ کی رات ہے نہ گرم نہ سرد نہ ڈر ہے نہ ملال۔

پانچویں نے کہا میرا شوہر گھر آتا ہے تو چیتا بن جاتا ہے۔ باہر جاتا ہے تو شیر ہو جاتا ہے۔ جو وعدہ کرے اس کو پھر پوچھنے کی حاجت نہیں۔

چھٹی نے کہا میرا شوہر ساتھ کھاتا ہے۔ تو اکیلا سب چٹ کر جاتا ہے پیتا ہے تو سب ہڑپ کر جاتا ہے۔ لیٹتا ہے۔ تو خوب اوڑھ لیتا ہے کبھی ہمارے حال کے لئے ہاتھ اندر نہیں کرتا۔

ساتویں بولی۔ میرا شوہر بے وقوف اور نامرد ہے۔ کبھی سر پھوڑ دے کبھی کچھ توڑ دے۔

آٹھویں نے کہا میرا شوہر چھونے میں خرگوش اور سونگھنے میں گوسم ہے۔

نویں نے کہا۔ میرے شوہر کا بڑا مکان ہے امیر ہے اس کی تلوار کا پرتلا لمبا ہے اس کے چولہے میں راکھ کا ڈھیر ہوتا ہے (یعنی فیاض ہے)

دسویں نے کہا۔ میرا شوہر مالک ہے اور تم مالک کو کیا سمجھیں۔ وہ ان سب سے بہتر ہے۔ اس کے اونٹوں کا بڑا گلہ ہے وہ جو گھر ہی میں پڑے رہتے ہیں چرنے کو نہیں جاتے باجے کی آواز سن لیں تو سمجھ جائیں کہ موت کا دن آگیا۔ یعنی کسی کی تقریب کے باعث ذبح ہونے کا وقت آگیا۔

گیارہویں نے اپنی طویل بیانی شروع کی۔ میرے شوہر کا نام ابوزرع ہے تم ابوزرع کو کیا سمجھیں۔ اس نے زیوروں سے میرے کان لاد دیئے چربی سے میرے بازو بھر دیئے مسرت سے میرا دل خوش کر دیا۔

بکری والوں کے گھرانے میں مجھے پایا لیکن ہنہنانے والے گھوڑوں۔ بلبلانے والے اونٹوں غلہ ملنے والے اور پھٹکنے والے مزدوروں میں لاکر مجھے رکھ دیا۔ بولتی ہوں تو کوئی بُرا نہیں کہتا۔ سوتی ہوں تو صبح کر دیتی ہوں پیتی ہوں تو سب پی جاتی ہوں۔ ام ابی زرع ام ابی زرع کیسی ہے؟ اس کے کپڑوں کی گٹھڑی بھاری اور اس کے رہنے کا گھر وسیع ہے۔ ابوزرع کا بیٹا ابو زرع کا بیٹا کیسا ہے۔ سوتا ہے تو ننگی تلوار معلوم دیتا ہے۔ کھاتا ہے تو حلوان کا دست کھاتا ہے۔ ابوزرع کی بیٹی ابوزرع کی بیٹی کیسی ہے والدین کی فرمانبردار اور سوکن کے لئے رشک۔ ابوزرع کی لونڈی ابوزرع کی لونڈی کیسی ہے کبھی گھر کی بات باہر نہیں دہراتی۔ اناج کو فضول نہیں برباد کرتی گھر کو کوڑا کرکٹ سے نہیں بھرتی۔ رسول کریم صبر کے ساتھ دیر تک یہ کہانی سنتے رہے پھر فرمایا عائشہ میں تمہارے ساتھ ویسا ہی ہوں جیسا ابو زرع ام زرع کے لئے لیکن عین اس وقت جب آپ اسی قسم کی لطف و محبت کی باتوں میں مصروف ہوتے دفعتہً اذان کی آواز آتی۔ آپ اٹھ کھڑے ہوتے۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں ہم کو پھر یہ معلوم ہوتا۔ کہ آپ ہم کو پہچانتے ہی نہیں۔ (باقی آئندہ)

غلغلہ ہے چار سو عالم میں پاکستان کا

از جناب مولوی مرتضیٰ خانصاحب حسن بی اے

پھر ہمارا پرچمِ اقبال لہرانے لگا ؛ فضلِ باری ابرِ رحمت ہم پہ برسانے لگا

پھر ہمارے گلستاں میں آ گئی فصلِ بہار ؛ باغِ دینِ مصطفےٰ میں پھر لگے ہیں اب ثمار

پھر خدا کی نصرت و تائید کے در کھل گئے ؛ داغ نکبت اور ذلت کے تھے جتنے دھل گئے

گڑ گیا ہندوستاں میں پھر علم اسلام کا ؛ غلغلہ ہے چار سو عالم میں پاکستان کا

مرحبا صد مرحبا اے قائدِ عالی مقام ؛ آفریں ہمت پہ تیری اے جناحِ نیک نام

شکر کیونکر ہم بجا لائیں ترے احسان کا ؛ تو نے ہی قیدِ غلامی سے کیا ہم کو رہا

خدمتِ دینِ متین سے یہ شرف تم کو ملا ؛ نام تیرا مثلِ مہر و ماہ روشن ہو گیا

پھر یہاں تعمیر ہوگا قصرِ دینِ مصطفےٰ ؛ پھر پڑے گی اس زمیں میں کاخِ ملت کی بنا

مسجدیں آباد ہونگی پھر بفضلِ کبریا ؛ اُٹھے گی ہر سمت سے اللہ اکبر کی صدا

پھر چلے گی گلشنِ توحید میں بادِ صبا ؛ شوکتِ اسلام کا سکہ رواں ہو جائے گا

سطوتِ کبریٰ بعالم جلوہ گر خواہد شدن

ایں جہاں را دوستاں رنگِ دگر خواہد شدن

مجاہدۂ رمضان برنگِ عمل

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

۱- آپ کے اموال کی اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اس وقت سخت ضرورت ہے۔

۲- وصیت کا حکم قرآن کریم میں بھی ہے رسول اللہ صلعم کے ارشاد ارشاد اور صحابہ کے عمل سے بھی ثابت ہے حضرت مسیح موعود کا بھی ارشاد ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے وصیتیں کرو۔

۳- اگر کسی دوست کو اس سے بہتر کوئی طریق اپنے مال کو اپنے ساتھ لے جانے کا معلوم ہے تو بیشک اس علم کے حاصل کرنے کا خواہشمند ہوں۔

۴- رمضان گذر رہا ہے وصیت کے حکم کی تعمیل کر کے اپنے لئے رضائے الٰہی کے دروازے کھول لیں۔

۵- فساد کی آگ سے بچاؤ کے لئے یہ وصیت صدقہ کا کام بھی دے گی۔

۶- جن احباب کے نام شائع ہو چکے ہیں ان کے سوا اب ہر ایک دوست کا فرض ہے کہ وہ اپنی وصیت لکھ کر فوراً دفتر میں بھیج دے۔

محمد علی

اپنے قارئین کرام سے

"پیغام صلح" کا یہ پرچہ کسی سابقہ اعلان کے بغیر اور قارئین کرام کی توقعات کے خلاف "پاکستان نمبر" کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ شیوع کی اشاعت کے موقعہ پر خود عملہ ادارت کو بھی اس کا کوئی خیال نہ تھا کہ آئندہ پرچہ پاکستان نمبر کے نام سے ایک خاص جاذبیت اور ایک غیر معمولی حجم میں شائع کرنا ہوگا۔

اس کا خیال سب سے پہلے حضرت امیر ایدہ اللہ اور بعض دوسرے بزرگوں کو جو ڈلہوزی میں مقیم ہیں پیدا ہوا۔ اور یکم اگست کو حضرت ممدوح کی طرف سے اس بارہ میں چند ہدایات موصول ہوئیں جن کی تعمیل اسی دن شروع کردی گئی۔ چنانچہ رات دن کی مسلسل اور انتھک کوششوں اور بعض دوستوں کی امداد کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ہم اپنے قارئین کے سامنے یہ ہدیہ پیش کر رہے ہیں۔ جو اگرچہ پاکستان جیسی عظیم الشان مملکت کے شایانِ شان نہیں۔ تاہم وقت کی قلت اور دیگر موانع کے پیش نظر جو اس کی تیاری میں پیش آئے یہ کہنا بے جا نہیں کہ جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے وہ اپنی حیثیت اور شان کے لحاظ سے کچھ کم وقعت نہیں رکھتا۔ اخبارات خاص نمبروں کی تیاری مہینوں پہلے شروع کرتے ہیں پیغام صلح کے عملہ ادارت کو صرف دس دن کے اندر وہ سب کچھ کرنا پڑا جو انہیں مہینوں میں کرنا پڑتا ہے۔ ایسی حالت میں جو بھی نقائص اس میں رہ گئے ہوں وہ قابل درگذر اور لائق معافی ہیں۔

اسی سلسلہ میں ہمیں اپنے قابل اور نوجوان دوست اور "پیغام صلح" کے سابق ایڈیٹر شیخ محمد آصف صاحب کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ جنہوں نے اس پرچہ کی تیاری میں نہ صرف اپنے مفید مشوروں بلکہ عملی امداد سے معاونت کی۔ اور ایک خاص مضمون بھی لکھ کر دیا جو دوسری جگہ درج ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان دوستوں اور بزرگوں کے بھی ہم تہ دل سے مشکور ہیں۔ جنہوں نے اس نہایت تنگ وقت میں جبکہ دوسرے مشاغل کے ساتھ گرمی کی شدت اور روزوں کی تلخی کسی دماغی کام کے لئے آمادہ نہ ہونے دیتی تھی اپنے آپ پر جبر کر کے وہ تمام قابلانہ مضامین لکھ کر دیئے جو اس پرچہ میں درج ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اور پاکستان کے استحکام کے لئے جن پاکیزہ خواہشات کا اظہار انہوں نے کیا ہے۔ انہیں بار آور فرمائے۔

آخر میں لیکن سب سے بڑھ کر شکریہ کے مستحق حضرت امیر ایدہ اللہ اور وہ بزرگ ہیں جو اس نمبر کی اشاعت کے محرک ہوئے یعنی جناب میاں غلام رسول صاحب نعیم ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی جھنگ اور جناب میاں محمد صاحب ال انڈیا لائل پور، یہ دونوں بزرگ آجکل ڈلہوزی میں مقیم ہیں۔ اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے ساتھ ملکر کی تسبیحک کثیراً و ذنذ کرک کثیراً پر عمل پیرا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں اور ان کی دینی تڑپ کو قبول فرمائے۔ جس چیز کی خواہش ان کے علاوہ میں آج سے دس بارہ دن پہلے پیدا ہوئی وہ آج ان کے اور تمام قارئین کرام کے سامنے اس ہدیہ مختصرہ کی شکل میں پیش ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں

— مولانا صدر الدین صاحب مولانا یعقوب خاں صاحب اور مولانا عبد الحق صاحب انجمن کی طرف سے جشن پاکستان میں شرکت کے لئے کراچی تشریف لے جا رہے ہیں

— ہمارے عزیز دوست میاں عبد الشکور بٹ اور احمدیہ بلڈنگس کے تین اور اشخاص پبلک سیفٹی آرڈیننس کے ماتحت بورسٹل جیل میں نظر بند ہیں ۱۴ راگست کو رہائی ہوگی احباب سے دعا کی درخواست ہے

— ڈاکٹر عبد العزیز صاحب کے صاحبزادہ عبد الرحیم صاحب طور علی گڑھ سے انجینئرنگ کے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ مبارک باد

— مسجد احمدیہ بلڈنگس میں حافظ قاری بوستان خاں صاحب نماز تراویح پڑھاتے ہیں۔ ۲۵ رمضان المبارک کو قرآن کریم ختم فرمائیں گے۔ نماز صبح کے بعد مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔

پرسنل اسسٹنٹ کی ضرورت

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو ایک پرسنل اسسٹنٹ کی ضرورت ہے جو عربی اور انگریزی زبانوں سے واقف ہو۔ اور ٹائپ کرنا بھی جانتا ہو۔ ہماری جماعت کے نوجوان جو اس دینی خدمت کے اہل ہوں۔ اپنی درخواستیں معہ نقول اسناد جلد از جلد سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کے پتہ پر بھیج دیں

تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔

ہنا آرام کا وقت ملا ہے اس کو اس نیک کام میں صرف کرو، جہاں اور خدمت اسلام کا کام آپ کرتے ہیں، پناہ گزینوں کی امداد اور ان کی خدمت پر وقت لگاتے ہیں وہاں یہ کام بھی کیجئے اور حضرت مسیح موعودؑ کے صحیح خیالات اور آپ کا اصل منظام پیش کیجئے دونوں جماعتوں کو منت، اور ہمدردی سے سمجھائیے تمام مسلمانوں کو بھی اور قادیانی بھائیوں کو بھی، اصل میں دوسرے لوگوں کے دور نکل جانے کی یہی وجہ ہے کہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ خود ماننے والوں کی ایک جماعت آپ کو مجدد نہیں بلکہ نبی بنا رہی ہے، اس لئے انکو سمجھائیے کہ یہ صحیح نہیں ہے، یہاں سے لٹریچر لے کر انہیں پہنچائیے، آپ تھوڑی سی کوشش کیجئے بسا اوقات اللہ تعالیٰ تھوڑی سی بات پر انعام عطا کر دیتا ہے ممکن ہے ہماری تھوڑی کوشش اسے پسند آجائے مگر اس وقت خاموش بیٹھے رہنا مناسب نہیں۔

مصیبت زدگان کی امداد کا سوال۔ دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ میں نے اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی جو اپنا سب کچھ لٹوا کر آئے امداد کے لئے تحریک کی تھی اور یہ کہا تھا کہ جن کے پاس ہزاروں اور لاکھوں کے ہیں وہ اسی نسبت سے ہزاروں کی امداد دیں، اور باقی کے متعلق کہا تھا کہ باقی سب لوگ اپنی ایک ماہ کی آمد چھ ماہ میں ادا کریں، گویا یوں سمجھ لیں کہ چھ ماہ تک ہر مہینہ میں پانچ دن کی آمد انہوں نے خدا کی راہ میں اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد کے لئے دینی ہے بڑا آسان رستہ تھا، اور مجھے تعجب ہے کہ باہر سے خطوط آرہے ہیں اور وعدے بھی آئے ہوئے ہیں اور نقد بھی لیکن لاہور کی جماعت نے سوائے چند افراد کے ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا، حالانکہ مرکز سے سب سے پہلے آواز اٹھنی چاہیئے تھی، میں کہتا ہوں اگر ہم اس وقت ایسے مصائب کی حالت میں بھی اپنے بھائیوں کے کام نہیں آسکتے تو ہمارا کوئی بھائی چارہ نہیں، دکھ اور تکلیف میں غیروں کے لئے بھی انسان خرچ کر دیتا ہے، چہ جائیکہ اپنے بھائیوں کے لئے ہو، کیا چیز ہے ایک ماہ میں پانچ دن کی آمد، میری غرض یہ تھی کہ ایک تو اس سے اپنے بھائیوں کی امداد ہو جائے اور دوسرے ہم بھی ان کی تکلیف میں ان کے شریک ہو جائیں، جتنے زیادہ لوگ تکلیف میں شریک ہوں گے اسی قدر زیادہ خدا کی رحمت بھی ہوگی، تو ضرورت تو یہ تھی کہ سب سے پہلے یہاں سے لبیک کی آواز بلند ہوتی تا کہ باہر کے دوستوں پر زیادہ اثر پڑتا اور ہم ان بھائیوں کی جو اپنے تن پر دو تین پھٹے پرانے کپڑوں کے سوائے کچھ لے کر نہیں آئے کچھ امداد کر سکتے، اب سردیاں آرہی ہیں، ان غریبوں کے پاس نہ گرم کپڑے ہیں نہ لحاف وغیرہ، پھر ان کی روزمرہ کی ضروریات ہیں جو بمشکل یہاں سے پوری ہو رہی ہیں، جب تک سب لوگوں کی طرف سے جواب نہ آجائے کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا کہ ہم کہاں تک خرچ کر سکتے ہیں، اس لئے سب دوست اپنے اپنے حصہ کے وعدے جس قدر جلد ممکن ہو بھجوا دیں اور اپنی اپنی رقوم دفتر میں جمع کرا دیں تا کہ پتہ لگ جائے کہ کیا آرہا ہے اور کہاں تک ہم امداد کر سکتے ہیں، دعا کیجئے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کی راہ میں دے سکیں اور اس بارہ میں ہمارے دلوں میں بخل پیدا نہ ہو، بلکہ خوشی پیدا ہو۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

— مشرقی پنجاب ۔ ۔ ۔ ۔ سے ابھی تک کئی دوستوں کے متعلق کوئی اطلاع نہیں آئی کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں، پٹیالہ اور سامانہ کے تمام دوست جن میں شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی بھی شامل ہیں، اب تک لاپتہ ہیں، جگراؤں ضلع لدھیانہ سے ڈاکٹر نظام الدین صاحب کے متعلق کوئی اطلاع نہیں آئی۔ یہ حالات از حد تشویشناک ہیں احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ ان سب دوستوں کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ انہیں بخیر و عافیت رکھے اور جلد پاکستان میں لے آئے۔

— ہمارے مکرم و محترم بزرگ میر مدثر شاہ صاحب پشاور میں بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے احباب کرام سے درخواست دعا ہے

— رام پور (یو۔پی) سے ہمارے دوست بخشی خلیل الرحمان صاحب کی خیر و عافیت کی خبر نہ آنے کی وجہ سے ان کی صاحبزادی عطیہ بیگم منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات بہت پریشان ہیں اگر یہ سطور ان کی یا کسی اور دوست کی جو ان کو جانتے ہوں نظروں سے گذریں تو مہربانی فرما کر ان کی خیریت سے اطلاع دیں

— چوہدری فضل داد صاحب کلرک دفتر اسسٹنٹ رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز جہلم اطلاع دیتے ہیں کہ وہ جہلم سے گجرات تبدیل ہو گئے ہیں، گجرات میں آئندہ جمعہ کا انتظام باقاعدہ ہوگا جو دوست شہر یا مضافات میں ہوں وہ ضرور جمعہ میں شمولیت فرمایا کریں۔

پناہ گزینوں کی امداد کی اپیل پر صدائے لبیک

(۱)

حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔
اخلاص اور خوشی سے ستر روپیہ ماہوار پیش کر دیا کروں گا۔

(۲)

جناب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب لاہور:۔
میں حتی الامکان اس فنڈ میں حصہ لوں گا۔ اس سے قبل مبلغ ۔/۶۵ روپے ادا کر چکا ہوں۔ انشاء اللہ آپ کی اپیل کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

(۳)

حضرت مولینا عزیز بخش صاحب لاہور:۔
آپ کی تازہ اپیل ایک لاکھ روپے کی برائے امداد مصیبت زدگان ملی۔ میں اس زمرہ میں آتا ۔۔۔۔ ہوں جن سے آپ نے ایک ماہ کی آمد کا مطالبہ کیا ہے۔ میں اس پر لبیک کہتا ہوں اور ایک ماہ کی پنشن جو ۔/۵۱ روپے ہے پیش کر دوں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

(۴)

جناب شیخ یوسف احمد صاحب ایم۔ایس۔سی۔ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور:۔
حسب الحکم میں اپنی ایک ماہ کی تنخواہ چھ اقساط میں ادا کر دوں گا پہلی قسط مبلغ ۔/۲۵ خزانہ انجمن میں جمع کرا دی ہے۔

(۵)

جناب مرزا خلیل الرحمن صاحب لاہور:۔
آپ کے ارشاد کے مطابق میں نے ایک ماہ کی تنخواہ انجمن کے خزانہ میں جمع کرا دی ہے۔

(۶)

خان عبدالعزیز خان صاحب ملتان سے لکھتے ہیں:۔
بندہ اپنی ایک ماہ کی آمد کی مبلغ ۔/۱۰۰ روپے چند قسطوں میں ادا کرے گا [illegible] یک صد روپیہ بندہ کے دو پسران محمد شریف و محمد صدیق نے مبلغ پچاس پچاس روپیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے یعنے ہم کل تین سو روپیہ ادا کریں گے۔ سردست مبلغ ۔/۵۰ کا ایک چیک ارسال ہے۔

(۷)

جناب میر مدثر شاہ صاحب پشاور:۔
مطبوعہ اپیل متعلق چندہ پناہ گزیناں میں نے پڑھی ہے میں نے بیانیہ [illegible] گورنمنٹ دلاور خاں صاحب سیکرٹری جماعت کے پاس بھیج دیا ہے۔ جو مجھے الاؤنس ملتا ہے اس میں سے مبلغ ۔/۵ ماہوار وضع کر لئے جائیں۔

(۸)

جناب مرزا عنایت اللہ بیگ صاحب گجرات:۔
مصیبت زدگان کے متعلق آپ کا ارشاد پڑھ کر رقم ادا کرنے کا ارادہ کیا مگر منی آرڈر بند ہیں اس لئے ارسال نہیں کر سکا۔ سوچ رہا ہوں کہ کسی بنک کے ذریعہ یا دستی ادا کروں۔

(۹)

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک کے مطابق چیک ۔/۵۰ ارسال ہے۔ شیخ عبدالرحمن [illegible]

(۱۰)

جناب شیخ حفیظ اللہ صاحب سیالکوٹ۔
ریلیف فنڈ کے لئے اپنے گھر سے چندہ اکٹھا کر کے بھیج رہا ہوں ۔/۲۵ جو اہلیہ حفیظ اللہ کی طرف سے صدقہ بکرا کر کے گوشت پناہ گزینوں کو پہنچایا جائے۔ (باقی آئندہ)

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری جمیل

بابو عبدالمجید صاحب لاہور آگئے

یہ امر موجب مسرت ہے کہ ہمارے مکرم دوست بابو عبدالحمید صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ آبزرویشن دہلی مع عیال و اطفال بخیریت لاہور پہنچ گئے ہیں، انہیں فسادات دہلی میں بہت مشکلات سے گذرنا پڑا اور تمام ساز و سامان حتیٰ کہ نقدی وغیرہ ۔۔۔ بھی وہیں چھوڑنی پڑی ۔ ۵ ستمبر کو اپنے مکان سے نہایت خطرہ کی حالت میں وہ نکلے اور جہاں جہاں پناہ ملی اپنی جانیں بچاتے رہے۔ خدا کا شکر ہے کہ بہت جدوجہد کے بعد ایک سپیشل ٹرین مل گئی جس میں سوار ہو کر تین چار دن کے سفر کے بعد ۱۶ ر اکتوبر کو لاہور پہنچے فالحمد للہ

— مولینا عبدالرحمان صاحب جالندھری بھی سب مال و متاع لٹانے کے بعد ۱۹ ر اکتوبر کو لاہور پہنچ گئے ہیں فالحمد للہ علیٰ ذالک

مسئلہ قتل انبیاء اور قادیانی مصلح الموعود کا غلط عقیدہ

از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی

(۶)

حکم عدل کا مقام مجھے ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود حکم و عدل ہیں۔ خود آنحضرت صلعم نے مسیح موعود کو "حکماً عدلاً" قرار دیا ہے۔ مگر یہ کس قدر ظلم ہے کہ قادیانی جماعت ہماری جماعت کو یہ الزام دے رہی ہے کہ گویا انھوں نے مجھے جو مسیح موعود کا ایک ادنےٰ خادم ہے۔ حکم و عدل مان لیا ہے۔ مگر خود ان کا یہ حال ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے فیصلہ کے خلاف آئمہ سلف اور حضرت امیر کے حوالے پیش کرتے ہیں۔ گویا وہ مسیح موعود پر حکم و عدل ہیں کسی نے خوب کہا ہے کہ

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

بائبل کا مذہب اور فیصلہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:۔

"توریت کی رو سے یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ اگر نبوت کا دعوےٰ کرنے والا مقتول ہو جائے تو وہ مفتری ہوتا ہے اور اس کا خدا تعالےٰ کی طرف رفع نہیں ہوتا......

ان وجوہ سے یہودی لوگ حضرت عیسےٰ کے رفع روحانی کے منکر تھے ...... آیت وما قتلوہ بل رفعہ اللہ الیہ اسی فیصلہ کو ظاہر کرتی ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۲۱)

یہاں حضرت مسیح موعود نے کھول کر بتایا ہے کہ توراۃ کا مذہب یہ ہے کہ سچا نبی قتل نہیں ہوتا اور جو مدعی نبوت قتل ہو جائے وہ جھوٹا ہے جس پر خدا کی لعنت ہے اور اسی بناء پر حضرت عیسےٰ کے رفع روحانی کے اثبات کے لئے عیسےٰ کے عدم قتل کا ذکر کے رفع روحانی کا ذکر کیا ہے۔ گویا یہ آیت توراۃ کے مذہب کو سچا قرار دینے میں ایک فیصلہ ہے۔

اب اس کے خلاف حضرت امیر کی کوئی تحریر کیونکر حجت ہو سکتی ہے۔ بائبل کے بعض حوالوں سے بلاشبہ بعض نبیوں کے فی الواقعہ قتل ہونے کا بھی ثبوت ملتا ہے مگر بائبل توراۃ کا نام نہیں۔ توراۃ کتاب موسےٰ کا نام ہے اس کا مذہب یہی ہے کہ سچا نبی کبھی قتل [illegible] [illegible] انبیاء [illegible] کے حوالہ سے [illegible] دوسرے تحریر [illegible]

صاف ظاہر ہے۔ پھر بائبل میں بعض باتیں خلاف واقعہ ہیں جن کی [illegible] تکذیب حکم و عدل قرآن مجید نے کی ہے۔ اس لئے قرآن کے خلاف ایسی باتوں کو جو الحاقی ہیں اور غلط ہیں پیش کرنا ایک نادانی ہے قادیانیوں کو چاہیئے کہ وہ مسیح موعود کے الفاظ کہ آیت وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ۔ اس فیصلہ کو ظاہر کرتی ہے"۔ پر بہت غور کریں جس فیصلہ کو قرآن نے ظاہر کیا کہ وہی توراۃ کا صحیح مذہب ہے۔

ہمارے قادیانی دوستوں کو چاہیئے کہ وہ بجائے فرضی مصلح موعود کی پیروی کرنے کے مسیح موعود کی پیروی کریں جو اصل مصلح موعود ہیں۔ جن کا مذہب قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے

بہائیوں پر اتمام حجت مسئلہ قتل انبیاء کے پر جو مضمون میں نے لکھا تھا وہ دراصل بہائیوں کے مقابلہ پر تھا۔ معیار رسالت کے طور پر میں نے آیت قطع الوتین کو پیش کیا اس کے ضمن میں قتل انبیاء کا سوال لازمی آ جاتا تھا کہ اور یہ بات سچ ہے کہ اگر سچے نبیوں اور رسولوں کا قتل ہو جانا ممکن ہے تو کسی مدعی نبوت و رسالت و ماموریت کو قتل ہو جانے کی وجہ سے مصداق قطع الوتین کہنا درست نہ ہوگا۔ اور قطع الوتین کی دلیل بالکل کمزور ہو جاتی ہے۔

میرے اس مضمون پر بہائی کیمپ میں تو یہ فیصلہ ہوا کہ اس کا جواب ہی نہ دیا جائے۔ ہمدانی صاحب جو بہائی مبلغ ہیں اور بہائی لٹریچر کے ڈاکٹر بھی ہیں انھوں نے ارادہ کیا کہ جواب لکھیں۔ ادھر جموں میں کسی بہائی صاحب کو جوش آیا مگر مرکز سے ہدایت ہوئی کہ خبردار کوئی جواب نہ لکھیے۔ لیکن بہائیوں کے چھوٹے بہائیوں سے رہ نہ گیا اور رسالہ فرقان میں قتل انبیاء کو جائز قرار دینے کے لئے چھ صفحے کا مضمون لکھ مارا۔ اس مضمون کا جواب تو اوپر آ چکا۔ اب میں بہائی کیمپ پر اتمام حجت مزید کے طور پر تھوڑا سا عرض کرتا ہوں۔

بہاء اللہ صاحب کا عقیدہ بہائی مذہب [illegible] مذہب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ان کا مذہب یہ ہے کہ نبی قتل ہو سکتے ہیں مگر خدا تعالےٰ کے زبردست ہاتھ کا یہ حال ہے کہ بہاء اللہ کی قلم سے یہ لکھا دیا گیا کہ نبی قتل نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ وہ لوح اس ذئب میں لکھتے ہیں کہ خدا کے فرستادہ خدا کی حفاظت میں ہوتے ہیں اگرچہ وہ تلواروں کے سایہ کے نیچے ہوں یا اژدہا کے منہ میں ہوں۔ یا آگ میں ڈالے جاویں یا سمندر میں پھینک دیا جائے۔ میں یہ حوالہ پہلے معیار رسالت کے مضمون میں درج کر چکا ہوں اگرچہ کسی بہائی نے جواب نہیں دیا لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی ان میں سے یہ کہے کہ بہاء اللہ صاحب نے تو یہ لکھا ہے کہ خدا کے تمام نبی ہی قتل ہوئے ہیں۔

میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ بہاء اللہ صاحب نے الایقان میں یہ لکھا ہے کہ جملہ انبیاء و مرسلین نے دشمنوں کے ہاتھوں سے جام شہادت پیا ہے۔ مگر میرے نزدیک انکا ایسا لکھنا ہی ثابت کرتا ہے کہ وہ قتل سے فی الواقعہ قتل مراد نہیں لیتے کیونکہ یہ تو سب جانتے ہیں کہ جملہ انبیاء کا قتل تو امر واقعہ نہیں۔ پس اس سے مراد وہی دشمنوں کی کوشش قتل ہے۔ چنانچہ وہ اپنے مخالفوں کو جو آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے کہتے ہیں:۔

(۱) "اتقتلون الذی یدعوکم الی الافق الاعلےٰ"

کیا تم قتل کرتے ہو اسے جو تم کو افق اعلےٰ کی طرف بلاتا ہے۔

(اقدس ص۸۰)

(۲) "لا تسفکوا دم الذی ذکرکم فی اللیالی والایام"

اس خون کو جو تمہیں راتوں اور دنوں میں مدد کرتا ہے نہ گراؤ۔

(اقدس ص۱۶۲)

(۳) "تعالےٰ ربکم الرحمٰن من ان یفوز امر خلق الاکون انہ یظھر ما یشاء بسلطانہ ویحفظہ بقبیل من الملائکۃ المقربین"

خدائے رحمان کی شان بہت بلند ہے اس سے کہ خدا کے امر کے مقابل تمام مخلوقات کھڑی ہو سکے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اپنے غلبہ سے اور اپنے امر کی حفاظت فرماتا ہے اپنے مقرب ملائکہ کے ساتھ"

(لوح سلطان ص۱۱)

مذکورہ بالا تینوں حوالے بتا رہے ہیں کہ قتل سے مراد کوشش قتل بھی ہے اور خدا اپنے ملائکہ کے ذریعہ اپنے ماموروں کی حفاظت کرتا ہے۔ تمام مخلوقات امر الٰہی کے مقابلہ سے عاجز رہی ہے۔

بالآخر میں اپنے قادیانی دوستوں کو کہتا ہوں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی کریں وہ امت محمدیہ کے سب سے بڑے مصلح موعود ہیں۔ جناب میاں صاحب نے اصلاح تو کوئی کی نہیں البتہ عقاید صحیحہ کو بگاڑا ہے اس لئے وہ مسیح موعود کے صحیح جانشین ہی نہیں چہ جائیکہ وہ مصلح موعود ہوں۔ اس لئے چاہیئے کہ وہ لوگ باطل کو چھوڑ کر حق کی طرف آ جاویں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بفضلہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہیں گذشتہ جمعہ آپ ہی نے احمدیہ بلڈنگس میں پڑھایا خطبہ جمعہ دوسری جگہ درج ہے اس خطبہ کے آخری حصہ میں آپ نے مرمت برلن مسجد کے لئے آخری اپیل کی ہے اس کی طرف احباب کی خاص توجہ کی ضرورت ہے

— لاہور میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے فرقہ وار فسادات اب ختم ہو چکے ہیں۔ ان فسادات میں ہماری جماعت ہر قسم کے نقصان سے بفضلہ بچی رہی عام مسلمانوں نے بھی اس موقعہ پر جارحانہ اقدام سے پرہیز کیا اور زیادہ تر ہندو اور سکھ مظالم کا نشانہ رہے اللہ تعالےٰ اس مصیبت کو مسلمانوں کے سروں سے دور کرے اور اپنے فضل سے انکی حفاظت و نصرت فرمائے۔

— حیدرآباد دکن سے شیخ انعام الحق صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے والد صاحب پر فالج کا حملہ ہوا ہے اور وہ سخت بیمار رہیں احباب کرام ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

— پونچھ میں ہمارے دوست شیخ غلام محمد صاحب عرصہ سے بواسیر اور رسر نیا کی تکالیف میں مبتلا ہیں ان کے لئے بھی احباب دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ ان امراض سے شفا بخشے

— جماعت کے کئی نوجوان یونیورسٹی کے امتحانات میں شریک ہو چکے ہیں اور کئی ہونیوالے ہیں ان کی کامیابی کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔

— مکرم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری جماعت کے تمام مبلغین اور سیکرٹری صاحبان سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے ہاں کی جماعتوں اور احباب کے متعلق مطلع فرمائیں کہ موجودہ فرقہ وار فسادات میں کسی دوست کو کوئی نقصان تو نہیں پہنچا۔

— یہ سنتا موجب مسرت ہے کہ ہمارے مکرم دوست مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ۸ مارچ کو فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے مولود مسعود کا نام مرزا محمد طارق بیگ رکھا گیا ہے، دعا ہے اللہ تعالےٰ اسے عمر طویل عطا کرے اور خادم دین بنائے اس خوشی میں مرزا صاحب کی بیگم صاحبہ نے انجمن کو دس روپیہ بطور عطیہ پیش کئے ہیں

— ہمارے محترم دوست شیخ محمد یوسف صاحب گرہتی [illegible] تبلیغی [illegible] مشغول [illegible] احباب دعا کریں اللہ تعالےٰ انہیں آفات سے محفوظ رکھے

جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۶ رجب سنہ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۸ جون سنہ ۱۹۴۷ء | نمبر ۲۳

امریکہ میں تبلیغی سرگرمیاں

میاں بشیر احمد صاحب منٹو کا سان فرانسسکو سے ایک خط

برادر مکرم و معظم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہاں مسلمانوں کی تعداد کافی ہے، اور امریکہ کے دوسرے علاقوں سے زیادہ ہے مگر یہ تقریباً سب کے سب ان پڑھ اور جاہل ہیں۔ سوائے ان چند طالب علموں کے جو برکلے یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ خاص شہر فرانسسکو میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ مگر سٹاکٹن Stockton اور سیکرمنٹو Sacramento وغیرہ میں یہ کثرت سے آباد ہیں اور مزدور پیشہ ہیں چند ایک کی اپنی کاشت کی زمینیں بھی ہیں اور ہوٹل بھی کھول رکھے ہیں۔ اخلاقی حالت ان کی بہت بری ہے، افسوس ہے کہ امریکہ کی بری باتوں کو انھوں نے اختیار کر لیا ہے مگر اچھی باتوں کو قبول نہیں کر سکے۔ شاید ہی ان میں سے کوئی ایسا ہو جو شراب نہ پیتا ہو نا اتفاقی اور لڑائی جھگڑے کی باتیں یہاں بھی یہ لوگ چھوڑ نہیں سکے۔ چار انجمنیں اس وقت وجود میں ہیں۔ مفید کام مطلق نہیں ہو رہا۔ آپس میں البتہ برسرپیکار ہیں۔ احمدیوں کے یہ لوگ بہت خلاف ہیں۔ غالباً شکاگو میں قادیان کے پچیس سالہ کام کا یہ نتیجہ ہے اور ان کی اپنی جہالت بھی اس کا باعث ہو سکتی ہے۔ سرحد کے ایک پٹھان ستائیس برس سے امریکہ میں رہ رہے ہیں اور اب سان فرانسسکو میں ایک ہوٹل کھول رکھا ہے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ جونہی انہیں معلوم ہوا کہ میرا تعلق جماعت احمدیہ لاہور سے ہے انھوں نے منہ پھیر لیا اور بات کرنے سے انکار کر دیا مگر مبلغ بھی جلد ہار نہیں مان لیتا اور مایوس ہونا تو وہ جانتا ہی نہیں۔ میں نے اپنی باتوں کا سلسلہ قائم رکھا۔ آخر وہ کچھ نرم ہوئے اور اپنی توجہ کو میری طرف مبذول کیا۔ دو گھنٹے تک ان کے ہوٹل میں بیٹھا رہا اور جس وقت میں رخصت ہونے لگا تو وہ دروازے تک مجھے چھوڑنے آئے اور کہا میری دلی خواہش ہے کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں اور سب مسلمان آپ کا ساتھ دیں۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں ہمارے مقصد میں ضرور کامیاب کرے گا۔ جن امریکنوں سے میں ملا ہوں اور ان سے اسلام کے متعلق باتیں کیں ہیں میں نے ان کو ہمیشہ نہایت متوجہ پایا ہے اور انھوں نے خواہش ظاہر کی ہے کہ میں انہیں اسلام اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور باتیں سناؤں۔ ابھی آپ جانتے ہیں کہ میں ایک ہوٹل میں مقیم ہوں نہ ہی کوئی ابھی رہنے کو مکان ملا ہے اور نہ کوئی اپنا دفتر ہے۔ ایسی صورت میں امریکنوں سے ملنے کا میرے پاس کیا ذریعہ ہے سوائے اس کے کہ جہاں کہیں موقعہ پایا وہیں ان سے بات شروع کر دی۔ چند دن ہوئے اپارٹمنٹ کی تلاش میں ایک عمارت میں داخل ہوا (آپ کو اس بات کا تو علم ہی ہے کہ یہاں کی معمولی عمارت میں آٹھ نو منزل سے کم نہیں ہوتیں اپارٹمنٹ سے مراد دو تین یا زیادہ کمرے ہوتے ہیں جن کے ساتھ چھوٹا سا باورچی خانہ اور غسل خانہ وغیرہ ہوتا ہے۔ ایک عمارت میں چالیس پچاس اپارٹمنٹیں ہوتی ہیں) - اندر کوریڈور میں ایک امریکن خاتون کھڑی تھیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا وہ مجھے مینیجر کا دفتر بتلائیں گی۔ انھوں نے کہا کہ مینیجر صاحبہ باہر گئی ہوئی ہیں۔ آپ انتظار کریں، میرا خیال ہے کہ جلد آ جائیں گی۔ میں نے کہا معاف کیجئے کیا آپ بھی اپارٹمنٹ کی تلاش میں یہاں آئی ہیں۔ انھوں نے کہا نہیں میں تو یہیں رہتی ہوں، میں پوسٹ مین کا انتظار کر رہی ہوں، میں نے کہا آپ بڑی خوش قسمت ہیں کہ آپ کے پاس رہنے کو اپارٹمنٹ بھی ہے اور اس بات کا بھی اندیشہ نہیں کہ خط آنے میں کوئی امر مانع ہوگا۔ اب میری حالت ملاحظہ کیجئے کہ کئی دنوں سے اپارٹمنٹ کی تلاش میں سرگرداں ہوں مگر ابھی تک تو کامیابی کی صورت نظر نہیں آئی اور جس ملک اور صوبے سے میں آیا ہوں وہاں کی اطلاعیں جو اخباروں میں چھپی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں کے لوگ آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں اور ایک دوسرے کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ رہے ہیں اور یقیناً ڈاکخانے بند ہو گئے ہیں نہ ہی ڈاکئے ڈاک تقسیم کرتے ہونگے اور نہ ہی لوگ اپنے خطوط سپرد ڈاک کرتے ہوں گے۔ خاتون صاحبہ نے اب سوال پوچھنے شروع کئے اور میں نے جواب دینے شروع کئے۔ اسی سلسلے میں میں نے اپنے مشن کا ذکر کر دیا اور انہیں بتلایا کہ اسلامی توحید کیا چیز ہے اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو کیا سے کیا بنا دیا اس خاتون نے ان باتوں میں اتنی دلچسپی کا اظہار کیا کہ تین گھنٹے وہیں کوریڈور میں میرے ساتھ گذار دیئے حضرت امیر کی کتابیں "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی" اور "دی پرافٹ آف اسلام" میں نے ان کو پڑھنے کے لئے دیں —— پرسوں ایک دوست سے ملنے ان کے ہوٹل پر گیا وہ ہندوستان سے امریکہ تک میرے ہمسفر تھے اور اب کہیں اور چلے گئے ہیں وہ وہاں موجود نہ تھے۔ اس لئے انتظار میں ڈرائنگ روم میں بیٹھ گیا۔ ایک امریکن بھی وہاں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے سلسلہ کلام شروع کرنے کی غرض سے انہیں کہا سان فرانسسکو بہت خوبصورت شہر ہے۔ آب وہوا بھی اچھی ہے اور لوگ بھی پسندیدہ طبائع رکھتے ہیں مگر آپ ہی بتلایئے کہ جس شخص کو رہنے کی جگہ میسر نہ آئے وہ ان سے کیا لطف اٹھا سکتا ہے —— فرمایا آپ کا کہنا درست ہے یہاں رہنے کی جگہ کا ملنا واقعی بہت مشکل ہے۔ ہم امریکنوں کو بھی یہاں دقت پیش آ رہی ہے۔ مگر آپ کیا دیر تک یہاں قیام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ ہندوستان سے یہاں تک کا اتنا لمبا سفر تو اسی لئے طے کیا ہے۔ میں یہاں ایک مشن قائم کرنا چاہتا ہوں جو امریکنوں کو زندگی کے ان اصولوں سے واقف کرے جو عین انسانی فطرت کے مطابق ہیں اور اس شخص کے حالات بتلائے جس نے شیطانوں کو فرشتہ بنا دیا۔ اور جس کی پیروی کے بغیر دنیا ہمیشہ امن سے محروم رہے گی کتنی حیرت کی بات ہے کہ امریکن اتنے ہوشیار اور عقلمند ہونے کے باوجود اسلام سے بھی ناواقف ہیں جو عین فطرت کے مطابق ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جن سے بڑھ کر دنیا کا کوئی محسن نہیں۔ آپ نے تو غالباً اسلام پر کوئی نہ کوئی کتاب پڑھی ہوگی، انھوں نے کہا "افسوس میرا حال بھی دوسرے امریکنوں سے کچھ علیحدہ نہیں"، پینتالیس منٹ کے قریب انہیں تبلیغ کرتا رہا۔ یہ صاحب فرنچ نسل کے ہیں اور یوجین ان کا نام ہے۔ یہاں ایک بنک میں کام کرتے ہیں۔ الغرض میری تبلیغ کا آج کل ڈھنگ اس طرح کا ہے۔ والسلام

بشیر احمد منٹو

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں۔

—— مصطفےٰ خاں صاحب کچھ عرصہ سے علیل چلے آتے ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

—— احباب کی اطلاع کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ پیغام صلح کا آئندہ پرچہ انشاء اللہ مولوی دوست محمد صاحب کی ادارت میں شائع ہوگا۔

—— مظفر احمد خاں صاحب از دھرم کوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور تحریر فرماتے ہیں کہ میری صحت خراب ہو رہی ہے

پیغام صلح

جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ | نمبر ۲۹

پاکستان — ایک محیر العقول واقعہ

حصول پاکستان کی جدوجہد میں جماعت احمدیہ کا حصہ

پاکستان ایک خواب تھا جو آج سے سات آٹھ سال پہلے مسٹر محمد علی جناح نے دیکھا اور لاہور کے جلسہ مسلم لیگ میں بیان کیا، اس وقت اس خواب کے سننے والوں نے اسے اضغاث احلام ہی سمجھا اور شاید بہت ہی کم لوگ تھے جو اسے ایک حقیقت سمجھ کر اس کی عملی تصویر دیکھنے کے امیدوار تھے، اور تو اور خود مسٹر جناح کو بھی یہ امید نہ ہو سکتی تھی کہ یہ خواب صرف سات سال کے عرصہ میں دولت خداداد پاکستان کی شکل میں پورا ہو کر مسلمانوں کی سربلندی کا موجب ہوگا۔

اس قسم کے سنہری خواب کانگریس نے بارہا مرتبہ دیکھے اور ان کو پورا کرنے اور آزادیٔ ہند کی جدوجہد کو کامیاب بنانے کے لئے اسے بیسیوں جتن کرنے پڑے ہزاروں جانیں اسے اس راہ میں دینی پڑیں، کروڑہا روپیہ صرف کرنا پڑا چھوٹے سے چھوٹے کانگریسی سے لے کر بڑے سے بڑے لیڈر تک کو قید و بند کی مصیبتیں جھیلنی پڑیں۔ کئی مرتبہ اسے خلاف قانونی جماعت قرار دے کر صفحہ ہستی سے فنا کر دینے کا تہیہ کیا گیا، ہندوؤں کا ایک ایک فرد اس کے ساتھ تھا اور اس پر جان قربان کر دینے کے لئے تیار، سکھ اس کی حمایت میں، مسلمانوں کا ایک حصہ اس کی تائید میں، ایسے حالات میں اور ان قربانیوں کے صلے میں جو کچھ اسے ملا تاریخ عالم میں، وہ کوئی محیر العقول چیز نہیں۔

لیکن مسلم لیگ کو اتنے تھوڑے عرصہ میں جو کچھ کامیابی حاصل ہوئی، باوجودیکہ خود مسلمانوں کی ایک جماعت کانگریس کے ساتھ مل کر اسے فنا کر دینے پر تلی ہوئی تھی، صرف سات سال نہیں بلکہ دو تین سال کی جدوجہد سے جو عظیم الشان فتح اس کو نصیب ہوئی، اور ایسی حالت میں نصیب ہوئی جبکہ نہ خرچ کرنے کے لئے ان کے پاس پیسہ تھا اور نہ حکومت کی سختیوں کا مقابلہ کرنے اور جان دینے والے آدمی صرف ایک مخلص، دبے نفس انسان تھا، جو کانگریس کے ہتھکنڈوں اور حکومت کے حیلوں بہانوں کو اس طرح توڑ کر رکھ دیتا رہا جیسے کڑی کا جالا، یا اتحاد کی وہ لہر تھی جو کانگریسی مسلمانوں کے علاوہ عام طور پر من حیث القوم فرقہ کے مسلمانوں میں پیدا ہو گئی جس نے خود بخود تنظیم کا ایسا رنگ اختیار کر لیا کہ ہندوؤں اور سکھوں کے منظم اور مسلح حملوں کو نہتے ہوتے کے باوجود ناکام کر دیا۔ اسے تاریخ عالم میں بے نظیر نہیں تو ایسی عظیم الشان فتح ضرور کہا جا سکتا ہے جس کی بہت ہی کم مثالیں پائی جاتی ہیں۔

ایسی فتوحات سوائے اس کے کہ خدا تعالےٰ کا ایک خاص ہاتھ ان کی تائید میں ہو، اور وہ اپنے خاص فضل سے اپنے نام لیواؤں کو نوازنا چاہتا ہو کبھی نصیب نہیں ہو سکتیں، آج سے چند ماہ پہلے "پاکستان زندہ باد" کا نعرہ ایک ایسی آواز تھی، جس پر بڑے سے بڑے سنجیدہ مسلمان بھی ہنسی اڑا دیتے تھے۔ کیونکہ اول تو انگریز کا ہندوستان کو چھوڑنا ایک ناممکن بات نظر آتی تھی، اور پھر ہندوؤں اور سکھوں کا زور، ہندوستان کی تقسیم کے خلاف ہر قربانی کے لئے تیاری جس کے ساتھ حکومت کی بھی تائید موجود تھی یہاں تک کہ لارڈ ویول جیسے امراء نے بھی یہ کہکر مسلمانوں کو جواب دے دیا کہ جغرافیہ کو کوئی شخص بدل نہیں سکتا۔ وزارتی مشن کا پاکستان دینے سے صریح انکار اور مسلم لیگ کی وزارتی مشن کے فیصلہ کو قبول کرنے پر آمادگی، یہ تمام چیزیں بتا رہی تھیں کہ "پاکستان زندہ باد" ایک بے حقیقت نعرہ ہے جو چند دن میں ختم ہو جائے گا، لیکن خدا کے کاموں کو کون جانتا ہے، اذا قضےٰ امراً فانما یقول له کن فیکون جب کسی کام کے کرنے کا وہ فیصلہ کر لے تو ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے اور کن کہکر بے حقیقت کو حقیقت کر دکھاتا ہے یہی آج مسلمانوں کے ساتھ ہوا ہے تمام ظاہری سامانوں کے ختم ہو جانے پر اس نے کن کہا اور ویول کو یہاں سے رخصت کر کے مونٹ بیٹن جیسی شخصیت کو اس کی جگہ بھیج دیا، اور اس کے ذریعہ سے ناممکن کو ممکن کر دکھایا بے حقیقت کو حقیقت بنا دیا۔ چند دنوں کے اندر پاکستان جیسی عظیم الشان مملکت مسلمانوں کے حوالے کر دی جس پر جس قدر بھی سجدات شکر بجا لائے جائیں جس قدر شکرانے کے نفل اس کی جناب میں پڑھے جائیں کم ہیں۔ مسلمان اس کے اہل نہ تھے، اس نے محض اپنی کرم نوازی سے ان کو اس کا وارث بنایا یہ ایک عظیم الشان واقعہ ہے جن کو تاریخ عالم کے محیر العقول واقعات میں سے قرار دیا جائے گا۔ یہ ایک نشان ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان کو تازہ کرنے کا موجب ہے

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر

چشم بکشا کہ بہ چشم نشانیست کبیر

ایسی حالت میں کہ یہ ایک انعام آلٰہی ہے جو بلا مزد مسلمانوں کو ملا ہے، یہ کہنا کہ اس کے حصول میں کیا کچھ جدوجہد کس کس نے کی، یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا کا مصداق ہوگا۔ تاہم کسی تعریف کی خواہش کے بغیر یہ کہنا بے موقع نہیں کہ جہاں اللہ تعالےٰ نے عام مسلمانوں کو مسلم لیگ اور پاکستان کی تائید میں کھڑا کر دیا، وہاں جماعت احمدیہ کو بھی یہ توفیق دی کہ وہ اپنے مقدس امام کی ہدایت کے مطابق دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کی خاطر اپنی بساط کے موافق اس کی حمایت میں آواز بلند کرے، یہ ایک مذہبی اور تبلیغی جماعت ہے، جسے سیاسیات سے چنداں سروکار نہیں، لیکن جہاں مسلمانوں کا وقار ایک متفقہ آواز کا طلبگار رہا اس جماعت نے ان کا ساتھ دینے سے کبھی گریز نہیں کیا، اور تحریک پاکستان کے تمام دور میں اس کے اخبارات بالخصوص انگریزی اخبار "لائٹ" نہایت زبردست مضامین اس کی حمایت میں لکھتا رہا، اور ہم فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ مضامین خود قائد اعظم کی نظروں سے گذرتے رہے اور ان کی اہمیت کا اعتراف انہیں کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ ایک سابق وائسرائے کے ساتھ گفتگو کے دوران میں بھی ایسے بعض مضامین کا ذکر آیا۔

اسی طرح مسلم لیگ کی ہر ضرورت کے موقعہ پر اس جماعت نے اپنی طاقت کے مطابق مالی امداد کے لئے قدم بڑھایا اور کئی مرتبہ بیش قرار رقوم چندوں میں پیش کیں، ہر تحریک میں اس جماعت کے افراد، مردوں اور عورتوں نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر شمولیت اختیار کی، اور اپنی تبلیغی جدوجہد کو برقرار رکھتے ہوئے حصول پاکستان کے لئے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اپنی بضاعۃ مزجاۃ میں سے خرچ کرنے میں بھی دریغ نہیں کیا، اور سب سے بڑھکر یہ کہ اس جماعت کے ان بزرگوں نے جنہیں اللہ تعالےٰ راتوں کی تاریکیوں میں اپنے حضور کھڑا ہونے کی توفیق دیتا ہے، اسلام اور مسلمانوں کی برتری پاکستان کے حصول کے لئے درد دل سے دعائیں کیں، انہی دعاؤں کے جواب میں کچھ مدت پہلے حضرت امیرایدہ اللہ کو "پاکستان زندہ باد" کی بشارت بھی جناب الٰہی سے دی گئی، اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے عاجز بندوں کی دعاؤں کو سنا اور ان کی ناچیز اور حقیر ترین قربانیوں کو قبول فرمایا جس کے نتیجہ میں آج ہم دلی رغبت کے ساتھ "پاکستان زندہ باد" کا نعرہ بلند کرتے اور تمام جماعت احمدیہ، تمام مسلمانوں اور مسلم لیگ کے کارکنوں اور سب سے بڑھکر قائد اعظم کو تہ دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں،

اس موقعہ پر بیجا نہ ہوگا اگر ہم قائد اعظم اور اراکین مسلم لیگ کو اس امر کی طرف توجہ دلائیں کہ مملکت پاکستان کی حکمرانی اور ماتحت اقلیتوں کے ساتھ پوری رواداری اور عدل و انصاف کرنے کے علاوہ ایک بہت بڑا فرض جو ان پر عائد ہوتا ہے وہ تبلیغ اسلام کا فریضہ ہے، ہمارا ایمان ہے کہ مسلمانوں کی تمام کمزوریوں کی اصل جڑ اس فریضہ سے غفلت ہے، اگر شاہان اسلام اس ضروری فرض کو اپنے پیش نظر رکھتے اور جبر و تعدی سے نہیں بلکہ وعظ و تبلیغ سے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تو شاید کانگرس اور مسلم لیگ کا موجودہ جھگڑا پیش نہ آتا اور تمام ہندوستان پاکستان بن جاتا اور ہمارے وہ ۴ کروڑ بھائی جو ہندو راج کے ماتحت آکر طرح طرح کے مصائب کا شکار بن رہے ہیں ان مصائب سے بچ جاتے۔ اب بھی اگر توجہ کی جائے اور مملکت پاکستان میں ایک تبلیغی شعبہ قائم کر کے ہندوستان اور پاکستان کے طول و عرض میں ایسے نیکدل اور مخلص واعظین و مبلغین کو پھیلا دیا جائے جو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کو غیرمسلموں کے سامنے لے جائیں اور اپنے حسن کردار اور عملی نمونہ سے ان تعلیمات کی خوبیوں کو ان پر واضح کر دیں تو بہت تھوڑے عرصہ میں بے شمار لوگ اسلام کے اندر لائے جا سکتے ہیں اور اس طرح یہ ملک اپنے حقیقی اور اصلی معنوں میں پاکستان بن سکتا ہے۔

ہماری تبلیغی کوششیں

ایک اور جرمن نومسلم کی سلسلہ احمدیہ میں شمولیت

قارئین پیغام صلح کو یاد ہو گا کہ جرمن کے ایک نومسلم دوست محمد زمان ہائوم صاحب کا خط کچھ عرصہ ہوا پیغام صلح میں شائع ہوا تھا (پیغام صلح ۱۱ جون ۱۹۴۷ء صفحہ ۷) جس میں ان کی اس تڑپ کا ذکر تھا جو اسلام کو جرمنی میں پھیلانے کے متعلق ان کے دل میں ہے۔ اسی سلسلہ میں انھوں نے ہم سے اسلامی لٹریچر کی فرمائش کی تھی۔ انہیں ضروری لٹریچر بھیجا گیا اور ان سے تبلیغی خط و کتابت جاری رہی۔ آپ کو عربی، جرمنی، لاطینی، فرانسیسی اور انگریزی زبانوں سے واقفیت ہے۔ ہمارے لٹریچر کے مطالعہ کے بعد انھوں نے جو خط تحریر فرمایا ہے اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اس نئے احمدی بھائی کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ یہ تیسرے جرمن نومسلم ہیں جو امسال سلسلہ احمدیہ میں شریک ہوتے ہیں۔

شیخ محمد طفیل

ترجمہ خط انگریزی

"میرے اسلامی بھائی محمد طفیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آج عید الفطر ۱۳۶۶ھ کے دن میں انتہائی خلوص سے مولانا محمد علی کے ہاتھ پر تحریک احمدیت میں شامل ہونے کی اجازت چاہتا ہوں۔ میں یہ عہد کرتا ہوں کہ میں حتی الامکان ہر حالت میں ان اصولوں پر کاربند رہونگا جو بانی سلسلہ نے تحریر فرمائے ہیں۔ نیز مولانا محمد علی صاحب سے رشتہ اخوت قائم رکھوں گا اور ان کے مشورہ اور حکم کے تحت ہر وہ شئے جو بنی نوع انسان کے لئے عموماً اور اسلام اور مسلم بھائیوں کے لئے خصوصاً مفید ہوگی اس کے لئے جدوجہد کرونگا میں عہد کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہستی لائق عبادت نہیں۔ جو واحد ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد رسول صلعم خدا کے عبد اور رسول ہیں۔

تحریک احمدیت کا ممبر ہونے کی حیثیت سے میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنے عمل سے کسی رنگ میں بھی آپ کو مایوس نہ کروں گا میں اپنی تمام زندگی اس تحریک کے لئے صرف کردوں گا۔ اس ارادے کے ساتھ کہ اسلام اور قرآن کو تمام لوگوں تک پہنچا دیا جائے چاہے امیر ہوں یا غریب۔ تاکہ خدا کی بادشاہت زمین پر قائم ہو۔ یہ میرا عہد ہے۔

آئیے ہم اب مل کر اپنی تحریک کے لئے کام کریں۔ میرے لئے کوئی کام بھی مشکل نہیں ہو گا جو میں اس تحریک کے لئے کروں گا۔ اور جتنا آپ مجھے اس سلسلہ میں کام کے لئے کہیں گے اتنا ہی میں خوش ہوں گا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میں صحیح راستہ پر ہوں۔ مجھے اس امر کے بارے میں رہنمائی کیجئے اور امداد دیجئے جس کے لئے میں اتنی کوشش کر رہا ہوں۔

اس خط کو ختم کرنے سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اس تمام لٹریچر کے لئے جو آپ نے مجھے ازرہ عنایت ارسال کیا . . . . میرے لئے یہ کتب بہت اہم ہیں کیونکہ جرمنی میں ان کا خریدنا ناممکن ہے۔

اس امید پر ختم کرتا ہوں کہ آپ عنقریب مجھے بہت سا تبلیغی کام کرنے کے لئے کہیں گے۔ پاکستان کے قیام پر دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے رخصت ہوتا ہوں

مخلص

محمد امان

آیندہ پرچہ کے متعلق

ضروری اعلان

۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو یوم حج اور ۲۵ کو عید اضحیٰ ہے، اس موقعہ پر انجمن کے تمام دفاتر تین چار دنوں کے لئے بند رہیں گے، پریس میں بھی تعطیل ہوگی لہذا ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۷ء کا پیغام صلح شائع نہ ہو سکے گا اس کے بجائے ۶ نومبر کا پرچہ ڈبل شائع ہو گا۔ جس میں جمعہ ۲۴ اکتوبر اور عید اضحیٰ کے خطبات اکٹھے شائع ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

کون اپنے بھائی کی مصیبت میں شریک ہوگا؟

(۱) ریلیف فنڈ جس کے لئے میں نے اپیل کی ہے وہ ایک خیراتی فنڈ نہیں بلکہ یہ انشاء اللہ جماعت کی باہمی امداد و تعاون کا ایک مستقل فنڈ ہو جائے گا اس لئے اس میں حصہ لینے والوں کو چاہیئے کہ نظام جماعت کے ماتحت اس میں حصہ لیں۔

(۲) علاوہ ان اخراجات کے جو فوری طور پر ہو گئے ہیں جن دوستوں نے اپنے کاروبار کو چلانے کیلئے کچھ امداد کی خواہش کی ہے وہ بطور قرضہ ہی کی ہے خودداری کی یہ مثال بہت ہی قابل تعریف ہے اس طرح یہ اس فنڈ کو ایک مستقل فنڈ بنانے کی بنیاد گویا خود ان احباب نے ہی رکھ دی ہے جس سے آیندہ جماعت کو بہت بڑے فوائد پہنچنے کی امید ہے۔

(۳) اس فنڈ میں ... ولیت کے لئے ادنیٰ مطالبہ یہ ہے کہ جماعت کا ہر وہ ممبر جسے خدا نے اس عالمگیر فتنہ میں محفوظ رکھا ہے اپنی خوشی سے۔ اپنی جان پر اور اپنے بال بچوں پر کچھ تکلیف اٹھا کر چھ ماہ کے لئے ہر ماہ اپنی پانچ دن کی آمد اس فنڈ میں دے البتہ موجودہ گرانی میں غرباء کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے اب میں اس قدر ترمیم کرنا چاہتا ہوں کہ جن احباب کی آمد ایک سو روپے یا اس سے کم ہے وہ بجائے پانچ دن کے صرف دو دن کی آمد دیں۔

(۴) ہم ایک جماعت کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہم سب برابر کا حصہ اس تحریک میں نہ لیں۔ جو احباب اس مطالبہ سے کم رقوم لکھوا رہے ہیں ان سے میں پھر اپیل کرتا ہوں کہ یہی محبت دنیا ہی ہے جو موجودہ مصائب کو ہم پر لا رہی ہے اگر امام وقت کی جماعت قربانی کا کوئی بلند نمونہ دکھلائے گی تو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ابھی کیا مصائب مسلمانوں کے لئے باقی ہیں، اگر وہ کبھی اکیلے ہو کر سوچیں کہ خدا نے انکو کس مصیبت سے بچایا ہے جس کے ذکر سے بھی انسان کانپ اٹھتا ہے تو یہ پانچ دن کی آمد چھ ماہ کے لئے انہیں ہیچ نظر آئے۔

(۵) جن دوستوں نے یہ کمزوری دکھائی ہے جماعت کے باہمت احباب سے درخواست ہے کہ وہ انہیں دوبارہ توجہ دلائیں کہ وہ اپنے آپ کو جماعت کے نظام سے بالاتر نہ سمجھیں۔

(۶) امراء کے طبقہ نے ابھی تک اس طرف توجہ نہیں کی۔ ان سے بالخصوص درخواست ہے کہ خدا کے دیئے ہوئے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کر دیں یہ ان کیلئے برکت کا موجب ہو گا۔

خاکسار محمد علی
۲۹ اکتوبر ۱۹۴۷ء

روح عصر کے متعلق

معاصرین کی آراء

(۱) پیغام صلح ۴ ارستمبر روح عصر کے مضامین پر مفصل تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔

"ہم اس کتابی سلسلہ کی پہلی کتاب کے لئے جو ۱۷۶ صفحات پر مشتمل ہے شیخ محمد آصف اور ادارۂ ادبیات جدید کو مبارکباد دیتے ہیں۔

(۲) انگریزی معاصر لائٹ لکھتا ہے:-

"روح عصر نہایت بلند پایہ اردو کتابی سلسلہ جس میں نہایت عالمانہ مضامین شائع کئے گئے ہیں . . . . سب مضامین میں زندگی اور عمق ہے قوت فکریہ میں حرکت پیدا کرنے والے ہیں اور موجودہ اسلوب کے مطابق لکھے گئے ہیں اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اس کتابی سلسلہ نے زمانہ کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ کتاب کا گٹ اپ نہایت دیدہ زیب اس سے اردو لٹریچر میں بیش بہا اضافہ ہوگا۔
۱۸ اکتوبر ۱۹۴۷ء

(۳) مشہور روزنامہ شہباز رقمطراز ہے:-

"جو اصحاب گذشتہ اور موجودہ اسلامی سیاست کی تاریخ کے مطالعہ کا شوق رکھتے ہیں ان کے لئے روح عصر کا مطالعہ نہایت مفید ثابت ہوگا جناب مؤلف محمد آصف کی کوشش قابل قدر ہے۔"
۱۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء

روح عصر کی پہلی جلد کے لئے فوراً آرڈر بھجوائیں

قیمت فی کتاب دو روپیہ علاوہ محصولڈاک

منیجر ادارہ ادبیات جدید مسلم سٹریٹ سرکلر روڈ لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر

جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۹ جمادی الاول ۱۳۶۶ھ - ۲ اپریل ۱۹۴۷ء | نمبر ۱۳

دُرِ ثمین

(۱) عن ابن عباس ان امراۃ ثابت بن قیس اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ثابت بن قیس ما اعتب علیہ فی خلق ولا دین ولکنی اکرہ الکفر فی الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتردین علیہ حدیقتہ قالت نعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل الحدیقۃ وطلقھا تطلیقۃ رواہ البخاری (مشکوٰۃ کتاب النکاح باب الخلع والطلاق)

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ثابت بن قیس پر اخلاق یا دین کی وجہ سے عیب نہیں لگاتی لیکن میں اسلام میں کفر کو برا جانتی ہوں رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ کیا تم اس کا باغ اسے واپس دیتی ہو کہا ہاں تو رسول کریم صلعم نے ثابت سے فرمایا باغ قبول کر اور اسے طلاق دے دے۔

نوٹ از فضل الباری:-

یہ حدیث عورت کے حق طلاق پر نص صریح ہے۔ ثابت کی بیوی ثابت پر کوئی عیب نہیں لگاتی نہ اس کے اخلاق کے متعلق نہ دین کے نہ اس کے کسی ظلم یا سختی کی شاکی تھی بلکہ طبعاً ناپسند کرتی تھی۔ یہ ذکر کہیں نہیں کہ ثابت بھی اسے ناپسند کرتا تھا۔ اکرہ الکفر فی الاسلام کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں کفر کی باتوں کو ناپسند کرتی ہوں یعنی خاوند کے ساتھ جھگڑے اور فساد وغیرہ کو نہیں چاہتی کہ یہ کفر کی باتیں ہیں اور بعض نے کہا اس میں یہ اشارہ ہے کہ مجھے اس (ثابت) سے اس قدر نفرت ہے کہ ڈر ہے کہ اگر وہ طلاق نہ دے تو میں اس سے طلاق حاصل کرنے کے لئے اسلام کو ہی چھوڑ دوں اور دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کراہت یا نامہ انفرت کی وجہ اس کی بدصورتی تھی ابن ماجہ کی روایت میں ہے کان رجلا ذمیما اس سے معلوم ہوا کہ عورت اگر مہر واپس کر دے تو شوہر اس بناء پر بھی طلاق حاصل کر سکتی ہے کہ اسے شوہر پسند نہیں۔

(۲) وعن عبد اللہ بن عمر انہ طلق امراۃ لہ وھی حائض فذکر عمر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتغیظ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال لیراجعھا ثم یمسکھا حتی تطھر ثم تحیض فتطھر فان بدا لہ ان یطلقھا فلیطلقھا طاھرا قبل ان یمسھا فتلک العدۃ التی امر اللہ ان تطلق لھا النساء وفی روایۃ مرہ فلیراجعھا ثم لیطلقھا طاھرا او حاملا۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ ایضاً)

عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی اس بات کا ذکر حضرت عمرؓ نے رسول کریم صلعم سے کیا اس پر حضور بہت خفا ہوئے اور فرمایا کہ عبد اللہ کو چاہئے کہ اپنی بیوی کو واپس لائے اور اسے اپنے گھر رکھے حتی کہ پاک ہو جائے پھر اگر اس کا بھی ارادہ ہو کہ اسے طلاق دے تو اس کے پاس جانے سے پہلے طہر پاکی کی حالت میں اسے طلاق دے یہی وہ عدت ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس عدت میں عورتوں کو طلاق دی جا سکتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ عبد اللہ کو کہو کہ اس عورت کے ساتھ رجوع کرے اگر وہ پسند کرے تو طہر کی حالت میں یا حمل کی حالت میں اسے طلاق دے۔

نوٹ (فضل الباری) اس سے معلوم ہوا کہ طلاق صرف ایک ہی دفعہ دی جاتی ہے اور اس کا حالت طہر میں دینا ضروری ہے۔[۱]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتفاق کی ضرورت

"یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے۔ کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دور نہیں ہو سکتیں۔ اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں۔ وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔ پس ایک عقلمند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔ ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں۔ کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلاوطن کر دیں گے۔ بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر ایک پر کوئی تباہی آوے۔ تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائیگا۔ اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور مشیخت سے حقیر کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغ حقارت سے نہیں بچے گی۔ اور کوئی ان میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا، تو اس کا نقصان وہ آپ بھی اٹھائے گا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے۔ اس کی اس شخص کی مثال ہے۔ کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے۔ آپ لوگ بفضلہ تعالیٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے۔ اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے۔ دنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے۔ کہ جو عین گرمی اور تمازت آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے۔ پس اس دشوار گذار راہ میں باہمی اتفاق کے اس سرد پانی کی ضرورت ہے۔ جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر دے۔ اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچاوے۔

"ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے جب کہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے"

"پیغام صلح"

---

[۱] اور طلاق دینے کے بعد فوراً عدت شروع ہو جاتی ہے اس عدت کے اندر دوسری طلاق بے معنی ہے۔ خلام فاوریہ عفی عنہ۔

مالک انجمن ... باہتمام ... پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

اقتباسات

کچھ سکھ بھائیوں کے لئے

اوّل تو ہندوستان کے رہنے والوں میں... باہمی کسی کی بھی لڑائی نہیں ہونی چاہیئے۔ مگر جب میں سکھوں اور مسلمانوں کو باہمی لڑتے دیکھتا ہوں تو مجھے بہت ہی تعجب اور حیرت ہوتی ہے کہ ماسٹر تارا سنگھ جی نے گورمکھی کے ایک رسالہ "پنج دریا" نامی جو لاہور سے شائع ہوتا ہے کے اگست ۱۹۴۶ء کے نمبر میں "ہندو اور مسلمانوں کے ساتھ ہمارے تعلقات" کے ماتحت لکھا تھا کہ مسلمانوں کے اور ہمارے اصول بہت ملتے جلتے ہیں" اور یہ ہے بھی صحیح نہ صرف مذہبی اصول ہی ملتے جلتے ہیں بلکہ تمدنی اور تاریخی واقعات بھی ہماری اسی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ شری گورو نانک دیو جی کے ہم سفر اور رفیق مسلمان ہی تھے خود گورو ارجن دیو جی کو مسلم صوفیا اور فقراء سے بہت محبت تھی۔ حتیٰ کہ گورو ارجن دیو جی نے شری دربار صاحب امرتسر کا بنیادی پتھر حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ سے رکھوایا۔ شری ہرگوبند صاحب کے تعلقات مسلم فقراء سے بہت ہی خوشگوار تھے یہاں تک کہ آپ نے اپنے صدر مقام شری ہرگوبند پورہ میں مسجد بھی بنوائی۔ شری گورو گوبند سنگھ جی کے تعلقات مسلمانوں سے بہت ہی اچھے تھے۔ حتیٰ کہ گورو صاحب کے باڈی گارڈ مسلمان پٹھان تھے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ گورو صاحب کو مسلمانوں پر کتنا بھروسہ تھا۔ پھر مصیبت کے وقت میں غنی اور غنی خاں قاضی محمد حسین اور سید بدھن شاہ نے گورو صاحب کے ساتھ جو حسن سلوک کیا۔ اس کی نظیر تاریخ میں ملنی بہت مشکل ہے سید بدھن شاہ نے پانچ ہزار جوان گورو صاحب کی مدد کے لئے بھیجے جو گورو صاحب کی طرف سے پہاڑی راجاؤں کے ساتھ لڑے حتیٰ کہ سید بدھن شاہ صاحب کا لڑکا بھی اسی میدان میں کھیت رہا۔ مگر سات پہاڑی راجاؤں کو جنہوں نے گورو صاحب پر حملہ بولا تھا شکست فاش ہوئی۔ پھر حیرت ہے کہ سکھ مسلمانوں سے کیوں بگاڑیں جو ہر مصیبت کے وقت میں ان کے کام آتے رہے ہیں۔ سکھوں کو اپنا نفع نقصان خود سمجھنا چاہیئے۔ (نور)

کالج سے سینما تک

کابل کے امراء اور دوسرا طبقہ کی خواتین عموماً انگریزی لباس پہنتی ہیں۔ مگر برقعے اوڑھنے کا عام رواج ہے۔ برقع کے بغیر خواتین کا پھرنا ممنوع ہے حتیٰ کہ ہندو اور سکھ عورتیں بھی پردہ کی پابند ہیں.... بلکہ اگر کوئی افغان کسی میم سے شادی کر لے تو اسے بھی قومیت تبدیل کر کے برقع استعمال کرنا ہوتا ہے.... سینما میں کسی باپردہ عورت کو جانے نہیں دیا جاتا یعنی سینما عورتوں کے لئے بالکل بند ہے۔

پست و پسماندہ افغانستان! عورتیں سب کی سب برقع میں، اور سینما بینی کی دولت سے سب محروم! اس محرومی و کم نصیبی اس بیسویں صدی کی دنیا میں اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی! لیکن تجدد ابھی بالکل مایوس نہ ہو جائے عجب نہیں جو اس کی کھوئی ہوئی قسمت عنقریب جاگ ہی جائے۔ اسی مضمون میں یہ بھی تو ہے:۔

" تعلیم کے لحاظ سے افغانستان یوں بھی پسماندہ ہے، اور عورتوں کی تعلیم تو بالکل ندارد ہے۔ لڑکیوں کے اسکول تو ابھی حال ہی میں کھلے ہیں، اور لڑکیوں کا ایک ہی ہائی سکول مقام کابل ہے" (انجیل بمبئی)

اسکولوں، ہائی اسکولوں، کالجوں کے کھل جانے کے بعد سینما کے مقفل دروازے کب تک بند رہ سکتے ہیں؟ — آج ہماری یہ جتنی اونچی اونچی "تعلیم گاہیں" ہیں یہ سب اگر نگار خانوں کی نشاط خانوں کی ناچ گھروں کے نقیب و دلال نہیں ہیں، تو اور کیا ہیں؟ (صدق)

مہذب جواری

بمبئی ۲۱ رفروری بمبئی کے اونچے سرمایہ دار طبقہ میں کل کی ہائی کورٹ کی کارروائی سے کھلبلی مچ گئی ہے۔ مقدمہ حسن علی محمد علی کا چیف جسٹس اور جسٹس لوکر کے سامنے پیش تھا کہ وہ قمار خانہ قائم کئے ہوئے ہے ملزم نے اقبال جرم کیا لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا کہ مجھ غریب آدمی کو ایک ماہ قید سخت اور سو روپیہ جرمانہ کی سزا مل رہی ہے لیکن بڑے بڑے لوگ اونچے کلبوں کے ممبر ہو کر مزے سے قانون کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ پلیڈر نے اس بیان کی واقفیت کو تسلیم کیا، لیکن عذر یہ پیش کیا کہ کلبوں کے دروازے پبلک کے لئے کھلے نہیں ہوتے اس لئے وہ قانون کی گرفت میں نہیں آتے۔ چیف جسٹس نے یہ سن کر حکم دیا ہے کہ ایک ایسے کلب پر مقدمہ بطور آزمائش چلا کر دیکھا جائے یہ آزمائشی مقدمہ اگر کامیاب ہو گیا، تو شہر کے ہر کلب میں کھلبلی پڑ جائے گی۔ یہاں تو ہر کلب میں سہ پہر سے بازیاں اور بعض کلبوں میں بڑی بڑی بازیاں لگنی شروع ہو جاتی ہیں اور کچھ رات رہے تک یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ م

م اور کسی ایک قوم کی تخصیص نہیں سب قوموں کے لوگ شریک رہتے ہیں۔ اور اطلاعیں یہ ہیں کہ بہت سا روپیہ ایک کی ملکیت سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے کم از کم ایک کلب تو ایسا ہے، جس کی تاش بازی کے کمرے کی حال میں توسیع کرنی پڑی ہے۔" ۲۳ر فروری ۱۹۴۷ء (اسٹیٹسمین کے وقائع نگار کے قلم سے)

خدا بھلا کرے اس غریب ملزم کا جس کی زبان نے اتنا بڑا بھید کھلوا دیا اور اس "اونچی" عدالت کا بھی، جس نے ہر قوم کے (اور اس ہر قوم میں وہ امت بھی داخل ہے جس کے ہاں قمار بازی حرام ہے) اونچے اونچے سرمایہ داروں کی قلعی اتارنے کا حکم دے دیا ہے! — عجب افسوسناک لطیفہ ہے کہ سوشلزم اور کمیونزم سرمایہ داری کے مٹا ڈالنے کے بلند بانگ دعووں کے ساتھ نہ کہیں قمار بازی کے مقابلہ میں آرہے ہیں نہ سود خوری کے۔ اور اسلام جس کا دعوےٰ سرمایہ داری کو مٹانے کا نہیں صرف اسے محدود کرنے کا ہے، یہ مورچے تنہا اسی کو سر کرنا پڑ رہے ہیں۔ (صدق)

ہماری تبلیغی کوششیں

سید تصدق حسین صاحب قادری کی تبلیغی سرگرمیاں

علمائے عرب اور علمائے ہند میں لٹریچر کی تقسیم

احباب کو معلوم ہے کہ ہمارے مکرم دوست سید تصدق حسین صاحب قادری ممالک عراق شام و مصر میں انجمن کا لٹریچر تقسیم کرتے رہتے ہیں اور ان کی اس نیک کوشش نے بہت سے اچھے نتائج پیدا کئے ہیں جن کے لئے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اب احباب کو یہ سن کر مسرت ہوگی کہ ان کی یہ کوشش صرف عرب ممالک تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ ملک ہند میں بھی انہوں نے تبلیغ کا کام شروع کر دیا ہے اور بڑے بڑے علماء ہند کو دیگر مختلف قسم کے دینی لٹریچر کے علاوہ نیو ورلڈ آرڈر کا عربی ترجمہ "الاسلام والنظام العالمی الجدید" بھیج چکے ہیں اور اب اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی کا عربی ترجمہ الاسلام دین الانسانیۃ بھیج رہے ہیں۔ ان کی تازہ تبلیغی ڈائری سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی انجمن کے احباب لاہور کو بھی اپنے خرچ پر یہ کتاب بھیج چکے ہیں مندرجہ ذیل بزرگوں کے اسمائے گرامی اس ڈائری میں درج ہیں جن کو اب تک یہ کتاب روانہ کر دی گئی ہے:۔

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ مولانا احمد یار خان صاحب۔ مولانا عبیدالحق صاحب ودیارتھی۔ مولانا سید احمد حسین صاحب گیلانی۔ حضرت قبلہ مولانا صدرالدین صاحب مولانا محمد یوسف صاحب گرنتھی۔ مولانا دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح ہو۔ مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ، شیخ محمد آصف صاحب۔ مولانا مظفر بیگ صاحب ساطع۔

سید صاحب کو ہم نے اپنے خط مورخہ ۱۱ر فروری ۱۹۴۷ء کو یہ لکھا تھا کہ "الاسلام دین الانسانیۃ" کی ایک کاپی میرے پاس بھی آچکی ہے اور پچھلے جمعہ کے خطبہ میں حضرت امیر نے ذکر کیا کہ ان کے پاس بھی اس کی ایک کاپی آئی ہے اسی خطبہ میں حضرت ممدوح نے آپ کی ہمت و خدمت اسلام کی تعریف کر کے جماعت کو توجہ دلائی کہ سب احباب آپ کی طرح ہمت سے کام کریں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے آپ بھی ہمارے لئے دعا فرمایا کریں۔ اس کے جواب میں سید صاحب اپنے خط مورخہ ۱۷ر مارچ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سیدنا امیر ایدہ اللہ کا ہم خاکساروں کے متعلق ریمارک حضور کی ذرہ نوازی اور نوازش بزرگانہ ہے یہ جو کچھ بھی کام ہو رہا ہے اسی مرد خدا کی نیم شبی دعاؤں کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ حضور کو عمر طویل عطا فرمائے اور اپنے دین متین کی مزید خدمت لے۔

میں نے ۲۸ر فروری کو ایک اور خط سید صاحب کی خدمت میں لکھا ہے جس میں ان کو اطلاع دی تھی کہ حضرت امیر ایدہ اللہ فرماتے ہیں کہ سید صاحب کو لکھدیں کہ مینوئل آف حدیث کے ترجمہ کی میری طرف سے اجازت ہے بلکہ سید صاحب جس کتاب کا بھی چاہیں ترجمہ کرائیں میری طرف سے اجازت ہے البتہ جو سیرت نبوی پر نئی کتاب چھپ رہی ہے اور امید ہے کہ دو ماہ کے اندر اندر آجائے گی اس کا ترجمہ بھی بہت ضروری سمجھتا ہوں، اس میں اسلام کی ساری تعلیم بھی آجاتی ہے اس کا انگریزی نام ہے

خاکسار عزیز بخش
آنریری جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

مشاہیر سے ملاقات

حضرت مسیح موعود کے عشق رسول پر ایک تازہ شہادت

مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب مرحوم کی ایک تقریر مشاہیر سے ملاقات۔ دکن ریڈیو کے رسالہ نوا ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء کے پرچہ میں شائع ہوئی اس تقریر کے جس حصہ میں حضرت مسیح موعود کا ذکر ہے ہم اسے درج ذیل کرتے ہیں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ نبوت کا نہیں تھا۔ اور ان کے پیروؤں میں سے جو طبقہ انہیں نبی سمجھتا ہے وہ سراسر غلطی پر ہے۔

اب ایک ایسے شخص سے میرے ملنے کا حال سنئے جو اپنے فرقہ میں نبی سمجھا جاتا ہے اور دوسرے فرقہ والے خدا جانے اس کو کیا کچھ نہیں کہتے۔ یہ کون ہے؟ جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم قادیانی بانی فرقہ احمدیہ ان سے میرا یہ رشتہ ہے کہ میری خالہ زاد بہن ان سے منسوب تھیں۔ اس لئے یہ جب کبھی دلی آتے تو مجھے ضرور بلا لیتے اور پانچ روپیہ دیتے۔ چنانچہ دو تین دفعہ ان سے میرا ملنا ہوا۔ مگر میں یقین دلاتا ہوں کہ انھوں نے کبھی مجھ سے ایسی گفتگو نہیں کی جس کو تبلیغ کہا جا سکے میں اس زمانے میں ایف اے میں پڑھتا تھا۔ زیادہ تر مسلمانوں کی تعلیم کا ذکر ہوتا تھا اور اس پر وہ افسوس ظاہر کیا کرتے تھے کہ مسلمان اپنی مذہبی تعلیم سے بالکل بے خبر ہیں اور جب تک مذہبی تعلیم عام نہ ہوگی اس وقت تک مسلمان ترقی کی راہ سے ہمیشہ ہٹتے رہیں گے۔ میرے ایک چچا تھے جن کا نام مرزا عنایت اللہ بیگ (مرحوم) تھا۔ یہ بڑے فقیر دوست تھے تمام ہندوستان کا سفر فقیروں سے ملنے کے لئے کیا۔ بڑی بڑی سخت ریاضتیں کیں چنانچہ اس سے ان کی محنت کا اندازہ کر لیجئے کہ تقریباً چالیس سال تک یہ رات کو نہیں سوتے صبح کی نماز پڑھ کر دو ڈھائی گھنٹے کے لئے سو جاتے ورنہ سارا وقت یاد الٰہی میں گذارتے ایک دن میں جو مرزا غلام احمد صاحب کے ہاں جانے لگا تو چچا صاحب قبلہ نے مجھ سے کہا "بیٹا میرا ایک کام ہے وہ کر دو اور وہ یہ ہے کہ جن صاحب سے ملنے تم جا رہے ہو ان کی آنکھوں کو دیکھو کہ کس رنگ کی ہیں" میں سمجھا بھی نہیں اس سے ان کا مطلب کیا ہے مگر جب مرزا صاحب کے پاس گیا۔ تو بڑے غور سے ان کی آنکھوں کو دیکھتا رہا۔ میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں میں سبز رنگ کا پانی گردش کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اسی سلسلہ میں میں نے بھی خود ان کو ذرا غور سے دیکھا۔ کیونکہ اس سے پہلے جو میں ان کے پاس جاتا تھا تو ہمیشہ نیچی آنکھیں کر کے بیٹھتا تھا۔ اس دفعہ میں نے دیکھا ان کا چہرہ بہت بارونق ہے سر پر کوئی دو دو انگل کے بال ہیں۔ داڑھی خاصی نیچی ہے آنکھیں جھکی جھکی ہیں۔ بات کرتے ہیں تو بہت متانت سے کرتے ہیں بہرحال وہاں سے واپس آنے کے بعد میں نے چچا صاحب قبلہ سے تمام واقعات بیان کئے۔ انھوں نے کہا "فرحت دیکھو اس شخص کو برا کبھی نہ کہنا۔ فقیر ہے اور یہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں" میں نے کہا یہ آپ نے کیونکر جانا۔ فرمایا جو اہل دل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال میں ہر وقت غرق رہتا ہے اس کی آنکھوں میں سبزی آ جاتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ سبز رنگ کے پانی کی ایک لہر ان میں دوڑ رہی ہے۔ میں نے اس وقت تو ان سے اس کی وجہ نہیں پوچھی مگر بعد میں معلوم ہوا کہ سب اولیاء اور اہل طریقت اس پر متفق ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سبز ہے۔ اور اسی کا عکس آپ کا زیادہ خیال کرنے سے آنکھوں میں جم جاتا ہے"

"نوا"
۱۷ تا ختم مئی ۱۹۴۷ء

روئداد مناظرہ چک نمبر ۱۸ سرگودھا

چک نمبر ۱۸ جنوبی سرگودھا میں مورخہ یکم و دو جون کو مسئلہ وفات و حیات مسیح اور صداقت حضرت اقدس پر علی الترتیب مناظرہ ہوا۔

پہلے دن مناظرہ ۴ بجے شام سے لیکر ۸ بجے تک جاری رہا درمیان نماز عصر کے لئے پندرہ منٹ بند کر دیا گیا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مولانا احمد یار صاحب ایم اے مولوی فاضل و منشی فاضل مناظر تھے، اور دوسری طرف سے مولوی محمد حیات صاحب احراری تھے۔ مولانا احمد یار صاحب نے قریباً ایک گھنٹہ تک تقریر کی جس میں از روئے قرآن و حدیث اور اقوال آئمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کیا گیا۔ نیز حال ہی میں علمائے مصر نے جو مسئلہ وفات پر متفقہ فتوےٰ دیا ہے وہ بھی آپ نے پیش کیا۔ احراری مولوی صاحب نے ان میں سے ایک کا بھی جواب نہ دیا۔ بس اس ایک بات کی رٹ لگاتا رہا کہ حضرت اقدس نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانا ہے۔ اس کا جواب وہی دیا گیا جو خود حضرت اقدس نے دیا تھا کہ محض سادگی کے ساتھ جس طرح پہلے لوگوں کا عقیدہ تھا میں بھی اس پر قائم رہا مگر جب اللہ تعالےٰ نے مجھے قرآن اور حدیث کے ساتھ سمجھا دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو میں نے وہ عقیدہ چھوڑ دیا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذشتہ انبیاء کی طرح سولہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر جب اللہ تعالےٰ نے بذریعہ وحی آپ کو بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دے دیا تو حضور صلعم نے پہلے طریقہ کو چھوڑ کر دوسری راہ کو اختیار کر لیا چنانچہ وہاں بھی اللہ تعالیٰ اس قسم کے اعتراض کرنے والوں کو سفہاء قرار دیتا ہے۔ مولانا احمد یار صاحب نے وفات مسیح پر دلائل دیتے ہوئے آیت وما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل اور آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل کو پیش کیا اور ساتھ اس کے حضرت عمر رضہ کا واقعہ اور حضرت ابوبکر رضہ کا وہ خطبہ جو آپ نے آنحضرت صلعم کی وفات پر ارشاد فرمایا حاضرین کو سمجھایا تو احراری مولوی صاحب سے جب اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو حضرت اقدس کی کتاب اربعین سے ایک حوالہ پیش کر دیا جو آپ نے الملل والنحل سے حضرت عمر کا نقل کیا ہے انما رفع الی السماء کما رفع عیسی ابن مریم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح آسمان پر اٹھائے گئے جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے۔ اس کے جواب میں مولینا احمد یار صاحب نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عمر رضہ کے دل میں جو غلط فہمی تھی وہ حضرت ابو بکر رضہ نے نکال دی جیسا کہ اس قول کے آگے ہی ساتھ لکھا ہے کہ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل جس سے حضرت عمر رضہ کی تسلی ہو گئی۔ علاوہ ازیں اس قول سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عمر رضہ رفع عیسیٰ ع بجسد العنصری کے قائل تھے کیونکہ آنحضرت صلعم کا جسد مبارک تو آپ کے سامنے زمین پر موجود تھا اگر بزعم مولوی محمد حیات صاحب حضرت عمر رضہ عیسیٰ علیہ السلام کے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانے کے قائل ہوتے تو یہ کبھی نہ ارشاد فرماتے کہ آنحضرت صلعم کا آسمان کی طرف رفع اسی طرح ہوا ہے جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہوا۔ کیونکہ حضور صلعم کا جسم مبارک تو آپ کے سامنے پڑا ہوا تھا۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مولوی محمد حیات صاحب نے اپنے دعویٰ کے اثبات میں نہ قرآن مجید سے نہ حدیث شریف سے کوئی دلیل پیش کی اور نہ ہی مولینا احمد یار صاحب کے دلائل کا کوئی معقول جواب دیا بلکہ ہر بار حضرت اقدس کی کتب سے کبھی ایک سطر پڑھ کر لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالنے کی کوشش کرتے اور کبھی غلط سلط حوالے پیش کر کے حاضرین کی توجہ کو دوسری طرف پھیرنے کی سعی کرتے اور ہمیشہ یہی کہتے کہ حدیث میں آیا ہے جس کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

کیف اذا انزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم۔

اس کے جواب میں مولینا احمد یار صاحب کئی بار ارشاد فرمایا کہ اس سے آگے لکھا ہے رواہ البخاری یعنی اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے حالانکہ بخاری شریف میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے لفظ من السماء نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ راوی نے بطور تفسیر و تشریح کے اپنی طرف سے لکھ دیا ہے باقی رہا لفظ نزول سو یہ یہاں اس طرح استعمال ہوا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں آیا ہے انزلنا الحدید یعنی ہم نے لوہے کو اتارا انزل لکم من الانعام (سورہ زمر) یعنی ہم نے تمہارے لئے جانور نازل کئے۔ قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا یعنی اللہ تعالےٰ نے تمہاری طرف محمد رسول اللہ کو نازل فرمایا ہے، غرضیکہ آیات اور احادیث سے ثابت کیا گیا کہ لفظ نزول سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ آسمان پر گئے ہیں۔ آخر پر ہم مولینا شیر محمد صاحب مبلغ اسلام اور مولینا شمس الرحمٰن صاحب مولوی فاضل کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جو اس مناظرہ میں مختلف اوقات میں صدارت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

(باقی آئندہ)

نامہ نگار

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

جشنِ پاکستان پر

(از جناب محمد اعظم صاحب علوی)

دعائے اہلِ حرم کی عرش سے پیغام لائی ہے
بحمد اللہ کہ نصرت پھر درِ مولا سے آئی ہے

جو تھا مدِ مقابل آج اس نے منہ کی کھائی ہے
شہنشاہی مسلمانوں کی لونڈی بن کے آئی ہے

در خالق پہ یہ غازی پہ خم اپنی جبیں کرلیں
تو پاکستان کیا شئے ہے جہاں زیرِ نگیں کرلیں

ہمیں فاروقِ اعظم کی وہ سطوت یاد ہے اب تک
علی و طارق و خالد کی جرأت یاد ہے اب تک

صلاح الدین و قاسم کی شجاعت یاد ہے اب تک
ہوئی تھی ہم پہ جو بارانِ رحمت یاد ہے اب تک

ادھر غازی کے لب پر نعرۂ تکبیر ہوتا تھا
تو ملکِ قیصر و کسریٰ اُدھر تسخیر ہوتا تھا

وہ جرأت آشنا تھے گرمیِ ایماں کی برکت سے
سمجھتے تھے کہ زندہ ہیں فقط احیاءِ ملت سے

خریدا جا نہیں سکتا تھا ان کو مال و دولت سے
تونگر ہیں وہ مالامال تھے صبر و قناعت سے

نکیر سے نہ اٹھتی تھی نگاہِ پاک بازان کی
ادا ہوتی تھی تلواروں کے سایہ میں نمازان کی

اسی جوشِ اخوت سے جہاں میں انقلاب آیا
یہی احساسِ ملت نور بن کر ہر طرف چھایا

یہی جذبہ مسلماں کو زمیں سے عرش پر لایا
جہاں والوں نے اپنے رو برو نورِ خدا پایا

نوید فتح و نصرت بن کے آئی ہر سحران کی
پہاڑوں کا جگر تک چیر جاتی تھی نظران کی

سرِ مسلم پہ اب جو ابرِ رحمت کی نوازش ہے
جگر کے خون سے تاریخِ ماضی کی نگارش ہے

چمن میں جذبۂ ذوقِ شہادت کی نمائش ہے
یہ گل و بلبلوں سے نقدِ جاں کی آزمائش ہے

سرود و رقص کی محفل کے اُٹھ جانے کے دن آئے
کمر باندھو عزیزو نور پھیلانے کے دن آئے

یہ نصرت رب کعبہ کی طرف سے اک بہانہ ہے
مقدر ہم کو میدانِ عمل میں آزمانا ہے

کٹھن ہے اپنی منزل آزمائش کا زمانہ ہے
ہمیں اسلام کی دیرینہ عظمت کو دکھانا ہے

ہمیں اس طرح پاکستان کی تعمیر کرنا ہے
کہ قول و فعل سے قرآن کی تفسیر کرنا ہے

خدا رکھے سلامت قائدِ ملک و سیاست کو
خدا محفوظ رکھے اہلِ ایماں کی ریاست کو

تبصرہ

پاکستانی چاقو

پیکو کٹلری ورکس وزیر آباد (مغربی پنجاب) کی طرف سے ہمیں دو عدد قلم تراش چاقو برائے ریویو موصول ہوئے ہیں، جن میں سے ایک کے دستہ پر لفظ پاکستان اور چاند ستارہ سنہری حروف میں کندہ ہے اور دوسرے پر لفظ جے ہند اور نقشہ ہندوستان، یہ دونوں الفاظ اور نشانات گورنمنٹ آف انڈیا میں بطور ٹریڈ مارک کٹلری کلاس ۸ رجسٹرڈ ہیں۔

چاقو کا سائز ۳ انچ چاقو کے برابر ہے اور دستہ پیتل کا ہے، لوہا بہترین اور دھار بہت تیز ہے، جو قلم وغیرہ تراشنے کے لئے بہترین چیز ہے، ہمیں خوشی ہے کہ مملکت پاکستان کے اندر مغربی پنجاب کی ایک فرم نے ایسے عمدہ اور شاندار چاقو بنانے کا کام اپنے ذمہ لیا جس میں اسے شاندار کامیابی حاصل ہوئی ہے، ہم پیکو کٹلری ورکس کو اس کے لئے مبارکباد دیتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ہمارے قارئین اس بہترین تحفہ سے فائدہ اٹھانے میں ہرگز دریغ نہ کریں گے، اگر کوئی صاحب اس چاقو کی ایجنسی لینا چاہیں تو منیجر صاحب پیکو کٹلری ورکس وزیر آباد سے خط و کتابت کریں۔ بطور نمونہ ایک چاقو کے لئے ڈیڑھ روپیہ اور ایک درجن کے لئے نو روپیہ پیشگی پہنچنے چاہئیں، ایجنسی کے لئے خاص کمیشن دی جاتی ہے۔

حکومت یو۔پی کی توجہ کے قابل

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ گذشتہ نومبر میں مکتیشر کے میلہ میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کے صاحبزادہ ڈاکٹر ہارون الرشید اور ان کی بیگم صاحبہ کو بعض مفسدین نے ہدفِ ظلم و ستم بنایا تھا، اسی وقت سے ڈاکٹر ہارون الرشید جو اس میلہ میں بطور ہیلتھ افسر یا تبلیغ کی سبیل کے لئے گئے ہوئے تھے، لاپتہ ہیں، ان کی بیگم صاحبہ جنہیں مفسدین نے مردہ سمجھ کر دریا میں پھینک دیا تھا تیر کر اپنی جان بچائی، اسی وقت سے سردار محمد یوسف صاحب ڈاکٹر صاحب کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور انہیں یقین ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ...... کسی گاؤں میں مقید ہیں سردار صاحب نے حکومت یو۔پی کو لکھا ہے کہ اس معاملہ کی پوری تفتیش کی جائے اور ڈاکٹر ہارون الرشید کو برآمد کرنے میں ان کی امداد کی جائے ہم سردار صاحب کے اس مطالبہ کی پورے زور سے تائید کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ مسٹر رفیع احمد قدوائی ہوم منسٹر یو۔پی اس معاملہ میں سردار صاحب کی پوری مدد

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر دوست محمد

جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نیا نہ پرانا
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ م ۵ نومبر ۱۹۴۷ء | نمبر ۳۹

دُرِّ ثمین

(۱) عن عبادة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من تعار من اللیل فقال لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر الحمد للہ وسبحان اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ثم قال اللّٰھم اغفر لی او دعا استجیب لہ فان توضأ قبلت صلوٰتہ۔

عبادہ نے نبی کریم صلعم سے روایت کی ہے کہ فرمایا اگر جو رات کو جاگ اُٹھے اور کہے کوئی پرستش کے لائق نہیں مگر اللہ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے، تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور اللہ پاک ہے اور اللہ بڑا ہے، بچنا اور قوت پانا صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے۔ پھر کہے اے اللہ میری حفاظت فرما یا دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوگی اور اگر وضو کیا اور نماز پڑھی تو اس کی نماز مقبول ہوگی۔[1]

(۲) عن الھیثم بن ابی سنان انہ سمع ابا ھریرۃ وھو یقص فی قصصہ وھو یذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اخاً لکم لا یقول الرفث یعنی بذالک عبد اللہ بن رواحۃ

وفینا رسول اللہ یتلو کتابہ
اذا انشق معروف من الفجر ساطع
ارانا الھدیٰ بعد العمیٰ فقلوبنا
بہ موقنات ان ما قال واقع
یبیت یجافی جنبہ عن فراشہ
اذا استثقلت بالمشرکین المضاجع

ترجمہ: ہیثم بن سنان سے روایت ہے کہ اس نے ابو ہریرہ سے سنا وہ اپنے وعظ میں بیان کرتے تھے اور وہ رسول اللہ صلعم کا ذکر کرتے تھے کہ تمہارے بھائی نے کوئی بیہودہ بات نہیں کہی اور اس سے عبد اللہ بن رواحہ مراد لیتے تھے (جنہوں نے یہ شعر کہے ہیں)[2] (ترجمہ اشعار) ۔ اور ہم میں اللہ کا رسول ہے جو اس کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے

جب روشن صبح صادق پھٹ جاتی ہے
ہمیں گمراہی کے بعد راستہ دکھایا تو ہمارے دل
اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ جو فرمایا ہو کر رہیگا
رات کو اپنا کروٹ بچھونے سے دُور رکھتا ہے
جب مشرکوں کی خوابگاہیں بوجھل ہوتی ہیں[3]

---

[1] یعنی اگر جاگ کر صرف اللہ تعالیٰ کو یاد ہی کرلے اور دعا کرلے تو بھی اچھا ہے اور وضو کرے اور نماز پڑھے تو بہت بہتر ہے۔ (فضل الباری)

[2] ابو ہریرہ وعظ کر رہے تھے اس میں نبی کریم صلعم کی عبادت الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ عبد اللہ بن رواحہ نے جو یہ شعر کہے ہیں تو یونہی نہیں کہے بلکہ ٹھیک طور سے نبی کریم صلعم کی عبادت کا ذکر کیا ہے

[3] یعنی مشرک اس وقت نہیں اٹھ سکتے رات کی نیند کو وہی شخص ترک کر سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں کمال درجہ کی لذت آتی ہو کہ اس لذت پر وہ ہر چیز قربان کرتے کو تیار ہو صحابہ کے دلوں میں نبی کریم صلعم کی صداقت کا اثر ان باتوں سے اور بھی زیادہ ہوتا تھا جب وہ دیکھتے تھے کہ کس طرح آپ ذکر الٰہی میں راتیں گذار دیتے ہیں۔ حالانکہ دن کو بھی سو نہیں لیتے۔ بلکہ ساری دنیا کے کام آپ کو کرنے پڑتے ہیں۔ ایک مفتری یا طالب عیش سے یہ ناممکن ہے کہ وہ اس طرح اپنی راتوں کو عبادت الٰہی میں گذار دے۔ اور اگر قرآن کریم نعوذ باللہ آپ کا افترا ہوتا تو اس کی تلاوت میں آپکو اس قدر حظ نہ [illegible] سکتا تھا کہ پاؤں سوج جائیں اور کھڑے پڑھتے چلے جائیں۔ (فضل الباری)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس سلسلہ کے قیام سے اللہ تعالیٰ کا منشاء

اس بات کا ہمیں اعتراف ہے کہ کوئی زمانہ اسلام پر ایسا نہیں گذرا۔ جس میں اسلام کی برکات کا نمونہ موجود نہ رہا ہو۔ لیکن وہ ابدال و اقطاب اور اولیاء اللہ جو اس درمیانی زمانہ میں ہو گذرے ہیں ان کی تعداد اس قدر قلیل تھی۔ کہ ان کروڑوں انسانوں کے مقابلہ میں جو صراط مستقیم سے بھٹک کے اسلام سے دور جا پڑے تھے۔ کچھ بھی چیز نہ تھے۔ اس لئے رسول کریم صلعم نے نبوت کی آنکھ سے اس زمانہ کو دیکھا تو اس کا نام آپ نے فیج اعوج رکھ دیا۔ لیکن اب اللہ تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک اور گروہ کثیر کو پیدا کرے۔ جو صحابہ کا گروہ کہلائے مگر چونکہ قانون قدرت یہی ہے کہ خدا تعالےٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوا کرتی ہے اس لئے ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کزرع یعنی کھیتی کی طرح ہوگی اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے، لیکن وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو پہنچانا چاہتا ہے۔ ابھی بہت دور ہیں۔ اور وہ حاصل نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہماری جماعت میں وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے اللہ تعالےٰ کا منشاء ہے۔ یعنی توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو تبتل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکر الٰہی میں خاص رنگ ہو۔ اور حقوق اخوان بھی ایک خاص رنگ رکھتا ہو۔ تمام انبیاء کی بعثت کی غرض مشترک یہی ہوتی ہے کہ خدا تعالےٰ کی سچی اور حقیقی محبت لوگوں کے دلوں میں قائم ہو جائے اور بنی نوع انسان اور اخوان کے حقوق اور محبت میں ایک خاص امتیازی رنگ پیدا کیا جائے۔ اور جب تک یہ امور کامل طور پر ایک انسان میں نہ ہوں۔ وہ سب بھی باتیں ہوں گی۔ اللہ تعالےٰ کی محبت کے بارے میں تو اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن بعض اشیاء کا علم ہمیں بعض دیگر اشیاء سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک درخت کے نیچے اگر پھل گرے پڑے نظر آئیں تو کہہ سکتے ہیں کہ اس درخت پر بھی پھل لگے ہوئے ہوں گے۔ لیکن اگر اس کے نیچے کوئی پھل نظر نہ آئے۔ تو اوپر کے پھلوں کے بارے میں بھی کوئی یقین نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح بنی نوع انسان اور اپنے بھائیوں کے ساتھ جو یگانگت اور محبت کا رنگ ہو۔ اور وہ اس اعتدال پر ہو جو خدا تعالےٰ نے قائم کیا ہے تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ بھی ضرور محبت ہونی چاہیئے۔ پس بنی نوع انسان کے حقوق کی نگہداشت اور بھائیوں کے ساتھ اچھے تعلقات اس بات کی بشارت دیتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی محبت کا رنگ بھی اس میں ضرور ہے۔

ملفوظات احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۹۲۳

[illegible] پرنٹر و پبلشر [illegible] احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

پیغام صلح

جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ ۲۹ ر رجب ۱۳۶۶ھ | نمبر ۲۳

ہندوستانی زبانوں میں اسلامی لٹریچر کی ضرورت
احمدیہ جماعت کیلئے لمحہ فکریہ

از شیخ محمد طفیل ایم۔ اے

اُردو ہندوستانیوں کی زبان ہے۔ اور اس لحاظ سے اس کی ترقی واشاعت کی ضرورت ہے۔ یہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ کوششوں سے پروان چڑھی، اور دونوں قوموں کے مقرر، ادیب، افسانہ نویس اور شاعر اس کے ذریعہ اپنے جذبات کا اظہار کرتے رہے۔ لیکن گذشتہ ربع صدی سے مخالفانہ پروپاگنڈا نے اردو کو ایک حد تک صرف مسلمانوں کی زبان بنا کر رکھ دیا ہے۔ ہندو اکثریت کے صوبوں میں کہ جہاں ہندی رائج ہو چکی ہے اور وہاں کے مسلمان بھی مجبور ہیں کہ ہندی ہی کو اپنے خیالات کے لئے ذریعہ اظہار بنائیں۔

کیا ہندی مسلمانوں کی تہذیب اور ان کا تمدن اردو زبان سے وابستہ ہے؟ اگر تہذیب و تمدن سے مراد وہ مخصوص قومی خصوصیات ہیں، جو لباس اور پوشاک، بول چال اور رہنے سہنے کے ڈھنگ سے تعلق رکھتی ہیں تو شاید اس سوال کا جواب مثبت میں ہو۔ لیکن اگر سوال کو ایک اور رنگ میں پیش کیا جائے کہ کیا اسلامی تہذیب اردو زبان سے وابستہ ہے اور اسی پر اسلامی تہذیب کی بنیاد ہے اور زبان ہندی مسلمانوں کے لئے وہی درجہ رکھتی ہے جو پشتو افغانیوں کے لئے، فارسی ایرانیوں کے لئے، ترکی ترکوں کے لئے اور ہمیں اسی حیثیت سے اس کی ترقی کی کوشش کرنا چاہیئے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ہندوستان کی دیگر زبانوں سے معاندانہ برتاؤ کریں اور اردو دوستی کا دم بھرتے ہوئے انکا بالکل بائیکاٹ کر دیں جبکہ کروڑ مسلمانوں کو چھوڑ کر ہندوستان میں بسنے والی دیگر اقوام کی زبان اردو نہیں۔ بلکہ موجودہ سیاسیات کے نتیجہ میں وہ اردو سے بیگانہ اور متنفر ہو چکی ہیں۔ اب ان اقوام تک اسلام کا پیغام پہنچانے کی دو ہی صورتیں ہیں۔ یا ان لوگوں میں اردو سیکھنے کی تحریک کی جائے تاکہ وہ اسلام کی تعلیم سے فائدہ اٹھا سکیں یا اسلامی لٹریچر کو ان کی زبانوں میں منتقل کر دیا جائے اور اس کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی جائے

جب انگریزی، فرانسیسی، اطالوی، جرمن زبانوں میں اسلامی تعلیم کو پیش کیا جا رہا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ گورمکھی، ہندی، مرہٹی، گجراتی، تامل، تلگو، کنڑی وغیرہم زبانوں میں قرآن مجید اور رسول کریم صلعم کی سیرت کے ترجمے نہ کئے جائیں اور اور اسلامی کتب فقہ اور کتب تواریخ کو ان زبانوں میں منتقل نہ کیا جائے۔ کسی سیاسی جماعت سے اختلاف اس امر میں سدِ راہ نہ ہونا چاہیئے کہ دیگر اقوام کے کروڑوں انسانوں تک اسلام کا پیغام ان کی زبان میں نہ پہنچایا جائے۔

اسلام کے متعلق انگریزی زبان میں جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے کافی لٹریچر شائع کیا گیا ہے اسے صرف ہندوؤں اور سکھوں کے پڑھے لکھے طبقہ تک پہنچانے کی ضرورت ہے لیکن اگر مستقبل قریب میں اسلام کو ان لوگوں کے لئے عوامی تحریک بنانا ہے تو پھر عوام کی زبان ہی میں اسلام کو پیش کرنا ضروری ہے۔

اب جبکہ ہندوستان دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ اردو اور انگریزی کے علاوہ ہندوستان کی دیگر زبانوں میں اسلامی تعلیم کو عام کرنا ہندوستان میں تبلیغ اسلام کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔

احمدیہ جماعت نے گذشتہ چند سالوں سے ہندوستان کی پانچ مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کا کام شروع کر رکھا ہے ملیالم میں ترجمہ مکمل ہو چکا ہے صرف اشاعت کی دیر ہے اسی طرح گورمکھی میں نصف کے قریب ترجمہ ہو چکا ہے۔ کنیری زبان میں کچھ سورتوں کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے تامل، مرہٹی اور تلگو میں اسلام کے متعلق کچھ پمفلٹ بھی ترجمہ شدہ موجود ہیں۔ گورمکھی میں سیرت رسول اور سکھ مسلم ملاپ پر کچھ لٹریچر ہے یہ سب کام قابل تحسین ہے لیکن پیش آمدہ ضروریات کے لئے ناکافی۔ اس کے لئے جب تک بہت بڑی جدوجہد نہ کی جائے ہم ہندوستان کے بیشمار انسانوں کو اسلام کا پیغام سے محروم رکھنے کے مجرم ہونگے دوسری مسلم جماعتیں اس وقت سیاسی الجھنوں میں گرفتار ہیں۔ جہادی تو دخرضیاں اور دنیاوی مفاد شاید انہیں اس طرف متوجہ ہونے کی اجازت نہ دیں لیکن وہ جماعت جو تبلیغ اسلام

کی مدعی ہے کیا اس وقت غفلت سے کام لے گی؟ اس سوال کا جواب ہی اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ اسے ہندوستان میں جینے کا حق ہے یا نہیں۔

کامیابی کی راہ

ہندوستان کی موجودہ تقسیم سے جو صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔ اس کے متعلق دو قسم کے خیال ہیں۔ ایک تو وہ طبقہ ہے جو اس تقسیم کو مسلمانوں کے لئے سخت مہلک اور مضر بتا رہا ہے۔ اور دوسرا طبقہ اس کے محاسن اوصاف بیان کرنے میں مصروف ہے۔ اوّل الذکر طبقے کے خیال میں ایک دست و پا بریدہ پاکستان نے صرف ہندوستان کے مسلمانوں کے مسائل ہی کو حل نہیں کیا بلکہ پنجاب اور بنگال کے لاکھوں مسلمانوں کو بھی ہندو اکثریت کے حوالے کر دیا ہے اور ایک زبردست اسلامی ریاست کا جو خواب مسلم عوام کے پیش نظر تھا وہ شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ دوسرا طبقہ اس بات پر خوش ہے کہ بہرحال تقسیم کا اصول تو تسلیم کر لیا گیا۔ اور مسلمانوں کو اتنا بڑا قطعہ زمین تو حاصل ہو گیا جو یورپ کے کئی ملکوں سے رقبہ میں زیادہ ہے ان علاقوں سے ملحقہ اسلامی ممالک کا جو بلاک بن جاتا ہے وہ اتنا بڑا ہوگا جس کے سامنے طاغوت کی کوئی طاقت ٹھیر نہ سکے گی۔

یہ سچ ہے کہ موجودہ تقسیم نے مسلم اقلیتوں کے مسائل کو حل نہ کیا اور نہ ہی اصولی طور پر مسلم لیگ کی جدوجہد میں شامل تھا کہ وہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو آزاد کرانے کی کوشش کرے لیکن جن مسلمانوں کو پاکستان کی ریاست میں شمولیت کا موقعہ ملا ہے وہ بھی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ ان کے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے روگ دور ہو گئے۔

اور یہ خوش فہمی کہ اتنا بڑا مسلم ممالک کا بلاک پیدا ہو گیا ہے جو دنیا میں کوئی انقلاب پیدا کر دے گا محض اپنے آپ کو خود فریبی میں مبتلا کرنا ہے۔ پاکستان کے علاقوں کے ملنے سے پہلے بھی یہ ایک بڑا مسلم بلاک تھا جس کا رقبہ دنیا کے کئی ملکوں سے زیادہ تھا لیکن اتنے بڑے رقبے کے باوجود وہ کوئی ایسا انقلاب پیدا نہ کر سکا جس کی آس آج ہندوستان کے مسلمان لگائے بیٹھے ہیں جو اقوام خود مغربی تہذیب کی پیروی کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتی ہیں ان سے یہ توقع کہ پاکستان سے الحاق ہوتے ہی وہ ایک اسلامی انقلاب کے لئے جدوجہد شروع کر دیں گے محض خام خیالی ہے۔

ایک قوم کے زوال کا باعث حکومت کا چھن جانا نہیں ہوتا بلکہ ان اخلاق فاضلہ کا فقدان ہے جو حیات اجتماعی کے لئے ضروری ہیں ان اندرونی کمزوریوں کی بنا پر ہی ایک جماعت نکبت وادبار کا شکار ہو جاتی ہے، انہیں اندرونی کمزوریوں کی بناء پر ستائی ہوئی حکومت بھی چھن جاتی ہے

حضرت عمرؓ نے جنگ یرموک کے موقعہ پر مسلمان امراء کو ایک خط لکھا تھا جس سے اسی امر کی خوب وضاحت ہوتی ہے

"تم سب مجتمع ہو۔ اور ایک فوج بن کر مشرکین کا مقابلہ کرو۔ تم اللہ کے مددگار رہو۔ اللہ اپنے مددگاروں کی مدد کرتا ہے۔ کافروں کی مدد نہیں کرتا۔ تم کو قلت سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا ہاں اگر تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے تو اپنے گناہوں سے پس ان سے بچے رہو۔"

مسلمانوں کے اخلاق حسنہ ہی قرونِ اولیٰ میں ان کی کامیابی کا باعث ہوئے تھے اور اخلاق حسنہ سے آج بھی ان کے لئے فتح و نصرت کے دروازے کھل سکتے ہیں لیکن قوم پرستی کے جذبات سے مسحور لوگوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ یہ تو ماننے کے لئے تیار ہیں کہ اپنی قوم کے افراد سے انصاف، شفقت و محبت کا برتاؤ ضروری ہے لیکن غیر اقوام سے حسن سلوک کرنا ان کے نزدیک اپنے قوم کے مفاد کو خطرہ میں ڈالنا ہے اس تصور اخلاق کے متعلق ہم گزشتہ اشاعت میں بحث کر چکے ہیں۔ اگر قومی حکومت کا یہی معیار ہمارے زعماء کے پیش نظر ہے تو پاکستان سے جس قسم کا انقلاب پیدا ہوگا اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

رومیوں کے شاہ ہرقل کو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ رومی افواج کی کثرت کے باوجود انہیں کیوں شکست ہو جاتی ہے ایک بوڑھے شخص نے اسے کہا اس لئے کہ مسلمان رات کو عبادت کرتے ہیں دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں۔ آپس میں عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں"

اور اپنی حالت کا نقشہ اس رومی سردار نے اس طرح کھینچا:۔

"ہم شراب پیتے ہیں۔ زنا کرتے ہیں حرام کے مرتکب ہوتے ہیں۔ عہد توڑتے ہیں۔ ایک دوسرے کا حق غصب کرتے ہیں۔ ظلم کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کو برائی کی تلقین کرتے ہیں۔ زمین میں فساد کرتے ہیں خدا کی نافرمانی کرتے ہیں"

ہرقل نے یہ سن کر کہا تم سچ کہتے ہو۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اسلام کی بنیادی خصوصیات سے منحرف ہو کر ہندی مسلمان بھی ترقی نہیں کر سکتے۔

آبادیوں کا تبادلہ

گذشتہ اشاعت میں ہم نے اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی کہ ہندوستان کے رہنے والے ساڑھے چار کروڑ

(باقی بر صفحہ)

پاکستان کا حصول مسلمانوں کی عظیم الشان کامیابی ہے،

مسٹر جناح کی دور بینی اور انگریزوں اور ہندوؤں کا بیک وقت مقابلہ کرنے سے مسلمانوں کی غلامی کی دو زبردست زنجیریں کٹ گئیں

اگر مسلمان تبلیغ کو مقدم کرتے تو سارا ہندوستان پاکستان بن گیا ہوتا

ہماری آئندہ کامیابیوں کا انحصار کسی سلطنت پر نہیں بلکہ اخلاق اور تبلیغ پر ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - ڈلہوزی - مورخہ ۶ رجون ۱۹۴۷ء -

الحمد للہ رب العالمین

یہ جملہ تو ہر وقت خدا کے شکر گزار بندوں کے منہ سے نکلتا ہے لیکن بعض اوقات ایسے بھی آتے ہیں کہ یہ الفاظ الحمد للہ رب العالمین ایک خوشی بھرے دل سے نکلتے ہیں بلکہ ایک قوم کی قوم یا ملک کا ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک خوشی سے بھر کر اللہ تعالیٰ کی حمد کا گیت گاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلعم کی زندگی میں اور اس کے بعد صحابہ کی تاریخ میں ایسے اوقات بہت آئے اور آتے رہتے تھے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے نظاروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور خدا کی حمد کے ترانے گاتے تھے لیکن آج ہماری زندگیوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی ایک نظارہ دکھایا ہے جسے دیکھ کر ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کے اور شاید دنیا میں اور بھی مسلمانوں کے دل آج خوشی سے لبریز ہو کر پکار اٹھے ہیں الحمد للہ رب العالمین -

مسلمانوں کی غلامی کی دو زنجیریں کٹ گئیں

کسی قوم کی غلامی کی زنجیروں کا کٹ جانا ایک بہت ہی عظیم الشان کامیابی ہے۔ اور اس پر وہ جس قدر خوشی کا اظہار کرے کم ہے مگر آج ہندوستان کے مسلمانوں کی تاریخ میں وہ وقت آیا ہے کہ رات رات سب کی ایک نہیں دو دو غلامی کی زنجیریں بیک وقت کٹ گئی ہیں اور یہ وہ کامیابی ہے جو بہت کم کسی قوم کو ملتی ہے -

ہندو قوم کی تنگدلی اور غلامی

ہندوستان میں آئی ہوئی قوموں سے سلوک کے مسلمان انگریزوں کی غلامی میں تھے۔ اور ان کے دلوں میں انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کی تڑپ تھی مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی انہیں روز روشن کی طرح نظر آتا تھا کہ انگریز کے نکلتے ہی وہ ایک ایسی قوم کی غلامی میں مبتلا ہو جائیں گے جو انگریز سے زیادہ تنگ دل ہی نہیں بلکہ جس کی تاریخ نے واقعات کے رنگ میں یہ ساری دنیا پر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ جب اس کی غلامی میں کوئی قوم آ جاتی ہے تو وہ اس کو حیوانیت سے بھی نیچے پستی کے مقام پر گرا دیتی ہے اور اس قدر ذلیل کر کے گراتی ہے کہ پھر وہ کبھی قعر مذلت سے باہر نہیں نکل سکتی۔ آج سے چند ہزار سال پیشتر اس ہندوستان کی اصلی قوم اسی آریہ قوم کی غلامی میں آئی اور آج ہزارہا سال گزر جانے کے بعد اس روشنی کے زمانہ میں بھی باوجود بعض ہندوؤں کے بلند بانگ دعاوی کے وہ دنیا کی ذلیل ترین قوم ہے۔ اور اس حالت سے باہر نکلنے کا کوئی رستہ انہیں نظر نہیں آتا۔

مسلمانوں کے لئے ہندوؤں کی غلامی کی زنجیریں

بہ صرف غلامی کا ہی خطرہ نہ تھا کہ انگریزوں کے چلے جانے کے بعد مسلمان ہندوؤں کے غلام ہو کر رہ جائیں گے بلکہ فی الحقیقت اس غلامی کی زنجیریں کافی طور پر مضبوط ہو کر مسلمان اس میں جکڑے بھی جا چکے تھے اور غیر محسوس طور پر صرف ان کے ہاتھ پاؤں ہی بندھ چکے تھے اور وہ اقتصادی طور پر غلامی کی حالت کو پہنچ گئے تھے۔ بلکہ اس سے بڑھکر یہ کہ ان کے دماغوں پہاں کے ہندو آقاؤں کا قبضہ ہوتا چلا جاتا تھا۔ وہ اپنی غلامی کو آزادی سمجھ رہے تھے اور بڑے بڑے آزاد کہلانے والے صرف چند کوڑیوں کے لئے لوگوں کو اس غلامی پر فخر کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ بظاہر یہ ایک دلکش نظارہ تھا کہ ہم انگریزوں کی غلامی کے گڑھے سے نکل رہے ہیں۔ لیکن گڑھے سے نکلنے کے ساتھ ہی ان کے لئے وہ کنواں تیار تھا جس میں وہ اسی طرح ہمیشہ کے لئے گر جاتے جس طرح آج سات کروڑ اچھوت گرے ہوئے ہیں۔

مسٹر جناح کی دوربینی اور انگریزوں اور ہندوؤں سے بیک وقت مقابلہ

یہ منصوبہ ہر طرح پر مکمل ہو چکا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے نام لیواؤں کی دستگیری فرمائی اور ایک عظیم الشان عزم اور قابلیت کے مالک بے غرض - دوربین انسان کو مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی کے لئے کھڑا کر دیا۔ مسٹر محمد علی جناح کے سامنے مشکلات کا ایک پہاڑ تھا۔ مسلمان قوم بے حد منتشر تھی۔ اقتصادی طور پر مفلس تھی۔ قومی کاموں کے لئے ایثار کا مادہ بہت کم تھا۔ اور یہ دونوں باتیں اب تک موجود ہیں۔ ہندوؤں کی غلامی کی دلدل میں دھنسی جا رہی تھی اس پراگندہ اور کمزور قوم کے ساتھ مقابلہ صرف انگریز کی طاقت کا نہ تھا جو ساری دنیا پر چھا گئی ہوئی تھی بلکہ اس سے بڑا ایک مقابلہ اپنے ہی ہم وطنوں سے تھا جو مسلمانوں کو ہمیشہ کی غلامی میں لانے کی ایک مکمل سکیم اندر ہی اندر تیار کر چکے تھے۔ اور اگر مسلمانوں کا کچھ حصہ ایسا تھا۔ جو اپنی اغراض ذاتی کے لئے ان کا غلام ہو چکا تھا۔ تو دوسرا حصہ ایسا بھی تھا جو نیک نیتی سے یہ سمجھ رہا تھا کہ انگریز کو نکالنے کے بعد ہم ہندوؤں کی غلامی سے آزادی حاصل کر لیں گے۔ مگر مسٹر جناح کی دوربین نگاہ نے یہ دیکھ لیا کہ انگریز کے نکلنے کے ساتھ ہی ہندو قوم کو وہ تصرف حاصل ہو جائے گا کہ پھر مسلمانوں جیسی پراگندہ اور مفلس قوم کے لئے کوئی موقعہ ان کی غلامی سے باہر نکلنے کا نہ رہے گا۔ اس لئے اس نے خالی ہاتھ ہونے کے باوجود بیک وقت دونوں سے مقابلہ کی ٹھان لی۔ اس کے ہاتھ میں طاقت کیا تھی میں سمجھتا ہوں خدا کی مدد پر بھروسہ کے سوائے کوئی طاقت نہ تھی۔

خدا کی نصرت نے مسٹر جناح کو کامیاب ترین انسان بنا دیا

آج ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کی نصرت نے ہی اس کامیابی کا منہ جناح کو دکھایا ہے جو آج اس زمانہ میں ایک بے نظیر کامیابی ہے۔ گاندھی جی کی شخصیت کے سامنے صرف ہندو نہیں دنیا سر جھکاتی ہے۔ لیکن اگر واقعات کے رنگ میں دیکھا جائے تو جس کامیابی پر آج گاندھی جی کے پیرو فخر کر سکتے ہیں۔ وہ اس کامیابی کے سامنے گرد ہو کر رہ جاتی ہے۔ جو مسٹر جناح کو خدا نے عطا فرمائی ہے اور یقیناً آج مسٹر جناح دنیا کا کامیاب ترین انسان نظر آتا ہے جس نے بغیر تلوار چلائے بغیر کشت و خون کے ایک اسلامی سلطنت قائم کر دی۔ اپنے زمانہ میں مصطفےٰ کمال کے سامنے سب لوگوں کی گردنیں جھک گئیں۔ کہ اس نے مردہ ترکی کو زندہ کر دیا۔ اور اسے گرتے گرتے اٹھا کر ایک طاقتور سلطنت بنا دیا۔ آج اس زمانے میں ایک اور مسلمان کو خدا نے یہ توفیق دی کہ اس نے اس قوم کو جو کسی کمزور سلطنت کی بھی مالک نہ تھی۔ بلکہ غلامی کے گڑھے میں گر چکی تھی ایک وسیع سلطنت کا مالک بنا دیا۔

تمام مخالفتوں کے باوجود پاکستان کا ظہور

اپنے رقبہ کے لحاظ سے پاکستان کوئی چھوٹی سی سلطنت نہیں۔ جو اس وقت ایک مرد خدا کی طفیل عدم سے وجود میں آئی۔ اور سخت ترین مقابلوں کے بعد آئی ہے۔ انگریز پاکستان کا سخت مخالف تھا۔ لارڈ ویول۔ سابق وائسرائے ہند مسلمانوں کو یہ کہکر جواب دے چکا تھا کہ جغرافیہ کو کوئی شخص تبدیل نہیں کر سکتا یعنی ہندوستان ہمیشہ ایک ہی رہے گا اور پاکستان کا خواب کبھی پورا نہ ہوگا۔ ہندوؤں کا سب سے بڑا رہنما یہ کہہ چکا تھا کہ وہ ہندوستان کو کبھی تقسیم نہ ہونے دے گا۔ کانگرس کے بڑے بڑے رہنما، کانگرس سے اختلاف رکھنے والے ہندو سب قسمیں کھا چکے تھے کہ ہندوستان کو تقسیم نہ ہونے دیا جائیگا، اور پاکستان صرف ان کی لاشوں پر بن سکتا ہے۔ سکھ رہنما بھی کہہ چکے تھے کہ اور وہ کچھ کریں یا نہ کریں لیکن پاکستان کبھی نہ بننے دیں گے ہندو مہاسبھا تو پاکستان کی بدترین دشمن تھی مگر ان سب مخالفتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے پاکستان یکایک نقشہ دنیا پر آ جاتا ہے

العظمۃ للہ!

پاکستان کی اقتصادی کمزوری کا پروپیگنڈا

میں یقین رکھتا ہوں کہ اس بے نظیر کامیابی پر اور خدا تعالیٰ کی اس زبردست نصرت کے نظارے پر یہ

یورپ میں مذہب کے امکانات

جناب شیخ آفتاب الدین احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ الاسلام ۔ لاہور

ایک گفتگو

ایک مرتبہ ایک اشتراکی دوست سے میری گفتگو ہو رہی تھی۔ میں نے ان دوست سے سوال کیا کہ معاشی مسئلہ کو اشتراکیت اگر مذہب کے بغیر محض جدلی مادیت کے اصول پر حل کر بھی دے تو اس صورت میں بھی انسان کی اجتماعی اور انفرادی زندگی کے بعض ابدی اور بنیادی مسائل تشنہ رہ جاتے ہیں۔ اور یہ ایسے مسائل ہیں۔ جو ساری تاریخ انسانی پر شروع سے ہی اثر انداز رہے ہیں۔ مثلاً (الف) انسان کہاں سے آیا؟ (ب) مرنے کے بعد انسان کہاں جاتا ہے (ج) انسان کے گرد جو عظیم الشان کائنات پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ انسان کا کیا تعلق ہے؟ ــــ یہ ایسے مسائل ہیں، جن سے ہر ایک تہذیب اور ثقافت متاثر رہی ہے۔ اس لئے انہیں آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ میرے اس سوال پر وہ دوست جھنجھلا کر بولے۔ ایسی بے معنی اور دور از کار باتوں پر ضائع کرنے کے لئے میرے پاس وقت نہیں ہے۔ یہ محض قرون وسطیٰ کے بعض مسائل کا اعادہ ہے اور فلسفۂ گریز ہے۔

ان مسائل کا سماج سے تعلق

میرے اشتراکی دوست یونہی برافروختہ ہو گئے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ ان مسائل کے ساتھ انسان کی اجتماعی، سماجی اور معاشی زندگی کا بہت گہرا تعلق ہے انسان کی فطرت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے، کہ وہ مجبور ہے کہ ان مسائل پر غور کرے اور کسی نتیجہ پر پہنچے کہ آخر انسانی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اور اس بات پر بھی مجبور ہے کہ شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنے سماجی معاملات کی بنیاد ان مسائل پر رکھے اگر قوم میں ان بنیادی مسائل کے متعلق اختلاف پیدا ہو جائے اور قوم کے ہر ایک فرد کا انداز دوسرے سے مختلف ہو جائے تو اس باغی افتراق کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ اجتماعی زندگی کا شیرازہ اندرونی طور پر ٹوٹ جائے گا۔

اشتراکیت کیسے پیدا ہوئی

چنانچہ یورپ کی تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب تک مغربی اقوام کے پاس عیسائیت کے رنگ میں ان مسائل کے متعلق ایک مسلمہ اور متفقہ انداز فکر موجود تھا۔ تو اس وقت تک باوجود غیر معمولی خرابیوں کے ان اقوام کی معاشرتی زندگی میں ہم آہنگی موجود تھی۔ اور ان کی سماجی زندگی کو ایک قسم کی پائیداری اور استحکام نصیب تھا لیکن جب سائنس اور عقلیت کا دور شروع ہوا تو اس وقت ان بنیادی مسائل کی جو تشریح عیسائیت کے نظام کلام کی صورت میں موجود تھی اس سے لوگوں کی تسلی نہ ہو سکی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان مسائل کے متعلق ہر ایک مفکر ایک علیحدہ زاویہ نگاہ پیدا کرنے لگا جس سے رفتہ رفتہ معاشرتی شیرازہ بکھرنا شروع ہو گیا اور غیر اجتماعی جذبہ ابھرنے لگا۔ اس افتراق سے تحریک سوشلزم نے ایک جدید ضابطہ حیات کی صورت میں جنم لیا۔ سوشلزم کے پیدا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ لوگ مذہب سے منہ موڑ کر فلاسفر کے ایجاد کردہ متضاد تصورات زندگی کی طرف مائل ہو گئے تھے۔

یورپ میں انسیت کا فقدان

میں نے یورپ میں پہنچ کر ایک بات کو نہایت شدت سے محسوس کیا یعنی وہاں انسانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ گہرا ہمدردانہ لگاؤ نہیں ہے یعنی کو ماں سے بیٹے کو باپ سے بیوی کو خاوند سے کوئی گہرا تعلق نہیں۔ چنانچہ اس طبعی انس کے فقدان نے یورپ کی اجتماعی اور معاشرتی زندگی میں ایک عجیب انتشار پیدا کر دیا ہے اشتراکیت نے بھی معاشیات کو سوسائٹی کی بنیاد قرار دے کر نامحسوس طور پر اس انتشار کو دور کرنے کی کوشش کی۔ روس میں بالشویک آمریت، اٹالیہ اور جرمنی میں فسطائی اور نازی آمریت، یہ سب نظامات درحقیقت اس انتشار کو دور کرنے کی مصنوعی کوششیں تھیں، کیونکہ جہاں طبعی جذبات کی اعلےٰ نشو ونما سماج اور معاشرتی نظام کی اساس نہ رہے وہاں حکومت کے دباؤ سے ہی مصنوعی سماجی زندگی پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ــــ اب انگلستان میں بھی ایک ایسے ہی نظام کی منزل پیش آ رہی ہے کیونکہ آج انگلستان میں لیبر پارٹی کے برسر اقتدار آنے کے باوجود مزدور طبقہ کو سنبھالنا مشکل نظر آ رہا ہے آخر یہ مصنوعی طریق کہاں تک کارگر ثابت ہو سکتے ہیں . . . .

مرض کا علاج

اس مرض کا اصل علاج تو یہ ہے کہ انسان کے دل کو درست کر کے اس میں اعلیٰ جذبات پیدا کئے جائیں، جو سماجی نظام کی بقا کا باعث ہوں، یہ کام صرف مذہب کر سکتا ہے اور مذہب بھی وہ جو سائنس اور علوم کے ساتھ متوازی طور پر حرکت کر سکے جو اپنے مزاج میں انسانی مشاہدہ اور عقلی تجربہ کے خلاف نہ ہو، بلکہ سائنس اور علوم کی سرپرستی کر کے انہیں ابھار رہا ہو، اور موجودہ بین الاقوامی گتھیوں کو سلجھانے کی قوت بھی اپنے اندر رکھتا ہو، ایسا مذہب سوائے اسلام کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ مذہب ہے جو اپنے روحانی اور اخلاقی اصولوں پر معاشرہ قائم کرنے سے پہلے کائنات اور فطرت انسانی سے استدلال کرتا ہے۔ اور انہیں اپنے روحانی اور اخلاقی اصولوں پر بطور شہادت کے پیش کرتا ہے ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس . . . . . . والسحاب المسخر بین السماء والارض لاٰیٰت لقوم یعقلون (سورۃ بقرۃ آیت: ۱۶۴)

ارض وسما کی تخلیق اختلاف لیل ونہار سمندروں میں تیرنے والی کشتیوں ــــ اور اس گھٹا میں جو زمین وآسمان کے درمیان خیمہ آرا ہے، ارباب عقل کے لئے آیات موجود ہیں ــــ

اسلامی تعلیمات کی خصوصیات

اسلام اپنی تعلیمات میں جہاں مظاہر فطرت کو سامنے رکھتا ہے، وہاں نوع انسانی کی عالمگیر برادری اور اس کی بہبودی کو بھی اپنے پیش نظر رکھتا ہے، اس لحاظ سے صرف اسلام ہی ہے جو انسان کی اجتماعی زندگی کا صحیح معنوں میں شیرازہ بند ہے اس لئے مغربی سماج کی تشکیل جدید میں اسلام کو اختیار کرنا ازبس ضروری ہے

ایک مشہور پروفیسر کا خیال

لندن یونیورسٹی کے پروفیسر H. R. H. Gibb باوجود عیسائی ہونے کے اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ گو ان کے مدنظر صرف بین الاقوامی تعلقات ہیں۔ انہوں نے ایک جگہ لکھا ہے کہ دنیا کے بین الاقوامی تعلقات درست کرنے کے لئے مذہبی جذبہ اور نقطہ خیال کو اختیار کرنا اشد ضروری ہے۔ میرا خیال ہے کہ انسان اور انسان کے درمیان جو طبعی رابطہ اور انس ہے اس کی صحیح نشو ونما صرف مذہب ہی کر سکتا ہے، وہ صرف ہماری بین الاقوامی زندگی میں ہی مفقود نہیں ہے بلکہ ہماری سماجی زندگی کے سب چھوٹے اور بڑے حلقوں میں بھی اس کا فقدان بالکل نمایاں ہو چکا ہے۔ اس لئے اگر ہم نے بہت جلد کوئی اچھا مذہب اختیار نہ کیا، تو ہماری اجتماعی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا ــــ قرآن مجید نے مندرجہ ذیل آیات میں اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذالک یبین اللہ لکم اٰیٰتہ لعلکم تہتدون۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کا تقویٰ کرو جیسا کہ اس کے تقوےٰ کا حق ہے ــــ تم نہ مرو سوائے اس حال کے کہ تم فرمانبردار ہو اور سب کے سب اللہ کے عہد کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم باہم دشمن تھے۔ پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی۔ تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تم کو بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی باتیں کھول کر بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ایمان باللہ جتنا زیادہ ایک انسان کے قلب میں مستحکم ہوگا اسی قدر انسانی اجتماع کے قلوب میں اتفاق اور جذبات میں اتحاد ہوگا۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ مذہبی تصورات اور انسانی اعمال میں جتنی ہم آہنگی اور خلوص ہوگا۔ اتنا ہی زیادہ انسان کے آپس کے تعلقات خوشگوار ہوں گے آج اس معاشرتی انتشار اور بحرانی کیفیت کے وقت ہر ایک صاحب فکر کو اس حقیقت پر غور کرنا چاہیئے۔

(روح عصر)

باقی دارد

مشرقی پنجاب میں

بٹالہ اور دیگر مقامات پر ہمارے بعض دوست ابھی تک گھرے ہوئے ہیں ان کے لئے احباب کرام سے خاص طور پر دعا کی درخواست ہے۔

پیغام صلح

جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۹ رجمادی الاول ۱۳۶۶ھ | نمبر ۱۳

آہ! مولانا عبدالہادی مرحوم
سلسلہ احمدیہ کا ایک اور ستون گر گیا

مولانا عبدالہادی کی ذات گرامی سلسلہ احمدیہ میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، وہ بھاری بھرکم شخصیت جو اپنی جسمانی وجاہت کے ساتھ ایمانی دوستی کا عملی نمونہ، اور سلسلہ کی ہر تحریک میں نمایاں حصہ لینے کے لحاظ سے بھی بھاری بھرکم نیت کی مالک تھی وہ پیکر ایثار و قربانی جو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اپنے اخلاص و ایثار کے نمونہ اور چند پرتاثیر الفاظ سے احباب کے دلوں کو گرما کر یؤثرون علی انفسھم کا عملی رنگ پیدا کر دیتا تھا۔ افسوس کہ بعض ظالموں کے ہاتھوں شہادت کا جام پی کر ہمیشہ کے لئے ہمیں داغ مفارقت دے گیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

مولانا مرحوم کی شہادت کے تفصیلی حالات کا ابھی تک ہمیں پورا علم نہیں ان کے فرزند مولوی عبدالباقی صاحب کے خط سے جو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے نام آیا ہے صرف اس قدر معلوم ہوا ہے کہ "ان کی شہادت ایک نامراد مفرور (ہمراہی ۲۸ دیگر مسلح گروہ) کے ہاتھ سے ہوئی"

مولوی عبدالباقی صاحب نے اپنے اسی خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

"اس وقت ہماری حالت نہایت قابل رحم ہے مال و متاع قریباً قریباً لوٹ لیا گیا ہے، برادرم خورد شبلی بھی اغوا ہو گئے تھے مگر بفضلہ تعالیٰ واپس خیریت سے آ گئے ہیں، نیز تاحال مزید خطرہ درپیش ہے اللہ تعالیٰ آسان کرے"

ان تشویشناک حالات اور مولانا مرحوم کی شہادت کے اس دردناک سانحہ پر جس قدر بھی رنج و الم کا اظہار کیا جائے کم ہے یہ ایک ایسا زبردست قومی نقصان ہے کہ جس کی تلافی کسی صورت میں بھی ممکن نہیں اللہ تعالیٰ مولانا کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے ہم ان کے فرزندان رشید اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں پیش آمدہ مصائب کی برداشت کی توفیق مرحمت فرمائے انہیں صبر جمیل عطا کرے اور آئندہ خطرات سے ان کی حفاظت فرمائے، ان کے مالی نقصانات کا نعم البدل عطا کرے اور ان شریروں اور مفسدوں کو جو ان صدمات کا موجب ہوئے ہیں کیفر کردار تک پہنچائے

احباب کرام سے التماس ہے کہ وہ مولانا مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں اور ان کے خاندان کی حفاظت اور مصائب سے رستگاری کے لئے دلی درد کے ساتھ دعا فرمائیں۔

بعد کی خبر

اوپر کا مضمون لکھا جا چکا تھا کہ ذیل کا مکتوب ڈیرہ اسمٰعیل خان سے موصول ہوا جس میں اس سانحہ عظیم پر پوری تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس خط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا کی شہادت احمدیت کی وجہ سے واقعہ ہوئی ہے جس سے آپکی استقامت فی الدین کا پتہ لگتا ہے، مولانا نے اپنا بہت سا مال خدا کے رستہ میں قربان کیا اور اب جان عزیز کو بھی اسی راہ میں دیکر یجاھدون فی سبیل اللّٰہ باموالھم وانفسھم کا عملی نمونہ پیدا کر دیا۔

ڈیرہ اسمٰعیل خاں سے محمد عبدالرحمٰن صاحب ڈپٹی جیلر تعلیم .... لکھتے ہیں:

"جماعت کے تمام حلقوں میں یہ بات نہایت حزن و ملال سے سنی جائے گی کہ حضرت مولانا عبدالہادی صاحب کو مورخہ ۱۵، ۱۶ مارچ کی شب کو ظالم اور خونخوار ڈاکوؤں نے شہید کر دیا ہے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ نیم شب کو ۱۷ مسلح ڈاکوؤں نے مولانا صاحب کے گھر پڑاکہ ڈالا - ۹ ہزار روپے کا اسباب قتل اور نقدی لینے کے بعد ڈاکوؤں کا سردار اپنی بندوق کے ساتھ مولانا صاحب کے پاس آیا اور بدبخت ظالم نے مولانا صاحب کو کہا احمدیت سے توبہ کرو ورنہ ابھی گولی کا نشانہ بناتا ہوں۔ اسلام کے اس بہادر جرنیل نے نہایت دلیری اور جرأت سے جواب دیا کہ اے ظالم یہ کب ہو سکتا ہے کہ میں اپنے ایمان کو چھوڑ دوں تیری مرضی جو کچھ چاہتا ہے کر۔ اس پر اس ظالم نے دو فائر کر کے حضرت مولانا صاحب کو جام شہادت پلا دیا اور ایک دائمی زندگی میں شامل کر دیا۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء عند ربھم ولکن لا تشعرون ط

اللہ اللہ کتنا بڑا امتحان ہے مگر اسلام کا شیدائی کس خوشی سے اپنی جان کو قربان کرتا ہے اور اس بڑے عظیم الشان امتحان میں کامیاب نکلتا ہے۔ حضرت مولانا صاحب کا تقویٰ، ان کی پاکیزہ زندگی اور ان کا مالی ایثار اور قربانیاں جماعت کے کسی فرد سے مخفی نہیں۔ یقیناً اس بزرگ کی شہادت سے جماعت کو بہت بڑا نقصان پہنچا ہے جس کی تلافی بظاہر ناممکن معلوم ہوتی ہے حضرت مولانا صاحب نے اپنی اولاد کی ایسی تربیت کی ہے کہ وہ احمدیت کے مجسمے ہیں اور نوجوانوں کے لئے نمونہ ہیں ان کو سخت صدمہ پہنچا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ احباب جماعت سے نماز جنازہ غائبانہ پڑھنے کی التجا ہے۔

مولانا صاحب کی زندگی کے مفصل حالات ملنے پر عرض کئے جائیں گے اگر کوئی بزرگ ان کی پاک زندگی پر تبصرہ کرے تو شکریہ کا موجب ہوگا"

مولانا عبدالہادی مرحوم کی شہادت

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

مولانا عبدالہادی مرحوم کی شہادت سے میرے ہی نہیں ساری جماعت کے دلوں پر ایک سخت صدمہ ہے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ حدیث میں جو مومنوں کی صفت میں آتا ہے کہ ایمان ان کے دلوں میں مضبوط پہاڑوں سے زیادہ مضبوط ہے میں ان کو اس کا مصداق پاتا تھا۔ بڑی بڑی مشکلات کے اوقات میں مولانا مرحوم کے دو چار لفظ جماعت کے دلوں کے اندر ایک نئی روح پیدا کر دیتے تھے ان کے سینے میں جو اخلاص بھرا ہوا تھا اس کی گہرائیوں کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ان کی وفات ایک قومی صدمہ ہے سلسلہ کا ایک بڑا بھاری ستون گر گیا۔ اے خدا تو ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرما۔ اللھم اکرم نزلہ ووسع مدخلہ وارفع درجتہ فی الجنۃ۔ اور ان کی اولاد پر بھی اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما۔

قادیانی خلافت اور ہم

معاصر "الفضل" نے ۱۴ر مارچ کے پرچہ میں "خلافت ثانیہ کا زریں عہد" کے عنوان سے ایک مقالہ اس ہنگامہ کی یادگار میں لکھا ہے جو ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو قادیان میں برپا ہوا، اس مضمون میں دو باتوں پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے

(۱) ابتداً قادیانی جماعت کو تھوڑی کہا جاتا تھا، اب جماعت لاہور کو "چھوٹی سی جماعت" ہونے کا اعتراف ہے،

(۲) خلیفہ قادیان کو ناتجربہ کار بچہ کہا جاتا تھا، لیکن ان کے عہد میں ۳۴ ہزار کا بجٹ ۲۰ لاکھ تک پہنچ گیا اور ۲۷ مشن اور سالخورد مبلغ کام کر رہے ہیں،

امر اول کے متعلق صرف "الفضل" کے حسب ذیل بیانات نقل کر دینا کافی ہے:۔

"قادیان میں سوائے تین کے سب آپ کی دیکھنے میاں صاحب کی خلافت پر متفق ہیں" (الفضل ۱۴ر اپریل ۱۹۱۴ء)

"ہم کئی بار بتا چکے ہیں ۹۸ فیصدی بیعت کر چکے ہیں" (الفضل ۱ر مئی ۱۹۱۴ء)

"لاہور میں صرف ۲۵ غیر مبائع رہ گئے ہیں" (الفضل ۱۸ر مئی ۱۹۱۴ء)

ان کھلے بیانات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ ابتداً قادیانی جماعت تھوڑی تھی اور اب لاہور کی جماعت چھوٹی سی رہ گئی ہے ایک صریح غلط بیانی ہے ہمیں جماعت لاہور کی کمی تعداد سے کبھی انکار نہیں ہوا اگرچہ خدا کے فضل سے یہ تعداد روزافزوں ترقی پر ہے لیکن ۲۰ لاکھ کے بجٹ اور ۲۷ مشنوں والے اس بات پر کیوں غور نہیں کرتے کہ لاہور کی چھوٹی سی جماعت نے جو کام قادیان سے خالی ہاتھ آکر شروع کیا خدائی نصرت نے اس کا بیان یک ساتھ دیا کہ اس کے تراجم قرآن، اس کے اسلامی لٹریچر اور تین جانشینوں نے اسلام کے متعلق یورپ کا نقطۂ نگاہ بدل کر رکھ دیا اور بڑے بڑے انگریز مصنفین یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ:۔

"لاہور کی جماعت جو اصل قوم سے الگ ہو گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بانی سلسلہ کو محض مجدد تسلیم کرتے ہیں نہ کہ نبی ...... ان کا اثر اس سے بہت زیادہ وسیع ہے جو ان کی تعداد سے قیاس ہو سکتا ہے"

(مسلم ورلڈ)

"لاہور کی جماعت جو زیادہ کام کرنیوالی ہے اور اس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ مغربی دنیا میں اسلام پیش کرنے میں کہاں تک کامیابی ہو سکتی ہے"

(انفلوئنس آف اسلام صفحہ ۱۰۹)

"اسے یقین ہے کہ یہ مغربی اقوام کو اپیل کر سکتی ہے ایسی اپیل جو اس وقت بھی ایک حد تک کامیاب ہو چکی ہے"

(اسلام ایٹ دی کراس روڈز صفحہ ۱۰۸)

۴۔ یہی لاہور کی چھوٹی سی جماعت ہے جس نے حضرت مسیح موعود کے صحیح مذہب اور اصل دعوے کو دنیا پر واضح کیا اور خلیفہ قادیان کے غلط عقائد کی حقیقت ان پر واضح کرتے ہوئے ان کو چیلنج دیا کہ حضرت مسیح موعود کی تبدیلی عقیدہ کے متعلق مباہلہ

اخبار و افکار

فساد کس طرح ختم ہو

پبلک حیران ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے فسادات کی آگ کو فرو کرنے کے لئے پبلک سیفٹی آرڈیننس اور کئی اور آرڈیننس جاری کئے گئے اخبارات پر پابندیاں عاید کی گئیں، فسادات میں حصہ لینے والوں اور اپنی حفاظت کے لئے فسادیوں کا مقابلہ کرنے والوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہے اور ہر قسم کی حفاظتی تدابیر عمل میں لائی جارہی ہیں لیکن آگ کے اس خنیلہ کو جو ماسٹر تارا سنگھ کے نام سے ملک میں چاروں طرف گھوم رہا ہے اور ہر جگہ اس کے آتش فشاں بیانات فسادات کی آگ مشتعل کرنے کا موجب ہو رہے ہیں کھلی آزادی حاصل ہے اور کوئی اسکو روکنے والا نہیں۔ پنجاب کے بعد دہلی کلکتہ اور کانپور میں بھی اس آگ کو اسی نے جا بھڑکایا اور معلوم نہیں کہاں کہاں اس چنگاری کو بکھر پہنچے گا جس سے ملک ایک آتش فشاں پہاڑ کی صورت اختیار کرتا جارہا ہے آخر کیوں یہ کھلی ہوئی حقیقت حکام کو نظر نہیں آتی کیوں گورنر پنجاب نے فسادات کو دبانے کے لئے ہر قسم کی موثر تدابیر کرنے کے باوجود اس اصل منبع فساد کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے، اس میں شک نہیں کہ فوجی نظم و نسق اور پولیس کی گولیوں نے فساد کو اکثر شہروں میں بہت حد تک دبا دیا ہے جس کے لئے گورنر پنجاب ہر طرح مستحق مبارکباد ہیں لیکن یہ یاد رکھئے کہ جب تک ماسٹر تارا سنگھ اور اس کا رفیق کار گیانی کرتار سنگھ آزاد ہے، جب تک کرپان آزاد ہے اس وقت تک فسادات کا کلی انسداد اور امن و امان کا دور دورہ بظاہر ناممکن نظر آتا ہے۔

اول و آخر ہندوستانی

"ہندوستان کی نجات اس وقت تک ناممکن ہے جب تک اہل ہند اپنے آپ کو اول و آخر ہندوستانی خیال نہ کرنے لگ جائیں"

یہ وہ پرانا راگ ہے جو کانگریسی خیال کے لوگ ہمیشہ الاپتے رہتے ہیں اب پھر کانگریس کے موجودہ پریزیڈنٹ اچاریہ کرپلانی نے مدراس میں ہریجن صنعتی نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے یہ راگ گایا ہے اس کے صاف معنے یہ ہیں کہ نہ مسلمان کہلاؤ نہ ہندو نہ عیسائیت یا کسی اور مذہب کے ساتھ تعلق رکھو، بس صرف ہندوستانی کہلاؤ اور اپنے مذہبی امتیازات کو ہندوستان کی سرزمین میں ہمیشہ کے لئے دفن کر دو۔

معلوم نہیں کانگریس کے ملحد قائدین کو اس میں کیا خوبی نظر آتی ہے اگر وہ غور کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ اول و آخر ہندوستانی کہلانے سے ملک کو وہ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا جو مذہب کی صحیح سپرٹ اور خدا پرستی سے حاصل ہو سکتا ہے ملک کے موجودہ اختلافات فی الحقیقت خدا پرستی یا مذہبی امتیازات کا نتیجہ نہیں بلکہ اس حرص و آز اور خواہش اقتدار کا نتیجہ ہیں جس کی وجہ سے ایک قوم اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے دوسروں پر غلبہ حاصل کر کے انہیں دبانا اور رعایا بنانا چاہتی ہے، یہ کسی مذہب کی تعلیم نہیں بالخصوص اسلام اس کا حامی نہیں وہ تمام مخلوق الٰہی کو بلا امتیاز مذہب و ملت ایک نظر سے دیکھنے اور ان کے جائز حقوق ان کو دینے کی تعلیم دیتا ہے اور ہندوستان کی نجات اگر ممکن ہے تو وہ اسلام کے اسی نظریہ پر عمل کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

مقبرہ مسیح اور عیسائیت

کچھ دن ہوئے کشمیر کے بعض کوتاہ اندیش اور حقیقت ناآشنا مسلمانوں نے ایک مرتد سائی کی تحقیق پر ایک ٹریکٹ "مقبرہ احمدیت" کے نام سے شائع کیا تھا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ سری نگر کے محلہ خانیار میں مقبرہ یوز آسف کے نام سے جو قبر ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نہیں بلکہ

"یہ مقبرہ حضرت یوز آسف کا ہے جس کو بعض لوگ نبی کہتے ہیں"

"یہ قبر شریف یوز آسف نبی کی ہے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کوئی روایت نہیں ہے"

عیسائیوں کو ایسی بات خدا دے، مسیحی معاصر "اخوت" نے اس پمفلٹ کو بہ تمام و کمال نقل کیا ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مرزا صاحب سے کسر صلیب کا کام نہ ہو سکا اور عیسائیت ابھی تک زندہ ہے کیا کشمیر کے مسلمان اور اخبار زمیندار جس نے ان کی آواز کے ساتھ آواز ملاتے ہوئے مقبرہ مسیح ثابت نہ ہونے پر خوشی منائی تھی مسیحیت کے اس نقارہ فتح کو سنتے ہیں، جو مرزا صاحب کے خلاف نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے جس نے کسر الصلیب کی پیشگوئی کی تھی اور کے خلاف ہے جس نے مسیح کی وفات اور محمد رسول اللہ صلعم کے زندہ نبی ہونے کی خوشخبری سنائی، تعجب ہے خود ہی مانتے ہیں کہ محلہ خانیار کی قبر ایک نبی کی قبر ہے لیکن آثار و قرائن کے مطابق یہ ماننا گوارا نہیں کہ حضرت عیسیٰ کی قبر ہے تاکہ کسی طرح مرزا صاحب کی بات سچی نہ ہو جائے خواہ اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کا کچھ باقی نہ رہے

ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دارند
دلیری ناپدید آمد پرستاران سبت را

دعوے اور عمل

گذشتہ ماہ سندھ مسلم لیگ کونسل کے جلسہ میں قائد اعظم محمد علی جناح نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"ہم کو مسلمانوں کی تعلیم اور تنظیم کا بہت سا کام کرنا ہے تاکہ وہ دنیا بھر میں باعزت مقام حاصل کر لیں یہ تمام کامرانیاں ہمیں جب ہی حاصل ہو سکتی ہیں جب ہم اس راہ پر گامزن ہوں جو ہمیں پیغمبر اسلام صلعم نے بتائی ہے آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس راہ کے سوا ہمارے لئے فلاح کا کوئی اور رستہ نہیں"

یہ دعویٰ ہے اس کی تائید میں عملی شہادت مسلم لیگ نے دی ہے وہ جمہوری حکومت کا بجٹ ہے جس کو بلا امتیاز فرقہ و مذہب تمام لوگوں نے سراہا اور جس کو پیش کرتے ہوئے مسٹر لیاقت علی خاں فنانس ممبر نے یہ الفاظ کہے۔

"میں تو قرآن کے اس حکم کا قائل و معتقد ہوں کہ دولت ہمیشہ امراء کے درمیان ہی گشت کرتی نہ رہ جائے (کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم) اور سرمایہ پر قبضہ افراد کا ختم ہو جائے (والذین یکنزون الذھب والفضۃ الخ) اور میں نے اپنے بجٹ کی بنیاد انہی احکام پر رکھی ہے"

جزاکم اللہ۔ اگر مسلم لیگ اپنے آیندہ اقتدار میں جو خدا کرے جلدی حاصل ہو قائد اعظم کے اس ارشاد اور مسٹر لیاقت علی خاں کے اس عمل کو پیش نظر رکھے گی تو یقیناً دنیا اس کے قدم چومنے کے لئے تیار ہوگی۔

شیخ میاں عطاء اللہ صاحب کی خدمات

امرتسر کے حالیہ فسادات میں شیخ میاں عطاء اللہ صاحب پروپرائٹر منیبولی فلور ملز امرتسر نے پبلک کی جو خدمات بلا تمیز مذہب و ملت سرانجام دی ہیں۔ وہ قابل صد ستائش ہیں اور اہالیان امرتسر اس سلسلہ میں آپ کے بے حد ممنون ہیں ان دنوں میں جبکہ گھر سے باہر نکلنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن تھا آپ شہر کا دورہ کرتے رہے۔ محتاجوں اور بیکس عوام کی مدد کرتے رہے تمام شہر میں راشن کی سپلائی صرف آپ کی بدولت جاری رہی جب کہ فسادات کی وجہ سے سرکاری ڈپو بند تھے تو میاں صاحب نے تمام شہر کے کارڈ ہولڈروں کو خود آٹا مہیا کیا فساد زدہ رقبہ میں آٹا پہنچاتے ہیں مسٹر محمد جمیل الدین صاحب راشننگ آفیسر نے کمال جرات سے کام کیا۔ میاں صاحب نے بے شمار محتاج اور بیکس عوام میں بلا تمیز مذہب و ملت آٹا مفت تقسیم کیا۔ ان حالات میں شہر میں آٹا کی مذکورہ تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ ورنہ شہر بھوک کی شدید تکلیف میں مبتلا ہو جاتا۔ میاں صاحب

شذرات

مسیحی معاصر "ایپی فینی" ایک سوال کے جواب میں لکھتا ہے کہ:

"خداوند یسوع مسیح کی تاریخ پیدائش ٹھیک طور پر معلوم نہیں کیونکہ بائیبل میں اس کا کوئی ذکر نہیں پہلے ۶ جنوری کو پیدائش کا دن منایا جاتا تھا۔۔۔ لیکن پندرہ سو سال سے ۲۵ دسمبر کو پیدائش کا دن منایا جاتا ہے"

سوال یہ ہے کہ بائیبل میں جب پیدائش کی تاریخ ہی نہیں بتائی گئی تو ۶ جنوری یا ۲۵ دسمبر کو کس بناء پر تاریخ پیدائش قرار دیا گیا؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ ۲۵ دسمبر کی تاریخ ان بت پرستوں کی تقلید میں مقرر کی گئی تھی جو اپنے دیوتاؤں کی پیدائش کی رسم اس تاریخ کو منایا کرتے تھے؟

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ وہ شخص جس کو خدائی کے مرتبہ پر بٹھایا جاتا ہے خدا کا بیٹا قرار دیا جاتا ہے، اس کے متعلق معلومات کا یہ حال ہے کہ اس کی صحیح تاریخ پیدائش بھی عیسائی دنیا کو معلوم نہیں وہ عیسائی دنیا جو زمین کا چپہ چپہ تحت الثریٰ تک کرید چکی ہے اور نوح کی کشتی تک کی معلومات دنیا کو بہم پہنچا چکی ہے وہ اپنے "خداوند" کی پیدائش کی تاریخ کا پتہ نہیں لگا سکی، یہی حال اس کے ان عقائد کا ہے جو ابنیت و الوہیت مسیح سے تعلق رکھتے ہیں اور قرآن کا یہ بیان بالکل صحیح ہے کہ ما لھم بہ من علم ولا لآبائھم۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے خدائی کا دعوےٰ کرنا تو کجا نہیں بلکہ (انما انا بشر مثلکم) کہکر اپنی انسانیت کا کھلے لفظوں میں اعلان کر دیا، لیکن تاریخ پیدائش سے لے کر وفات تک آپ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ ایک ایک حرکت و سکون دنیا کے سامنے ہے آپ کی زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب ہے جس کو دیکھ کر دنیا ہدایت حاصل کر سکتی اور اس کی پیروی سے کامیاب اور کامران ہو سکتی ہے، کیا مسیح کے وہ کام جو بائیبل میں مذکور ہیں اور انہیں خدائی کے کام سمجھا جاتا ہے اس قابل ہیں کہ ان کی پیروی کی جا سکے؟ پھر خدا کا اپنے بیٹے کی شکل میں دنیا میں ظہور فرمانا کس فائدہ کا موجب ہوا؟

(رسول اور نبی)

"الفضل" ۲۵ مارچ میں بہائی مبلغ محفوظ الحق صاحب علمی کے ایک مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے اس استدلال کی تردید کی گئی ہے کہ "رسول مطاع ہوتا ہے اور نبی مطیع" اور بتایا گیا ہے کہ "یہ دونوں الفاظ ایک ہی وجود کے لئے استعمال ہوتے ہیں" یہاں تک تو ہمیں بھی اتفاق ہے لیکن یہ امر دریافت طلب ہے کہ کیا کوئی نبی اور رسول کسی دوسرے نبی اور رسول کا مطیع بھی ہو سکتا ہے؟ امید ہے معاصر "الفضل" دلائل اور واضح مثالوں کے ساتھ اس پر روشنی ڈالیگا۔

حضرت اقدس کی صحبت میں
آپ بیتی

از قلم مولانا مصطفیٰ خان صاحب

منظور ہے گذارشِ احوالِ واقعی　　　اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے

(۱)

آج پھر ایک مدت کے بعد میں احباب کرام کی خدمت میں حضرت اقدس کی باتیں سُنانے کے لئے حاضر ہوتا ہوں، لیکن فرق یہ ہے کہ پہلے جگ بیتی سنا تا رہا ہوں، یعنی ان واقعات کو لکھتا رہا ہوں جو کسی نہ کسی رنگ میں دوسروں سے متعلق تھے، آج آپ بیتی سناتا ہوں، یعنی ان واقعات کو لکھتا ہوں جو میری اپنی ذات سے وابستہ ہیں، قدرتی ترتیب تو یہ تھی کہ میں سب سے پہلے اپنے واقعات کا ذکر کرتا، لیکن اپنی ذات کے متعلق بعض طبائع غیر مانوس ہیں اور مجھے بھی یہی خیال دامنگیر رہا۔ کہ کہیں احباب یہ نہ سمجھیں کہ میں ان واقعات کو اپنی اہمیت جتانے کے لئے لکھ رہا ہوں، یہ وہم اب بھی ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ خیال بھی ہے کہ اگر ان واقعات کو نہ لکھوں تو حضرت اقدس کی استجابت دعا کے بعض نشان اور آپ کی سیرت کے بعض درخشندہ پہلو جو احباب کے لئے مشعل راہ بن سکتے ہیں ہمیشہ کے لئے پردہ خفا میں رہیں گے۔ اس لئے **الاعمال بالنیات** کو مدنظر رکھتے ہوئے احباب کو اپنی رام کہانی سناتا ہوں۔

(۲)

لڑکپن میں میری صحت بہت خراب تھی، تپ کہنہ بخار، طحال اور ضعف جگر لازم حال تھے اور یہ سلسلہ سالہاسال تک رہا، مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے کان سے اپنے گھر والوں کی زبانی اپنی زندگی کے متعلق مایوس کن الفاظ سُنے، میں اس وقت بھی بخار میں مبتلا تھا، میں نے اس بستر علالت کو بستر مرگ سمجھا اور اپنی موت اور تجہیز وتکفین کا تصور باندھا۔ اس عالم یاس کا نقشہ الفاظ میں ادا نہیں ہوسکتا ؂

منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید
ناامیدی اس کی دیکھا چاہیئے

مگر عین اس ناامیدی میں معًا اندر سے ایک خاموش آواز آئی "کہ نہیں تو نہیں مرے گا" آخر خدا نے اس بخار سے جو غالبًا میعادی تھا نجات دی۔

(۳)

مگر خرابیٔ صحت بدستور قائم رہی، چوتھیہ بخار سمجھا نہ چھوڑتا تھا، طحال بڑھی ہوئی تھی، [illegible]

کرم آباد میں رہتے تھے، ہمارے رشتہ داروں کے لڑکے جو کم وبیش میرے ہم عمر تھے سکول جاتے مگر میں بیماری کی وجہ سے تعلیم شروع نہ کرسکتا تھا۔ میری والدہ صاحبہ مرحومہ کو رشک ہوتا تھا اور وہ اس غم میں گھلی جاتی تھیں کہ بچہ بیمار ہے تعلیم کے دن ہیں اور یہ تعلیم سے محروم رہا جاتا ہے، جب کبھی وہ میری تعلیم کا ذکر کرتیں تو میرے ماموں صاحب منشی سراج الدین صاحب مرحوم باقی زندہ ارم فرماتے تمہیں اس کی تعلیم کی فکر ہے مجھے اس کی جان کی، کہیں ایسا نہ ہو تعلیم کے شوق میں لڑکے ہی سے ہاتھ دھو بیٹھو، وہ مجبوراً خاموش ہو جاتیں۔ والد صاحب مرحوم نے ہمیں اسی لئے کرم آباد چھوڑ رکھا تھا کہ گاؤں کی آب وہوا میرے لئے معاون صحت تھی۔ لیکن میری صحت خراب ہی ہوتی گئی۔

(۴)

آخر والد صاحب مرحوم نے حضرت اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھا۔ والد مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت اقدس کی توجہ کو جذب کرنے کے لئے تمہاری "ذہانت" کی تعریف نہایت تفصیل سے لکھی۔ چنانچہ حضرت اقدس نے دعا فرمائی اس کے بعد والد مرحوم نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ میں جوان ہوں اور میرے سر پہ عمامہ بندھا ہے، اس کی تعبیر آپ نے یہ سمجھی کہ میں عمر پاؤں گا اور صحت بحال ہو جائے گی۔ چنانچہ اس رؤیا کے بعد اگرچہ مجھے شفا کلی تو نہ ہوئی مگر صحت نے ایک پلٹا ضرور کھایا، اور طبیعت سنبھلنے لگی، کچھ عرصہ کے بعد مجھے بخار سے افاقہ ہوگیا اور گو سالہاسال کی بیماری کی وجہ سے کمزور بہت تھا۔ لیکن پھر والد صاحب نے یہی فیصلہ کیا کہ اب ہم ان کے ساتھ پٹیالہ میں رہیں، تاکہ تعلیم کا بندوبست خاطر خواہ ہو سکے۔

(۵)

غرض اس طرح حضرت اقدس کی دعا سے خدا نے مجھے سالہاسال کی علالت سے شفا دی، اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی آپ کی استجابت دعا کا ایک نشان ہے مگر ایک [illegible] اسی سلسلہ میں قابل ذکر ہے وہ [illegible]

اقدس کی عادت تھی کہ جب آپ کسی کے لئے دعا کرتے تھے تو اس کے لئے یہ بھی دعا کرتے تھے کہ خدا تو اس کو خادم دین بنا یو، آپ کے دل میں خدمت اسلام کا عدیم النظیر ولولہ تھا اور وہ اس دعا کے رنگ میں ظاہر ہوتا رہتا تھا۔ چنانچہ ...

... احباب نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ اب بھی سلسلہ کے اخبارات میں یہ ایک سنت مستمرہ ہوگئی ہے کہ جب کسی دوست کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا ہے تو ولادت کی خبر کے ساتھ ایڈیٹر صاحب یہ فقرہ بھی ضرور لکھ دیتے ہیں کہ خداتعالےٰ مولود مسعود کو عمر دراز عنایت کرے اور خادم دین بنائے، یہ فقرہ اصل میں حضرت اقدس کی اس دلی تڑپ اور دعا ہی کا نتیجہ ہے جو احمدی احباب میں ایک عادت مستمرہ بن گیا ہے، مجھے گمان غالب ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ حضرت اقدس نے میری صحت کی دعا کے ساتھ یہ دعا بھی ضرور کی ہوگی کہ خدا اس لڑکے کو خادم دین بھی بنا یو۔ علی الخصوص اس صورت میں جبکہ حضرت والد مرحوم نے میری "ذہانت" کا ذکر بھی اپنے خط میں کردیا تھا، والد مرحوم کی دعائیں بھی اسی رنگ کی تھیں۔ بات یہ ہے کہ جب میں سکول کی تعلیم ختم کرکے کالج میں پہنچا، تو احمدیت کا چرچا عام تھا، سلسلہ کے اخبارات میں خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کا ذکر عمومًا ہوتا تھا، اور لوگ حیران تھے کہ گو یہ لوگ انگریزی خواں ہیں مگر حضرت کی صحبت نے ان پر وہ رنگ چڑھایا ہے کہ انگریزی تعلیم کا (جو دہریت کا دوسرا نام سمجھی جاتی تھی) ان کی طبیعت پر کوئی اثر نہیں بلکہ یہ لوگ دین ومذہب پر فریفتہ ہیں، والد مرحوم بھی اس سے بہت متاثر تھے۔ کیونکہ میرے ننھیال میں انگریزی تعلیم کا نتیجہ وہ بچشم خود دیکھ چکے تھے۔ اس زمانہ میں والد تہجد التزام سے پڑھتے تھے، اور اس میں التزام ہی کے ساتھ یہ دعا کرتے تھے کہ خداوندا تو میرے لڑکوں کو بھی خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی صاحب کی طرح خادم دین بنانا چنانچہ حضرت اقدس اور والد مرحوم کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ یہ خاکسار خواجہ کمال الدین صاحب کی جگہ آپ کی غیر حاضری میں دو سال تک انگلستان میں تبلیغ اسلام کا فرض بجا لاتا رہا اور مسجد ووکنگ کا امام رہا۔ اس دوران میں مجھے خداتعالےٰ نے خاص کامیابی عنایت کی غرض اسلام کی جو خدمت اب تک مجھ سے بن پڑی ہے یا جو آیندہ ہوگی وہ حقیقت میں حضرت اقدس اور والد مرحوم کی دعاؤں ہی کا نتیجہ ہے، میرے چھوٹے بھائی مولوی مرتضیٰ خان صاحب بی۔ اے بھی اپنے رنگ میں خدمت دین میں ہی مصروف ہیں۔ ایام طالب علمی میں میں عمومًا حضرت اقدس کی خدمت میں امتحانوں میں کامیابی کے لئے لکھتا رہتا تھا، اور حضرت دعا فرماتے تھے [illegible] خوب یاد ہے کہ میرے [illegible]

کے جواب میں حضرت اقدس کی طرف سے جواب نہایت پابندی وقت سے آتا تھا۔ اور ایک دن کی دیر بھی نہ ہوتی تھی۔ افسوس ہے کہ ہمارے احباب میں اب اس کی طرف بہت ہی کم توجہ ہے:

(باقی آئندہ)

(بقیہ لیڈر از صفحہ ۳)

مسلمانوں کی مشکلات کا حل اس طریق سے نہیں ہوسکتا کہ وہ لوگ اپنے علاقوں سے ہجرت کر آئیں۔ شاید کئی لوگ اس غلط فہمی میں ہوں کہ سندھ۔ سرحد۔ بلوچستان اور پنجاب میں اتنی گنجائش ہے کہ مسلمانوں کے ایک معتدبہ حصہ کو اپنے دامن میں سمیٹ سکے۔

اول الذکر تین صوبے زنجمارلے کے صوبے ہیں وہاں کے لوگوں کا معیار زندگی خود اس قدر پست ہے کہ اور لوگوں کی آمد سے خود ان کے لئے اور مہاجرین کے لئے جینا محال ہوجائے گا۔ صوبہ سرحد میں جو چند ہزار پنجابی ملازم اور تاجر ہیں وہ انہیں بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں پنجاب کی تقسیم نے خود مسلمانان پنجاب کو سخت مشکلات میں ڈال دیا ہے۔ مغربی پنجاب کے ۷۰ فیصدی ہندو ملازمین میں سے صرف ۱۲ فیصدی ملازمین کی مشرقی پنجاب میں کھپت ہوسکتی ہے مسلمانوں کی اسی قدر تعداد اسی نسبت سے مغربی پنجاب میں قیام پذیر ہوسکتی ہے باقی رہا بنگال کا مسئلہ تو اس کی آبادی پہلے ہی سے اس قدر گنجان ہے کہ اسے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہوئی کہا جاتا ہے اس میں مہاجرین کے لئے کھپت کی کوئی گنجائش نہیں بہرحال ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنے ذہن سے یہ بات نکال دینا چاہیئے کہ آبادی کا تبادلہ ان کی مشکلات کو دور کردے گا۔ انہیں اپنے اپنے علاقوں میں ہی جینا اور مرنا ہے کاش یہ جینا اور مرنا اسلام کے لئے ہو۔

ضرورت رشتہ

ایک لڑکی عمر ۱۵ سال جو میٹرک میں تعلیم حاصل کرتی ہے اور امور خانہ داری سے اچھی طرح واقفیت رکھتی ہے کے لئے نیک اور صاحب روزگار رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکا اگر کشمیر میں رہنے والا ہو۔ تو قابل ترجیح ہے قومیت کی کوئی شرط نہیں۔ لڑکے کی عمر زیادہ سے زیادہ ۲۰ سال سے ۲۵ سال تک ہو ملازم ہو یا تاجر کوئی حرج نہیں۔ کنوارا ہو۔

درخواستیں معرفت انچارج شعبہ تبلیغ آنی چاہئیں۔

شیخ عبدالرحمٰن مصری، انچارج شعبہ تبلیغ

مسلمان کے دل سے پھوٹ کر یہ صدا نکلے گی الحمد للہ رب العالمین

اس کامیابی کی عظمت کو کم کرنے کے لئے کہنے والے لوگ بھی موجود ہیں کہ پاکستان کی اقتصادی حالت بہت کمزور ہے اور یہ پروپیگنڈا ایک مدت سے چل رہا ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا پاکستان کی اقتصادی حالت افغانستان اور ایران سے بھی کمزور ہے اور کہنا تو یوں چاہیے کہ مسلمانوں کی اقتصادی حالت کمزور ہے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے سلطنت سے محروم رہیں۔ نہیں بلکہ اب یہ ان کا اپنا کام ہے، کہ اگر پہلے ایک قوم کی غلامی کی وجہ سے ان کی اقتصادی حالت کمزور ہوتی چلی گئی ہے تو اب اس غلامی سے آزاد ہو کر اپنی اقتصادی حالت کو بہتر بنائیں۔

تقسیم پنجاب و بنگال تبلیغ کو مقدم نہ کرنے کا نتیجہ ہے

کبھی کہا جاتا ہے کہ پنجاب کا اور بنگال کا کچھ حصہ نکل جانے سے پاکستان کمزور ہو گیا ہے مگر یہ حصہ کیوں نکلا اس لئے کہ وہاں مسلمان اقلیت میں تھے، تو یہ ہماری ہی غلطی ہے کہ ہم نے تبلیغ اسلام کے فریضہ کو بھلا کر اپنے آپ کو اقلیت میں رکھا۔ اگر ہم خدا اور اس کے رسول کے احکام کی تعمیل کرتے ہوئے تبلیغ اسلام کو مقدم کرتے تو آج یہ حصے ہمارے ہاتھ سے نہ نکلتے۔ بلکہ اگر مسلمانوں نے اسی طرف توجہ کی ہوتی تو آج سارا ہندوستان ہی پاکستان ہوتا۔ اگر آج بھی وہ توجہ کریں تو باقی ہندوستان کو پاکستان بنا سکتے ہیں۔

مسلم اقلیت کے صوبوں کی پاکستان کے لئے قربانیاں

لیکن یہ کہنا کہ جو مسلمان پاکستان کے اندر نہیں آسکے وہ گویا اس نعمت سے بالکل محروم ہیں اور انہیں کیوں چھوڑا گیا صحیح نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حصول پاکستان کے لئے سب سے زیادہ قربانیاں ان لوگوں نے کی ہیں جنہیں کبھی وہم تک بھی نہیں آسکتا تھا کہ وہ بھی پاکستان میں چلے جائیں۔ یو پی کے مسلمان، بمبئی کے مسلمان، بہار کے مسلمان حصول پاکستان کے لئے اس وقت سے قربانیاں کر رہے ہیں جب ابھی پنجاب کے مسلمان سوئے پڑے تھے اور یہاں وہ مسلم لیگی تھے جنکو مسلم لیگ کے ساتھ اسی قدر ہمدردی تھی جس قدر ہندوؤں کو تھی۔ یو پی، بہار، بمبئی کے مسلمان جانتے تھے کہ ہمیں تو پاکستان میں کوئی حصہ نہیں مل سکتا۔ مگر انہوں نے اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے نہیں بلکہ اسلام کے لئے قربانیاں کیں۔ تقسیم پنجاب یا بنگال کے جو مسلمان پاکستان سے باہر رہ جائیں گے وہ ہندوستان میں ہی ہوں گے جہاں ساڑھے چار کروڑ مسلمان آباد ہیں اور یہ محض ایک سطحی نگاہ ہے جس کی وجہ سے یہ خیال ہے ورنہ فی الحقیقت قیام پاکستان کی برکات سے خدا چاہے تو سارے ہندوستان کے مسلمان بہرہ ور ہوں گے۔

تقسیم پنجاب و بنگال کا ایک اہم فائدہ

جہاں تک پاکستان کے کمزور ہونے کا سوال ہے۔ بلاشبہ آبادی اور رقبہ کے لحاظ سے تقسیم پنجاب اور بنگال سے یہ کمزور ہو جائے گا لیکن اس میں ایک فائدہ بھی ہے۔ پاکستان نہیں بن سکتا جب تک اس میں مسلمانوں کی بھاری اکثریت نہ ہو اور یہ موجودہ پنجاب اور بنگال میں نہ تھی لیکن اگر خالص ہندو علاقے نکل جائیں تو باقی حصے میں مسلمانوں کی اس قدر اکثریت ہوگی کہ کسی غدار کے لئے یہ موقعہ نہ ہوگا کہ وہ دو چار مسلمانوں کو ورغلا کر دوسری قوم کے ساتھ مل جائے۔ اور اپنی قوم کی جڑیں کاٹنی شروع کرے۔ اس لئے یہ ایک رنگ میں رحمت ہی رحمت ہے۔

ہماری آئندہ کامیابیوں کا انحصار کسی سلطنت پر نہیں بلکہ بلندی اخلاق پر ہے

ہاں یہ سچ ہے، کہ ہماری آئندہ کامیابیوں کا انحصار کسی سلطنت کی وسعت پر نہیں بلکہ خود سلطنت پر بھی نہیں۔ وہ خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری پر ہے۔ اقلیت میں رہ کر بھی اگر ہم خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اختیار کریں تو ہم پر حکومت کرنے والی اکثریت کی گردنیں ہمارے سامنے جھک سکتی ہیں۔ ہماری حقیقی کامیابی کا دن وہی ہے جب ہمارے اخلاق اس قدر بلند ہو جائیں کہ دوسرے لوگوں کی گردنیں ان کے سامنے جھکنے لگیں۔

اسلام کی نصرت کے کئی نظارے اور آئندہ کامیابیوں کی راہ

اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اسلام کی نصرت کے کئی نظارے دکھلائے ہیں۔ ٹرکی میں بھی ایک نظارہ دکھایا، ہوا و سماٹرا میں بھی ایک نظارہ دکھایا اور ہندوستان میں بھی ایک نظارہ ہے۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں ہیں کہ اس کا ہاتھ اسلام کی تائید میں ہے۔ اور اگر مسلمان اس کے سامنے جھک جائیں تو وہ اپنی نصرت کے اس سے بھی بلند تر نظارے دکھلانے کو تیار ہے۔ ایک ہندوستان کا پاکستان بنانا کونسا مشکل کام ہے۔ مسلمان آج اپنے آپ کو اپنے اصل کام میں لگا دیں اور وہ اصلی کام کیا ہے کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ کے کام کو اپنی زندگیوں کا اصل مقصد ٹھہرا لیں۔ تو آج ساری دنیا کو پاکستان بنا سکتے ہیں۔ ہمارے خدا نے ہماری نصرت تو اس حالت میں بھی

(باقی بر صفحہ ۱۹ کالم کے آخر میں)

یہ پچاس سال اگر مسلمانوں نے اپنی قوت سے تبلیغ پر خرچ کئے ہوتے جس قوت سے ان کے بزرگ تبلیغ کرتے تھے تو آج ہندوستان کا نقشہ ہی اور ہوتا

موجودہ مصائب مجدد وقت کی آواز پر کان نہ دھرنے اور خوشی سے قربانی نہ دینے کا نتیجہ ہیں

قربانی کا عملی سبق جو خدا نے دیا ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور خوشی سے عملی قربانیاں دو

مصائب کا دامن وسیع ہونے والا ہے اس لئے دعا اور قوت سے کام لو

خطبہ عید الاضحٰی فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام لاہور احمدیہ بلڈنگس مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۷ء

فبشرنٰہ بغلٰم حلیم۔ فلما بلغ معہ السعی قال یٰبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ۔ قال یٰابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصٰبرین فلما اسلما وتلہ للجبین ونادینٰہ ان یٰابرٰھیم قد صدقت الرءیا۔ انا کذٰلک نجزی المحسنین ان ھٰذا لھو البلٰؤا المبین وفدینٰہ بذبح عظیم (والصٰفٰت ۱۰۱ تا ۱۰۷)

قربانی کی عملی تعلیم یہ دن مسلمانوں کو قربانی کا ...... سبق سکھانے کے لئے ہے ایک عید سے لے کر آج دوسری عید تک پنجاب کے مسلمانوں نے ایک اور رنگ میں بھی قربانی کا سبق یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ انھوں نے سیکھا ہے مگر قربانی کی عملی تعلیم ان ایام میں مسلمانوں کے سامنے آئی ہے۔

مصائب کے بغیر انسان کمال کو نہیں پہنچ سکتا اس وقت اس کے متعلق صرف دو باتیں میں کہنا چاہتا ہوں، ایک بات تو یہ ہے کہ مصائب اور تکلیفوں کو ہم کتنا بھی ناپسند کریں اور انسان فطرتاً مصائب کو پسند نہیں کرتا خدا نے خود بھی یہ تعلیم دی ہے کہ مصائب سے بچنے کے لئے دعا کی جائے، لیکن ان سب باتوں کے باوجود یہ صحیح ہے کہ مصائب کے بغیر انسان اپنے کمال کو نہیں پہنچ سکتا، انسان اسی وقت کمال کو پہنچتا ہے جب اس پر مصائب آئیں اور وہ ان میں اپنے آپ کو ثابت قدم رکھے، حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اس لیکچر میں جو مذاہب کے ایک بڑے جلسہ میں لاہور کے اندر ہوا تھا یہ لکھا تھا کہ معرفت الٰہی کے بلند ترین مرتبہ پر پہنچنے کا ذریعہ مصائب ہیں یہاں تک کہ وحی اور الہام سے بھی ان کو اوپر رکھا ہے کہ حقیقی معرفت الٰہی اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک مصائب میں سے انسان نہ گذرے۔

خوشی سے قربانی نہ دینے کا نتیجہ یہ مصائب کیا ہیں؟ جب انسان اپنی خوشی سے قربانی نہیں دینا چاہتا تو میں سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنے رحم کے طور پر اس سے جبراً قربانی لیتا ہے، یہ اس وقت جو چالیس پینتالیس یا اس سے بھی بڑھ کر پچاس لاکھ آدمیوں کو اپنی جان سمیت سارا مال و متاع دینا پڑا جانیں بھی گئیں اور مال بھی لوٹ لیا گیا اگر ان میں سے دس فیصدی بھی اپنے مالک سے جا ملے ہیں تو گویا سب کی طرف سے جانی قربانی ہو گئی اور پھر نہ صرف مالی قربانی دینی پڑی نہ صرف سب کچھ چھن گیا بلکہ ایسی چکی کے اندر پیسے گئے، کہ انسان سن بھی نہیں سکتا جو ان پر وارد ہوا، تو ایک رنگ میں یہ خدا کا انعام بھی ہے کیونکہ بغیر قربانی کے انسان بن نہیں سکتا، اور جب لوگوں نے طوعاً قربانی سے انکار کیا، جب مسلمانوں نے اپنی خوشی سے قربانی دینے سے اعراض کیا، نہ اس قوم نے اپنے یتیموں کو سنبھالا، نہ مساکین کی پرواہ کی نہ اپنے اداروں کی امداد کی طرف توجہ کی، نہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنے اموال کو خرچ کرنا چاہا، اور عذر یہ کیا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں، تو خدا نے ایک اور رنگ میں ان سے یہ اموال لے لئے ہیں ... نے بڑی بڑی روئدادیں جلسوں کی پڑھیں ہیں، بڑے بڑے فصیح و بلیغ مقررین کی دردانگیز تقریریں ہوئی ہیں جو قومی ضروریات کے لئے انھوں نے کیں، مگر جب قربانی کے لئے اپیل ہوئی تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا ان کے اندر انسانی دل نہ تھے جب بہار میں زلزلہ آیا اور بہت سی مساجد بھی ویران ہو گئیں تو عید کے موقعہ پر شاہی مسجد میں اپیل کی گئی کہ ان مساجد کو بنانے کے لئے فنڈ جمع کیا جائے تو اخبار کے اندر یہ دیکھ کر صرف انچاس روپیہ چندہ جمع ہوا حیرت کی انتہا نہ رہی۔

قربانی کے بغیر کامیابی نہیں ہو سکتی قربانی وہ چیز ہے جس کے بغیر مسلمان قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی ہاں کافر قوم بھی قربانی کرے گی تو وہ ضرور کامیاب ہوگی، [illegible] جو قوم بھی قربانی کرے اسکو کامیابی حاصل ہوگی، کافر ہو یا مسلمان، اس کی پروا نہیں یہی مسلمان کتنے ہی چند لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے تھے، تھوڑے سے محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھی تھے جنہوں نے اپنی جانوں کو خوشی سے پیش کر دیا اپنے مالوں کو خوشی سے خدا کے رستے میں دے دیا، اور خدا نے ان کو وہ کامیابی دی جس کی نظیر صفحۂ عالم پر نہیں، اور آج کروڑوں مسلمان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے ہیں یہ بھی محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھی کہلاتے ہیں کہ ناکامیوں اور نامرادیوں کی تلخ زندگی گذار رہے ہیں۔

امام وقت کا دامن پکڑنے والوں کا قربانی سے گریز اور دین کو چھوڑنے جنہوں نے امام وقت کا دامن پکڑا تھا، جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا تھا، جب کبھی ان کو بھی بلایا گیا، کہ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرو دین کی خدمت کے لئے نکلو، تو عذر یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنے گھروں کو کس طرح چھوڑیں، وطن کیسے چھوڑیں جائدادیں کس کے حوالہ کریں، آج کس طرح ان سب چیزوں کو چھوڑ دیا گیا اپنی خوشی سے ان چیزوں کو نہ چھوڑا خدا نے زبردستی وہ سب چیزیں لے لیں۔

قربانی کے عملی سبق سے فائدہ اٹھاؤ اگر آپ اب بھی سوچیں تو یہ قربانی جو آپ سے کرائی گئی ہے اس میں عملی سبق قربانی کا دیا گیا ہے اور جو لوگ ابھی گھروں سے نہیں نکلے جن پر ابھی یہ مصائب وارد نہیں ہوئیں ان کو طوعی قربانی کرنے کا سبق دیا گیا ہے، ان کو چاہیئے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور وہ قربانیاں پیش کریں جو دوسروں کو قضاء و قدر سے کرنی پڑی ہیں۔

ریفیوجی کیمپ جہنم کا نمونہ ہیں قضاء و قدر کا حکم جب آجاتا ہے تو کوئی انکار نہیں کرسکتا، بڑے بڑے آسودہ حال لوگ جو گھروں میں نہایت آسائش و آرام سے زندگیاں بسر کرتے تھے انہوں نے ایسے جہنم کے اندر دن کاٹے ہیں کہ سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ ریفیوجی کیمپ جہاں لوگوں کو پناہ لینے کے لئے جگہ ملی ہے، اس دنیا میں جہنم سے کم نہیں، صرف وہی جہنم نہیں جو ان بے ایمانوں کافروں کے قبضہ میں ہیں بلکہ وہ کیمپ بھی جو ہمارے پاکستان میں بنائے گئے وہ بھی اسی جہنم کا نمونہ ہی ہیں۔

اگر مصائب سے بچنا چاہتے ہیں تو قربانی کا عملی نمونہ پیش کریں تو پہلی بات تو یہی ہے کہ یہ دن قربانی کا سبق سکھانے کے لئے تھا قربانی

آنیوالا انقلاب اور مسلمانوں کی موجودہ مشکلات

احمدی قوم کو اپنی روحانی قوت اور دعاؤں سے مسلمانوں کی مدد کرنی چاہیئے

"تم وہ جماعت بن کر دکھاؤ جس کی پناہ خدا کو ہو"

دینی مشنوں کے قیام کیلئے جماعت کی دعاؤں کا مجسمہ اثر

نوجوانان جماعت کی وصیتیں اور قربانیاں اور ½ لاکھ روپیہ کی ضرورت

جنہوں نے وصیتیں نہیں کیں وہ جلد توجہ کر کے اس مطالبہ کو پورا کریں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - لاہور مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۴۷ء

وکان اللہ حقاً علینا نصر المؤمنین

آنیوالا انقلاب اور کانگریس اس وقت ہماری ملکی زندگی میں ایک انقلاب عظیم آ رہا ہے اور یہ انقلاب جب آتے ہیں تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان میں کس قدر مالی یا جانی قربانیوں کی ضرورت کسی قوم کو پیش آئے یا خدا چاہے تو اپنے فضل سے بغیر کوئی بوجھ کسی قوم پر ڈالنے کے اسکو بلند مقام پر پہنچا دے، اس وقت لڑنے والے اس ملک میں تین گروہ ہیں گو اور بھی ایک گروہ ہے مگر اسکی آواز عملاً کچھ نہیں یعنی اچھوت۔ مگر تین گروہ ایسے ہیں جو ایک قسم کی جنگ میں مبتلا ہیں سب سے بڑا گروہ تو کانگرس کا ہے میں نے آج ہی اخبار میں دیکھا ہے کہ گاندھی جی کے حامیوں کو اس بات سے صدمہ ہوا ہے کہ کہیں بی بی سی پر یہ کہہ دیا گیا کہ گاندھی جی کو وائسرائے نے ہندوؤں کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے بلایا ہے، ان کو صدمہ اس بات سے ہوا ہے کہ گاندھی جی کو ہندوؤں کا نمائندہ کیوں کہہ دیا گیا وہ تو ان کے نزدیک سارے ہندوستان کا نمائندہ ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں حالانکہ مسلمان انہیں اپنا نمائندہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔

ہندوؤں کا سلوک مسلمانوں کے ساتھ تو بہرحال یہ تو ایک چال ہے جو مسلمانوں کے ساتھ کھیلی جا رہی ہے واقعات یہی ہیں کہ موجودہ حالت میں ہندو خواہ تیس کروڑ ہیں یا اچھوتوں کو الگ کر کے بائیس تئیس کروڑ، ان کا بڑے سے لیکر چھوٹے تک مسلمانوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رکھتا النادر کالمعدوم کے حکم میں کوئی ہو تو الگ بات ہے اور کانگریس کا منشاء فی الحقیقت جس چیز کو متحدہ ہندوستان کہتا ہے، اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو اس حالت تک پہنچانا ہے جہاں آج سے کئی ہزار سال پہلے اس قوم کو پہنچا دیا گیا جو اس ملک کے اصلی باشندے تھے اور اب انہیں اچھوت کا نام دیا جاتا ہے۔

مسلمانوں کا مطالبہ دوسرا گروہ ہم مسلمانوں کا ہے جسے مسلم لیگ کا گروہ کہنا چاہیئے، ان کا مطالبہ محض اسی قدر ہے کہ جن جن علاقوں میں ہندوؤں کی اکثریت ہے وہاں حکومت ہندوؤں کے ہاتھ میں ہو، لیکن جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں مسلمانوں کے ہاتھ میں حکومت ہونی چاہیئے، بڑا سیدھا سادا سوال ہے اس میں کوئی فریب نہیں، دھوکا بازی نہیں اکثریت کا سوال ہے جس طرح اپنی اکثریت کے علاقوں میں اپنی حکومت مسلمان چاہتے ہیں اسی طرح ہندوؤں کی اکثریت کے صوبوں میں ہندوؤں کی حکومت کو تسلیم کرتے ہیں۔

"ایک دلچسپ قوم" کا عجیب مطالبہ یہ دو گروہ تو سارے ہندوستان میں ہیں لیکن ایک تیسرا گروہ پنجاب میں ہے جن کو ایک برطانوی مدبر نے کچھ عرصہ ہوا "ایک دلچسپ قوم" کہا تھا، واقعی وہ دلچسپ قوم ہے، ان کی باتوں پر حیرت ہوتی ہے۔ پنجاب میں وہ ۱۳ فیصدی ہیں مگر کہتے ہیں کہ ۸۷ فیصدی پر انہیں حکمران بنا دیا جائے۔ اگر یہی حساب ہے تو یہاں مسلمان دس فیصدی یا تیرہ فیصدی ہیں وہ بھی وہاں کی اکثریت پر حکمرانی کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

پنجاب پر قبضہ کرنے کیلئے ماسٹر تارا سنگھ کی سازش یہ تو اس قوم کی حالت اور اس کے عجیب وغریب مطالبات ہیں، لیکن اس میں شک نہیں کہ سارے ہندوستان میں مشکلات اس حد تک نہیں جس حد تک پنجاب میں پہنچنے کا احتمال ہے جن لوگوں نے ماسٹر تارا سنگھ کا آج کا بیان پڑھا ہے انھوں نے دیکھا ہوگا کہ ماسٹر جی نے یہ اعتراف کیا ہے کہ سنہ ۱۹۴۰ء میں جب فرانس کو شکست ہوئی اور لوگوں میں انگریزی حکومت کے ختم ہونے کا خیال پیدا ہوگیا تو اس وقت وہ پنجاب کو سکھوں کے قبضہ میں لانے کی تجویزوں میں اندر ہی اندر مصروف تھے، بیان کیا انھوں نے لکھا ہے کہ ہم نے خیال کیا کہ امرتسر تو ہمارے گھر کی بات ہے اسکو فتح کر لینا کوئی بڑی بات نہیں اور لاہور اس قدر قریب ہے کہ وہاں آسانی سے مختلف اطراف سے سکھوں کے جتھے حملہ آور ہو کر اسے فتح کر سکتے ہیں اور جب لاہور فتح ہوگیا تو سارے پنجاب پر قبضہ ہو جانا کوئی مشکل امر نہیں۔

جماعت کی حفاظت کا سوال ان باتوں کو آپ ہم کتنا بھی ناقابل عمل سمجھیں لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایسا ہی وقت اگر خدانخواستہ آ جائے تو کتنی مصیبت پیدا ہو، اس لئے ایک جماعت کی حیثیت میں ہمارے سامنے بھی آج یہی سوال ہے کہ ایسی مصیبت کے موقعہ پر کیا کرنا چاہیئے، اور میں اس وقت دو باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں، ان میں سے ایک تو اپنی حفاظت کا سوال ہے، یہ امر انسانی زندگی یا محض زندگی کے احساسات میں سے پہلا احساس ہے کہ مصیبت پیش آنے پر اپنی حفاظت کی جائے، صرف انسان ہی نہیں ہر ایک جاندار جب خطرہ پیش آتا ہے تو سب سے پہلے وہ اپنی حفاظت کے لئے وہ سب کچھ کر گذرتا ہے جو اس سے ممکن ہو، تو جہاں تک حفاظت کا سوال ہے ہماری جماعت کو بھی اپنی حفاظت کا بندوبست پورے طور پر کرنا ضروری ہے اپنی حفاظت سے میری مراد زید وبکر کی حفاظت نہیں نہ صرف جماعت ہی کی حفاظت پیش نظر ہے ایسے حالات میں ساری مسلمان قوم کی حفاظت ضروری ہے اور اس کے لئے جو ممکن سامان ہو سکے کرنا ضروری ہے

جنگوں میں اسلام کا قانون ایک بات یاد رکھنی چاہیئے اسلام کی تعلیم نہایت معقول ہے مسلمانوں کو جب جنگیں پیش آئیں تو اس وقت بھی ایک موٹا قانون انہیں بتا دیا گیا کہ تم پہل نہ کرو لیکن دشمن جب حملہ آور ہو تو اس سے اپنا بچاؤ اور دفاع ضرور کرو، میں ہر روز صبح کے وقت سیر کو جاتا ہوں رستہ میں ایک ہندو دوست بھی مل جاتے ہیں ایک دن انھوں نے پوچھا کہ درست ہے مسلمانوں کو یہ بتایا گیا ہے الجنة تحت ظلال السیوف، جنت تلواروں کے سایوں کے نیچے ہے، کیا یہ صحیح ہے، میں نے کہا ہاں ٹھیک ہے، کیونکہ اسلام کی جنگیں دفاع کی جنگیں تھیں، اور مسلمانوں کو حکم تھا کہ جب وقت آ جائے تو اپنی حفاظت تلوار کے ذریعہ سے کرنا اس وقت سب سے مقدم کام ہوتا ہے، اس وقت تسبیح یا نماز کو نہیں بلکہ اپنی حفاظت کو مقدم کرنا ہوگا اور جو شخص اس وقت مسلمانوں کی مدد اور حفاظت کے لئے نہیں اٹھتا وہ جنت میں جانے کے قابل نہیں، ہاں زیادتی یا پہل کرنے سے منع کیا ہے، میں نے تاریخ اسلام کو غور سے پڑھا ہے کبھی صحابہ نے تلواروں کے اٹھانے میں پہل نہیں کی نہ کسی پر زیادتی کی ہے۔

بیگناہوں اور عورتوں اور بچوں کو مارنا اسلام میں جائز نہیں البتہ بعض باتیں ایسی ہیں جن کو صحیح قرار نہیں دیا جا سکتا ان کا ہمیں بھی خیال رکھنا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ باتیں مسلمانوں کے دل سے نکل جائیں، اگر ایک جگہ چند بیگناہ مسلمان قتل کر دیئے جاتے ہیں تو اس کا یہ ہرگز جواب نہیں کہ دوسری جگہ چند بیگناہ ہندوؤں کو قتل کر دیا جائے، مسلمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ زیادتی نہ کرے، کسی بیگناہ کو مار دینا یہ زیادتی ہے جس کو اسلام نے روا نہیں رکھا، کسی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو قتل شدہ دیکھا آپ نے فرمایا ما کانت ھذہ لتقاتل، یہ عورت تو جنگ نہیں کرتی تھی، بیشک وہ دشمن کی فوج کے ساتھ آئی لیکن اس نے تلوار نہیں اٹھائی، پس اسے کیوں قتل کیا گیا، لکھا ہے کہ آپ نے قطعی طور پر منع کر دیا کہ جنگ میں کسی عورت اور بچہ کو قتل نہ کیا جائے تو یہ جو عورتوں اور بچوں کو مارنا ہے یہ ایک وحشیانہ پن کا مظاہرہ ہے خواہ کوئی مسلمان اس کام کو کرے یا کوئی ہندو اور سکھ ایسی حرکت کا مرتکب ہو،

دعا کا موثر ہتھیار اور اسکی حقیقت ایک اور بات بتاتا ہوں اپنی حفاظت کے متعلق ہمیں ایک ایسی راہ پر ڈالا گیا ہے کہ جس سے بڑھکر حفاظت کی اور کوئی راہ نہیں، ہمارے امام نے ہمیں پختہ طور پر یہ بتا دیا ہے کہ دعا ایک نہایت موثر ہتھیار ہے جس سے بہت بڑی طاقت حائل ہو سکتی ہے، بہت سے مسلمان بھی اس سے بے خبر ہیں کہ کیا طاقت

خواتین کا صفحہ

حضرت عائشہؓ

از محترمہ ناصرہ خانم صاحبہ

گذشتہ سے پیوستہ

حضرت عائشہ کی زندگی میں افک کا واقعہ بہت اہم ہے۔ افک کے معنے بہتان کے ہیں۔ بات یوں ہوئی کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ کو جانے لگے۔ آپ کی یہ عادت تھی۔ کہ قرعہ اندازی سے جس بیوی کا نام نکلتا۔ اُسے ساتھ لیجاتے اس دفعہ حضرت عائشہ رضہ کا نام نکلا۔ اس لئے وہی آپ کے ہمراہ گئیں چلتے وقت حضرت عائشہ نے اپنی بہن اسما کا ایک ہار پہننے کو مانگ لیا۔ ہار کی لڑیاں بہت کمزور تھیں اور بار بار ٹوٹ جاتی تھیں۔ حضرت عائشہ کی عمر اس وقت زیادہ نہ تھی۔ اور چھوٹی عمر میں لڑکیوں کو زیور پہننے کا بہت شوق ہوتا ہے سفر میں حضرت عائشہ محمل میں سوار ہوتی تھیں۔ ایک جگہ رات کو قافلہ ٹھہرا پچھلے پہر حضرت عائشہ رضہ قضا ئے حاجت کے لئے قافلے سے ذرا دور چلی گئیں واپس آئیں تو جب انھوں نے سینے کو چھوا تو ہار نہ تھا۔ گھبرا کر اسے ڈھونڈنے کے لئے واپس چلی گئیں اور دیر تک اسے ڈھونڈتی رہیں۔ حضرت عائشہ رضہ خود بیان فرماتی ہیں کہ جو لوگ میرا محمل کستے تھے انھوں نے اسے اُٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوتی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ میں اسی کے اندر ہوں۔ اور عورتیں ان دنوں میں ہلکی پھلکی تھیں۔ بھاری اور وزنی نہ تھیں اوران پر گوشت نہ چڑھا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ تھوڑا سا کھانا کھاتی تھیں اس لئے لوگوں نے اُٹھا کے محمل کو رکھتے وقت محمل کا وزن نہ جانا۔ اور اس کو اونٹ پر رکھ دیا۔ دوسرے یہ کہ میں تو عمر تھی۔ لوگوں نے اونٹ چلا دیئے اور چلے گئے۔ اور جب لشکر چلا گیا۔ تو میں نے اپنا ہار پایا۔ تب میں قیامگاہ میں آئی۔ دیکھا تو وہاں کوئی نہیں میں اپنی اصلی جگہ پر بیٹھ گئی اور یہ خیال کیا۔ کہ جب وہ لوگ مجھے نہ پائیں گے تو واپس ادھر ہی کو آئیں گے۔ پھر میں بیٹھی بیٹھی سوگئی۔ اور صفوان بن معطل جو لشکر کے پیچھے پیچھے چلتا تھا۔ اس نے میری قیامگاہ کے نزدیک صبح کی۔ تو اس نے کسی سونے والے انسان کی سیاہی دیکھی اور میرے پاس آیا۔ اور وہ مجھ کو پردہ کے حکم سے پہلے دیکھ چکا تھا تو جب اس نے اپنی اونٹنی بٹھا کر (مجھے پہچاننے کے بعد) انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی تو میں جاگ اُٹھی۔ اس نے اونٹنی کے پاؤں [illegible] پس میں اٹھی اور اس پر سوار ہو گئی۔ [illegible] وہ مجھ کو لے کر اونٹنی کو [illegible] سے چلا۔ [illegible] [illegible] لشکر میں [illegible] پہنچے جبکہ لشکر والے دوپہر کی سخت گرمی کے وقت اتر چکے تھے۔ اب اسی قصہ میں جس نے افترا پردازی کی انتہا کی اور جس نے بہتان باندھا وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔

مدینہ میں آکر حضرت عائشہ بیمار ہوگئیں لیکن ان کو اس بہتان کی خبر نہ تھی۔ پر اتنا ضرور محسوس ہوتا تھا کہ رسول کریم صلعم پہلی سی توجہ اور مہربانی سے آپ سے نہ ملتے تھے حتیٰ کہ حضرت عائشہ بہت کمزور اور لاغر ہو گئیں ایک دفعہ وہ قضائے حاجت کے لئے جنگل میں گئیں۔ تو ان کو ایک سہیلی نے اس بہتان کی خبر دی۔ حضرت عائشہ یہ سن کر سناٹے میں آگئیں۔ گھر پہنچ کر ان کی بیماری دوگنی ہوگئی۔ انھوں نے رسول کریم صلعم سے کہا کہ مجھے اپنے والدین کے ہاں جانے کی اجازت دی جائے۔ رسول خدا صلعم نے ان کو اس بات کی اجازت دیدی گھر آکر انھوں نے اپنی ماں سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ ماں نے تسلی دی۔ لیکن حضرت عائشہ نے ساری رات روتے روتے گذاری۔ ادھر رسول کریم صلعم بھی عجیب تذبذب کی حالت میں تھے۔ انھوں نے حضرت عائشہ کی لونڈی حضرت بریرہ کو بلایا۔ اور فرمایا

"اے بریرہ تو نے عائشہ کے اندر کوئی شک ڈالنے والی بات دیکھی ہے"

بریرہ نے کہا:-

"نہیں قسم خدا کی جس نے آپ کو رحمتہ بنا کر بھیجا۔ میں نے ان کے اندر کبھی کوئی عیب کی بات نہیں دیکھی۔ سوائے اس کے کہ وہ ایک نو عمر لڑکی ہے آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہے پس بکری آتی ہے اسے کھا جاتی ہے"

ایک طرف رسول کریم صلعم اس الجھن میں تھے اور دوسری طرف حضرت عائشہ رضہ نے رو رو کر رات دن ایک کر دیا تھا۔ حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں۔ کہ میں یہ خیال کرنے لگی تھی کہ یہ رونا میرے جگر کو پھاڑ دے گا۔ میں رو رہی تھی اور میرے ماں باپ۔ میرے پاس بیٹھے تھے۔ اس وقت ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے اسکو اجازت دی پس وہ بھی میرے ساتھ آکر رونے لگی۔ اسی حالت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لاکر بیٹھ گئے۔ حالانکہ جس روز سے یہ بہتان لگایا گیا تھا۔ وہ میرے پاس [illegible] بیٹھے تھے۔ اور ایک مہینہ ہو چکا تھا۔ [illegible] سے میرے [illegible] کوئی وحی بھی نازل نہ [illegible] رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔

"اے عائشہ مجھے تیری طرف سے ایسی ایسی بات پہنچی ہے اگر تو اس سے بری ہے تو عنقریب خدا تیری برأت نازل فرما دے گا اور اگر تو کسی گناہ کی مرتکب ہوئی ہے تو اللہ تعالےٰ سے مغفرت طلب کر۔ اور توبہ کر کیونکہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر کے پھر اس سے تائب ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے"

حضرت عائشہ فرماتی ہیں یہ سن کر میرے آنسو بند ہو گئے۔ یہاں تک کہ میں ایک قطرہ بھی محسوس نہ کرتی تھی میں نے اپنے باپ سے کہا کہ میری طرف سے جواب دیجئے انھوں نے کہا میں نہیں سمجھتا۔ کہ میں خدا کے رسول سے کیا کہوں۔ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا۔ انھوں نے بھی یہی عذر کیا مجبوراً حضرت عائشہ خود کہنے لگیں:-

"واللہ میں نے جان لیا۔ کہ آپ سن چکے جو کچھ کہ لوگ باتیں کرتے تھے اور آپ کے دل میں اس بات نے جگہ پائی اور آپ اس کی تصدیق کر چکے۔ لہذا اگر میں آپ سے اگر کہوں بھی کہ میں اس فعل سے بری ہوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ مجھے سچا نہ سمجھیں گے۔ اور اگر میں آپ کے سامنے کسی بات کا اقرار کر لوں اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ ضرور میری تصدیق کریں گے۔ میں اپنی اور آپ کی مثال اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کے باپ یعقوب علیہ السلام کی سی پاتی ہوں جس وقت کہ انھوں نے کہا کہ صبر جمیل ہی میرا کام ہے"

یہ کہکر حضرت عائشہ اپنے بستر کی طرف چلی گئیں ان کو امید تھی کہ خدا تعالےٰ ان کی برأت نازل فرمائے گا لیکن وہ اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتی تھیں کہ خدا تعالےٰ ایسی وحی نازل فرمائیگا جس کی تلاوت کی جائے گی۔

رسول کریم ابھی اس مجلس میں ہی تھے کہ ان پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی۔ جب آپ اس حالت سے نکلے تو ہنستے ہوئے آپ نے فرمایا

"اے عائشہ خدا تعالےٰ کی حمد کرو۔ کیونکہ اس نے تمہیں بری ظاہر فرمایا"

حضرت عائشہ رضہ کی والدہ نے فرمایا:-

"رسول خدا صلعم کے سامنے کھڑی ہو کر ان کا شکریہ ادا کرو"

حضرت عائشہ نے فرمایا:-

"واللہ آپ کے سامنے نہ کھڑی ہوں گی اور سوائے خدا کے کسی کی حمد نہ کروں گی"

[illegible] سے [illegible] ہوتا ہے کہ رسول [illegible] کی صحبت نے توحید کا سبق کوٹ کوٹ کر اپنی رفیقہ حیات کے دل میں بھر دیا تھا

اس واقعہ کے کچھ اور بھی پہلو ہیں جنھیں اختصار کی خاطر نظر انداز کر دیا جاتا ہے

حضرت عائشہ رضہ کی زندگی کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ وہ کسی کی برائی نہیں کرتی تھیں۔ سوکنوں کو برا کہنا عورتوں کی فطرت میں داخل ہے، لیکن وہ اکثر ان کی خوبیاں بیان کیا کرتی تھیں۔ حضرت حسان جن سے افک کے واقعہ میں حضرت عائشہ کو سخت صدمہ پہنچا تھا۔ ان کی مجلس میں شریک ہوتے تو ان کو بڑی خوشی سے جگہ دیتیں۔ ایک دفعہ حضرت حسان آئے اور اپنا ایک قصیدہ سنانے لگے۔ اس کے ایک شعر کا مطلب یہ تھا کہ وہ بھولی بھالی عورتوں پر تہمت نہیں لگاتیں"۔ حضرت عائشہ کو افک کا واقعہ یاد آگیا اس پر صرف یہ فرمایا:-

"لیکن تم ایسے نہیں ہو"۔ بعض عزیزوں نے افک کے واقعہ میں ان کی شرکت کے سبب حضرت عائشہ کے سامنے حضرت حسان کو برا کہنا چاہا۔ تو انھوں نے سختی سے روکا کہ ان کو برا نہ کہو۔ کہ یہ رسول اللہ صلعم کی طرف سے مشرک شاعروں کو جواب دیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ نہایت بہادر تھیں راتوں کو اکیلی اُٹھ کر قبرستان چلی جاتی تھیں۔ میدان جنگ میں آکر کھڑی ہو جاتی تھیں احد کی لڑائی میں مشک سے زخمیوں کو خود پانی پلاتی تھیں۔ غرضیکہ ان کی زندگی ہر لحاظ سے ایک مسلمان عورت کے لئے قابل تقلید ہے۔

التماس

جناب خادم رحمانی نوری صاحب شیلانگ میں تبلیغ سلسلہ کے لئے بہت جد وجہد کر رہے ہیں ان کی کوششوں سے وہاں ایک باقاعدہ جماعت بن چکی ہے علاوہ ازیں وہ اسلام اور احمدیت کے متعلق کئی ٹریکٹوں کے تراجم خاصی اور بنگالی زبان میں اپنے خرچ پہ شائع کرا چکے ہیں۔ اب انھوں نے وہاں اپنا ایک پریس قائم کیا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ احباب جماعت کی امداد کے مستحق ہیں۔ اگر جماعتیں ان کی مالی مدد کی طرف تھوڑی سی توجہ فرمائیں تو آسام میں تبلیغ اسلام کے کام کو بہت تقویت پہنچ سکتی ہے۔

پاکستان کا دستورِ اساسی

قوانین شریعت کا نفاذ اور اقلیتوں کا سوال

از ادارہ پیغام صلح

پاکستان ملنے کے بعد سب سے پہلی بات جو مسلمانوں اور بالخصوص مسلمان علماء کے دلوں میں پیدا ہو سکتی ہے اور ہوئی ہے وہ ایک خالص اسلامی حکومت کا قیام اور شریعت اسلامی کا نفاذ ہے چنانچہ ۱۸ر جولائی کے اخبارات میں مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کی ایک تقریر شائع ہوئی ہے جو انہوں نے بتوں کے جناح پارک میں فرمائی۔ اس میں انہوں نے بتایا کہ

"جیسا کہ قائد اعظم فرما چکے ہیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہاں (پاکستان میں) قرآن مقدس اور شریعت اسلامی کے سوا کوئی دوسرا قانون نافذ نہیں ہو سکتا"

یہ خیال اور مسلمانوں کی یہ خواہش ہر طرح لائق تحسین اور قابل مبارکباد ہے ہماری دلی آرزو ہے کہ خدا وہ دن لائے جب پھر قرآن پاک کی حکومت نہ صرف پاکستان بلکہ تمام سطح ارض پر رائج ہو لیکن قبل اس کے کہ شریعت اسلامی کے کسی قانون کے نفاذ کی طرف توجہ کی جائے چند ضروری باتیں اس ضمن میں قابل غور ہیں جو ارباب فکر اور پاکستان دستور ساز اسمبلی کے سامنے آنی چاہئیں۔

سب سے پہلی اور سب سے ضروری بات اقلیتوں کا مسئلہ ہے۔ ایک اسلامی روزنامہ نے اس بارہ میں یہ سوال کیا ہے کہ اسلامی قانون غیر مسلم اقلیتوں میں کیونکر نافذ کیا جا سکتا ہے بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ پاکستان دستور ساز اسمبلی میں ۷۹ یا ۸۰ فیصدی مسلمان ہوں گے اور غالباً انیس فیصدی غیر مسلم، انہیں کیونکر مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ اسلامی شریعت کے نفاذ کے مؤید ہوں اور اگر مسلمان اپنی اکثریت کے بل بوتے پر اس کا فیصلہ کر لیں (حالانکہ قائد اعظم اور دوسرے مسلم لیگی لیڈروں کے کھلے ارشادات موجود ہیں کہ پاکستان میں جمہوری حکومت ہوگی اور اقلیتوں کے تمام افراد اسی زمین کے شہری ہوں گے، اور ہمات یا ت عقیدے اور فرقے کے امتیازات کے بغیر شہریت کے تمام حقوق سے مستفید ہوں گے) تو ہو سکتا ہے کہ غیر مسلم ممبران اسمبلی سے اُٹھ کر باہر آ جائیں اور اس کے بالمقابل ہندوستان کے سوا یا ننج کروڑ مسلمانوں کو بھی وید کے قوانین کی پابندی پر مجبور کیا جا سکے اور ان کے جائز حقوق کو معرض اختلال میں ڈال دیا جائے۔

یہ بالکل صحیح ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ غیر مسلم اقلیتوں کی خاطر مسلمانوں کو ان کے جائز شرعی و اسلامی حقوق سے محروم کر دیا جائے۔ جہاں تک اقلیتوں کا سوال ہے ان پر وہی قوانین نافذ ہونے چاہئیں جو ان کے مذہب اور رواج کے مطابق ہوں اور جن کو وہ اپنی خوشی اور رضامندی سے قبول کرنے کے لئے تیار ہوں، خود انگریزی حکومت میں بھی آج تک یہی دستور چلا آیا ہے کہ تعزیری اور فوجداری امور کو چھوڑ کر باقی تقریباً تمام امور میں ہر قوم اپنی اپنی شریعت اور رواج کی پابند ہے اور اسی کے مطابق اس کے تمام معاملات کا فیصلہ کیا جاتا ہے سوائے اس کے کہ کوئی قوم خود اپنی شریعت یا رواج کو ترک کر کوئی سیا قانون اپنے لئے پاس کرا لے، جیسا کہ ہندو قوم نکاح بیوگان، طلاق اور وراثت کے بارہ میں نئے نئے قوانین کا مطالبہ کر چکی ہے اور بعض قوانین پاس بھی کرا چکی ہے جہاں تک ایسے قوانین کا تعلق ہے وہ اسلامی شریعت کے کسی طرح مخالف نہیں بلکہ اس کے مطابق ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ دستور ساز اسمبلی میں ایسے ہی قوانین کی تائید کرنا ان کے لئے مفید اور نفع رساں ہوگا جو اسلامی شریعت کے مطابق ہوں۔

جہاں تک مسلمانوں کے لئے قوانین اسلامی کے نفاذ کا تعلق ہے اس پر غور کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ان تمام مسائل پر از سر نو غور کیا جائے جن کو فقہ کی کتابوں میں شریعت اسلام کے نام سے مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بزرگان سلف نے ان کو مرتب کرنے میں بہت محنت اور عرقریزی سے کام لیا ہے اور فقہ اسلامی کو مدون کرتے ہوئے مسائل کی چھان بین اور شریعت کے مطابق انہیں حل کرنے میں اپنی طرف سے انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ان بزرگوں کی محنت اور جد وجہد کو بنظر استخفاف دیکھنا یا ان کی قدر نہ کرنا پہلے درجے کی ناشکر گزاری کا اظہار کرنا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس حقیقت کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ فقہ اسلامی کا کچھ حصہ ایسا بھی ہے جو از سر نو غور اور توجہ کا محتاج ہے اگرچہ مسائل کے استخراج اور اجتہاد میں ان لوگوں نے قرآن و حدیث اور سنت نبوی کو ہمیشہ پیش نظر رکھا تاہم ان چیزوں سے اجتہاد کرتے ہوئے یا بعض امور میں قیاس سے کام لیتے ہوئے کئی ایسی باتیں ہیں جو ان کی نظروں سے اوجھل رہ گئیں کئی ایسی باتیں ہیں جو ان کے اپنے زمانہ کے حالات و واقعات کے مطابق صحیح تھیں لیکن حالات کی تبدیلی اور الفاظ قرآنی کی وسعت معانی کے پیش نظر ان مسائل کے دوسرے پہلوؤں کو بھی مد نظر رکھنا... اور ان پر غور کرنا ضروری ہے۔

مثال کے طور پر قتل مرتد کے مسئلہ کو لیجئے اس زمانہ میں جب شریعت اسلامی مدون ہوئی چونکہ دوسری اقوام مسلمانوں کے ساتھ برسر جنگ تھیں کسی شخص کا دین اسلام سے مرتد ہو جانا یہ معنی رکھتا تھا کہ وہ اسلامی حکومت سے باغی ہو کر دشمن قوم کے ساتھ جا ملا ارتداد کے اس پہلو کو ظاہر ہے کہ کوئی حکومت برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لئے ایسے شخص کی سزا قتل قرار دی گئی، یہ اس زمانہ کے حالات تھے، لیکن عام حالات میں کسی شخص کو محض دین چھوڑنے کی وجہ سے سزائے قتل کا مستوجب ٹھیرانا دین میں جبر کو جائز قرار دینا ہے، جو قرآن کریم کے کھلے الفاظ لا اکراہ فی الدین کے صریح خلاف ہے اس لئے اس بارہ میں اگر قرآن کریم کی ان آیات کو دیکھا جائے جن میں محض ارتداد کا ذکر ہے تو ان سے صاف پایا جاتا ہے کہ محض دین چھوڑنے پر کسی کو قتل کر دینا قرآن کریم نے جائز نہیں ٹھیرایا۔ اس موضوع پر مدت ہوئی "پیغام صلح" میں ایک سلسلہ مضامین لکھا گیا تھا جس میں اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو نہایت وضاحت کے ساتھ روشنی میں لا کر یہ ثابت کیا گیا تھا کہ فقہ اسلامی کا یہ حکم خاص حالات و واقعات سے تعلق رکھتا تھا۔ عام حالات و واقعات اور قرآن کے صریح ارشادات اس کے جواز کے متحمل نہیں۔

اسی قسم کے اور بھی بعض مسائل ہیں جن پر غور اور اجتہاد کی ضرورت ہے نکاح و طلاق، خلع و تفریق، شفعہ، وراثت اور ایسی دوسرے امور اور بعض تعزیری احکام ہیں جن میں از سر نو غور و فکر اور اجتہاد کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ان مسائل کے بعض پہلوؤں پر بھی جو اس سے پیشتر روشنی میں نہیں آئے یا ان میں کئے اندر لوگوں نے بعض بدعات پیدا کر لیں غور و فکر کرنا اور ان کو صحیح رنگ دے کر مروجہ غلط پہلوؤں سے لوگوں کو بچانا ضروری ہے اس سلسلہ میں اسلامی شریعت کے بعض دیوانی و فوجداری قوانین کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ......

.... اپنی انگریزی تصنیف دی ریلیجن آف اسلام میں .... وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے ضرورت ہے کہ پاکستان دستور ساز اسمبلی میں اسلامی شریعت کے نفاذ کے مسئلہ پر غور کرتے ہوئے ان تصریحات کو بالخصوص پیش نظر رکھا جائے اور ایسے روشن خیال علماء کی ایک کمیٹی مرتب کی جائے جو شریعت اسلام سے پورے طور پر واقف ہونے کے علاوہ علوم جدیدہ سے بھی واقفیت رکھتے ہوں۔ اور مسائل کے استخراج میں ان کی نظریں اس قدر وسیع ہوں کہ زمانہ کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ مسائل کے تمام پہلوؤں اور قرآن و احدیث کے الفاظ کی وسعت کو بھی مد نظر رکھیں اور اس بارہ میں ان تنگ خیال ملاؤں کے خیالات سے متاثر نہ ہوں جو اجتہاد کا دروازہ بند کر کے اسلام کے لئے کئی قسم کی مشکلات کا موجب ہو رہے ہیں۔ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے۔ دنیا کے ہر قسم کے حالات و واقعات اور تمدن و معاشرت سے اسے دو چار ہونا ہے۔ ایسے حالات میں اسے جہاں اپنی بنیادی خصوصیات اور احکام الٰہی کی صحیح سپرٹ کو برقرار رکھنا ہے وہیں دوسرے لوگوں کے حالات اور تمدن و معاشرت کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا ہے اس لئے اسلامی شریعت اور احکام الٰہی کے ان پہلوؤں کو جو ملاؤں کی تنگ نظری کی وجہ سے معقولیت و اصلیت سے دور ہو گئے ہیں پھر روشنی میں لانا اور ان پر از سر نو غور و فکر کرنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے جو امید ہے کہ پاکستان دستور ساز اسمبلی کی توجہ کو ضرور اپنی طرف منعطف کرے گی۔

(بقیہ خطبہ جمعہ از صفحہ ۱۸ کالم ۲)

فرمائی ہے جب ہم سے اس کی فرمانبرداری کا حق ادا نہیں ہوا۔ تو اگر ہم اس کے فرمانبردار بندے بن جائیں۔ تو کیوں ہماری نصرت نہ فرمائے جس کا اس نے خود وعدہ کیا ہے لیظہرہ علی الدین کلہ۔ کہ وہ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے گا اور جس کا اس کے رسول نے خدا سے

سے انسان بنتا ہے اسی سے حقیقی راحت پیدا ہوتی ہے، صحابہ کے دلوں میں حقیقی راحت قربانیوں ہی سے پیدا ہوئی مگر ہم مسلمانوں نے اس دن کے بار بار آنے سے یہ فائدہ نہ اُٹھایا قربانی کا سبق نہ سیکھا تو خدا نے عملی رنگ میں وہ سبق ہم پر وارد کیا۔ اب بھی اگر ہم قربانی کا سبق نہ سیکھیں تو شاید اس سے بھی بڑی قربانی دینی پڑیگی اگر ہماری قوم مصائب سے بچنا چاہتی ہے تو اس کا رستہ ایک ہی ہے کہ وہ قربانی کا وہ نمونہ پیش کریں جس کا سبق ہر عید کے موقعہ پر دیا جاتا ہے اور جس کا ذکر ان آیات قرآنی میں ہے جو میں نے پڑھی ہیں

خطۂ پنجاب مصائب کے لئے کیوں منتخب ہوا دوسرے ذرا تھوڑی سی یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ یہ خطہ زمین، یہ پنجاب کا علاقہ اس مصیبت کے لئے کیوں منتخب ہوا اور بھی خدا کی ساری زمین پڑی ہے وہاں کیوں ایسی تباہی نہیں آئی، کیا یہ سچ نہیں کہ اس پنجاب کے اندر ایک شخص کو خدا نے مجدد کے مقام پر کھڑا کیا اور اسکو کہا کہ محمد (صلعم) کے غلاموں کو توجہ دلاؤ کہ اپنی فکر اب کریں اور تبلیغ دین کے لئے اپنی پوری قوت خرچ کریں، اگر اس شخص کی آواز پر توجہ کی جاتی، تو یہ مصیبت جو آج پیش آ رہی ہے نہ آتی، کیوں؟ اس لئے کہ تم اس ملک میں تھوڑے ہو، قوم تہیہ کر چکی ہے کہ تم کو مٹا دیا جائے۔ اس وقت ۱۸۹۰ء میں جب حضرت مرزا صاحب نے تبلیغ کی طرف توجہ دلائی اگر لوگوں نے آپ کی آواز پر توجہ کی ہوتی تو آپ کے لئے اس ملک میں بڑا وسیع میدان تھا۔

تم کو تبلیغ کے لئے بلایا گیا تم نے توجہ نہ کی یہ پچاس سال اگر مسلمانوں نے اسی قوت سے تبلیغ اسلام پر خرچ کئے ہوتے جس قوت سے ان کے بزرگ تبلیغ کرتے تھے تو آج ہندوستان کا نقشہ ہی اور ہوتا، اس وقت ہماری ادنیٰ کوشش سے بھی کروڑوں کی تعداد میں مسلمانوں کا اضافہ ہو جاتا۔

آج تبلیغ کا میدان تنگ ہو چکا۔ آج وہ میدان تنگ ہو چکا ہے اور حالات بدل چکے ہیں، اس وقت تبلیغ کے رستہ میں کوئی روک نہ تھی آج تبلیغ کا نام لینا بھی مشکل ہے، گویا یہاں کے لوگوں پر وہ رات آگئی کہ توبہ کا دروازہ بند ہو گیا۔ وہ نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے جو قیامت کے متعلق قرآن کریم نے کھینچا ہے یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود فلا یستطیعون خاشعۃ ابصارھم ترھقھم ذلۃ وقد کانوا یدعون الی السجود وھم سالمون۔ ایک وقت تم کو اس کام کے لئے بلایا گیا تھا، اس وقت اس کو کر سکتے تھے لیکن تم نے توجہ نہ کی اب وہ حالات نہیں اور اس کام کو کرنے کی طاقت نہیں رہی۔

حضرت مرزا صاحب کی نیکی و تقوی کے باوجود مخالفت یہ مسلمان قوم پر اتمام حجت کا رنگ تھا قریب کے رہنے والے ہی پہلے پکڑے جاتے ہیں کیونکہ یہ لوگ حالات سے واقف ہوتے ہیں، میں بھی قریب ہی کا رہنے والا تھا قادیان سے کوئی ۲۵۔۳۰ میل کا فاصلہ چنداں دور نہیں اور حضرت مرزا صاحب کی شہرت نہ صرف اپنی نیکی اور تقوےٰ کی وجہ سے بلکہ استجابت دعا کی وجہ سے بھی نہ صرف ہمارے گاؤں تک بلکہ اس سے بھی دُور پہنچ چکی تھی گورداسپور کے لوگ تو بہت قریب تھے، جالندھر اور ہوشیارپور، امرتسر، پٹیالہ، لدھیانہ وغیرہ کے لوگ بھی خوب جانتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب کا نیکی اور تقوےٰ میں کس قدر بلند مقام ہے اور آپ استجابت دعا کے کس بلند مقام پر ہیں) لیکن اس تمام علم کے باوجود آپ نے جب قوم کو دعوت حق کے لئے بلایا تو کوئی توجہ اس پر نہ کی گئی بلکہ وہ مخالفت کی گئی جو حد سے گذر گئی۔

ولی اللہ کا انکار اور خدا سے جنگ تو دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس خطہ زمین کا انتخاب یونہی نہیں ہوا اگر کوئی نیا دعوےٰ آپ نے کیا ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ یہ ایک نئی بات ہے جس کا اسلام میں ثبوت نہیں، لیکن اگر آپ کا دعوےٰ وہی مجدد ہونے کا دعوےٰ تھا محدث ہونے کا تھا، اولیاء اللہ میں سے ایک ہونے کا تھا جو پہلے بھی اس امت کے بزرگ کرتے چلے آئے ہیں تو اس سے اعتراض کرنا اسکو جھٹلانا دعوت الی الحق سے منہ موڑنا آپ خود سوچ لیں کہ کیسا کام تھا من عادیٰ ولیالی فقد اذنتہ للحرب تو آؤ اب بھی اس سے سبق لو، دلوں سے کینے اور بغض نکال دو، اور غور کر کے دیکھو کہ کس بات کی طرف تمہیں بلایا گیا تھا اور تم نے کیا کیا، اب بھی حق کا ساتھ دو تو شاید یہ مصائب اللہ تعالےٰ جلد دور کر دے۔

جماعت سے وقت کی قربانی کا مطالبہ ہاں جہاں ہم دوسروں سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے خیالات کی قربانی کریں میں آپ لوگوں سے وقت کی قربانی مانگتا ہوں آج یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہر شخص خود آگے نہیں بڑھتا اور دوسروں سے کہتا ہے، کہ وہ قربانی کریں، یاد رکھئے جب تک آپ خود قربانی کے لئے تیار نہ ہوں گے دوسروں سے کہنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا ہر شخص کو خود قربانی کے لئے تیار ہونا چاہیئے، یہ چیز دیوانگی کو چاہتی ہے، نرا زبان سے کہنا کوئی چیز نہیں، اس وقت عمل کی دیوانگی درکار ہے، جب تک کوئی شخص دین کی خدمت کے لئے دیوانہ نہیں ہوگا جب تک اس کام کے سامنے ساری دنیا کو ہیچ نہیں سمجھ لیا، اس وقت تک پوری قوت سے کام نہیں ہوتا کام کی قوت اس کے اندر جنون سے پیدا ہوتی ہے۔

مسلمانوں کے لئے دعا کرو۔ اچھی طرح سوچ لو، دیکھ لو اور دعا کرو کہ اے خدا اس تیری قوم نے بڑی مصیبت دیکھی ہے بڑا دکھ اُٹھایا ہے اب تو اس پر رحم کر، اے خدا رحم کر اپنے محمد صلعم کے نام کی برکت سے رحم کر دے اپنے قرآن کے نام کی برکت سے رحم فرما دے اپنے اسلام کے نام کی برکت سے رحم کر دے، آخر یہ لوگ تیرے اسلام کے نام لیوا ہیں، تیرے قرآن پر ایمان لاتے ہیں، تیرے محمد صلعم کے نام لیوا ہیں، ان پر رحم فرما اور اس مصیبت اور عذاب کو مسلمانوں سے دُور فرما۔

قومی نظام کی ابتری اور بڑے لوگوں کی غفلت یہ دعا کرو اور بہت کرو اور اس کے ساتھ ہی اپنی قوت کو بھی مضبوط کرو، تم میں بہت ہیں جن کو اس بات کی شکایت ہے اور میں اس کا موید ہوں کہ مسلمانوں کا ظاہری نظام کچھ نہیں، یہ فی الواقعہ صحیح ہے، میں حیران ہوا جب میں نے اخبارات میں پڑھا کہ عید ہفتہ کو نہیں اتوار کو ہوگی، کیونکہ چاند پہلے نظر نہیں آیا، کیوں نظر نہیں آیا اس لئے کہ دیکھنے کی پروا نہیں کی گئی ورنہ اس ملک میں سب سے پیچھے کلکتہ میں چاند نظر آنا چاہیئے جو انتہائے مشرق میں ہے اور سب سے پہلے کراچی میں جو انتہائے مغرب میں ہے ان دونوں مقامات پر عید ہفتہ کو ہوتی ہے تو حقیقت یہی ہے کہ نظام درست نہیں مسلمانوں کے اندر بہادری جرأت اور شجاعت کی اب بھی کمی نہیں لیکن نظام نہ ہونے سے وہ مارے گئے، چاہیے بڑے لوگوں کو اچھا کہو یا بُرا، نظام قائم کرنا بڑے لوگوں کا کام ہے، ان کی توجہ اس طرف نہیں، وہ اپنی دولت اور قوت میں مست ہیں انہیں معلوم نہیں کہ قوم کی دولت اور قوم کی قوت کے بغیر ان کی ذاتی دولت اور قوت کوئی چیز نہیں اور قوم کی قوت کے لئے قوم کا نظام درکار ہے

اپنے جماعتی نظام کو بھی درست کرو۔ میں آپ سے بھی کہتا ہوں کہ آپ بھی اپنے نظام کو ٹھیک کریں، جیسے میں دیکھتا ہوں کہ جس کا دل چاہتا ہے آگے چلتا ہے اور جس کا دل چاہتا ہے پیچھے ہٹ جاتا ہے تو اس سے دکھ ہوتا ہے۔ جانتے ہو فوج میں جو پیچھے ہٹ جاوے اسے گولی مار دی جاتی ہے، لیکن ہمارے کام میں بعض وقت ذاتی خواہشات غالب آجاتی ہیں، جماعت کی خواہشات کی پروا نہیں کی جاتی، جماعت کی خواہش ایک امر کو چاہتی ہے، لیکن میرا مال، میری دولت دوسرے امر کی طالب ہے اس لئے اس دوسرے امر کے پیچھے ہم لگ جاتے ہیں، یہ صحیح طریق نہیں جماعت کو ایک فرد واحد کی طرح کھڑا ہونا چاہیئے ورنہ یہ جماعت کہلانے کی مستحق نہیں۔

جماعت کیساتھ مل کر اور الگ الگ دعائیں کرنیکی ضرورت پھر کہتا ہوں کہ اپنے نظام کو بھی درست کرو، اور حقیقی علاج کو بھی مضبوط پکڑ لو، آج عید کا دن ہے حقیقی علاج یہ ہے کہ خدا کے آگے پوری عاجزی کے ساتھ گر جاؤ، اے میری جماعت کے دوستو! میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی پوری عاجزی سے خدا کے آگے گرو اور اس سے اس مصیبت میں مدد مانگو کیوں تمہاری مسجدیں پوری طرح آباد نہیں ہوتیں، لوگ حی علی الصلوٰۃ کی آواز کو سنتے ہیں اور گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں کیا یہ محمد رسول اللہ صلعم کی آواز کی ہتک نہیں؟ کیا اس طرح تم رسول اللہ صلعم کو نہیں کہتے کہ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون، جائیے آپ نمازیں پڑھتے رہیں ہم تو یہاں سے ہلیں گے نہیں، تم گھروں میں نمازیں پڑھتے ہو گے لیکن خوب یاد رکھو تمہاری تنہائی کی دعائیں وہ اثر نہیں رکھتیں جو اثر جماعت کی دعاؤں میں ہے، اس لئے میں پھر درخواست کرتا ہوں کہ دعائیں کرو اور مل کر جماعت کے ساتھ دعائیں کرو کہ مصیبت کو دور کرنے کا یہی ذریعہ ہے۔

مصائب کا دامن وسیع ہونیوالا ہے اسلیئے دعا اور قوت سے کام لو نہیں کہہ سکتے کہ آیندہ کیا مصیبت پیش آنیوالی ہے اگر ہمیں پر یہ مصیبت ٹل جائے تو سمجھئے کہ سستے چھوٹ گئے، لیکن مجھے جو ڈر لگتا ہے وہ یہ ہے کہ ابھی اس مصیبت کا دامن اور زیادہ وسیع ہونیوالا ہے، اس لئے خدا کے آگے گر جاؤ، اپنے آپ کو جماعت بناؤ، اور پوری قوت اپنے اندر پیدا کرو افسوس آج وہ قوم جس کا پیشوا یہ کہتا تھا کہ نصرت بالرعب مسیرۃ شھر مجھے ایک مہینہ کی مسافت تک رعب عطا کیا گیا، اور فی الواقعہ محمد رسول اللہ صلعم کا رعب دور دور تک پھیل گیا تھا، بلکہ آپ کے بعد بھی مسلمانوں کا رعب دُور دُور

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ملا)

دعا کے اندر ہے اور کیا کام اس سے لے سکتے ہیں بلکہ دعا کی حقیقت سے بھی بے خبر ہیں، چلتے چلتے ہاتھ اٹھائے اور دعا کر لی بس اتنا ہی انکو معلوم ہے ہمارے امام نے ہمیں بتایا ہے کہ دعا اس وقت دعا ہوتی ہے جب اپنے آپ پر موت وارد کر لی جائے۔

جنگ بدر میں مسلمانوں کی انتہائی کمزوری

ہمارے نبی کریم صلعم کو جب جنگ در پیش آئی تو کوئی موازنہ کرنے والا ہوتا تو وہ دیکھ سکتا تھا کہ اس دن اسلام کا خاتمہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی موازنہ کرنیوالا دماغ دیا گیا تھا آپ نے دیکھا کہ ایک طرف تو مسلمانوں کی تعداد دشمن کے مقابلہ میں ایک تہائی تھی، دوسرے اُدھر بڑے نبرد آزما اور جوان جن کی عمریں جنگوں میں گذر گئیں موجود تھے، اور مسلمانوں میں کمزور بوڑھے لوگ، اور تعداد بڑھانے کیلئے کچھ نو عمر لڑکے بھی شامل کرلئے گئے تھے اور تیسرے دشمن کے پاس ہر قسم کا جنگی سامان موجود تھا اور مسلمانوں کے پاس جنگ کا سامان بھی نہ تھا، چند تلواریں یا تیر و کمان تھے جن سے کام چلنا مشکل تھا، تو کس قدر کمزوری تھی، اُدھر تعداد زیادہ اِدھر تعداد تھوڑی، اُدھر تجربہ کار جنگ آزمودہ لوگ اور اِدھر کمزور اور ناتوان لڑکے اُدھر ہر قسم کے ہتھیار اور اسلحہ، اِدھر بے سرو سامانی کوئی موازنہ کرنیوالا دماغ جو ایسی حالت کو دیکھے تو کہہ اُٹھے گا کہ اب ہم باقی نہیں رہ سکتے

نبی کریم صلعم کی پُرسوز دعاؤں نے انقلاب عظیم پیدا کر دیا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دماغ بھی یہ موازنہ کرتا تھا، آپ ساری رات سوئے نہیں، ایک پھوس کی جھونپڑی آپ نے بنوالی اور ساری رات اس کے اندر خدا کے آگے روتے رہے اور حضرت ابو بکرؓ پہرہ دیتے رہے، ساری رات آپ دعا کرتے رہے اور مسلمانوں کی بیکسی اور اپنی بیچارگی کو پیش کر کے جناب الٰہی سے مدد مانگتے رہے وہ دعا کتنی زبردست طاقت رکھتی تھی کہ دن چڑھے سامان اُلٹ گئے اور وہ بڑے بڑے جنگ آزمودہ لوگ مسلمانوں کی اس چھوٹی سی جمعیت کے سامنے بھاگ کھڑے ہوئے یہ کیا چیز تھی جس نے ایسا انقلاب پیدا کر دیا یہ محض دعا کی قوت تھی

دعاؤں میں سوز پیدا کرنے کی ضرورت

اور تمام اسلامی جنگوں میں یہی حال تھا، کسی میں مسلمانوں کی تعداد دشمن کے مقابلہ میں تہائی اور کسی میں چوتھائی تھی، دوسری قوموں کے مقابلہ میں صحابہ کی جنگوں کا بھی یہی حال تھا۔ مگر مسلمان ہر میدان میں فاتح تھے کیونکہ ان کے سر خدا تعالیٰ کے آگے سجدہ میں گرے رہتے تھے۔ تو یاد رکھو دعا ایک زبردست حقیقت ہے اس لئے جب میں کہتا ہوں کہ دعا کرو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عریش کو سامنے لاؤ کس قدر بے کسی کا زمانہ تھا اس بیکسی میں دعا کی طاقت نے کس قدر زبردست اثر دکھایا، آج بھی اگر دعاؤں میں وہ سوز پیدا ہو جائے تو وہ نظارے پھر ہمیں بھی نظر آ سکتے ہیں۔

احمدی قوم اپنی روحانی طاقت اور دعاؤں سے مسلمانوں کی امداد کرے

آپ کی جماعت ایک روحانی جماعت ہے۔ آپ کے اندر ایک روحانی قوت موجود ہے، بلاشبہ حفاظت کے لئے ظاہری سامان اور طاقت کا ہونا بھی ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ ہی دعا ایک ایسی طاقت ہے جو سب سامانوں سے بڑھکر اثر رکھتی ہے ہمارے مسلمان بھائی اس سے بے خبر ہیں آپ ان کے شفیع بنیں۔ آپ نے دعا کی قوت کو خود بھی مشاہدہ کیا ہے، اپنے امام کی زندگی میں آپ نے دعاؤں کے کرشمے دیکھے آپ کی دعاؤں نے وہ وہ اثر دکھلائے جو شاید دوسری طرح ممکن نہ تھے، اس لئے آپ اس ہتھیار سے کام لیں، آپ جانتے ہیں کہ اس وقت مسلمانوں کی طاقت دوسری اقوام کے مقابلہ میں ایک چوتھائی ہے سامان بھی ان کے پاس نہیں، مال بھی نہیں ایسی حالت میں جو خطرات لاحق ہیں ان سے بچنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے، لیکن ایک چیز ہے دعا جو ان کو بچا سکتی ہے دعا بڑی طاقت ہے بشرطیکہ دعا کی قبولیت کی شرائط کے ساتھ ہو جو دعا کے آداب اور شرائط کو پورا کر لیتا ہے وہ استجابت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔

ہمارے ساتھ مسلمانوں کے بغض و تشدد کے باوجود انکی مدد کرو

اس لئے مسلمان قوم کے لئے دعاؤں میں لگ جاؤ ہم جانتے ہیں کہ ہماری قوم نے ہم پر بڑا تشدد کیا ہے، دیکھتے ہیں کہ ہم خدمت اسلام کر رہے ہیں لیکن ان کے دلوں میں ہمارے لئے بغض موجود ہے، وہ پسند نہیں کرتے کہ ہمارا کوئی آدمی آگے ہو، تاہم تم ان کی مدد کرو ایسی دعائیں کر کے جو اجتماعی رنگ رکھتی ہوں قرآن کریم کی اکثر دعائیں اجتماعی رنگ کی ہیں اور ان میں جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، ان دعاؤں میں ساری جمعیت اسلامی کو شامل کرو۔ بلاشبہ اپنے نفس کے لئے بھی دعا کرو اپنے عزیزوں کے لئے دعا کرو اپنے دوستوں کے لئے دعا کرو، اپنی جماعت کو ان دعاؤں میں لاؤ لیکن جب تک نہیں ساری مسلمان قوم کو اپنی ان دعاؤں میں شامل کرو۔

جب تک مسلمان قوم نہ بچے ہم نہیں بچ سکتے

ایک قصہ روایات میں مذکور ہے کہ حاتم طائی کی بیٹی کسی جنگ میں اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ بطور قیدی پکڑی ہوئی مسلمانوں کے قبضہ میں آئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو آزاد کرنا چاہا کہ تو ایک بڑے سخی مرد کی بیٹی ہے، میں نہیں چاہتا کہ تو قید میں رہے تمہیں رہائی دی جاتی ہے، اس نے کہا میں آزادی اور رہائی کو کیا کروں گی جب میری قوم کے لوگ قید میں ہیں، آپ نے فرمایا تمہاری قوم کے سب لوگ آزاد کئے جاتے ہیں، تو بات یہ ہے کہ ہم لوگوں کو اس وقت یہ طریق اختیار کرنا چاہیئے اور یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہم جن لوگوں کا حصہ ہیں جس قوم میں ہم شامل ہیں جب تک وہ نہیں بچتی ہم بھی بچ نہیں سکتے، اسلئے ساری مسلمان قوم کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے، مگر خوب یاد رکھو کہ جب تک تم راتوں کی نیند کو حرام نہیں کرتے اس وقت تک تمہاری دعائیں قبولیت کے مرتبہ پر نہیں پہنچ سکتیں اس لئے راتوں کو اُٹھو اور مسلسل طور پر دعاؤں میں لگ جاؤ،

تم وہ جماعت بن کر دکھاؤ جس کی خدا کو پرواہ ہو

یہ تو اپنی حفاظت کے متعلق میں نے کہا ہے، دوسری بات مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فقرہ یاد آتا ہے جو آپ نے جنگ بدر کے وقت دعا کرتے ہوئے کہا اللھم ان اھلکت ھذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض ابداً اے اللہ اگر اس چھوٹی سی جماعت کو تو نے ہلاک کر دیا تو زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ دیکھو خدا کی ذات بڑی غنی ہے، اس کو اس کی پرواہ نہیں کہ کوئی اس کی عبادت کرتا ہے یا نہیں، ان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعاً فان اللہ لغنی حمید، اگر زمین کے سب لوگ خدا کا انکار کر دیں تو اس کو اس کی پرواہ نہیں۔ لیکن بعض وقت وہ مومن کی بڑی پرواہ کرتا ہے، خدا کو اس جماعت کی جو محمد رسول اللہ صلعم نے پیدا کی بڑی پرواہ تھی کیونکہ جانتا تھا کہ واقعی وہ اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہیں، تم بھی وہ جماعت بن کر دکھاؤ جس کی پرواہ خدا کو ہو۔

مومن کا حق خدا پر ہے

یہ جو میں نے پڑھا ہے کان حقاً علینا نصر المومنین مومنوں کی مدد کرنا ہم پر حق ہے یہ کتنا زبردست وعدہ ہے خدا پر کسی کا حق نہیں۔ وہ خالق ہے اور ہم مخلوق، اس کے سامنے سب برابر ہیں، مگر پھر بھی فرماتا ہے: کان حقاً علینا نصر المومنین اور ایک جگہ فرماتا ہے وکذالک حقاً علینا ننج المومنین (یونس ۱۰۳) مومنوں کو نجات دینا یہ ہم پر حق ہے تو یہ دو چیزیں یاد رکھو خدا پر کسی کا کوئی حق نہیں مگر مومن کا اس پر حق ہے کہ اس کی مدد کرے، مگر کب؟ جب وہ حالت پیدا ہو جائے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کی حالت تھی اور خدا یہ دیکھ لے کہ یہ لوگ میرا نام دنیا میں لینے والے ہیں۔

اعلائے کلمۃ اللہ کو مقدم کرو

تو اپنے آپ کو اس مقام پر پہنچائیں کہ خدا کو آپ کی پرواہ ہو تم کو مدد دینا خدا پر واجب ہو جائے آخر وہ بھی انسان ہی تھے مگر کیا بات ان میں تھی، ایک بہت بڑی بات جو ان میں پائی جاتی تھی وہ یہ تھی کہ انھوں نے اعلائے کلمۃ اللہ، خدا کے نام کو بلند کرنا، اس کو سب چیزوں پر مقدم کر لیا تھا، اور اپنی ذاتی ضروریات کو پیچھے رکھتے تھے، تم بھی ایسے بن جاؤ تاکہ ان کی طرح خدا ہم پر بھی رحم کرے۔

دس مشنوں کی تحریک اور جماعت کی دعاؤں کا اثر

میں اس وقت ایک خاص بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں قریباً دو سال کا عرصہ ہو گیا جب ایک تحریک میں نے کی اور بار بار اس التجا میں لگا رہا . . . . . کہ آپ لوگ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسے سامان ہمارے ہاتھ میں دے دے کہ ہم دس تبلیغی مشن قائم کر سکیں، بہت دعائیں آپ سے کرائیں ایک معاہدہ کے رنگ میں دعاؤں پر زور دیا گیا، خود بھی دعائیں کرتا تھا لیکن میں تو گنہگار ہوں، کسی اپنے نیک بندے کی دعا خدا نے سن لی اور ایسے سامان خود بخود پیدا کر دیئے دیکھئے کتنی مدد خدا نے دی ہے اس وقت خواہش یہ تھی کہ دس مشنوں کے لئے کم از کم پانچ سال کا خرچ بن جائے پھر لے لینا مزید کوئی لینے والا ہو خدا کے ہاں سے اس سے بہت زیادہ مل جاتا ہے جو ہم مانگتے ہیں، اس نے اپنے کسی نیک بندہ کی دعا کو سن لیا۔

وہ سامان جو خدا نے بنایا ہے

نقد روپیہ تو اتنا نہ ملا لیکن ایسا سامان اس نے کر دیا کہ ہم مستقل طور پر دس مشنوں کو چلا سکیں، اسی سال کے اندر ایک زمین اللہ تعالیٰ نے ایسی دلا دی کہ اس کی آمد سے ہم اس کام کو کر سکتے ہیں ایک ٹکڑا زمین کا چودہ سو ایکڑ کا ہمیں مل گیا جس سے اگر خدا چاہے تو تین مشن چل سکتے ہیں، ایک اور زمین سے تو تھوڑی اڑھائی سو ایکڑ لیکن اگر خدا چاہے تو اس سے بھی دو مشنوں کا کام چلایا جا سکتا ہے، اس کے علاوہ اکاڑہ کی زمین ہے اس پر انجمن کا بڑا بوجھ ہے اور یہ خدا کا احسان ہے کہ ایسے وقت ہاتھ آگئی جب ان ضروریات کا علم بھی نہ تھا اس نے بڑا کام دیا اور اگر خدا چاہے تو اس سے بھی تین مشن چلائے جا سکتے ہیں، یہ آٹھ مشنوں کا مستقل انتظام ہو گیا۔

پانچ سو ایکڑ کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی ضرورت

اس کے بعد پانچ سو ایکڑ کی ایک زمین اور ہم لینا چاہتے ہیں وہ آباد

بچوں کا صفحہ

باپ بیٹے کی مجلس

تعلیم نماز

(از مولینا مرتضیٰ خاں صاحب)

رشید۔ (۸ سالہ بچہ) "اباجان! آج مجھے آپ جمعہ کی نماز میں لے گئے تھے۔ مگر مولوی صاحب نے جو وعظ کیا مجھے تو اس کی کچھ سمجھ نہیں آئی محض ایک دو لفظ مجھے یاد رہے۔ اسلام اسلام بار بار کہتے تھے۔ یا ایمان کا لفظ مجھے یاد رہا ہے۔ اور تو کچھ یاد نہیں۔"

باپ۔ "اگر تم باقاعدہ جمعہ کے دن مسجد میں جایا کرو گے تو تمہیں آہستہ آہستہ تمام باتوں کی سمجھ آتی جائے گی۔ جمعہ کی نماز کا یہی تو فائدہ ہے کہ انسان دین سے واقف ہو جاتا ہے اور چونکہ بار بار نصیحت کان پر پڑتی ہے اس سے انسان کی اصلاح ہوتی رہتی ہے اور وہ نیک بن جاتا ہے۔"

رشید۔ "اچھا اباجان! آپ مجھے ہمیشہ جمعہ کے روز مسجد میں لے جایا کریں میں بڑی خوشی سے جاؤں گا۔ مگر آج جو مولوی صاحب نے اسلام اور ایمان کے لفظ بولے ان کا مطلب تو آپ مجھے سمجھا دیں۔"

باپ۔ ابھی دو چار دن ہوئے جب تم چچا کے ہاں گئے ہوئے تھے، میں نے اسلام کے معنے تمہارے بڑے بھائی سعید کو بتلائے تھے۔ اور ایمان کے معنے بھی۔ خدا جانے اس نے یاد بھی رکھے یا نہیں ذرا اس سے پوچھیں تو۔ سعید! سعید! ادھر تو آؤ ذرا"

رشید۔ "اچھا بھائی جان بھی ان لفظوں کا مطلب نہیں جانتے۔ وہ تو اکثر جمعہ میں جاتے ہیں پھر بھی ان کو معلوم نہیں۔"

باپ۔ "جانتے تو ہیں مگر میں نے ذرا کھول کر ان لفظوں کے معنے ان کو بتلائے تھے۔ لے وہ آ گئے اب ان سے پوچھتے ہیں۔ اچھا سعید یہ تو بتاؤ کہ اسلام کے کیا معنے ہیں؟"

سعید۔ (بارہ سالہ بچہ) اسلام کے معنے ہیں۔ خدا کے حکموں کے آگے سر جھکانا اور اس کی مخلوق کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ اور صلح و آشتی رکھنا۔ یہ ہمارے مذہب کا نام ہے۔ اور ہم لوگ مسلم ہیں یعنی خدا کے فرمانبردار بندے۔ خدا کے آگے سر جھکانے والے۔ اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے۔ اسلام کا خلاصہ یہ کلمہ ہے لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کا رسول ہے۔

باپ۔ بالکل ٹھیک یہی معنے ہیں اسلام کے۔ خدا کے حکموں کو ماننا اور خدا کی خلقت کے ساتھ صلح اور آشتی رکھنا اور اس کی خدمت کرنا، اب سمجھے میاں رشید اسلام کے کیا معنے ہیں۔"

رشید۔ "جی ہاں بالکل سمجھ گیا۔ میں اس کو یاد رکھوں گا اسلام کے معنے ہیں خدا کے حکموں کو ماننا اور خدا کے بندوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا بس آپ جس وقت چاہیں مجھ سے پوچھ لیں۔ اور اباجان ایمان کسے کہتے ہیں"

باپ۔ ایمان کہتے ہیں دل سے ایک بات کا یقین کرنا اور زبان سے اس کا اقرار کرنا۔ ہمیں اسلام نے حکم دیا ہے کہ ہم خدا پر ایمان لائیں خدا کے فرشتوں پر ایمان لائیں۔ خدا کی بھیجی ہوئی کتابوں پر ایمان لائیں خدا کے رسولوں پر ایمان لائیں۔ اور قیامت کے دن پر یا جزا سزا کے دن پر ایمان لائیں۔

رشید۔ "اباجان، یہ تو آپ نے کئی باتیں گن دیں۔ مجھے تو اتنی جلدی یاد نہیں ہو سکتیں۔"

باپ۔ یہ کچھ مشکل نہیں۔ میں بولتا جاتا ہوں۔ تم دہراتے جاؤ۔ "بولو۔ میں ایمان لایا اللہ پر اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور موت کے بعد اٹھنے پر۔" (باپ بولتا جاتا ہے اور لڑکا دہراتا جاتا ہے) دو تین دفعہ دہرانے سے لڑکے کو یاد ہو جاتا ہے۔

باپ۔ دیکھا تم نے کتنی جلدی یاد کر لیا۔ اس کو ایمان کی صفات کہتے ہیں ان کو عربی میں بھی یاد کر لینا چاہیئے کیونکہ ہمارے دین کی زبان ہمارے نبی کی زبان ہمارے قرآن کی زبان عربی ہی ہے"

سعید۔ "اباجان مجھے تو صفات ایمان عربی میں بھی آتی ہیں۔ دادی حضور نے سکھائی تھیں۔"

باپ۔ "بھلا سناؤ تو سہی"۔

سعید۔ سن لیجئے۔ امنت باللّٰہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر والقدر خیرہ وشرہ من اللّٰہ تعالیٰ والبعث بعد الموت۔

باپ۔ شاباش بہت ٹھیک یاد ہے۔ اب دیکھنا میاں رشید بھی دو چار دن کے اندر یاد کر لیں گے۔"

رشید۔ اباجان دو چار دن کیسے! میں تو کل شام کو ہی آپ کو سنا دوں گا کل مجھے آخری ہفتہ کی چھٹی ہے۔ دادی حضور کے پاس بیٹھ جاؤں گا۔ بس وہ مجھے ایک آدھ گھنٹے کے اندر اندر یاد کرا دیں گی۔ میں بھائی جان سے کیوں کم رہوں؟"

باپ۔ "جی ہاں تم بھائی جان سے کب رہنے والے ہو۔ تم تو ان سے بھی آگے نکل جاؤ گے۔"

سعید۔ "اچھا اب کل شام تک آپ کو مہلت ہے۔ دیکھیں آپ یاد کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر میاں انور آ گئے تو بس پھر میاں رشید کا پتہ نہیں۔ خدا جانے کہاں کہاں چکر لگائیں گے۔ پھر پڑھنا کیسا اور پڑھانا کس کا نام۔"

رشید۔ لاکھ انور آئے میں ہرگز اس کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ میں صبح اٹھتے ہی دادی حضور کو سلام کر کے ان کے پاس بیٹھ جاؤں گا اور سب کچھ یاد کر لوں گا۔"

باپ۔ اچھا پھر کل شام کو اس وقت ہم آپ سے سن لیں گے۔ اب سو جاؤ تاکہ صبح

تحریکِ احمدیت اور پاکستان

از شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

تھوڑی دیر کے لئے فرض کیجئے کہ ہندوستان میں ۹ کروڑ انسانوں کی آبادی ایسی ہے جسے اپنے مذہب، اور اپنی مذہبی روایت سے کوئی واسطہ نہیں ایسے ایک مادی انقلابات کی دعوت دینے کے لئے مختلف آوازیں اٹھتی ہیں۔

غیر قوم کے تسلط کے خلاف آواز

ایک آواز غیر قوم کے تسلط کے خلاف بلند ہوتی ہے جن اقوام کا وطن ہندوستان نہیں انہیں کوئی حق نہیں کہ وہ اس ملک کے رہنے والوں پر حکومت کریں۔ اس مسلک کے پیرو انگریزوں سے محض اس لئے لڑیں گے کہ وہ انگریز ہیں۔ ہندوستانی نہیں۔ جرمنوں سے اس لئے کہ وہ جرمن ہیں۔ اور جاپانیوں سے اس لئے کہ وہ جاپانی ہیں۔ ان کی تمام جدوجہد اپنی قوم کی خودمختاری کے لئے ہوگی۔ یہ آواز اس ملک کے باشندوں کو بہت جلد اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ قومیت پرستی کے جذبات کی نشوونما کے ہمراہ قومی سیاست قومی فلسفہ۔ قومی ضابطۂ اخلاق معرضِ وجود میں آجاتے ہیں جو بالآخر دوسری اقوام کے لئے خطرہ کا باعث بن جاتے ہیں۔

سرمایہ داری اور مذہب کے خلاف آواز

دوسری آواز روٹی کے حصول کی خاطر اٹھتی ہے جس کا مقصد محروم طبقے کو سرمایہ دار طبقے کے خلاف ابھارنا ہے غیر اقوام کی استعماریت اور اپنی قوم کے ایک قوم کے ایک مخصوص گروہ کا استبداد بعض اوقات نان و نفقہ سے محروم انسان کو ایک طبقے کے خلاف اور بسا اوقات دونوں طبقات کے مقابل سینہ سپر ہونے پر مجبور کرتا ہے اور مجھ قوتیں بھی ان طبقات کی پشت پناہی کرتی ہیں وہ بھی اس محروم گروہ کے انتقام کی زد سے نہیں بچ سکتیں، مذہب کے متعلق عام خیال یہی ہے کہ یہ غرباء کو بدحال رکھنے میں امراء کی معاون ہے اس لئے اس تحریک کی مقبولیت کے ہمراہ مذہب کی طرف سے بیگانگی اور الحاد و دہریت رغبت کا بڑھنا لازمی ہے۔

مذہب سے بیگانگی

ان دونوں تحریکات کی آمیزش سے اور بھی کئی تحریکات پیدا ہوتی ہیں جو قوم اپنے مذہب سے بیگانہ ہو چکی ہو اس کے لئے ہر ایسی تحریک باعث کشش ہے۔ گو ایسی تحریکات براہ راست مذہب سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں پھر بھی وہ پوشیدہ طور پر اس قوم کے افراد کو مذہب سے بیگانہ کئے جاتی ہیں۔

اور جب دشمن علانیہ اپنے فلسفہ سائنس سیاست، غرضیکہ ہر رنگ میں اس مذہب کے خلاف نبرد آزما ہو تو پھر دینی تحریک کے احیاء کی کوشش کرنا تو کجا اس کا نام تک سننے سے طبیعت بیزار ہو جاتی ہے۔

ایسی قوم کے لئے اب اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہوتا کہ اپنی آپ کو اس قسم کی تحریکات میں مدغم کر کے اپنی انفرادی حیثیت کا خاتمہ کر لے۔

مسلمانوں کے لئے آزمائشوں کا زمانہ

بیسویں صدی کے اوائل کا زمانہ مسلمانانِ عالم کے لئے ایسی ہی آزمائشوں کا زمانہ تھا مسلمانوں کی سیاسی قوت ختم ہو چکی تھی۔ وطن پرستی اور قومیت پرستی مسلمان ممالک کا مسلک بن چکا تھا۔ مغربی تہذیب کے زہریلے جراثیم ان کی حیاتِ اجتماعی کی رگ رگ میں سما چکے تھے۔ دہریت و الحاد کے داعی مختلف رنگوں میں اسلام پر حملہ آور تھے۔ یہ وہی زمانہ تھا جب لارڈ کرومر اور پادری زویمر نے اسلام کے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ سیاسی طور پر مسلمانوں کی قوت ٹوٹ چکی ہے۔ عیسائیت کا پرانا حریف اب صرف سال کا مہمان ہے۔

انتہائی مایوسی کا زمانہ

مسلمانوں پر انتہائی مایوسی کا زمانہ تھا مسلمانانِ ہند کو بھی اس زمانہ میں بہت [illegible] مشکلات اور مصائب سے واسطہ پڑا سلطنت کے چھن جانے کے ساتھ ہی انہیں یکلخت محسوس ہوا کہ ان کے اس فضا میں سانس لینا بھی دشوار ہو رہا ہے۔ اس عرصہ میں کئی تحریکات اٹھیں اور اپنی طبعی عمر پا کر ناپید ہو گئیں اور ہر تحریک کی ناکامی مسلمانوں کی قوت کو پہلے سے زیادہ مضمحل کر دیتی تھی سیاسی طاقت سے محرومی، اخلاقی حس کا فقدان، تہذیبِ حاضرکی چمک، مغربی علوم کی اشاعت رہزن نما رہنماؤں کی قیادت ان سب باتوں نے مل کر اسلامیانِ ہند پر ایک یاس کا عالم طاری کر رکھا تھا۔ کسی نے محض بغاوت و فساد، کسی نے ہجرت، کسی نے مغربی علوم و فنون کی تعلیم کسی نے سرکارِ عالی مدار کی غلامی کو اپنی نجات کا ذریعہ قرار دیا۔

کامیابی کی شاہراہ

اس افراتفری کے دور میں ایک آواز ایسی بھی تھی جس نے محض اسلام پر عمل کو کامیابی کی شاہراہ بتایا۔ وہ اسلام جس کے محض نام لینے کی برکت سے آج مسلمان حصولِ پاکستان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس زمانہ میں ایک ہی آواز تھی جو اسلام کے زندہ ہونے کا اعلان کر رہی تھی، ایک ہی تحریک ایسی تھی جو اس یاس کے عالم میں بھی اسلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کی ان تھک کوشش کر رہی تھی اور یہ اسی تحریک کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ مسلمانانِ عالم کو رفتہ رفتہ اسلام کی زندگی کا احساس ہونے لگا۔ یورپ میں تبلیغ اسلام کی کامیابی نے مسلمانوں کے حوصلے بلند کر دیئے۔ گو ان کے کثیر طبقے نے براہ راست اس تحریک میں شمولیت اختیار کی لیکن وہ اس جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کا دل سے ضرور معترف رہا۔

مغرب میں اسلام کی کامیابی

لارڈ ہیڈلے کا قبول اسلام

محض ایک فرد کا اعلانِ حق ہے لیکن جس وقت انہوں نے قبولِ اسلام کیا۔ یہ وہی زمانہ تھا جب عیسائیت کے علمبردار اسلام کی تباہی کی پیشگوئی کر رہے تھے ان کے آغوشِ اسلام میں آنے کی خبر تمام دنیا میں نشر ہو گئی اس وقت بیگانے تو کیا اپنوں کو بھی احساس ہوا کہ اسلام ایسی شئے ہے جسے مغرب کی متمدن و مہذب اقوام میں کامیابی کے ساتھ پیش کیا جا سکتا ہے۔ ایک پادری نے افریقہ کے دور دراز علاقوں میں مسلمان حبشیوں کے گھر میں لارڈ ہیڈلے اور خواجہ کمال الدین مرحوم کی تصاویر [illegible] دیکھا اور یہ سمجھا کہ [illegible] عیسائیت [illegible] اسلام [illegible] کیونکہ [illegible] جب کہ خود ان کی قوم کے ایک بڑے فرد نے اسلام کو عیسائیت سے بہتر پایا۔

ہندوستان کی آواز

اسلام کی برتری کا احساس یہ وہ آواز [illegible] کے [illegible] کی [illegible] اثر دکھائے بغیر نہ رہی۔

کیا یہ احساس کوئی انقلاب پیدا کر سکا؟ یہ بات تو تسلیم کرنا پڑے گی کہ اسی احساس نے آنیوالے انقلاب کی راہ تیار کی۔

تحریک احمدیت بطور فصیل اسلام

ایسا چمن جس کے گرد کوئی فصیل نہ ہو کیا جنگلی درندوں کی تاخت و تاراج سے محفوظ رہ سکتا ہے نیا اس کی نازک اور شاداب کلیاں مسموم ہواؤں کے جھونکے برداشت کر سکتی ہیں چمن اسلام کے لئے تحریک احمدیت نے ایسی ہی فصیل کا کام دیا ہے جس نے اسے بیرونی حملہ آوروں سے بچائے رکھا۔ اگر ہم مجاز اور استعارہ کی زبان چھوڑ کر بات کریں تو یہ کہنا چاہیئے کہ اسلام کے غلبہ و فتح کے متعلق احمدیت کے لٹریچر نے مسلمانوں میں اسلام کی زندگی کے متعلق ایک ایسا کوئی احساس پیدا کر دیا جسے اور کوئی رد دبا نہ سکی لیکن یہ احساس کوئی دائمی انقلاب پیدا نہیں کر سکتا جب تک اس کی ترجمانی ہمارے اپنے اعمال میں نہ ہو۔

تحریک احمدیت کا اثر

اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو جہاں جہاں بھی احمدیہ تحریک کا اثر پہنچا ہے وہاں مسلمانوں میں اسلامی برادری قائم کرنے کی زبردست خواہش پائی جاتی ہے۔

انگلستان کے نومسلمین گذشتہ جنگ شروع ہونے سے پیشتر اس امر کے خواہشمند تھے کہ ان کی اپنی ایک ایسی اسلامی برادری ہو جس کے ذریعہ سے وہ اپنی یکجہتی کو برقرار رکھ سکیں اور اپنے حقوق کی حفاظت کر سکیں۔

جرمن نومسلموں میں بھی اس قسم کا شدید احساس پایا جاتا ہے۔ اور امریکہ کے مسلمانوں میں بھی رفتہ رفتہ یہ جذبہ پیدا ہو رہا ہے اور کچھ عجب نہیں کہ ان ممالک میں بھی کچھ عرصہ گذرنے پر اسلامی حکومت کے لئے جدوجہد شروع ہو جائے۔

(بقیہ از صفحہ ۲)

طاقت پیدا کرنی چاہیئے۔ انہیں خود بھی نیک ہونا چاہیئے اور دوسروں کو بھی نیک بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ان کو قرآن مجید کے ارشاد فانتشروا فی الارض یعنے زمین میں پھیل جاؤ پر عمل کرنا چاہیئے۔ اور انہیں اشاعت حق کے کام میں لگ جانا چاہیئے جہاں کہیں اسلام کے نام لیوا ہوں وہاں اشاعت اسلام کا کام جاری ہونا چاہیئے اسلام جو دنیا کے اس سرے سے دوسرے سرے تک پھیل گیا یہ اسلام کے نام لیواؤں کی ہمت کا نتیجہ تھا۔ وہ پُرامن طریقوں سے اسلام پھیلاتے رہے۔ اگر آپ اشاعت اسلام کا کام بند کر دیں گے ترقی مسدود ہو جائے گی۔ انحطاط اور جمود پیدا ہو جائے گا۔ اشاعت دین کا نہ ہونا موت کو دعوت دینا ہے۔

خلاصہ کلام

قصہ مختصر یہ کہ پاکستان کی اسلامی سلطنت کو قائم رکھنے کے لئے ہمیں خود نیک بننا چاہیئے اور دوسروں کو نیک بنانا چاہیئے۔ ہمیں خود کامل طور پر مسلمان ہونا چاہیئے اور اسلام کو دنیا میں پھیلانا چاہیئے۔ — م

مراد ما نصیحت بود گفتیم

پیغام صلح
جلد ۳۵　　یوم چہارشنبہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ　　نمبر ۳۹

امام وقت کی پکار

شب تاریک وبیم وزد و قوم ما چنیں غافل
کجا زیں غم روم یارب نما تو دست قدرت را

یہ وہ آواز ہے جو آج سے نصف صدی پہلے پنجاب کے ایک گاؤں سے ایک ایسے شخص کے منہ سے نکلی جس کو کافر و ملحد اور ضال اور مضل سمجھا جاتا تھا قوم کو اس کی آواز سے بیگانہ رکھنے، اس کے متعلق دلوں میں بغض و عناد پیدا کرنے اور شرم کے شر و فساد سے اس کی آواز کو دبانے کی کوشش کی گئی اور کامیابی و کامرانی کے اس راستے سے مسلمانوں کو دور رکھنے کی ہر ممکن سعی کی گئی جو خدا کی طرف سے علم پاکر اس نے قوم کو بتایا۔

کس قدر پُرسوز الفاظ ہیں، قوم کا درد اس کے اندر پایا جاتا ہے، اور کس قدر خطرناک حالات کا نقشہ ان میں کھینچا گیا ہے وہ غم و اندوہ جو اس پاک انسان کو پیش آنے والے خطرناک حالات کے اندر قوم کی غفلت و بے اعتنائی کی وجہ سے پیدا ہوا، اس کا اندازہ "کجا زیں غم روم یارب" کے الفاظ سے کیجئے اور اس بات پر غور کیجئے کہ یہ شخص قوم کا حامی و خیرخواہ ہو سکتا ہے یا دشمن و بدخواہ؟ ہاں اس کا آخری تکیہ و سہارا اس کی امیدوں کا مرکز اگر کوئی ہے تو دست قدرت ہے جس کے لئے وہ سراپا التجا ہے کہ اس نور ایمان کو ظاہر کر دے جو اس کے دل کے اندر پنہاں ہے کاش اس کی اس پرسوز آواز، اس آہ و پکار اس غم و اندوہ اور پُر درد دعا کو قوم کے لوگ دلی کانوں سے سنتے، ان خطرناک حالات پر غور کرتے جو اس شخص کو شب تاریک اور بیم و دزد بن کر نظر آ رہے تھے تو آج قوم کو وہ مصائب نہ اٹھانی پڑتیں جو اس وقت پیش آ رہی ہیں۔

وہ کن آنے والے خطرات سے تھے جن کو شب تاریک بیم و دزد کے الفاظ میں ظاہر کیا اور جن سے قوم کی غفلت کا غم اس امام وقت کو پیدا ہوا، اس کی وضاحت اس نے خود اپنی ہر تحریر و تقریر میں فرمائی ہے خود اسی نظم میں جس کا یہ شعر ہے آپ فرماتے ہیں:-

در اسلام در یا فتن حقیقتہا ہے دارد
کجا باشد خبر زاں ہا گرفتاران صورت را
من از یار آمدم تا خلق را ایں مہر بنمایم
گر امروزم نمے بینی ببینی روز حسرت را

اسلام کا نور اسلام کا چاند اس کی آرزو کا مرکز تھا، اس کے اندر وہ حقائق و انوار اسے نظر آتے تھے جو دنیا کی ہدایت و کامرانی کا موجب ہو سکتے ہیں، یہی ماہ ہدایت دنیا کو دکھانے کے لئے وہ آیا، اور قوم نے اس کا ساتھ دینے کے بجائے اس سے غفلت و بے اعتنائی کا برتاؤ کیا، اس نے صاف صاف بتا دیا کہ آج تم اس نور کو نہیں دیکھتے اور اس سے غفلت و بے پرواہی کرتے ہو اس کا نتیجہ ہوگا کہ ایک دن تمہیں حسرت کے ساتھ ہاتھ ملنے پڑیں گے اور اسلام کو دنیا میں نہ پہنچانے اس نور سے دنیا کو منور نہ کرنے کا خمیازہ حسرت و افسوس کے ساتھ بھگتنا پڑے گا

اسی جگہ آپ نے اسلام کی حقیقت کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو اطاعت لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ کا صحیح رستہ بتاتا اور اپنے پیروؤں کو خدا تعالے کے فرمانبردار بندے ہونے کے ساتھ مخلوق خدا کے سچے ہمدرد اور شفیق و غمگسار بناتا ہے یہی وہ مذہب ہے جس کے بتائے ہوئے رستہ پر چلنے سے دنیا میں امن اور خوشحالی پیدا ہو سکتی ہے اور جس کے پیروؤں نے اپنے اعمال و افعال سے دنیا کو فتنہ و فساد و جہالت و نکبت کے جہنم سے نکال کر امن و خوشحالی اور علم و رفعت کی جنت میں پہنچا دیا، اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے آپ نے اسلام کے معارف پر جو روشنی ڈالی ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاندار معجزانہ اور پاکیزہ حالات و فضائل پر جو تبصرہ کیا ہے اسے پڑھ کر کون سنجیدہ اور صاحب عقل انسان ہے جو اس پاک مذہب اور اس کے مقدس بانی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا قائل نہ ہو،

مگر وائے افسوس کہ ان حقائق و معارف کو دیکھنا تک گوارا نہ کیا گیا چہ جائیکہ انہیں دنیا میں پہنچانے اور تشنگان بادیہ ضلالت کو اس سے سیراب کرنے کی کوئی ادنیٰ سی کوشش کی جاتی، آپ کے ساتھیوں نے اس نور کو مغربی دنیا میں پہنچانے کی کوشش کی اور خدا کے فضل سے کئی اہل علم حضرات کو اس کا والا و شیدا بنایا، لیکن عام طور پر مسلمانوں نے ان کھلے نتائج کو دیکھتے ہوئے بھی اس طرف توجہ نہ کی اور نہ ہندوستان میں تبلیغ کا علم بلند کیا، حالانکہ یہی ایک راہ تھی جس سے حقیقی کامیابی حاصل ہو سکتی تھی۔ آج وہ لوگ جو مسلمانوں کے مصائب پر روتے اور دشمنوں کی ریشہ دوانیوں اور ستم آرائیوں پر چیختے اور چلاتے ہیں، غور کریں کہ کیا یہی وہ مصائب کی اندھیری رات نہ تھی جس سے امام وقت نے پہلے سے متنبہ کر دیا تھا، کیا یہ انہی چور صفت مخالفین کا ڈر نہ تھا، جن کی سازشیں آج مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا موجب ہوئیں؟

امام وقت کی پکار اب بھی کانوں میں گونج رہی ہے، اب بھی مسلمانوں کا وہی نقشہ ہے جو ۱۸۹۱ء میں آپ نے کھینچا تھا ؎

فکر ایشاں غرق ہر دم در رہ دنیائے دوں
حال ایشاں غارت اندر راہ نسوان و بنیں

اب بھی دین کی طرف سے غفلت و بے اعتنائی کا وہی حال ہے۔ کاش یہ تازیانہ عبرت ان کی آنکھیں کھولنے کا موجب ہو، کاش وہ امام وقت کی آواز کو گوش ہوش سے سنیں اور دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں اور اپنے اخلاق اور اعمال سے اس نور اور روشنی سے جو مجدد وقت نے انہیں دی ہے دنیا کو منور کریں اور دشمنان دین کو اپنا حامی و خیر خواہ بنانے کی کوشش کریں۔

سانحہ ارتحال

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و اندوہ کے ساتھ سنی جائیگی کہ جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم پروپرائٹر انگلش ویر ہاؤس کے بڑے صاحبزادے شیخ عبدالرشید صاحب ۱۳ اکتوبر کو ریاست بہاولپور میں انتقال فرما گئے، مرحوم اپنی زمینداری کے سلسلہ میں وہاں گئے ہوئے تھے وہیں بیمار ہوئے لاہور میں اعزا کو اطلاع ہوئی جو فوراً وہاں پہنچے، ان کے پہنچنے کے چند گھنٹہ بعد آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمیں مرحوم کی اہلیہ محترمہ، بھائیوں اور بیٹوں اور دیگر اعزا کے ساتھ دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

شیخ انعام الحق صاحب کو صدمہ

مکرم شیخ انعام الحق صاحب حیدرآباد دکن کے خط سے یہ معلوم کرکے ازحد افسوس ہوا کہ ان کے والد ماجد شیخ دین محمد صاحب مفتی ایام فسادات میں بمقام ہوشیارپور وفات پا گئے فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں شیخ صاحب مکرم سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے اللہ تعالے انہیں اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت نصیب کرے دعائے مغفرت اور جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

— حضرت مولنا صدرالدین صاحب روزانہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بعد نماز مجر قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔

— چمبہ سے ہمارے دوست مرزا معصوم بیگ صاحب نہایت خطرات کی حالت میں نکل کر بخیر و عافیت لاہور پہنچ گئے ہیں فالحمد للہ ابھی چند احمدی دوست چمبہ میں گھرے ہوئے ہیں۔

— ڈاکٹر نظام الدین صاحب کچھ عرصہ سے ضلع لدھیانہ کے ایک ریلیف کیمپ میں پناہ گزین تھے، بحمد اللہ بخیر و عافیت لاہور پہنچ گئے ہیں۔

— ۳۰ اکتوبر کو لاہور میں قائداعظم کی تقریر تھی ہجوم اس قدر زیادہ تھا کہ یونیورسٹی گراؤنڈ جیسی وسیع جگہ بھی کثرت اژدہام کی وجہ سے تنگ ہوگئی اور کئی لوگ پس گئے ایڈیٹر پیغام صلح کو بھی اسی ہجوم میں پس جانے کی وجہ سے بہت سخت چوٹیں آئیں جن کی وجہ سے اٹھنا بیٹھنا محال ہے، یہ سطور اسی حالت میں بستر علالت سے لکھی جا رہی ہیں، احباب کرام سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ یہ پرچہ ۱۲ صفحات پر

— ایڈیٹر پیغام صلح کے بھائی ملک کرم الٰہی صاحب کچھ دنوں سے بخار اور شدید کھانسی کی تکلیف میں مبتلا ہیں، ان کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائی جائے۔

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۲)

زمین ہے اس پر محض قبضہ کرنے کی ضرورت ہے، اگر اس کے لئے قیمت بھی خاصی بکار ہے اگر اس کی طرف جماعت کی توجہ ہو جائے تو خدا چاہے تو باقی دو مشنوں کا انتظام بھی اس سے ہو سکتا ہے، یہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی زمین ہے جس کو اگر لے لیا جائے تو بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔

نوجوانان جماعت کی وصیتیں اور قربانیاں ہماری جماعت کے اندر وہ بڑے بڑے بزرگ تو الگ رہے جنہوں نے حضرت صاحب کو دیکھا اور بڑی بڑی قربانیاں کیں مگر ایسے نوجوان ہماری جماعت کے اندر ہیں جن کے خلوص اور قربانیوں نے کمال کر دکھایا ہے، چند نوجوان لڑکوں . . . . اور لڑکیوں کی مدد سے ہزارہا روپیہ اس جماعت کو وصول ہوا ہے، میں نے ایک تحریک کی تھی کہ سب دوست وصیتیں کریں اور ان وصیتوں کا روپیہ اپنی زندگی میں ادا کر دیں میرے جیسے بڈھے جو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں ان کو تو شاید اس طرف کم ہی توجہ ہوئی ہو وہ نوجوان جن کے سامنے محض دنیا ہی دنیا ہوتی ہے، جن کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اچھی زندگی گذارنے کے لئے بہت سامان پیدا کر لیں، انہوں نے بڑی خوشی سے وصیتیں کیں اور ان وصیتوں کے مال خدا کے رستہ میں دے دیئے جس سے یہ ہمارا زمین کی خرید کا بہت سا کام نکلا ہے۔

جنہوں نے وصیتیں نہیں کیں وہ توجہ کریں۔ لیکن ابھی جماعت کے اندر بہت سے دوست ہیں جنہوں نے ابھی وصیتیں نہیں کیں یا وصیت کر کے اس کی رقم ادا نہیں کی، دیکھئے یہ وصیت کا حکم تو قرآن میں ہے جس کی یاددہانی حضرت مسیح موعودؑ نے کرائی، میں نے اس کے ساتھ یہ درخواست کی تھی کہ وہ مال جو آپ کی وصیتوں کی رو سے آج سے بیس پچیس یا پچاس سال بعد وصول ہونا ہے وہ بہتر ہوگا اگر آپ ابھی سے اپنے ہاتھ سے دیدیں، تاکہ خدا کے دین کا کام چل سکے تو میں پھر ان دوستوں سے جنہوں نے ابھی وصیتیں نہیں کیں یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ جلد اپنی وصیتیں کریں اور ان وصیتوں کی رقمیں بھی ادا کر دیں۔

ہمارے سامنے مالوں اور جائدادوں کی تباہی اس وقت ہمیں ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے اور آپ نے دیکھ لیا کہ کیا حشر جائدادوں اور روپیہ کا ہوتا ہے، پہلے تو دور دور کے قصے سنتے تھے کہ فلاں ملک کس طرح تباہ ہو گیا اور فلاں بادشاہ اور امیر اس طرح برباد ہوا، لیکن آج ہم نے اپنے شہروں میں وہ نظارہ دیکھا کہ وہ جو شام کو لاکھوں کے مالک تھے صبح کو برباد ہو کر رہ گئے رات کو لکھوکھہا روپیہ کے مالک تھے صبح فقیر بن کر اٹھے۔

خدا کے رستہ میں قربانی کرو تاکہ مال ضائع نہ ہوں اس لئے میں دوستوں سے کہتا ہوں کہ ڈرنا چاہیئے کہ وہی حالت ہم پر وارد نہ ہو اگر خدا کا حصہ ہمارے مالوں میں سے نکل جائے تو شاید یہی ہماری حفاظت کا سامان ہو جائے میں بندگوں سے بھی درخواست کرتا ہوں اور نوجوانوں سے بھی کہ وہ اس طرف توجہ کریں یہ دولت بڑا دھوکہ ہے یہ آن کی آن میں تباہ ہو جاتی ہے، کسی شخص کو یہ پتہ نہیں کہ کس وقت اس سے چھن جائے بہتر یہ ہے کہ اس سے اپنی عاقبت بنا لو، دیکھو خدا کے رستہ میں جو قربانی کرتا ہے خدا اس کو ضائع نہیں کرتا (اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض) جو چیز لوگوں کو نفع پہنچانے والی ہو خدا اس کو زمین میں قائم رکھتا ہے . . . .

اس لئے خدا کے قانون کے مطابق اپنی زندگیوں کا بھی اور اپنے مالوں کا بھی بیمہ کرا لو، ان مالوں کو لا کر قوم کے سامنے ڈال دو کہ خدا کے دین کی خدمت میں انکو لگایا جائے۔

دنیا میں قرآن کی پیاس ہے اسکو مالوں کی قربانی سے بجھاؤ اس وقت بڑی دور دور سے اطلاعیں آ رہی ہیں کہ قرآن کی پیاس لوگوں میں ہے۔ اس پیاس کو بجھانا، اور خدا کا کلام دنیا میں پہنچانا ہمارا فرض ہے پس تم اپنے مالوں کو نکال کر دے دو کہ خدا کا نام ہم بلند کر سکیں خود بھی دو اپنے دوستوں سے بھی کہو اور اس سلسلہ کو جاری رکھو تاکہ آج اگر دس مشن ہم کھول رہے ہیں تو کل سو مشنوں کے کھولنے کا انتظام ہو جائے اگر ہمت کریں تو خدا کا وعدہ ہے اور بڑا زبردست وعدہ ہے کہ وہ ہماری مدد کرے گا آئیے اس کے حکم کو بجا لائیں اس کے نام کو بلند کرنے کا سامان کریں تاکہ کل کو سرخرو ہو کر ہم اس کے سامنے جائیں اور یہ کہہ سکیں کہ اے خدا جو کچھ ہم سے ہو سکا ہم نے تیرے رستہ میں دے دیا۔

تحریکات ——— و ——— اعلانات

پنجاب مسلم لیگ کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا عطیہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے پانچ ہزار روپیہ پنجاب مسلم لیگ کے فنڈ میں بطور عطیہ پیش کیا ہے۔ یہ رقم ان مصیبت زدگان کی امداد پر صرف ہو گی جنہیں حالیہ فسادات میں نقصان پہنچا ہے۔ اس سے قبل بہار ریلیف کے لئے انجمن اور اس کے بعض ممبران نے قریباً پندرہ ہزار روپیہ مسلم لیگ کی معرفت بہار ریلیف فنڈ میں دیا تھا۔

مسعود بیگ
جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تحصیلدار کی ضرورت

انجمن کے دفتر کے لئے ایک محنتی، دیانتدار احمدی کی ضرورت ہے جو لاہور شہر میں چندہ وصول کرنے کا کام کر سکے سائیکل کا جاننا ضروری ہے معمولی نوشت و خواند سے واقفیت ضروری ہے۔ درخواستیں بنام اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور ارسال کریں۔

امتحان قرآن و سیرت

۳۰ مارچ کے بجائے ۲ اپریل کو ہوگا۔

چونکہ فسادات پنجاب کی وجہ سے آجکل ڈاک وغیرہ کا انتظام اچھا نہیں اور خطوط کے پہنچنے میں غیر معمولی تاخیر ہوتی ہے اس لئے بعض احباب کی فرمائش پر قرآن کریم و سیرت نبوی کا امتحان جو ۳۰ مارچ کو منعقد ہونے والا تھا ۲ اپریل پر ملتوی کر دیا گیا ہے احباب مطلع رہیں۔

خاکسار مسعود بیگ
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

سلسلہ میں شمولیت

مندرجہ ذیل اصحاب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہوئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ استقامت کی توفیق عطا فرمائے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی بھی توفیق دے آمین۔

(۱) محمد احمد خان صاحب . . . دہلی
(۲) عبد الرزاق صاحب . . . . . پونچھ
(۳) محمد سلطان عرف ستلہ . . . "
(۴) عبد الکریم صاحب ولد جمال الدین صاحب "
(۵) نذیر محمد صاحب . . . . . "
(۶) محمد سعید صاحب . . . . . "
(۷) مولوی جمال الدین صاحب . . . "
(۸) عبد الکریم ولد عبد اللہ . . . . "
(۹) محمد شریف صاحب . . . . . "
(۱۰) عبد الحمید صاحب . . . . . "
(۱۱) مولوی بدر الدین صاحب . . . "
(۱۲) بشیر احمد صاحب . . . . . "
(۱۳) عبد المجید صاحب . . . . . "
(۱۴) منشی غلام محمد خان صاحب . . . "
(۱۵) عبد اللطیف صاحب . . . . . "
(۱۶) مسماۃ خانم بی بی صاحبہ . . . "
(۱۷) محمد حسن صاحب . . . سرینگر (کشمیر)
(۱۸) غلام محی الدین صاحب . . . "
(۱۹) محمد مسعود علی صاحب . . . حیدرآباد دکن
(۲۰) محمود احمد صاحب . . . . سیالکوٹ
(۲۱) عبد الرحمٰن صاحب . . . . سرینگر
(۲۲) پیرزادہ مبارک شاہ صاحب . . . "
(۲۳) عبد المجید صاحب . . . . پٹیالہ
(۲۴) محمد عبد الخالق صاحب۔ نماکھلی (آسام)
(۲۵) غلام نبی صاحب . . . خیرپور میرس
(۲۶) محمد عبد اللہ صاحب۔ ڈیرہ غازی خاں
(۲۷) ستار بخش صاحب . . . . پٹیالہ
(۲۸) مسماۃ رضاری . . . . . "

(باقی آیندہ)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— معلوم ہوا ہے ہمارے ایک دوست ایم ایس صمد صاحب مصنف اس بات کے خواہشمند ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا کوئی خط کسی صاحب کے پاس موجود ہو تو وہ ازراہ کرم انہیں تبرکاً رکھنے کے لئے مرحمت فرما دیں، خط کے ساتھ حضرت صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا لفافہ بھی ہو تو بہت بہتر ہوگا، امید ہے ہمارے احباب میں سے کوئی صاحب ان کی اس خواہش کو پورا کرنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے، اس بارہ میں مولوی مرتضیٰ خاں صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری شعبہ تحصیل سے خط و کتابت کی جائے۔

— چک ۸۱ جنوبی سے چوہدری فضل داد صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ہمارے ایک دوست مولوی محمد اکبر صاحب کے دو لڑکے بعارضہ چیچک فوت ہو گئے ہیں جس سے انہیں بہت بڑا صدمہ ہوا ہے، مولوی صاحب کی اور کوئی اولاد نہیں احباب کرام سے درخواست ہے کہ مولوی صاحب کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا کرے اور نعم البدل مرحمت فرمائے۔

سپاس تعزیت — جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی اہلیہ محترمہ کی وفات پر بہت سے احباب نے تحریری خطوط لکھے اور اظہار ہمدردی کیا ہے، ان سب احباب کو فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے بذریعہ اخبار سب دوستوں کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے، امید ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے فرزند سید الطاف حسین صاحب کو اپنڈے سائیٹس کی وجہ سے اپریشن کرانا پڑا ہے خدا کا شکر ہے کہ اپریشن کامیاب ہوا اور اب ان کی حالت بہتر ہے۔

ایک جرمن نومسلم احمدیت میں۔ جرمن نومسلم عمر شی برٹ ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب کی تحریک پر ۲۸ فروری ۱۹۴۷ء کو جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔

مجازی نبوت کی تشریح

از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی

(۲)

پس نہ صرف اہل سنت والجماعت بلکہ اہل تشیع بھی قائل ہیں کہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ جاری ہے اور یہ مجازی نبوت ہے۔ چنانچہ علامہ ملاں علی قادری اکثر روافض کو سلسلہ رسالت کے تواتر کا قائل قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ حضرت علی کو آنحضرت صلعم کی موت اور رجعت میں حضرت علی کا قائم مقام مانتے ہیں۔ پھر ان کے متعلق فتوےٰ یہ دیتے ہیں کہ:-

"ان ارادوا بھا الحقیقت والا فالمنزلۃ المجازیتہ لاتوجب الکفر والبدعۃ"
(شرح شفا قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۵۱۸-۱۶)

یعنی اگر ان قائلین تواتر نبوت کا منشا حقیقی نبوت کا اجرا ہو تو یہ یقیناً کفر ہے لیکن اگر ان کی مراد مجازی نبوت و رسالت ہے تو اس سے نہ کفر لازم آتا ہے نہ یہ کوئی بدعت ہے۔

قادیانیوں کو بہاولپور والے مقدمہ کے دوران میں جب علماء کی طرف سے فتوے کفر کی وجہ نبوت کا دعوےٰ قرار دیا گیا تو علماء قادیان کو جن میں مولانا جلال الدین صاحب شمس بھی تھے اوپر کا جواب دینا پڑا تھا۔ اور یہ جواب چھپا ہوا موجود ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ مولانا حقیقت اور مجاز کو اچھی طرح سمجھتے ہیں مگر اب مجبور ہیں آخر متقدم ہوئے۔ کاش نام احمدی کہلانے والے قرآن و حدیث کے مقلد ہوتے نہ کہ ایک غیر مامور کی تقلید میں مسیح موعود کی اتباع کو بالائے طاق رکھ کر حقیقت کو مجاز اور مجاز کو حقیقت بتاتے۔

انجام آتھم کا ایک حوالہ مولانا نے درعلیٰ وجہ الحقیقت" کے معنے سمجھانے کے لئے مندرجہ ذیل حوالہ پیش کیا ہے۔

"من قال بعد رسولنا وسیدنا انہ نبی او رسول علیٰ وجہ الحقیقت والافترا و ترک القرآن واحکام الشریعت الغراء فھو کافر کذاب"

غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعوےٰ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد

بے دین ہے۔"

مولانا فرماتے ہیں کہ علیٰ وجہ الحقیقت نبوت کا مدعی حضرت مسیح موعود کے نزدیک وہ شخص ہے جو براہ راست نبی ہونے کا مدعی ہو۔

یہ ہم تسلیم کرتے ہیں مگر کیا اس کا نتیجہ یہ نہیں کہ حقیقتاً نبی ہوتا ہی وہ ہے جو براہ راست منصب نبوت پاتے۔ اور چونکہ یہ دروازہ ہی بند ہے اس لئے اب نبی تو نہیں آسکتا البتہ مجازاً نبی ہو سکتا ہے۔

اگر مولانا کو اس سے انکار ہے تو وہ بتائیں کہ جب وقت یہ عبارت مسیح موعود نے لکھی تھی اس وقت تو ان کے خیال میں بھی حضرت اقدس کے نزدیک نبی کے لئے براہ راست شرط لازمی تھی یا نہیں۔ اگر کہو نہیں تو یہ جھوٹ ہوگا۔ اور اگر کہو کہ ہاں غلطی کے ازالہ سے پہلے حضرت مسیح موعود نبی کے لئے براہ راست ہونا شرط لازمی قرار دیتے تھے تو ان کو یہ بھی تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ امتی درحقیقت نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ اور امتی کو اگر نبی کہا جائے تو وہ محض مجاز و استعارہ کے رنگ میں ہے۔ ورنہ وہ دراصل نبی نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اوپر کی عبارت لکھ کر نیچے حاشیہ میں حضرت اقدس نے بات کو صاف کرنے کے لئے لکھ دیا ہے:-

"یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔"
(حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۸)

—

سلسلہ۔ گویا یہ نادان و متعصب ہی کا کام کر رہے ہیں اور یہ عیسائیوں سے مشابہت پوری ہے۔

اب مولانا غور فرما دیں کہ یہاں حقیقت و مجاز کا بھی مسئلہ صاف ہے جب ایک لفظ اپنی حقیقت پر محمول نہ ہو تو پھر وہ مجازی معنوں میں استعمال ہے یہی بات ہے جس کو حضرت اقدس نے

"سمیت نبیا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقت"۔

میں بیان کیا ہے۔

نبی اللہ کا لفظ کن مجازی معنوں میں ہے۔ پھر غور فرمائیں کہ حضرت اقدس نے مجاز کے معنے بھی واضح کر دیئے کہ ان مجازی معنوں سے مراد وہی ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔ (اجراء نبوت کے قائل اس کا جواب مسیح موعود کو دیں)

میرا خیال ہے کہ ایک خدا ترس دل کے لئے انجام آتھم کا اوپر کا حوالہ کافی ہے۔ مگر خوئے بد را بہانہ بسیار شاید یہ کہدیں کہ یہ حوالہ منسوخ ہے۔ مگر ہم کہیں گے کہ ان کی عقلیں مسخ شدہ ہیں حوالہ منسوخ نہیں ہے۔

اگرچہ اس کی یہاں ضرورت نہیں کہ میں بعض اولیاء اللہ کے کلمات الہامیہ میں سے یہ دکھاؤں کہ ان کو نبی اور رسول مجازاً کہا گیا ہے لیکن چونکہ مجھے یقین ہے کہ مولانا شمس صاحب نہیں تو کوئی اور قادیانی حضرت ہی جھٹ یہ کہدیں گے یہ حوالہ منسوخ ہے کیونکہ پہلے کا ہے یا یہ کہ حقیقت الوحی میں لکھا ہے کہ مجھ سے پہلے کسی کو بھی نبی کا نام نہیں دیا گیا اور یہاں لکھا ہے کہ بعض اولیاء کے الہامات میں یہ لفظ بطور مجاز آیا ہے اس لئے یا تو یہ عبارت محض حضرت مرزا صاحب کی اپنی ذات کے متعلق ہے اور بعض اولیاء سے مراد یہاں خود آپ کی ہی ذات ہے۔ اور یا یہ حوالہ منسوخ ہے اس لئے میں اس کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔

یہ عبارت ہرگز ہرگز خود حضرت مرزا صاحب کی ذات کے متعلق نبی کا لفظ آنے کے متعلق نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ ان معترضین کے جواب میں ہے جو آپ کو دعویٰ نبوت قرار دیتے ہیں اور آپ ان کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کا دعوےٰ تو کفر ہے اور اگر مجازاً میرے الہامات میں نبی اور رسول کا لفظ بکثرت موجود ہے تو خواہ مخواہ کا تمہارا جھگڑا ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم ہے۔ اب اگر کسی ولی اللہ کو یہ لفظ کبھی الہام ہوا ہی نہیں۔ تو صوفیاء کرام کی کتابوں میں اس کے مجازی معنے کیسے آ گئے۔ دراصل کاملین امت محمدیہ کو مجاز کے طور پر خدا تعالےٰ کے کلام میں نبی اور رسول ضرور کہا جاتا رہا ہے۔ ہاں نبی کریم کی احادیث میں

یہ لفظ صرف حضرت مسیح موعود کے لئے بطور مجاز و استعارہ آئے ہیں۔ اس اعتبار سے حضرت اقدس نے لکھا ہے کہ پہلے کسی کو یہ نام نہیں دیا گیا اولیاء اللہ اگر اس لفظ کو الہام میں پاتے تو اسے ولایت کبرےٰ کے نام سے پکارتے ہیں چنانچہ الانسان الکامل میں مسئلہ بروز کی بحث میں اس کا مفصل ذکر موجود ہے۔ اور اہل تصوف اس کے قائل ہیں وہ تو شیخ وقت کو بھی حکماً نبی کہتے ہیں کبھی مجازاً نبی کہتے ہیں جس پر مولانا اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی اور مولانا روم گواہ ہیں اگر کوئی صاحب انکار کریں گے تو ہم اصل حوالہ جات ان کی کتب سے نقل کریں گے۔ سردست ظلی نبوت کے متعلق میں ایک دو حوالے پیش کرتا ہوں:-

"وقد قال الشیخ عبد القادر الجیلی اوتی الانبیاء اسم النبوۃ واوتینا اللقب ای حجر علینا اسم النبی مع ان الحق تعالیٰ یخبرنا فی سرائرنا بمعانی کلامہ وکلام رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ویسمی صاحب ھذا المقام من انبیاء الاولیاء فغایت نبوتھم التعریف بالاحکام الشرعیۃ حتی لا یخطؤا فیھا لا غیر۔"
(المبحث الخامس والثلاثون من یواقیت الجواہر)

یعنی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کو نبی کا نام دیا گیا اور ہم کو نبی کا لقب دیا گیا۔ یعنی نبی کا نام تو ہم پر بند کر دیا گیا لیکن بایں ہمہ خدا تعالےٰ نے ہم کو بذریعہ اپنے الہام کے قرآن اور حدیث کے معنے دل میں ڈالتا ہے۔ اس مقام کا صاحب انبیاء الاولیا کا نام دیا جاتا ہے یا اسے ولی نبی کا لقب دیا جاتا ہے ایسے انبیاء الاولیا یا ایسے ولی نبیوں کی نبوت کی غرض و غایت احکام شریعت پر آگاہی ہے یہاں تک کہ وہ اس میں خطا نہیں کرتے نہ اس سے کچھ زیادہ۔

لقب نبوت یہ لقب نبوت وہی ہے جسے حضرت مسیح موعود نے "عزت کا خطاب" قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو سوائے فہم قرآن کے اور کچھ نہیں دیا جاتا نہ وہ اس میں کچھ کمی کرتے ہیں اور نہ زیادہ۔ اور ایسے لوگوں کے حق میں یہ بھی فرمایا ہے کہ:-

"ایشاں در رنگ انبیاء وادہ مے شوند و درحقیقت انبیاء نیستند"۔
(مواہب الرحمان صفحہ ۶۶)

یہاں "درحقیقت انبیاء" کے لفظ قابل غور ہیں کیونکہ یہ اولیاء اگر درحقیقت انبیاء نہیں ہیں تو جو ذات علیٰ وجہ الحقیقت نبی نہیں وہ بھی اسی زمرہ کا فرد ہے جن کے متعلق ایں فلات

پاکستان کا قیام اور اسلامی سلطنتوں کا احیاء اور اسلام کی روحانی فتوحات

اسلام کی بیکسی پر حضرت مجدد وقت کی گریہ وزاری اور پرسوز دعاؤں کا نتیجہ

جماعت کی دعائیں اور پاکستان زندہ باد کی قبل از وقت بشارت

نصرت الٰہی کا کھلا ہاتھ اور فتح بدر کا ایک اور نظارہ چودھویں صدی میں!

مجدد وقت کی علمی قوت اور آستانہ الٰہی پر گرنے کی طاقت

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ لاہور مورخہ ۱۳ جون ۱۹۴۷ء

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

اور یقیناً اللہ نے تم کو بدر میں مدد دی جب تم (دشمن کے مقابل پر) بہت کمزور تھے۔

بدر کی نصرت میں تمام امت کی نصرت کا وعدہ

قرآن کریم نے گذشتہ انبیاء یا گذشتہ اقوام کے جن حالات کا ذکر کیا ہے وہ بھی قصہ کے رنگ میں نہیں۔ بلکہ پیغمبر خدا صلعم اور امت محمدیہ کے لئے بطور پیشگوئی کیا ہے اسی طرح رسول خدا صلعم کے لئے جن نصرتوں کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ وہ بھی محض اس لئے نہیں کہ مسلمان ان کا ذکر پڑھ کر لذت اٹھائیں۔ بلکہ اس میں بھی یہ بشارت موجود ہے کہ جو نصرتیں ہمارے نبی صلعم کو ملیں وہی ہم کو بھی ملیں گی۔ اگر تبلیغ اسلام کے لئے وہی جوش ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائے جو آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ کے دلوں میں تھا۔

تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں اسلام کی حالت

آج خدا کی نصرت کا کھلا کھلا ہاتھ اسلام کی تائید میں کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ تیرھویں صدی ہجری یا انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں اسلامی دنیا پستی کی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اسلامی سلطنتیں بالکل مٹ چکی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ سلطنت جو اسلامی خلافت کا ایک نشان تھا یعنی سلطنت روم وہ بھی اپنے آخری سانس لے رہی تھی اور یہ یورپ کا مرد بیمار کہلاتی تھی جس کی زندگی یورپ کی ادنیٰ حرکت سے ختم ہو سکتی تھی۔ روحانی رنگ میں بھی اسلام کا قدم آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔ بلکہ پیچھے ہٹ رہا تھا۔ اسلام کا وجود دنیا کے بعض ملکوں سے مٹ چکا تھا۔ بعض میں یہ برائے نام رہ گیا تھا۔ خود ہمارے ملک ہندوستان میں فرزندان توحید تثلیث کے دام میں گرفتار ہوتے جا رہے تھے اور بھی بہت سے ملکوں میں یہ حالت تھی اور پرستاران تثلیث کے حوصلے یہاں تک بڑھ چکے تھے کہ وہ عرب کو بھی اپنا شکار سمجھتے تھے۔ اور اس کے کناروں پر عیسائیت کا جال پھیلا رہے تھے۔

خدائی نصرت کا کھلا ہاتھ اور اسلام کا جسمانی اور روحانی احیاء

آج ہم کس قدر حالت کو تبدیل شدہ پاتے ہیں۔ نہ صرف اسلام جسمانی سلطنتوں کی شوکت دوبارہ زندہ ہوتی چلی جاتی ہے، سلطنت روم اب زندہ سلطنتوں میں شمار ہوتی ہے۔ عرب کی مختلف سلطنتیں جو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر یورپ کے اقتدار کے نیچے دبی ہوئی تھیں ان میں ایک ایسی نئی قوت پیدا ہو رہی ہے کہ آج ان کے اتحاد سے باوجود اسکے کہ انکے پاس سامان جنگ نہیں یورپ کے دلوں میں ایک خوف ہے اور ان کی آواز کے سامنے اسے دبنا پڑتا ہے۔ جاوا اور سماٹرا میں مسلمان ہالینڈ کی غلامی میں آ چکے تھے آج وہاں بھی ایک اسلامی سلطنت کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ اور شمالی افریقہ کی اسلامی سلطنتوں میں بھی قوت کے آثار نظر آتے ہیں۔ ان سب سے بڑھکر یہ کہ ہندوستان کی مٹی ہوئی اسلامی سلطنت کا احیا پاکستان کے رنگ میں ہو جاتا ہے یوں اسلام کی جسمانی قوت میں ایک نئی روح پیدا ہو رہی ہے۔ دوسری طرف اسلام کی روحانی قوت میں بھی ایک عجیب تبدیلی نظر آتی ہے۔ عیسائی جو اسلام کو اپنا شکار سمجھتے تھے نہ صرف وہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے سے مایوس ہو چکے ہیں بلکہ ان کو یہ فکر پڑی ہوئی ہے کہ اسلام جو اپنے جھنڈے عیسائیت کے مرکزوں میں لے جا رہا ہے اس کا سد باب کس طرح کیا جائے اور آج مسلمانوں کے دلوں میں یہ قوت موجود ہے کہ جس طرح ابتدائی زمانہ اسلام میں اسلام کی بڑھتی ہوئی رو کے سامنے شمالی افریقہ۔ شام۔ عراق۔ ایران۔ وسط ایشیا میں عیسائیت کا قدم پیچھے ہٹتا گیا۔ اور فوج در فوج اور گروہ در گروہ عیسائی اسلام کے اندر داخل ہوتے چلے گئے اسی طرح آج بھی یورپ اور امریکہ میں عیسائیت خود بخود پگھلتی جا رہی ہے اور اسلام کا قدم آگے بڑھ رہا ہے اور وہ دن دور نہیں کہ جس طرح پہلے زمانے میں عیسائی فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے آج پھر دنیا وہی نظارے دیکھ لے۔ یہ کھلا خدائی نصرت کا ہاتھ ہے جس کی آنکھیں ہوں دیکھ لے۔

بدر کی کامیابی نبی کریم صلعم اور آپ کے صحابہؓ کی دعاؤں کا نتیجہ تھی

[illegible] تاکہ معلوم ہو سکے کہ ابتدا میں خدائی نصرت کا ہاتھ کس طرح ظاہر ہوا تھا۔ وہ پیغمبر خدا کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ دعائیں تو آپ خدا کا نام دنیا میں بلند کرنے کے لئے عرصہ دراز سے کر رہے تھے اور ایک چھوٹی سی جماعت آپ نے اس غرض کے لئے تیار کی تھی جس کے متعلق آپ کو پورا یقین تھا کہ ان کے دلوں میں ایمان کی وہ زبردست قوت موجود ہے کہ یہ خدا کا نام دنیا میں بلند کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے مگر بدر کے میدان میں جب آپ نے ایک طرف اپنے ۳۱۳ کمزور ساتھیوں کو دیکھا جن کے پاس سامان جنگ بھی دشمن کے مقابل پر نہ ہونے کے برابر تھا اور جن میں بوڑھے اور چھوٹی عمر کے نوجوان بھی شامل تھے۔ اور بالمقابل دشمن کا نہ صرف ایک ہزار سپاہی تھا بلکہ یہ سب سپاہی وہ تھے جو جنگوں میں پل کر جوان ہوئے تھے۔ تو آپ کے دل میں وہ زبردست تڑپ پیدا ہوئی جس کی وجہ سے آپ کی ساری رات کی نیند حرام ہو گئی۔ اور آپ اپنے خدا کے سامنے گرے ہوئے گریہ وزاری کر رہے تھے کہ اے خدا بظاہر ان تھوڑے سے کمزور آدمیوں کے بچنے کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تیری نصرت کا زبردست ہاتھ ان کے لئے ظاہر ہو۔ اے خدا اگر آج یہ گروہ اس میدان میں ہلاک ہو گیا جیسا کہ ظاہر حالات بتلاتے ہیں۔ تو تیرا نام دنیا میں بلند کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔ یہی وہ زبردست دعائیں تھیں جنہوں نے خدائی نصرت کو جذب کیا اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ جب صحابہ نے اپنے ہادی کو اس طرح گریہ وزاری میں مصروف پایا تو ان کے دلوں میں بھی وہی تڑپ پیدا ہوئی ہو گی اور وہ بھی انہی دعاؤں میں لگے ہوئے ہوں گے تو ان دعاؤں کو خدا نے سنا اور ان چند کمزور آدمیوں کو ایک زبردست مسلح فوج پر جن کی تعداد ان سے تگنی تھی کھلی فتح عطا فرمائی۔ یہ تھوڑے اور کمزور تھے مگر ان کی روحیں آستانہ الٰہی پر گری ہوئی تھیں ان دعاؤں میں مصروف تھیں کہ خدا اپنی نصرت کا ہاتھ ظاہر فرمائے۔

مجدد وقت کی علمی قوت اور خدا کے دروازے پر گرنے کی طاقت

آؤ آج بھی دیکھیں کہ یہ جو خدائی نصرت کا ہاتھ اسلام کی تائید میں ظاہر ہوا ہے کہ جسمانی اور روحانی دونوں رنگوں میں اسلام کے وجود میں ایک زبردست قوت پیدا ہو گئی ہے اور اعدائے اسلام کے حوصلے پست اور قوت کمزور ہو گئی ہے یہ کس مرد خدا کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ ٹھیک تیرھویں صدی ہجری کے آخر اور چودھویں صدی کے ابتدا میں جب اسلام جسمانی اور روحانی دونوں رنگوں میں کمزوری کی انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ اپنے اس قانون کے مطابق

اخبار و افکار

اطالیہ میں تبلیغ

پچھلے دنوں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ حکومت اٹلی نے اپنی حدود میں تبلیغ اسلام کو جرم قرار دے دیا ہے، اس پر کسی حیدرآبادی "خیر مند" کی طرف سے یہ تجویز پیش ہوئی کہ حکومت پاکستان کی طرف سے حکومت اٹلی کو یہ الٹی میٹم ملنا چاہیئے کہ اگر یہ حکم منسوخ نہ کیا گیا تو مسیحی مبلغین کو بھی حدود پاکستان میں ٹھیرنے کی اجازت نہ ملے گی معلوم ہوتا ہے پاکستان گورنمنٹ نے اس کی طرف فوراً توجہ کی جس کا یہ نتیجہ ہے کہ اطالوی سفیر مقیم بمبئی نے اپنے مراسلہ مؤرخہ ۲۲ ستمبر بنام محکمہ خارجہ حکومت پاکستان میں اس خبر کی صحت سے انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ موجودہ جمہوریہ اطالیہ تو اپنے ادارہ مشرقی (اورینٹل انسٹی ٹیوٹ) نیپلز کے ذریعہ علوم اسلامی و تمدن اسلام کی نشر و اشاعت کی بہت زیادہ کوشش کر رہی ہے حکومت پاکستان کی توجہ فرمائی اور سفیر اطالیہ کا جواب ہر طرح قابل تحسین و لائق مبارکباد ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے اطالیہ میں تبلیغ کا کیا کام ہو رہا ہے جس کے رک جانے کی انہیں شکایت پیدا ہوئی، انھوں نے کب تبلیغ اسلام کی طرف توجہ کی اور کونسے مبلغ وہاں بھیجے کہ ان کے مجرم قرار پا جانے کی اطلاع انہیں آئی ؟ حکومت اطالیہ کا یہ احسان ہے کہ اس نے اہل یورپ کی علم دوستی کے زیر اثر اورینٹل انسٹی ٹیوٹ قائم کر رکھا ہے جس کے لائحہ عمل میں صرف اسلامی علوم ہی کی نہیں تمام مشرقی مذاہب و اقوام کے علوم و تمدن کی اشاعت کا کام شامل ہے تبلیغ اسلام سے براہ راست اس کو کوئی تعلق نہیں اور نہ اس کا رک جانا تبلیغ اسلام کے رک جانے کے مترادف ہے اس قسم کے ادارے یورپ کے قریباً ہر ملک میں موجود ہیں جو زبان حال سے مسلمانوں کی بے حسی کا ماتم کر رہے ہیں کاش اطالیہ کو الٹی میٹم دینے کی تجویز کرتے ہوئے خود اپنے گریبان میں بھی منہ ڈال کر دیکھ لیا جاتا کہ مملکت پاکستان سے مسیحی مبلغین کا اخراج کس مسلمان مبلغ کے اطالیہ سے اخراج کے عوض عمل میں لایا جائے گا۔

قرآن کو شمع ہدایت بنائیں

"اگر ہم نے قرآن کو شمع ہدایت بنایا تو ہم موجودہ آزمائش میں سے کامیاب و کامران نکلیں گے فتح انشاء اللہ ہماری ہے۔"

یہ وہ الفاظ ہیں جو قائداعظم محمد علی جناح نے ۳۰ اکتوبر کو یونیورسٹی گراونڈ لاہور میں ایک عظیم الشان پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمائے یقیناً یہی ایک راہ ہے جو موجودہ مشکلات میں مسلمانوں کو کامیابی و کامرانی کی فیع الشان منزل تک پہنچا سکتا ہے اور یہی وہ کلید ہے جس کے ذریعہ سے فتح و نصرت کے دروازے ان پر کھل سکتے ہیں، جب تک قرآن کو مسلمانوں نے شمع ہدایت بنائے رکھا اور اس کی ہدایات پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھال لیا، کامیابی و کامرانی ان کے قدموں کو چومتی رہی، آج بھی اگر مسلمان اپنے اعمال و افعال کو قرآن کے مطابق بنالیں اور خدائی احکام کے آگے اپنی نفسانی خواہشات کو قربان کر کے قرآن کو حقیقی معنوں میں شمع ہدایت بنالیں تو یقیناً وہ مظفر و منصور ہوں گے اور پاکستان نہ صرف مضبوط ہو جائے گا بلکہ وہ وقت آئے گا کہ اس کی حدود ہندوستان کے آخری کناروں تک پہنچ جائیں گی قائداعظم نے کوئی نئی بات نہیں کہی، اسی امر کی طرف امام وقت نے آج سے نصف صدی پہلے توجہ دلائی لیکن کسی نے پروا نہ کی۔ آئیے اگر خدا کے بھیجے ہوئے کی بات سننا آپ کو گوارا نہیں تو اپنے سیاسی لیڈر ہی کا کہنا مانیئے اور قرآن کو شمع ہدایت بنا کر اسلام اور ہادی اسلام صلعم کی عزت و عظمت کو دنیا میں بحال کیجئے کہ اسی میں تمہاری کامیابی مضمر ہے۔

اقلیتوں کا مستقبل

دیوان بہادر ایس۔ پی سنگھا نے وزیرآباد کے قریب موضع دھونکل میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے ایک مشترکہ اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ دونوں فرقوں کے درمیان دوستی اور یگانگت کا اظہار اس امر کا ثبوت ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں کے مستقبل کا دارومدار مذہب پر نہیں بلکہ حب الوطنی پر ہوگا۔ جلسہ کا نمایاں پہلو یہ تھا کہ بہت سے نمبرداروں نے جلسہ میں یہ فخریہ اعلان کیا کہ ہمارے دیہات میں ایک بھی غیر مسلم قتل نہیں کیا گیا اور اگر وہ لوگ واپس دیہات میں آنا چاہیں تو ہم ان کی جان و مال کی حفاظت کی پوری ضمانت دیتے ہیں، ریورنڈ آگسٹائین نے دو عورتوں کو خاص طور پر خراج عقیدت پیش کیا جن میں سے ایک نمبردار کی بیوی تھی، ان عورتوں نے اپنے دیہات کی ساری غیر مسلم آبادی کی پوری حفاظت کی تھی،

ان حالات و واقعات کے ہوتے ہوئے پاکستان یا مغربی پنجاب کے مسلمانوں پر غیر مسلم اقلیتوں کے قتل و غارت کا الزام لگانا حد درجہ بد دیانتی اور غلط بیانی سے کام لینا ہے مغربی پنجاب میں جہاں کہیں ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ مسلمانوں کی آویزشیں ہوئیں وہ محض اپنی حفاظت کے لئے دفاع کے طور پر ہوئیں، ورنہ عام طور پر مسلمانوں نے غیر مسلم اقلیتوں کی حفاظت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اور یہ کسی حب الوطنی کے جذبہ کے ماتحت نہیں بلکہ اپنے مذہب کی ہدایات کے مطابق انہوں نے کیا ہے اور یہ کہہ لینے جائیں کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس پر غیر مسلم اقلیتوں کے شاندار مستقبل کا دارومدار ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ اس پر اعتماد کرتے ہوئے دوستی و یگانگت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

مشتے بعد از جنگ

اب جبکہ کشمیر کی آزاد جمہوری حکومت کے عساکر فتح و کامرانی کے پھریرے اڑاتے ہوئے سرینگر کے قریب پہنچ چکے ہیں اور ہندوستانی افواج شکست پر شکست کھا رہی ہیں لارڈ ماونٹ بیٹن اور پنڈت نہرو یہ تجویز فرماتے ہیں کہ پاکستانی حکومت حملہ آوروں کو باہر نکال دے تو پھر کشمیر کے الحاق کے متعلق رائے عامہ دریافت کر لی جائے۔

تعجب ہے استصواب رائے کی تجویز جس کے لئے کشمیر کی اسی فیصدی رعایا کی تگ و دو کامیاب نہ ہوئی، پاکستان اور دنیائے سیاست کے کئی دیگر افراد کے مشورے کامیاب نہ ہوئے اب ماونٹ بیٹن اور پنڈت نہرو کے دماغوں میں کس طرح آگئی، پنڈت نہرو اس وقت کہاں تھے جب، کشمیر کے عوام چیخ و پکار کر رہے تھے، کہ الحاق کے متعلق رائے عامہ دریافت کرلی جائے اور اس چیخ و پکار کی وجہ سے ان کے لیڈروں کو ریاست بدر اور ڈوگرہ افواج کے ذریعہ عوام کے سینوں کو چھلنی کیا جا رہا تھا آج پنڈت جی بڑے غیظ و غضب میں یہ ارشاد فرما رہے ہیں "کیا حکومت پاکستان اس قدر کمزور ہے کہ وہ اپنی حدود سے ایک دوسرے ملک میں افواج کو داخل ہونے سے روک نہیں سکتی یا وہ خود اس فعل میں شریک ہے" لیکن پنڈت جی یہ تو فرمائیں کہ ایک دوسرے ملک میں عوام کی جدوجہد آزادی کو کچلنے کے لئے افواج بھیجنے کا حق انہیں کہاں سے مل گیا ؟ اگر آپ کا یہ اعلان صحیح ہے کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ کشمیر کے عوام ہی کریں گے تو اس جنگ آزادی کو جو عوام کے حسب خواہش لڑی جا رہی ہے چلنے دیجئے اور عوام کی قسمت کا فیصلہ ان کے اپنے ہاتھ میں رہنے دیجئے اب استصواب کا نام لے کر جدوجہد آزادی کو جو کامیابی کے آخری مرحلہ پر ہے بند کرنے کے لئے چیخ و پکار کرنا مشتے بعد از جنگ کا مصداق ہے۔

(بقیہ خطبہ عید الاضحیٰ از صفحہ ۴)

کے ممالک میں غالب آچکا تھا، آج اس قوم کی یہ حالت ہے کہ دشمن کا رعب ان پر طاری ہے اور وہ اس سے بھاگتے پھرتے ہیں، اسلئے میں پھر درخواست کرتا ہوں کہ یہ مبارک دن ہے دعائیں کرو، اور بہت دعائیں کرو، اس وقت بھی دعا کرو اور گھروں میں بھی اکٹھے ہو کر دعائیں کرو، اور الگ الگ بھی دعائیں کرو، ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا ...... وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکافرین، ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم

بقیہ اخبار احمدیہ

—— حیدرآباد دکن سے شیخ انعام الحق صاحب لکھتے ہیں کہ میرے ننھیالی خاندان میں اتلاف جان کی ایک بہت ہی ہولناک خبر ملی ہے گلبرگہ شریف میں میرے ایک ہموطن نے ریڈیو پرسن کر اطلاع دی ہے خبر مبہم اور غیر مصدقہ ہی ہے۔ دعا کریں غلط ثابت ہو، پے در پے صدمات کی وجہ سے میرے قلب و دماغ کی جو کیفیت ہے وہ ناقابل بیان ہے دعا فرمائی جائے ؞

خود فرمایا ہے:-

" لیسوا نبییّن فی الحقیقۃ "

ہاں چونکہ آپ زمرۂ اولیاء کے خاتم ہیں اس لئے آپ کی یہ خصوصیت بھی ضرور ہے کہ اوروں کو اگر تشبیہہ کے طور پر کانبیاء کہا گیا ہے تو آپ کو بوجہ کمال مشابہت بطور استعارہ نبی کہا گیا ہے ورنہ یہ سب ایک ہی زمرہ کے افراد ہیں - یعنی سب کے سب اولیاء محمدی ہیں - اگر ہم ایک انسان کو شیر کی مانند کہیں اور دوسرے کو شیر تو دونوں ہی انسان ہیں جن میں شیر کی صفت خاص موجود ہے صرف اتنا ہی فرق ہوگا کہ جن کو شیر کی مانند کہا وہ بطور تشبیہہ ہے اور جس کو صرف تشبیہہ اڑا کر صرف "شیر" بطور استعارہ کہا وہ ضرور شیر کے ساتھ پہلوں سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے - دبس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف فرمایا:-

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل -

دوسری طرف فرمایا:-

یھبط نبی اللہ عیسیٰ

اور یہ کہ:-

امامکم منکم

جس سے صاف ظاہر ہے کہ آنے والے عیسیٰ کو انہی معنوں میں نبی کہا گیا ہے جن معنوں میں علماء امت کو بھی نبیوں کی مانند کہا ہے - فرق صرف تشبیہہ اور استعارہ کا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس الوصیت میں فرماتے ہیں:-

" خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کا ملا تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا - جو فنافی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان میں نہ رہا اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا - بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہوگیا - اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا - پس اس طرح بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہیں بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی - یہی معنے اس فقرہ کے ہیں جو آنحضرت صلعم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا نبی اللہ و امامکم منکم یعنی وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی ہے ورنہ غیر کو اس جگہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں - مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے - ہلاک ہونے سے بچ جائے "

(الوصیت)

سبحان اللہ کس قدر پاکیزہ اور پر اثر کلام ہے مگر افسوس کہ اس نکتہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کل دشمنان مسیح موعود اور اکثر نادان دوست ہلاک ہوئے -

ختم نبوت کے ضمن میں اوپر کی تمام عبارت ہے اور یہ لکھ کر کہ آپ کی نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے - کیونکہ جس چیز کے لئے آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی میں سب سے بڑھکر طاقتور ہونے کی وجہ سے امت محمدیہ میں ایسے کاملین ہوئے ہیں اور ہوتے رہیں گے جو نبیوں کی طرح خدا سے ہمکلامی کا شرف رکھنے والے ہیں اور اس کے بعد وہ عبارت ہے جو میں اوپر نقل کر چکا ہوں -

اب اس عبارت میں نہایت صفائی سے بعض افراد کے کمال کا ذکر ہے نہ ایک فرد کے کمال کا - یہ کہنا کہ یہاں بعض افراد سے مراد ہی ایک فرد ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی قوت قدسی صرف ایک فرد کو نبیوں کی طرح کامل مکالمہ و مخاطبہ پانے والا بنا سکی - اور یہ یقیناً باطل خیال ہے جس کے لئے یہ کافی دلیل ہے کہ ہزارہا مرتبہ آپ نے فرمایا ہے کہ اولیاء امت محمدیہ کا ملین ہمیشہ اور ہر زمانہ میں انوار نبوت محمدیہ سے منور ہو کر ظاہر ہوتے رہے جو نبیوں کی طرح خدا سے ہمکلام ہوتے رہے - اپنے فقا بار میں فرمایا:-

" للہ مکالمات و مخاطبات مع اولیاءہا فی ھذہ الامت - انھم یعطون صبغۃ الانبیاء "

(مواہب الرحمٰن)

اللہ کے لئے اولیاء امت محمدیہ کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ ہوتا رہا ہے اور ان کو رنگ انبیاء دیا گیا ہے اگرچہ وہ سچ مچ نبی نہیں اور اسی بات کو الوصیت میں یوں فرمایا کہ:-

" اکمل طور پر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا "

اب اگر وہ نبی تھے تو یہ کہنا نبیوں کی طرح مکالمہ مخاطبہ بالکل بے معنی سی بات ہے پھر اس کے بعد یہ کہنا کہ اگر غور سے دیکھو تو ان میں خود نبوت محمدیہ ہی جلوہ گر ہے (اسی لئے وہ مستقل نبی نہیں اور دراصل جو مستقل نبی ہوگا اس کی اپنی نبوت ہوگی) پھر اس کے بعد یہ فرمایا:-

یہی معنے اس فقرہ کے ہیں جو آنحضرت صلعم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا

نبی اللہ و امامکم منکم -

اب اگر بعض افراد سے مراد مسیح موعود ہی ہو تو اوپر کا فقرہ بالکل بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے تو یہی معنی ہیں کہ جو معنے بعض افراد کے فنافی الرسول ہو کر نبی کا خطاب پانے کے ہیں وہی معنے مسیح موعود کے نبی اللہ کا خطاب پانے کے ہیں فاتانِ المسفر - کاش ہمارے نادان دوست اس موٹی بات کو سوچیں اور خدا ان کو سمجھ کی توفیق دے - ورنہ اس کے نہ سمجھنے میں تو ہلاکت کے سوا کچھ نہیں ہے -

میں یقین رکھتا ہوں کہ مولانا شمس صاحب ضرور اس بات پر غور فرمائیں گے اور مسیح موعود کے بیان کردہ نکتہ معرفت کو سمجھ کر محض نبی نبی کی پکار کرنے والوں کو بتائیں گے کہ دیکھو حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

اس (نبوت محمدیہ) کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے، ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آ سکتے ہیں -

امتی اور نبی کی اجتماعی حالت | قادیانی حضرات کے پاس تو شاید امتی نبی کے سوا کوئی اور لفظ نہیں جو امتی اور نبی کی اجتماعی حالت کو بیان کرے مگر حضرت مسیح موعود اس بات کا بھی فیصلہ فرماتے ہیں سنیئے:-

" سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی - جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے - "

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۲)

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

قابلِ تقلید مثال

چک نمبر ۹۲ جنوبی سرگودھا میں جماعت کی ایک چھوٹی سی شاخ ہے جو کام میں بڑی بڑی جماعتوں سے بھی بڑھ گئی ہے اس کامیابی اور بیداری کا سہرا جناب مولوی شیر محمد صاحب مبلغ اسلام اور جناب چوہدری احمد دین صاحب زمیندار چک مذکور کے سر ہے -

یہ جماعت نہ صرف تبلیغ کے میدان میں گوئے سبقت لے گئی ہے بلکہ فراہمی چندہ میں بھی اپنی بساط و طاقت سے بڑھکر اس نے حصہ لیا ہے - جب سے مولوی شیر محمد صاحب وہاں تشریف لے گئے ہیں قریباً چھ احباب جماعت میں داخل ہو کر تبلیغ اسلام کی قوت بڑھانے کا موجب ہوئے ہیں - جناب چوہدری احمد دین صاحب بفضلہ تعالیٰ اس علاقے میں کافی اثر و رسوخ رکھتے ہیں - تبلیغ اسلام اور توسیع سلسلہ کے لئے جو ان کے دل میں تڑپ ہے وہ ہم میں سے بہتوں کے لئے قابل نمونہ ہے برلن مسجد کی مرمت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپیل پر لبیک کہتے ہوئے اپنے چندہ کے علاوہ قریباً مبلغ چالیس روپیہ غیر از جماعت دوستوں سے جمع کر کے خزانہ انجمن میں داخل کرا چکے ہیں اس سلسلہ میں تا ہنوز آپ کی مساعی جاری ہیں - اللہ تعالیٰ انہیں بیش از بیش توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا کرے -

احمد یار

چندہ برلن مسجد

(۱) چوہدری شیر علی صاحب چک ۹۲	۱۰/-/۰
(۲) چوہدری نیاز علی صاحب "	۱۰/-/۰
(۳) چوہدری فتح محمد صاحب "	۱۰/۰/-
(۴) چوہدری محمد امین صاحب چک ۹۲	۵/-/-
(۵) چوہدری اللہ دتہ صاحب چک ۹۲	۵/-/۰
میزان	۴۰ — ۰ — ۰

سانحۂ ارتحال

نہایت افسوس سے تحریر کیا جاتا ہے کہ جناب چوہدری فضل حق صاحب کا شیر خوار بچہ ۱۴ جون کو بتقضائے الٰہی فوت ہوگیا انا للہ و انا الیہ راجعون -

ہمیں اس صدمہ میں چوہدری صاحب موصوف اور دیگر اعزہ و اقربا سے دلی ہمدردی ہے - دعا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے -

---

ہمارا اصول نوع انسان کی ہمدردی کرنا ہے

ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو - اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی ہے اور یہ نہیں اٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے - اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں -

(مسیح موعود)

غلبۂ کفر اور زوال اسلام کے ذکر کیساتھ عروج اسلام کی پیشگوئی قرآن اور حدیث میں

حضرت مجدد وقت کے قلب پر زوال اسلام اور غلبۂ اسلام کا پورا انکشاف

سکھوں کی زندگی اور ان کے انجام کا ذکر مجدد وقت کی کتاب میں

اسلام کا جھنڈا قرآن ہے اس کو اپنے دلوں پر لہراؤ اور اسلام کو دنیا میں روشن کرو۔

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ مورخہ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۴۷ء بمقام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا کان ذالک فی الکتاب مسطوراً (بنی اسرائیل: ۵۸)

قیامت سے پہلے بستیوں کی بربادی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کوئی بستی نہیں مگر ہم اسکو ہلاک کر دیں گے یعنی بالکل ویران کر دیں یا اسکو بہت سخت تکلیف پہنچائیں گے یہ کب ہوگا؟ یہ قیامت کا واقعہ نہیں فرماتا ہے قبل یوم القیمۃ یہ قیامت کے دن سے پہلے کا واقعہ ہے اور قبل یوم القیمۃ کہنے سے دراصل سمجھایا ہے کہ وہ ہمارا عذاب دراصل قیامت کے وجود پر ایک شہادت کے طور پر ہوگا یہ بات کہ یہ قیامت کا واقعہ نہیں اس سے بھی ظاہر ہے کہ فرمایا ہم کچھ بستیوں کو ویران کر دیں گے اور کچھ کو تکلیفوں میں مبتلا کریں گے اور قیامت کی بربادی تو سب کی ویرانی اور بربادی سے تعلق رکھتی ہے پھر یہ دنیا کا عذاب اور بستیوں کی تباہی اس بات کی شہادت ہے کہ قیامت بھی ضرور آئے گی

آیات کا شان نزول کبھی مسلمانوں کی قرآن پر اس قدر توجہ تھی کہ جب کوئی واقعہ ہوتا تو کہتے کہ فلاں آیت اس واقعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے اسے اس آیت کا شان نزول کہا جاتا اس میں شک نہیں کہ یہ بھی شان نزول ہے کہ کوئی واقعہ یا کوئی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئی تو اس پر کوئی آیت نازل ہو گئی لیکن ایک شان نزول یہ بھی ہے کہ ایک آیت کسی واقعہ پر چسپاں ہوئی تو اسے اس کا شان نزول کہہ دیا گیا۔

موجودہ تباہی و بربادی کا نقشہ قرآن میں آج اس تباہی اور بربادی کو دیکھ کر جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہوئی اور ہو رہی ہے اور شاید آگے اور بھی ہوگی، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت تیرہ سو سال پہلے کی نہیں بلکہ آج نازل ہوئی ہے اس قدر ویرانی اور بربادی دیکھنے میں آئی ہے جو دنیا نے پہلے کبھی نہیں دیکھی، دنیا کی تمام بستیاں اور ملک اس تباہی ویرانی میں شریک ہو گئے اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ابھی اور کیا کچھ دنیا پر وارد ہونے والا ہے۔ ان تمام حالات پر قرآن کے الفاظ اس طرح صادق آ رہے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن آج ہم پر نازل ہو رہا ہے یہ تو ایک آیت ہم نے پڑھی ہے اگر قرآن کو غور سے پڑھیں تو اس کا بہت سا حصہ ایسا نظر آتا ہے جو موجودہ واقعات پر صادق آتا ہے یہ آیت ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا موجودہ واقعات کا صحیح نقشہ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج دنیا کی عالمگیر تباہی کو دیکھ کر کسی نے یہ کہا ہے نہ صرف اس میں حصر کیا ہے کہ کوئی بستی اس تباہی و ویرانی سے نہ بچے گی بلکہ اس پر اتنا زور دیا ہے کہ فرمایا کان ذالک فی الکتاب مسطوراً یہ تو پہلے لکھا ہوا ہے کہ ایسا ہو کر رہیگا۔

بے نظیر اور عالمگیر عذاب اور دنیا کی لاپرواہی یہ اتنا بڑا عذاب بلاشبہ دنیا کی تاریخ میں بے نظیر عذاب ہے، تاریخ عالم میں آپ اس کی کوئی نظیر نہیں پائیں گے جو لوگ دنیا کی سخت دلی اور فسق و فجور کو دیکھ کر کہا کرتے تھے کہ خدا اگر کہیں ہے تو وہ کیوں اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرتا، وہ دیکھ لیں کہ خدا نے تو اپنے آپ کو ظاہر کر دیا، لیکن اگر دنیا کی بے ایمانیاں، کمینہ خصلتیں، فسق و فجور اور بدکاریاں اس قدر بڑھ چکی ہے کہ وہ اب خدا کے کھلے ہاتھ کو دیکھ کر بھی خدا کی طرف رجوع نہیں کرتے اب بھی اپنے برے ارادوں اور بداعمالیوں سے باز نہیں آتے تو وہ یاد رکھیں کہ خدا کے ہاں کمی کوئی نہیں ہے وہ اس سے بڑھ کر عذاب بھی لا سکتا ہے۔

معراج کے ذکر میں عروج اسلام کی پیشگوئی یہ آیت میں نے بتانا کہ نہ صرف اپنے وجود میں ایک شہادت ہے بلکہ ایک اور رنگ میں عروج اسلام سے بھی اس کا تعلق ہے یہ آیت سورت بنی اسرائیل میں ہے جس کی ابتداء معراج نبوی کے بیان سے ہوتی ہے، اس سورت کی پہلی آیت ہے سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلاً بڑا پاک اور بے عیب ہے وہ جو اپنے بندہ کو لے گیا ایک رات میں من المسجد الحرام مسجد حرام سے مسجد حرام چونکہ تمام مساجد کا مرکزی مقام ہے، اس لئے اگر ترجمہ یوں کریں کہ مرکزی مسجد سے لے گیا الی المسجد الاقصیٰ دور کی مسجد کی طرف، تو وہ بھی صحیح ہے بنی اسرائیل کی تاریخ میں بھی ایک حد تک ہے اور ان کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے لیکن دور کی مسجد ہی اس کے اصل معنے ہیں اور اس میں اسلام کے دنیا کے دور ترین ممالک میں پھیلنے کی طرف اشارہ ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کا نام مکہ کی مرکزی مسجد سے نکل کر دنیا کے چاروں گوشوں میں دور دور تک پھیل جائے گا۔

سورت بنی اسرائیل میں عروج اسلام کی بشارت اس ساری سورت میں غور کر کے دیکھ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں عروج اور ترقی اسلام کی بشارت کو ہی مختلف پیرایوں میں دوہرایا گیا ہے کہیں فرمایا ہے عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً، اس میں بتایا کہ تیرا رب تجھے ایک ایسے عزت والے مقام پر پہنچا دے گا کہ دنیا میں آپ کی حمد و ثنا ہوگی، کہیں فرماتا ہے قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا حق آیا اور باطل بھاگ گیا باطل بھاگ جانے والی چیز ہی ہے۔

غلبۂ کفر کے ذکر کے ساتھ ہی اسلام کی پیشگوئی تو اس عذاب کا تعلق جس کا اس آیت میں ذکر ہے فی الحقیقت عروج اسلام سے ہے یعنی یہ آیت عروج اسلام سے تعلق رکھتی ہے، ایسا ہی دوسرے مقامات کو آپ پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جگہ جگہ جہاں کفر و اسلام کے غلبہ کی خبر ہے وہیں عروج اسلام کی بھی کھلی پیشگوئی ہے ایک طرف اگر کبھی بہت بڑے عذاب اور فتنہ کی خبر دی ہے تو ساتھ ہی اسلام کی سربلندی اور عروج کی بھی خبر دیدی ہے، مثلاً دجال اور یاجوج ماجوج کے فتنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے وھم من کل حدب ینسلون۔ وہ فتنہ اس قدر عظیم الشان ہوگا کہ تمام بلندیوں پر جا پہنچے گا تو ساتھ ہی فرمایا واقترب الوعد الحق یاد رکھو کہ وہی حق کے غلبہ کا وقت ہے جو بالکل قریب آ گیا، ایک اور جگہ بڑی صراحت سے فرماتا ہے یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون (السجدہ: ۵) اللہ تعالےٰ اپنے امر کو آسمان سے اتار کر اس کو مضبوط کرتا ہے پھر وہ اس کی طرف عروج کر جائیگا ایک دن میں جس کی مقدار ہزار سال کے برابر ہے جو تم گنتے ہو، اس میں صاف طور پر بتا دیا گیا کہ اسلام کی مغلوبیت کی حالت ہزار سال تک رہیگی اس کے بعد دنیا میں غلبہ کا زمانہ آ جائے گا اور بھی کئی مقامات پر ایسی بشارت ہیں ایک جگہ فرمایا الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق کیا مومنوں پر ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل گر جائیں اللہ کے ذکر کے لئے اور جو کچھ حق میں سے اللہ نے اتارا ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتٰب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فٰسقون ایسا نہ ہو کہ پہلے اہل کتاب کی طرح تم پر بھی ایک لمبا زمانہ گذر جائے اور تمہارے دل سخت ہو جائیں اور فسق و فجور بڑھ جائے، پھر ساتھ ہی فرمایا اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا قد بینا لکم الآیات لعلکم تعقلون، جان لو اللہ تعالیٰ زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسلام بھی دوبارہ زندہ ہوگا ہم نے اپنے نشانات کھول کر بیان کر دیئے ہیں تاکہ تم عقل سے کام لو . . . .

خدا نے اپنے آخری نبی کی زبان سے بیان فرمایا تھا ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کھڑا کیا اور آپ کو دو زبردست قوتیں عطا فرمائیں، ایک صداقت اسلام کی علمی قوت، دوسری خدا کے دروازے پر گرنے کی قوت، آپ کی علمی قوت سے تو ایک دنیا واقف ہے۔ آپ کے دشمنوں تک کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ یہ ایک پہلوان تھا جو صداقت اسلام کے مقابل ساری دنیا کو للکارتا تھا۔ ویدوں کا عیسائیوں کا، آریوں کا سب کا مقابلہ کرتا تھا۔ اور خدا نے آپ کے قلم میں وہ قوت دی تھی کہ تمام اعدائے اسلام کی زبانیں بند کر دیں۔ لیکن اکثر لوگ شاید اس بات سے ناواقف ہیں کہ آپ کے اندر ایک اور زبردست طاقت تھی۔ اور وہ طاقت تھی آستانۂ الٰہی پر گرنے کی۔

خدا کے دروازے پر گرنے کی قوت بکار ہے۔ شاید ان الفاظ سے بعض لوگوں کو تعجب ہو کہ گرنے کے لئے بھی قوت بکار ہے گرنا تو کمزور ہے جس کے اندر کوئی طاقت نہیں۔ یہ سچ ہے کہ مگر خدا کے دروازے پر گرنا اور کسی اور جگہ گرنے میں ایک فرق ہے۔ کمزور ہر جگہ گرتا پھرتا ہے مگر خدا کے دروازے پر وہی گرتا ہے جس کے اندر ایک زبردست قوت موجود ہو۔ جس کے دل میں ایک زبردست تڑپ ہو۔ فی الحقیقت خدا کے دروازے پر گرنے کے لئے وہ قوت بکار ہے جو عام انسانوں میں نہیں پائی جاتی۔ اس راز کو ہماری جماعت کو بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ایک جماعت ہے جسے سب سے بڑھ کر اس لئے کھڑا کیا گیا ہے کہ خدا کے دروازے پر گرتے ہے۔

اسلام کی بیکسی پر حضرت مرزا صاحب کی گریہ وزاری حضرت صاحب کے دل میں اسلام کی بیکسی کو دیکھ کر جو کیفیت پیدا ہوئی وہ آپ کی بیشمار نظموں سے ظاہر ہے جن سے آپ کی تصنیفات بھری پڑی ہیں۔ کہیں اپنے درد دل یوں اظہار کرتے ہیں ؎

بیکسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست

کہیں فرماتے ہیں ؎

مے سزد گر خوں ببارد دیدہ ہر اہل دین

بر پریشاں حالی اسلام و قحط المسلمین

کہیں دین کی بیکسی کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید

دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

کہیں نصرت الٰہی کے لئے یوں تڑپتے ہیں ؎

یا الٰہی باز کے آید تو وقت مدد

باز کے بینم آن فرخندہ ایام دین

کہیں اسلام کی کمزوری پر یوں روتے ہیں ؎

این دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت

کثرت اعدائے ملت قلت انصار دین

اگر خدا کی نصرت نہ آتی تو اس سے موت کو بہتر سمجھتے ہیں ؎

اے خداوند زود آ بر ما ابر رحمت ہا ببار

یا مرا بردار یا رب زین مقام آتشیں

اور خدا کی نصرت آنے پر کس قدر یقین ہے ؎

چوں مرا بخشیدہ صدق اندریں سوز و گداز

نیست امیدم کہ ناکامم بمیرانی دریں

کاروبار صادقاں ہرگز نماند ناتمام

صادقاں را دست حق باشد نہاں در آستیں

اسلام کی پستی اور اس کے بعد نصرت کے واقعات اور فتح بدر کا ایک نظارہ میں مسلمان بھائی کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ واقعات کو دیکھے واقعات کی طرف سے آنکھیں بند نہ کرے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ چودھویں صدی کے سر پر آپ نے یہ کہا کہ خدا نے مجھے تجدید دین کے لئے بھیجا ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ آپ کی تصنیفات کے ایک ایک لفظ میں غلبہ اسلام کی تڑپ پائی جاتی ہے؟ اور کیا یہ سچ نہیں کہ جس قدر آپ نے اسلام کی نصرت کے لئے دعائیں کی ہیں ان کا نشان کسی اور شخص میں اس زمانہ میں نہیں پایا جاتا اور پھر کیا یہ سچ نہیں کہ اس کے بعد خدا کی نصرت کا ایسا کھلا اسلام کی تائید میں کام کرتا ہوا نظر آتا ہے کہ جس کا دشمنوں کو بھی اقرار ہے؟ مملکت اسلامی میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ جن لوگوں نے اسلام کو برباد کرنے کا تہیہ کیا تھا وہ خود یا برباد ہو جاتے ہیں یا کمزور ہو جاتے ہیں اور اعلائے کلمۃ اللہ کا کام یورپ کے ان ممالک میں شروع ہو جاتا ہے جہاں تیرہ سو سال میں کبھی خدائے واحد کا نام نہ پہنچا تھا۔ ان کفرستانوں میں مسجدیں بن جاتی ہیں۔ دوسری زبانوں میں قرآن کے ترجمے ہو جاتے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں اسلام کی صداقت دلوں پر اثر کر جاتی ہے۔ کروڑوں کی تعداد میں لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں اور آج اسلام کے لئے دنیا میں ایک مانگ پیدا ہو گئی ہے تو یہ پیشگوئی کا رنگ ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ میں تھا آج ہم اس پیشگوئی کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۲۲)

اسلامی تجارت کے اصول

مرتبہ ناصرہ طفیل

پاکستان بن چکا ہے جس کے لئے کافی عرصہ سے مسلمان جد وجہد کر رہے تھے۔ بچہ بچہ پاکستان کے حصول کے لئے کوشاں تھا۔ پاکستان کی خاطر مسلم عوام نے ہر طرح کی قربانی ادا کی محض اس لئے کہ کسی طرح اسلامی حکومت قائم ہو۔ آخر کار خداوند تعالےٰ کے فضل سے قائد اعظم محمد علی جناح کی ان تھک کوششیں کامیاب ہوئیں اور مسلمانوں کو ہندوستان کے ایک حصہ پر حکومت کرنے کا موقعہ ملا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان کی حکومت کن اصولوں پر مرتب کی جاتی ہے مسلمان اسلامی طریقوں کو فراموش کر چکے ہیں۔ ان کی رہائش اور طرز معاشرت مغربی تہذیب کے سانچے میں ڈھل چکی ہے اگر پاکستان بننے کے بعد بھی ان میں اصلاح نہ ہوئی اور وہ قرآن شریف اور حدیث کے مطابق عمل پیرا نہ ہوئے اور انھوں نے رسول کریم صلعم کی سنت کے مطابق زندگی بسر نہ کی۔ تو پھر محض حکومت کا حاصل ہونا کوئی بڑی بات نہیں

ہمیں چاہیئے کہ ہر شعبے میں اپنی زندگیوں کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ ایک قوم کی ترقی کے لئے تجارت بہت ضروری چیز ہے مسلمان تاجر ہی تھے جنھوں نے اسلام کو دنیا کے ہر ملک میں پہنچا دیا۔ ان تاجروں کی سب سے بڑی خصوصیت انکا تقویٰ اور خیانت تھی۔ وہ لین دین کے معاملات میں نہایت ایمانداری سے کام لیتے تھے۔ اور یہی ان کی کامیابی کا راز تھا۔ اگر آج مسلمان تاجر بھی ان اصولوں پر عمل کریں تو یہ ان کی دینی و دنیوی ترقیوں کا باعث اور پاکستان کے لئے باعث رحمت ہوگا۔

قرآن و حدیث میں تجارت اور اس سلسلے متعلقہ امور کے متعلق مسلمانوں کو جو ہدایات دی گئی ہیں۔ وہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں:۔

تجارت کے متعلق آیات قرآنی

(۱) پس جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں (تجارت کے لئے) پھیل جاؤ۔ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کا ذکر بہت کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ (الجمعہ)

(۲) جب تجارت یا کھیل دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں۔ اور تجھے کھڑا چھوڑ دیتے ہیں۔ کہہ دے جو اللہ کے پاس ہے وہ کھیل اور تجارت سے بہتر ہے۔ اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے (الجمعہ)

(۳) اپنے مالوں کو آپس میں ناحق کے ساتھ نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو (النساء)

(۴) مسلمان لوگ ایسے ہیں "جنھیں نہ تجارت نہ خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل کرتے ہیں" (النور)

(۵) اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے۔ آگے پھاڑتی چلی جاتی ہے تاکہ تم اس کے فضل کو طلب کرو۔

(۶) اللہ تعالےٰ نے خرید و فروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام (البقرہ)۔

(۷) اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اللہ کا تقوےٰ کرو۔ اور جو کچھ سود سے باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو۔ جب تم مومن ہو۔ پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑائی کے لئے خبردار ہو جاؤ۔ اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لئے تمہارے اصل مال ہیں۔ نہ تم نقصان پہنچاؤ اور نہ تمہیں نقصان پہنچایا جائے اگر مقروض تنگدست ہو تو فراخی تک مہلت دینا چاہیئے۔ اور اگر تم خیرات کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو اور اس دن سے اپنا بچاؤ کر لو۔ جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر ہر شخص کو جو اس نے کمایا ہے پورا دیا جائیگا اور انہیں نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ (البقرہ)

(۸) اللہ سود کو بے برکت کرتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے، اور اللہ کسی ناشکر گذار اور گناہگار کو پسند نہیں کرتا۔

تجارت کے متعلق احادیث نبوی

اپنے ہاتھ کی محنت سے کھانا

(۱) کوئی شخص اس سے بہتر نہیں کھاتا۔ جو اپنے ہاتھ کی مشقت سے کھائے اور داؤد نبی علیہ السلام اپنے ہاتھ کی مشقت سے کھایا کرتے تھے۔

خرید و فروخت میں تہذیب اختیار کرنا۔

(۲) جو اپنا حق مانگے تو اسے تہذیب سے مانگے۔

(۳) رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اللہ اس

(باقی بر صفحہ ۲۶ کالم ۲)

جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۲ شعبان ۱۳۶۶ھ - م - ۲ جولائی ۱۹۴۷ء | نمبر ۲۴

درّ ثمین

(۱) عن عبد الرحمٰن بن ابی بکرۃ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الا اخبرکم باکبر الکبائر قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وشہادۃ الزور او قول الزور قال فما زال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولہا حتی قلنا لیتہ سکت ہذا حدیث صحیح (ترمذی ابواب الشہادت)

عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ بواسطہ اپنے باپ روایت کرتے ہیں فرمایا رسول کریم صلعم نے کیا میں تمہیں سب سے بڑے کبیرہ گناہ کی خبر نہ دوں؟ انھوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ حضورؐ نے فرمایا (سب سے بڑے کبیرہ گناہ یہ ہیں) اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک کرنا (۲) والدین کے حقوق کو پس پشت ڈالنا (۳) اور جھوٹی گواہی دینا یا فرمایا حضورؐ نے بات جھوٹی کرنا۔ راوی کہتے ہیں پھر بہت دیر تک اس بات کو دہراتے رہے حتیٰ کہ ہم نے (اپنی نفسانی کمزوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے) چاہا کاش کہ حضور اس سلسلہ کلام کو بند فرمائیں۔

(۲) عن بلال بن الحارث المزنی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان احدکم لیتکلم بالکلمۃ من رضوان اللہ ما یظن ان تبلغ ما بلغت فیکتب اللہ لہ بہا رضوانہ الیٰ یوم یلقاہ وان احدکم لیتکلم بالکلمۃ من سخط اللہ ما یظن ان تبلغ ما بلغت فیکتب اللہ علیہ بہا سخطہ الیٰ یوم یلقاہ وفی الباب عن ام حبیبۃ ہذا حدیث حسن صحیح (ترمذی ابواب الزہد)

بلال بن حارث المزنی صاحب رسول صلعم سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلعم کو فرماتے سنا البتہ (بعض اوقات) تم میں سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی (یعنی جو قول اللہ تعالیٰ پسند فرماتے) ایسی بات کرتا ہے کہ (بات کرنے والا) گمان نہیں کرتا کہ (اس پسندیدہ بات نے) کس مرتبے تک اسکو پہنچایا ہے (یعنی وہ بات قرب الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہوئی ہے) .... سو اللہ تعالےٰ اس کے واسطے بباعث اس کلام کے اپنی رضامندی اس دن تک لکھ دیتا ہے کہ جس میں (وہ شخص) اس سے ملاقات کرے گا اور کوئی تم میں سے (بعض اوقات) اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کی ایسی بات (نادانستہ یا لاپرواہی سے) کر بیٹھتا ہے کہ گمان نہیں کرتا کہ کس ذلت تک اس کو اس (بات) نے پہنچایا ہے . . . . سو اللہ تعالیٰ اس پر بباعث اس کلام کے اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے (راندۂ درگاہ بنا دیتا ہے) اس دن تک کہ جس میں اس سے ملاقات کرے گا (اگر استغفار نہ کرے) ترمذی ابواب الزہد باب ما جاء فی قلۃ الکلام۔

(۳) عن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نزلت بہ فاقۃ فانزلہا بالناس لم تسد فاقتہ ومن نزلت بہ فاقۃ فانزلہا باللہ فیوشک اللہ لہ برزق عاجل او آجل ہذا حدیث حسن صحیح غریب (ترمذی ابواب الزہد)

عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم صلعم نے جس شخص کو تنگی پہنچی اور اس نے اسے لوگوں سے بیان کیا تو اس کی تنگی بند (دور) نہیں ہوتی اور جسے تنگی پہنچی اور اس نے اس کو اللہ تعالےٰ ہی کے حضور بیان کیا یقیناً اللہ تعالیٰ اسے جلد یا بدیر (فراخئی) رزق سے نوازیگا۔

ما آبروئے فقر و قناعت نمی بریم (حافظؒ)
با پادشہ بگوئی کہ روزی مقدر است

ہم (لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرکے) فقر و قناعت کی آبرو نہیں کھوتے۔ بادشاہ کو کہو کہ (ہم متوکل علی اللہ ہیں اور) روزی مقدر میں مقرر ہے۔

(غلام قادر رحمٰی عنہ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آپس میں محبت کرو بدخلقی نہ کرو

میں اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے میں سے کمزور اور کچے لوگوں پر رحم کریں۔ انکی کمزوری کو دور کرنیکی کوشش کریں۔ ان پر سختی نہ کریں اور کسی کیساتھ بداخلاقی سے پیش نہ آئیں بلکہ انکو سمجھائیں۔ دیکھو صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان بھی بعض منافق آکر مل جاتے تھے پر حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے۔ چنانچہ عبد اللہ ابن ابی جس نے کہا تھا۔ کہ غالب لوگ ذلیل لوگوں کو یہاں سے نکال دیں گے۔ چنانچہ سورۃ منافقون میں درج ہے۔ اور اس سے مراد اس کی یہ تھی۔ کہ کفار مسلمانوں کو نکال دیں گے اس کے مرنے پر حضرت رسول کریمؐ نے اپنا کرتہ اس کے لئے دیا تھا۔

میں نے عہد کیا ہے کہ میں دعا کے ساتھ اپنی جماعت کی مدد کروں۔ دعا کے بغیر کام نہیں چلتا۔ دیکھو صحابہؓ کے درمیان بھی جو لوگ وفا کے زمانہ کے تھے یعنی مکی زندگی کے جیسی ان کی شان تھی۔ ویسی دوسروں کی نہ تھی حضرت ابوبکر جب ایمان لائے تھے تو انہوں نے کیا دیکھا تھا۔ انھوں نے کوئی نشان نہ دیکھا تھا لیکن وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور اندرونی حالات کے واقف تھے۔ اس واسطے نبوت کا دعوےٰ سنتے ہی ایمان لے آئے۔ اسی طرح میں کہا کرتا ہوں کہ ہمارے دوست یہاں آیا کریں اور رہا کریں۔ گہرا دوست اور پورا واقف بن جانے سے انسان بہت فائدہ اُٹھاتا ہے معجزات اور نشانات سے ایسا فائدہ نہیں ہوتا۔ معجزات سے فرعون کو کیا فائدہ ہوا معجزات کے ہزاروں منکر ہوتے ہیں۔ اخلاق کا منکر کوئی نہیں ہوتا۔ طالب کو اصلی اور حقیقی حالات کو دریافت کرنا چاہیئے۔ آریہ لوگوں نے حضرت رسول کریمؐ پر اس قدر اعتراض کئے ہیں لیکن اگر ان لوگوں کو آپکے اصلی حالات اور اخلاق کریمہ کی صحیح خبر مل جاتی تو یہ کبھی ایسی جرأت نہ کرتے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق کے دو پہلو دکھلائے ایک مکی زندگی میں جبکہ آپکے ساتھ صرف چند آدمی تھے اور کچھ قوت نہ تھی۔ دوسرا مدنی زندگی میں جب آپ فاتح ہوئے اور وہی کفار جو آپ کو تکالیف دیتے تھے اور آپؐ انکی ایذادہی پر صبر کرتے تھے اب آپؐ کے قابو میں آگئے ایسا کہ جو چاہتے آپؐ انکو سزا دیتے تھے مگر آپؐ نے لا تثریب علیکم الیوم کہکر انکو چھوڑ دیا۔

ایام اللہ میں سے ایک یوم کا نظارہ اور خدا سے دُوری کے باعث مسلمانوں کی نصرت

پاکستان میں ہماری دس گنا ذمہ داریاں اور تبلیغ کے ذریعہ تمام ہندوستان کو پاکستان بنانے کی ضرورت

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ ڈلہوزی۔ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء

اخرج قومک من الظلمات الی النور وذکرھم بایام اللہ

دل کی روشنی اور اندھیرا

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا اخرج قومک من الظلمات الی النور۔ اپنی قوم کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لاؤ۔ خدا کے کلام میں اس کو اندھیرا یا تاریکی کہا ہے جب انسان خدا سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اور اس چیز کو نور کہا ہے جب انسان کو خدا نظر آ جاتا ہے۔ وہ اندھیرا باہر نہیں ہوتا۔ یہ سورج اسی طرح روشن ہوتا ہے۔ سب چیزیں انسان کو نظر آتی ہیں۔ چلتا ہے پھرتا ہے کام کرتا ہے کھاتا ہے، عیش و عشرت کرتا ہے۔ مگر خدا نظر نہیں آتا۔ پھر کوئی وقت انسان پر آتا ہے کہ رات تاریک ہوتی ہے ہاتھ پھیلائے سے نظر نہیں آتا۔ مگر اس رات کی تاریکی میں وہ خدا کو اس طرح دیکھتا ہے کہ گویا وہ اس کے سامنے کھڑا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ اندھیرا دل کا اندھیرا ہے جس کے متعلق پیغمبروں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ انسانوں کو اس سے باہر نکالیں۔ اور وہ روشنی دل کی روشنی ہے جس میں لانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ انسان بجائے خود ایک عالم ہے۔ باہر روشنی ہو۔ اس کے اندر اندھیرا ہو تو یہ اندھیرے میں ہے باہر تاریکی ہو اور اس کے اندر روشنی روشنی ہو تو یہ روشنی میں ہے۔ خدا کے نور کو دیکھنے کے لئے انسان کا دل روشن ہونا چاہیئے۔ انسان خدا کو دن کی روشنی میں نہیں دیکھتا دل کی روشنی سے دیکھتا ہے دل روشن ہو تو رات کی تاریکی میں بھی دیکھتا ہے۔ بلکہ رات کی تاریکی میں خدا زیادہ صاف نظر آتا ہے۔ کیونکہ اس وقت انسان کا دل زیادہ روشن ہوتا ہے۔

ایام اللہ کی یاد

اس ذکر کے ساتھ ہی ایک اور حکم دیا قوم کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لانے کا ایک ذریعہ بتایا وذکرھم بایام اللہ انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ دن تو سب اللہ کے ہی ہیں، مگر بعض دن ایسے ہوتے ہیں کہ اس وقت ایک دو انسانوں کو نہیں ایک قوم کی قوم کو خدا نظر آ جاتا ہے وہ خدا کا دل کو نظارہ دکھاتا جس سے [illegible]

موسیٰ کو دیا اس کا ذکر بھی وہیں موجود ہے جہاں وذکرھم کا حکم ہے۔ قرآن کریم ایک ایسی عجیب کتاب ہے کہ جس قدر زیادہ انسان اس کی گہرائیوں کے اندر جاتا ہے اسی قدر زیادہ اس کے خدا کا کلام ہونے پر اس کا یقین بڑھتا چلا جاتا ہے۔ وذکرھم بایام اللہ کی تعمیل حضرت موسیٰ نے کس طرح کی۔ اس سے اگلی آیت میں بتا دیا و اذ قال موسیٰ لقومہ اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ انجٰکم من اٰل فرعون یسومونکم سوء العذاب ویذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم۔ جب موسیٰ نے اپنی قوم کو کہا اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تمہیں فرعون کے لوگوں سے نجات دی۔ وہ تمہیں بڑے بڑے دکھ پہنچاتے ہے۔ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے تاکہ تمہاری نسل کو برباد کریں اور تمہارا نام و نشان دنیا سے مٹا دیں۔

غالب قوموں کا سلوک مغلوب سے

کیا کیا دکھ فرعون بنی اسرائیل کو پہنچاتا تھا۔ اس کا ذکر مفصل بائبل میں موجود ہے۔ قرآن کریم نے صرف اشارہ کر دیا ہے۔ تمام بیگار کے کام ہر قسم کے ذلیل کام بنی اسرائیل سے لئے جاتے تھے۔ اس کا کچھ نقشہ آج بھی کشمیر میں نظر آتا ہے گو اب وہ کسی قدر کم ہو رہا ہے۔ یا جیسا ہندوستان کی اچھوت قوموں میں نظر آتا ہے۔ جب ایک قوم دوسری پر غالب آ جاتی ہے تو وہ اس سے اس سے بھی بدتر کام لیتی ہے جو انسان حیوان سے لیتا ہے اور اس سے بدتر سلوک کرتی ہے جو انسان حیوان سے کرتا ہے۔

بنی اسرائیل کے ایام اللہ اور غلامی سے نجات

تو ایام اللہ میں سے ایک دن وہ تھا جب بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلموں سے نجات ملی۔ وہ فرعون کی غلامی سے باہر نکل گئے۔ فرعون اور اس کے سب [illegible] تھی جو بنی اسرائیل کو کرا [illegible]

ان کی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہو گئے ان کی شان و شوکت مٹ گئی اور بنی اسرائیل ایک آزاد قوم ہو گئی یہ نہیں ہوا کہ بنی اسرائیل کو دنیا کے خزانے مل گئے ہوں۔ یہ نہیں ہوا کہ انہیں اب مزدوری کرنے کی حاجت نہ رہی ہو۔ یہ نہیں ہوا کہ اب انہیں روزی کمانے کے لئے محنت بکار نہ ہو۔ یہ نہیں تھا کہ اب انہیں کھیتی باڑی کے بغیر روٹی مل جاتی تھی۔ بنی اسرائیل کی تاریخ میں وہ عجیب انقلاب جس کو ایام اللہ کے نام سے موسوم کیا ہے یہ تھا کہ وہ فرعون کی غلامی سے آزاد ہو گئے۔ تو غلامی کی حالت سے نکل کر آزادی کی حالت کا میسر آ جانا یقیناً اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمتوں سے ایک نعمت ہے

خدا سے دُوری کے باوجود بنی اسرائیل کی آزادی

ابھی تک بنی اسرائیل گو ایک خدا کو ماننے والی قوم تھی مگر خدا سے دُور افتادہ قوم تھی۔ یہ انعام الٰہی جو ان پر ہوا۔ اس لئے نہیں ہوا تھا کہ انہوں نے خدا کی فرمانبرداری اختیار کر لی تھی۔ اس لئے نہیں ہوا تھا کہ وہ خدا کے بندے بن گئے تھے۔ ان کا تعلق خدا سے ابھی برائے نام تھا۔ وہ طرح طرح کی تاریکیوں میں مبتلا تھے۔ ابھی انہیں وہ نور قلب نہیں ملا تھا جس سے انسان خدا کو دیکھ لیتا اور اس کے احکام کے سامنے سر جھکا دیتا ہے۔ ابھی حضرت موسیٰ کو یہ حکم ہوتا ہے کہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاؤ اور اس کا ایک ذریعہ یہ بتایا جاتا ہے کہ انہیں یہ بتاؤ کہ کس طرح خدا نے محض اپنے فضل سے انہیں غلامی کی مصیبت عظمیٰ سے نجات دی تھی۔ کا نتیجہ یہ ہوتا ۔ . . . کہ وہ آہستہ آہستہ مصر میں بالکل ایک حیوانوں کی سی زندگی بسر کرنے والے ہوتے تھے۔ حضرت موسیٰ کو حکم ہوتا ہے کہ انہیں یاد دلاؤ کہ کیا اس دن انہوں نے خدا کا ہاتھ نہیں دیکھا۔ کیا فرعون کی غلامی کی لعنت سے آزاد ہونے کی کوئی ظاہری صورت انہیں نظر آتی تھی۔ کیا انہیں یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ اس جابر کی غلامی سے [illegible]

بڑی نعمت انہیں عطا کی۔ غلامی سے آزادی کی نعمت جس کے حاصل کرنے کے لئے کوئی ذریعہ ان کے پاس نہ تھا وہ اگر فرعون سے بغاوت کرتے تو انہیں پیس کر رکھ دیتا۔ مگر خدا کا ہاتھ دیکھو کہ کس طرح آن کی آن میں نہ فرعون رہا۔ نہ اس کے لشکر رہے اور بنی اسرائیل ایک آزاد قوم ہو گئی۔

مسلمانوں کی دوہری غلامی

اسلام کی تاریخ میں بالخصوص ہندوستان کے مسلمانوں کی تاریخ میں آج بھی ایام اللہ سے ایک یوم مسلمانوں نے دیکھا ہے کیا کسی کے وہم میں بھی آ سکتا تھا کہ انگریز ہندوستان سے نکل جائے گا۔ انگریز کی طاقت نصف دنیا کا مالک۔ اس کے بڑے بڑے آہنی جہاز اس کے زبردست ہوائی بیڑے اس کی توپیں۔ اس کی بے شمار فوجیں ان گنت اسلحہ۔ گولہ بارود۔ اس کی بے انتہا دولت اور بالمقابل ہندوستان خالی ہاتھ۔ پھر مسلمانوں کو کیا توقع تھی؟ گڑھے سے نکل کر کنوئیں میں گرنے کی۔ انگریز کی غلامی سے آزاد ہو بھی جاتے تو ہندوؤں کی غلامی سے آزادی کی [illegible] انہیں کوئی طاقت نہیں اپنے ملک کی حکومت ہو تو دوسرا کون اس میں دخل دے سکتا ہے۔ ہندو مسلمان پر چھا چکا ہے۔ بہت حد تک اسے اپنا غلام بنا چکا ہے۔ تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں، ریڈیو ہندوؤں کے ہاتھ میں۔ باہر آواز جاتی ہے تو ہندو کی۔ اتحاد ہندوستان کا شور ڈالنے میں ایسے ماہر کہ لڑتے بھی جائیں اور پیٹتے بھی جائیں کہ ہائے ہم مارے گئے۔

ایام اللہ میں سے ایک یوم کا نظارہ مسلمانوں کے لئے

کیا آج تمہاری آنکھوں نے ایام اللہ میں سے ایک یوم کا نظارہ نہیں دیکھا۔ کس طرح اتنی دو زبردست زنجیریں بیک وقت کٹ گئیں اور مسلمان قوم صرف دو غلامیوں ہی سے آزاد نہیں ہوئی بلکہ وہ چیز جو بنی اسرائیل کو ابھی نہیں ملی تھی وہ بھی مسلمانوں کو مل گئی۔ وہ ایک با [illegible]

احادیث میں اسلام کے زوال اور غلبہ کی پیشگوئیاں

تو یہ جگہ جگہ بشارات موجود ہیں کہ اسلام پر ایک زوال ایک پستی کی حالت آئے گی جس کے بعد وہ پھر عروج پر آئے گا، اور اسے غلبہ حاصل ہوگا، اگر آپ خود قرآن کو پڑھیں تو آپ کو یہ پتہ لگ جائے گا کہ اس کے اندر اسلام کے زوال اور غلبہ کی بشارتیں کثرت سے موجود ہیں، جس طرح قرآن میں یہ بشارتیں ہیں اسی طرح حدیث میں بھی جابجا ایسی پیشگوئیاں موجود ہیں ایک حدیث ہے بدء الاسلام غریبا وسیعود کما بدا اسی طرح پچھلے خطبوں میں بعض احادیث میں سنا چکا ہوں، جس طرح یہ حدیث ہے کہ قومیں تمہاری طرف اس طرح دوڑیں گی جس طرح بھوکا کھانے کے پیالے کی طرف دوڑتا ہے احادیث کی کتابوں کو آپ دیکھیں گے تو کثرت سے ایسی احادیث آپ پائیں گے جو کتاب الفتن یا کتاب الملاحم وغیرہ میں ہیں، ان میں اس زمانہ کے فتن و فساد اور اسلام کے آخری غلبہ کے متعلق بہت سی باتیں ہیں، ایک حدیث میں نے بیان کی تھی، کہ آخری زمانہ میں ایسی مصیبت نازل ہوگی جسے کوئی چیز روک نہ سکے گی، دوسری طرف یہ بھی بتایا ہے کہ اسلام دوبارہ غالب آئے گا دوبارہ زندہ ہوگا، تمام لوگوں کا مسلمان ہوجانا تو قرآن سے ثابت نہیں، البتہ اسلام کے غلبہ کا ذکر جگہ جگہ ہے، تو یہ دونوں نقشے موجود ہیں، ایک طرف اسلام کے گرجانے کا نقشہ ہے اور دوسری طرف اس کے عروج کی بشارتیں ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کے قلب پر ان دو باتوں کا انکشاف

اور ایک عجیب بات آپ دیکھیں گے کہ ایک شخص کے قلب پر اس زمانہ میں انہی دو باتوں کا انکشاف ہوا ایک تو اس کے گرنے کا اور دوسرے اس کے عروج کا، ان دونوں باتوں کا انکشاف حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے قلب پر ہوا، غور کیجئے کیا آپ کو ولیوں میں سے کوئی ایسا ولی اللہ نظر آتا ہے، علماء میں سے کوئی ایسا عالم دکھائی دیتا ہے؟ دنیا کے فراست رکھنے والوں میں سے کوئی ایسا صاحب فراست موجود ہے جس نے ایسا صاف، اور کھلا نقشہ بیان کیا ہو؟ جس طرح قرآن نے دو تصویریں اسلام کی کھینچی ہیں، اس کا گرجانا اور پھر اس کا اٹھنا اور حدیث میں بھی ان دونوں تصویروں کا صراحت سے ذکر ہے اگر ایک طرف فتنوں کی خبر ہے مسلمانوں پر مصائب کے آنے کی خبر ہے تو دوسری طرف یہ بھی خبر ہے کہ اسلام بالآخر دنیا کا غالب مذہب ہوگا اور اسی غلبہ کو مسیح اور مہدی کے کام سے وابستہ کیا گیا ہے اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے یہ دونوں نقشے کھول کر بیان کئے ہیں مجھے تو حیرت آتی ہے لوگوں کی آنکھیں اگر مرزا غلام احمد پر بند ہیں تو کاش قرآن اور حدیث پر ہی ان کی آنکھیں کھلتیں، جن کی بتائی ہوئی خبروں اور بشارات کو انہوں نے بیان کیا، وہ تو قرآن اور حدیث کا مفسر ہے، وہ باتیں جو دوسروں کو نظر نہ آئیں چودھویں صدی کے مجدد کو دکھا دی گئیں اور اس نے کھول کر رکھ دیں۔

سکھوں کے مظالم کا نقشہ

میں نے حضرت صاحب کا آئینہ کمالات اسلام میں سے سکھوں کا نقشہ جو آپ نے آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ [illegible] سے شروع کیا ہے پڑھا ہے آپ نے اس میں سکھوں کی ناپاکیوں اور مظالم کا تذکرہ اچھی طرح کیا ہے اور شروع یہاں سے کیا ہے کہ جب مسلمانوں کا فسق و فجور حد سے بڑھ گیا تو غضب الٰہی نے سکھوں کو مسلمانوں پر مسلط کردیا، اور پھر نقشہ کھینچا ہے کہ کس طرح مسلمانوں پر سخت ترین مظالم برپا کئے گئے، مساجد ویران کی گئیں، عورتوں اور بچوں کو ہدف ستم بنایا گیا، اذان دینا اور خدا کا نام لینا بند کردیا گیا اور آخر میں لکھتے ہیں کہ جیسے ان کے [illegible] پھر وہی درندگی اور ظلم و فساد آپس میں شروع ہوگیا اور آخر ان کو تباہ کردیا گیا۔

موجودہ واقعات کی پیشگوئی اور سکھوں کی درندگی کا اعادہ

میں جب آج کے واقعات کو دیکھتا ہوں تو بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آج کا نقشہ ہے، یہ جو کچھ واقعات مسلمانوں کے ساتھ ہوئے ہیں ان سب کا ذکر کر رہے ہیں پچھلے واقعات کا ذکر ہے مگر اس میں آئندہ کی پیشگوئی بھی موجود ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ وہ قوم ہے جس نے درندگی میں دنیا کی تمام قوموں کو مات کردیا ہے بلکہ درندوں کو بھی مات کردیا ہے ان کی یہ درندگی بالآخر آپس میں ایک دوسرے کی بربادی کا موجب ہوگی۔ ان سب باتوں کو بیان کرنے کے بعد آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان حالات میں انگریزوں کا وجود ایک رحمت ثابت ہوا جنہوں نے مسلمانوں کو سکھوں کے مظالم سے بچایا اس پر لوگوں کو شکایت ہوتی ہے کہ مرزا صاحب نے گورنمنٹ برطانیہ کی تعریف کی ہے آج وہ لوگ اپنے گریبان میں منہ ڈالیں تو انہیں اس صداقت کے اعتراف کے بغیر چارہ نہ ہوگا کہ گورنمنٹ برطانیہ فی الواقع ایسے حالات کے مقابلہ میں رحمت تھی حضرت مرزا صاحب نے [illegible] لکھے ہیں کہ میں کسی کی خوشامد [illegible] حقیقت ہے جس کا میں ذکر کرتا ہوں۔ آج اس گورنمنٹ کے چلے جانے سے وہی درندہ قوم مسلمانوں پر مسلط ہوگئی ہے

محض مسلمان ہونے کی وجہ سے تباہی کی کوشش

یہ جو کچھ آج ہورہا ہے قرآن اس کے متعلق فرماتا ہے وما نقموا منهم الا ان يؤمنوا بالله العزيز الحميد یا اس لئے مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کررہے ہیں کہ اللہ عزیز اور حمید پر وہ ایمان لاتے ہیں، خوب یاد رکھئے کہ یہ جو کچھ ہورہا ہے اس لئے نہیں ہورہا کہ فلاں مسلمان گروہ نے ہندوؤں یا سکھوں کو کچھ دیا تھا، اگر ایسا ہوتا تو مسلم لیگ کے حامیوں کو تباہ کیا جاتا مگر اب تو وہ بھی جو نیشنلسٹ کہلاتے ہیں وہ بھی اسی لپیٹ میں آگئے ہیں اور محض مسلمان ہونے کی وجہ سے ظلم و ستم برپا کیا جارہا ہے یہی ایک بات ہے جو ان کو تسلی دیتی ہے کہ کوشش کی گئی ہے کہ اسلام کا نام مٹ جائے، مگر اس کا نام ضرور بلند ہوگا۔

مسلمانوں کی آنکھیں کیوں نہیں کھلتیں

یہ سب کچھ ہوگا مگر میں اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کی آنکھیں کیوں نہیں کھلتیں، حضرت مرزا صاحب نے تو کھول کر بتادیا کہ اسلام پر یہ مصیبت کا زمانہ آنا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی کھول کر بتادیا کہ اسلام ہی اس کے بعد غالب ہوگا تو مسلمان اگر اس سیاہ تصویر کو دیکھتے ہیں جو آج ان کے سامنے ہے تو اس روشن تصویر کو کیوں نہیں دیکھتے جس کی ساتھ ہی خبر دی گئی ہے۔

وسعت عذاب اور وسعت کامیابی کی پیشگوئی

خوب یاد رکھئے کہ یہ دونوں باتیں مقدر تھیں اور دونوں پہلے سے بتادی گئی تھیں، یہ بھی مقدر تھا کہ عذاب آئے اور یہ بھی مقدر تھا کہ بالآخر اسلام غالب آئے اور لوگوں کے سر خدا کے آگے جھکیں، بیشک بہت بڑا عذاب دیکھنے میں آیا ہے لیکن وسعت عذاب میں کامیابی کی وسعت کی پیشگوئی مضمر ہے یہ وہ باتیں ہیں جن کو حضرت مرزا صاحب نے پہلے سے کھول کر ہمارے سامنے رکھ دیا، بتاؤ اگر یہ امام وقت نہیں، جس نے قرآن اور حدیث کا نقشہ اس قدر صفائی سے کھول کر دکھا دیا تو اور کون امام وقت ہوسکتا ہے۔

آسمان کی بلندیوں پر اسلام کا جھنڈا

میں بہت کم خواب دیکھتا ہوں لیکن کبھی کبھی اللہ تعالیٰ بعض باتیں دکھا دیتا ہے تین چار دن ہوئے میں نے دیکھا کہ آسمان پر اتنی اونچائی پر جس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا ایک جھنڈا لہرا رہا ہے مجھے بتایا گیا کہ یہ اسلام کا جھنڈا ہے۔

غلبہ اسلام میں ہماری کوششوں کی کمی

تو یہ تو خدا کے ہاں مقدر ہے کہ اسلام ضرور غالب ہوگا صرف ہم اس کے لئے کوشش نہیں کرتے، ہم سے مراد میں خود بھی ہوں جماعت بھی مراد ہے میں اپنے متعلق بھی کہتا ہوں کہ ہم نے اعلائے کلمۃ اللہ کا حق ادا نہیں کیا، ہم نے اسلام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے پوری کوشش نہیں کی، اپنی ترقیات کی ہمیں فکر ہے، اس بات کی فکر ہے کہ ہماری دولت بڑھ جائے، ہماری سلطنت اور بادشاہت اس طرح پر ہوجائے، جیسے دنیا کی اور بادشاہتیں ہیں، پاکستان کا جھنڈا لہراتا ہوا نظر آئے۔

اسلام کا جھنڈا (قرآن) دلوں پر لہراؤ

مگر یاد رکھئے یہ تمام جھنڈے پاکستان کے ہوں یا افغانستان یا ترکستان کے ان سب سے بلند تر اسلام کا جھنڈا ہے اسکو لہرانے کی کوشش کرو یہ سلطنت کا جھنڈا تو کپڑے کا ایک ٹکڑا ہے جس کو رنگ کر لہرا دیتے ہو، مگر اسلام کا جھنڈا قرآن ہے اسکو اگر آپ لے لیں اور اپنے دلوں کے اوپر لہرائیں تو سمجھئے کہ اسلام کے پرچم کو لہرا دیا۔

اسلام کو دنیا میں روشن کرنیکے لئے پوری کوشش کرو

آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعود کو پہچانا اگر فی الواقعہ دلوں کے اندر ایمان ہے تو اپنے کاموں سے اس ایمان کو ظاہر کرو، زبانوں سے کچھ نہیں بنتا، كبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون خدا کے نزدیک یہ بڑی بری بات ہے کہ جو کچھ تم منہ سے کہو اس کو عمل میں نہ لاؤ تم نے منہ سے کہا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے، تم نے منہ سے کہا کہ ہم امام وقت کا ساتھ اس لئے دیتے ہیں کہ اسلام کی خدمت کریں، اس کو دنیا میں بلند کرنے کی کوشش کریں لیکن بہت ہلکی کوشش ہے جو ہم نے کی ہے، اب وقت ہے کہ اس کوشش میں قوت پیدا کریں اور اسلام کو دنیا میں روشن کرنے میں پوری ہمت سے کام لیں، خوب یاد رکھئے جس قدر زیادہ کوشش آپ کریں گے اسی قدر کامیابی کے دروازے زیادہ زور کے ساتھ کھل جائیں گے۔

خطبہ ثانی

عید کی قربانی کے متعلق ایک سوال کا جواب

خطبہ ثانی میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ موجودہ حالات میں عید اضحیٰ کے موقعہ پر قربانی کی جائے یا اس کی قیمت قائداعظم ریلیف فنڈ میں دیدی جائے، آپ نے فرمایا کہ کئی دوستوں نے ایسے سوال

دُرِّ ثمین

(۱) عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خاف ادلج ومن ادلج بلغ المنزل الا ان سلعۃ اللہ غالیۃ الا ان سلعۃ اللہ الجنۃ اخرجہ الترمذی۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ جس شخص نے خوف (خدا) کیا اس نے اول ہی رات سے سفر شروع کر دیا اور جس نے اول ہی رات سے سفر شروع کیا وہ منزل مقصود کو پہنچ گیا (یعنی اسے رضائے الٰہی حاصل ہو گئی جو بہت بڑا انعام ہے) آگاہ ہو جاؤ کہ خدا تعالےٰ کا سامان بہت بیش قیمت ہے تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ سامان جنت ہے (جو خشیۃ اللہ سے ہی میسر آ سکتا ہے)
(تلخیص کتاب الخوف)

(۲) وعن انس رض قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علےٰ شاب وھو فی الموت فقال کیف تجدک قال ارجو اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ واخاف ذنوبی فقال صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمعان فی قلب عبد فی مثل ھذا الموطن الا اعطاہ اللہ ما یرجو وامنہ مما یخاف اخرجہ الترمذی (تلخیص ایضاً)

انس سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم ایک جوان شخص کے پاس تشریف لے گئے جو حالت نزع میں تھا، آپ نے فرمایا کہ کیوں تمہاری کیا حالت ہے؟ اس نے کہا مجھے اللہ تعالےٰ سے مغفرت کی امید ہے اور مجھے اپنے گناہوں سے خوف ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب کبھی یہ دونوں باتیں کسی بندہ (مومن کے) دل میں جمع ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اُسے وہی چیز عطا فرماتا ہے جس کی اسے امید تھی (مغفرت) اور جس چیز سے وہ خوف کرتا تھا (گناہوں کا مواخذہ) اس سے اسکو محفوظ رکھتا ہے۔

(۳) وعن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فتح لہ باب الدعاء فتحت لہ ابواب الرحمۃ وما سئل اللہ تعالےٰ شیئاً احب الیہ من ان یسأل العافیۃ وان الدعاء ینفع مما نزل ومما لم ینزل ولا یرد القضاء الا الدعاء فعلیکم بالدعاء اخرجہ الترمذی۔

ترجمہ:۔ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ جس شخص کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا (دعا کرنے کے لوازم اور توفیق کا میسر ہونا) تو اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ پیاری کوئی اور دعا نہیں ہے کہ اس سے عافیت کی درخواست کی جائے اور دعا اس بلا کے لئے بھی مفید اور نافع ہے جو کہ نازل ہو چکی ہو اور اس بلا کے لئے بھی نفع بخش ہے جو ہنوز نازل نہ ہوئی ہو اور نازل ہونے والی ہو اور دعا ہی ایسی چیز ہے کہ قضا کو ٹال سکتی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے (ہمیشہ ہر چیز کے لئے) دعا کیا کرو
(تلخیص کتاب الدعاء)

ہر آں کارے کہ گردد از دعائے محو جاناں نے
نہ شمشیرے کند آں کارے باو نے نہ باراں نے
(مسیح موعود)

فانی فی اللہ کی دعا (نیم شبی) جو کارہائے نمایاں کر گذرتی ہے وہ شمشیر یا باد و باراں سے نہیں ہو سکتے۔
(غلام قادر عفی عنہ)

---

۴ بچھڑی ہوئی قومیں باہم مل جائیں تو خدا ان کے دلوں کو بھی اس بات کے لئے کھول دے گا جس کے لئے تمہارا دل کھول دیا ہے:
(پیغام صلح صفحہ ۲۸-۲۹)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

ہندو مسلم نفاق کے اصل وجوہ

سچی صلح اور دلی صفائی کس طرح ممکن ہے؟

مجھے ان صاحبوں سے اتفاق رائے نہیں ہے جو کہتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں کی باہمی عداوت اور نفاق کا باعث مذہبی تنازعات نہیں ہیں، اصل تنازعات پولیٹیکل ہیں۔

یہ بات ہر ایک شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ مسلمان اس بات سے کیوں ڈرتے ہیں۔ کہ اپنے جائز حقوق کے مطالبات میں ہندوؤں کیساتھ شامل ہو جائیں۔ اور کیوں آج تک انکی کانگرس کی شمولیت سے انکار کرتے رہے ہیں! اور کیوں آخر کار ہندوؤں کی درستی رائے محسوس کر کے اُنکے قدم پر قدم رکھا۔ مگر الگ ہو کر اور ان کے مقابل پر ایک مسلم انجمن قائم کر دی مگر انکی شراکت کو قبول نہ کیا۔ صاحبو اسکا باعث دراصل مذہب ہی ہے اسکے سوا کچھ نہیں اگر آج وہی ہندو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمانوں سے آ کر بغلگیر ہو جائیں یا مسلمان ہی ہندو دین کر اگنی وایو وغیرہ پرستش وید کے حکم کے موافق شروع کر دیں! اور اسلام کو الوداع کہدیں تو جن تنازعات کا نام اب پولیٹیکل رکھتے ہیں وہ ایک دم میں ایسے معدوم ہو جائیں کہ گویا کبھی نہ تھے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ تمام بغضوں اور کینوں کی جڑھ دراصل اختلاف مذہب ہے یہی اختلاف مذہب قدیم سے جب انتہا تک پہنچتا رہا ہے تو خون کی ندیاں بہاتا رہا ہے۔ اے مسلمانو! جبکہ ہندو صاحبان تمہیں بوجہ اختلاف مذہب کے ایک غیر قوم جانتے ہیں۔ اور تم بھی اسی وجہ سے انکو ایک غیر قوم خیال کرتے ہو۔ پس جب تک اس سبب کا ازالہ نہ ہو گا کیونکر تم میں اور ان میں ایک سچی صفائی پیدا ہو سکتی ہے ہاں ممکن ہے کہ منافقانہ طور پر باہم چند روز کے لئے میل جول بھی ہو جائے، مگر وہ دلی صفائی جسکو درحقیقت صفائی کہنا چاہیئے صرف اسی حالت میں پیدا ہو گی جبکہ آپ لوگ وید اور وید کے رشیوں کو سچے دل سے خدا کی طرف سے قبول کر لو گے اور ایسا ہی ہندو لوگ بھی اپنے بخل کو دور کر کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کر لیں گے یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ تم میں اور ہندو صاحبوں میں سچی صلح کرانے والا صرف یہی ایک اصول اور یہی ایک ایسا پانی ہے جو کدورتوں کو دھو دیگا اور اگر وہ دن آ گئے ہیں کہ یہ دونوں

... محمد ... پرنٹر پبلشر ... طبع کروا کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ایشیائی ممالک کے اکابر اور جماعت احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کا اعتراف

انٹر ایشین کانفرنس دہلی میں ہمارے نمائندہ کی ملاقاتیں

قارئین کرام کو معلوم ہے کہ پنڈت نہرو کی عارضی حکومت نے دہلی میں انٹر ایشین کانفرنس کے نام سے حال ہی میں ... ایک مجلس منعقد کی جس میں ایشیاء کے بڑے بڑے ممالک کے بعض اکابر نے شمولیت اختیار کی اور بعض اسلامی ممالک کے مبصرین بھی شاہدہ حالات کے لئے تشریف لائے اس کانفرنس میں ہمارے محترم دوست سید اختر حسین صاحب گیلانی بھی پیغام صلح اور لائٹ کے نمائندہ خصوصی کی حیثیت سے شامل ہوئے اور کئی ممالک کے اکابر سے ملاقاتیں کیں، جن کی مختصر روئداد انھوں نے ذیل کے مضمون ... میں قلمبند کر کے بھیجی ہے جو امید ہے قارئین کرام کے لئے باعث دلچسپی ہوگا۔

میرے لئے یہ نیا تجربہ تھا کہ ایک صحافتی نمائندہ کی حیثیت سے کانفرنس کا مشاہدہ کروں اور لوگوں سے ملاقات کروں ——— نیا تجربہ اس لئے کہ اس حیثیت میں مجھے بہت زیادہ آزادی سے ملاقاتیں کرنے کا موقعہ میسر آیا جو کسی اور طرح میسر نہ آتا اس سے دیکھ کر مجھے یہ محسوس ہوا کہ پریس کے نمایندے بھی اپنے اپنے طور پر ایک مبلغ کی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن یہ لوگ محض وعظ کرنے والوں سے اپنے مقاصد میں زیادہ کامیاب رہتے ہیں آج (۲۷ مارچ) کانفرنس کو پانچ دن ہو گئے ہیں اور یہ کانفرنس ۲ اپریل تک جاری رہے گی میری رپورٹ کی یہ پہلی قسط ہے جو ارسال کی جا رہی ہے۔

پاکستان کے خلاف کوشش

اس کانفرنس میں ایشیا کے اکثر ملکوں کے اکابر شامل ہوئے، حکومت اور کانگریس کے مشترکہ اخراجات نے اس اجتماع کو ایک عظیم الشان اجتماع بنا دیا، اگرچہ مخفی نہیں کہ اگرچہ کانگریس نے تمام ایشیائی ملکوں کو شمولیت کی دعوت دی، مگر مسلم لیگ سے اس کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں نہ کوئی مشورہ کیا اور نہ ہی دعوت دی اس لئے اسکا اثر اسلامی ہند اور اسلامی دنیا پر یہ پڑا کہ ہندو کانگریس تمام ایشیائی قوموں کو پاکستان کی تحریک کے مقابل متحد کرنا چاہتی ہے اور اس طرح مسلمانوں کو مرعوب کرنا چاہتی ہے، پنڈت نہرو کی تقریر کا بھی یہی مطلب تھا جس میں اس نے پیچدار الفاظ میں پاکستان کے اصول کی مخالفت کی مگر الحمد للہ کہ یہ کانفرنس اسلامی دنیا کی آنکھیں کھولنے کا موجب بن رہی ہے۔

تبت کے نمایندے

کانوں کے زیور اور بالوں کی بناوٹ دیکھکر یہ اندازہ کرنا مشکل تھا کہ کون مرد ہے اور کون عورت مسز کیپ شوپا وفد کے لیڈر تھے ان کے ساتھ ایک صاحب کیپ شوپا اور مسز کیپ شوپا تھے انھوں نے میرے سوالات کے جواب میں بتایا کہ تبت کی سیاسی اور مذہبی عنان دلائی لامہ کے ہاتھ ہے جس سے کسی کو کسی طرح اختلاف نہیں تبلیغ مذہب کی تبت میں اجازت نہیں اور اگر ان کے نام تبت میں اسلامی لٹریچر بھیجا جائے تو وہ مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے۔ یہ لوگ بدھ مذہب کے قائل ہیں اور بدھ کو اللہ حقیقی سمجھتے ہیں دلائی لامہ اس کا مظہر کامل ہے۔ لاسہ میں مسلمان بھی ہیں جو ہر طرح مطمئن ہیں بدھ اور مسلمان بھائی بھائی کی طرح رہتے ہیں، بدھوں میں چھوت چھات نہیں اس لئے وہ دوسرے لوگوں سے نفرت نہیں کرتے۔

انڈونیشیا کا وفد

انڈونیشیا کے مسلمان اپنی اسلامی غیرت میں مشہور ہیں۔ ڈاکٹر سلطان شہریار کانفرنس میں نہ پہنچ سکے، مگر ان کی حکومت کے ارکان اور دیگر نمایندے پہنچے، حاجی سالم جو کہ مدیر انڈونیشیا کے نائب وزیر خارجہ ہیں نہایت ہی مخلص بزرگ ہیں ان سے اور ان کے ساتھیوں میجر جنرل عبدالقادر، ڈاکٹر انس حور وستیاتی الاستاذ محمد رشیدی جنرل سیکرٹری وزارت امور دینیہ ڈاکٹر عبدالکریم ڈائرکٹر جنرل امور اقتصادیہ ڈاکٹر علی ساسترو امی جوجو ایل۔ ایل ڈی۔ ڈاکٹر نذیر (شعبہ امور خارجہ جمہوریہ انڈونیشیا) وغیرہم سے علیحدہ علیحدہ اور اکٹھی طور پر کئی بار ملاقات اور مفصل گفتگو ہو چکی ہے۔ ان لوگوں کے ایمان و اخلاص کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا تھا کہ ہم مدت سے آشنا ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے مجھے بتایا کہ اس کے پاس حضرت مولانا محمد علی صاحب کا ترجمہ قرآن اور تالیف کردہ لٹریچر موجود ہے۔ ان میں سے ہر شخص ہماری جماعت کی تبلیغی کوششوں سے اتنا واقف ہے کہ ہندوستان میں بھی ایسے لوگ کم ہی واقف ملتے ہیں یہ سب لوگ مرزا ولی احمد بیگ صاحب کو جانتے ہیں حاجی سالم صاحب نے مجھ سے تذکرہ کیا کہ کس طرح مرزا ولی احمد بیگ ملایا پہنچے اور سماٹرا وہاں سے حاجی صاحب اور ان کے رفقاء لوس کی تحریک کے معاون بنے انھوں نے کہا کہ ہم عرصہ سے مرزا ولی احمد بیگ کا پتہ معلوم کرنے کی فکر میں ہیں اور ان سے دوری خط و کتابت کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے ایک شخص نے بتایا کہ مرزا ولی احمد حاجی سالم وزیر امور خارجہ کے گہرے دوست تھے ان جملہ دیگر امور کے اسلامی ہند کا ذکر بھی آیا میں نے بتایا کہ ہندوستانی مسلمان کس نازک سیاسی دور سے گزر رہا ہے۔ انڈونیشین لیڈر حاجی سالم کسی امر سے غافل نہیں تھے، انھوں نے جو مفصل امور بیان کئے ان کا ذکر مناسب نہیں، انھوں نے ایک بات یہ کہی انڈونیشیا کے مسلمانوں کی طرف سے ڈاکٹر ... قائداعظم جناح کو پیغام محبت دے چکے ہیں۔ حاجی صاحب نے بتایا کہ انڈونیشیا کی جماعت احمدیہ (شاخ لاہور) تاحال خوب کام کر رہی ہے۔

وفد کابل

ڈاکٹر عبدالمجید دارالفنون افغانستان اور ڈاکٹر محمد انس رئیس تعلیم و تربیت افغانستان جس محبت اور اخلاص سے میری باتیں سنتے رہے اسے میرا دل جانتا ہے یہ لوگ بھی ہماری تبلیغی سرگرمیوں سے کما حقہ واقف ہیں اور ہر اسلامی خدمت میں اعانت کو سعادت دارین خیال کرتے ہیں۔

وفد ملایا

ڈاکٹر برہان الدین پریزیڈنٹ ملایا نیشنلسٹ پارٹی اور حاجہ زین بنت سلیمان سپرانٹنڈنٹ ملایا گرلز سکول جوہور (ملایا) کی ملاقات سے عجب روحانی مسرت ہوئی یہ دونوں ہماری جماعت کی سرگرمیوں سے واقف ہیں، حاجہ زین بنت سلیمان ایک بڑی اعلیٰ پایہ کی شریف اور متدین خاتون ہیں، انھوں نے حضرت مولانا محمد علی صاحب کے حالات بڑی دلچسپی سے دریافت کئے اور انہیں سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ حضرت ... [illegible] ہیں اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں، کہنے لگیں میرے پاس حضرت مولانا کا ترجمہ قرآن اور سب کتابیں موجود ہیں، ملایا کے مسلمانوں کو اس لٹریچر سے بڑا فائدہ پہنچا ہے۔

وفد مغربی افریقہ

ڈاکٹر یوسف دادو ( ) مغربی افریقہ کے ہندوستانیوں کے لیڈر ہیں، مغربی افریقہ کے بعض مسلمانوں کی طرف سے ان کی مخالفت ہوتی ہے۔ مگر جہاں تک ہماری جماعت کا تعلق ہے یہ اس سے خوب واقف ثابت ہوئے ہیں یہ جماعت سے اس وقت سے شناسا ہیں، جب حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم مغربی افریقہ گئے تھے انہوں نے جماعت کی تبلیغی مساعی کا اعتراف نہایت اچھی طرح کیا اور کانسٹی ٹیوشن ہاؤس میں جہاں نمایندگان کانفرنس ٹھیرے ہیں کئی بار ملاقات کی۔

ترکی وائس کونسل

ترکی نے اپنا وفد اس لئے نہ بھیجا کہ وہ ایک یوروپین ملک کہلاتا ہے، مگر ترکی کے وائس کونسل ایم کوکومان جو بمبئی میں رہتے ہیں یہاں موجود تھے، انھوں نے دوران گفتگو میں برلن مشن کے حالات سے دلچسپی کا اظہار کیا، اور برلین مسجد کی تصاویر ملاحظہ کیں جن سے انہیں اپنے اغراض و مقاصد سے آشنا کرایا، جس سے یہ مطلقاً ناواقف تھے

دیگر ممالک کے اکابر

ان سب لوگوں کو نیو ورلڈ آرڈر اور دیگر لٹریچر دیا گیا، اور سب کے دستخط نوٹ بک پر لئے گئے الاستاذ مصطفےٰ مومن جو مسلم برادر ہڈ مصر سے تعلق رکھتے ہیں ڈاکٹر عبداللہ تعنام ڈین آف فیکلٹی آف آرٹس مصر، شیخ تقی الدین الصلح، داعی عرب

حصارِ عافیت

(از محمد اعظم علوی صاحب)

بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی ہمدم ✽ جہانِ رنگ و بو میں انقلاب انقلاب آئے

میں پروانہ ہوں اس شمعِ نورِ محمد کا ✽ گواہی جس کی دینے آفتاب و ماہتاب آئے

مرے سوزِ دروں سے گرمیٔ افکارِ عالم ہے ✽ مری آہِ مسلسل کے ستاروں سے جواب آئے

مری تائید پہ مامور ہیں فوجیں ملائک کی ✽ مرے حق میں نشانِ فتح و نصرت بے حساب آئے

گذرگاہِ جہاں ہی اور میر کارواں میں ہوں ✽ جسے خواہش ہو منزل کی وہ میرے ہمرکاب آئے

مسیحِ وقت نے تجھ کو حصارِ عافیت بخشا ✽ اماں لینی ہو جس کو میرے دامن میں شتاب آئے

یہ میری زندگی پرتو ہے، اس خلقِ مجسم کا ✽ کہ جسکے حسنِ سیرت پر فرشتوں کو حجاب آئے

نہیں ہے روشنی باقی کلیسا کے چراغوں میں ✽ تمنا نور کی ہی جسکو، سوئے آفتاب آئے

مجھے اقوامِ عالم کو سبق دینا ہے خدمت کا ✽ یہ دولت ہے جسے لینا ہو بہرِ اکتساب آئے

میرے دامن میں پنہاں وسعتِ کونین ہے علوی

یہ کہنا رحمتِ ربِ علا سے بے حساب آئے

پاکستان کا حصول مسلمانوں کی عظیم الشان کامیابی ہے

مسٹر جناح کی دوربینی اور انگریزوں اور ہندوؤں کا بیک وقت مقابلہ کرنے سے مسلمانوں کی غلامی کی دو زبردست زنجیریں کٹ گئیں

اگر مسلمان تبلیغ کو مقدم کرتے تو سارا ہندوستان پاکستان بن گیا ہوتا

ہماری آئندہ کامیابیوں کا انحصار کسی سلطنت پر نہیں بلکہ اخلاق اور تبلیغ پر ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ ڈلہوزی۔ مؤرخہ ۲۰ جون ۱۹۴۷ء

الحمد للہ رب العالمین

یہ جملہ تو ہر وقت ہی خدا کے شکرگزار بندوں کے منہ سے نکلتا ہے لیکن بعض اوقات ایسے بھی آتے ہیں کہ یہ الفاظ الحمد للہ رب العالمین ایک خوشی بھرے دل سے نکلتے ہیں بلکہ ایک قوم کی قوم یا ملک کا ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک خوشی سے بھر کر اللہ تعالیٰ کی حمد کا یہ گیت گاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلعم کی زندگی میں اور اس کے بعد صحابہ کی تاریخ میں تو ایسے اوقات بہت آئے اور آتے رہتے تھے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے نظاروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور خدا کی حمد کے ترانے گاتے تھے لیکن آج ہماری زندگیوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی ایک نظارہ دکھایا کہ جسے دیکھ کر ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کے اور شاید دنیا میں اور بھی مسلمانوں کے دل آج خوشی سے لبریز ہو کر پکار اٹھے ہیں الحمد للہ رب العالمین۔

مسلمانوں کی غلامی کی دو زنجیریں کٹ گئیں

کسی قوم کی غلامی کی زنجیروں کا کٹ جانا ایک بہت ہی عظیم الشان کامیابی ہے۔ اور اس پر وہ جس قدر خوشی کا اظہار کرے کم ہے مگر آج ہندوستان کے مسلمانوں کی تاریخ میں وہ وقت آیا ہے کہ بظاہر ان کے بیشتر حصہ کی لیکن فی الحقیقت ان سب کی ایک نہیں دو دو غلامی کی زنجیریں بیک وقت کٹ گئی ہیں اور یہ وہ کامیابی ہے جو بہت کم کسی قوم کو ملتی ہے۔

ہندو قوم کی تنگدلی اور غلامی کے ہندوستان میں آئی ہوئی قوموں سے سلوک

مسلمان انگریزوں کی غلامی میں تھے۔ اور ان کے دلوں میں انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کی تڑپ تھی مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی انہیں روز روشن کی طرح نظر آتا تھا کہ انگریز کے نکلنے ہی وہ ایک ایسی قوم کی غلامی میں مبتلا ہو جائیں گے جو انگریز سے زیادہ تنگدل ہی نہیں بلکہ جس کی تاریخ نے واقعات کے رنگ میں یہ ساری دنیا پر ظاہر کر دیا ہے کہ جب اس کی غلامی میں کوئی قوم آ جاتی ہے تو وہ اس کو عبودیت سے بھی نیچے پستی کے مقام پر گرا دیتی ہے اور اس قدر ذلیل کر کے گراتی ہے کہ پھر وہ کبھی قعر مذلت سے باہر نہیں نکل سکتی۔ آج سے چند ہزار سال پیشتر اس ہندوستان کی اصلی اقوام اس آریہ قوم کی غلامی میں آئیں اور آج ہزارہا سال گذر جانے کے بعد اس روشنی کے زمانہ میں بھی باوجود بعض ہندوؤں کے بلند بانگ دعاوی کے وہ دنیا کی ذلیل ترین قوم ہے۔ اور اس حالت سے باہر نکلنے کا کوئی رستہ نہیں نظر نہیں آتا۔

مسلمانوں کے لئے ہندوؤں کی غلامی کی زنجیریں

بہ صرف خطرہ ہی خطرہ نہ تھا کہ انگریزوں کے چلے جانے کے بعد مسلمان ہندوؤں کے غلام ہو کر رہ جائیں گے بلکہ فی الحقیقت اس غلامی کی زنجیریں کافی مضبوط ہو کر مسلمان اس میں جکڑے بھی جا چکے تھے اور غیر محسوس طور پر نہ صرف ان کے ہاتھ پاؤں ہی بندھ چکے تھے اور وہ اقتصادی طور پر غلامی کی حالت کو پہنچ گئے تھے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ ان کے دماغوں پر ان کے ہندو آقاؤں کا قبضہ ہوتا چلا جاتا تھا۔ وہ اپنی غلامی کو آزادی سمجھ رہے تھے اور بڑے بڑے آزاد کہلانے والے صرف چند کوڑیوں کے لئے لوگوں کو اس غلامی پر فخر کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ تیار ہو رہا ایک دلکش تماشا یہ تھا کہ ہم انگریزوں کی غلامی کے گڑھے سے نکل رہے ہیں لیکن گڑھے سے نکلنے کے ساتھ ہی ان کے لئے وہ کنواں تیار رہتا جس میں وہ اسی طرح ہمیشہ کے لئے گر جاتے جس طرح آج سات کروڑ اچھوت گرے ہوئے ہیں ....

مسٹر جناح کی دوربینی اور انگریزوں اور ہندوؤں سے بیک وقت مقابلہ

یہ منصوبہ ہر طرح پر مکمل ہو چکا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے نام لیواؤں کی دستگیری فرمائی اور ایک عظیم الشان عزم اور قابلیت کے مالک۔ بے غرض دوربین انسان کو مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی کے لئے کھڑا کر دیا۔ مسٹر محمد علی جناح کے سامنے مشکلات کا ایک پہاڑ تھا۔ مسلمان قوم بہت منتشر تھی۔ اقتصادی طور پر مفلس تھی۔ قومی کاموں کے لئے ایثار کا مادہ بہت کم تھا اور یہ دونوں باتیں اب تک موجود ہیں۔ ہندوؤں کی غلامی کی دلدل میں دھنسی جا رہی تھی اس پراگندہ اور کمزور قوم کے ساتھ مقابلہ صرف انگریز کی طاقت کا نہ تھا جو ساری دنیا پر چھائی ہوئی تھی بلکہ اس سے بڑا ایک مقابلہ اپنے ہی ہم وطنوں سے تھا جو مسلمانوں کو ہمیشہ کی غلامی میں لانے کی ایک مکمل سکیم اندر ہی اندر تیار کر چکے تھے۔ اور اگر مسلمانوں کا کچھ حصہ ایسا تھا جو اپنی اغراض ذاتی کے لئے ان کا غلام ہو چکا تھا۔ تو دوسرا حصہ ایسا بھی تھا جو نیک نیتی سے یہ سمجھ رہا تھا کہ انگریز کو نکال لینے کے بعد ہم ہندوؤں کی غلامی سے آزادی حاصل کر لیں گے۔ مگر مسٹر جناح کی دوربین نگاہ نے یہ دیکھ لیا کہ انگریز کے نکلنے کے ساتھ ہی ہندو قوم کو وہ تصرف حاصل ہو جائے گا کہ پھر مسلمانوں میں پراگندہ اور مفلس قوم کے لئے کوئی موقعہ ان کی غلامی سے باہر نکلنے کا نہ رہے گا۔ اس لئے اس نے خالی ہاتھ ہونے کے باوجود بیک وقت دو قوتوں سے مقابلہ کی ٹھان لی۔ اس کے ہاتھ میں طاقت کیا تھی میں سمجھتا ہوں خدا کی مدد پر بھروسہ کے سوائے کوئی طاقت نہ تھی۔

خدا کی نصرت نے مسٹر جناح کو کامیاب ترین انسان بنا دیا

آج ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کی نصرت نے ہی اس کامیابی کا منہ مسٹر جناح کو دکھایا ہے جو آج اس زمانہ میں ایک بے نظیر کامیابی ہے۔ گاندھی جی کی شخصیت کے سامنے صرف ہندو نہیں ایک دنیا سر جھکاتی ہے۔ لیکن اگر واقعات کے رنگ میں دیکھا جائے تو جس کامیابی پر آج گاندھی جی کے پیرو فخر کرتے ہیں وہ اس کامیابی کے سامنے گرد ہو کر رہ جاتی ہے جو مسٹر جناح کو خدا نے عطا فرمائی ہے۔ اور یقیناً آج مسٹر جناح دنیا کا کامیاب ترین انسان نظر آتا ہے جس نے بغیر تلوار چلانے کے بغیر کشت و خون کے ایک اسلامی سلطنت قائم کر دی۔ اپنے زمانہ میں مصطفےٰ کمال کے سامنے سب لوگوں کی گردنیں جھک گئیں کہ اس نے مردہ ترکی کو زندہ کر دیا۔ اور اسے گرتے گرتے اٹھا کر ایک طاقتور سلطنت بنا دیا۔ آج اس زمانے میں ایک اور مسلمان کو خدا نے یہ توفیق دی کہ اس نے اس قوم کو جو کسی کمزور سلطنت کی بھی مالک نہ تھی۔ بلکہ غلامی کے گڑھے میں گر چکی تھی، ایک وسیع سلطنت کا مالک بنا دیا۔

تمام مخالفتوں کے باوجود پاکستان کا ظہور

اپنے رقبہ کے لحاظ سے اپنی آبادی کے لحاظ سے پاکستان کوئی چھوٹی سی سلطنت نہیں۔ جو اس وقت ایک مردِ خدا کی طفیل عدم سے وجود میں آئی ہے اور سخت ترین مقابلوں کے بعد آئی ہے۔ انگریز پاکستان کا سخت مخالف تھا۔ لارڈ ویول سابق وائسرائے مسلمانوں کو یہ کہہ کر جواب دے چکا تھا کہ جغرافیہ کو کوئی شخص تبدیل نہیں کر سکتا۔ یعنی ہندوستان ہمیشہ ایک ہی رہیگا اور پاکستان کا خواب کبھی پورا نہ ہوگا۔ ہندوؤں کا سب سے بڑا رہنما یہ کہہ چکا تھا کہ وہ ہندوستان کو کبھی تقسیم نہ ہونے دیگا۔ کانگرس کے بڑے بڑے رہنما۔ کانگرس سے اختلاف رکھنے والے ہندو سب قسمیں کھا چکے تھے کہ ہندوستان کو تقسیم نہ ہونے دیا جائیگا۔ اور پاکستان صرف ان کی لاشوں پر بن سکتا ہے۔ سکھ بھی یہ کہہ چکے تھے کہ خواہ وہ کچھ کریں نہ کریں لیکن پاکستان کبھی نہ بننے دیں گے۔ ہندو مہاسبھا تو پاکستان کی بدترین دشمن تھی۔ مگر ان سب مخالفتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے پاکستان یکایک نقشہ دنیا پر آ جاتا ہے العظمة للہ!

پاکستان کی اقتصادی کمزوری کا پروپیگنڈا

میں یقین رکھتا ہوں کہ اس بے نظیر کامیابی پر اور خدا تعالیٰ کی اس زبردست نصرت کے نظارے پر ہر مسلمان کے دل سے پھوٹ کر یہ صدا نکلے گی الحمد للہ رب العالمین اس کامیابی کی عظمت کو کم کرنے کے لئے یہ کہنے والے لوگ بھی موجود ہیں کہ پاکستان کی اقتصادی حالت بہت کمزور ہے اور یہ پروپیگنڈا ایک مدت سے چل رہا ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا پاکستان کی اقتصادی حالت افغانستان، ودہ

(باقی برصفحہ ۹ کالم اول)

مکھکر بھیجے ہیں، جن کے جواب انہیں بھیجدیئے گئے ہیں ممکن ہے بعض جواب ڈاک کی خرابی کی وجہ سے نہ پہنچے ہوں، مجھ سے پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ بہتر ہوگا کہ جانور کی قربانی کرنے کے بجائے اس کی قیمت ان مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد میں دیدی جائے جو مشرقی پنجاب سے دکھ اٹھا کر یہاں آئے ہیں، میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ عید اضحیٰ کے موقعہ جانور کی قربانی ایک سنت ہے جس کو ترک نہیں کیا جا سکتا، میں اس بات کا مجوز نہیں کہ ایک نیکی کے کام کے لئے دوسرے نیکی کے کام کو چھوڑ دیا جائے، دونوں کام اپنی اپنی جگہ پر ضروری ہیں، جس طرح زکوٰۃ اور خیرات دو الگ الگ مصرف ہیں اور کوئی خیرات دینے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے زکوٰۃ ادا کر دی اور زکوٰۃ صرف بیت المال کا حق ہے، اسی طرح اس موقعہ پر جانور کی قربانی سنت ہے، اور آج تو جانور کی قیمت بھی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ ہر کس و ناکس اس سنت کو ادا نہیں کر سکتا، پس جو شخص ریلیف فنڈ اس قدر دے چکا ہے کہ اب اس کے پاس جانور کی قربانی کے لئے کافی رقم نہیں تو اس پر قربانی واجب ہی نہیں، اور اگر اتنی رقم تمہارے پاس ہے کہ قربانی کر سکو تو وہ بھی کرنی چاہیئے۔

قربانی کی کھالوں کے متعلق بھی سوال کیا گیا جس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ ہمارے ہاں جو نظام مقرر ہے اس کو توڑنا صحیح نہیں، کھالیں یہیں جمع ہونی چاہئیں، یہاں سے ان کی قیمت جہاں مناسب ہو خرچ کی جائے۔

جنازہ میں شرکت کے اسی سلسلہ میں دفتری نظام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے کہ بعض صورتوں میں کھالوں کے جمع کرنے یا کسی کے جنازہ کی اطلاع دینے میں دفتری نظام ٹھیک کام نہیں کرتا، اس کو درست کرنا چاہیئے لیکن جہاں تک جنازہ کا سوال ہے اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کسی دوست کو کسی بھائی کے جنازہ کی اطلاع وقت پر نہ مل سکے یا اطلاع ملنے کے باوجود نہ پہنچ سکے تو اس کو نبی کریم صلعم کے اس طریق پر عمل کرنا چاہیئے، کہ اس کی قبر پر جا کر دعا کریں، حدیثوں میں ذکر آتا ہے کہ ایک عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، وہ فوت ہو گئی لوگوں نے حضرت نبی کریم صلعم کو خبر نہ کی اور راتوں رات اسکو دفن کر دیا۔ نبی کریم صلعم نے جب اس عورت کو نہ دیکھا تو دریافت فرمایا صحابہ نے عرض کی کہ وہ فوت ہو گئی اور دفن کر دی گئی اسی وقت آپ اُٹھے اور اس کی قبر پر جا کر دعا فرمائی پس آپ بھی اگر کسی دوست کے جنازہ میں شامل نہ ہو سکیں تو جائیں اور اپنے دوست کی قبر پر جا کر اس کے لئے دعا کریں۔

احمدی و غیر احمدی اصحاب کیلئے لمحۂ فکریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - استغفر اللہ استغفر اللہ العظیم - استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ -

یہ بات اب اظہر من الشمس ہو چکی ہے۔ کہ دنیا پر آجکل قہر خدا سے ایک انقلاب آیا ہوا ہے اور ایسے عذاب الٰہی کی دنیا میں کوئی نظیر سننے میں نہیں آئی - خدا نے تو اپنے مقررہ قانون کے مطابق دنیا کو اس عذاب کی عرصہ دراز ہوا خبر دے دی تھی - اور واضح الفاظ میں اپنے ایک نذیر کی معرفت لوگوں کو مطلع بھی کر دیا تھا اور یہ اس کا خاص فضل تھا جو اس نے ایسا کیا اور یہی اس کا قانون ہے - جیسا کہ وہ فرماتا ہے ما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا افسوس دنیا نے اسکو جھٹلا دیا - اور پھل بھی ویسا ہی پایا جیسا کہ جھٹلانے والوں کا ہوتا ہے - میں عام مسلمانوں کی خدمت میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ خدارا ذرا غور کریں کہ اس عذاب کی وجہ کیا ہے۔ اور یہ وجہ معلوم ہو جانے پر اپنی غلطیوں کے لئے خدا سے معافی طلب کریں تا یہ مصیبت دور ہو اور مسلمان آرام کا سانس لیں۔ وہ نذیر جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے اس سے میری مراد صدی چہار دہم کا مجدد ہے اور مجدد بھی ایک معنے میں رسول ہوتا ہے۔ اگرچہ اس نے بہت کھول کھول کر موجودہ عذاب کا ذکر فرمایا۔ اور لوگوں کو جگایا۔ مگر افسوس مسلمانوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی میں حضرت مجدد صاحب کا ایک شعر نقل کرنے پر ہی بس کرتا ہوں۔ کوئی اسکو مانے یا نہ مانے یہ اس کی مرضی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اسکا موجب میرے جھٹلانیکے دن

اے مسلمانوں خدا کے لئے زمانے کے امام کو پہچانو اور دیوانہ وار اس کی طرف دوڑو تا تمہاری مشکل حل ہو جائے وما علینا الا البلاغ

اب میں اپنے ان دوستوں سے مخاطب ہوتا ہوں جنہوں نے امام وقت کو پہچانا - اور متذکرہ بالا نذیر کی آواز کو سُنا مگر انہوں نے باوجود سننے کے نہیں سُنا باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھا۔ باوجود واقف ہونے کے ناواقفیت سے کام لیا۔ میں ان تمام احمدی صاحبان کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ وہ ذیل کی چند سطور کو غور سے مطالعہ فرماویں۔ محض لمبی چوڑی تقریریں کرنے اور دعاؤں پر زور دینے سے کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک اصلی مرض کو دور کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اور دعاؤں اور تہجد کی نمازوں میں خدا سے استعانت کی التجا نہ کی جائے تب تک ان سوکھی دعاؤں سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ میں حضرت صاحب کے ایک الہام مورخہ ۷ مئی ۱۹۰۶ء کی طرف ہر دو فریق کے احباب کی توجہ مبذول کراتا ہوں اور ملتمس ہوں۔ کہ خدارا اپنے مرشد کے اس فرمان کی طرف خاص طور پر توجہ فرماویں۔ اور استغفار پڑھیں تاکہ موجودہ عذاب سے اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے۔ آمین۔ ثم آمین۔ اور وہ الہام حسب ذیل ہے:۔

ولا تکلمنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون وعدً علینا حقٌ -

(ترجمہ) ان لوگوں کے بارہ میں میرے ساتھ بات نہ کر جو ظالم ہیں۔ یعنی دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہیں۔ اور دنیا کے ہموم و غموم میں لگ کر دین کے پہلو سے لاپرواہ ہیں۔ میں ان کو ضرور غرق کروں گا۔ اور ناکامی میں مریں گے۔

یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ جو نہیں ٹلے گا۔ اس الہام کے متعلق حضرت مسیح موعود نے یہ ارشاد فرمایا ہے:۔

"میرے خیال میں یہ الہام ہماری جماعت کے بعض افراد کی نسبت ہے۔ جو دنیا کے ہموم و غموم میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ اور دین کی فکر اور غم سے لاپرواہ ہیں۔ گویا خدا تعالےٰ مجھے ہدایت فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے دعا مت کرو۔ ان کی شفاعت مت کر۔ کیونکہ جیسا کہ ان کا دین مر گیا ان کی دنیا بھی مرے گی۔ ظاہر ہے کہ دعا اور شفاعت دوستوں کے لئے ہوتی ہے نہ کہ دشمنوں کے لئے پس اسی قرینہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ الہام خاص دوستوں کے لئے ہے۔ اور ایک بڑے عذاب سے ان کو ڈرایا گیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ وہ عذاب دوسرے کے لئے بھی ہو، مگر ایسے لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ جو بظاہر اس جماعت میں داخل ہیں مگر ان کی حالت دنیا پرستی کی ہمارے اصول کے خلاف ہے"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۹ صفحہ ۲ والحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۶)

اب ہر احمدی دوست اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام مورخہ ۷ مئی ۱۹۰۶ء کہیں اس پر تو چسپاں نہیں ہوتا جس کے متعلق اس نے شرائط بیعت میں ایک اقرار بھی کیا ہے، یہ سخت ڈرنے کا مقام ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب پر رحم فرمائے والسلام۔ خاکسار

عبدالحیٰ احمدی پنشنر
محلہ مستریاں - جہلم

پیغام صلح

جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۲ر شعبان ۱۳۶۶ھ | نمبر ۲۴

فرقہ وارفسادات اور پاکستان کے متعلق ہمارا نقطۂ نظر

کامل دو ہفتہ کی جبری غیر حاضری کے بعد ایڈیٹر پیغام صلح کو آج پھر اپنے قارئین سے خطاب کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے اور پیشتر اس کے کہ کوئی دوسری بات عرض کی جائے یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیر حاضری پبلک سیفٹی آرڈیننس کی دفعہ ۳ کے ماتحت جبراً عمل میں آئی۔ ۳۱ر مئی کی شام کو رام گلی کے ایک مکان کو آگ لگی اس سلسلہ میں کمرچون کو برانڈرتھ روڈ کے کچھ لوگوں کو گرفتار کیا گیا اور . . . .

اسی سلسلہ میں ایڈیٹر پیغام صلح کو بھی دھر لیا ۔۔۔ ہم کل پینتیس آدمی تھے، اور سب کے سب ناکردہ گناہ، مکرم معظم ڈاکٹر غلام محمد صاحب کے برادر خورد نور محمد صاحب بٹ بھی انہی ناکردہ گناہ لوگوں میں شامل تھے۔

ہم سب کو ایک دن تھانہ نولکھا میں بیانات وغیرہ کے سلسلہ میں گذارنا پڑا جس کے بعد رات کے دس بجے پبلک سیفٹی آرڈیننس کی دفعہ ۳ کے ماتحت ایک ماہ کے لئے بورسٹل جیل میں بھیج دیا گیا جہاں امرتسر اور لاہور کے قریباً ایک ہزار مسلمان جن میں ۱۲-۱۳ سال کے بچوں سے لیکر ۸۰-۹۰ سال کے بوڑھوں تک ہر طبقہ کے شریف اور معزز لوگ شامل ہیں، پہلے سے نظر بند تھے اور روزانہ ایسے ہی لوگوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہتا ہے حکام جیل کی فرض شناسی اور کارکنان مسلم لیگ کی مساعی سے ان سب لوگوں کے آرام و آسائش کا پورا انتظام ہے جس کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا یہ نظر بندی ایک ماہ کے لئے تھی، لیکن دوستوں اور اراکین انجمن کو یہ کب گوارا تھا کہ اپنے بھائیوں کو یوں ناکردہ گناہ جیل کے اندر بیٹھے رہنے دیا جائے حضرت مولینا صدرالدین صاحب، مرزا مسعود بیگ صاحب، ڈاکٹر غلام محمد صاحب اور خواجہ نذیر احمد صاحب اور کئی دیگر اصحاب نے ہماری مخلصی کے لئے پیہم کوششیں کیں اور دن رات ایک کر دیا۔ مرزا مسعود بیگ صاحب نے ہائی کورٹ میں حبس کا کیس کے قانون کے ماتحت درخواست دائر کی جس کی پیروی خواجہ شمس ... عدالت میں خواجہ نذیر احمد صاحب نے کی اور اپنی قابلانہ بحث سے یہ ثابت کر دیا کہ یہ گرفتاری ناجائز تھی۔ ۱۶ر جون کو ہمیں باعزت بری کرنے کا فیصلہ سنایا گیا اور ۱۸ر جون کو ہماری رہائی عمل میں آئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس جگہ یہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ ان پینتیس آدمیوں میں سوائے دو تین کے باقی سب غیر از جماعت اصحاب تھے لیکن مسلمان تھے اور بیگناہ، اس لئے رہائی کے سلسلہ میں جو کوششیں کی گئیں ان میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا گیا بلکہ ان ایام میں انجمن کی طرف سے صبح شام پینتیس اصحاب کا کھانا بھی جیل میں پہنچتا رہا جس کا سب لوگوں کے دلوں پر نہایت گہرا اثر ہے، اور سب انجمن کے دلی شکر گزار ہیں۔

اس جبری غیر حاضری میں "پیغام صلح" کی ادارت کا کام ہمارے مکرم دوست شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔ اے کے سپرد رہا اور انہوں نے اپنی دیگر دفتری مصروفیتوں کے علاوہ اس کام کو بھی بخوشی خاطر انجام دیا جس کے لئے ان کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ لیکن اسی سلسلہ میں یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا کہ شیخ صاحب نے ۱۱ر جون کے "پیغام صلح" میں "نئی ذمہ داریاں" کے عنوان سے جو مقالہ لکھا ہے اور ۱۸ر جون کے شذرہ میں "کامیابی کی راہ" کے عنوان سے جو شذرہ قلمبند فرمایا ہے اس سے بعض احباب کو غلط فہمی پیدا ہوئی ہے جس کا ازالہ ضروری ہے۔

جہاں تک پنجاب کے فرقہ وار فسادات اور مسلم لیگ کے مقصد حصول پاکستان کا تعلق ہے ہماری جماعت کا نقطۂ نظر ان صفحات میں کئی مرتبہ دہرایا جا چکا ہے، اور اب پھر ہمیں اس حقیقت کے اظہار میں کوئی تامل نہیں کہ ان فسادات کی ذمہ داری اس قوم پر ہے جس نے ابتدا کی اور سکھوں کو بھڑکا کر آگے رکھ دیا اور بیگناہ لوگوں کو تلوار کے گھاٹ اتارا، عورتوں اور بچوں کو بیدریغ قتل کیا اور بیسیوں معزز اور شریف گھرانوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔

مسلمانوں نے بھی ان مظالم کا مقابلہ کیا۔ لیکن ان کا مقابلہ دفاعی تھا، اور اگر وہ اپنی حفاظت کے لئے اتنا بھی قدم نہ اٹھاتے تو بہار کی طرح پنجاب، اور بالخصوص لاہور اور امرتسر سے ان کا نام و نشان مٹ گیا ہوتا ہو سکتا ہے کہ اس دوران میں ان سے بھی ناواجب حرکات کا ارتکاب ہوا ہو۔ لیکن کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ کسی مسلمان نے عورتوں اور بچوں پر ہاتھ اٹھایا ہو۔ بلکہ اس کے خلاف فسادات کے ابتدائی ایام میں کئی مسلمان محلہ داروں نے ان ہندوؤں کی حفاظت کی جو ان کے محلوں میں سکونت پذیر تھے۔ کئی فاقہ زدہ ہندو گھرانوں کو اشیائے خورد و نوش فراہم کر کے دیں، اور راتوں کو جاگ کر اور دن کو اپنے کاروبار چھوڑ کر ان کے جان و مال کی حفاظت کرتے رہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندو قوم سے احسانمندی کا مادہ ختم ہو چکا ہے انہوں نے اپنے محسنوں ہی پر وار کر کے ان کو گرفتار کرایا اور فسادات کی آگ کو اور زیادہ مشتعل کرنے کا سامان کیا جس کا نتیجہ آج ان افسوسناک مناظر کی صورت میں ہم دیکھ رہے ہیں جو لاہور اور امرتسر کے بازاروں اور گلیوں کے کھنڈرات اور جلی ہوئی عمارات پیش کر رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے مسلم لیگ کو پاکستان کے حصول میں وہ عظیم الشان کامیابی عطا کی جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گی اور آنے والی نسلیں مسٹر محمد علی جناح کی زبردست مساعی اور مسلمانوں کی قربانیوں سے جو فائدہ اٹھائیں گی وہ ان کے دلوں میں تشکر و امتنان کے بے پناہ جذبات پیدا کرنے کا موجب ہوں گی، یہ کہنا صحیح نہیں کہ چونکہ مسلمان اخلاقی اور روحانی لحاظ سے کسی بلند سطح پر نہیں اس لئے پاکستان کا حصول ان کے لئے مفید نہیں ہو سکتا، پاکستان ایک نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل اور نصرت سے مسلمانوں کو عطا کی ہے، یہ موجودہ وقت کی دعاؤں کا اثر ہے، کہ آج ہم مسلمانوں کا قدم دنیوی اعتبار سے منار بلند پر دیکھتے ہیں، اخلاقی و روحانی بلندی بھی اللہ تعالیٰ انہیں دے گا بشرطیکہ ہم جو امام وقت سے وابستگی کا دعویٰ رکھتے ہوئے ان کے اخلاق و اعمال کو سدھارنے پر مامور ہیں، اخلاق اور روحانیت کا پورا نمونہ بن کر اپنی کوششوں کو ان کے لئے وقف کر دیں، اور دین کے صحیح رستہ کی طرف ان کی رہنمائی کریں، خدا نے جو نعمت دی ہے، اس کا کفران نہیں کرنا چاہئے اور اس کامیابی اور فضل الٰہی کا شکریہ اس رنگ میں ادا کرنا چاہئے کہ اپنے بھائیوں کے اخلاق و اعمال کی بلندی کے لئے کوشش اور دعائیں کرنے میں لگ جائیں، امام وقت کا پیغام ان تک پہنچائیں اور ان کی روحانی تاثیرات سے انہیں متاثر اور اس نور سے ان کے دلوں کو منور کریں جو امام وقت سے ہمیں ملا ہے اور یہی حقیقی کامیابی اور پاکستان کی مضبوطی کی صحیح راہ ہے۔

وفات حسرت آیات

احباب جماعت میں یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ قیلانگ میں ہمارے مخلص دوست ڈاکٹر خادم رحمانی صاحب نوری کی اہلیہ محترمہ ہاجرہ نوری چند ماہ بیمار رہ کر ۱۶ر جون کی شب کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ خاصی قوم میں سے پہلی خاتون تھیں جنہوں نے سلسلہ احمدیہ میں شرکت فرمائی تھی، اپنی تبلوکہ زمین میں سے عشر حصہ تبلیغ اسلام کے لئے جماعت کو بخشی تھیں۔ اشاعت اسلام کا مرحومہ کو بے حد شوق تھا۔ جماعت کے لئے ایک پرائمری سکول بھی تعمیر کرا رہی تھیں لیکن افسوس کہ اس کی تکمیل سے پہلے وہ رحلت فرما گئیں۔ انہیں خاصیہ ہل میں جماعت کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

ڈاکٹر خادم رحمانی صاحب نوری آسام میں تبلیغ اسلام کا بہت مفید کام کر رہے ہیں۔ اس صدمہ میں ہمیں ان سے دلی ہمدردی ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی اہلیہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

احباب سے درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ ادا فرمائیں۔

سپاس تعزیت

جن اصحاب کرام سلسلہ عالیہ احمدیہ لاہور نے قبلہ بزرگوارم مولینا عبدالہادی صاحب کی شہادت کی خبر سن کر تعزیتی خطوط ارسال کئے ہیں میں چونکہ فرداً فرداً کل اصحاب کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا، لہٰذا اخبار پیغام صلح کے ذریعہ ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا ہے کہ خدا سب کرمفرماؤں کو جزائے خیر دے نیز تمام اصحاب کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ کہ وہ ہمارے لئے موجودہ مصائب سے خلاصی کے لئے خدائے قادر مطلق کی درگاہ میں درد دل سے دعا کریں۔

والسلام

عبدالباقی خلف الرشید مولوی عبدالہادی صاحب مرحوم۔

معاصرین کے افکار

جرائم پیشہ مسلمان

"آج پہاڑ گنج - اور حوض قاضی کے مسلمانوں نے اپنے ہتھیار اتنی تعداد میں مہاتما گاندھی کی خدمت میں پیش کر دیئے۔"

"کل گاندھی جی کی تقریر سے متاثر ہو کر قرول باغ کے مسلمانوں نے اپنے چھپے ہوئے اسلحہ لا حاضر کئے۔"

"مہاتما جی نے اپنی دلی مسرت و اطمینان کا اظہار کیا۔ جب سبزی منڈی کے مسلمانوں نے ان پر اعتماد کر کے اپنے ہتھیار ان کے حوالہ کر دیئے"

روزمرہ اسی قسم کی خبریں اب دہلی سے مشہور و معروف نیوز ایجنسیوں یو۔پی۔ اے۔پی۔آئی۔ وغیرہ کے حوالہ سے پڑھتے ہیں یا نہیں؟ گاندھی جی کی زبان کا اثر مبارک مسلمانوں کا ان کی مصالحانہ کوششوں سے تاثر مبارک لیکن یہ آخر کیا بات ہے کہ ہتھیار ہمیشہ مسلمان ہی رکھتے ہیں یا برآمد جب ہوتے ہیں تو مسلمانوں ہی کے گھر سے؟ — عجیب احمق قسم کے انسان، یہ دہلی کے مسلمان بھی نکلے۔ کہ ہزارہا تلواریں اور تمنچے، بندوقیں اور برچھے۔ گھروں میں لئے بیٹھے رہے اور خود سیکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں کٹتے رہے! — شاباش نیوز ایجنسیو۔ شاباش!

(صدق)

دو قومی نظریہ

"حقیقت" (لکھنؤ) کے ایک ایڈیٹوریل سے:۔

صوبہ کی کونسل میں ایک ہندو ممبر نے یہ تحریک کی کہ اس صوبہ کی قومی اور سرکاری زبان ہندی ہو۔ اور رسم خط ناگری ہو محرک صاحب نے جو تقریر کی وہ ٹھیٹھ بھاشا میں تھی جس میں عام فہم ہندوستان کا کوئی لفظ ہی نہ تھا۔ بیگم اعزاز رسول نے کہا کہ وہ اس تقریر کا ایک لفظ بھی نہ سمجھ سکیں۔ اس اعتراض پر صوبہ کے نئے ممبر مالیات مسٹر یالی وال نے کہا کہ وہ بھی بیگم صاحبہ کی تقریر کا ایک لفظ نہیں سمجھ سکے۔

"حقیقت نیشنلسٹ روزنامہ ہو کر یہ غضب کر رہا ہے کہ مُردے اور گڑے ہوئے "دو قومی نظریہ" کو یوں اکھاڑ اکھاڑ کر زندہ کر رہا ہے —

یہاں دو قومیں کیسی۔ دو مذہب اور دو تہذیبیں۔ دو زبانیں کیسی؟ کیسے غدار ملک و قوم ہیں وہ لوگ جو کن بیتہ و ضمناً بھی اس دیس میں دو تہذیبوں، دو زبانوں، دو قوموں کے وجود کا اقرار کر دیتے ہیں۔ (صدق)

فن کیمیا اور مسلمان

سائنس کے مختلف شعبے ہیں۔ ہر شعبہ کی ترقی میں مسلمانوں کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور رہا ہے۔ لیکن ان میں چند شعبے ایسے ہیں جن کو مسلمانوں نے کمال تک پہنچایا ہے ان میں ایک فن کیمیا بھی ہے۔

مسلمانوں نے دو طریقوں سے اس فن کو کمال تک پہنچایا ہے۔ ایک دور ایسا گزرا ہے کہ جب مسلمانوں نے پرانی کتابوں کا جو دوسری قدیم زبانوں میں لکھی گئی تھیں عربی میں ترجمہ کیا۔ اور دوسرا دور جبکہ مسلمانوں نے اس فن کو اپنایا اور اس کو اپنی چیز سمجھ کر اپنی عقل اور ذہن کو بروئے کار لاتے ہوئے اس میں مختلف اختراعیں کیں۔ موسیو گستا ولیبان اپنی کتاب "تمدن عرب" میں لکھتے ہیں:۔

"عربوں نے علم کیمیا میں جتنا حصہ یونانیوں سے لیا وہ اپنی قلت مقدار کی وجہ سے معتدبہ نہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ انھوں نے مرکبات وغیرہ کی قسم سے ایسی بہت سی مفید چیزیں ایجاد کیں، جن پر موجودہ کیمیا کی بنیاد ہے۔ مثلاً:۔ الکوہل سلفیورک ترشہ (ایسڈ) یا نائٹرک ترشہ (ایسڈ) اور ماء الملوک (ایکوا ریجیہ ( ) جس میں سونا حل ہو جاتا ہے۔" (نوجوان)

اسلامی نظریہ اجتماع

اسلام کے ایمانی نظریئے ایک مخصوص طرز تمدن اور دستور اخلاق کی تخلیق کرتے ہیں، اور ان نظریات کی ارتقائی حرکت کے ساتھ ساتھ اجتماع و تمدن اور اخلاق کے دوائر بھی بدلتے جاتے ہیں یعنی فکر و ذہن کی ترقی پذیر یہ امنوں کا اثر انسان کے ظاہری اعمال پر پڑتا ہے اور ایمان و یقین میں جس قدر قوت و استحکام پیدا ہوتا ہے اتنا ہی انسان کے اعمال میں حیرت انگیز تبدیلی رونما ہوتی چلی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ایمان کو ہر جگہ عمل صالحہ سے مقدم رکھا اور ایمان باللہ کو پورے نظام فکر و عمل کے لئے مرکز و محور قرار دیا ہے۔

من عمل صالحا من ذكر او انثى وهو مؤمن فلنحيينه حيوة طيبة (آیہ) مرد ہو یا عورت جو بھی نیک کام کرے گا بشرطیکہ وہ مومن ہو اس کی زندگی کو ہم نفیس اور پاکیزہ کر دیں گے

عن سفيان ابن عبد الله الثقفي قال قلت يا رسول الله قل لي في الاسلام شيئا لا اسئل عنه احدا بعدك قال قل امنت بالله ثم استقم۔

راوی نے سوال کیا یا رسول اللہ! مجھے آپ اسلام میں کوئی ایسی بات بتائیں کہ آپ کے بعد مجھے کسی دوسرے سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے فرمایا کہو آمنت باللہ اور پھر اس پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جاؤ۔

غرض اسلام میں اجتماع کے تمام شعبے خواہ وہ خارجی ہوں مثلاً سیاست، معیشت اور معاشرت جن کا نام تمدن ہے یا داخلی ہوں جیسے نظام تعلیم و دستور اخلاق اور ادب و کلچر جو تہذیب کے دائرہ میں آتے ہیں سب ایمانی تصورات یعنی ایمان

پناہ گزینوں کی امداد کی اپیل پر صدائے لبیک

بسلسلہ اشاعت گذشتہ

یہ چند خطوط مشتے نمونہ از خروارے درج کئے گئے ہیں اخبار کا حجم تمام خطوط کے اندراج کی گنجائش*

*نہیں رکھتا اس لئے آئندہ اس سلسلہ کو بند کر کے صرف موصول شدہ رقوم کی فہرستیں درج کی جائیں گی۔

(۱۱)

شیخ رحمت اللہ صاحب سلیم۔ جموں:۔

قائد اعظم کی اپیل پر ... حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک لاکھ کی جو اپیل کی ہے ...... جموں میں پچھلا جمعہ بندہ نے ہی پڑھایا اور پاکستان فنڈ کے لئے اپیل کی۔ چنانچہ احباب سے چندہ وصول ہوا۔ ابھی کچھ وعدے باقی ہیں۔

(۱۲)

جناب عبداللطیف صاحب جائنٹ سیکرٹری جماعت پشاور:۔

-/۳۹۱ روپے کی پہلی قسط روانہ ہو چکی ہے۔ اب دوسری -/۱۰/۱۲۶ کی ارسال ہے

(۱۳)

جناب میاں غلام رسول صاحب رئیس جھنگ:۔

جناب کی اپیل کے سلسلہ میں انشاء اللہ عنقریب ایک ہزار روپیہ خدمت والا میں بھیجدوں گا۔

(۱۴)

جناب ماسٹر خلیل الرحمن صاحب بی۔ ایس۔ سی۔ بی ٹی کلرک ضلع کوہاٹ:۔

کل ہی آپ کی خون کے آنسو رلانے والی اپیل ملی .... ہم اپنے مصیبت زدہ بھائیوں، اور یتیموں کے لئے اپنی جان بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میری ماہوار آمد ۸/۱۵۶ ہے یہ رقم انشاء اللہ -/۲۶ روپے ماہوار کے حساب سے چھ ماہ یا چھ ماہ سے قبل ادا کرنے کی کوشش کرونگا۔

(۱۵)

شیخ عبیداللہ صاحب شہزادہ بوٹ ہوس وزیر آباد:۔

اپیل مطبوعہ ریلیف فنڈ ملی جو مسجد میں احباب کے سامنے پیش کی گئی احباب نے وعدے لکھوا دیئے۔ ان کے نام سے حضور کو مطلع کرتا ہوں۔ الخ

(۱۶)

ماسٹر محمد اسحاق صاحب گورنمنٹ ہائی سکول پنڈ ہوتہ:۔

میں اپنی ایک ماہ کی آمد چھ ماہ میں داخل خزانہ کر دوں گا انشاء اللہ .....

(۱۷)

جناب محمد اقبال صاحب چغتائی پوسٹل کلرک علی پور ضلع مظفر گڑھ:۔

حسب ارشاد بندہ باقساط پانچ روز کی آمدنی چھ ماہ تک دیتا رہے گا۔ اس ماہ سے -/۱۰ روپے پہلی قسط قاضی شیر محمد صاحب کو ادا کر دی ہے۔

(۱۸)

جناب عبداللطیف صاحب جائنٹ سیکرٹری جماعت پشاور:۔

کل مورخہ ۱۴/۱۱ کو بروز جمعہ بوقت خطبہ آپ کی تازہ ایک لاکھ روپے کی اپیل برائے امداد مصیبت زدگان پاکستان کے پیش نظر جماعت پشاور میں تحریک کی گئی۔ جس پر احباب نے نہایت خلوص اور گرمجوشی سے لبیک کہا مبلغ -/۲۷۱ روپے کی رقم اسی وقت جمع ہو گئی۔ اور تقریباً -/۵۰۰ کے وعدے ہوئے اور اکثر احباب نے اپنی پانچ روزہ آمد کا حساب کر کے ماہوار قسط کی صورت میں ادائیگی کا وعدہ فرمایا پیشتر ازیں دو اقساط بھیجدی گئی ہیں، جن کی میزان -/۱۱/۵۶۷ ہے

پیغامِ صلح

جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۴ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۶ھ | نمبر

حضرت مسیح موعودؑ کی دعوت صلح و اتحاد اور آریہ سماج کی ایک دلچسپ خوش فہمی

"مرزا غلام احمد اور وید" کے نام سے ایک ٹریکٹ قادیان کے "پنڈت لیکھرام سمارک منڈل" نے حال ہی میں شائع کیا ہے جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے، کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی ابتدائی تحریرات میں ویدوں کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا اور انہیں گمراہی سے بھرا ہوا بیان کیا تھا، اپنی آخری کتاب "پیغام صلح" میں اس کے خلاف وید کو "خدا کا کلام" تسلیم کرتے ہوئے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اسلام کی تعلیم ویدک تعلیم کی کسی نہ کسی شاخ میں پائی جاتی ہے" جس سے بقول آریہ سماج صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ :-

"مرزا جی مرنے سے قبل ویدک دھرمی ہو چکے تھے اور اگر مرزا جی کی زندگی وفا کرتی تو وہ ضرور بالضرور پورے جوش و خروش سے ویدک دھرم کی تبلیغ کرتے"

آریہ سماج کی اس خوش فہمی کی جس قدر بھی داد دی جائے کم ہے جس قدر حوالے پیغام صلح سے اس خوش فہمی کی تائید میں نقل کئے گئے ہیں ان کی اگلی پچھلی عبارات، کو شاید اسی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ اس خوش فہمی کا پردہ چاک نہ ہو جائے جس سے آریہ سماج کا بنا بنایا کھیل بگڑ جائیگا اور حضرت مرزا صاحب کو ویدک دھرمی ثابت کرتے کرتے خود آریہ سماج کی نو ساختہ عمارت کو گرانا اور ویدوں کی صداقت سے ہاتھ دھونا پڑیگا ورنہ اسی "پیغام صلح" میں جہاں یہ لکھا ہے کہ اسلام کی تعلیم ویدک تعلیم کی کسی نہ کسی شاخ میں موجود ہے وہیں یہ بھی لکھا ہے کہ :-

"اگرچہ تو خیر مذہب آریہ سماج کا یہ اصول رکھتا ہے کہ ویدوں کے بعد الہام الٰہی پر مہر لگ گئی ہے مگر ہندو مذہب میں وقتاً فوقتاً اوتار پیدا ہوتے رہے ہیں جن کے تابع کروڑہا لوگ اسی ملک میں پائے جاتے ہیں انھوں نے اس مہر کو اپنے دعویٰ الہام سے توڑ دیا ہے"

کیا آریہ سماج اسکو ماننے کے لئے تیار ہے؟ کیا اس کا یہ عقیدہ نہیں کہ خدا کا کلام صرف ابتدائے آفرینش میں ویدوں کی صورت میں نازل ہوا اور اس کے بعد کوئی الہام خدا کی طرف سے نہیں آیا اور نہ آسکتا ہے؟ اگر یہ صحیح ہے اور وہ بھی اسی عقیدہ کے حامی ہیں تو حضرت مرزا صاحب کا ویدک دھرمی ہونا آریہ سماج کی خوش فہمی نہیں تو اور کیا ہے؟

اور دیکھ لیجئے، اسی "پیغام صلح" کے صفحہ ۱۳ پر حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں :-

"اب باوجود اس قدر متواتر شہادتوں کے یہ تعلیم آریہ سماج کی جو خواہ مخواہ ویدوں کی طرف منسوب کی جاتی ہے کیونکر قبول کرنے کے لائق ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تمام سلسلہ خدا کے کلام اور الہام کا ویدوں پر ختم ہو جاتا ہے اور پھر بعد اس کے صرف قصوں پر مدار ہے، اور اسی اپنے عقیدہ کی بنا پر وہ لوگ کہتے ہیں کہ ویدوں کے سوا جس قدر دنیا میں کلام الٰہی کے نام پر کتابیں موجود ہیں وہ سب نعوذ باللہ انسانوں کے افترا ہیں حالانکہ وہ کتابیں ویدوں سے بہت زیادہ اپنی سچائی کا ثبوت پیش کرتی ہیں اور خدا کی نصرت اور مدد کا ہاتھ ان کے ساتھ ہے اور خدا کے فوق العادت نشان ان کی سچائی پر گواہی دیتے ہیں پھر کیا وجہ کہ وید تو خدا کا کلام مگر وہ کتابیں خدا کا کلام نہیں؟

فرمایئے کیا یہی حضرت مرزا صاحب کے ویدک دھرمی ہونے کی دلیل ہے کہ وہ نہ صرف وید کو بلکہ تمام ان کتب کو جو کلام الٰہی کے نام پر موجود ہیں وید سے بہت زیادہ سچائی پیش کرنے والی یقین کرتے اور خدا کی نصرت اور مدد کا ہاتھ ان کے ساتھ ہونے کی شہادت دیتے ہیں اگر وید کو خدا کا کلام مانتے ہوئے انجیل، توریت اور قرآن کریم کو کلام الٰہی ماننے والا اور ان کتابوں کو وید سے بڑھکر سچائی کی حامل اور خدا کے فوق العادت نشانات کو ان کی سچائی پر شاہد یقین کرنے والا ویدک دھرمی ہو سکتا ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد، پھر آریہ سماج کو چاہیئے کہ وہ کھلے طور پر اس عقیدہ کا اعلان کرے کہ وید کے علاوہ قرآن کریم اور دیگر تمام کتب سماوی کو بھی کلام الٰہی تسلیم کرلے اور پھر بے شک حضرت مرزا صاحب اور تمام جماعت احمدیہ بلکہ تمام مسلمانوں کو "ویدک دھرمی" یقین کرتی رہے ہمیں کوئی اختلاف نہ ہوگا۔

درحقیقت یہی وہ بات ہے جس کی طرف حضرت مرزا صاحب نے "پیغام صلح" میں توجہ دلائی ہے اور اس امر پر زور دیا ہے، کہ ہندوستان کی حقیقی بہبودی اور ہندو مسلمانوں کی سچی صلح اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ دونو مذاہب کے پیرو جہاں اپنی اپنی مذہبی کتابوں اور اپنے اپنے پیشواؤں کو سچا اور خدا کی طرف سے مانتے ہیں وہاں دوسرے مذاہب کی کتب اور ان کے پیشواؤں کو بھی خدا کا کلام اور خدا کے سچے رسول یقین کریں آپ نے نہ صرف مسلمانوں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ وہ قرآن کریم کے کھلے ارشاد ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کے مطابق ویدوں اور ویدک رشیوں اور ہندوؤں کے دیگر مذہبی پیشواؤں کی صداقت کو مان کر ان کے دلوں میں اپنی محبت پیدا کریں بلکہ ہندوؤں کو بھی اسی بنا پر صلح کی دعوت دی کہ وہ قرآن کریم اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرکے اس حقیقی صلح کی بنیاد رکھیں جو ہندوستان کے تمام مذہبی اور پولیٹکل تنازعات کا خاتمہ کر دیگی، یہی وہ راہ امن ہے جس پر گامزن ہو کر ہندوستان میں وہ قومیت متحدہ پیدا ہو سکتی ہے جس کے خواب ہمارے ہندو بھائی اور ان کی کانگرس سالہا سال سے دیکھ رہی ہے لیکن وہ آج تک پورا نہیں ہو سکا۔

کیا آریہ سماج اس رستہ سے اس خواب کو پورا کرنے کے لئے تیار ہے؟ کیا حضرت مرزا صاحب کو ویدک دھرمی کہنے والے تو بھی ان کے ہمنوا ہو کر نہ صرف ویدوں بلکہ دوسری کتب اور سب سے بڑھکر قرآن کریم کی سچائی کی شہادت دینے کے لئے تیار ہیں؟ حضرت مرزا صاحب کو "ویدک دھرمی" کہئے یا جو جی چاہے نام رکھئے مگر جس خیال کا اظہار انھوں نے کیا ہے اور جس صداقت کی طرف ہندو قوم اور بالخصوص آریہ سماج کو انھوں نے دعوت دی ہے وہی ایک رستہ ہے جو ہندو سکھ اور مسلمانوں کے درمیان حقیقی مفاہمت پیدا کرنے اور ایک سچی اور پائدار صلح کی طرف لانے کا موجب ہو سکتا ہے یہ وہ طریق ہے جو اس روحانی مبصر نے اپنے آسمانی نور فراست سے ہندوستان کی بہبودی کے لئے تجویز کیا، تعجب ہے کہ آریہ سماج اس دعوت صلح و اتحاد کو اس کی اصلی شکل میں قبول کرنے اور اس خیر خواہ حقیقی کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے ایسا رنگ اس پر چڑھا رہی ہے جو ایک صداقت پسند اور صلح جو جماعت کے شایان شان نہیں۔ ہم حضرت مرزا صاحب ہی کے الفاظ میں آریہ سماج کو پھر اس طرف توجہ دلانا اور یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ

"کیوں وہ معاملہ ہم سے کیا نہیں جاتا جو ہم آریہ صاحبوں سے کرتے ہیں اور کیوں دشمنی اور عداوت کا تخم ملک میں بویا جاتا ہے کیا امید کی جاتی ہے کہ اس کا نتیجہ اچھا ہوگا کیا یہ نیک معاملہ ہے کہ ایک شخص جو پھول دیتا ہے اس پر پتھر پھینکا جائے اور جو دودھ پیش کرتا ہے اس پر پیشاب گرایا جائے"

امید ہے آریہ سماج اور تمام ہندو قوم کے اہل دانش و بینش اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے اور اس ناگوار طرز عمل سے جو آریہ سماج نے اختیار کر رکھا ہے اور جس کی وجہ سے ملک میں نفاق و شقاق کی خلیج بہت زیادہ وسیع ہو چکی ہے اجتناب کرتے ہوئے صلح و اتحاد کے اس حقیقی پیغام پر غور کریں گے جو اس امام ربانی نے دیا اور جس کے ذریعہ سے ہندوستان کی تمام اقوام ایک دوسری سے بغلگیر ہو سکتی ہیں اور یہ ملک امن و آزادی کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

بقیہ شذرات

(از صفحہ ۲ کالم ۴)

قرض سے بچاس پونڈ فی ہفتہ ادا کریں یا نہ انہیں ایک تاریک بازار میں چھپے رہنے دیا جائے، ان ناپاک کرتوتوں کی وجہ جنسی بیماریاں بھی بڑھ رہی ہیں صرف ایک ہسپتال میں ایسے بیماروں کی تعداد گذشتہ سال پانچسو تھی، لیکن اب ایک ہزار تک پہنچ چکی ہے۔

الامان والحفیظ، یہ اس قوم کے اس طبقہ کا حال ہے جو دنیا کی پاسبانی کے دعوے دار اور ہندوستان کی حفاظت کے ذمہ دار بن کر آتے ہیں، جس قوم کے امراء کی یہ حالت ہو، وہ آج بھی ڈوبی اور کل بھی ڈوبے گی۔ فرمان خداوندی ہے واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فدمرناها تدميرا جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے امرا کو نیکی کا حکم دیتے ہیں لیکن وہ بدیوں اور بدکاریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پھر ہم اس بستی کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ کاش اہل برطانیہ اب بھی اسکو سمجھیں اور درستی حالات کی کوشش کریں۔ لیکن اس کا واحد علاج یہ ہے کہ اسلام کو اپنا دستور العمل بنائیں اور اس کے جنسی قوانین اور تعدد ازدواج کو ملک میں رائج کریں مسیحیت اس بارہ میں ناکام ثابت ہو چکی ہے، اور کوئی پادری اب اس حالت کو درست کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

اخبار و افکار

سکھ اور مسلمان

سکھ اور مسلمان اپنے بنیادی معتقدات، اپنی مذہبی روایات، تاریخی واقعات اور اپنے بانی اور گورو صاحبان کے طرز عمل کے لحاظ سے ایک دوسرے کے جس قدر قریب ہیں افسوس ہے کہ ماسٹر تارا سنگھ کے بیانات اور شعلہ فشانیوں اور پنجاب کے واقعات نے ان کو اسی قدر ایک دوسرے سے دور کر دیا ہے، تاہم سکھوں میں ابھی تک ایسے سلیم المزاج لوگ موجود ہیں جو ان دونوں قوموں کے اتحاد کو ضروری اور پنجاب کے لئے مفید سمجھتے ہیں، ایک ایسے ہی صاحب بصیرت سردار صاحب نے ۷ مارچ کے سٹیٹسمین میں ایک مراسلہ شائع کرایا ہے جس میں اس بات پر زور دیا ہے کہ

"سکھوں اور مسلمانوں کے دلی اتحاد سے بڑھ کر اور کیا چیز مفید ہو سکتی ہے وقت آگیا ہے کہ دونوں پنجاب میں اپنے معاشرتی، معاشی اور سیاسی اشتراک پر غور کریں اور ایک دوسرے کے مقاصد کی تحصیل میں معین و معاون ہوں ...... سکھ اور مسلمان دونو توحید کے پوری طرح قائل ہیں انکی عبادتگاہیں اور ان کا طریق عبادت بھی باہم مشابہ ہے ان کا طرز تعمیر یکساں ہے خالصہ کالج امرتسر گویا غیر شعوری طور پر لال قلعہ دہلی کا نقش ثانی ہے"

کیا پنجاب کے سکھ لیڈر اپنے ایک محترم بھائی کی اس آواز کو سنتے ہیں؟ ضرورت ہے کہ مسلمان بھی سکھوں میں اس قسم کا پروپیگنڈا کر کے انہیں اسلام کے قریب لانے کی کوشش کریں۔

مسیحی دعائیں

مسیحی رسالہ "مسلم ورلڈ" اپنے سالانہ نمبر (مجریہ جنوری) میں بعض ایسی دعائیں لکھا کرتا ہے جو اسلامی ممالک سے تعلق رکھنے والے مسیحیوں کو ہر روز پڑھنے کی ہدایت ہے یہ اکتیس دن کی دعائیں ہوتی ہیں اور یہ استدعا کی جاتی ہے کہ ہر دعا ہر مہینہ کی اس تاریخ کو پڑھی جایا کرے جس تاریخ کے لئے وہ لکھی گئی۔

اس سال کے جنوری نمبر میں جو دعائیں تجویز کی گئی ہیں وہ تاریخ وار حسب ذیل ہیں:—

یکم مسلمان اعیان سلطنت کے لئے دعا کہ وہ عیسائی ہو جائیں۔ دوسری تاریخ اسلامی ممالک کے مسیحی کلیسا کیلئے دعا، تیسری سے لیکر اکیس تاریخ تک تمام اسلامی و غیر اسلامی ممالک کی مسیحیت میں شمولیت کے لئے دعائیں اور اس کے بعد بائیس کو چھوڑ کر کہ اس کا ذکر آگے آئیگا تئیس سے لیکر ۳۰ تک عیسائی مشنریوں کے لئے جو اسلامی ممالک میں کام کر رہے ہیں، بائیبل سوسائٹی کے لئے، ممالک اسلامیہ کے عیسائی سکولوں اور کالجوں کے لئے، تمام ان لوگوں کے لئے جو اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی ہو گئے ہوں اسلامی ممالک کے مسیحی طبی مشنوں کے لئے، زیر تعلیم عیسائی مبلغین کے لئے، مسلمان عورتوں اور بچوں کے لئے، عیسائی مشنری سوسائٹی کے اراکین اور ان کی اولاد کے لئے دعائیں تجویز کی گئی ہیں۔

یہ طریق اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل نرالا ہے لیکن بہت ہی قابل قدر ہے کاش مسلمانوں کے اندر بھی جن کو دعاؤں کی حقیقت و ماہیت پورے طور پر سکھائی گئی ہے، اور دعا کی مقبولیت کا یقین دلایا گیا یہ جذبہ اور ایمان پیدا ہو جائے کہ وہ اپنے مخالفوں بالخصوص مسیحی دنیا کی ہدایت کے لئے دعا کیا کریں، ہم جماعت احمدیہ کو اس طرف خاص طور پر متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ ان کے سامنے اسلام کو دنیا میں پہنچانے کا عظیم الشان کام ہے۔ اگر وہ بھی کم از کم ان ممالک کے لئے جہاں ان کے مشنری پہنچ چکے ہیں، ہر روز درد دل سے دعائیں کیا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو اسلام میں لانے کا سامان جلد از جلد پیدا کر دے اور ہمارے مبلغین کو کامیاب فرمائے تو یدخلون فی دین اللہ افواجاً اور لیظہرہ علی الدین کلہ کا نظارہ بہت جلد دنیا میں نظر آجائے۔

کسر صلیب کا روشن ثبوت

انہی اکتیس دن کی دعاؤں میں بائیسویں دن کی دعا یہ تجویز کی گئی ہے۔

"Pray that the Propaganda emanating from Woking may be counteracted and Islam revealed in its true light."

یعنی "دعا کی جائے کہ ووکنگ سے جو پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے اس کے برعکس نتائج پیدا ہوں اور اسلام اپنی اصلی شکل و صورت میں پیش کیا جائے" یہ دعا کھلا اعتراف ہے اس بات کا کہ ووکنگ سے اسلام کا جو نور پھیل رہا ہے وہ عیسائی مشنریوں کی تمام مساعی کو ناکام و نامراد ثابت کر رہا ہے، اسلام کی اصلی شکل و صورت تو وہی ہے جو امام وقت کی تعلیم کے زیر اثر ووکنگ سے پیش کی جا رہی ہے، چونکہ اس سے مسیحی مشنریوں کے اس غلط پروپیگنڈا کی جو اسلام کی اصلی تصویر کے نام سے کیا جا رہا ہے تردید ہوتی ہے، اس لئے وہ سراسیمہ ہو کر ایسی دعائیں کرنے لگے ہیں کہ ووکنگ کا صحیح اسلامی پروپیگنڈا زائل ہو جائے۔ یہ ہے کسر صلیب جو حضرت مسیح موعود کا ایک عظیم الشان کارنامہ اور آپ کی صداقت کا ایک بین نشان ہے۔ رہیں عیسائی مشنریوں کی دعائیں تو ان کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال۔

گاندھی جی کی قرآن خوانی

دہلی کی تازہ خبروں میں یہ پڑھنا موجب حیرت ہے کہ گاندھی جی جو ہر روز پرارتھنا کے وقت گیتا، اور بائیبل وغیرہ کے ساتھ قرآن کا بھی کوئی حصہ پڑھتے یا سنتے ہیں، بعض ہندو نوجوان اس کی مخالفت پر کمربستہ ہیں انہوں نے علانیہ گاندھی جی کو قرآن پڑھنے سے روکا اور صاف کہا کہ ہم اپنی مجالس میں قرآن کا پڑھا جانا گوارا نہیں کر سکتے، اس پر گاندھی جی نے اس دن پرارتھنا کو ملتوی کر دیا دوسرے دن پھر انہوں نے پرارتھنا کے وقت دریافت کیا کہ کیا کوئی لوگ ایسے ہیں جو قرآن کا پڑھا جانا ناپسند کرتے ہوں تو سب نے ہاتھ کھڑے کر دیئے اور گاندھی جی نے پھر پرارتھنا ملتوی کر دی معلوم نہیں اس کے بعد انہوں نے پرارتھنا میں کیا طرز عمل اختیار کیا لیکن ...... اس خبر سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندو قوم کے اندر مسلمانوں اور قرآن پاک کے خلاف جذبہ تنفر دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے وہاں یہ بھی ظاہر ہے کہ گاندھی جی جن کو ہندو قوم "مہاتما" کے لقب سے پکارتی ہے اور جن کو تمام ہندوستان کا نمائندہ ہونے کا دعویٰ ہے یا تو ہندو نوجوانوں میں اپنا اثر کھو بیٹھے ہیں یا محض مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے قرآن خوانی کا ڈھونگ انہوں نے رچا رکھا ہے جس کو روکنے کے لئے ہندو نوجوانوں کو آگے کر دیا گیا، ورنہ اگر وہ نیک نیتی کے ساتھ قرآن کو کلام الٰہی سمجھ کر پڑھا کرتے تھے اور ہندو قوم کے دلوں پر ان کا اثر ہے تو چند ہندو نوجوانوں کے کہہ دینے پر اس نیک کام کو چھوڑ دینا یا پرارتھنا ملتوی کر دینا کیا معنی رکھتا ہے؟ وہ انہیں زور کے ساتھ کہہ سکتے تھے کہ تم کون ہو جو ایک نیک کام کرنے سے مجھے روکتے ہو اگر قرآن کا سننا تمہیں گوارا نہیں تو بیشک چلے جاؤ، وہ قرآن کی اعلیٰ تعلیمات پیش کر کے انہیں قائل کر سکتے تھے، لیکن جو خموشی انہوں نے اختیار کی ہے وہ "معنی دارد کہ در گفتن نمی آید" کی مصداق ہے۔

شذرات

کسی گزشتہ اشاعت میں ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب یورپ کی موجودہ جنسی اور معاشرتی مشکلات کا حال ہمیں سنا چکے ہیں یہ مشکلات اخلاقی تنزل کی کس انتہا تک پہنچ چکی ہیں بالخصوص برطانیہ اور لندن میں کس حد تک اخلاق کا دیوالہ نکل چکا ہے اسکی مختصر داستان ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ نے سنائی ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ برطانیہ کے بہت سے مذہبی لیڈر اس خطرہ میں مبتلا ہیں کہ برطانیہ کو اس وقت اخلاقیات کے ایک نہایت نازک دور کا سامنا درپیش ہے جو اپنی اہمیت کے لحاظ سے ویسا ہی خطرناک ہے جیسا کوئلہ کی نایابی وغیرہ ...... کا خطرہ درپیش تھا، طلاق کی کثرت، جرائم کی زیادتی گرجاؤں کی حاضری میں کمی، اور لندن کے فیشن ایبل حصہ میں جو ویسٹ اینڈ کے نام سے موسوم ہے بدیوں اور بدکاریوں کا فروغ کلیسائیوں کو اسی قدر ہراساں اور سراسیمہ کئے ہوئے ہے جیسے پیداوار کی کمی صنعتی لوگوں اور وزرائے سلطنت کی پریشانی کا موجب ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ بیان کی گئی ہے کہ "پادری اور اخبارات حرامکاری کی روز افزوں ترقی سے بہت پریشان ہیں، صرف ویسٹ اینڈ میں دو ہزار لڑکیاں اس پیشہ میں مصروف ہیں اور بچوں کے ساتھ بیرحمانہ سلوک کے واقعات دن بدن بڑھ رہے ہیں، برطانیہ کی سب سے بڑی قانونی شخصیت لارڈ جووٹ نے جو لارڈ چانسلر کے عہدہ پر فائز ہیں، یہ اندازہ لگایا ہے ۱۹۴۷ء میں طلاق کے پچاس ہزار مقدمات دائر ہونگے، جن کا سابقہ سالوں سے مقابلہ کیا جائے تو ۱۹۰۵ء میں صرف ۶۵۰ مقدمات دائر ہوتے تھے اور ۱۹۴۵ء میں پچیس ہزار۔

ایک سابق ہوم سیکرٹری وائی کونٹ ٹمپل ووڈ نے بتایا کہ عورتوں اور بچوں کے فوجداری جرائم ۱۹۳۹ء سے دگنے ہیں اکیس سال سے زیادہ عمر کے مجرموں کی تعداد ۴۱ فیصدی ہے جنسی جرائم کی تعداد ۱۹۳۸ء میں ۲۳۲۱ تھی اور ۱۹۴۶ء میں ۳۲۲۸ لڑکیوں کے جرائم کی تعداد قبل جنگ کے زمانہ سے چار گنا زیادہ ہے بچوں پر ظلم و ستم کے واقعات ۱۹۳۸ء میں ۴۵۳ تھے اور ۱۹۴۶ء میں یہ تعداد ۱۱۷۰ تک پہنچ گئی۔

حرامکاری کو ویسٹ اینڈ میں (جہاں امرا کا طبقہ بود و باش رکھتا ہے) بہت بڑے کاروباری طریق پر چلایا جا رہا ہے اور اس مقام پر یہ تجارت بہت بڑا فروغ حاصل کر چکی ہے کچھ لوگ ویسٹ اینڈ میں جو بدکاری کا صدر مقام ہے غریب اور محتاج ہو چکے ہیں سنڈے پکٹوریل کی رپورٹ ہے کہ کچھ عورتیں دلالوں کے ایک ادارہ کو محض اس

(باقی بصفحہ ۳ کالم ۳ کے آخر میں)

واضح کیا گیا ہے۔ قیمت تین روپے -/-/۳

تطہیر اولیاء مع ملفوظات اولیاء اللہ } اس کتاب میں اولیائے امت کے ایسے کلمات درج کئے گئے ہیں جن کی بنا پر ان پر کفر کے فتوے ناواجب طور پر لگائے گئے۔ زمانہ حال کے تکفیر بازوں کے مطالعہ اور غور کے قابل ہے۔ مصنفہ میر مدثر شاہ صاحب گیلانی قیمت ۱۲/

تجوید } تجوید کا عام فہم سلیس اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ از مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے -/۴/۱

رسالہ زکوٰۃ } اس رسالہ میں زکوٰۃ اور اس کے احکام کی فلاسفی پر بحث کی گئی ہے قیمت تین آنے -/۳/-

رسالہ روزہ } اس رسالہ میں روزہ اور اس کے احکام کی فلاسفی پر بحث کی گئی ہے۔ قیمت پانچ آنے -/۵/-

رسالہ حج } مصنفہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں جملہ ارکان حج کی تشریح بیان فرمائی ہے۔ قیمت چار آنے -/۴/-

قاعدہ تسہیل القرآن } یہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد بچہ نہایت آسانی اور بلا مدد استاد قرآن مجید خود بخود پڑھ سکتا ہے۔ قیمت پانچ آنہ -/۵/-

ادعیہ } قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے تمام دعاؤں کو یکجا جمع کیا گیا ہے قیمت دو آنے ۲/

اردو کی پہلی کتاب } بچوں کے لئے عام فہم سلیس اردو زبان سکھانے کے لئے بہترین کتاب ہے۔ قیمت تین آنے -/۳/-

اردو کی دوسری و تیسری کتاب } بچوں کے لئے عام فہم سلیس اردو زبان سکھانے کے لئے بہترین کتاب ہے۔ قیمت تین آنے ۳/ تیسری کتاب ۵/

رسالہ غلامی } اس رسالہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ اسلام نے غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر نسل انسانی پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ قیمت دو آنے -/۲/-

ملنے کا پتہ

دار الکتب اسلامیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

احمدیہ بلڈنگس لاہور (پاکستان)

پاکستان کا قیام اتحاد اسلامی کا نتیجہ ہے

(بقیہ صفحہ ۱۳)

شریعت بار بار سب مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بھائی بھائی بننے کی تاکید کرتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی نبی کریم صلعم ارشاد فرماتے ہیں من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی له ذمة الله وذمة رسوله فلا تخفروا الله فی ذمته یعنی جو شخص ہماری نماز پڑھتا ہے۔ اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے اور ہمارے ذبیحہ کو کھاتا ہے پس وہ مسلمان ہے اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے اور اس کے رسول نے اٹھا لیا ہے۔ پس تم اللہ کے ذمہ کو مت توڑو۔ پھر فرماتے ہیں لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذالک پھر فرماتے ہیں اذا قال الرجل لاخیه یا کافر فقد باء به احدهما پھر فرماتے ہیں من رمی مومنا بالکفر فهو کقتله یعنی جو مسلمان کسی مسلمان کی طرف فسق یا کفر منسوب کرتا ہے اگر اس میں فسق و کفر نہیں تو منسوب کرنے والے کی طرف وہ فسق اور کفر لوٹے گا۔ اور مومن کی طرف کفر منسوب کرنا اور اس کو تکفیر کا نشانہ بنانا اس کو قتل کر دینے کے مترادف ہے۔ ان الفاظ کو سن کر ایک سچے مسلمان کا دل تو کانپ جاتا ہے۔ ان الفاظ کے اندر کیسی ترہیبی وعید ہے جو تکفیر کی طرف قدم اٹھانے کا خطرہ بتلاتے ہیں۔ پھر آپ نے مسلمانوں کو اپنے عملی نمونہ سے ہدایت کی ہے۔ کہ وہ کافر کہنے والے سے برأت کا اظہار کریں۔ اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے بطور سزا علیحدگی اختیار کریں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت خالد بن ولید نے بعض ایسے غیر مسلموں کو قتل کر دیا جنہوں نے عین جنگ کے وقت صبأنا صبأنا کہا تھا یعنی ہم نے مذہب تبدیل کر لیا۔ ہم نے مذہب تبدیل کر لیا گو مسلمان کا لفظ انہوں نے استعمال نہیں کیا تھا لیکن مطلب ان کا یہی تھا۔ نبی کریم صلعم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا کہ اے اللہ میں بری ہوں اس فعل سے جو خالد نے کیا۔ اسی طرح اسامہ بن زید نے جو آپ کو بہت ہی پیارے تھے۔ بعض ایسے غیر مسلموں کو جنگ میں قتل کر دیا جنہوں نے اسلام کا اظہار کیا تھا۔ اس پر بھی آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اب جبکہ مومن کو کافر کہنا بھی اس کے قتل کے ہی مترادف ہے۔ تو اس پر بھی تمام مسلمانوں کو نبی کریم صلعم کے اسوہ کی پیروی میں ایسے مسلمانوں سے اس وقت تک برأت کا اظہار کرنا چاہیئے جس وقت تک وہ اپنے فعل شنیع سے توبہ نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر حضرت خالد اور اسامہ بن زید اپنے فعل سے توبہ نہ کرتے تو نبی کریم صلعم ان سے علیحدگی ہی اختیار کرتے۔

کانگرس کے ارادے } پس اب جبکہ کانگرس اپنے ارادوں کا بار بار اعلان کر رہی ہے۔ کہ وہ ہندوستان کو ایک کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے نہیں دے گی اور یہ جو تقسیم ہوئی ہے اس کو ختم کر کے رہیں گے۔ اور اپنا سارا زور اس پر خرچ کر دیں گے تو مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ بظاہر کانگرس اپنی اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے یہی ایک حربہ استعمال کرے گی کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈلوا دے اور پھوٹ ڈلوانے کا بہترین ذریعہ ان کے پاس یہی ہے کہ بعض مسلمانوں کو کرایہ پر لے کر ان کے ذریعہ مذہبی عقائد کی بحث میں مسلمانوں کو الجھا دیں پھر ان کے درمیان تکفیر کا بازار گرم کرا کر ان کے اتحاد کو پاش پاش کر دیں اور اس طرح ان کی حکومت کا خاتمہ کر کے ان کو دائمی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے مسلمانوں کو اس انجام بد سے محفوظ رکھے آمین۔

مادی ترقی سے پیدا شدہ مصائب اور ان کا علاج

اسلام کی روحانی طاقت اور زندہ خدا پر ایمان

(بقیہ خطبہ عید الفطر از ڈاکٹر عبداللہ صاحب بمقام ووکنگ)

ہر حرکت و فعل میں یاد خدا

لیکن اسلام اس پر ہی قناعت نہیں کرتا۔ ایک طرف تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دوسرے مذاہب نے اس ضابطہ نماز کو اس قدر کم کیا ہے کہ محض شنبہ یا یکشنبہ کے دنوں کو اس کے لئے مخصوص کر دیا ہے تو دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ علاوہ ان پانچ نمازوں کے جو فرض ہیں ہمارے نبی کریم صلعم نے مسلمان کے ہر کام، ہر فعل بلکہ ہر حرکت کے لئے دعا سکھائی ہے۔ ہر ایک وہ شخص جسے حضرت نبی کریم صلعم کی احادیث دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوگا اس کو معلوم ہوگا کہ ایک مسلمان کی زندگی من کل الوجوہ خدا کی عبادت میں صرف ہوتی ہے۔ اسلام ہماری دنیوی زندگی کو روحانیت کے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے۔ یا یوں کہئے کہ دنیا کو بھی دین ہی میں مدغم کر دیتا ہے، دنیا، دنیا نہیں رہتی بلکہ اس قدر روحانیت کا رنگ اس میں بھرا جاتا ہے کہ وہ بھی دین ہو جاتی ہے۔ اس مضمون کو ذرا واضح کرنے کے لئے میں آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض احادیث سنانا چاہتا ہوں، جو روزمرہ کی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایک مسلمان کو حکم ہے کہ وہ جب بستر سے بیدار ہو سب سے پہلے خدا کا نام لے۔ چنانچہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوتے ہی یہ دعا پڑھا کرتے تھے سبحان الذی احیینا بعد مماتنا "پاک ہے وہ ذات جس نے ہمیں موت کے بعد پھر زندہ کیا۔ اسی طرح جب آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے آپ فرماتے:۔

"اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث"

اے خدا جس طرح یہ گندگی جسم سے نکال لی گئی اسی طرح جو دوسری روحانی گندگیاں ہیں وہ بھی نکل جائیں۔

پھر جب آپ ہاتھ منہ دھوتے یا غسل فرماتے تو آپ دعا فرماتے:۔

اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین "اے خدا مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو تیری طرف رجوع کرتے ہیں اور ان میں سے جو پاک ہیں۔"

پھر ایک مسلم کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد خدا کو یاد کرتا ہے وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر شروع کرتا ہے اور کھانے کے بعد یہ دعا مانگتا ہے:۔

الحمد للہ الذی اطعمنا و اسقانا و جعلنا من المسلمین

اس خدا کی تعریف ہے جس نے ہمیں کھانا دیا اور پانی دیا اور ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا۔ علیٰ ہذا القیاس جب ایک مسلمان کسی گاڑی پر سوار ہوتا ہے یا کسی جانور پر سواری کرتا ہے اس وقت بھی اس کی زبان سے خدا کی تعریف کے کلمات اور خدا کی یاد کے الفاظ ... نکلتے ہیں سبحان الذی سخر لنا ھذا "پاک ہے وہ خدا جس نے ہمارے لئے اس سواری کو مسخر کر دیا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے یہاں تک دعائیں سکھائی ہیں کہ جب انسان اپنی بیوی سے ہمکنار ہو اس وقت بھی ... اس کی زبان سے یہ کلمات نکلنے چاہئیں۔ اے خدا شیطان کو ہم سے دور رکھ اور اس سے جو تو ہمیں دے شیطان کو دور رکھ۔

مسلمان کی دینی و دنیوی زندگی

غرضیکہ مسلمان کا ہر کام دین ہی دین ہے خواہ ایک غیر مسلم کے نقطۂ نگاہ سے وہ کتنا ہی دنیوی کام کیوں نہ ہو۔ ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں ...... کہ اسلام میں مذہبی اور دنیوی زندگی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مسلمان کا ہر ایک کام خدا کی رضا جوئی کے لئے ہے۔ اور یہ رضا جوئی وہ چیز ہے جو مسلمان کے ہر کام کو روحانی بنا دیتی ہے۔

ایک عیسائی مبلغ کا اعتراف

مضمون بالا سے ظاہر ہے کہ خدا کو ہمیشہ یاد رکھنے کا اہتمام اسلام نے کس طرح کیا ہے۔ اور اس ضروری امر کو کس قدر اہمیت دی ہے عیسائی مصنفین نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے مسٹر ڈبلیو ای ہاکنگ اپنی کتاب موسومہ ...

میں رقمطراز ہیں: مسلمانوں کے نزدیک خدا ہمیشہ حاضر و ناظر ہے بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اکثر عیسائیوں کے مقابلہ میں مسلمان خدا کے حاضر و ناظر ہونے پر قوی تر ایمان رکھتے ہیں اسلام میں ہر ایک شخص خدا کی دائمی عزت و عظمت اور اس کے جلال پر ایمان رکھتا ہے جو ہم عیسائیوں کے اندر نہیں پایا جاتا مسلمانوں کے اندر ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح خدا کا خیال انسان کی ذاتی زندگی کا ایک حصہ ہے اور اس کی عظمت اس کے دل کے اندر جاگزین ہے مسلمان کے نزدیک خدا اپنے جاہ و جلال میں اس کے نزدیک ہے ہر وقت حاضر و ناظر ہے، ایک مسلمان کبھی اس امر کو فراموش نہیں کرتا کہ اسے خدا سے واسطہ ہے اور اس سے واسطہ پڑے گا"

اسلام کا دوسرا کمال

خاتمہ پر میں اسلام کے ایک دوسرے کمال پر کچھ کہنا چاہتا ہوں اور وہ خدا کی توحید ہے۔ اس توحید نے دنیا کے اندر ایک بے نظیر برادری کی بنیاد ڈالی ہے۔ مسٹر ہاکنگ جن کا اوپر ذکر آیا ہے لکھتے ہیں کہ:۔

"اسلام کی برادری یا اسلامی اخوۃ ایسی زبردست چیز ہے جس میں نسلی امتیازات کا کچھ دخل نہیں۔ عیسائیت بھی اس کا اقرار کرتی ہے مگر عیسائی لوگوں میں اس کی مثال شاذ ہی طور پر پائی جاتی ہے"

عالمگیر انسانی اخوت

مجھے اس مضمون پر زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ ہمارا موجودہ اجتماع ہی ہماری عالمگیر برادری اور ہماری اخوت اسلامی کا ایک ناقابل تردید ثبوت ہے۔ یہاں اس مجمع میں آپ غریب اور امیر۔ تعلیمیافتہ اور غیر تعلیمیافتہ۔ سفید اور سیاہ۔ آقا اور غلام میں کوئی امتیاز نہیں دیکھتے چھوٹے اور بڑے تمام اکٹھے بیٹھے ہیں اور ابھی ہم اکٹھے ہی مل کر کھانا کھائیں گے، اس طرح سے اسلام نسل انسان کے کم از کم پانچویں حصہ تک تو تمام قسم کے امتیازات اور تفریقات دور کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے اور ہم مسلمان یقین رکھتے ہیں کہ ہماری زندگی کا مقصد یہ ہے کہ ہم دنیا میں انسانی اخوت کی ایک عملی مثال قائم کریں۔

پاکستان ملنے کا شکریہ

آج ہمیں ہمارے خدا کے حضور ایک اور شکریہ ادا کرنے کا موقعہ ہے اور وہ ایک اور بڑی اسلامی سلطنت بلکہ سب سے بڑی اسلامی سلطنت کا حصول ہے جس کا نام پاکستان ہے۔ ہم خدا کے حضور شکر بجا لاتے ہیں کہ یہ سلطنت خدا نے ہمیں پُر امن طریق سے عنایت کی ہے جس میں کسی قسم کے [illegible] فساد و خون کی ضرورت [illegible] اور اسلام کا اصل مقصد [illegible] کہ جہاں تک ممکن ہو سکے انسان [illegible] کے طریقوں سے بچا رہے۔ آئیے ہم سب مل کر اس نئی سلطنت کی خوشحالی اور کامرانی کے لئے دعا کریں، خدا کرے کہ یہ سلطنت پھولے اور پھلے، اور اسلام کے مقاصد کی موید ہو۔ خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم اسلام کے احکام کے مطابق زندگی بسر کریں۔ قرآن ہمارا رہنما ہو اور ہمارے نبی کریم صلعم کی حیات طیبہ ہمارے اندر خلق خدا کی خدمت کا جذبہ پیدا کرے۔ آمین۔ و آخر دعوانا الحمد للہ رب العالمین۔

سپاس تعزیت

برادر مکرم مولانا مصطفےٰ خاں صاحب مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات پر جن احباب نے تعزیت کے خطوط تحریر فرمائے مجھ سے اور میرے بھتیجے عزیز آفتاب احمد خاں سے اظہار ہمدردی فرمایا ہے، میں اپنی طرف سے اور عزیز موصوف کی طرف سے ان سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

مرتضیٰ خاں مسلم ٹاؤن۔ لاہور

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

مسیحی چیلنج کی منظوری

سیکرٹری صاحب اخوت اندراسیہ پنجاب کے اعلان کا جواب

واقعہ صلیب مسیح اور مسیح علیہ السلام کی آمد ہندوستان کے متعلق گذشتہ دنوں انگلستان کی قادیانی مسجد کے امام کے ایک اعلان کی بنا پر بعض مسیحی حضرات کی طرف سے جماعت احمدیہ کو یہ چیلنج دیا گیا تھا کہ اگر انگلستان کے پادری صاحبان واقعہ صلیب مسیح اور مسیح علیہ السلام کی آمد ہندوستان کے متعلق قادیانی امام کو کوئی جواب نہیں دے سکے تو یہاں کے مسیحیوں سے اس موضوع پر مناظرہ کر لیا جائے۔ اس چیلنج کو فی الفور قبول کر لیا گیا، اور ایسوشی ایٹ سیکرٹری صاحب آل انڈیا کرسچین لیگ کو جن کی طرف سے اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ میں چیلنج شائع ہوا تھا بعض شرائط کے ساتھ منظوری چیلنج کی اطلاع بھیجی گئی، شرائط جو پیش کی گئیں مختصراً حسب ذیل ہیں:-

(۱)- چونکہ اس بحث میں بائبل کے مصدقہ تراجم اور بعض دوسری مستند مسیحی کتب کے حوالے دینے ضروری ہونگے جو انگریزی زبان میں ہیں اس لئے مناظرہ اردو کے بجائے انگریزی زبان میں ہونا زیادہ سہولت کا موجب ہوگا۔

(۲) فریقین کی سہولت کے لئے مضمون کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا جائے۔ (۱) جناب مسیح کا صلیب سے زندہ اتارا جانا۔ (۲) کشمیر میں آپ کی وفات اور قبر کا موجود ہونا۔

(۳) مناظرہ کسی ایسے پبلک مقام پر ہونا چاہیئے جیسے وائی۔ ایم سی اے ہال ہے۔

اس کے علاوہ ججوں کا تقرر اور دیگر ضروری شرائط بتراضی فریقین طے کر لی جائیں۔

ایسوشی ایٹ سیکرٹری صاحب آل انڈیا کرسچین لیگ نے اس کا جو جواب لکھکر بھیجا اس کا خلاصہ ۱۴ ارمئی کے پیغام صلح میں درج ہو چکا ہے، جو حسب ذیل ہے:-

"کرسچین لیگ کے اصل مخاطب قادیانی اصحاب ہیں اور اس بارہ میں ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان سے خط و کتابت ہو رہی ہے پس یا تو قادیانی جماعت کے ساتھ مل کر بحث کے لئے ایک مشترک مناظر منتخب کر لیا جائے اور یا جماعت قادیان کے ساتھ مناظرہ ختم ہونے تک انتظار کیا جائے"

اس جواب کے آنے پر ہم نے اس وقت تک خاموشی اختیار کی جب تک مسیحی حضرات قادیانی جماعت کے ساتھ مناظرہ سے فارغ نہ ہو جائیں۔ اس کے بعد آل انڈیا کرسچین لیگ کی طرف سے تو کوئی دعوت نامہ ہمیں موصول نہیں ہوا لیکن پادری ایف ایم نجم الدین سیکرٹری اخوت اندریاسیہ پنجاب ایڈیٹر اخوت لاہور کا ایک مطبوعہ اعلان ہمیں ملا ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ قادیان سے مولوی جلال الدین صاحب شمس کا تحریری مناظرہ چودھری عنایت اللہ صاحب مجاہد مسیحی مبلغ راولپنڈی کے ساتھ شروع ہوا تھا اور شمس صاحب کا ایک مضمون جو مناظرہ کی منظوری کے اعلان اور بعض اور تمہیدی باتوں پر مشتمل تھا معہ جواب چودھری عنایت اللہ صاحب ماہ مارچ کے "اخوت" میں شائع کر دیا گیا تھا لیکن اس کے بعد شمس صاحب کا کوئی مضمون موصول نہیں ہوا۔ اور بار بار لکھنے کے باوجود انھوں نے قطعی خاموشی اختیار کر لی ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان کا ایک خط مدیر "المائدہ" کے نام موصول ہوا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ

"مولانا جے۔ ڈی شمس اور راولپنڈی کے کسی مسیحی کے مابین مناظرہ ان کا نجی معاملہ ہے اور اس میں آپ یا میں دخل دینے کے مجاز نہیں"

اور اس کے جواب میں اعلان مذکور میں مناظر کے لئے خلیفہ صاحب قادیان کی منظوری کی شرط سے دستکش ہونے اور مناظرہ کو نجی حیثیت" دینے پر بھی آمادگی ظاہر کی گئی ہے اور آخر میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ

"اشتہار ہذا میں ہمارا روئے سخن بالخصوص مولوی جلال الدین شمس اور قادیانی جماعت کی طرف ہے لیکن اگر وہ ہمارا چیلنج منظور کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو پھر ہماری طرف سے جماعت احمدیہ لاہور کو دعوت ہے کہ وہ اس موضوع پر ہمارے مناظر چودھری عنایت اللہ مجاہد صاحب کے ساتھ مندرجہ بالا شرائط پر تحریری مناظرہ کے لئے اپنا کوئی نمائندہ بہ منظوری امیر جماعت منتخب کر کے ہمیں اطلاع دے تاکہ ہر دو مناظرین تفاصیل مناظرہ طے کر کے جلد از جلد اخوت میں اسے شروع کر سکیں جس کے لئے ناظرین "اخوت" بڑے جوش اور اشتیاق سے چشم براہ اور منتظر ہیں"

اس کے جواب میں عرض ہے کہ ہم یہ چیلنج اس شرط کیساتھ بخوشی منظور کرتے ہیں کہ جیسا کہ ابتداً آل انڈیا کرسچین لیگ کو بھی لکھ دیا گیا تھا مناظرہ ابتداً کسی بڑے ہال میں تقریری ہونا چاہیئے اور انگریزی زبان میں، اس کو تحریر میں لانے کے لئے ایسے زود نویسوں کا انتظام کیا جا سکتا ہے جو تقریروں کو ساتھ کے ساتھ نوٹ کرتے جائیں اور وہ کسی اخبار میں شائع بھی ہوتی رہیں بلکہ انگلستان میں بھی ان کی اشاعت کا بندوبست کیا جائے تاکہ وہاں کے پادری صاحبان جو قادیانی امام کے چیلنج پر خاموش رہ گئے اپنے ہندوستانی مسیحی بھائیوں کی اس کارگذاری سے مستفید ہو سکیں۔

امید ہے پادری نجم الدین صاحب ہماری تجویز کو منظور کرتے ہوئے تاریخ مناظرہ، ججوں کے تقرر اور دیگر مناسب شرائط کا جلد از جلد ہمارے ساتھ فیصلہ کر لیں گے۔

خاکسار: شیخ عبدالرحمن مصری
افسر شعبہ تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

پاکستان فنڈ

احباب جماعت اپنی رقوم انجمن کی معرفت ارسال کریں

احباب کرام کو معلوم ہو چکا ہو گا کہ قائد اعظم محمد علی جناح نے پاکستان فنڈ کیلئے اپیل کی ہے، اس فنڈ میں جو احباب حصہ لینا چاہیں (اور یہ ضروری ہے کہ سب احباب اپنی اپنی استطاعت کے مطابق ضرور اس میں حصہ لیں) وہ اپنی رقوم علیحدہ علیحدہ بھیجنے کے بجائے انجمن کی معرفت ارسال کریں، اگر سب دوست اپنے عطیہ جات محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام اس تصریح کے ساتھ بھیجدیں کہ یہ پاکستان فنڈ کے لئے ہیں تو یہاں سے تمام جمع شدہ رقم یکجائی طور پر قائد اعظم کی خدمت میں بھیجدی جائے گی، جو ہمارے قومی عزت و وقار کا موجب ہو گا۔ والسلام

خاکسار: مسعود بیگ۔ جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— حضرت مولٰنا صدرالدین صاحب اور دیگر بزرگان ملت بھی بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

— یہ خبر مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور کے فرزند خورد میرزا عبدالرحمن بیگ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے، بیگم صاحبہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم اور مولود مسعود کے نانا جان ڈاکٹر سعید احمد خانصاحب سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ ٹی۔ بی سینیٹوریم ڈاڈر کو مبارکباد عرض ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو عمر طویل عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

— دھرم کوٹ رندھاوا سے مظفر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ میری صحت دن بدن خراب ہو رہی ہے، دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شفا عطا فرمائے۔

— محاسب صاحب انجمن اطلاع دیتے ہیں کہ مولوی شبیر محمد صاحب مبلغ انجمن نے جماعت چک ۸۱ جنوبی کی طرف سے مرمت برلن مسجد کے فنڈ میں مبلغ ۹/۹/۱۰۶ روپیہ کی رقم ارسال فرمائی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔

— لدھیانہ سے ملک خدا بخش صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت قبلہ سید اسد اللہ شاہ صاحب کو جو خطوط میری معرفت بھیجے جاتے ہیں وہ انہیں دوسرے دن پہنچتے ہیں، اس لئے احباب کو چاہیئے کہ مفصلہ ذیل پتہ پر شاہ صاحب کو براہ راست خط لکھا کریں اور اگر جواب مطلوب ہو تو جوابی کارڈ لکھا کریں، پتہ یہ ہے:-

لودھیانہ۔ احاطہ شیر جنگ۔
قبلہ سید اسد اللہ شاہ صاحب پنشنر

— محترمہ ص اختر صاحبہ ہمشیرہ شیخ محمد طفیل صاحب کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ اس خوشی میں انھوں نے مبلغ پانچ روپے انجمن کو بھیجے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو دین و دنیا کے لئے برکت کا موجب بنائے۔

— ایس۔ ایم شریف صاحب برادر خورد شیخ محمد طفیل صاحب دہلی یونیورسٹی سے بی۔ اے کے امتحان میں کامیاب ہو گئے ہیں، مبارکباد عرض ہے۔

— منشی محمد بخش صاحب منگر وٹھہ شرقی ضلع ڈیرہ غازیخاں سے لکھتے ہیں کہ خاکسار کے دونوں لڑکے عزیز احمد اور ممتاز احمد قائم مقام پٹواری تعینات ہوئے ہیں اسی خوشی میں مبلغ پانچ روپے ارسال ہیں۔ جماعت کے بزرگوں سے درخواست ہے

پاکستان کا قیام اور اسلامی سلطنتوں کا احیاء اور اسلام کی روحانی فتوحات

اسلام کی بیکسی پر حضرت مجدد وقت کی گریہ وزاری اور پُرسوز دعاؤں کا نتیجہ

میری اور تمام جماعت کی دعائیں اور "پاکستان زندہ باد" کی قبل از وقت بشارت

نصرت الٰہی کا کھلا ہاتھ اور فتح بدر کا ایک اور نظارہ چودھویں صدی میں!

مجدد وقت کی علمی قوت اور آستانہ الٰہی پر گرنے کی طاقت

امام وقت سے تعلق کا ثبوت اس بات سے دو کہ ہمارے اندر راتوں کو اُٹھنے کی کس قدر طاقت ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ ڈلہوزی مورخہ ۱۳ر جون ۱۹۴۷ء

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

اور یقیناً اللہ نے تم کو بدر میں مدد دی جب تم (دشمن کے مقابل پر) بہت کمزور تھے

بدر کی نصرت میں تمام امت کی نصرت کا وعدہ

قرآن کریم نے گذشتہ انبیاء یا گذشتہ اقوام کے بعض حالات کا ذکر کیا ہے۔ وہ بھی قصہ کے رنگ میں نہیں۔ بلکہ پیغمبر خدا صلعم اور امت محمدیہ کے لئے ایک پیشگوئی کیا ہے اسی طرح رسول خدا صلعم کے لئے جن نصرتوں کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ وہ بھی محض اس لئے نہیں کہ مسلمان ان کا ذکر پڑھ کر لذت اُٹھائیں۔ بلکہ اس میں بھی یہ بشارت موجود ہے کہ جو نصرتیں ہمارے نبی صلعم کو ملیں وہی ہم کو بھی ملیں گی۔ اگر تبلیغ اسلام کے لئے وہی جوش ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائے۔ جو آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ کے دلوں میں تھا۔ اسلام دنیا میں اس لئے آیا کہ ساری دنیا کی اصلاح کرے تمام انسانوں کے دلوں میں خدا پر سچا ایمان پیدا کرے۔ اور اصلاح کرنا یا ایمان پیدا کرنا صرف خدا کی نصرت سے ہو سکتا ہے اس لئے جب تک ہمارے ساتھ خدا کی نصرت نہ ہو ہم یہ کام نہیں کر سکتے۔ اور یہ آیت کریمہ ہمارے لئے یہ عظیم الشان بشارت اپنے اندر رکھتی ہے کہ اگر ہمارے دلوں کے اندر بھی اصلاح خلق کے جذبہ کا اس سے ملتا جلتا رنگ پیدا ہو جائے جو جذبہ ہمارے رسول کریم صلعم کے دل میں تھا۔ تو خواہ ایک طرف ساری دنیا اور دوسری طرف چند آدمی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اسی طرح ان کے ساتھ ہو گی جس طرح بدر میں خدا نے اسلام کی نصرت فرمائی۔ جب وہ دشمن کے مقابلہ میں نہایت درجہ کمزور تھے۔

تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں اسلام کی حالت

آج خدا کی نصرت کا کھلا کھلا ہاتھ اسلام کی تائید میں کام کرتا ہوا نظر آتا ہے تیرھویں صدی ہجری یا انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں اسلامی دنیا پستی کی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اسلامی سلطنتیں بالکل مٹ چکی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ سلطنت جو اسلامی خلافت کا ایک نشان تھا یعنی سلطنت روم وہ بھی اپنے آخری سانس لے رہی تھی اور یورپ کا مرد بیمار کہلاتی تھی جس کی زندگی یورپ کی ایک ادنیٰ حرکت سے ختم ہو سکتی تھی۔ روحانی رنگ میں بھی اسلام کا قدم آگے نہیں بڑھ رہا تھا۔ بلکہ پیچھے ہٹ رہا تھا۔ اسلام کا وجود دنیا کے بعض ملکوں سے مٹ چکا تھا۔ بعض میں یہ برائے نام رہ گیا تھا۔ خود ہمارے ملک ہندوستان میں فرزندان توحید تثلیث کے دام میں گرفتار ہوتے جا رہے تھے۔ اور بھی بہتیرے ملکوں میں یہ حالت تھی۔ اور پرستاران تثلیث کے حوصلے یہاں تک بڑھ چکے تھے کہ وہ عرب کو بھی اپنا شکار سمجھتے تھے۔ اور اس کے کناروں پر مسیحیت کا جال پھیلا رہے تھے۔

خدائی نصرت کا کھلا ہاتھ اور اسلام کا جسمانی و روحانی احیاء

آج ہم کس قدر حالت کو تبدیل شدہ پاتے ہیں۔ نہ صرف اسلام کی جسمانی سلطنتوں کی شوکت دوبارہ زندہ ہوتی چلی جاتی ہے سلطنت روم اب زندہ سلطنتوں میں شمار ہوتی ہے۔ عرب کی مختلف سلطنتیں جو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر یورپ کے اقتدار کے نیچے آ چکی تھیں ان میں ایک ایسی نئی قوت پیدا ہو رہی ہے کہ آج ان کے اتحاد سے باوجود اس کے کہ ان کے پاس سامان جنگ نہیں یورپ کے دلوں میں ایک خوف ہے اور ان کی آواز کے سامنے اسے دبنا پڑتا ہے جاوا اور سماٹرا میں مسلمان ہالینڈ کی غلامی میں آ چکے تھے آج وہاں بھی ایک اسلامی سلطنت کا جھنڈا لہرانے کو ہے۔ اور شمالی افریقہ کی اسلامی سلطنتوں میں بھی قوت کے آثار نظر آتے ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر یہ کہ ہندوستان کی لٹی ہوئی اسلامی سلطنت کا احیاء پاکستان کے رنگ میں ہو جاتا ہے اور اسلام کی جسمانی قوت میں ایک نئی روح پیدا ہو رہی ہے۔ دوسری طرف اسلام کی روحانی قوت میں بھی ایک عجیب تبدیلی نظر آتی ہے۔ عیسائی جو اسلام کو اپنا شکار سمجھتے تھے۔ نہ صرف وہی مسلمانوں کو عیسائی بنانے سے مایوس ہو چکے ہیں۔ بلکہ ان کو یہ فکر پڑی ہوئی ہے کہ اسلام جو اپنے جھنڈے عیسائیت کے مرکزوں میں لگا رہا ہے اس کا سد باب کس طرح کیا جائے اور آج مسلمانوں کے دلوں میں یہ قوت موجود ہے کہ جس طرح ابتدائی زمانہ اسلام میں اسلام کی بڑھتی ہوئی رَو کے سامنے شمالی افریقہ۔ شام۔ عراق ایران۔ وسط ایشیاء میں عیسائیت کا قدم پیچھے ہٹتا گیا۔ اور فوج در فوج اور گروہ در گروہ عیسائی اسلام کے اندر داخل ہوتے چلے گئے اسی طرح آج بھی یورپ اور امریکہ میں عیسائیت خود بخود پگھلتی جا رہی ہے۔ اور اسلام کا قدم آگے بڑھ رہا ہے اور وہ دن دور نہیں کہ جس طرح پہلے زمانے میں عیسائی فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے آج پھر دنیا وہی نظارے دیکھ لے۔ یہ کھلا خدائی نصرت کا ہاتھ ہے جس کی آنکھیں ہو دیکھ لے۔

بدر کی کامیابی نبی کریم صلعم اور آپ کے صحابہؓ کی دعاؤں کا نتیجہ تھی

مگر کیا آپ کو معلوم ہے کہ ابتدا میں خدائی نصرت کا ہاتھ کس طرح ظاہر ہوا تھا۔ وہ پیغمبر خدا کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ دعائیں تو آپ خدا کا نام دنیا میں بلند کرنے کے لئے عرصہ دراز سے کر رہے تھے اور ایک چھوٹی سی جماعت آپ نے اس غرض کے لئے تیار کی تھی جس کے متعلق آپ کو پورا یقین تھا کہ ان کے دلوں میں ایمان کی وہ زبردست قوت موجود ہے کہ یہ خدا کا نام دنیا میں بلند کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے مگر بدر کے میدان میں جب آپ نے ایک طرف اپنے ۳۱۳ کمزور ساتھیوں کو دیکھا جن کے پاس سامان جنگ بھی دشمن کے مقابل پر نہ ہونے کے برابر تھا اور جن میں بوڑھے اور چھوٹی عمر کے نوجوان بھی شامل تھے جو جنگ کے نام سے ابھی ناواقف تھے۔ اور بالمقابل دشمن کا نہ صرف ایک ہزار سپاہی تھا بلکہ یہ سب سپاہی وہ تھے۔ جو جنگوں میں پل کر جوان ہوئے تھے۔ تو آپ کے دل میں وہ زبردست تڑپ اُٹھی جس کی وجہ سے آپ کی ساری رات کی نیند حرام ہو گئی۔ اور آپ اپنے خدا کے سامنے گرے ہوئے گریہ وزاری کر رہے تھے کہ اے خدا بظاہر ان تھوڑے سے کمزور آدمیوں کے بچنے کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تیری نصرت کا زبردست ہاتھ ان کے لئے ظاہر ہو۔ اے خدا اگر آج یہ گروہ اس میدان میں ہلاک ہو گیا۔ جیسا کہ ظاہر حالات بتاتے ہیں۔ تو تیرا نام دنیا میں بلند کرنے والا اس روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔ یہی وہ زبردست دعائیں تھیں جنہوں نے خدائی نصرت کو جذب کیا اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ جب صحابہ نے اپنے ہادی کو اس طرح گریہ وزاری میں مصروف پایا تو ان کے دلوں میں بھی وہی تڑپ اُٹھی ہو گی۔ اور وہ بھی انہی دعاؤں میں لگے رہے ہوں گے۔ تو ان دعاؤں کو خدا نے سنا اور ان چند کمزور آدمیوں کو ایک زبردست مسلح فوج پر جن کی تعداد ان سے تگنی تھی کھلی فتح عطا فرمائی۔ یہ تھوڑے اور

اسلامی لٹریچر کی روشنی کا مینار

تحریک احمدیت بلادِ غیر میں!

(از شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔اے)

بیروت (لبنان)

السیدہ جیبیہ شعبان یکن۔جو کہ حال ہی میں سلسلہ میں شامل ہوئی ہیں۔ تحریر فرماتی ہیں:۔

۱۲/ اکتوبر ۱۹۴۷ء

"برادر اسلام۔ ایس۔ ایم۔ طفیل
سلام اللہ علیک

میں اسلام کی خاطر آپ کی شریک کار ہو کر بہت خوش ہوں۔ میں سید تصدق حسین صاحب قادری (بغداد) کی بہت ممنون ہوں اور وہ روحانی طور پر میرے مددگار ثابت ہوئے گو مجھے آپ سے کئی امور میں اختلاف ہے لیکن اس کے باوجود یہ امر اسلام کی خدمت کی راہ میں میرے لئے سد راہ نہیں بنے گا۔ اسلام جو تمام مذاہب سے بہتر اور اللہ تعالےٰ تک پہنچنے کا سب سے چھوٹا راستہ ہے۔

میں ان قیمتی کتب کے لئے بہت شکر گذار ہوں جو آپ نے مجھے ارسال فرمائیں۔ .... میں نے محمد اینڈ کرائسٹ کو ایک ہی نشست میں ختم کر ڈالا۔ اور جب میں اسے پڑھ چکی تو میں نے اسے اپنے ساتھ چمٹا لیا اور اسے بار بار چومتی رہی کہ اس کتاب نے میرے پریشان دماغ کو اس مسائل سے نجات دلائی جو مسیح کی پیدائش، صلیب، معجزات اور رفع الی السماء کے بارے میں میرے ذہن میں تھے جو کتب مجھے ملی ہیں ان کی فہرست حسب ذیل ہے:۔

- - -
- - -
- - -

میں نے Divorce in Islam کے مضمون کو عربی میں ترجمہ کر لیا ہے مجھے امید ہے کہ یہ طباعت کے لئے چند ہفتوں میں تیار ہو جائے گا۔"

آپ کی مخلص بہن
(مسز) جیبیہ شعبان یکن

اسلام اور طلاق کے متعلق مضمون جس کا ذکر خاتون موصوفہ نے اس خط میں کیا ہے غالباً ریلیجن آف اسلام کے ایک باب کا ترجمہ ہے قارئین پیغام صلح کو یاد ہوگا کہ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی کا عربی ترجمہ جو شائع ہوا ہے وہ بھی خاتون مذکورہ بالا کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے ان کی تبلیغی مساعی کا ذکر پیغام صلح میں قبل ازیں بھی ہو چکا ہے۔

ہمبرگ (جرمنی)

۲۶/ جولائی ۱۹۴۷ء

مکرم بندہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'
آپ کے نوازشنامہ کا اور اخبار لائٹ کا شکریہ میں بہت خوش ہوں کہ میں نے تحریک احمدیت میں شمولیت اختیار کر لی ہے.......

مخلص
عمر شوبرٹ

ان کے قبول احمدیت کا اعلان پیغام صلح مؤرخہ ۴/ جون ۱۹۴۷ء میں ہو چکا ہے جہاں ان کا نام غلطی سے شی برٹ لکھا گیا تھا۔ اصلاح کر لی جائے

ملایا

جناب عبد الحمید آفندی ستان جون آپوہ (ملایا) سے تحریر فرماتے ہیں:۔

برادرم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ نے مجھے تحریک احمدیت کا ممبر بننے کا شرف بخشا جس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں مجھے یقین ہے کہ یہ تحریک دنیا کے ہر گوشے میں پھیل جائے گی۔ میں اسلام کے متعلق اس لٹریچر کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو آپ نے مجھے ارسال فرمایا۔

آپ کے اس ارشاد کی نسبت کہ یہاں ایک جماعت قائم کی جائے گزارش ہے کہ یہاں ملّا ازم کا بہت زور ہے میں نے اس سلسلہ میں جد و جہد بھی کی ہے لیکن مولویوں کی مخالفت اور کفر کا فتوےٰ لگنے کی وجہ سے میں اس بارے میں ناکام رہا لیکن اس کے باوجود بھی میں کوشش کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میری سعی باثمر ہو.............

مخلص
اے۔ حمید۔ آفندی

گولڈ کوسٹ (افریقہ)

اسمٰعیل نے کوماہ (غلطی سے ان کا نام پیغام صلح ۳۰/ جولائی ۱۹۴۷ء میں اسمٰعیل سے کمائی چھپ چکا ہے، احباب اصلاح فرمالیں) اکرا گولڈ کوسٹ افریقہ سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"برادرم اسلام
السلام علیکم
آپ کا خط ملا جسے میں نے بڑی احتیاط سے ملاحظہ کیا۔

یہاں قادیانی جماعت کے کچھ لوگ بھی ہیں جو ہمیں اپنے مرکز کی ہدایات کے موافق کافر قرار دیتے رکھتے۔ آپ کے پمفلٹ میں بھی اس بات کا ذکر تھا۔ لیکن ہمارے بزرگ ہمیں بتلاتے ہیں کہ تحریک احمدیت احیائے اسلام کے لئے قائم کی گئی ہے۔ آپ کے ارسال کردہ لٹریچر نے مجھے اس قابل بنا دیا ہے کہ میں تحریک احمدیت کی غرض و غایت اپنے علاقے کے ان پڑھ لوگوں کو بتا سکوں، خصوصاً جب قادیان کے لوگ ہم سے اس بارے میں بحث کرتے ہیں۔ کئی تعلیمیافتہ لوگ آپ کا لٹریچر مجھ سے مستعار لے جاتے ہیں اور کئی آپ کا پتہ نقل کرتے ہیں تاکہ آپ انہیں براہ راست پمفلٹ بھیجدیں۔ جن صاحب سے آپ نے مجھے ملنے کے لئے کہا تھا اس کے متعلق میں آپ کو بعد میں مفصل اطلاع دوں گا...

.... مخلص۔ اسمٰعیل نے کوماہ

خط و کتابت کے متعلق چند ضروری باتیں

آج کل ڈاک کے انتظام میں بہت ابتری ہے۔ دفاتر مرکز، شاخہائے انجمن اور جملہ بزرگان و احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ حیدر آباد دکن مشن سے خط و کتابت کرتے وقت مندرجہ ذیل امور کا سختی سے لحاظ رکھیں:۔

(۱) پاکستان، مشرقی پنجاب، یو۔پی۔ اور صوبہ بہار کے دوست ہمیشہ ہوائی ڈاک سے خطوط ارسال فرمایا کریں۔ معمولی ڈاک کے خطوط بہت زیادہ تاخیر کے ساتھ پہنچتے ہیں اور ان میں سے بہت سے ضائع بھی ہو جاتے ہیں۔ ہوائی ڈاک موجودہ حالات میں مناسب ترین ذریعہ مراسلت ہے۔

(۲) ہوائی ڈاک سے خط بھیجتے میں (اندرون انڈیا پاکستان) کارڈ پر صرف دو پیسے اور لفافہ پر صرف ایک آنہ کا زائد ٹکٹ لگانا پڑتا ہے۔ ان خطوط پر قلم سے نمایاں طور پر (By Air mail) لکھ دینا یا مطبوعہ نیلا لیبل چسپاں کرنا ضروری ہے۔ جو ڈاکخانہ سے مفت دستیاب ہو جاتا ہے۔

(۳) پتہ میں کم از کم مقام کا نام یعنی حیدر آباد دکن (Hyderabad Deccan) ضرور انگریزی حروف میں ہونا چاہیئے۔ ورنہ اردو کے مخالف یا اردو سے ناواقف سارٹر ڈیڈ لیٹر آفس کو بھیجدیتے ہیں اس طرح کئی روز کی تاخیر ہو جاتی ہے۔

(۴) کچھ عرصہ سے تار بھی غیر معمولی تاخیر سے پہنچ رہے ہیں۔ بعض غالباً ضائع بھی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے تا اطلاع ثانی کوئی دوست مجھے تار نہ بھیجیں کیونکہ ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

خاکسار۔ محمد انعام الحق (انچارج حیدر آباد مشن)
مکان ۱۲۱۰/۱ اے۔ کلاس اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ۔ حیدر آباد دکن

ایک ضروری درخواست

احباب سلسلہ کے پتے درکار ہیں

مجھے سلطنت حیدر آباد۔ ریاستہائے بھوپال، میسور، کوچین، ٹراونکور وغیرہ اور صوبجات مدراس، بمبئی، سی۔پی و برار کے احباب سلسلہ و خریداران "پیغام صلح" و "لائیٹ" کے موجودہ پتے درکار ہیں۔ جن احباب کی نظر سے یہ اعلان گزرے وہ اپنے اور دوسرے دوستوں کے پتے (جو کہ ان کے علم میں ہوں) ممکنہ عجلت کے ساتھ مجھے ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ پتے مفصل اور صحیح ہوں۔ حیدر آباد و بھوپال کے سوا دیگر مقامات کے انگریزی میں لکھے جائیں تو بہتر ہے۔

خاکسار۔ محمد انعام الحق (انچارج حیدر آباد مشن)
مکان ۱۲۱۰/۱ اے۔ کلاس محلہ اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ۔ حیدر آباد دکن

نزدیک منحصر ہونا کافی ہے۔

حسن } اس حدیث کو کہتے ہیں جو صحیح حدیث کی طرح ہو لیکن اس کے راویوں کا حفظ اور یادداشت صحیح کے راویوں کے برابر نہیں۔ بہرحال مقبول اور واجب العمل ہے اگرچہ صحیح حسن سے مقدم اور افضل ہے۔

ضعیف } وہ حدیث ہے جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو خواہ اس کا کوئی راوی درمیان سے ساقط ہو یا مطعون ہو۔

معلق } وہ حدیث ہے جس کی ابتدائے سند سے راوی ساقط ہو۔

مرسل } وہ حدیث ہے جس کی انتہائے سند سے راوی ساقط ہو۔

معضل } اگر دو راوی برابر ساقط ہوگئے ہوں۔

منقطع } یہ کہ تبع تابعی صحابی سے روایت کرے اور تابعی کو چھوڑ دے۔

موضوع } جس حدیث کا راوی مطعون یعنی جھوٹا ہو۔

متروک } ایسی حدیث جس کے راوی پر جھوٹ کی تہمت لگی ہو۔

منکر } جس کا راوی غلطی کرتا ہو۔ غافل یا کثیر الوہم ہو۔

معروف } منکر کے مقابل پر اگر راوی دونوں کا ضعیف ہے۔

مضطرب } جس میں راویوں نے سند یا متن میں اختلاف کیا ہو۔

معلل } جو ظاہر میں تو عیوب سے پاک معلوم ہو لیکن باطن میں سب طعن پائے جاتے ہوں۔

مدرج } وہ حدیث ہے جس کے راویوں نے کچھ اپنا کلام بھی شامل کر دیا ہو۔

مسند } وہ حدیث جس کے راویوں کا نام مذکور ہو۔

معنعن } وہ حدیث جس کی روایت عن کے لفظ سے ہو جیسے عن فلان عن فلان۔

شاذ } جس میں ایک ثقہ راوی بہت سے ثقہ راویوں کے مخالف بیان کرے اصل میں راجح کو محفوظ کہتے ہیں اور مرجوح کو شاذ لیکن راوی دونوں کے قوی ہوتے ہیں۔

(ماخوذ از ضمیمہ سفر السعادت مولفہ مجدالدین فیروزآبادی)

[illegible] ... تعالیٰ انہیں ... [illegible] ... اور اس ... [illegible]

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ بحمداللہ بخیر و عافیت ہیں۔ اور خدمات دینیہ میں مصروف۔

— مولانا صدرالدین صاحب حسب دستور نماز صبح کے بعد مسجد احمدیہ بلڈنگس میں قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔

اس ہفتہ مدراس سے ہمارے معزز بزرگ سید داؤد شاہ تشریف لائے ہیں، سید صاحب کچھ عرصہ سے انجمن کی طرف سے قرآن کریم کا ترجمہ تامل زبان میں کر رہے ہیں۔

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت مسرت کیساتھ سنی جائے گی کہ ہمارے محترم بزرگ شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب ملز اونر لائلپور کے فرزند ارجمند شیخ میاں نصیر احمد صاحب جو پنجاب مسلم چیمبر آف کامرس کے نائب صدر ہیں حکومت ہند کی طرف سے جنیوا ٹریڈ کانفرنس میں شامل ہونیوالے وفد کے رکن منتخب ہوئے ہیں اور آپ دو تین روز میں جنیوا تشریف لے جائیں گے۔ اس وفد کے لیڈر حکومت ہند کے کامرس ممبر مسٹر چندریگر ہیں، ہم اس انتخاب پر شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب، اور میاں نصیر احمد صاحب مبارکباد دیتے اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس مشن میں کامیاب فرمائے اور بخیر و عافیت واپس لائے۔

— شیخ میاں نصیر احمد صاحب کے اعزاز میں ۴ر اپریل کی شب کو نصیر احمد صاحب لہی نے فلیٹی ہوٹل میں ڈنر دیا جس میں دوسرے معززین کے علاوہ سردار افتخار حسین صاحب آف ممدوٹ نے بھی شرکت فرمائی۔

— امرتسر سے بابو ثناءاللہ صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ گذشتہ فسادات میں ہماری جماعت کے معزز ممبر خواجہ عبدالحمید صاحب کا رہائشی مکان لوٹ لیا گیا مگر جلنے سے بچ گیا البتہ کٹڑہ جمیل سنگھ میں ان کے تمام مکانات اور دو دکانات جل کر راکھ ہوگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ہمیں اس حادثہ میں خواجہ عبدالحمید صاحب سے دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اسکا نعم البدل عطا فرمائے

پونچھ سے منشی ...الدین صاحب برق لکھتے ہیں کہ میرا لخت جگر مظفر احمد خان جو میرا اکلوتا بیٹا تھا اور جس کی عمر ۲ سال ۶ دن کی تھی جو میرے ساتھ سالانہ جلسہ پر بھی لاہور گیا تھا اور ایک پاک فطرت لیکر آیا تھا۔ وہ خوبصورت اور خوب سیرت بچہ جو کہ اپنی جان سے زیادہ عزیز تھا اور جس سے ہندو سکھ اور مسلمان سب پیار کرتے تھے ۱۵ کو تمام خاندان کو مچھلی بے آب کی طرح تڑپتا ہوا چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوا اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، منشی [illegible]دین صاحب برق

سلسلہ میں شمولیت

مندرجہ ذیل اصحاب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہوئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ استقامت کی توفیق عطا فرمائے

(۲۹) چوہدری اللہ دتہ صاحب ... سیالکوٹ
(۳۰) محمد عطاءالرحمٰن صاحب ... لائلپور
(۳۱) محمد یوسف صاحب ... دہلی
(۳۲) Lt. M. Sadiq لاہور
(۳۳) غلام احمد خاں صاحب ... دہلی
(۳۴) غلام رسول صاحب ... پونچھ
(۳۵) Hajira Khan شیلانگ
(۳۶) عبدالعزیز صاحب - ریاسی (جموں)
(۳۷) اہلیہ غلام اللہ صاحب سیالکوٹ
(۳۸) اہلیہ برکت اللہ صاحب ... " "
(۳۹) وحیدہ بیگم صاحبہ سیالکوٹ
(۴۰) نواب الدین صاحب ... سیالکوٹ
(۴۱) محمد یونس صاحب ... شیلانگ (آسام)
(۴۲) مسز انوار بیگم صاحبہ ... " "
(۴۳) مبارک علی صاحب ... " "
(۴۴) سید محمد تمیز خان صاحب " "
(۴۵) ایک معزز جرمن مسلمان
(۴۶) عبدالرحیم مشاہد ہوتی ... گوڈ گاتوہ
(۴۷) حضرت صاحب ... گدگہ
(۴۸) محمد صدیق صاحب ... لاہور
(۴۹) غلام محمد صاحب قیصر ڈیرہ اسمٰعیل خاں
(۵۰) محمد خلیل الرحمان صاحب شیلانگ
(۵۱) محب الدین احمد صاحب " "
(۵۲) مولوی محمد شریف صاحب ... پونچھ
(۵۳) حبیب احمد صاحب ... منٹگمری
(۵۴) Marie — Aziz Bakhsh لاہور
(۵۵) عبدالحق خاں صاحب شیلانگ
(۵۶) الٰہی داد صاحب چوہدری - چٹاگانگ (بنگال)
(۵۷) کرم الٰہی صاحب - قادیان - گورداسپور
(۵۸) امیر بیگم صاحبہ ... بہاولپور
(۵۹) محمد طالب صاحب مضطر دہلی
(۶۰) محمد صدیق صاحب شاہ پور
(۶۱) عبدالاحد صاحب بٹ سرینگر کشمیر

دفتر تحصیل کی ضروری گذارشات

(۱) اب جبکہ فصلوں کی کٹائی کا کام شروع ہے۔ جو جماعتیں اور احباب انجمن کو فصلانہ مرحمت فرمایا کرتے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ فصلانہ وقت پر ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔

(۲) اب تک بعض احباب کی طرف سے جلسہ فنڈ کی رقوم وصول نہیں ہوئیں سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں عرض ہے کہ براہ مہربانی ماہوار چندہ کے ساتھ اس فنڈ کی رقوم بھی ضرور وصول فرمائیں۔ گذشتہ جلسہ پر اخراجات پہلے سالوں کی نسبت بہت زیادہ ہوئے ہیں مگر اس کے بالمقابل جلسہ فنڈ کم وصول ہوا ہے اس لئے جملہ احباب جنہوں نے ابھی جلسہ فنڈ نہیں دیا ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ رقم مذکورہ عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

(۳) جن احباب کی خدمت میں برلن مسجد کی اپیلیں فراہمی چندہ کے لئے بھیجی گئی ہیں اب تک ان میں سے بہت کم احباب نے اس ضروری کام کی طرف توجہ کی ہے براہ مہربانی اس طرف توجہ فرمائیں اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد گرامی کے مطابق جلد از جلد سب احباب چندہ جمع کر کے مرکز میں ارسال فرما دیں۔ برلن مسجد کی اپیلیں دوبارہ چھپوائی گئی ہیں جن احباب کی خدمت میں پہلے نہیں بھیجی گئی تھیں اب ارسال ہو رہی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب انکو بیکار فراہمی چندہ کے لئے فوری کوشش فرمائیں۔

مرتضیٰ خان
(اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

ضرورت

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو اپنے بکڈپو کے لئے ایک مینیجر کی ضرورت ہے۔ درخواست کنندہ کو عام کاروباری واقفیت کے علاوہ کتب کی چھپوائی و فروخت اور پرنٹنگ لائن کا تجربہ ہونا چاہیئے تنخواہ یکصد روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ حسب لیاقت و تجربہ دی جائے گی۔ گریڈ تنخواہ ۱۵۰ — ۵ — ۱۰۰ ہوگا خواہشمند حضرات پتہ ذیل پر درخواست ارسال کریں:۔

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

ایک فاضل امام کی ضرورت:

برہما کے ایک علاقہ میں ایک ایسے امام کی ضرورت ہے جو انگریزی، عربی اور اردو زبانیں جاننے کے علاوہ قرآن اور حدیث اور دیگر علوم دینیہ پر عبور رکھتا ہو اور جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھتا ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت معقول دی جائے گی، تبلیغ دین کا شوق رکھنے والے اصحاب کے لئے نہایت عمدہ موقعہ ہے علماء کے جماعت میں سے اگر کوئی صاحب وہاں جانے کے لئے تیار ہوں تو اپنی درخواستیں ذیل کے پتہ پر بھیجدیں۔

جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

الذی لہ ذمۃ اللّٰہ و ذمۃ رسولہ ایسا شخص مسلمان ہے اس کے لئے اللہ اور رسول کا عہد ہے فلا تخفروا اللّٰہ فی ذمتہ پس اللہ کے عہد کو مت توڑو، کیا اب ڈر نہیں جاتے ہمارے ان بھائیوں کے اس کو پڑھ کر؟ قرآن کی نص صریح، حدیث کی نص صریح کے باوجود کس طرح کافر قرار دینے کی جرأت ہوتی ہے پھر حدیث میں آتا ہے لا تکفروا اھل قبلتکم اہل قبلہ کی تکفیر مت کرو۔

ان نصوص اور امام زمانہ کے ارشاد کی طرف توجہ دلاؤ توجہ دلاؤ اپنے بھائیو کو ان نصوص صریحہ کی طرف اور خود اس زمانہ کے امام کے اس واضح قول کی طرف کہ "میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰) یہ صریح الفاظ ہیں ان کے بالمقابل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہیں نہیں فرمایا کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر ہو سکتا ہے،

قادیانیوں کا اچھا کام تو یہ باتیں ضرور اس جماعت کو سمجھاؤ لیکن ان کے اچھے کاموں کی برائی ذکر و۔ کسی کے بھی اچھے کاموں کو برا کہنے کی ضرورت نہیں وہ اچھے کام بھی کرتے ہیں حال ہی میں جو پراپیگنڈا انھوں نے وفات مسیح کے متعلق سول ملٹری گزٹ میں شروع کر رکھا ہے وہ بہت اچھا ہے ایک زمانہ میں ہمارے اخبار "لائٹ" میں بھی اس سوال کو اٹھایا گیا تھا اور وفات مسیح پر مضامین شائع ہوتے تھے، جن کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک وائسرائے نے کشمیر کے محلہ خان یار میں جاکر مسیح کی قبر کو دیکھا اب قادیانی جماعت کے لوگوں نے اس سوال کو سامنے کرکے عیسائیت پر اچھی ضرب ماری ہے اور جو کچھ اس کا جواب دیا گیا ہے وہ بہت نامعقول ہے۔

وفات مسیح کے متعلق خواجہ نذیر احمد صاحب کی تحقیقات تو غرض بڑا مفید کام ہے جو وہ کر رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں ضمناً یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ خواجہ نذیر احمد صاحب بھی اس مسئلہ پر بڑا اچھا مسالہ جمع کر رہے ہیں، میں نے تو ان سے کہا تھا کہ یہ خواجہ کمال الدین صاحب کا بیٹا ہونے کا اثر ہے کہ ایسا زبردست کام انھوں نے کیا ہے اس قسم کے کاموں کے لئے وقت دینا مشکل ہوتا ہے اپنی وکالت کے اشغال سے وقت نکالنا، روپیہ بھی صرف کرنا اور محنت اور سفر کرنا یہ کوئی آسان نہیں پچھلے دنوں وہ اسی کام کے لئے کشمیر بھی گئے تھے ان کی تحقیقات کسی وقت سامنے آجائے گی،

تو میری غرض ان باتوں کے بیان سے یہ

سے یہ ہے کہ یہ تمام تعمیری کام ہیں اپنے آپ کو اس قسم کے تعمیری کاموں میں لگاؤ اور کوئی ایسی بات نہ کرو جو قوم کے ... کا موجب ہو۔

آیت کا مطلب اور یہ جو آیت میں نے پڑھی ہے اس کا مطلب بھی مختصراً بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مہاجرین اور انصار کے کاموں اور قربانیوں کا ذکر کرکے فرماتا ہے والذین جاءو من بعدھم جو لوگ ان کے پیچھے آتے رہیں ان کا کیا کام ہونا چاہئے یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان وہ یہ دعا کرتے رہیں اے خدا ہماری بھی مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گزر گئے اس کے اندر ساری امت کے لئے دعا آجاتی ہے۔ پھر فرمایا ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ہمارے دلوں میں مومنوں کے لئے کوئی غل پیدا نہ ہو کسی مومن کو کسی اچھے مقام پر دیکھ کر حسد نہ ہو۔

مسلمان کیسا تھ حسد کرو آپ تعجب کریں گے کہ حسد تو ویسے بھی اچھا نہیں پھر مومن کے لئے خاص کیوں کیا، اور مسلمان کو مسلمان سے کیا حسد ہوگا بات یہ ہے کہ حسد پیدا وہیں ہوتا ہے جہاں تعلقات زیادہ ہوں ایک غیر مسلم کسی اچھے مقام پر ہو تو اس کے ساتھ اتنا حسد نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے ساتھ ہمارا اتنا واسطہ نہیں اور اس کے بیشتر حالات ہماری آنکھوں سے مخفی ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ہمارا ایک مسلمان بھائی اچھی حالت میں ہو تو اس کے ساتھ حسد پیدا ہو جاتا ہے اس سے منع کیا اور یہ دعا سکھائی کہ ایسا نہ ہو کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے متعلق کوئی حسد دل میں پیدا ہو۔

اتفاق و اتحاد ہی سے آنیوالے مصائب سے نجات ہو سکتی ہے میں حرف خلاصہ کے طور پر پھر اپنی بات کو دہراتا ہوں، اس وقت اسلام پر مسلمانوں پر اسی ہندوستان میں سخت ترین مصیبت کا وقت ہے جس طرح پچھلے خطبہ میں میں نے اس مصیبت سے نکلنے کے لئے دعا پر زور دیا تھا اسی طرح اس خطبہ میں اس طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنے اتفاق و اتحاد پر زور دو اور بغض و نفرت خواہ غیر احمدیوں سے ہو خواہ قادیانیوں سے چھوڑ دی جائے یہ یقین سمجھو کہ اتفاق و اتحاد میں بڑی زبردست طاقت اور برکت ہے اگر مسلمان اس وقت اتفاق و اتحاد کریں تو بہت سے مصائب سے جو اس وقت سامنے آرہی ہیں بچ سکتے ہیں۔

فن اصطلاح حدیث
اہل الحدیث اہل رسول اللہ

محمد است امام و چراغ ہر دو جہان ۞ محمد است فروزندۂ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا ۞ خدا نما است وجودش برائے عالمیاں
(مسیح موعود)

از جناب شیخ غلام قادر صاحب احمدی بلڈنگس لاہور

علم حدیث اشرف العلوم ہے اور علوم دینی تفسیر قرآن سے اتر کر گرانقدر سرچشمہ ہے۔ علم تفسیر القرآن اکثر علم الحدیث کی روشنی اور رہنمائی کا محتاج ہے چنانچہ آج اس صحبت میں فن اصطلاح حدیث پہ کچھ پیش کیا جاتا ہے۔

علم حدیث کی تعریف کتاب الدراری فی شرح صحیح البخاری میں کرمانی نے لکھا ہے کہ علم حدیث سے آنحضرت صلعم کے قول فعل اور حال کی کیفیت حاصل ہوتی ہے

حدیث اسے کہتے ہیں جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا یا کوئی فعل کیا یا کوئی فعل آپ کے سامنے ہوا اور آپ نے اسے درست رکھا۔

حدیث قولی آنحضرت صلعم نے جو زبان سے فرمایا اسے حدیث قولی کہتے ہیں۔

حدیث فعلی اور آپ نے جو عمل کیا اسے حدیث فعلی کہتے ہیں۔

حدیث تقریری جو فعل آنحضرت کے سامنے دوسروں نے کیا اور آپ نے اسے پسند فرمایا اسے حدیث تقریری کہتے ہیں۔

حدیث مرفوع جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہو۔

موقوف جو صحابہ رض تک ہو۔

منقطوع جو حدیث تابعین تک منتہی ہو۔ چنانچہ موقوف اور منقطوع کو اثر اور مرفوع کو متصل بھی کہتے ہیں۔

احادیث دو قسم میں منقسم ہیں یعنی متواتر اور احاد۔

متواتر وہ حدیث ہے جسے ہر زمانہ میں اس کثرت سے لوگوں نے روایت کیا ہو کہ عقل ان کے جھوٹ اور بناوٹی ہونے کو محال جانے اور خواص و عوام کو اس پر یقین کامل ہو۔

احاد وہ ہے جس کو ہر زمانہ میں بکثرت روایت نہ کیا گیا ہو۔ احاد میں اگر راوی کی دیانت اور راستی معلوم ہو، تو روایت مقبول اور قابل عمل ہے نہیں تو مردود ہے اور اس کو ضعیف بھی کہتے ہیں۔ اس طرح احاد کی تین قسمیں ہیں مشہور، عزیز اور غریب۔

مشہور وہ ہے جس کو ہر زمانہ میں تین یا زیادہ راویوں نے روایت کیا ہو۔

عزیز وہ ہے جسے ہر زمانہ میں دو راویوں سے کم نے روایت نہ کیا ہو۔

غریب وہ ہے جس کی روایت کسی زمانہ میں ایک ہی راوی سے ہو۔

صحیح وہ حدیث ہے جسے اہل علم متقی دیندار اور حفاظ حدیث نے ہر زمانہ میں برابر روایت کیا ہو اور سند راوی سے لیکر آنحضرت صلعم تک متصل ہو نہ تو اس میں کوئی عیب ہو اور نہ معتبر لوگوں کے مخالف ہو۔

صحیح حدیث کی سات اقسام ہیں۔

اوّل وہ جو متفق علیہ ہو جو صحیحین میں ہے۔

دوم - جو صرف بخاری میں ہو۔

سوم - جو صرف مسلم میں ہو۔

چہارم - جو بخاری اور مسلم کی شرط اور ان کے طور پر ہو۔

پنجم - وہ جو صرف بخاری کے طور پر ہو

ششم - جو فقط مسلم کے طور پر ہو۔

ہفتم - وہ جو بخاری اور مسلم کے سوا دیگر اہل حدیث نے اسے صحیح جانا ہو۔

بخاری اور مسلم کی شرط یہ دونوں اصحاب حدیث کو قبول نہ کرتے تھے جب تک ان ... مصاحبت نہ کرتے تھے اور ثقہ ہونا اسناد کا مصاحبت سے حاصل کرتے جب کہ دیگر محدثین سماع سے ثقہ ہونا راوی کا قبول کرتے ہیں۔

بخاری اور مسلم [illegible] نہیں کرتے جب [illegible] سے ملنا ثابت [illegible] کیوں نہ ہوں بخلاف [illegible]

کمزور تھے۔ مگر ان کی روحیں آستانہ الٰہی پر گری ہوئی ان دعاؤں میں مصروف تھیں کہ خدا اپنی نصرت کا ہاتھ ظاہر فرماتے۔

مجدد وقت کی علمی قوت اور خدا کے دروازے پر گرنے کی طاقت

آؤ آج ... بھی دیکھیں کہ یہ جو خدا کی نصرت کا ہاتھ اسلام کی تائید میں ظاہر ہوا ہے کہ جسمانی اور روحانی دونوں رنگوں میں اسلام کے قدم میں ایک زبردست قوت پیدا ہوگئی ہے۔ اور اعدائے اسلام کے حوصلے پست اور قوت کمزور ہوگئی ہے۔ یہ کس مردِ خدا کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ ٹھیک تیرھویں صدی ہجری کے آخر اور چودھویں صدی کے ابتدا میں جب اسلام جسمانی اور روحانی دونوں رنگوں میں کمزوری کی انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ اپنے اس قانون کے مطابق جو خدا نے اپنے آخری نبی کی زبان سے بیان فرمایا تھا ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کھڑا کیا۔ اور آپ کو دو زبردست قوتیں عطا فرمائیں۔ ایک صداقت اسلام کی علمی قوت، دوسری خدا کے دروازے پر گرنے کی قوت۔ آپ کی علمی قوت سے تو ایک دنیا واقف ہے۔ آپ کے دشمنوں تک کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ یہ ایک پہلوان تھا جو صداقت اسلام کے مقابل ساری دنیا کو للکارتا تھا۔ دہریوں کا۔ عیسائیوں کا۔ آریوں کا سب کا مقابلہ کرتا تھا۔ اور خدا نے آپ کے قلم میں وہ قوت دی تھی کہ تمام اعدائے اسلام کی زبانیں بند کر دیں۔ لیکن اکثر لوگ شاید اس بات سے ناواقف ہیں کہ آپ کے اندر ایک اور زبردست طاقت تھی۔ اور وہ طاقت تھی آستانہ الٰہی پر گرنے کی۔

خدا کے دروازے پر گرنے کے لئے قوت بکار ہے

شاید ان الفاظ سے بعض لوگوں کو تعجب ہو کہ گرنے کے لئے بھی طاقت بکار ہے گرتا تو کمزور ہے جس کے اندر کوئی قوت نہیں۔ یہ سچ ہے مگر خدا کے دروازے پر گرنے اور کسی اور جگہ گرنے میں ایک فرق ہے۔ کمزور ہر جگہ گرتا پھرتا ہے۔ مگر خدا کے دروازے پر وہ گرتا ہے جس کے اندر ایک زبردست قوت موجود ہو جس کے دل میں ایک زبردست تڑپ ہو۔ فی الحقیقت خدا کے دروازے پر گرنے کے لئے وہ قوت بکار ہے۔ جو عام انسانوں میں نہیں پائی جاتی۔ اس راز کو ہماری جماعت کو بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ایک جماعت ہے۔ جسے سب سے بڑھ کر اس لئے کھڑا کیا گیا ہے کہ خدا کے دروازے پر گری ہے۔ میں نے بہت دوستوں کو دیکھا ہے کہ وہ یہ عذر کرتے ہیں کہ ان سے پچھلی رات نہیں اٹھا جاتا۔ کوئی کہتا ہے وہی وقت نیند کے غلبہ کا ہوتا ہے۔ کوئی کہتا ہے اس وقت کچھ سردی کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کوئی یہ عذر کرتا ہے کہ کسل غالب آجاتا ہے۔ یہ سارے عذر قوت کی کمی سے پیدا ہوتے ہیں۔ جو شخص کسل پر غالب نہیں آسکتا۔ جو شخص نیند پر غالب نہیں آسکتا۔ اس میں قوت کی کمی ہے۔ خوب یاد رکھو کہ خدا کے آگے گرنے کے لئے پچھلی رات مخصوص ہے یہ تمام انبیاء اور تمام اولیاء کا تجربہ ہے اس کے لئے پہلی طاقت جو بکار ہے وہ خواہشات پر غلبہ کی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر نیند پر غلبہ کی نیند انسان کی ایک طبعی خواہش ہے یہ صرف میں نے ایک بات کا ذکر کیا ہے۔ اور بھی کئی قسم کی قوت خدا کے دروازے پر گرنے کے لئے بکار ہے جس کا پھر کسی وقت ذکر کروں گا۔

اسلام کی بیکسی پر حضرت مرزا صاحب کی گریہ وزاری

حضرت صاحب کے دل میں اسلام کی بیکسی کو دیکھ کر جو کیفیت پیدا ہوئی۔ وہ آپ کی بے شمار نظموں سے ظاہر ہے جن سے آپ کی تصنیفات بھری پڑی ہیں۔ کہیں اپنے دردِ دل کا یوں اظہار کرتے ہیں ؎

بیکسے شد دینِ احمد ہیچ خویش و یار نیست

کہیں فرماتے ہیں ؎

سبزہ گر خون بہار د دیدۂ اہلِ دیں
بو پریشاں حالی اسلام و قحط المسلمین

کہیں دین کی بیکسی کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

کہیں نصرتِ الٰہی کے لئے یوں تڑپتے ہیں ؎

یا الٰہی بانگ آید زود وقتِ مدد
باز گے بینم آں فرخندہ ایام و سنیں

کہیں اسلام کی کمزوری پر یوں روتے ہیں ؎

ایں دو فکر دینِ احمد مغز جانم گداخت
کثرتِ اعدائے ملت قلتِ انصارِ دیں

اگر خدا کی نصرت نہ آئے تو اس سے موت کو بہتر سمجھتے ہیں ؎

اے خدا زود آ و برما آبِ رحمت ہا ببار
یا مرا بردار یا رب زیں مقامِ آتشیں

اور خدا کی نصرت کے آنے پر یقین کس قدر ہے ؎

چوں مرا بخشیدہ صدق اندریں سوز و گداز
نیست امیدم کہ ناکامم بمیرانی دریں

کاروبارِ صادقاں ہرگز نماند ناتمام
صادقاں را دستِ حق باشد نہاں در آستیں

حضرت مرزا صاحب میں آستانہ الٰہی پر گرنے کی قوت

مگر کیا یہ نری شاعرانہ باتیں تھیں۔ ہم ابھی بچے تھے جب اپنے گاؤں میں جو قادیان سے کوئی بیس بائیس میل کے فاصلہ پر تھا حضرت مرزا صاحب کی یہ شہرت پہنچی کہ قادیان میں ایک بڑے عالم ہیں جو مستجاب الدعوات بھی ہیں۔ پھر وہ وقت بھی جلد آگیا کہ لاہور میں آپ کی زیارت کا اور باتیں سننے کا موقع ملا۔ اور آپ کی صداقت دل پر گہرا اثر کر گئی اس وقت میں اور میرے بڑے بھائی مولوی عزیز بخش صاحب گورنمنٹ کالج لاہور میں پڑھتے تھے۔ پھر وہ وقت آیا کہ آپ کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ اور اس کے بعد میں قریباً ہر ہفتہ یا پندرہ دن کے بعد قادیان بھاگا جاتا تھا۔ پھر وہ وقت آیا کہ خدا نے آپ کے پاس ہی نہیں آپ کے مکان کے اندر ٹھیرنے کا اور آپ کے خفیہ سے خفیہ حالات کے مطالعہ کا موقعہ دیا۔ اور یہ معلوم ہوا کہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے، وہ قال نہیں بلکہ حال ہے۔ آپ راتوں کو اٹھتے بارگاہ الٰہی میں گرتے اور اسلام کی بیکسی پر روتے اور اسلام کی نصرت کے لئے خدا کے آگے ہاتھ پھیلاتے۔ بعض سفروں میں دیکھا ہم جو آپ کے پاس جا کر بیٹھے ان میں بھی یہ قوت پیدا کر دی۔

اسلام کی پستی اور اس کے بعد نصرت کے واقعات اور فتح بدر کا ایک نظارہ

میں ان مسلمان بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ واقعات کو دیکھنے واقعات کی طرف سے آنکھیں بند نہ کریں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ چودھویں صدی کے سر پر آپ نے یہ کہا کہ خدا نے مجھے تجدید دین کے لئے بھیجا ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ آپ کی تصنیفات کے ایک ایک لفظ میں غلبہ اسلام کی تڑپ پائی جاتی ہے؟ اور کیا یہ سچ نہیں کہ جس قدر آپ نے اسلام کی نصرت کے لئے دعائیں کیں ہیں۔ ان کا نشان کسی اور شخص میں اس زمانہ میں نہیں پایا جاتا؟ اور پھر کیا یہ سچ نہیں کہ اس کے بعد خدا کی نصرت کا ایسا کھلا ہاتھ اسلام کی تائید میں کام کرتا نظر آتا ہے کہ جس کا دشمنوں کو بھی اقرار ہے؟ سلطنت اسلامی میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ جن لوگوں نے اسلام کو برباد کرنے کا تہیہ کیا تھا وہ خود یا برباد ہو جاتے ہیں یا کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور اعلائے کلمۃ اللہ کا کام یورپ کے ان ملکوں میں شروع ہو جاتا ہے جہاں تیرہ سو سال میں کبھی خدا کے واحد کا نام نہ پہنچا تھا ان کفرستانوں میں مسجدیں بن جاتی ہیں۔ دوسری زبانوں میں قرآن کے ترجمے ہو جاتے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور لاکھوں کی تعداد میں اسلام کی صداقت لوگوں میں اثر کر جاتی ہے۔ کروڑوں کی تعداد میں لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں اور آج اسلام کے لئے دنیا میں ایک مانگ پیدا ہو گئی ہے۔ تو جو پیشگوئی کا رنگ ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ میں تھا آج ہم اس پیشگوئی کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔

بدر کے لفظ میں چودھویں صدی کی طرف اشارہ آستانہ الٰہی پر گرنے کی ضرورت

بیشک نصرت الٰہی میدان بدر میں تو اس طرح نازل ہوئی کہ جس کی دوسری مثال نہیں مل سکتی۔ لیکن بدر کے لفظ میں چودھویں صدی کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ بدر چودھویں رات کے چاند کا نام بھی ہے اور آج چودھویں صدی میں پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نصرت کا ایک ہاتھ دکھایا ہے۔ ہاں اس نشان کو اپنے کمال میں ہم اسی وقت دیکھ سکتے ہیں کہ جب ہم بھی آستانہ الٰہی پر گرنے کی قوت اپنے اندر پیدا کریں۔ ایک شخص نہیں ہم میں سے ایک ایک شخص یہ قوت اپنے اندر پیدا کرے خدا کی نصرت کا ہاتھ اسلام کی تائید میں ظاہر ہو چکا ہے۔ نصرتوں کا پانی برس رہا ہے۔

مسلمانوں کی بلندی اور برطانیہ کے ضعف کی پیشگوئی اور مجدد وقت کی دعائیں

مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اسلام کو ظاہری رنگ میں جو قوت مل رہی ہے۔ وہ بھی امام وقت کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ آپ کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ بلند تر شد خدایاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد، آپ کو یہ بھی بتایا گیا تھا کہ

قوت برطانیہ تا ہشت سال
بعد ازاں ایامِ ضعف و اختلال

میری اور تمام جماعت کی دعائیں اور پاکستان زندہ باد کی بشارت

ہماری ساری جماعت نے بھی اسلام کی ظاہری قوت اور شوکت کے لئے دعائیں کی ہیں جس کی تحریک میں نے غالباً اپریل یا مئی ۱۹۴۶ء میں کی تھی جب پاکستان کا بننا ناممکنات میں سے نظر آتا تھا، خود مجھے بھی اپریل ۱۹۴۶ء میں پاکستان زندہ باد کی بشارت دی گئی تھی۔

ہمارا اصل کام اور اس کے لئے جماعت کی نیم سحری دعاؤں کی ضرورت

مگر ہمارے سامنے ایک اور بڑا میدان ہے۔ وہ اصل کام جس کے لئے حضرت مسیح موعود کو کھڑا کیا گیا۔ وہ ہے

(باقی بر صفحہ ۹ کالم نمبر ۲)

رجسٹرڈ ایل ۱۴۳ ۔ رجسٹرڈ ایل ۸۱۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر ۔ دوست محمد

جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب:
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات:
۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۷ ۔ ۱۳۶۶ھ م ۱۲ ۔ نومبر ۱۹۴۷ء | نمبر ۴۰

درِّ ثمین

عن ابن عباس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اریت النار فاذا اکثر اھلھا النساء یکفرن قیل ایکفرن باللہ قال یکفرن العشیر ویکفرن الاحسان لو احسنت الی احداھن الدھر ثم رأت منک شیئاً قالت ما رایت منک خیراً۔ (بخاری)

ابن عباس سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے آگ دکھائی گئی تو اس میں اکثر عورتیں تھیں، وہ کفر کرتی ہیں کہا گیا کیا اللہ کا کفر کرتی ہیں، فرمایا خاوند کا کفر کرتی ہیں اور احسان کی ناشکری کرتی ہیں اگر تو ساری عمر بھی ان میں سے ایک کے ساتھ احسان کرے پھر وہ تجھ سے تکلیف دینے والی بات دیکھے تو کہتی ہے میں نے تجھ سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔

نوٹ از فضل الباری:۔ یہاں امام بخاری حدیث کا ایک ٹکڑا لانے ہیں۔ اور اس میں خاوند کی ناشکر گذاری بھی ایک قسم کا کفر ہی قرار دیا گیا ہے۔ گو وہ کفر باللہ نہیں۔ خاوند کی ناشکر گذاری سے کیا مراد ہے اس کی تفصیل حدیث نے کر دی یکفرن الاحسان جو ان کے ساتھ احسان کیا جائے اس کی ناشکر گذاری کرتی ہیں۔ جہاں عورتوں کی خوبیاں بیان کی ہیں اور ان کی عزت کرائی وہیں ان کو یہ تعلیم دے دی۔ کہ بعض نقص ان میں زیادہ ہوتے ہیں۔ تاکہ وہ ان کو دور کرکے اور زیادہ اپنے آپ کو عزت کا مستحق بنائیں۔

عن المعرور قال لقیت ابا ذر بالربذۃ وعلیہ حلۃ وعلی غلامہ حلۃ فسالتہ عن ذالک فقال سابیت رجلا فعیرتہ بامہ فقال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا ذر اعیرتہ بامہ انک امرؤ فیک جاھلیۃ اخوانکم خولکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم فمن کان اخوہ تحت یدہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا تکلفوھم ما یغلبھم فان کلفتموھم فاعینوھم۔ (بخاری)

معرور سے روایت ہے کہا میں ابو ذر سے ربذہ میں ملا ان پر ایک لباس تھا اور ایسا ہی لباس ان کے غلام پر تھا تو میں نے اس کے متعلق ان سے پوچھا تو کہا میں نے ایک شخص کو گالی دی اور اس پر اس کی ماں کی وجہ سے عیب لگایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ابو ذر تو اس کی ماں کی وجہ سے اس پر عیب لگاتا ہے تو ایک ایسا شخص ہے جس میں جاہلیت ہے تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ماتحت کیا ہے۔ پس جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو تو چاہیئے کہ اسے کھلائے جہاں سے آپ کھاتا ہے اور اسے پہنائے جہاں سے آپ پہنتا ہے اور ان سے ایسا کام نہ لو جو ان سے نہ ہو سکے اور اگر تم ایسا کام لو، تو ان کی مدد کرو۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الا غلبہ فسددوا وقاربوا وابشروا واستعینوا بالغدوۃ والروحۃ وشیء من الدلجۃ۔

ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین آسان ہے اور کوئی شخص دین (یعنی عبادت دینی) میں تشدد نہیں کرتا مگر وہ اسے عاجز کر دیتا ہے اس لئے راست روی اختیار کرو اور میانہ روی اختیار کرو اور خوش رہو اور صبح اور شام اور کچھ حصہ رات میں مدد مانگتے رہو۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہماری جماعت کو دشمن کیلئے دعا کا رنگ اختیار کرنا چاہیئے

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے اور یہ عبادت کسی ذاتی غرض پر مبنی نہ ہو بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کی جائے۔ اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہیئے کوئی فرق نہ آئے۔ اس لئے ان حقوق میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہیئے۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی کرنے میں میرا مذہب یہ ہے کہ جب تک ایک دشمن کیلئے بھی دعا نہ کی جائے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ادعونی استجب لکم میں اللہ تعالیٰ نے کوئی قید نہیں لگائی کہ دشمن کیلئے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا [illegible] ہے کہ دشمن کیلئے بھی دعا کرنا سنت نبوی ہے۔ حضرت عمر رضؓ انہی دعاؤں کے ذریعہ سے مسلمان ہوئے کیونکہ آنحضرت آپ کے لئے اکثر دعائیں فرمایا کرتے تھے اس لئے بخل کو کام میں لا کر کسی شخص کیساتھ ذاتی دشمنی نہیں کرنی چاہیئے اور فی الحقیقت موذی نہیں بن جانا چاہیئے۔ شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا۔ جس کے لئے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔ مجھے تو ایک بھی یاد نہیں۔ اور یہی تعلیم میں تم کو دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے کہ کسی شخص کو سخت ایذا پہنچائی جائے اور ناحق بخل کی راہ سے دشمنی کی جائے ایسا ہی بیزار ہے جیسا کہ وہ نہیں چاہتا۔ کہ کوئی اسکے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے۔ ایک جگہ وہ فصل نہیں چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا یعنی بنی نوع انسان کا فصل اور اپنا کسی غیر کے ساتھ وصل۔ اور یہ سچی راہ ہے کہ منکروں کے لئے بھی دعا کی جائے۔ کیونکہ اس سے سینہ صاف اور انشراح پیدا ہوتا ہے۔ اور ہمت بلند ہوتی ہے۔ اس لئے جب تک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار نہیں کرتی اس میں اور اس کے غیر میں پھر کوئی امتیاز نہیں ہے۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۶۴، ۶۵)

انجمن کا لٹریچر مشرقی و مغربی زبانوں میں

برلن مسجد میں عید کا ایک اجتماع

جماعت احمدیہ کے اخبارات و رسائل مشرقی و مغربی زبانوں میں

دعا اور اس کی قبولیت کے شرائط

دعا بغیر عمل کے کوئی چیز نہیں۔ دعا عمل کی معاون ہے!

جماعت احمدیہ کی دعائیں کیا ہونی چاہئیں اور ان دعاؤں کے اہل کون ہیں؟

دو مشنوں کا خرچ اور ان احباب سے خطاب جنہوں نے وصیتوں اور چندوں کے نظام میں حصہ نہیں لیا

امریکہ میں مکان خریدنے کیلئے جماعت سے صرف ایک بزرگ سے اپیل

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ (ڈلہوزی) مورخہ ۲۰ جون ۱۹۴۷ء

فاستجاب لهم ربهم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی (آل عمران - ۱۹۴)

سو ان کے رب نے ان کی دعا کو قبول کیا (فرمایا) میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کے کام کو ضائع نہ ہونے دوں گا مرد ہو یا عورت

سورہ بقرہ اور آل عمران کا باہمی تعلق

قرآن کریم کی پہلی دونوں سورتیں جو سب سے لمبی سورتیں بھی ہیں ان کو نبی کریمؐ نے الزهراوين ... کا نام دیا ہے یعنی دو روشن سورتیں۔ ان کا باہم اس طرح یہ تعلق ہے کہ سورۃ بقرہ کی ابتدا اگر اس سے ہوتی ہے کہ فلاح پانے والے یا کامیاب لوگ کون ہیں تو سورہ آل عمران کا خاتمہ لعلکم تفلحون پر ہوتا ہے۔ اور جو باتیں ایک سورت میں بطور اشارہ بیان ہوئی ہیں دوسری میں ان کی تفصیل کر دی ہے۔

دو دعائیں اور ان کی قبولیت کی بشارت

ان دونوں سورتوں کے خاتمہ میں دو لمبی دعائیں مسلمانوں کو سکھائی ہیں۔ سورہ بقرہ کی دعا کا خاتمہ ان الفاظ پر ہوتا ہے فانصرنا علی القوم الکافرین کافروں کے مقابل پر ہماری مدد فرما اور کافروں پر ہمیں غلبہ اور فتح عطا فرما۔ آل عمران کی دعا کا خاتمہ ان الفاظ پر ہوتا ہے۔ اٰتنا ما وعدتنا علیٰ رسلك ہمیں وہ کامیابی عطا فرما جس کا وعدہ تو نے اپنے رسولوں کی زبان پر کیا ہے اور وہ کیا ہے مخلوق خدا کا بالآخر خدا کے آگے جھک جانا اور اسلام کا سب دینوں پر غالب آ جانا۔ تو فاستجاب لهم ربهم (ان کے رب نے ان کی دعا کو قبول کیا) ان دعاؤں کی قبولیت کی بشارت ہے۔

دعا کی قبولیت کی شرط عمل ہے

یہ ان سب دعاؤں کی مقبولیت کی بشارت ہے جن کا ذکر اس سے پہلی سورت میں ہے یا اس سورت میں ہے بلکہ اس دعا کی قبولیت کی بشارت ہے جو سچی تڑپ سے اس کے مومن بندوں کے دل سے نکلتی ہے۔

اس کے ساتھ ایک شرط ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ جس بات کے لئے دعا کرو اس کے لئے عمل بھی کرو۔ بلکہ قبولیت دعا میں بھی اسی چیز پر زور دیا ہے کہ تم عمل کرنے والوں کے عمل کو ضائع ہونے سے بچاؤں گا۔ ان الفاظ میں دعا کے متعلق ایک بہت بڑے مسئلہ کو حل کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ دعا بغیر عمل کے کوئی چیز نہیں۔ ایسی چیز نہیں جس کی خدا کی نگاہ میں کوئی وقعت ہو۔ اصل قبولیت کا شرف عمل کو ملتا ہے فعل کو ملتا ہے۔ تیرے قول کو نہیں ملتا۔ بلکہ دل کی تڑپ کو بھی نہیں ملتا جب تک کہ اس کے ساتھ عمل نہ ہو ہاں دل کی تڑپ سے عمل ضرور پیدا ہوتا ہے

دعا عمل کی معاون ہے

دعا فی الحقیقت عمل کی معاون ہے۔ عمل کو ضائع ہونے سے بچاتی ہے عمل کی جگہ نہیں لیتی۔ لیکن اس لئے دعا کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے۔ ہر انسان کا اپنا تجربہ ہے کہ وہ بعض دفعہ کوشش کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے مگر باوجود اس کے نتیجہ سے محروم رہتا ہے۔ تو جب انسان عمل کرتا ہے اور عمل کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے سعی لہا سعیها اور اس کے ساتھ ہی خدا کے آگے گرتا ہے تو اس کا عمل لازماً نتیجہ پیدا کرتا ہے اور اتنا بڑا نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ وہ کوشش اس نتیجہ کے مقابل میں ہیچ نظر آتی ہے۔

نبی کریم صلعم کی تبلیغی جدوجہد مکہ میں

اس کو سمجھنے کے لئے نبی کریم صلعم کی زندگی پر ایک نظر ڈالو۔ تیرہ سال تک مکہ میں آپ نے پیغام کو پہنچانے کی کس قدر زبردست کوشش کی انی دعوت قومی لیلاً ونہاراً میں اسی کوشش کا ذکر ہے فرداً فرداً بھی لوگوں کے پاس جاتے اور جب ہر سال حج کے موقعہ پر لوگ جمع ہوتے تو اپنا پیغام سارے عرب کو اس مجمع کے ذریعہ سے پہنچاتے کیونکہ اس موقعہ پر تمام قوموں اور قبائل کے نمائندے عرب کے ہر گوشے سے جمع ہوتے۔ تو آپ کا عمل تھا کہ پیغام حق کو پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا مگر نتیجہ بظاہر صرف اس قدر ہے کہ اڑھائی سو آدمی پیغام حق کو قبول کرتے ہیں ان کو بھی مکہ میں امن نہیں ملتا۔ ایک سو حبش کو بھاگ جاتے اور وہاں پناہ لیتے ہیں باقی مدینہ بھاگ کر وہاں پناہ جا لیتے ہیں تو ایک ظاہر پر نظر رکھنے والا کہہ سکتا تھا کہ آپ کی اس کوشش سے نتیجہ کوئی پیدا نہ ہوا۔ مگر خدا کی طرف سے یہ بشارت ملتی ہے کہ چونکہ آپ کے عمل کے ساتھ ایک اور چیز بھی ہے اور وہ یہ ہے خدا کے دروازے پر گرتا اور اس سے مدد طلب کرتا اس لئے آپ کا عمل ضائع نہیں ہوگا۔ پیغام کو پہنچا دینا انسان کا کام ہے مگر اس کا اثر دلوں پر پیدا کرنا یہ خدا کا کام ہے چنانچہ اس بشارت کے مطابق جو فاستجاب لهم ربهم میں دی گئی تھی خدا کے آستانے پر گرنے نے آپ کے عمل کا وہ نتیجہ پیدا کیا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ آخر اس ملک پر وہ وقت آتا ہے کہ وہی باتیں جو بیس سال پیشتر سے ان کو پہنچائی جاتی تھیں ان کا پھل خدا نے دیا اور ملک عرب کے ہر گوشے سے وفد پر وفد نبی کریم صلعم کی خدمت میں آنے شروع ہوئے جو خود اسلام کو قبول کر کے اپنی قوموں کو بھی یہ دعوت دیتے اور بیس سال کے بعد آپ کی کوششوں کے درخت کو یہ پھل لگا کہ سارا ملک عرب دو سال کے اندر اندر مسلمان ہوگیا۔ یہ تھا نتیجہ کوشش کو انتہا تک پہنچانے کا مگر اس کے ساتھ ہی اپنی عاجزی کا اعتراف اور خدا کی طاقت اور قدرت کا اقرار کرتے ہوئے آستانہ الٰہی پر گرے رہنے کا اور اس سے نصرت طلب کرنے کا۔

کوشش اور عمل کا تعلق دعا سے

دعا کا مسئلہ سب مذاہب میں پایا جاتا ہے مگر دعا اور عمل کے تعلق پر روشنی قرآن کریم نے ہی ڈالی ہے۔ اکثر منکرین دعا کا دعا پر یہ اعتراض ہے کہ دعا میں لگ جانے سے انسان کے اندر عمل کی قوت نہیں رہتی۔ کیونکہ دعا کرنے والا یہ سمجھتا ہے کہ اس کا کام دعا سے ہو جائے گا اور عمل کی ضرورت کا احساس اس کے دل سے اٹھ جاتا ہے۔ مگر قرآن کریم کی تعلیم یہ ہے کہ دعا قبول وہی ہوتی ہے جس کے ساتھ عمل ہو اور پھر یہ کہ دعا سے عمل میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ کوشش اور عمل کو بعض وقت بے نتیجہ دیکھ کر یا اس کا حسب منشا نتیجہ نہ پا کر کوشش کرنے والا گھبرا جاتا ہے اور کوشش کو بے سود خیال کر کے ترک کر دیتا ہے یا طبعاً اس کا اثر اس کے دل پر یہ ہوتا ہے کہ اس کی کوشش ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔ لیکن آستانہ الٰہی پر گرنے والے کا دل اس یقین سے بھرا ہوا ہوتا ہے کہ اس کی کوشش ضائع نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ جو ایک طاقت اور قدرت کا مالک ہے اس کی مدد کرے گا۔ اور اس لئے اپنی کوشش میں ظاہر ناکامی کو دیکھ کر اس کے عمل میں کمزوری پیدا نہیں ہوتی بلکہ وہ اور زیادہ جوش کے ساتھ خدا سے مدد مانگتا ہے، جتنا وہ اپنی کوشش کو بے نتیجہ دیکھتا ہے اور اپنی بے کسی اور عاجزی کو محسوس کرتا ہے اسی قدر وہ اور زیادہ عاجزی کے ساتھ خدا کے دروازے پر

جلد ۳۵ — یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۰ شوال المکرم ۱۳۶۶ھ — ۲۷ اگست ۱۹۴۷ء — نمبر ۳۰

دُرِّ ثمین

(۱) عن ابی ھریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی اٰخر الزمان لا تکاد رؤیا المؤمن یکذب واصدقھم رؤیا اصدقھم حدیثا والرؤیا ثلاث الحسنة بشری من اللہ والرؤیا یحدث الرجل بھا نفسہ والرؤیا تحزین من الشیطان فاذا رای احدکم رؤیا یکرھھا فلا یحدث بھا احدا ولیقم فلیصل قال ابوھریرة یعجبنی القید واکرہ الغل القید ثبات فی الدین قال وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رؤیا المؤمن جزء من ستة واربعین جزءا من النبوة (ترمذی ابواب الرؤیا)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول کریم صلعم نے آخر زمانہ میں مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور زیادہ سچا خواب بین وہ شخص ہوگا جو صادق القول ہوگا اور خواب تین قسم کا ہے ایک نیک ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے۔ دوسرا اپنے دل کا خیال ہے اور تیسرا شیطانی وسوسہ ہے سو جب کوئی تم میں سے ایسا خواب دیکھے جسے وہ برا جانتا ہو تو چاہیئے کہ کسی سے بیان نہ کرے اور کھڑے ہو کر نماز (نوافل) پڑھے۔ ابوہریرہ رض نے کہا مجھے (خواب میں) پابزنجیر ہونا پسند ہے اور طوق کو مکروہ جانتا ہوں بیڑی دین میں ثابت قدمی ہے۔ کہا اس نے فرمایا نبی کریم صلعم نے مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

{۲} عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یلج النار رجل بکی من خشیة اللہ حتی یعود اللبن فی الضرع ولا یجتمع غبار فی سبیل اللہ ودخان جھنم (ترمذی ابواب الزھد)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول کریم صلعم نے جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے چشم گریاں رہے گا وہ دوزخ میں نہیں جائے گا (اس کا دوزخ میں جانا ایسا محال ہوگا) جیسا دودھ کا پستان میں واپس جانا اور اللہ تعالیٰ کے راستہ کا غبار اور دوزخ کا دھواں جمع نہیں ہوگا یعنی مجاہد فی سبیل اللہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔

فاسقاں درسیاہ کاری اند
عارفاں در دعا و زاری اند
اے خنک دیدۂ کہ گریانش
اے ہمایوں دے کہ بریانش
اے مبارک کسیکہ طالب اوست
فارغ از عمرو زید با رخ دوست
(مسیح موعودؑ)

غلام قادر عفی عنہ

ڈاکٹر کی ضرورت

وزیر آباد مغربی پنجاب میں ہم، د ہندو ڈاکٹر تھے جن کی بڑی اچھی خاصی پریکٹس تھی، ایک عرصہ سے وہ بھاگ گئے ہوئے ہیں۔ اس وقت ایک قابل سمجھدار اور ہمدرد ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ڈاکٹر صاحب کے پریکٹس کا بے حد اچھا چانس ہے جو صاحب آنا چاہیں ہم سے بات چیت کرلیں اور ہماری پرانی اور مشہور دکان حافظ غلام رسول میڈیکل ہال وزیر آباد پر پریکٹس فرمائیں۔ ہمارا صرف میڈیکل ہال ہے ہم پریکٹس نہیں کرتے۔ والسلام خاکسار ایس۔ ایم عبداللہ احمدی۔ حافظ غلام رسول میڈیکل ہال ہاگورا فارمیسی وزیر آباد۔ مغربی پنجاب۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وہ مراتب و مقاصد جن پر اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو پہنچانا چاہتا ہے

اس بات کا ہمیں اعتراف ہے کہ کوئی زمانہ اسلام پر ایسا نہیں گذرا جس میں اسلام کی برکات کا نمونہ موجود نہ رہا ہو۔ لیکن وہ ابدال واقطاب اور اولیاء اللہ جو اس درمیانی زمانہ میں ہوگذرے ہیں ان کی تعداد اس قدر قلیل تھی کہ ان کروڑوں انسانوں کے مقابلہ میں جو صراط مستقیم سے بھٹک کر اسلام سے دور جا پڑے تھے کچھ بھی چیز نہ تھے۔ اس لئے رسول کریم نے نبوت کی آنکھ سے اس زمانہ کو دیکھا تو اس کا نام آپ نے فیج اعوج رکھدیا۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک اور گروہ کثیر کو پیدا کرے جو صحابہ رض کا گروہ کہلائے مگر چونکہ قانون قدرت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوا کرتی ہے اس لئے ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کزرع یعنی کھیتی کی طرح ہوگی۔ اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے۔ لیکن وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو پہنچانا چاہتا ہے۔ ابھی بہت دور ہیں۔ اور وہ حاصل نہیں ہو سکتے جب تک ہماری جماعت میں وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے۔ یعنی توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو۔ تبتل الی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکر الٰہی میں ایک خاص رنگ ہو۔ اور حقوق اخوان بھی ایک خاص رنگ رکھتا ہو۔ تمام انبیاء کی بعثت کی غرض مشترک یہی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی اور حقیقی محبت لوگوں کے دلوں میں قائم ہو جائے اور بنی نوع انسان اور اخوان کے حقوق اور محبت میں ایک خاص امتیازی رنگ پیدا کیا جائے۔ اور جب تک یہ امور کامل طور پر ایک انسان میں نہ ہوں وہ سب رسمی باتیں ہوں گی۔ (الملفوظات احمدیہ حصہ سوم صـ۲۳)

معذرت

پنجاب کے عام فسادات اور بعض دیگر مجبوریوں کی وجہ سے پیغام صلح کا عملہ کتابت کئی روز تک غیر حاضر رہا اس لئے مجبوراً موجودہ شیوع چار صفحات پر شائع کیا جا رہا ہے کسی آئندہ پرچہ میں اس کسر کو پوری کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

... میں باہتمام شیر محمد پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

تحریک احمدیت بلادِ غیر میں

از شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے انچارج صیغہ نشر و اشاعت

برٹش گائنا (جنوبی امریکہ)

(۱)

رسول بخش صاحب برٹش گائنا سے حضرت امیر کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں :-

۹ر جولائی ۱۹۴۷ء

میرے مرشد
السلام علیکم

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ آپ کے سلسلہ ارادت میں شامل ہونے کا فخر حاصل کرتا ہوں اور آئندہ آپ میرے مرشد ہوں گے۔

حضور والا! میں چند امور میں بہت دلچسپی لے رہا ہوں۔

(۱) مجھے آپ کی ایک فوٹوگراف کی کاپی چاہیئے جسے میں اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔

(۲) میں یہاں تبلیغی کام کر رہا ہوں اور مختلف مقامات پر جا کر اسلام کی اشاعت کے لئے کوشش کرتا ہوں اس سلسلے میں مجھے آپ کے اور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے تحریر کردہ مختصر رسالوں کی ضرورت ہے۔ جو میں خرید کر غیر مسلموں میں تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں ایک عیسائی پادری چشمت علی صاحب ٹرنیڈاڈ سے آئے ہوئے ہیں جو عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ میں چاہتا ہوں ان کے اثر کو زائل کرنا چاہتا ہوں . . . . اس خط کے ہمراہ آپ میرا بیعت فارم بھی وصول فرمالیں۔ مجھے آپ کی روحانی رہنمائی کی بہت ضرورت ہے۔ اور آپ میرے لئے سب سے زیادہ اہل رہنما ہیں۔

امید ہے آپ مجھے جواب سے جلد سرفراز فرمائیں گے۔

مخلص
رسول بخش "

(۲)

ڈاکٹر ایم۔ ایچ۔ راحت۔ ایم ڈی۔ ڈی سی نے اپنے تازہ خط میں برٹش گائنا میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کی طویل رپورٹ تحریر فرمائی ہے۔ اس کا ضروری حصہ احباب جماعت کی اطلاع کے لئے انگریزی سے ترجمہ کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ اس . . . سے وہاں تبلیغ سلسلہ کر رہے ہیں :

۱۷ر ستمبر ۱۹۴۷ء

برادر اسلام
السلام علیکم

آپ کا خط اور کتب کا پارسل ملا ان کے لئے بہت شکریہ۔

میں نے عبدالصمد خان صاحب کو آپ کا سلام پہنچا دیا تھا اور ان سے دریافت کیا تھا کہ آیا انہیں کتب کا پارسل مل گیا ہے یا نہیں . . . .

مؤرخہ . . . اکتوبر ۱۹۴۶ء کو میں جارج ٹاؤن میں پریذیڈنٹ مسٹر . . . . کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ حاضر ہوا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد زماں کی وفات کے متعلق حضرت مولینا محمد علی صاحب نے جو مضمون لکھا ہے اس کی لوکل اخبارات میں اشاعت کی اجازت دی جائے ان صاحب نے نہ صرف میری درخواست کو مسترد کر دیا بلکہ مجھ سے سخت کلامی بھی کی۔ اور حضرت مرزا صاحب اور مولینا موصوف کی ذات پر بہت سے ناواجب اعتراضات کئے۔ صبر کا دامن میرے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور میں نے اس کے رویہ کے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کر دیا۔ نوجوان خان (عبدالصمد) بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔ ان سے بھی نہ رہا گیا، انھوں نے کہا کہ وہ اعتراضات صداقت سے عاری اور بالکل بے بنیاد تھے . . . .

۲۶ر جنوری ۱۹۴۷ء کو برٹش گائنا کی صدر انجمن کے ایک ممبر . . . . نے اپنے سالانہ جلسہ میں حضرت مرزا صاحب پر بہت اعتراضات کئے . . . . تقریر کے خاتمہ پر عبدالصمد خان اور مسٹر ابراہیم نے ان اعتراضات کے جوابات دیئے اور کہا کہ ان امور کی کوئی حقیقت نہیں اور نہ ان کا کوئی ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے . . . . اس موقعہ پر . . . نے ڈاکٹر عبدالحکیم کی تحریرات سے ایک اقتباس پڑھا . . . . جب . . . اس راز کو افشا کیا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم بیس برس تک حضرت صاحب کے . . . رہے اور . . . اپنی تفسیر میں . . . اسلام اور رسالت رسول . . . الزام . . . جماعت . . . [illegible]

. . . مضمون . . . کہ میں ان باتوں کا نقلی

ثبوت دے سکتا ہوں . . . . معاملات ابھی یہاں تک پہنچے تھے کہ ایک مولوی . . . . میرے پاس ایک تصویر لے کر دوڑے آئے کہ دیکھو آپ کے مجدد نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے میں نے وہ کتاب واپس کرتے ہوئے کہا معاف کیجئے یہ کتاب مجدد زمان کی لکھی ہوئی نہیں بلکہ ان کے ایک صاحبزادے کی ہے جو قادیانی جماعت سے متعلق ہیں اس پر میٹنگ ختم ہو گئی۔

اگلے دن اس اجلاس کے سلسلے میں کئی ایسے لوگوں نے ہم سے ملاقات کی جو صداقت کے متلاشی تھے۔ انہوں نے ہماری جرأت پر خوشی کا اظہار کیا اور ہم سے لٹریچر وغیرہ طلب کیا "

احمدیت کے متعلق جو پمفلٹ وہاں سے ڈاکٹر راحت نے شائع کئے ہیں ان کا ذکر کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں :-

" ان ٹریکٹوں کی اشاعت پر مولوی لوگ بہت برہم ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب اور حضرت مولینا محمد علی صاحب کی مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے مولوی صاحب کے ترجمۃ القرآن کو خریدنے سے سخت منع کرتے ہیں۔ اور ہمارے خلاف کثرت سے لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ . . . . ہمیں ان مولویوں کی طرف سے کئی چیلنج موصول ہوئے ہیں وہ ان مضامین پر بحث کرنے کے لئے تیار ہیں کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور کہ وہ لیلۃ القدر اور معراج کے قائل نہیں وغیرہ . . . . . .

آخر میں یہاں کی مختصر جماعت کی طرف سے میں آپ کو مولینا محمد علی صاحب، مولوی عزیز بخش صاحب اور تمام جماعت کو سلام عرض کرتے ہوئے رخصت ہوتا ہوں۔

آپ کا مخلص بھائی
ایچ۔ ایچ۔ راحت

فہرست نومبائعین

۱۱۱۔ احمد دین صاحب سرینگر۔ کشمیر۔
۱۱۲۔ عبدالحق صاحب جیکب آباد۔ سندھ
۱۱۳۔ محمد نواز صاحب . . . ملتان
۱۱۴۔ محمد صدیق صاحب سابقہ نام رنجیت سنگھ نومسلم۔ . . .
۱۱۵۔ Mohd Aman Hobhum Germany
۱۱۶۔ رسول بخش صاحب۔ امریکہ
۱۱۷۔ Cadilon L. Ulangkaya Philippines
۱۱۸۔ [illegible] صاحب . . . سرینگر

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

— ہمارے مکرم دوست ماسٹر عطا الٰہی صاحب، بذریعہ خط ریاست جموں اطلاع دیتے ہیں کہ ہم ۱۸ر اکتوبر کو ریاستی اور ڈوگرہ فوج کے بے پناہ مظالم اور گولیوں کی بوچھاڑ سے بچ کر بہ سوال ضلع گجرات معہ بال بچہ پہنچ گئے ہیں گاؤں کے چھ آدمی گولیوں اور برچھیوں سے مارے بھی گئے مسلمانوں کو چن چن کر اور گھیر گھیر کر گولیوں، برچھیوں اور تلواروں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور ان کو مکانوں کے اندر محصور کر کے مکانوں کو آگ لگائی جا رہی ہے۔ لاشوں کو جلایا جا رہا ہے مستورات کی بے حرمتی اور رسوائی کی جا رہی ہے، پہلے حفاظت کا وعدہ کر کے مسلمانوں کو بال بچہ سمیت ایک جگہ جمع کیا جاتا اور پھر تلاشی لے کر تہ تیغ کر دیا جاتا ہے قیامت کا منظر ہے ڈوگرہ مسلمان قریباً صاف ہو چکے ہیں۔

ایسے ہی حالات بعض اور دوستوں سے بھی سننے میں آئے ہیں جو اپنی جانیں بمشکل بچا کر نہایت تکلیف کے ساتھ لاہور پہنچے ہیں، ابھی کئی دوست ریاست کے مختلف مقامات میں گھرے ہوئے ہیں، ان سب کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے۔

— شیخ انعام الحق صاحب نے اپنے ننھیالی خاندان میں جس افسوسناک حادثہ کی اطلاع دی تھی اس کے متعلق اپنے دوسرے خط میں لکھتے ہیں کہ :-

" افسوس ننھیالی خاندان میں اتلاف جان کی خبر بھی صحیح نکلی۔ انا للہ۔ یہ لوگ روپڑ ضلع انبالہ میں آباد تھے۔ بعد تقسیم پنجاب بذریعہ ریل پاکستان آ رہے تھے کہ سرہند کے قریب فتح گڑھ اسٹیشن پر ٹرین رکوا کر سکھوں نے حملہ کر دیا۔ قریباً بیس آدمی کا قافلہ تھا دو تین کے سوا سب کو شہید کر دیا گیا۔ عورتوں اور بچوں کو بھی نہ چھوڑا۔ مقتولین میں میرے نانا مرحوم کے حقیقی برادر زادے اور ان کا خاندان بھی شریک ہے، یہ لوگ اپنے علاقہ میں نہایت ذی اثر اور صاحب حیثیت تھے۔ روپڑ میں اسلامیہ ہائی اسکول اور دوسرے کئی قومی ادارے ان کی امداد سے چل رہے تھے اس حادثہ کا مجھے بیحد صدمہ ہے۔ دعا فرمائیں۔

— راولپنڈی سے سلیم اللہ صاحب لکھتے ہیں :- راولپنڈی میں عید الضحٰے کی نماز مسجد احمدیہ واقع بازار کباڑی میں ۲۵ر اکتوبر کو بوقت ۱۰ بجے صبح ادا کی گئی سب احباب جماعت جن میں مہاجرین دہلی اور گورداسپور بھی شامل ہیں نماز میں موجود تھے مہاجرین میں سے مکرم جناب شیخ . . . صاحب گورداسپور . . . ڈاکٹر محمود . . . صاحب (. . .)

مسلمانوں کا باہمی اتفاق ہی انہیں آنیوالے مصائب سے بچا سکتا ہے

قادیانی جماعت اور دوسرے مسلمانوں سے محبت سے پیش آؤ

تکفیر اہل قبلہ کی اصلاح ضروری ہے لیکن نرمی اور محبت کے طریق سے

ہندو مسلم اتحاد کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد

آریہ سماج نے جذبات نفرت کو بڑھایا ہے اور تحریک احمدیت نے اتفاق و اتحاد پر زور دیا ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۴ اپریل ۱۹۴۷ء

والذین جاءو من بعدهم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انك رءوف رحیم (الحشر ۱۰)

حضرت مسیح موعودؑ اور ہندو مسلم اتحاد

کل "پیغام صلح" کا پرچہ میرے ہاتھ میں آیا تو پہلے صفحہ پر ہی حضرت مسیح موعودؑ کے اس مضمون کو دیکھا جس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتفاق پر آپ نے زور دیا ہے اور یہاں تک لکھا ہے کہ اس اتفاق اور اتحاد کی برکت سے ہر قسم کی مشکلات اس ملک کی حل ہو سکتی ہیں اور لکھا ہے کہ:-

"جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اس کی اس شخص کی مثال ہے کہ جیسا ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے۔"

حضرت مسیح موعودؑ تو مذہبی اصلاح کے لئے ایک روحانی پیغام لیکر آئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ مومن کو بڑی باریک فراست عطا فرماتا ہے۔ آپ اس بات کو دیکھتے تھے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے اندر جو باہمی عداوت کی خلیج حائل ہے وہ اس ملک کے لئے نہایت خطرناک نتائج کا موجب ہوگی۔ اس لیے آپ کا آخری پیغام جس کو لکھتے ہوئے آپ فوت ہوئے "پیغام صلح" تھا جو ہندوؤں اور مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کے لئے آپ نے دیا اسی میں یہ لفظ بھی آتے ہیں جو اخبار "پیغام صلح" میں درج ہوئے۔

آریہ سماج کا مرکز توجہ

دو تحریکات اس ملک میں آگے پیچھے پندرہ بیس سال کے فرق سے پیدا ہوئی ہیں ایک آریہ سماج اور دوسری احمدیت اور یہ عجیب بات ہے کہ آریہ سماج کی تحریک کا سارا نچوڑ نفرت کے جذبات پیدا کرتا ہے اس قوم کی توجہ کا مرکز ایک ہی رہا ہے کہ دوسرے مذاہب کے بزرگوں کو برے رنگ میں پیش کیا جائے ان کی تعلیمات پر استہزاء کرنا اور ان کو برا کہنا انہوں نے ضروری سمجھا، آیا یہ بانی آریہ سماج کا مسلک تھا یا اس کے بعد پیدا ہوا، یہ تو مولوی عبدالحق صاحب ہی بتا سکتے ہیں، لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ستیارتھ پرکاش نے دونو قوموں کے اندر نفرت کے جذبات کو بہت ابھارا۔

تحریک احمدیت کا زور اتحاد و اتفاق پر ہے

اس کے برخلاف تحریک احمدیت کا سارا زور اس بات پر تھا کہ مختلف قوموں کے اندر اتفاق اور اتحاد کا بیج بویا جائے، یہ تعلیم تو قرآن شریف کی ہے کہ سب قوموں کے اندر نبی آئے لیکن اس کی طرف حضرت مسیح موعودؑ ہی نے خصوصیت سے توجہ دلائی، اور یہ کہکر اس ملک میں اتفاق کی طرف قدم بڑھایا کہ اگرچہ ہندوستان کے کسی نبی کا قرآن میں ذکر نہیں لیکن قرآن نے فرمایا ہے ان من امة الا خلا فیها نذیر کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی نذیر نہیں آیا اور اس ملک کے اندر بھی کچھ لوگ ایسے خدا رسیدہ نظر آتے ہیں جن کو اس آیت کے ماتحت خدا کے پیغمبر کہدینے میں ہرج نہیں چنانچہ آپ نے رام چندر جی اور کرشن جی کو اس آیت کریمہ کے مصداق قرار دیا اور فرمایا کہ یہ اس قوم کے نبی تھے۔ تاکہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد کو تقویت پہنچے

جذبات نفرت کی ترقی اور گاندھی جی کے قرآن پڑھنے پر اعتراض

بہرحال جو حالات ملک کے ...... اندر موجود ہیں ان میں یہ تحریک اتفاق و اتحاد کی بنیاد رکھی گئی۔ اگرچہ یہ تحریک کمزور رہی اور نفرت کے جذبات کے ابھارنے کی جو تعلیم کسی قوم کو ملی تھی وہ بڑھتی چلی گئی اور بڑھتی چلی جارہی ہے یہاں تک کہ آج خبر ملی ہے کہ گاندھی جی تو ہر مذہب کی کتاب اپنی پرارتھنا کے وقت پڑھتے ہیں لیکن اب ہندو قوم کے اندر سے نوجوان اٹھ رہے ہیں جو کہتے ہیں کہ ان کی مجالس میں قرآن کا پڑھا جانا کسی طرح برداشت نہیں کیا جا سکتا یہ ان نفرت کے جذبات کا نتیجہ ہے، جو آریہ سماج نے پیدا کئے اور ابھی تو ابتدا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان نفرت کے جذبات کو اگر اسی طرح بڑھنے دیا گیا تو اس ملک کی حالت کیا ہو جائے گی اور اس کے خرمن امن کو یہ تعصب و عداوت کی آگ کس طرح جلا کر بھسم کر دیگی۔ کبھی کسی مسلمان کے منہ سے یہ نہیں نکلے گا کہ میں ویدوں کے منتر کو سننا نہیں چاہتا تعجب ہے ہندو نوجوان قرآن کے سننے کی تاب نہیں لا سکتے۔

ملک کی موجودہ سیاسی حالت

یہ تو روحانی پہلو ہندو مسلم تعلقات کا ہے دوسری طرف جو سیاسی حالت اس ملک کی ہے وہ بھی انتہا کو پہنچ رہی ہے یہاں تک کہ کسی ایسی حکومت کے نیچے جس میں مسلمانوں کی کثرت ہو ہمارے ہندو بھائی رہنے کے لئے تیار نہیں، اور تعجب اس بات پر ہے کہ ان کی آنکھوں کے سامنے جگہ جگہ لاکھوں مسلمان ہندو حکومتوں کے نیچے زندگی کے دن گذار رہے ہیں، مگر ایک ہندو اور سکھ ہیں جو کہہ رہے ہیں کہ حکومت کی کوئی ایسی صورت جس میں مسلمانوں کی کثرت ہو برداشت نہ کی جائیگی

منافرت کی راہ اختیار کرنے والے خود بھی نقصان اٹھائیں گے

تو وہ جو ایسے حالات میں اتفاق و اتحاد کا بیج ایک مسیح نے بویا تھا وہ فی الحال کمزور ہی نظر آتا ہے لیکن یہ نفرت کو بڑھانا کسی قوم کے لئے بھی مفید نہیں بڑا غلط رستہ ہے جو اختیار کیا جارہا ہے اور انجام کار اس قوم کو خود بھی نقصان اٹھانا پڑے گا جس نے یہ راہ اختیار کی ہے۔

مسلمانوں میں باہمی اتفاق و اتحاد کی ضرورت

یہ تو میں نے ضمناً ایک بات کہدی ہے لیکن اصل بات جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس وقت ایسی مشکلات کا سامنا ہے کہ وہ زیادہ محتاج ہیں اس بات پر غور کرنے کے لئے کہ اگر وہ باہم اتفاق نہیں کرتے تو وہ کسی صورت میں کامیاب نہیں ہو سکتے ہندو مسلم اتحاد سے تو کچھ ظاہر جسمانی ضروریات تعلق رکھتی ہیں ایک ملک کی ترقی کا انحصار اس پر ہے کہ یہ دونوں قومیں اتفاق کر لیں لیکن مسلمانوں کا باہمی اتفاق اسلام کے اس پیغام سے تعلق رکھتا ہے جو ساری دنیا کے لئے وہ لایا ہے تو غور کرنا چاہیئے کہ کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں کہ ایک دوسرے کی جڑیں کاٹنے کے درپے ہوں۔

قومی تعلقات کا منفی پہلو اور حجۃ الوداع میں نبی کریم صلعم کی نصیحت

مسلمانوں کو جو تعلیم دی گئی تھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ محض کہنے کی باتیں ہیں لیکن وہ زبردست اتفاق جو ان کے اندر پیدا ہوا اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی تعلقات کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک منفی اور ایک مثبت، منفی پہلو یہ ہے کہ ہم نے اپنے بھائی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا اس کو کسی قسم کا دکھ نہیں دیا۔ تو جہاں تک منفی پہلو کا سوال ہے بڑے صریح اور واضح الفاظ میں حجۃ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فان دماءکم واموالکم و اعراضکم حرام بینکم کحرمة بلدکم هذا فی شهرکم هذا فی یومکم هذا، تین حرمتیں ہیں جن کے ماتحت اس وقت تم جمع ہو ایک یہ شہر حرمت والا ہے، ایک یہ مہینہ حرمت والا ہے، ایک یہ دن حرمت والا ہے تو فرمایا آج کے دن میں مسلمانوں کے لئے ...... اعلان کرتا ہوں کہ تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں بھی آپس میں حرمت کا درجہ رکھتی ہیں ایک دوسرے کی جان کی عزت کرو، ایک دوسرے کے مال کی عزت کرو ایک دوسرے کی عزت کی عزت کرو۔

مسلمان کی عزت پر حملہ ویسا ہی برا ہے جیسے ڈاکہ خونریزی وغیرہ

کرنے سے لوگ ہیں جو شاید ڈاکہ خونریزی [illegible] کو برا سمجھتے ہیں لیکن اپنے بھائیوں کی [illegible] کرنے میں انہیں دریغ نہیں ہوتا، حالانکہ یہ تینوں باتیں یکساں طور پر بری ہیں جیسا کسی مسلمان کا کسی مسلمان کی جان لینا برا ہے مال لینا برا ہے ویسا ہی اس کی عزت پر

حد تک بھی برا ہے، اسکو شارع علیہ السلام نے حرام قرار دیا، منع کیا ہے۔ مسلمانوں نے ایک تکفیر کا مسئلہ جو نکالا ہے وہ اعراضکم (تمہاری عزتوں) کو برباد کرنے والا ہے۔ یہ وہ ہتھیار ہے جو تمام ہمدردی کے جذبات کو کاٹ کر رکھ دیتا ہے اور نفرت کے جذبات پیدا کر دیتا ہے جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔

(۲) تکفیر اس عزت پر حملہ ہے

یہ تکفیر کا مرض ایک عرصہ سے مسلمانوں میں جاری ہے اور اس نے مسلمانوں کے گروہ گروہ بنا دیئے ہیں جب تک یہ مرض دور نہ ہو ایک مسلمان کی عزت دوسرے مسلمان کے ہاتھ سے محفوظ نہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے کی عزتوں پر حملہ ناجائز قرار دیا ہے۔

قومی تعلقات کا مثبت پہلو تمام مسلمان ایک دوسرے کے دکھ اور تکلیف کو محسوس کریں۔

تو ایک تو یہ پہلو ہے جس کو منفی کا پہلو کہا جا سکتا ہے، دوسرا پہلو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسلمان ایک دوسرے پر رحم کرنے ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرنے ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا المومنون کرجل واحد ان اشتکی عینه اشتکی کله وان اشتکی راسه اشتکی کله (مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ) مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں کہ جس کا ایک چھوٹا سا عضو مثلاً آنکھ بیمار ہوتی ہے تو سارا جسم بیمار ہو جاتا ہے، سر میں تکلیف ہوتی ہے تو سارے جسم میں تکلیف ہوتی ہے ایک چھوٹی سی انگلی کے اندر ذرا سی پیپ پڑ جائے تو سارے جسم کو بخار ہو جاتا ہے آپ نے اس مثال سے یہ سمجھایا تھا کہ تمہاری قوم کے تعلقات ایسے ہونے چاہئیں کہ سب اپنے آپ کو ایک جسم کا حصہ سمجھیں، جس طرح جسم کے کسی حصہ میں تکلیف ہو تو سارا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا اور بیمار ہو جاتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے بھائیوں کی تکالیف کو محسوس کرو، لیکن آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ دوسروں کے دکھ کا احساس تو الگ چیز ہے خود دوسروں کے لئے دکھ کا موجب بن جاتے ہیں۔

ایک دوسرے کی کمزوری اور عیب کا علاج خوبی اور قوت سے کریں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا ہے المومن للمومن کالبنیان یشد بعضه بعضاً، ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک دیوار کی طرح ہے جس کا ایک [illegible] کو تقویت دیتا ہے پھر [illegible] کے لئے وشبک اصابعه اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈالا مطلب یہ تھا کہ ایک ہاتھ کی دو انگلیوں کے درمیان جو خلا رہ جاتا ہے اسکو پورا کرنے کے لئے دوسرے ہاتھ کی انگلیاں اس میں ڈال دیں، سمجھایا کہ اپنے مسلمان بھائی میں کوئی خلا ہو تو تم اس کے اندر داخل ہو کر اس کو پورا کر دو۔ اس کے اندر کوئی عیب ہو اور کمزوری ہو تو اپنی خوبی اور اپنی قوت سے اس کا علاج کر دو۔ کتنا کھول کھول کر سمجھایا تھا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے اس طرح سے ملے کہ کوئی فرق دونوں میں نہ رہ جائے دونوں ایک ہی معلوم ہوں لیکن آج مسلمان اس طرح ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے ہیں کہ گویا کوئی تعلق ہی دونوں میں نہیں، یہ خدا کا فضل ہے کہ اس وقت اتفاق و اتحاد کی ایک لہر دوڑ گئی ہے مگر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ عارضی اتحاد ہے یا مستقل خدا کرے یہ ایک مستقل اور پائدار اتحاد کی لہر ہو جو مسلمانوں کو ایک جسم کی طرح بنا دے۔

دوسرے مسلمانوں اور قادیانی جماعت سے ہمارے تعلقات

ہم لوگوں کو بھی جب ہم ان باتوں پر غور کریں تو قبل اس کے کہ دوسروں کی کمزوریوں کو دیکھیں پہلے اپنی بھی کمزوریوں کو دیکھنا چاہیئے، جو حالات اس وقت پیش آ رہے ہیں، ان کے پیش نظر میں کہوں گا کہ دیکھئے کہ ہمارے بھی تعلقات دوسرے مسلمانوں اور خود ہماری قادیانی جماعت سے بھی ایسے ہونے چاہئیں کہ ان میں دوستی اور ہمدردی کا رنگ ہو اور دشمنی اور عناد کا رنگ نہ ہو، شاید بحثوں کی گرما گرمی میں ہم نے بھی کوئی زیادتیاں کی ہوں گی، بحثوں میں عموماً ایسا ہو جاتا ہے، کہ ایک دوسرے کے متعلق سخت اور ناواجب باتیں نکل جاتی ہیں۔

بعد اور نفرت کے طریق کے بجائے محبت اور ہمدردی سے اصلاح کیجائے

میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ایسی باتوں سے اجتناب کیا جائے جن میں ایک دوسرے سے بُعد اور نفرت بڑھے، جہاں تک ممکن ہو باہم اتفاق اور اتحاد کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض اصلاح کی باتیں ہیں جن کو کسی طرح چھوڑا نہیں جا سکتا اور ان کی اصلاح کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ لیکن ایک طریق تو یہ ہے کہ کسی سے نفرت پھیلا کر اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا بجائے اس کے اگر محبت اور ہمدردی کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

باہمی تعلق کو نئے نقطہ نظر سے دیکھنے کی ضرورت

تو اس سے پیشتر اگر ہم نے کوئی زیادتی کسی قوم کی یا تھی کی بھی ہو تو آج اس پر غور کرنے کا موقعہ ہے کہ جو تعلقات دوسرے مسلمانوں یا قادیانی جماعت کے ساتھ اب تک رہے ہیں ان کو اب نئے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے، اور ان میں اصلاح کی کوشش کی جائے۔ میں اس لئے کہتا ہوں کہ اس وقت مسلمانوں کو بڑی سخت ضرورت ہے ایک ہونے کی اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک ہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا طریق عمل اختیار کیا جائے۔

مسلمانوں کی زیادتی کو دور کرنے اور محبت پیدا کرنے کا طریق

تو صحیح بات یہ ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی ہم سے ساتھ زیادتی کرتے ہیں لیکن اس کا علاج دو ہی طرح کیا جا سکتا ہے، ایک تو یہ کہ ہم اپنے کام کے ذریعہ سے ان کے دلوں میں اپنے لئے محبت پیدا کریں ہم اسلام کی خدمت کا کام کرتے چلے جائیں جو آخرکار ان کو ہماری طرف مائل کرنے اور بغض و نفرت کو دور کرنے کا موجب ہو گا۔

قادیانیوں کا خدمت اسلام کا کام

اسی طرح سے اگر قادیانی لوگ کام خدمت اسلام کا کرتے ہیں تو ہمیں اس سے بھی پریشان نہ ہونا چاہیئے کہ قادیانی غالب آ جائیں گے۔ کل یعمل علی شاکلته ہر شخص اپنے اپنے طریق پر کام کرتا ہے اسے کرتے دیجئے وہ اپنی جگہ کام کرتے چلے جائیں آپ اپنی جگہ کام کرتے رہیں۔

تاریخ نویس دونو جماعتوں کے مجموعی کام سے مسیح موعود کی خدمت اسلام کا اندازہ کرے گا

کل کو جو تاریخ نویس تاریخ لکھنے بیٹھے گا وہ مجموعی حیثیت سے حضرت مسیح موعود کے کام اور آپ کی خدمات کو دیکھے گا یہ تو ہمارا خیال ہے کہ دو کیمپ کھڑے ہیں لیکن تاریخ نویس دونوں شاخوں کے کاموں سے مجموعی حیثیت میں اندازہ کریگا کہ جماعت احمدیہ یا حضرت مسیح موعود نے اسلام کی کیا خدمات کیں۔

مسئلہ تکفیر اور قادیانی جماعت

جہاں تک مسئلہ تکفیر کا تعلق ہے میں اس بات کو تو چھوڑ نہیں سکتا کہ تکفیر باہمی ہمدردی کی جڑ کو کاٹنے والا مسئلہ ہے اسکو تو ہم کبھی بھی گوارا نہیں کر سکتے کہ مسلمانوں کی تکفیر کسی رنگ میں جائز ٹھیرائی جائے جس طرح دوسرے مسلمانوں میں تکفیر کے ذریعہ سے بڑے سخت تفرقہ کا بیج بویا جا رہا ہے۔ اسی طرح سے قادیانی جماعت بھی سارے مسلمانوں کو کافر قرار دے کر اس تفرقہ کی خلیج کو وسیع کرنے کا موجب ہو رہی ہے، اس لئے اس کے خلاف زور دینا ضروری ہے۔

تکفیر کے خلاف کس طرح زور دیا جائے

لیکن زور دینے کے بھی دو طریق ہیں ایک تو یہ کہ ان کو منت کے ساتھ سمجھائیں محبت سے انہیں کہیں کہ خدا کے لئے آپ غور کریں کہ اس تکفیر سے مسلمانوں کا اتحاد ٹوٹتا ہے قوم برباد ہوتی ہے، اور پھر یہ بھی غور طلب ہے کہ اس کے لئے سند کیا ہے کیا کوئی قرآن کی نص ہے جس سے اس کی تائید ہوتی ہو کیا کوئی حدیث کی نص ہے کیا زمانہ کے امام کا کوئی قول ایسا ہے جو بطور نص کے اس خیال کا مؤید ہو، قطعاً نہ کوئی قرآن کی نص موجود ہے نہ حدیث کی نص موجود ہے نہ زمانہ کے امام کا کوئی قول اس کا مؤید ہے تو بات تو بڑی سیدھی ہے اس کے جواز کی نص کوئی نہیں بلکہ اس کے خلاف تینوں جگہ نص موجود ہے۔ قرآن میں تو آتا ہے لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا جو تم سے سلام علیکم کہے اس کو کافر مت کہو مجھے تعجب ہوتا ہے کہ کس طرح کسی صریح نص کے مقابل تکفیر کی جرأت کی جاتی ہے۔

تکفیر کیلئے قرآن حدیث یا قول مسیح موعود کی کوئی نصوص نہیں

تو اپنے ان قادیانی بھائیوں کو نرمی اور محبت کے ساتھ سمجھاؤ ان سے کہو کہ دیکھو غور کرو یہ جو آپ نے مسلمانوں کی تکفیر کا مسئلہ نکالا ہے یہ صحیح نہیں ہم نے تو خود بڑے بڑے سخت ممالک میں سرحد کے اندر غیر احمدی علماء سے کہا کہ وہ کوئی بھی نص پیش کریں جس سے ہماری تکفیر کا جواز ثابت ہو سکے اور یہ یقینی امر ہے کہ وہ کوئی ایسی نص پیش نہیں کر سکتے آج اگر ہماری جماعت وہی طریق اختیار کرے اور خلاف نص مسلمانوں کی تکفیر شروع کر دے تو وہ بھی اسی مقام پر کھڑی ہے۔

تکفیر کے خلاف قرآن حدیث اور قول مسیح موعود کی نصوص صریحہ

دیکھئے یہ قرآن تو کہتا ہے لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا کوئی تم سے سلام علیکم کہے تو کوئی ضروری نہیں کہ تم بال کی کھال اتارو کہ اس کے عقاید کیا ہیں نماز پڑھتا ہے یا نہیں، پڑھتا ہے تو کس طرح پڑھتا ہے، مرزا صاحب کو مانتا ہے یا نہیں ایسی باتوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں اسے مسلمان سمجھو اور مسلمانوں جیسا برتاؤ اس سے کرو یہ تو قرآن کی نص صریح ہے اور حدیث کی نص صریح ان الفاظ میں ہے من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی له ذمة الله و ذمة رسوله فلا تخفروا الله فی ذمته یہ بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے اس میں کھول کر بتا دیا کہ کسی کو دیکھو کہ ہماری طرح نماز پڑھتا ہے ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے تو وہ مسلمان ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ مصر کے کچھ علماء کچھ عرصہ ہوا یہاں آئے تھے، انھوں نے پوچھا آپ کو کافر کیوں کہا جاتا ہے میں نے یہی جواب ان کو دیا کہ یہ ہماری مسجد ہے دیکھئے یہ قبلہ رخ ہے یا نہیں اگر یہ قبلہ رخ ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمیں کافر قرار دیا جائے

اہل قبلہ کیلئے اللہ اور رسول کا عہد

بڑی نص صریح ہے ذالک المسلم

گرتا اور اس سے مدد کا طالب ہوتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی کوشش میں بھی قوت پیدا ہوتی ہے۔ پس اسلام کی تعلیم کی رو سے دعا کا اگر اس وقت ہوتی ہے جب عمل اس کے ساتھ ہو اور پھر دعا سے عمل میں مزید قوت پیدا ہوتی ہے آج مسلمانوں نے بھی دعا کے مسئلہ کی اصل حقیقت کو فراموش کر رکھا ہے۔ اور اس کا نتیجہ ہے کہ آج مسلمانوں کی دعاؤں میں وہ اثر نہیں جو پہلے زمانہ میں تھا۔

مسلمانوں کا خدا نہیں بدلا مگر مسلمان بدل گئے۔

خدا تعالیٰ کے قانون اٹل ہیں۔ خدا نہیں بدلتا نہ اس کے قانون بدلتے ہیں مگر انسان بدل جاتا ہے۔ مسلمانوں کا خدا نہیں بدلا مسلمان بدل گئے ہیں۔ خدا وہی ہے جس نے ایوب کی دعاؤں کو سنا۔ اور اس کے تمام دکھوں اور تنگیوں اور تکلیفوں کو دور کر دیا۔ جس نے یونس کی تاریکیوں کو دور کر کے اسے ہر قسم کے غموں سے نجات دی جس نے ابراہیم اور موسیٰ کی دعاؤں کو سنا جس نے محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہ رض کی دعاؤں کو سنا۔ مگر وہ عمل کرنے والوں کی دعاؤں کو سنتا ہے جو شخص عمل کے لئے قدم نہیں اٹھاتا اس کی گریہ وزاری کی بھی خدا کے ہاں کوئی وقعت نہیں۔

جماعت احمدیہ کی دعائیں کیا ہونی چاہئیں

جس طرح خدا نہیں بدلتا اسی طرح اس کے قانون نہیں بدلتے عام مسلمان اگر اس کے دعا کے قانون کو نہیں سمجھتے تو وہ کسی قدر معذور بھی ہیں لیکن جہاں تک میں دیکھتا ہوں بہت سے وہ احباب جو ہماری جماعت میں شامل ہیں حالانکہ امام زمان نے انہیں قرآن کریم کی باریکیوں پر آگاہ فرما دیا تھا وہ بھی خدا کے اس قانون کو نہیں سمجھتے یا سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے وہ جانتے ہیں کہ آج اسلام کس بیکسی کی حالت میں ہے ان کے دلوں میں ضرور درد اٹھتا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ آج پھر اپنے دین کو اسی طرح دنیا میں غالب کرے جس طرح پہلے کیا تھا اور وہ دعا بھی ضرور کرتے ہوں گے ان میں بہت سے تہجد خواں بھی ہیں اور انہیں رات کو اٹھنے کا موقعہ بھی ملتا ہوگا مگر جب تک قبولیت دعا کی وہ شرط پوری نہ ہو جس کا ذکر اس آیت قرآنی میں ہے اس وقت تک یہ دعا بیسود ہے۔ دعا تو یوں ہونی چاہیئے کہ اے خدا میں نے تیرے آخری پیغام کو تیرے قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے پوری قوت خرچ کر دی ہے جو تو نے مجھے مال دیا ہے اس مال کو بھی خرچ کیا ہے جو تو نے مجھے طاقت دی تھی اس طاقت کو بھی خرچ کیا ہے مگر اے خدا ابھی [illegible] دنیا تاریکی میں پڑی ہوئی ہے تو اپنے فضل سے وہ راستے کھول کہ میں تیرا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچا دوں اور تو ہی اپنے قرآن اور اسلام اور اپنے رسول کی قبولیت کی وہ ہوا دنیا میں چلا کہ دنیا کے دل بے اختیار تیرے اس پیغام کے سامنے جھک جائیں اور یہ ان کے دلوں پر اثر کر جائے۔

ایسی دعائیں کرنے کا حق کن لوگوں کو ہے

ایسی دعا کرنے کا اور یہی وہ دعا ہے جو قبولیت کا شرف حاصل کر سکتی ہے حق ایسے لوگوں کو ہے جنہوں نے اپنے آپ کو پہلے اس کام میں لگا دیا اپنے مال کو بھی لگا دیا اور اپنی جانوں کو بھی لگا دیا۔ یہ دعا کرنے کا حق ہے تصدق حسین قادری جیسے آدمی کو ہے جس نے ممالک عرب کو اپنی کوشش سے اس نعمت سے مالا مال کرنے کی بنیاد رکھدی ہے۔ یہ دعا کرنے کا حق ڈاکٹر نادم رحمانی جیسے آدمی کو ہے جس نے آسام میں خدا کے پیغام کو پہنچانے کا بیڑا اٹھایا ہے یہ حق ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ جیسے آدمی کو ہے جو اپنے وطن کو چھوڑ کر ایک دوسرے ملک میں جا بیٹھا ہے کہ خدا کے نام کو دنیا میں بلند کرے یہ حق میاں بشیر احمد سنٹو کو اور اس کی رفیقہ حیات اور رفیق کار کو ہے جو صرف خدا کے دین کے درد کو لئے ہوئے ایک غیر ملک میں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ جا پہنچے ہیں اور ابھی تک انہیں آرام کے لئے مکان بھی نہیں ملتا یہ حق ان لوگوں کو ہے جنہوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دی ہیں اس غرض کے لئے کہ کوئی کسی کونے میں جا بیٹھے اور کوئی کسی کونے میں تاکہ خدا کے نام کو دنیا میں بلند کرے اور اس کے پیغام کو دنیا میں پہنچائے۔ یہ حق ان لوگوں کو ہے جو اپنے اموال سے ان لوگوں کی مدد کر رہے ہیں۔ اپنے اموال سے اس طرح کہ اپنی آمدنیوں میں سے ایک آنہ فی روپیہ بھی دیتے ہیں اور وصیتوں سے مال بھی دیتے ہیں تاکہ ایک مستقل ذریعہ خدا کے دین کو دنیا میں پھیلانے کا قائم ہو جائے من ذکر او انثیٰ ہاں ان مردوں کو بھی حق ہے اور ان نیک سیرت خواتین کو بھی جنہوں نے اپنے اموال کو خدا کے رستے میں پانی کی طرح بہا دیا، اور صرف ڈیڑھ سو مردوں، عورتوں نے دو لاکھ روپیہ جمع کر کے اپنی جماعت کو اس قابل بنا دیا کہ وہ دور دور کے ممالک میں تبلیغ اسلام کے مرکز قائم کر دے۔

دنیا کے صدر اور دین کے صدر

اگر ان لوگوں نے یہ قدم نہ اٹھایا ہوتا تو آج جرمنی میں ہمارا مشن یا امریکہ میں ہمارا مشن یا فجی میں ہمارا مشن یا ہانگ کانگ میں مشن یا مشرقی افریقہ میں ہمارا مشن محض ایک خواب و خیال ہوتا۔ دنیا میں صدر بن کر بیٹھنے والے اور ہیں اور یہ خدا کے دین کے خدمتگذار اور ہیں۔ خدا کے دربار میں یہی صدر ہوں گے۔ دنیا میں پھنسے ہوئے دنیا کے صدر بن گئے، مگر یہ صدارت چند روزہ ہے محمد رسول اللہ اور امام وقت کے عاشق وہ ہیں جنہوں نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے وقف کر دیا۔ ہاں یہ وہ لوگ ہیں جو دعائیں کریں تو ان کی دعاؤں کو قبول کرنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے انی لا اضیع عمل عامل منکم ان سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں اپنی جماعت کی، اور بالخصوص ان لوگوں کی نصرت کے لئے خدا کے آگے ہاتھ پھیلائیں جو اس کے نام کو دنیا میں بلند کر رہے ہیں۔

جو ابھی اس مقام پر نہیں پہنچے

اور جو دوست ابھی اس مقام پر نہیں پہنچے۔ جن کے وصایا کے مال اب تک خدا کے دین کو قوت پہنچانے کے لئے نہیں آسکے ہیں کو اب تک یہ توفیق نہیں ملی کہ وہ اپنی آمدنیوں میں سے حساب کر کے ایک آنہ فی روپیہ چندہ دیں ان سے میری درخواست ہے کہ وہ پہلے وہ عمل کر کے دکھائیں اور اپنے بھائیوں کا ساتھ دیں وہ ایسے امیر نہ بنیں جن کا روپیہ اس دنیا میں جمع ہو رہا ہے اور یہاں ان کی حیثیت بہت بلند ہو گئی ہے یہ دجال کی بہشت ہے جو اصل میں دوزخ ہے وہ دل سے غریب بنیں اور خدا کی راہ میں اپنے اموال کو صرف کر کے اپنے لئے توشۂ آخرت اور اس لمبی راہ کے لئے زاد اکٹھا کر لیں جو چند ہی دنوں میں ان کے سامنے آنے والی ہے۔

دو مشن اور ان کا خرچ آٹھ مزید مشنوں کا ارادہ

میں نے اور آپ کی انجمن نے ایک بہت بڑا قدم تھوڑے لوگوں کی قربانیوں پر اٹھایا ہے۔ اس وقت دو مشن کام کر رہے ہیں جن میں سے ہر ایک کا خرچ دو ہزار روپے ماہوار سے کم نہیں زیادہ ہی ہے یعنی کل چار ہزار روپے ماہوار یا قریباً پچاس ہزار روپے سالانہ خرچ ہے ابھی آٹھ اور تبلیغی مرکز اس سال میں قائم کرنے ہیں جن میں سے بعض کے لئے آدمی چلنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ مگر ان کی طرف قدم تو ہی بڑھایا جا سکتا ہے جب ساری جماعت کے اندر وہ روح پیدا ہو جائے جو ان چند لوگوں کے اندر پیدا ہو چکی ہے میں نے وصیت کرنے والوں کے نام شائع کر دیئے ہیں تاکہ دوسرے احباب بھی اب اس طرف توجہ کریں۔ اور عنقریب ایک آنہ روپیہ کے حساب سے چندہ دینے والوں کے نام بھی شائع کر دیئے جائیں گے مگر میرا دل چاہتا ہے کہ بہت سے احباب کے نام ان فہرستوں میں دیکھوں جو اب تک نظر نہیں آتے وہ ایک چھوٹا سا قدم ہوگا جو وہ اٹھائیں گے مگر وہ [illegible] اس کے مقابل پر بہت بڑی ہوگی خود خدا کے دین کو پہنچے گی۔ کوشش قابل ذکر بھی نہ ہوگی مگر نتائج وہ ہوں گے جن کا ذکر دنیا میں ہمیشہ کے لئے باقی رہے گا۔

حضرت مسیح موعود کا الہام عجیب و غریب نظارے

حضرت مسیح موعود کا ایک الہام ہے۔

"رفیقوں کو کہیو کہ عجائب در عجائب کام دکھلانے کا وقت آ گیا ہے"

کونسی بات آپ نے کہی تھی جو پوری نہیں ہوئی۔ کیا وہ خطرناک جنگیں نہیں ہوئیں جن کی آپ نے خبر دی تھی؟ کیا یورپ اور امریکہ اور ایشیا اور جزائر پر وہ مصائب نازل نہیں ہوئیں جن کی آپ نے قبل از وقت اطلاع دی تھی؟ کیا شہر اس طرح برباد، اور ویران نہیں ہوئے جس طرح آپ نے فرمایا تھا؟ کیا محمد رسول اللہ صلعم کے نام لیواؤں کا قدم منار بلند پر محکم نہیں پڑا جیسا آپ نے کہا تھا؛ یقیناً جان لو کہ خدا کی طرف سے اب عجیب در عجیب نصرت کے نظارے بھی ظاہر ہونے والے ہیں۔ مگر وہ اس وقت تک رکے ہوئے ہیں جب تک اس کے بندے عجیب در عجیب قربانیاں نہیں کرتے۔ عجیب در عجیب وہ کام نہیں کرتے جن کے کرنے پر اور پھر خدا کے دروازے پر گرنے پر خدا کی نصرت کے عجیب در عجیب نظارے ظاہر ہونے والے ہیں۔

دو سو آدمیوں کے قدم پر قدم اٹھاؤ اور خدا کی زمین اس کے ذکر سے بھر دو

میرے دوستو اور رفیقو اٹھو اور سستی کو ترک کر کے کچھ کام کر کے دکھاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ساری جماعت مل کر اس رستے پر قدم اٹھائے جس پر ابھی صرف ڈیڑھ دو سو نے قدم اٹھایا ہے تو وہ آج خدا کی زمین کو خدا کے ذکر سے بھر سکتی ہے اس تاریک دنیا کو خدا کے نور سے روشن کر سکتی ہے۔

میاں بشیر احمد صاحب کا ایک ضروری خط اور میرا وعدہ

ابھی تو میں نے آپ کو بتایا تھا کہ صرف دو مشنوں کا خرچ پچاس ہزار روپے سالانہ ہے۔ مگر اس خط کو پڑھئے جو سب سے پہلا خط میاں بشیر احمد نے امریکہ سے لکھا ہے انہیں مکان اس وقت تک نہیں ملا تھا۔ بعد کا پتہ نہیں۔ ان مشکلات کے حل کا وہ ایک علاج تجویز کرتے ہیں۔

• مناسب ہوگا اگر انجمن اپنا مکان خرید لے۔ پچاس ہزار روپے میں پانچ چھ کمروں کا مکان مل سکتا ہے۔ اگر مکان کرایہ پر بھی مل گیا تو کسی صورت میں سو ڈالر ماہوار سے کم کرایہ نہ ہوگا یعنی سالانہ تقریباً چار ہزار روپیہ

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۲)

پیغام صلح

جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۰ شوال سنہ ۱۳۶۶ھ | نمبر

پاکستان ملنے کے بعد

پاکستان کا انعام جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو عطا کیا اس کے ساتھ ہی ان کے ابتلاء اور آزمائش کے لئے مصائب و مشکلات کے دروازے چاروں طرف سے کھول دیئے گئے، مشرقی اور مغربی پنجاب کی تقسیم اور مشرقی پنجاب میں سکھوں اور ہندوؤں کے اقتدار نے مسلمانوں کو ایک عذاب الیم میں مبتلا کر دیا ہے، اور ایسے ایسے وحشیانہ مظالم ان پر برپا کئے جا رہے ہیں جن کا محض تصور ہی رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے، ان مظالم کی تفصیل بیان کرنے کی نہ گنجائش ہے اور نہ اس کی ضرورت، روزانہ اخبارات کی خبروں اور مشرقی پنجاب کے پناہ گزینوں کی لرزہ خیز داستانوں سے تمام تفصیلات قارئین کرام تک پہنچ چکی ہوں گی یہاں ہمارا مقصد صرف اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا ہے کہ یہ تمام ہولناک مظالم جو مسلمانوں پر برپا کئے جا رہے ہیں جہاں ہندوستانی حکومت کی نااہلیت اور سکھوں کی وحشیانہ بربریت کا ایک بین ثبوت ہیں جن پر مہذب دنیا بحث و تفریح کئے بغیر نہیں رہ سکتی وہاں مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی آزمائش ہے جس سے عہدہ برآ ہونا بہت بڑے صبر و تحمل اور ہمت و استقلال کو چاہتا ہے۔

یہ وقت ہے کہ مسلمان ان مصائب پر انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر اس مالک حقیقی کے آگے جھک جائیں جس نے ان کے وطن کے ایک حصہ کو ہندوستان سے الگ کر کے ان کے لئے جائے پناہ بنا دیا، نہ صرف مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کے لئے یہ آزمائش و امتحان اور خدا کے آگے جھکنے کا وقت ہے بلکہ مغربی پنجاب کے مسلمانوں کو بھی اس منعم حقیقی کے آگے سربسجدہ ہونا چاہئے جس نے پاکستان کی نعمت سے انہیں سرفراز فرمایا، ہندوستان کے مظالم سے انہیں بچایا اور اپنے ان بھائیوں کی جو ظالموں کے پنجہ سے نکل کر ان کے گھروں میں پناہ لے رہے ہیں خدمت کا موقعہ دیا یہ وقت ہے کہ نہایت صبر و تحمل کے ساتھ اپنے بھائیوں کی خدمت کرتے ہوئے وہ شاندار نمونہ پھر ایک دفعہ دنیا میں قائم کر دیا جائے جو مہاجرین و انصار نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے دنیا کو دکھایا وہ انصار جنہوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کو اپنا سب کچھ بانٹ دیا اور وہ مہاجرین کی سیر چشمی نے یہ اجازت نہ دی کہ ان کی فیاضی پر تکیہ کر کے بیٹھ جائیں، اور بازار کا پتہ پوچھ کر محنت مزدوری اور چھوٹی موٹی تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا، یہ کیفیت اگر آج پھر ہمارے پناہ دینے والوں اور پناہ گزینوں کے اندر پیدا ہو جائے تو یقیناً وہ پاکستان کو نہایت محکم و مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کا اور اس کی حدود کی وسعت کا موجب ہوں گے، یقیناً وہ اپنے اس کیرکٹر اور اس نمونہ سے ان علاقوں اور ان مقامات کو پھر فتح کر لیں گے جن سے آج انہیں نکالا جا رہا ہے۔

مصائب و مشکلات کے وقت شکایات کی زبان کھولنا خود اپنے آپ کو ذلیل و رسوا کرنا ہے، پاکستان کا یہ منشا نہ تھا کہ اس کے ملتے ہی ہماری تمام مشکلات ختم ہو جائیں گی، گھی کی نہریں اور دودھ کے دریا چل پڑیں گے، اور کسی شخص کو کوئی تکلیف اور دکھ نہ اٹھانا پڑے گا، سلطنتوں کا بدلنا آسان نہیں، بہت سخت آزمائشیں اور بڑی بڑی قربانیاں اس کے لئے دینی پڑتی ہے، خود قرآن کریم کا ارشاد ہے ان الملوک اذا دخلوا قریۃ جعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ وکذالک یفعلون، بادشاہ جب کسی شہر کو فتح کرتے ہیں تو اس کے باعزت لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں اور ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ یہی ہمارے ساتھ ہوا، سکھوں اور ہندوؤں نے زمام حکومت ہاتھ میں لیتے ہی وہ فتنہ برپا کیا ہے جس کا نمونہ شاید تاریخ عالم نے مشکل سے ہی دیکھا ہو، یہ ایسی بات نہیں جو ہمارے لیڈروں کے بس کی ہو، نہ پاکستان کا حصول اس کا موجب ہے ایسے خیالات دشمنوں کے پھیلائے ہوتے ہیں، اگر آج پاکستان نہ ہوتا، اگر محمد علی جناح ہندوؤں

(باقی بر کالم ۲)

اخبار و افکار

صبر و تحمل سے کام لو

مشرقی پنجاب میں مسلمانوں پر جو لرزہ خیز مظالم ڈھائے جا رہے ہیں، ان کا ذکر کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح کی طرف سے ایک بیان شائع ہوا ہے جس میں انھوں نے بتایا ہے، کہ یہ مسلمانوں کے صبر کا امتحان ہے اور مغربی پنجاب کے مسلمانوں کو اس موقعہ پر پورے صبر و تحمل سے کام لینا چاہئے اور کوئی ایسی حرکت نہ کرنی چاہئے جو پاکستان کی سرحدوں کے اندر بدامنی کا موجب ہو ورنہ پاکستان کی بنیادیں جو حال ہی میں استوار ہوئی ہیں ہل جائیں گی قائد اعظم کا ارشاد ہے کہ "اگر مسلمانوں نے غم و غصہ میں بدلہ لینے کی کوشش کی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ دشمن کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں ایسا کرنے سے مسلمان مشرقی پنجاب میں بسنے والے بھائیوں کی مدد نہیں کر سکتے بلکہ اس سے مزید بے قصور اور بے گناہ لوگ مارے جائیں گے اور مزید لوگوں کی مشکلات میں اضافہ ہوگا"

یہ بیان اپنی نوعیت کے لحاظ سے جہاں مغربی پنجاب کے مسلمانوں کے لئے ایک اہم سبق اپنے اندر رکھتا ہے وہیں مشرقی پنجاب کے ارباب اقتدار اور ہندوستان کی مرکزی حکومت کے لئے بھی ایک درس عبرت ہے، کاش ان کی طرف سے بھی کوئی ایسا بیان اس قدر واضح الفاظ میں شائع کیا جاتا اور ہندوؤں اور سکھوں کی وحشت و بربریت پر کھلے لفظوں میں نفرت کا اظہار کیا جاتا کہ یہ فسادات دہ مسلمان اور ہندو کے خصائل کو ممیز و ممتاز کر دیا گیا نہیں؟

اسلام کا مطالبہ

۲۵ اگست کو کراچی کارپوریشن نے قائد اعظم کو ایک سپاسنامہ پیش کیا جس کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا:-

"ہمارا منتہائے مقصود مرض غربت و افلاس کا اور ہر قسم کے خوف و خطر کا خاتمہ ہی نہیں ہونا چاہئے اسلام اس امر کا طالب ہے کہ پاکستان میں آزادی اور اخوت کا دور دورہ ہو"

یہ الفاظ نہ صرف پاکستان کے غیر مسلم باشندوں کے لئے ایک خوشخبری کا پیغام اپنے اندر رکھتے ہیں بلکہ خود مسلمانوں کے لئے قابل غور اور لائق توجہ ہیں۔

اسلام جس آزادی کا طالب ہے وہ جس اخوت و مساوات کا دور دورہ وہ چاہتا ہے وہ ایسی مادر پدر آزادی نہیں کہ جہاں جی چاہے لوٹ مار مچا دی جائے اور کافر کے مال کو اپنے لئے جائز سمجھ کر جس کسی کا جی چاہے اسے اٹھا لے جائے نہ ہی ایسی مساوات کا اسلام حامی ہے، کہ اگر کسی جگہ غیر مسلموں نے مسلمانوں کے مال و املاک کو لوٹا اور قتل و غارت کیا ہو تو دوسری جگہ کے مسلمانوں کے لئے وہاں کے کافروں کا مال اور ان کا خون مباح ہو جاتے ہیں اسلام کی تعلیم کے صریح خلاف ہے اور جو لوگ ایسی حرکات کے مرتکب ہوں وہ اسلامی آزادی اور اخوت و مساوات کو ہی نہیں بلکہ مملکت پاکستان کو بھی بدنام اور متزلزل کر رہے ہیں۔

(بقیہ لیڈر)

کی غلامی سے مسلمانوں کو نکالنے کی تدبیر نہ کرتا تو مغربی پنجاب کے مسلمان بھی آج اسی ظلم و ستم کے تختہ مشق ہوتے جو مشرقی پنجاب پر ہو رہا ہو رہے ہیں اور ہم سب کے لئے ہندوستان کی سرزمین میں پناہ کی کوئی جگہ نہ ہوتی۔ شکر کیجئے کہ ملک کا ایک حصہ ہمارے سر چھپانے کے لئے خدا نے الگ کر دیا، صرف سر چھپانے کے لئے نہیں **بلکہ آزادی اور امن کا سانس** لینے کے لئے اسلام کا صحیح نمونہ دنیا میں قائم کرنے کے لئے اور اسے کامیاب بنانے کے لئے اس نے ہمیں موقعہ دیا ہے۔ آج بے شک ہم مصائب میں مبتلا ہیں ہمارے بھائیوں پر مظالم توڑے جا رہے ہیں، خود ہمیں بھی اگر بس چلے تو نہ تیغ کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں، اور تمام پنجاب کو خالصتان بنانے کے خواب دیکھے جا رہے ہیں۔ لیکن اگر ہماری ہمت و استقلال اور کردار و اعمال کا قدم نہ ڈگمگایا اور ان آزمائشوں میں گھبرا کر ہمت ہارنے اور لیڈروں کو کوسنے کے بجائے اگر ہم واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ پر عامل ہوں، صبر اور دعاؤں سے خدا کی نصرت اور امداد طلب کریں تو یقیناً فتح و کامرانی ہمارے ہم رکاب ہوگی اور وہ وقت بھی آئے گا کہ تمام ہندوستان کو ہم پاکستان بنا کر رہیں گے۔

پیغام صلح

جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ - مورخہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ | نمبر ۴۰

حرمت جہاد اور حضرت مسیح موعود

کے چند مزید اعتراضات کے جوابات

"پیغام صلح" کے ۱۷ ستمبر ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں خواجہ عباد اللہ اختر صاحب کے اس اعتراض کا کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاد کو منسوخ کر دیا جس کی تاکید قرآن کریم کی محکم آیات میں کی گئی ہے اور جس کے "ترک کرنے سے ہی مسلمانوں کی ذلت وابستہ ہے"، جواب دیتے ہوئے مسئلہ جہاد پر حضرت مسیح موعود کی تحریرات اور مسلمانوں کے موجودہ حالات کی روشنی میں ہم نے مفصل بحث کی تھی افسوس ہے کہ یہ بحث خواجہ صاحب کی غلط فہمی (یا بقول ان کے "خوش فہمی") کو رفع کرنے کے بجائے مزید اعتراضات کا موجب ہوگئی جو انھوں نے ایک خط میں لکھ کر بھیجے ہیں۔

ہم نے حرمت جہاد کے مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے رسالہ "جہاد" سے یہ فقرہ نقل کیا تھا:-

" دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے، اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے"

مذکورہ بالا خط میں خواجہ صاحب کے تمام اعتراضات کی بنیاد یہی فقرہ ہے اور اس میں سے لفظ "اب سے" پر زیادہ زور دیتے ہوئے انھوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس فقرہ میں حضرت مرزا صاحب نے جہاد کو وقتی اور ہنگامی طور پر نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے حرام قرار دیا ہے اور وہ بھی خدا کے حکم کی بنا پر جس کے معنے یہ ہوا کہ قرآن کریم کی وہ آیات جن میں جہاد کا حکم ہے اور اسے فرض قرار دیا گیا ہے منسوخ ہو گئیں یا [illegible] احمدیہ [illegible] کے نقوش [illegible] کو حضرت مرزا صاحب کو "نبی قرار دینے" [illegible] نبی [illegible] اور رسول [illegible] کے دل میں بھی خیال نہ تھے جو رسول کریم صلعم سے پیشتر [illegible] ہوتے" یا [illegible] "سے" ہیں "سے" کو کتابت کی غلطی قرار دے یا حضرت مرزا صاحب کو نبی اور رسول بلا چون و چرا تسلیم کرلے"

خواجہ صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان تینوں میں سے ایک بات بھی صحیح نہیں، لفظ "اب سے" میں کوئی ہمیشگی پائی نہیں جاتی، بلکہ اس میں صرف خدا تعالے کے ایک وقتی اور ہنگامی ارادہ کو ظاہر کیا گیا ہے، حیرت ہے کہ انھوں نے "پیغام صلح" کے اسی مضمون میں اسی رسالہ "جہاد" کے حسب ذیل فقرات پر کیوں توجہ نہ کی، جن میں ان کے اس اعتراض کا نہایت واضح اور شافی جواب موجود ہے:-

" ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جو اسلام نے خدائی حکم سے تلوار اٹھائی وہ اس وقت اٹھائی گئی کہ جب بہت سے مسلمان کافروں کی تلواروں سے قبروں میں پہنچ گئے آخر خدا کی غیرت نے چاہا کہ جو لوگ تلواروں سے ہلاک کرتے ہیں وہ تلواروں ہی سے مارے جائیں خدا بڑا رحیم اور کریم اور حلیم ہے اور بڑا برداشت کرنیوالا ہے۔ لیکن مجھے تعجب ہے کہ اس زمانہ میں جب کوئی شخص مذہب کے لئے قتل نہیں کرتا تو وہ کس حکم سے ناکردہ گناہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں"

آخری فقرہ بالخصوص توجہ کے قابل ہے جو در اصل قرآن کریم کی اس آیہ کریمہ کی تفسیر ہے قاتلوا فی [illegible] اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین، خدا کے رستہ میں صرف انہی لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کریم نے جہاد بالسیف صرف ان حالات میں ضروری قرار دیا ہے جب دشمن لڑائی کرے اور اسی طرح [illegible] ناکردہ گناہ لوگوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے یہی حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ "جب اس زمانہ میں کوئی شخص مذہب کے لئے قتل نہیں کرتا تو کس حکم سے ناکردہ گناہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں" گویا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حرمت جہاد کا فتوے وقتی اور ہنگامی تھا اور اس وقت تک کے لئے تھا، جب تک دشمنان دین کی طرف سے مسلمانوں کو مذہب کے لئے قتل و غارت نہ کیا جائے۔

پھر "پیغام صلح" (۱۷ ستمبر) کے محولہ بالا مضمون میں یہ فقرہ بھی نقل کیا گیا تھا کہ وجوہ الجہاد معدومة فی ھذا الزمن وھذہ البلاد جہاد کے شرائط اس زمانہ اور اس ملک میں مفقود ہیں، جس سے ظاہر ہے، کہ صرف شرائط جہاد کا فقدان ہی حرمت جہاد کا موجب ہے، اور یہ ایک وقتی اور ہنگامی چیز ہے جس کی وضاحت فی ھذا الزمن کے الفاظ میں صفائی کے ساتھ کر دی گئی ہے، اس قدر وضاحت اور صفائی کے ہوتے ہوئے خواجہ صاحب کا محض "اب سے" کے لفظ سے یہ استدلال کرنا کہ ہمیشہ کے لئے حکم جہاد کو منسوخ کر دیا گیا ہے، اور اس پر غلط نتائج کی عمارت کھڑی کرنا حقائق کو ملیامیٹ کرنا ہے، کبھی حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم کے کسی حکم، کسی آیت، کسی نقطہ اور شوشہ کو منسوخ نہیں کیا، اور یہی اپنی جماعت کو حکم دیا ہے کہ اس کے ایک ایک حرف کو منجانب اللہ سمجھیں اور "اس پر عمل کریں اور کرادیں"۔

خواجہ صاحب نے قرآن کریم کی چند ایسی آیات بھی نقل فرمائی ہیں، جن میں قتال کو فرض قرار دیا گیا ہے، ان آیات کی بنا پر انھوں نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ "جہاد بالسیف قوموں کی زندگی کی حفاظت اور قیام کے لئے لازم و ملزوم ہے اس لئے آنحضرت نے فرمایا کہ مسلمان اس وقت ذلیل ہو جائیں گے جب جہاد ترک کر دیں گے، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا قتال اور جہاد بالسیف کو قرآن کریم اور رسول اکرم صلعم نے بعض شرائط کے ساتھ مشروط نہیں کیا، اور کیا وہ شرائط ہر وقت اور ہر حال میں قائم رہتی ہیں مثلاً قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم [illegible] صرف انہی کفار کے ساتھ قتال کا حکم نہیں دیا جو مسلمانوں سے قتال کریں؟ اگر [illegible] ہے تو ظاہر ہے کہ جہاد بالسیف کا حکم اپنی تمام فرضیت و اہمیت کے باوجود صرف انہی حالات میں واجب العمل [illegible] ہے، جب کفار کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ ہو اس وقت مسلمانوں کا خاموش [illegible] کے ساتھ بیٹھ رہنا یا جہاد سے گریز کرنا اس میں شک نہیں کہ ان کی ذلت و نکبت کا موجب ہوگا۔

یہی نہیں بلکہ قتال کے حکم کے ساتھ ساتھ قرآن کریم نے بار بار تقوے پر بھی زور دیا ہے، جس میں تمام قسم کے اخلاق اور تعلق باللہ کا مفہوم شامل ہے، اور یہ چیزیں آج مسلمانوں کی میں علی العموم پائی نہیں جاتیں، انہی باتوں کے فقدان کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب نے جہاد بالسیف کو اس زمانہ میں غیر ضروری قرار دیا اور تزکیہ نفس اور تقوے اللہ پر سب سے زیادہ زور دیا کہ اس کے بغیر ایک مسلمان اس بات کا اہل ہی نہیں ہو سکتا کہ ضرورت پیش آنے پر وہ کفار کے مقابلہ پر تلوار اٹھا سکے، آج دیکھ لیجئے کتنے مسلمان ہیں جو اپنی بزدلی کی وجہ سے ذرا مصیبت پیش آنے پر اٹھ بھاگتے ہیں کتنے ہیں جو غداری کا لبادہ پہن کر کفار کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں اور چند ذاتی مفاد کی خاطر ساری قوم کو کفار کے ہاتھ سے قتل کرا دیتے ہیں، کیا کانگرسی اور نیشنلسٹ مسلمانوں نے مسلم کشی کے کچھ کم نمونے دکھائے ہیں کیا مسلمانوں کی حفاظت کے لئے فراہم کئے ہوئے اسلحہ کفار کے پاس پہنچنے والوں نے نفس پرستی اور مسلم کشی کا کچھ کم نمونہ پیش کیا ہے؟ کیا ابو الکلام آزاد اور شیخ عبد اللہ جیسے لوگ مسلمانوں میں موجود نہیں جو کفار کے مظالم کو دیکھتے ہوئے ان کا ساتھ دیتے اور مسلمانوں کی تباہی میں ان کی امداد کرتے ہیں؟ یہ حالات اس قدر روح فرسا ہیں کہ جس کا [illegible] نہیں، ایسی حالت میں سب سے زیادہ ضرورت جس چیز کی ہے وہ قوم میں ہمت عزم، ایثار و قربانی اور نیکی و دیانت وغیرہ اعلے اخلاق اور خدا پر ایمان پیدا کرنا ہے، یہی چیز ہے جو ہر قسم کے جہاد میں مسلمانوں کو کامیاب بنا سکتی ہے، کاش وہ اس طرف توجہ کریں۔

سپاس تعزیت

حضرت والد مرحوم و مغفور کے سانحہ ارتحال پر جماعت کے بہت سے دوستوں نے بذریعہ خطوط اور زبانی خاکسار راقم اور دیگر عزیزان سے اظہار ہمدردی فرمایا ہے ان سب احباب کا بہ صمیم قلب شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جزاہم اللہ خیرا، احباب کے خطوط کا فرداً فرداً جواب نہیں دیا جا سکا۔ امید ہے وہ ان چند سطور کے مطالعہ کے بعد معذرت قبول فرمائیں گے۔ والسلام

خاکسار [illegible]

ایران سے بھی کمزور ہے۔ اور کہنا تو یوں چاہئے کہ مسلمانوں کی اقتصادی حالت کمزور ہے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے سلطنت سے محروم رہیں ہاں یہ اب ان کا اپنا کام ہے کہ اگر پہلے ایک قوم کی غلامی کی وجہ سے ان کی اقتصادی حالت کمزور ہوتی چلی گئی ہے۔ تو اب اس غلامی سے آزاد ہو کر اپنی اقتصادی حالت کو بہتر بنائیں۔

تقسیم پنجاب و بنگال تبلیغ کو مقدم نہ کرنیکا نتیجہ ہے

کبھی کہا جاتا ہے کہ پنجاب کا اور بنگال کا کچھ حصہ نکل جانے سے پاکستان کمزور ہو گیا ہے مگر یہ حصہ کیوں نکلا۔ اس لئے کہ وہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ تو یہ ہمارے ہی آباء اجداد کی غلطی ہے جنہوں نے تبلیغ اسلام کے فریضہ کو بھلا کر اپنے آپ کو اقلیت میں رکھا۔ اگر وہ خدا اور اس کے رسول کے احکام کی تعمیل کرتے ہوئے تبلیغ اسلام کو مقدم کرتے تو آج یہ حصے ان کے ہاتھ سے نہ نکلتے۔ بلکہ اگر مسلمانوں نے اس طرف توجہ کی ہوتی۔ تو آج سارا ہندوستان ہی پاکستان ہوتا۔ اگر آج بھی وہ توجہ کریں تو باقی ہندوستان کو پاکستان بنا سکتے ہیں۔

مسلم اقلیت کے صوبوں کی پاکستان کے لئے قربانیاں

لیکن یہ کہنا کہ جو مسلمان پاکستان کے اندر نہیں آسکے وہ گویا اس نعمت سے بالکل محروم رہ گئے، اور انہیں کیوں چھوڑ دیا گیا۔ صحیح نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حصول پاکستان کے لئے سب سے زیادہ قربانیاں ان لوگوں نے کی ہیں۔ جنہیں کبھی وہم تک بھی نہ آسکتا تھا کہ وہ بھی پاکستان میں چلے جائیں گے۔ یو۔ پی کے مسلمان، بمبئی کے مسلمان، بہار کے مسلمان حصول پاکستان کے لئے اس وقت سے قربانیاں کر رہے ہیں۔ جب ابھی پنجاب کے مسلمان سوئے پڑے تھے اور یہاں وہ مسلم لیگی تھے۔ جن کو مسلم لیگ کے ساتھ اسی قدر ہمدردی تھی جس قدر ہندوؤں کو تھی۔ یو۔ پی۔ بہار۔ بمبئی کے مسلمان جانتے تھے کہ ہمیں تو پاکستان میں کوئی حصہ نہیں مل سکتا۔ مگر انھوں نے اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے نہیں بلکہ اسلام کے لئے قربانیاں کیں۔ تو آخر پنجاب یا بنگال کے جو مسلمان پاکستان سے باہر رہ جائیں گے وہ ہندوستان میں ہی ہونگے جہاں ساڑھے چار کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ اور یہ محض ایک سطحی نگاہ ہے جس کی وجہ سے یہ خیال ہے۔ ورنہ فی الحقیقت قیام پاکستان کی برکت سے خدا چاہے تو سارے ہندوستان کے مسلمان بہبود ہوں گے . . . . .

. . . .

تقسیم پنجاب و بنگال کا ایک اہم فائدہ

جہاں تک پاکستان کے کمزور ہونے کا سوال ہے۔ بلاشبہ آبادی اور رقبہ کے لحاظ سے تقسیم پنجاب اور بنگال سے یہ کمزور ہو جائے گا لیکن اس میں ایک فائدہ بھی ہے۔ پاکستان نہیں بن سکتا جب تک اس میں مسلمانوں کی بھاری اکثریت نہ ہو اور یہ موجودہ پنجاب اور بنگال میں نہ تھی۔ لیکن اگر خالص ہندو علاقے نکل جائیں تو باقی حصے میں مسلمانوں کی اس قدر اکثریت ہوگی کہ کسی غدار کے لئے یہ موقع نہ ہوگا کہ وہ دو چار مسلمانوں کو ورغلا کر دوسری قوم کے ساتھ مل جاتے۔ اور اپنی قوم کی جڑیں کاٹنی شروع کر دے۔ اس لئے یہ ایک رنگ میں رحمت ہی رحمت ہے۔

ہماری آیندہ کامیابیوں کا انحصار کسی سلطنت پر نہیں بلکہ بلندی اخلاق پر ہے

ہاں یہ سچ ہے کہ ہماری آیندہ کامیابیوں کا انحصار کسی سلطنت کی وسعت پر نہیں بلکہ خود سلطنت پر بھی نہیں وہ خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری ہے۔ اقلیت میں رہ کر بھی اگر ہم خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اختیار کریں۔ تو ہم پر حکومت کرنے والی اکثریت کی گردنیں ہمارے سامنے جھک سکتی ہیں۔ ہماری حقیقی کامیابی کا دن وہی ہے جب ہمارے اخلاق اس قدر بلند ہو جائیں کہ دوسرے لوگوں کی گردنیں ان کے سامنے جھکنے لگیں۔

اسلام کی نصرت کے کئی نظارے اور آیندہ کامیابیوں کی راہ

اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اسلام کی نصرت کے کئی نظارے دکھائے ہیں۔ ترکی میں بھی ایک نظارہ دکھایا۔ جاوا سماٹرا میں بھی ایک نظارہ دکھایا اور ہندوستان میں بھی ایک نظارہ دکھایا ہے۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں ہیں کہ ہم کا ہاتھ اسلام کی تائید میں ہے۔ اور اگر مسلمان اس کے سامنے جھک جائیں۔ تو وہ اپنی نصرت کے اس سے بھی بلند تر نظارے دکھانے کو تیار ہے۔ ایک ہندوستان کا پاکستان بنانا کونسا مشکل کام ہے مسلمان آج اپنے آپ کو اپنے اصل کام میں لگا دیں اور وہ اصلی کام کیا ہے کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ کے کام کو اپنی زندگیوں کا اصل مقصد ٹھہرالیں تو آج ساری دنیا کو پاکستان بنا سکتے ہیں۔ ہمارے خدا نے ہماری نصرت تو اس حالت میں بھی فرمائی ہے۔ جب ہم سے اس کی فرمانبرداری کا حق ادا نہیں ہوا۔ تو اگر ہم اس کے فرمانبردار بندے بن جائیں تو کیوں ہماری نصرت نہ فرمائے گا جس کا اس نے خود وعدہ کیا ہے لیظھرہ ۲

بقیہ خطبہ از صفحہ نمبر ۲

اسلام کا ساری دنیا پر غلبہ۔ قرآن کا ساری دنیا میں پہنچانا۔ محمد رسول اللہ صلعم کی وہ تصویر دنیا کو دکھانا کہ دنیا کے دل خود بخود اس طرف کھنچے چلے آئیں۔ امام وقت نے ساری عمر اس کام میں اور ان دعاؤں میں گذاری ہاں امام وقت کے ساتھ وہ دعائیں ختم نہیں ہو گئیں آپ تو یہ رستہ دکھاتے آئے تھے۔ ہمارا کوئی تعلق اگر امام وقت سے ہے تو اس تعلق کا ثبوت اس بات سے دینا چاہیے کہ ہمارے اندر راتوں کو اٹھنے کی کس قدر طاقت ہے آستانۂ الٰہی پر گرنے کی کس قدر قوت ہے۔ خدا کی نصرت طلب کرنے کا کس قدر جوش ہے۔ اسلام کے غلبہ کو دیکھنے کی کس قدر تڑپ ہے۔ منہ کی باتوں سے ہم احمدی نہیں بن سکتے۔ اپنے امام کی تڑپ کا۔ اپنے امام کی آستانۂ الٰہی پر گرنے کی قوت کا رنگ اپنے اندر پیدا کرو اور خدا کی نصرت کے نظارے دیکھتے جاؤ چھوٹی چھوٹی باتوں میں مت پڑو پست خیالات کو اپنے دلوں سے نکال دو۔ ایک بلند مقصد کو سامنے رکھ کر اس کے لئے اپنی ساری قوت لگا دو۔ جو خدا کی راہ میں کام کر رہے ہیں خدا کے دین کے لئے خدمت کا کوئی کام کر رہے ہیں۔ انہیں کمزور کرنے کی کوشش مت کرو۔ تاکہ دنیا پھر ایک دفعہ یہ نظارہ دیکھ لے . .

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً۔

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

علی الدین کلہ۔ کہ وہ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے گا۔ اور جس کا اس کے رسول نے خدا سے خبر پا کر وعدہ کیا ہے کہ خدا نے مجھے ساری زمین کا نقشہ دکھایا۔ اور مشرقی زمینیں بھی میرے سامنے لائی گئیں اور مغربی زمینیں بھی میرے سامنے لائی گئیں۔ اور میرے رب نے کہا کہ میری امت کی حکومت ان تمام ممالک تک پہنچ جائے گی جو مجھے دکھائے گئے ہیں خدا ہم سے صرف یہ چاہتا ہے کہ ہم اس رستہ میں کچھ قدم اٹھائیں [illegible] کے مزید نظارے بھی [illegible]

بقیہ خطبہ از صفحہ نمبر ۳

اس صورت میں بارہ سال میں آپ ایک مکان کی قیمت ادا کر دیں گے اور پھر ہمیشہ کے لئے مفت

میں جانتا ہوں جماعت کے اندر وہ بزرگ موجود ہیں جن کو خدا نے لاکھوں دیئے ہیں ان میں سے کوئی اگر ہمت کرے تو پچاس ہزار سے جو اس کی وصیت کے دسویں حصہ سے بھی کم ہوگا ایک مکان خرید کر دے سکتا ہے اور یہ مکان اور مشن ہمیشہ کے لئے اسی کے نام پر ہوگا۔ میں نے میاں بشیر احمد سے وعدہ کیا ہے کہ اس سال کے ختم ہونے سے پہلے پہلے میں اپیل کر کے ان کی خواہش کو پورا کر دوں گا۔

صرف ایک شخص سے اپیل اور جماعت سے درخواست

مگر میں اس وقت یہ اپیل ساری جماعت سے نہیں صرف ایک بزرگ سے کر رہا ہوں جس کے نام پر یہ مکان خریدا جائے اور جس کے لئے یہ ابدالآباد تک صدقہ جاریہ کا کام دے جماعت سے میں اس وقت صرف اس قدر امداد چاہتا ہوں [illegible] جو دعا کی شرائط کو پورا کرتے میں [illegible] میں لگ جائیں کہ اللہ تعالیٰ [illegible] کو یہ توفیق دے کسی ایک کے دل میں یہ وسعت پیدا کر دے کہ وہ اپنے لئے جنت میں ایک مکان یہاں سے ساتھ لے جائے۔ خدا نے ووکنگ میں بھی ہمارے لئے ایک مستقل سامان پہلے سے کر رکھا تھا اور کچھ خواجہ نذیر احمد کو توفیق دی کہ انھوں نے لندن میں ایک مکان اپنی گرہ سے خرید کر مشن کو دیدیا۔ پھر اس جماعت کو توفیق دی تو برلن میں بھی ایک مستقل انتظام ہو گیا اور جو کچھ نقصان اس مسجد کو پہنچا تھا اس کو پورا کرنے کے لئے آج خدا کے فضل سے چالیس ہزار چندہ بھی ہو چکا ہے۔ تو جس خدا نے اپنے اس قدر فضل اس جماعت پر کئے ہیں میں اس کے دروازے سے یہ امید بھی رکھتا ہوں کہ وہ ایک ایسے آدمی کو بھی کھڑا کر دے گا [illegible]

[illegible]

[illegible] بندے کے دل پر وہ تحریک [illegible] تیرے ایک خادم دین کی خواہش

پچاس سال کے اندر سارا ہندوستان پاکستان بن سکتا ہے

قرآن کو دنیا میں پہنچانا اور خدا کی طرف بلانا ہمارا اصل مقصد ہے

ہمارے اسلاف کے بلند کارنامے اور ہندوستان میں پاکستان بنانے کی کوشش

مسیح موعودؑ کے باغ کی شادابی بیٹوں اور مالی قربانیوں پر منحصر ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ بمقام ڈلہوزی۔ مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۴۷ء

مالکم لا ترجون للہ وقارا

تمہیں کیا ہو گیا تم اللہ سے بڑائی کی امید نہیں رکھتے

انسان کے سامنے ترقیات کا بلند مقام قرآن ہی نہیں اللہ تعالیٰ کی ہر وحی انسان کے سامنے ایک بڑا بلند مقام رکھتی ہے۔ اسے بتاتی ہے کہ جہاں تک اس کی نظر جا سکتی ہے۔ اس کا مقام اس سے بھی آگے ہے۔ اور وہ اس قدر بلند مقام ہے کہ یہ چھوٹی سی زندگی ساٹھ یا ستر سال یا سو سال تو اس کے لئے کچھ بھی چیز نہیں۔ وہ ابدی زندگی جو موت کے بعد ملنے والی ہے۔ اس میں بھی وہ ترقی ہی ترقی کرتا چلا جائے گا لھم غرف من فوقھا غرف مبنیۃ انسان کے ... اندر ترقی کی خواہش ایک فطری خواہش ہے تو فرمایا کہ یہ فطری خواہش بہشت میں بھی قائم رہے گی لیکن اگر انسان خود اپنی نظر کو تنگ کر کے اپنے لئے ترقی کے مقام کو محدود کرے تو اس کی ترقی ہی نہیں رکتی وہ پستی کی طرف چلا جاتا ہے جس قدر انسان کے سامنے بلند نصب العین ہوگا اسی قدر اس کی ہمت بلند ہوتی جائے گی۔ اس لئے وحی الٰہی نے انسان کی آنکھ سے اس پردے کو بھی ہٹانا چاہا ہے کہ اس کی زندگی اس دنیا تک محدود ہے حقیقت یہ ہے کہ انسان اس پردے کو ہٹانا نہیں چاہتا۔ اس لئے اس کی حالت پر تعجب کے رنگ میں یا جیسے کوئی افسوس کرتا ہے اس رنگ میں فرمایا مالکم لا ترجون للہ وقارا تمہیں کیا ہو گیا۔ تم اس بات کی امید نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک عظمت کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہے۔ وہ تمہیں بڑا بنانا چاہتا ہے مگر تم ایک پست مقام پر قانع ہو جاتے ہو۔

جسمانی زندگی کی ترقیات پھر بلندی کی امنگ پیدا کرنے کے لئے اس طرف توجہ دلائی ہے، کہ تم اپنی جسمانی ترقیات کو کیوں نہیں دیکھتے۔ وہ تو تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ تم کیا تھے اور تمہیں کیا بنا دیا۔ فرماتا ہے واللہ انبتکم من الارض نباتا۔ ابتدا تو تمہاری یہاں سے ہوئی کہ تمہیں زمین سے اگایا جس طرح یہ گھاس پات اگتی ہے۔ وقد خلقکم اطوارا۔ اس تمہاری جسمانی ساخت ایسی بنائی ہے کہ کہ ایک حالت سے گزر کر ترقی کرتے ہوئے دوسری حالت کی طرف چلتے جاتے ہو زندگی کی ابتدا زمین سے ہی نباتات کے رنگ میں ہوتی ہے۔ پھر اس کے بعد ایک دوسرا دور شروع ہو جاتا ہے کہ زندگی ... ایک حرکت کا رنگ پیدا ہوتا ہے پھر اور ترقی کرتا کرتا انسان اس بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ زمین اور آسمان کی طاقتوں کو مسخر کر لیتا ہے۔ اطوار کے معنے ہیں یکے بعد دیگرے مختلف حالات سے گزرنا اور ایک ترقی کی حالت سے دوسری ترقی کی حالت کی طرف پہنچتے جانا

جسمانی ترقیات سے بلند تر مقام وقد خلقکم اطوارا کہہ کر انسان کو توجہ دلائی ہے کہ یہ جو تم ایک نباتات کی حالت سے یا ایک کیڑے کی حالت سے ترقی کرتے کرتے انسان بن گئے ہو اور زمین آسمان کی طاقتوں کو مسخر کر لیا ہے تو یہ بھی تمہاری ترقی کی انتہا نہیں۔ خدا کے ہاں اس سے بھی بلند تر ترقی کے مقامات ہیں۔ اور جسمانی ترقی کی گواہی تو اب بھی خلقت انسانی میں موجود ہے۔ یعنی ہر انسان پہلے ماں کے جسم میں ایک کیڑے کی حالت میں داخل ہوتا ہے۔ اور اس سے بھی پرے چلے جائیں۔ تو باپ کے جسم میں نباتات سے یہ کیڑا بنتا ہے۔ جسے انسان کی آنکھ دیکھ بھی نہیں سکتی۔ تو کس ادنیٰ حالت سے اٹھا کر تمہیں کیا بنایا۔ جس کی تم اگر تشریح کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے کہ کس طرح ایک حالت سے دوسری حالت پیدا ہوتی ہے لیکن جب اس سے بھی بلند تر مقامات کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ اور یہ بتایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس حالت سے بھی ایک بلند تر مقام رکھا ہے تو تم اسکو نہیں مانتے۔

روحانی ربوبیت جسمانی ربوبیت سے بلند مقام رکھتی ہے سب سے بڑی غلطی جو انسان کرتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ خدا کی ربوبیت کو اپنے جسم تک محدود سمجھتا ہے ... کہ خدا کی جسمانی ربوبیت قرآن کریم کی رو سے ایک ادنیٰ مقام ہے ہم جب قرآن کے پہلے جملے کو بار بار دہراتے ہیں اور ہر مسلمان دہراتا ہی رہتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کی ساری قوموں کی ربوبیت فرمانے والا ہے۔ تو ہمیں بھی صرف اس میں اتنی ہی وسعت نظر آتی ہے کہ ہمارا رب ایک قوم کا رب نہیں۔ وہ ساری قوموں کا رب ہے۔ اس کی بارش سب پر ہوتی ہے اس کا سورج سب کو روشنی اور حرارت پہنچاتا ہے جس سے زندگی قائم ہے اس کی زمین سب کے لئے سبزیاں اور پھل پھول اگاتی ہے حالانکہ رب العالمین میں ایک اور اس سے بڑھ کر بشارت موجود ہے۔ جس کی طرف ہم شاید ہی کبھی توجہ کرتے ہوں۔ اور وہ انسان کی ربوبیت روحانی ہے۔ ہمارا خدا وہ ہے جو اس جسمانی زندگی کی ربوبیت کے سامانوں کے علاوہ تمام انسانوں کو ان کی روحانی ربوبیت کے بھی سامان عطا فرماتا ہے۔ روح کو ہم دیکھ نہیں سکتے مگر ہمارا خدا جو اس روح کو پیدا کرنے والا ہے۔ وہ ایک انسان کو نہیں۔ ایک قوم کو نہیں۔ ایک ملک کو نہیں۔ تمام قوموں کو ان کی روحانی ربوبیت کے سامان بھی عطا فرماتا ہے۔ تمام انسانوں کا مطمح نظر صرف یہ ہو گیا ہے کہ وہ ایک اچھی جسمانی زندگی بسر کریں یا یہ کہ وہ آسودہ حال ہوں۔ رب العالمین میں جو اصل پیغام انسانوں کے لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کی روحانی ربوبیت فرمانے والا ہے اس کی طرف ہماری توجہ بھی کم جاتی ہے

انسان کی روحانی ربوبیت کے سامان قرآن میں اس جملہ میں بشارت یہ ہے کہ انسان اس حالت میں نہیں رہیں گے وہ خدا جس نے تدریجاً ان کی جسمانی ربوبیت کے سامانوں کو انتہا تک پہنچایا ہے وہ ان کی روحانی ربوبیت کے سامانوں کو بھی انتہا کو پہنچائے گا۔ خدا کی مخلوق کا سر خدا کے آگے بالآخر جھکے گا۔ وہ اپنے خدا کو پہچانے گی اسے معلوم ہو جائیگا کہ اس کی ترقی کا اصل سامان خدا کے آخری پیغام قرآن میں ہے۔ جو سب دنیا کے لئے آیا۔ یہ قرآن بالآخر ساری دنیا میں پہنچے گا اور ساری قوموں کے لئے رہنمائی کا موجب ہوگا۔ خدا نے پہلے بھی ہر قوم کی ربوبیت اس میں ایک نبی بھیج کر فرمائی۔ لیکن وہ انسان کی ابتدائی حالت کے مطابق اس کی روحانی ترقی کا سامان تھا۔ اب جب اس کے دیئے ہوئے علم سے انسان کی جسمانی ربوبیت کے سامان اپنی انتہا تک پہنچنے والے تھے تو اس نے روحانی ربوبیت کے سامانوں کو بھی قرآن کریم میں انتہا تک پہنچایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم

پاکستان کا مطمح نظر جسمانی کمالات سے بلند تر ہونا چاہیئے آج ہم کس قدر خوش ہیں کہ ہم نے پاکستان بنا لیا۔ ہم نے ایک بادشاہت قائم کر لی۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بھی خدا سے دور افتادہ قوموں کی طرح جسمانی نعمتوں کے کمال کو اپنی ترقی کا کمال سمجھ لیں۔ بادشاہتیں تو کافروں کی بھی بہتیری عالم میں مسلمانوں سے ... قائم ہیں۔ یہ خیال کہ ہم اپنی بادشاہت کو ایسا بنا لیں گے کہ اس میں غربا کی خبر گیری بہت زیادہ ہوگی یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ جن لوگوں کے اپنے پیٹ نہیں بھرتے اور ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ سب سے بڑا عہدہ اس کو مل جائے وہ غربا کی خبر گیری کیا کریں گے۔ وہ ابھی خود خدمت خلق کے اہل نہیں ان میں، وہ خود غرضی موجود ہے جو خدمت خلق کے جذبہ کو مار دیتی ہے وہ پہلے خود قرآن کو اپنا امام اور رہنما بنا کر اور خدا کے آگے جھک کر اپنے اندر اخلاص پیدا کریں۔ اگر وہ غربا کی خدمت و خبر گیری کریں بھی اور یہ بلاشبہ ایک اچھا کام ہے۔ تو کیا دوسری قومیں ہم سے بڑھ کر اپنے غربا کی خبر گیری نہیں کرتیں۔ کوئی خوش ہے کہ ہم پاکستان میں مسلمانوں کی بڑی بڑی انڈسٹریاں قائم کریں گے۔ اپنی تجارتوں کو وسعت دیں گے مگر انگلستان اور امریکہ سے بڑھ کر تو ہم اپنی انڈسٹریاں بنا سکتے ہیں۔ ان سے

اخبار و افکار

آزاد کا خطبہ

دلی کی جامع مسجد میں مولینا ابوالکلام آزاد نے جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ

"اب میری نصیحت یہی ہے کہ مسلمان دل و جان کے ساتھ حکومت کے ساتھ تعاون کریں"

اور یہ بھی ارشاد ہوا:-

"تقوے کی ضرورت سے کبھی بے نیاز نہ ہوں"

دونوں نصیحتیں اچھی ہیں لیکن خود حضرت واعظ اپنی تمام زندگی کہاں پر کہاں تک عمل پیرا ہوئے، انگریزوں کے عہد حکومت میں آپ نے کہاں تک حکومت کے ساتھ تعاون کیا۔ کہا جائیگا کہ وہ غیر ملکی حکومت تھی، لیکن جس حکومت کے ساتھ تعاون کی نصیحت اب فرمائی جارہی ہے وہ غیر ملکی نہ سہی غیر مذہبی اور دشمن اسلام تو ہے، مسلمان تو پھر بھی اس کے ساتھ تعاون اور وفاداری کا اقرار کر رہے ہیں، کاش مولوی آزاد حکومت کو بھی نصیحت کرتے کہ وہ ہندو اور مسلمان کو ایک نظر سے دیکھے کاش وہ تقوے کی ضرورت سے خود بھی اس درجہ بے نیاز نہ ہوجاتے کہ مسلمانوں کے قتل عام کے خلاف ایک لفظ تک منہ سے نکالنا انہیں نصیب نہیں گاندھی اور نہرو نے بھی زبانی زبانی بہت کچھ کہا لیکن مولوی آزاد کے منہ سے مسلمان کے خون کو دیکھ کر آہ تک نہ نکلی۔

مدبرانہ اقدام

یہ امر موجب طمانیت ہے کہ جہاں بلند شہر یو۔پی میں ذبیحہ گاؤ کو قانوناً بند کرنے کا سامان ہو رہا ہے وہیں مغربی بنگال کی کانگرسی حکومت نے عیدالضحے کے موقعہ پر یہ اعلان کر کے اپنی شرافت کا ثبوت دیا کہ تمام قدیم دستوروں اور رواجوں کی پابندی کی جائے گی" اسی اعلان میں ہندوؤں سے یہ استدعا کی گئی کہ وہ دسہرہ کی رسوم عید سے ایک دن پہلے ادا کریں اور مسلمانوں سے کہا گیا کہ جہاں جہاں پبلک جگہوں پر قربانی کی اجازت ہے وہاں وہ اسے کریں لیکن اس طرح کہ وہ باہر نظر نہ آئے۔ اور امید ظاہر کی کہ ان دونوں تہواروں کا اتنی قریب تاریخوں میں آنا دونوں فرقوں کو ایک دوسرے کے قریب کرنے کا موجب ہوگا۔

حکومت مغربی بنگال کا یہ اقدام نہایت مدبرانہ تھا اور الحمدللہ کہ یہ دونو تہوار امن و امان کے ساتھ گذر گئے، کاش ہندو قوم میں اتنی رواداری ہوتی کہ دوسروں کے عقائد و خیالات کو برداشت کر سکتی تو ہندوستان و پاکستان کے حالات اس قدر شرمناک صورت اختیار نہ کرتے۔

پاکبازی کا لباس

سٹیٹسمین کا وقائع نگار راوی ہے کہ سندھ میں آج سے بیس سال پہلے جو لباس ہندوؤں میں رائج تھا، اب پھر ہر گاؤں کی پنچایت کے مکھیا نے ہندو عورتوں سے فرمائش کی ہے کہ وہی قدیم لباس پھر سے اختیار کرلیں اسی سلسلہ میں مسز کرپلانی نے بھی زنان سندھ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ان کا لباس پاکیزگی و پاکبازی کا لباس ہونا چاہیئے، نہ کہ طبیعت کو ہیجان میں لانے والا، انھوں نے یہ بھی کہا کہ آرائش و جمال کے سارے سامان کو ختم کر دینا چاہیئے یعنی پاوڈر اور لپ سٹک کو، نیچے گلے کی اور بے آستین کی قمیص کو اور رنگ برنگ بھڑکیلے کپڑوں کو،"

مسز کرپلانی کی یہ نصیحت اگرچہ ہندو عورتوں کے لئے ہے لیکن ایک مسلمان کی بھی گمشدہ متاع ہے جس کے لینے میں جلدی کرنی چاہیئے اسلام نے خاوندوں کے سوا دوسروں پر اظہار زینت کو منع فرمایا ہے، لیکن آج کل مسلمان عورت کا مجلسی لباس اور اس کا برقعہ جو پردہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے خود اظہار زینت ہے، کاش مسلمان رہبرین کی بھی توجہ اس طرف منعطف ہو، اور وہ اس تبرج جاہلیت کو روکنے اور اپنے گھروں اور مجالس میں پاکیزگی و پاکبازی کا لباس رائج کرنے کی کوشش کریں۔

ایران میں برقعہ

آج سے کچھ عرصہ قبل ایران میں برقع کے خلاف جہاد شروع ہوا اور رضا شاہ پہلوی نے برقع کو ممنوع قرار دے دیا یہاں تک کہ ایک تعلیم گاہ کے جلسہ میں اپنی دو صاحبزادیوں کو بے پردہ اپنے ہمراہ لے گئے، اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ پردہ کا رواج ایران سے اٹھنے لگا اور لوگوں نے برقع پوش عورتوں کو بازار میں سودا دینا اور سواری گاڑیوں میں بٹھانا ترک کر دیا تھا۔

اب طہران سے رائٹر کی ۲۰ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ فدائیان اسلام نامی ایک مذہبی جماعت نے آج شہر کی تمام دوکانوں، کاروں اور مسجدوں کے دروازوں پر یہ اعلانات چسپاں کر دیئے ہیں کہ کوئی عورت بغیر برقع کے بازاروں میں آئے تو کوئی دوکاندار اسے سودا نہ دے، اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج بازاروں میں متعدد عورتیں برقع پوش نظر آئی ہیں۔

تجدد پسند ایران کی یہ رجعت پسندی ایک حد تک اطمینان بخش ہے اسلام نے پردہ کے متعلق افراط و تفریط دونوں پہلوؤں سے روکا ہے برقع ہو یا کوئی اور پردہ ستر زینت اور غض بصر اس کے لازمی جزو ہونے چاہئیں۔

زبان عقیدہ اور مذہب پر حملے

یو۔پی سے مسلمانوں کے اخراج کا کوئی منظم پروگرام حکومت کی طرف سے نہیں بنایا گیا، تاہم مختلف طریقوں سے ان کی زبان، عقیدہ اور مذہب کو بدلنے کی کوشش کی جارہی ہے، گاندھی جی کے پیہم اعلانات اور کانگرس کے سالہا سال کے فیصلوں کے خلاف جن میں کانگرس کی سرکاری زبان "ہندوستانی" قرار دی گئی ہے، یو۔پی کونسل نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ صوبہ کی سرکاری زبان ہندی ہو جس کا رسم الخط ناگری ہو اور سرکاری ملازموں کو جو ہندی اور دیوناگری رسم الخط نہیں جانتے، یہ ہدایت کی گئی ہے، کہ وہ ایک معقول مدت میں دیوناگری رسم الخط اتنا سیکھ لیں کہ کام چلا سکیں۔

اس کے ساتھ ہی ذبیحہ گاؤ کو قانوناً ممنوع قرار دینے کی سکیمیں بنائی جارہی ہیں،

کہاں تو پنڈت نہرو کے یہ اعلانات کہ حکومت کی باگ ڈور جب تک میرے ہاتھ میں ہے میں حکومت ہند کو ہندو حکومت نہیں بننے دوں گا اور کہ "میرا مسلک تو یہی ہے کہ اس ملک کے ہر فرد بشر کو پوری آزادی حقوق ملے اس کا مذہب خواہ کچھ بھی ہو"، اور کہاں یو۔پی کی ہندوستانی حکومت کا یہ رویہ،

بہ بیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔

کمیونزم اور اسلام

روسی وزیر اعظم مالوٹوف نے اپنی تقریر میں یہ دعوے کیا ہے کہ امریکہ کی مدد سے دنیا کے سرمایہ دار اب خواہ کچھ کریں آجکل کی دنیا میں تمام راستے کمیونزم ہی کی طرف جاتے ہیں۔

اگر امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک کے سرمایہ دارانہ استبداد کا یہی حال رہا جو اس وقت دنیا کے ایک حصہ کو اپنی ظالمانہ دستبرد سے کھائے جارہا ہے اور دوسروں کی مفلسی و قلاشی کا موجب ہو رہا ہے تو مالوٹوف کے دعوے کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا،

لیکن کمیونزم بھی دنیا کی مصائب کا واحد حل نہیں اس کے اندر بھی ایسی خامیاں موجود ہیں جو ایک مصیبت سے نکال کر دوسری مصیبت میں لے جانے والی ہیں، دنیا کی تمام مصائب کا حل اگر ہے تو اس نظام معیشت اور تعلیم تمدن میں جو اسلام نے دنیا کو دی ہے، کاش مسلمانوں میں ایسی صلاحیت پیدا ہوجائے کہ وہ اس کامل و اکمل تعلیم کو مالوٹوف اور اس کے ہمنواؤں کے ذہن نشین کرسکیں اور کمیونزم کی خرابیوں اور سرمایہ داری کی لعنتوں سے دنیا کو بچانے کا موجب ہوں۔

حضرت امیر کیا فرماتے ہیں

(۱)

ان اصحاب سے جنہوں نے اب تک وصیت نہیں کی میری یہ درخواست ہے کہ وہ اب اس میں ایک لمحہ توقف کو بھی گناہ سمجھیں اور اپنی وصیت لکھ کر بھیجدیں۔

(۲)

اُن اصحاب سے جنہوں نے وصیت کی ہے مگر تعیین نہیں کی میری درخواست ہے کہ وہ اپنی جائداد کا حساب کرکے وصیت کی رقم متعین کردیں۔

(۳)

اُن اصحاب سے جو تعیین کر چکے ہیں یا کریں گے میری یہ درخواست ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اس رقم کی ادائیگی شروع کردیں تاکہ ان کا صدقہ جاریہ ان سے پہلے اللہ تعالے کے ہاں پہنچ جائے اور جب وہ اپنے مولا سے جاکر ملیں تو ان کا صدقہ جاریہ ان کا صالح ترین عمل ان کے استقبال کے لئے وہاں موجود ہو۔

(۴)

اور اُن اصحاب کے ورثاء سے جو فوت ہو چکے ہیں یہ درخواست ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی وصیت کو جلد سے

ز ایک معصر ہونا کافی ہے۔

حسن } اس حدیث کو کہتے ہیں جو صحیح حدیث کی طرح ہو لیکن اس کے راویوں کا حفظ اور یاد صحیح کے راویوں کے برابر نہیں۔ بہرحال مقبول اور واجب العمل ہے اگرچہ صحیح حسن سے مقدم اور افضل ہے۔

ضعیف } وہ حدیث ہے جو صحیح اور حسن کے مخالف ہو خواہ اس کا کوئی راوی درمیان سے ساقط ہو یا مطعون ہو۔

معلق } وہ حدیث ہے جس کی ابتدائے سند سے راوی ساقط ہو۔

مرسل } وہ حدیث ہے جس کی انتہائے سند سے راوی ساقط ہو۔

معضل } اگر دو راوی برابر ساقط ہو گئے ہوں۔

منقطع } یہ کہ تبع تابعی صحابی سے روایت کرے اور تابعی کو چھوڑ دے۔

موضوع } جس حدیث کا راوی مطعون یعنی جھوٹا ہو۔

متروک } ایسی حدیث جس کے راوی پر جھوٹ کی تہمت لگی ہو۔

منکر } جس کا راوی غلطی کرتا ہو۔ غافل یا کثیر الوہم ہو۔

معروف } منکر کے مقابل پر اگر راوی دونوں کا ضعیف ہے۔

مضطرب } جس میں راویوں نے سند یا متن میں اختلاف کیا ہو۔

معلل } جو ظاہر میں تو عیوب سے پاک معلوم ہو لیکن باطن میں سب طعن پائے جاتے ہوں۔

مدرج } وہ حدیث ہے جس کے راویوں نے کچھ اپنا کلام بھی شامل کر دیا ہو۔

مسند } وہ حدیث جس کے راویوں کا نام مذکور ہو۔

معنعن } وہ حدیث جس کی روایت عن کے لفظ سے ہو جیسے عن فلان عن فلان۔

شاذ } جس میں ایک ثقہ راوی بہت سے ثقہ راویوں کے مخالف بیان کرے اس میں راجح کو محفوظ کہتے ہیں اور مرجوح کو شاذ لیکن راوی دونوں کے قوی ہوتے ہیں۔

(ماخوذ از ضمیمہ سفر السعادت مؤلفہ مجد الدین فیروز آبادی)

[illegible] تعالیٰ انہیں [illegible] ... [illegible] اور اس [illegible]

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان جماعت بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔ اور خدمات دینیہ میں مصروف۔

— مولانا صدر الدین صاحب حسب دستور نماز صبح کے بعد مسجد احمدیہ بلڈنگس میں قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔

اس ہفتہ مدراس سے ہمارے معزز بزرگ سید داؤد شاہ تشریف لائے ہیں۔ سید صاحب کچھ عرصہ سے انجمن کی طرف سے قرآن کریم کا ترجمہ تامل زبان میں کر رہے ہیں۔

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت مسرت کیساتھ سنی جائے گی کہ ہمارے محترم بزرگ شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب ملز او نر لائلپور کے فرزند ارجمند شیخ میاں نصیر احمد صاحب جو پنجاب مسلم چیمبر آف کامرس کے نائب صدر ہیں حکومت ہند کی طرف سے جنیوا ٹریڈ کانفرنس میں شامل ہونیوالے وفد کے رکن منتخب ہوئے ہیں اور آپ دو تین روز میں جنیوا تشریف لے جائیں گے۔ اس وفد کے لیڈر حکومت ہند کے کامرس ممبر مسٹر چندریگر ہیں، ہم اس انتخاب پر شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب، اور میاں نصیر احمد صاحب مبارکباد دیتے اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس مشن میں کامیاب فرمائے اور بخیر و عافیت واپس لائے۔

— شیخ میاں نصیر احمد صاحب کے اعزاز میں ۶ر اپریل کی شب کو نصیر احمد صاحب ملی نے فلیٹی ہوٹل میں ڈنر دیا جس میں دوسرے معززین کے علاوہ سردار افتخار حسین صاحب آف ممدوٹ نے بھی شرکت فرمائی۔

— امرتسر سے بابو ثناء اللہ صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ گذشتہ فسادات میں ہماری جماعت کے معزز ممبر خواجہ عبد الحمید صاحب کا رہائشی مکان لوٹ لیا گیا مگر جلنے سے بچ گیا البتہ کٹرہ جمیل سنگھ میں ان کے تمام مکانات اور دو کانات جل کر راکھ ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہمیں اس حادثہ میں خواجہ عبد الحمید صاحب سے دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اسکا نعم البدل عطا فرمائے

بونچھ سے منشی اطہر دین صاحب برق لکھتے ہیں کہ میرا لخت جگر مظفر احمد خان جو میرا اکلوتا بیٹا تھا اور جس کی عمر ۲ سال ۶ دن کی تھی جو میرے ساتھ سالانہ جلسہ پر لاہور گیا تھا اور ایک پاک فطرت لیکر آیا تھا۔ وہ خوبصورت اور خوب سیرت بچہ جو کہ اپنی جان سے زیادہ عزیز تھا اور جس سے ہندو سکھ اور مسلمان سب پیار کرتے تھے ۱۵ کو ہم تمام خاندان کو مچھلی بے آب کی طرح تڑپتا ہوا چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوا اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔ . . . انا للہ وانا الیہ راجعون، منشی [illegible] دین صاحب برق

سلسلہ میں شمولیت

مندرجہ ذیل اصحاب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہوئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ استقامت کی توفیق عطا فرمائے

(۲۹) چوہدری اللہ دتہ صاحب . . . سیالکوٹ
(۳۰) محمد عطاء الرحمن صاحب . . . لائلپور
(۳۱) محمد یوسف صاحب . . . . . دہلی
(۳۲) Lt. M. Sadiq (?) لاہور
(۳۳) غلام احمد خان صاحب . . . دہلی
(۳۴) غلام رسول صاحب . . . . [illegible]
(۳۵) Hajina Khan شیلانگ
(۳۶) عبد العزیز صاحب ۔ ریاسی (جموں)
(۳۷) اہلیہ غلام اللہ صاحب سیالکوٹ
(۳۸) اہلیہ برکت اللہ صاحب . . . ″ ″
(۳۹) وحیدہ بیگم صاحبہ سیالکوٹ
(۴۰) نواب الدین صاحب . . . سیالکوٹ
(۴۱) محمد یونس صاحب . . . شیلانگ (آسام)
(۴۲) مسز انوار بیگم صاحبہ . . . ″ ″
(۴۳) مبارک علی صاحب . . ″ ″
(۴۴) سید محمد جمیل خان صاحب ″ ″
(۴۵) ایک معزز جرمن مسلمان
(۴۶) عبد الرحیم احمد نوش . . . گوڑ گانوہ
(۴۷) حضرت صاحب . . . . گدکہ
(۴۸) محمد صدیق صاحب . . . لاہور
(۴۹) غلام محمد صاحب قیصر ڈیرہ اسمٰعیل خان
(۵۰) محمد خلیل الرحمان صاحب شیلانگ
(۵۱) محب الدین احمد صاحب ″ ″
(۵۲) مولوی محمد شریف صاحب . . . پونچھ
(۵۳) حبیب احمد صاحب . . . منظفر گڑھ
(۵۴) Manie —
Aziz Bakhsh لاہور
(۵۵) عبد الحق خان صاحب شیلانگ
(۵۶) الٰہی داد صاحب چوہدری ۔ چٹا گانگ (بنگال)
(۵۷) کرم الٰہی صاحب ۔ قادیان ۔ گورداسپور
(۵۸) امیر بیگم صاحبہ . . . بہاولپور
(۵۹) محمد غالب صاحب مضطر دہلی
(۶۰) محمد صدیق صاحب شاہ پور
(۶۱) عبد الاحد صاحب بٹ سرینگر کشمیر

دفتر تحصیل کی ضروری گذارشات

(۱) اب جبکہ فصلوں کی کٹائی کا کام شروع ہے جو جماعتیں اور احباب انجمن کو فصلانہ مرحمت فرمایا کرتے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ بر وقت فصلانہ پر ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔

(۲) اب تک بعض احباب کی طرف سے جلسہ فنڈ کی رقوم وصول نہیں ہوئیں سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں عرض ہے کہ براہ مہربانی ماہوار چندہ کے ساتھ اس فنڈ کی رقوم بھی ضرور وصول فرمائیں۔ گذشتہ جلسہ پر اخراجات پہلے سالوں کی نسبت بہت زیادہ ہوئے ہیں مگر اس کے بالمقابل جلسہ فنڈ کم وصول ہوا ہے اس لئے جن احباب نے ابھی جلسہ فنڈ نہیں دیا ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ رقم مذکورہ عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

(۳) جن احباب کی خدمت میں برلن مسجد کی اپیلیں فراہمی چندہ کے لئے بھیجی گئی ہیں اب تک ان میں سے بہت کم احباب نے اس ضروری کام کی طرف توجہ کی ہے براہ مہربانی اس طرف توجہ فرمائیں اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد گرامی کے مطابق بعجلد از جلد سب احباب چندہ جمع کر کے مرکز میں ارسال فرماویں۔ برلن مسجد کی اپیلیں دوبارہ چھپوائی گئی ہیں جن احباب کی خدمت میں پہلے نہیں بھیجی گئی تھیں اب ارسال ہو رہی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب انکو لیکر فراہمی چندہ کے لئے فوری کوشش فرمائیں۔

مرتضیٰ خان
(اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

ضرورت

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو اپنے بکڈپو کے لئے ایک مینیجر کی ضرورت ہے۔ درخواست کنندہ کو عام کاروباری واقفیت کے علاوہ کتب کی چھپوائی و فروخت اور پرنٹنگ لائن کا تجربہ ہونا چاہیئے تنخواہ یکصد روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ حسب لیاقت و تجربہ دی جائے گی۔ گریڈ تنخواہ ۱۰۰ — ۵ — ۱۵۰ ہوگا خواہشمند حضرات پتہ ذیل پر درخواست ارسال کریں:۔

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

ایک فاضل امام کی ضرورت:

برہما کے ایک علاقہ میں ایک ایسے امام کی ضرورت ہے جو انگریزی، عربی اور اردو زبانیں جاننے کے علاوہ قرآن اور حدیث اور دیگر علوم دینیہ پر عبور رکھتا ہو، جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھتا ہو، تنخواہ حسب لیاقت معقول دی جائے گی، تبلیغ دین کا شوق رکھنے والے اصحاب کے لئے نہایت عمدہ موقعہ ہے علمائے جماعت میں سے اگر کوئی صاحب وہاں جانے کے لئے تیار ہوں تو اپنی درخواستیں ذیل کے پتہ پر بھیجدیں۔

جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود و ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر دوست محمد

جائنٹ ایڈیٹر۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ م ۱۴ مئی ۱۹۴۷ء | نمبر ۱۹

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

تحریک احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

دُرِّ ثمین

عن حذیفۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لتأمرون بالمعروف ولتنھون عن المنکر او لیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عذابا منہ فتدعونہ فلا یستجیب لکم
(ترمذی ابواب الفتن)

حذیفہ بن الیمان سے روایت ہے کہا فرمایا رسول کریم صلعم نے قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (ہر مسلمان پر فرض ہے) کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی اشاعت اسلام کرتے رہو (ورنہ) اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب الیم نازل فرمائیگا پھر تم اُسے (نصرت کے لئے) پکارو گے مگر تمہاری دعا (رد کی جائے گی) نہ قبول ہوگی (مسلمانوں کے ادبار کی اصل وجہ ترک اشاعت اسلام ہے)

(۲) عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی آخر الزمان قوم احداث الاسنان سفھاء الاحلام یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیھم یقولون من قول خیر البریۃ یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرامیۃ۔
(ترمذی ابواب الفتن)

عبد اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم صلعم نے آخر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی کم عمر ناقص العقل قرآن پڑھیں گے (مگر) وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ اپنی بزرگی کا سکہ بٹھانے کے لئے (تصنع سے) نیک لوگوں کی سی باتیں کریں گے وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے پاس سے گذر جاتا ہے (یعنی وہ لوگ قرآن بیان کریں گے بڑی بڑی تفسیریں بھی لکھیں گے مگر قرآن کا ان کی ذات پر کوئی اثر دکھائی نہیں دے گا۔ ان کے عمل کا خانہ خالی ہوگا)

(۳) عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا وان امتی سیبلغ ملکھا ما زوی لی منھا واعطیت الکنزین الاحمر والابیض وانی سألت ربی لامتی ان لا یھلکھا بسنۃ عامۃ وان لا یسلط علیھم عدوا من سوی انفسھم فیستبیح بیضتھم ولو اجتمع علیھم من اقطارھا حتی یکون بعضھم یھلک بعضا ویسبی بعضھم بعضا ھذا حدیث حسن صحیح (ترمذی ایضاً) ثوبان سے روایت ہے کہا فرمایا رسول کریم صلعم نے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمٹا لیا سو میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھا اور میری امت کا ملک وہاں تک پہنچیگا جہاں تک میرے لئے وہ زمین سمٹائی گئی ہے۔ اور مجھے دو خزانے دئے ہیں ایک سرخ اور دوسرا سفید (مشرق و مغرب کے بادشاہ) اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لئے سوال کیا ہے کہ اسکو عام قحط سے ہلاک نہ کرے اور ان پر کوئی دشمن سوائے ان کے نفسوں کے اور کسی کو مسلط نہ کرے کہ ان کی جماعت کی بیخ کنی کرے اور میرے رب نے فرمایا ہے اے محمد جب میں کوئی حکم کرتا ہوں تو وہ رد نہیں ہوتا اور میں نے تیری امت پر یہ فضل کیا ہے کہ میں اسے عام قحط سے ہلاک نہیں کروں گا اور نہ ان پر کوئی دشمن سوائے ان کی اپنی جانوں کے مسلط کروں گا کہ ان کی جماعت کے بہترین حصہ کی بیخ کنی کرے اگرچہ ان پر تمام اطراف زمین سے لوگ جمع ہو جائیں یا کہا اطراف ہی سے وسط اطراف سے حتیٰ کہ بعض ان کے بعض کو ہلاک کریں گے اور بعض ان کے بعض کو غارت کریں گے (قید و بند کی مصیبتوں میں ڈالیں گے) یعنی ان کی ہلاکت کا ذریعہ خود ان کے اپنے لوگ ہوں گے۔

(غلام قادر عفی عنہ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نفس امارہ کی تین حالتیں

قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس انسانی کی تین حالتیں ہیں۔ ایک امارہ۔ دوسری لوامہ، تیسری مطمئنہ۔ نفس امارہ کی حالت میں انسان گویا شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہوتا ہے۔ اور اس کی طرف بہت جھکتا ہے لیکن نفس لوامہ کی حالت میں وہ اپنی خطا کاریوں پر نادم ہوتا اور شرمسار ہو کر خدا کی طرف جھکتا ہے۔ مگر اس حالت میں بھی ایک جنگ رہتی ہے کبھی شیطان کی طرف جھکتا ہے۔ اور کبھی رحمان کی طرف۔ مگر نفس مطمئنہ کی حالت میں وہ عباد الرحمن کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور یہ گویا ارتفاعی نقطہ ہے جس کے مقابل نیچے کی طرف امارہ ہے۔ اس میزان کے بیچ میں لوامہ ہے۔ جو ترازو کی زبان کی طرح ہے انخفاضی نقطہ کی طرف تو حیوانات سے بھی بدتر اور ارذل ہو جاتا ہے اور اگر ارتفاعی نقطہ کی طرف رجوع کرتا ہے، تو اسی قدر اللہ تعالےٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے، اور سفلی اور ارضی حالتوں سے نکل کر علوی اور سماوی فیضان سے حصہ لیتا ہے۔

(منظور الٰہی ص ۸۹ و ص ۹۰)

فصلانہ دینے والے احباب توجہ فرمائیں

فصلانہ دینے والے احباب کی خدمت میں دفتر سے فرداً فرداً بھی خطوط لکھے جا چکے ہیں اور جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں بھی لکھا گیا ہے۔ اور اب تاکید مزید کے لئے بذریعہ اخبار عرض کی جاتی ہے کہ جو جماعتیں یا احباب انجمن کو فصلانہ دیا کرتی ہیں وہ براہ مہربانی اپنا چندہ جلد بھیجکر مشکور فرماویں۔ کیونکہ بہت سے مقامات پر اب فصلیں اٹھائی جا چکی ہوں گی۔ امید ہے احباب توجہ فرمائیں گے۔

مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

کلرک کی ضرورت

اخبار "لائٹ" کے لئے ایک کلرک کی ضرورت ہے جو فسٹ ڈویژن میٹرک ہو یا ایف اے پاس ہو۔ معقول تنخواہ کے علاوہ ہنگامی الاؤنس بھی دیا جائے گا ٹائپ جاننے والے کو ترجیح دی جائے گی درخواستیں بنام مینیجر "لائٹ" احمدیہ بلڈنگس لاہور آنی چاہئیں۔

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام ... طبع ہو کر ... شائع ہوا

موجودہ فسادات غضب الٰہی کی آگ ہے

جسکا علاج دعائے سحری اور گریہ بامداد کے سوا کچھ نہیں

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا مکتوب احباب جماعت کے نام

برادران مکرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

لاہور امرتسر اور بہت سے دوسرے شہروں میں فسادات کا سلسلہ بعض ہندو اور سکھ اصحاب کی ناعاقبت اندیشی سے مارچ میں شروع ہوا اور قریباً چار ماہ اس پر گذر گئے، ہزارہا بے گناہ جن میں عورتیں اور بچے بھی تھے قتل ہو گئے۔ اور ہزارہا جن میں شاید بے گناہ ہی زیادہ ہیں اب جیل خانوں میں ڈالے جا چکے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں مکانات معہ سامان کے اور بعض وقت مع مکینوں کے جل کر خاک سیاہ ہو گئے اور ان کے رہنے والے بے گھر اور بے یار و مددگار پھر رہے ہیں۔ کروڑوں کا مال نذر آتش ہو گیا۔ اور اس سارے فساد اور خونریزی سے کسی قوم کو ادنےٰ سے ادنےٰ فائدہ نہیں پہنچا۔ بلکہ ہر قوم کو نقصان ہی پہنچ رہا ہے۔ ہر قوم کی جانیں اور مال برباد ہو رہے ہیں اور جو بربادی سے بچے ہوئے ہیں وہ ہر وقت ہراساں ہیں، دن کا آرام اور راتوں کی نیند لوگوں پر حرام ہو گئی ہے۔ حکومت نے فوج اور پولیس کا انتظام بھی کیا اور تشدد بھی کیا۔ جرمانے بھی کئے لوگوں میں مزید خوف بھی پیدا کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ چوٹی کے لیڈروں نے جن کے کہنے پر لوگ جانیں قربان کرتے ہیں پورا زور لگایا سمجھانے کی کوشش کی نصیحت کی مگر اس کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا اور فساد کی آگ اسی طرح مشتعل ہے، کھانے کو ویسے نہیں ملتا امن یوں اٹھ گیا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر بھڑک اٹھا ہے، اور اس کا علاج سوائے دعائے سحری اور گریہ بامداد کے کچھ نہیں۔ اس لئے میں اپنے احباب سے یہ التجا کرتا ہوں کہ اس فساد اور خونریزی کے دور کرنے کے لئے بارگاہ الٰہی میں گریں اور درد دل سے رات کے وقتوں میں اور دن کی نمازوں میں دعا کریں کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کی برکت سے اپنے غضب کو دور فرمائے اور اپنی مخلوق پر رحم فرمائے۔ خدا کا پیغام بھی دنیا میں اسی وقت پہنچ سکتا ہے جب امن کی حالت ہو۔ میں جماعت کے ایک ایک فرد سے درخواست کرتا ہوں۔ ان مسلمانوں سے بھی درخواست کرتا ہوں جن تک میری بات پہنچے کہ جب سب حربے ناکام ہو جائیں تو دعا کا حربہ ہی آخری حربہ ہے آؤ ہم سب اس سے کام لیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ وہ اپنے غضب کو دور فرمائے اور اپنے فضل اور رحمت کی بارش اپنی مخلوق پر برسائے۔

والسلام

خاکسار محمد علی

۲۰ر جون ۱۹۴۷ء

ایک خواب اور اسکی تعبیر از حضرت امیر ایدہ اللہ

دارالاسلام - ڈلہوزی -

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گجرات سے ایک صاحب نے حضرت امیر قوم کی خدمت میں ایک خط لکھا ہے جس میں ایک خواب درج ہے - حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس خط کا جواب نیز خواب کی تعبیر مندرجہ ذیل لکھائی ہے - براہ مہربانی حضرت امیر کے جواب کو نیز اس خط کو (جس کی نقل بھی ذیل میں درج ہے . . . . . . اخبار میں شائع کر دیں) - حضرت امیر کا ایسا ہی ارشاد ہے - محمد اسلم

نقل خط حکیم محمد حسین صاحب عفا زبدۃ الحکما گجرات

" آج یہ عریضہ حسب ذیل ایک خواب کی تعبیر کے لئے پیش خدمت ہے - خواب پر میں نے ہر طرح سے غور کیا ہے مگر اس کے مدعا اور مفہوم کو نہیں سمجھ سکا۔

گزشتہ شب آخر شب میں خود کو ایک مسجد میں دیکھتا ہوں - جہاں بہت سے لوگ نماز جمعہ کے لئے جمع ہیں - بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نماز جمعہ پڑھائیں گے۔ مگر ساتھ ہی لوگ کہتے ہیں) کہ پاس ہی تھوڑے فاصلہ پر حضرت مولوی محمد علی صاحب ایک دوسری مسجد میں بیٹھے ہیں (یعنی جس حالت میں آپ کو دیکھتے ہیں اس سے بہتر حالت اور صورت میں) اور بہت لوگ آپ کے پاس مسجد میں بیٹھے ہیں - میں نے عرض کی ہے کہ عوام کا خیال حضرت امام رحمۃ اللہ کے متعلق نماز پڑھانے کا ہے، آپ دوسری جگہ کیوں نماز پڑھانے کا خیال کرتے ہیں - آپ نے جواباً ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے قطعاً کسی قسم کا حضرت امام کے خلاف اصرار نہیں - یہ عوام بالاتفاق مجبور کر رہے ہیں یہ لوگ اگر ان کے ساتھ نماز میں شامل ہوں تو میں سب سے پہلے ان کے ساتھ ہوں۔ اس پر تمام لوگ خاموش ہو گئے ہیں - میں نماز صبح کے لئے بیدار ہو گیا ہوں - یہاں حضرت امام جماعت مسلمین میں موجود نہیں ہیں "

تعبیر از حضرت امیر ایدہ اللہ

" جہاں تک آپ کے خواب کی تعبیر کا سوال ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اب یہ ہے کہ مسلمانوں کے قلوب کو اس نئی تعبیر دین کی طرف پھیرے جو اس زمانہ کے امام نے پیش کی ہے۔ عوام کو یہ غلط فہمی ہے کہ گویا امام وقت حضرت امام ابوحنیفہ سے کہ جن کا مسلمانوں کا سواد اعظم متبع ہے کچھ اختلافات رکھتے ہیں - حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ بار بار اس چیز کو لکھ چکے ہیں کہ آپ حضرت امام ابوحنیفہ کے مذہب پر ہیں میں چونکہ حضرت امام کا شاگرد ہوں - اور اللہ تعالیٰ نے بعض ان باتوں کو جو حضرت مسیح موعود کے دل میں تھیں کہ اس زمانے میں ان پر روشنی ڈالی جائے - میرے ذریعے سے پورا کیا ہے۔ اس لئے خواب میں حضرت مسیح موعود کی جگہ مجھے دکھایا گیا ہے اور حضرت صاحب نے تو ہی مجھے مخاطب کر کے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ میں اسلام پر ایک ایسی کتاب لکھوں جو ہر قسم کے مسائل کو اپنے اندر رکھتی ہو - چنانچہ یہ کام کرنے کی خدا نے مجھے توفیق دی - اسی طرح ترجمہ قرآن کا کام جس کو حضرت مسیح موعود نے اپنا کام قرار دیا تھا وہ بھی مجھ سے لے لیا - اور میری ان کتابوں کو اپنے فضل سے ایک قبولیت بخشی - ہمارے متعلق بھی بعض غلط فہمیاں عوام میں ہیں جو خدا نے اگر چاہا تو دور ہو جائیں گی - یہ صرف حضرت مسیح موعود ہی کی خواہش نہ تھی کہ اسلامی مسائل پر نئی روشنی ڈالی جائے - بلکہ علامہ اقبال مرحوم نے بھی مجھ سے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اس زمانے میں ایک نئی فقاہت کی ضرورت ہے - میں نے ان سے کہا کہ آپ یہ کام کیوں نہیں کرتے انھوں نے جواباً کہا کہ یہ کام آپ کا ہے تو ارادہ الٰہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس دور جدید میں جب اسلام کے دنیا میں عام طور پر پھیلنے کا وقت آگیا ہے - اسلام کی وہی تصویر مقبول ہو - جسے حضرت امام یا آپ کے شاگردوں نے پیش کیا ہے، اور واقعات صاف اس کی گواہی بھی دے رہے ہیں یہی آپ کے خواب کی تعبیر ہے "

زیادہ اپنی تجارت کو وسعت دے سکتے ہیں

مسلمان نقال بننے کے لئے نہیں رہنما بننے کے لئے کھڑا کیا گیا ہے۔

اور بہر حال یہ سب کام کر بھی لیں اور یہ اچھے کام ہیں۔ تو زیادہ سے زیادہ یہی کہا جاتے گا کہ ہم نے بھی کافر قوموں کی اچھی نقل اتاری۔ ہندو اس پر فخر کرے تو اس کا حق ہے۔ مگر مسلمان کے لئے یہ کوئی فخر کا مقام نہیں۔ ہمیں نقال بننے کے لئے کھڑا نہیں کیا گیا تھا۔ اس لئے کھڑا کیا گیا تھا کہ دوسرے لوگوں سے دنیا کی ترقی کے راز سیکھیں۔ ہمیں رہنما بننے کے لئے کھڑا کیا گیا تھا کہ دوسروں کو خدا کی ہستی کا راز بتائیں۔ ان کے اخلاق کی اصلاح کریں۔ ان میں روحانی بیداری پیدا کریں ان کو انسان کے مقام بلند کی خبر دیں۔ قرآن تو یہی فرماتا ہے جعلنکم امة وسطا لتکونوا شھداء علی الناس۔ ہم نے تمہیں اعلیٰ درجہ کی امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں کے رہنما بن جاؤ۔ اور رہنما بھی کیسے۔ ویکون الرسول علیکم شھیدا۔ جس طرح رسول تمہارا رہنما ہے۔ رسول کو خدا نے کس قسم کا رہنما بنا کر بھیجا تھا۔ ایسا رہنما بنا کر نہیں بھیجا تھا کہ وہ دیکھے کہ رومن امپائر نے کیا کیا ترقی کی ہے۔ ایران نے کیا کیا ترقیات کی ہیں کس طرح انکی تجارتیں وسیع ہیں۔ لوگ مالدار اور آسودہ حال ہیں اسی طرح وہ بھی عرب کے لوگوں کو دنیوی ترقیوں کی راہ پر ڈالے یا ان کو دوسروں کی غلامی سے آزاد کرے۔ بلکہ ایسا رہنما بنا کر بھیجا تھا کہ وہ ان کا خدا سے تعلق قائم کرے۔ ان کے اندر روحانی بیداری پیدا کرے۔ ان کے اخلاق کو بلند کرے۔

ہماری زندگیوں کا مقصد

قرآن مسلمانوں سے یہ چاہتا ہے کہ وہ ایسے ہی رہنما دنیا کے بنیں۔ دنیوی طور پر آسودہ حال قوموں کو بتائیں کہ ان کا ایک خدا ہے۔ وہ اس پر ایمان لائیں اور اس کے فرمانبردار بندے بنیں۔ ان کے لئے قرآن ایک رحمت کا خزانہ ہے۔ وہ ان کی بیماریوں کی دوا ہے۔ وہ اس نسخہ شفاء کو استعمال کریں تاکہ ان میں روحانی زندگی پیدا ہو ہماری زندگیوں کا مقصد ہمارے خدا نے یہ نہیں ٹھہرایا کہ ہماری تجارتیں بڑی ہوں ہمارے پاس مال بہت ہو بلکہ یہ ٹھہرایا ہے کہ ہم دنیا کو خدا کا پیغام پہنچائیں اور خدا سے دور پڑی ہوئی قوموں کو خدا کی طرف بلائیں۔

ہمارے اسلاف کے کارنامے

ہمارے سلف نے اس راز کو سمجھا۔ وہ خدا کے پیغام کو لے کر دنیا میں نکل گئے۔ بادشاہت نے ان کو خدا کا نام دنیا میں بلند کرنے سے غافل نہ کیا۔ ان کی تجارتوں نے ان کو غافل نہ کیا۔ وہ اپنی زندگی کا اصل مقصد اسی کو سمجھتے تھے کہ خدا کا نام دنیا میں بلند ہو۔ محمد صلعم اور قرآن کے لوگ فرمانبردار ہوں ان کے پاس دولت تھی ان کی تجارتیں تھیں۔ ان کے پاس ایسی حکومت تھی کہ ساری دنیا کا سر ان کے سامنے جھکا ہوا تھا مگر ان میں سے کسی بات پر وہ مطمئن نہ تھے۔ ان سب چیزوں کے ہوتے ہوئے ان کے دلوں کے اندر اعلائے کلمۃ اللہ کی تڑپ تھی۔ وہ خدا کے کلام کو لے کر دنیا کے کونے کونے میں پہنچ گئے انہوں نے اپنے محکوموں کو بھی خدا کا پیغام پہنچایا۔ اپنے حاکموں کو بھی خدا کا پیغام پہنچایا۔ وہ انتہائے مشرق میں بھی پہنچ گئے وہ انتہائے مغرب میں بھی پہنچ گئے۔ یہی روح لیکر کچھ لوگ ہندوستان میں دھونی رما کر بیٹھ گئے۔ ان کے بادشاہ اپنی عیش و عشرت میں منہمک تھے۔ ان کے تاجر اپنی تجارتوں میں مست تھے۔ ان کے دولتمند اور رئیس اپنی دولت اور ریاست میں مصروف تھے مگر وہ اس ملک کے لوگوں کو اسلام کی نعمت سے متمتع کرنے کی فکر میں تھے۔ قرآن کی دولت سے مالا مال کرنے کی فکر میں تھے۔ آج اگر پاکستان بنا ہے تو یہ ان لوگوں کی محنت کا نتیجہ ہے۔ مشرقی پنجاب میں پاکستان کیوں نہ بن گیا۔ مغربی بنگال میں کیوں نہ بن گیا۔ یو۔پی میں کیوں نہ بن گیا مدراس اور بمبئی میں کیوں نہ بن گیا۔ بیشک آج بھی بعض لوگوں نے کارہائے نمایاں کئے ہیں۔ لیکن اگر ان پہلے بزرگوں نے جنہوں نے اپنی ساری قوت تبلیغ دین پر صرف کر دی یہ بنیاد نہ بنائی ہوتی تو آج اس سے ہزار گنا زیادہ قربانیاں بھی پاکستان کو نہ لا سکتی تھیں۔

ہمارا اصل کام تبلیغ اسلام ہے

مسلمان قوم کو خدا نے بہت بلند مقام دیا ہے۔ ان کو دنیا کی رہنمائی کے کام کے لئے کھڑا کیا گیا ہے۔ جہاں حکوم ہیں وہاں بھی تبلیغ اسلام میں لگ جائیں۔ جہاں مسلمانوں کی کچھ آبادیاں نظر آتی ہیں وہاں بھی تبلیغ اسلام کے کام میں لگ جائیں جہاں قرآن اور اسلام اور محمد صلعم کے نام سے لوگ بے خبر ہیں وہاں بھی قرآن کو لے کر پہنچ جائیں۔ لوگوں کو خدا کی راہ کی طرف بلائیں ان کے اخلاق کو درست کر دیں۔ تو یہ ہمارا اصل کام ہے مگر باوجود ان کھلے واقعات کو دیکھنے کے ہماری آنکھیں تبلیغ اسلام کی طرف سے بند ہیں۔

اس زمانہ کا سب سے بڑا محسن

اس زمانے میں صرف ایک شخص ہوا جس نے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ ان کی بڑائی کا اصل راز تبلیغ اسلام میں ہے ؎

از رہ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
بازچوں آید بیاید از ہمیں رہ بالیقیں

دین کی خدمت سے مسلمان بڑے بنے اگر پھر کبھی بنیں گے تو اسی راہ سے بڑے بنیں گے۔ مگر اس زمانہ کے اس سب سے بڑے محسن کو برا کہنا۔ گالیاں دینا ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے۔ اور اچھے اچھے لوگ بھی دل میں اس سے نفرت رکھنے کو موجب ثواب سمجھتے ہیں۔ ہر شخص کو سب سے پہلے فکر یہ ہوتی ہے کہ کسی مجلس میں لوگوں کو یہ شک نہ پڑ جائے کہ اس کا بھی احمدیت کی طرف میلان ہے وہ ہر وقت اس سے اپنی برأت کی فکر میں رہتا ہے۔ لیکن جو شخص چاہے اسکو موٹے حروف میں لکھ کر اپنے سامنے رکھ لے کہ اگر مسلمان کبھی بڑے بنیں گے تو مجدد وقت کو اپنا رہنما مان کر، تبلیغ دین پر اپنی پوری قوت [illegible] کرنے سے بڑے بنیں گے۔ آج اگر مسلمانوں کی پوری توجہ اس طرف ہو جائے تو پچاس سال کے اندر سارا ہندوستان پاکستان بن سکتا ہے۔

اپنے دوستوں سے خطاب

میں اپنے دوستوں سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کو ہی نہیں ساری دنیا کے مسلمانوں کو یہ راز بتا دیں کہ ان کی سربلندی دنیا کی قوموں کی نقل میں نہیں وہ حکومتیں بیشک قائم کریں۔ تجارتوں کو وسعت دیں انڈسٹری کو فروغ دیں۔ لیکن ان کی سربلندی صرف تبلیغ اسلام میں ہے۔ ان چیزوں میں نہیں۔ تبلیغ اسلام کی تڑپ ان کی روحوں میں موجود ہو تو وہ خیر امۃ ہیں۔ دنیا کی بہترین قوم ہیں۔ اپنے عمل سے یہ بھی بتا دیں کہ خدا کا پیغام دنیا میں آج کس طرح پہنچایا جا سکتا ہے۔ آج اسلام کی صحیح تصویر دکھانے کی دنیا کو ضرورت ہے۔ مگر یہ صحیح تصویر بنا کر اپنے گھر میں رکھ لینے سے کچھ نہیں بنتا۔ اس کو دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم میں پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے بڑی بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ جب تک ہم اس کام کے لئے مالی قربانیاں نہیں کرتے جانوں کی قربانیاں نہیں کرتے۔ اس وقت تک ہمارا یہ دعوے کہ ہمارے اندر تبلیغ اسلام کی تڑپ ہے جھوٹا دعویٰ ہے۔ اور جھوٹا دعوے دنیا میں کبھی سرسبز نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود کے لگائے ہوئے باغ میں اگر کچھ شادابی نظر آتی ہے تو ان لوگوں کی قربانیوں سے نظر آتی ہے جنہوں نے اپنے اندوختے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے دے دیئے ہیں۔ ایسی جماعت میں سے صرف ڈیڑھ دو سو آدمی نکلا ہے جنہوں نے اپنی وصیتوں کے اموال سے ہمیں اس قابل بنا دیا ہے کہ ہم چند کفرستانوں میں تبلیغ اسلام کے مرکز بنا دیں جس دن یہ جماعت مل کر یہ قدم اٹھائے گی اور اس میں سے ایک فرد بھی ایسا باقی نہ رہے گا جس کے پاس مال ہے اور وہ وصیت نہیں کرتا اس دن ہمارے کام میں سو گنا زیادہ قوت ہوگی اور ہم پانچ سو مرکز تبلیغ اسلام کا دنیا میں قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اس وقت ہمارے کام کی ترقی ان احباب کی وجہ سے رکی ہوئی ہے جو وصیتیں نہیں کرتے۔ وہ خدا کے لئے غور کریں کہ وہ خدا کی نصرتوں کے آنے میں روک بنے ہوئے ہیں :

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد للہ بخیر عافیت ہیں چونکہ ڈلہوزی اب مشرقی پنجاب میں چلا گیا ہے اور ضلع گورداسپور فتنہ و فساد کا آماجگاہ بن چکا ہے اس لئے حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر دوستوں کو وہاں سے بحفاظت لانے کے خاص انتظامات ہو رہے ہیں امید ہے امروز فردا وہ لاہور پہنچ جائیں گے انشاء اللہ

—— مرزا مسعود بیگ صاحب سکرٹری انجمن اپنے والد ماجد مرزا سکندر بیگ صاحب کو کلانور ضلع گورداسپور سے لانے کے لئے باہر گئے ہوئے ہیں احباب ان کے لئے دعا فرمائیں ایسا ہی دوسرے دوستوں کے لئے جو مشرقی پنجاب میں گھرے ہوئے ہیں خلص طور پر دعائیں کی جائیں۔

—— شیخ عبید اللہ صاحب سیکرٹری جماعت وزیر آباد مطلع فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت کے ایک قابل دوست ڈاکٹر عبد الرحمان صاحب ڈھگورا والے وفات پا گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہمیں ڈاکٹر صاحب کے پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے تمام احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

—— محترم ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ کے صاحبزادہ فضل احمد صاحب ایم اے کیو ویٹر سرکاری وظیفہ پر جو مقررہ تنخواہ کے علاوہ ہے نانکنگ (چین) میں اعلیٰ تعلیم اور تجربہ کے لئے تین سال کے لئے تشریف لے گئے ہیں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ اپنے کام کے علاوہ ان کو خدمت دین کا بھی شوق ہے اور جاتے ہوئے قرآن مجید کا ترجمہ لے گئے ہیں تاکہ زبان سے واقفیت حاصل ہو تو پھر کچھ کام کر سکیں اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب فرمائے احباب ان کے لئے دعا کریں

معاصرین کے افکار

سسلی اور اندلس کی مثالیں

انڈین یونین اور پاکستان کے ہندو اور مسلمان اپنی آبادی کے جس تناسب سے ہیں یہ باور نہیں کیا جاسکتا کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی کسی دوسرے فرقہ کے افراد کو اس طرح ختم کرسکتا ہے کہ اس مذہب کا نام لیوا کوئی باقی نہ رہ جائے بعض کوتاہ بینوں کے سامنے سسلی اور اندلس کی مثالیں ہیں، ہندوؤں کی بعض نوقائم جماعتیں قتل و غارتگری سے اس تاریخ کو دوہرانا چاہتی ہیں اور بعض نادان مسلمانوں کا ایک طبقہ خدمت خوف کے دن ـ مثالوں کو سامنے دیکھ کر لرزاں و ترساں اور سر چھپانے کے لئے کسی مامون جگہ کی تلاش میں سرگرداں ہے مگر یہ اس راہ سے سوچنے والوں کی صریح نادانی ہے، وہ اس کو فراموش کر دیتے ہیں کہ اگر مسلمان سسلی اور اسپین سے ایک ایک کرکے نکل آئے، تو دوسرے راستہ سے انھوں نے اس برِ اعظم کی سب سے عظیم الشان سلطنت بیزنطی کی شہنشاہی کو ختم کردیا۔ وہ اپنی ان سے بہت کم قوتوں کو سسلی اور اسپین کی بازیافت میں لگاکر کامیاب ہوسکتے تھے۔ مگر اس وقت کی بساطِ سیاست کا نقشہ کچھ اور تھا، اس کے مطابق انھوں نے عمل کیا پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ وہ اپنے طرزِ عمل سے سالہا سال تک جن نظریوں کی مخالفت کرتے رہے، اپنے اس بیسویں صدی کے نئے تخیل یعنی نازی اصولوں کے مطابق وحدانی ہندو قوم اور وحدانی ہندو حکومت سے انہی کو تقویت پہنچا رہے ہیں، ایسی حکومتوں کی کوششیں نہ انڈین یونین میں کامیاب ہوسکتی ہیں اور نہ پاکستان میں۔ (معارف)

اُردو کُشی اور گاندھی جی

نئی دہلی ۱۵ اکتوبر۔ آج شام کی عبادتی تقریر میں گاندھی جی نے اس امر پر اظہار تاسف کیا کہ صوبہ متحدہ نے اپنے یہاں کی سرکاری زبان ہندی کو دیوناگری رسم الخط کے ساتھ قرار دے لیا۔ آپ نے کہا کہ اب انڈین یونین میں جتنے مسلمان ہیں، ان کی کوئی چوتھائی تعداد صوبہ متحدہ ہی میں رہتی ہے اور سر تیج بہادر سپرو کی طرح ہندو بھی بہت سے ایسے ہیں جو اُردو کے ماہر ہیں۔ تو کیا یہ لوگ اُردو رسم الخط بھلادیں؟ صحیح طریق کار ہر دو رسم الخط کو باقی رکھنا اور سرکاری کاغذوں میں ہردو کو قبول کرتے رہنا تھا ...... آپ سب لوگوں کو مسلمانوں کو اپنے برابر کا سمجھنا چاہیئے، اور اس برابری کے برتاؤ کا اقتضا یہی ہے کہ اُردو رسم الخط کی عزت کیجئے۔ ایسے حالات ہرگز نہ پیدا ہونے دیجئے جن میں مسلمان خودداری کے ساتھ گزر نہ کرسکیں، اور آپ یہی کہتے رہیں، کہ ہم مسلمانوں کو اپنے پاس سے بھگا نہیں رہے ...... ہندوستان اور خود ہندومت کی صحیح خدمت یہی ہے نہ یہ کہ مسلمانوں کو ہلاک کیا جائے، یا اس ملک سے نکالا جائے یا کسی اور طریقہ سے دبایا جائے۔ آپ کو بہرحال اپنا فرض صحیح طور پر ادا کرنا چاہیئے، بلا اس بحث میں پڑے ہوئے کہ پاکستان میں کیا کیا جارہا ہے،،

(اے۔ پی۔ آئی)

سوال یہ ہے کہ اس بیان کے بعد یو۔ پی۔ کونسل کے خود ان سرکاری اور غیر سرکاری مسلمان ممبروں پر کیا گذری جو ہندی کے سرکاری زبان بنائے جانے کے حق میں ووٹ دے آئے تھے۔ بشرطیکہ دلوں میں غیرت و عزت نفس کے جذبات زندہ ہوں! (ع۔ ق)

محمود و ایاز

والٹن کیمپ میں نماز عید کا انتظام

انتظام ایسے لوگوں کے ہاتھ میں تھا جو عبادت کے تصور سے کم سے کم حصہ رکھتے تھے ان کی نگاہ میں عید عبادت کی بجائے محض نمائش و مسرت کی ایک تقریب تھی۔ چنانچہ ان لوگوں کی عجیب و غریب حرکات نے بہت سے لوگوں کو پریشان کیا مثلاً پہلے تو انھوں نے لاؤڈ سپیکر سے ریڈیو کا ایک گانا نشر کرنا شروع کر دیا۔ پھر یہ لوگ کیمرے لئے میاں افتخار الدین صاحب کی تصویریں لینے کے درپے رہے پھر ان حضرات نے سامنے کی ایک صف ارباب حکومت کے لئے مخصوص کر رکھی تھی۔ اور اس پر اگر پناہ گزینوں میں سے کوئی غریب مسلمان آبیٹھتا تو اسے بازو سے پکڑ کر اٹھا دیتے تھے۔ ان کے نزدیک یہ عبادت گاہ نہ تھی جہاں جو شخص پہلے آکر جس بہتر سے بہتر جگہ پر قبضہ کرلے اسے کوئی بعد میں آنیوالا اٹھانے کا حق نہیں رکھتا، جہاں ایک غلام اگلی صف میں جگہ پالے تو وقت کا بادشاہ بھی اس کی جگہ نہیں چھین سکتا۔ ان کے نزدیک یہ جگہ بھی گورنر یا وزراء کا دربار یا مسلم لیگ کی جلسہ گاہ تھی، جہاں صرف بڑوں کو آگے جگہ ملتی ہے، اور

سوال و جواب

از محمد یوسف نانتبر باری پور کشمیر

س ۱۔ حدیث میں ہے کہ مسیح موعود حج کرے گا، مرزا صاحب علیہ السلام نے کیوں حج نہ کیا۔

ج ۱۔ حدیث میں مسیح موعود کے حج کرنے کا جو ذکر ہے وہ آنحضرت صلعم کا ایک کشف ہے، جو تعبیر طلب ہے اور خواب یا کشف میں کسی کو حج کرتے ہوئے دیکھنے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ لمبی عمر پائے گا اور اس کی مرادیں پوری ہونگی

ب۔ علاوہ ازیں ایک حدیث میں آنحضرت صلعم نے دجال کو بھی خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا اور مسیح موعود کو بھی اس کی تعبیر یہ کی گئی ہے کہ خانہ کعبہ سے مراد دین اسلام ہے جس کی تخریب کے لئے دجال کوشاں ہوگا اور مسیح موعود اس کی حفاظت کا بندوبست فرمائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

د۔ حج کے لئے جو شرائط ہیں۔ صحت، رستہ کا امن، وہ حضرت مرزا صاحب پر پوری نہ ہوتی تھیں، آپ کو دو بیماریاں دوران سر اور ذیابیطس لاحق تھیں، علاوہ ازیں مکہ مکرمہ میں آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا اور مولوی لوگ آپ کے قتل کے درپے تھے، اس لئے آپ پر حج فرض نہ تھا، ہاں آپ کی طرف سے حج بدل کرایا گیا۔

س ۲۔ محمد حسین بٹالوی کے عدالت میں دعوے کرنے پر کہ مرزا صاحب میری نسبت پیشگوئیاں کرتے رہتے ہیں حضرت مسیح موعود نے عدالت میں کیوں لکھ دیا کہ اگر محمد حسین مجھے کافر و دجال کہنا چھوڑ دیگا تو اس کی نسبت پیشگوئیاں یا الہام شائع نہ کروں گا، اگر آپ کے الہام اور پیشگوئیاں خدا کی طرف سے تھیں تو آپ کو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ میں خود بخود پیشگوئیاں نہیں کرتا، خدا بتاتا ہے تو کرتا ہوں۔

ج۔ خواہ مخواہ کسی کی موت وغیرہ کی پیشگوئیاں کرنا حضرت مسیح موعود کا کام نہ تھا۔ ایسی پیشگوئیاں ہمیشہ فریق مقابل کے مطالبہ پر خدا سے علم پاکر شائع کی جاتی تھیں، اور عدالت میں لکھ کر دینے سے ایک سال پہلے آپ یہ اعلان کر چکے تھے کہ میں کسی کی موت وغیرہ کے متعلق ہرگز کوئی پیشگوئی نہ کروں گا۔ اس لئے جب عدالت میں آپ سے کہا گیا اور محمد حسین بٹالوی نے اپنے فتوئے کفر کے باوجود یہ اقرار کرلیا کہ آیندہ آپ کو کافر، کاذب اور دجال کہنا چھوڑ دیگا تو پھر آپ کو دستخط کرنے میں کونسی چیز مانع ہوسکتی تھی، یہ تو آپ کا عین مقصد اور ایک سال پہلے کے اعلان کا اعادہ تھا،

امر دوم کے متعلق بھی آپ نے عدالت میں صفائی کے ساتھ یہ بیان دیا کہ "عدالت میں میری نسبت یہ الزام پیش کیا گیا ہے کہ گویا میری قدیم سے عادت ہے کہ خود بخود کی موت یا ذلت کی پیشگوئی کیا کرتا ہوں، اور پھر اپنی جماعت کے ذریعہ سے پوشیدہ طور پر اس کوشش میں لگا رہتا ہوں کہ کسی طرح وہ پیشگوئی پوری ہو جائے گویا میں ایک قسم کا ڈاکو یا خونی یا رہزن ہوں اور گویا میری جماعت بھی ایک قسم کے اوباش اور خطرناک لوگ ہیں جن کا پیشہ اس قسم کے جرائم ہیں لیکن میں عدالت پر ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افترا سے خمیر کیا گیا ہے اور نہایت بری طرح سے میری اور میری معزز جماعت کی ازالہ حیثیت عرفی کی گئی ہے،،

س ۳۔ محمدی بیگم کی پیشگوئی کو حضرت صاحب نے اٹل کہا وہ کیوں نکاح میں نہ آئی۔

ج۔ محمدی بیگم کی پیشگوئی کا پورا ہونا اٹل تھا نکاح اٹل نہ تھا، اس پیشگوئی کے دو پہلو تھے ایک یہ کہ اس سے نکاح ہوگا اور دوسرے اگر ایسا نہ ہو تو اس کے خاندان پر عذاب آئے گا، موخر الذکر پہلو کے رو سے پیشگوئی پوری ہوگئی، تفصیل کے لئے کتاب آئینہ احمدیت[1] ملاحظہ ہو۔ ...

از معلوم الاسم پشاور

س۔ قادیان کے موجودہ حالات کے پیش نظر ہم پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے، کہ مرزا صاحب کے مزار کی چونکہ توہین ہوئی ہے، اس لئے وہ خدا رسیدہ نہ تھے برخلاف اس کے مجدد صاحب الف ثانی کے مزار کی حفاظت غیر مسلم افواج کررہی ہیں۔

ج۔ یہ بالکل غلط ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے مزار کی توہین ہوتی ہے۔ ابھی تک خدا کے فضل سے آپ کے

---

[1] یہ کتاب جس میں حضرت مسیح موعود پر اعتراضات کے جوابات اور آپکی پیشگوئیوں پر مفصل بحث ہے کتب خانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور سے بقیمت ۱۲ ار فی کاپی مل سکتی ہے۔

باقی بر صفحہ ۶

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تصنیفات کی مقبولیت

بلاد عرب میں

قادیانی دیانت کا ایک ناپاک مظاہرہ

از سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد

مجاہد اعظم حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ... بنصرہ کی تالیف لطیف نیو ورلڈ آرڈر کے عربی ترجمہ نے گذشتہ سال الاسلام نظام العالمی الجدید کے نام سے دیار مصر سے شائع ہوکر بڑے بڑے بلند پایہ مقتدر علماء و فضلاء اور عظیم المرتبت اساتذہ کرام و ادباء عظام سے بے نظیر خراج تحسین حاصل کیا ممالک عربیہ کے بیسیوں اخبارات اور مجلات نے اس کتاب قیمہ کی تعریف اور توصیف میں مقالات لکھے، ور مؤلف کتاب ہذا کی اس عظیم الشان خدمت اسلامی کی بیحد قدر و منزلت کی گئی۔ مصر کے مشہور و معروف ادیب علامہ عباس محمود العقاد عضو مجلس الشیوخ المصری نے مجلۃ الرسالہ میں برادران اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ "فقد یحتاج المسلم لقرائتہ وتأمل فی مرامیہ" نجف اشرف کے محترم بزرگ مجتہد السید محمد حسین آل کاشف الغطا اس جوہر ثمینہ کتاب کے بے لوث اور مجاہد مؤلف کے متعلق یوں گویا ہیں "حقاً ان مولفہ قد ابدع واحسن و اجاد واتقن وجاء بالحقائق ناصعۃ بیضاء وخدم الاسلام خدمۃ خالدۃ واستخرج کنوز الدفینۃ وجواھر الثمینۃ"

کتاب مذکور کی بلاد عربیہ میں مقبولیت کا تذکرہ اخبار پیغام صلح کے صفحات میں پچھلے سال وقتاً فوقتاً آتا رہا۔ عربی اخبارات کا ترجمہ بھی اکثر شائع ہوتا رہا۔

لیکن جہاں مجدد وقت کے حقیقی جانشین کی اس خدمت جلیلہ کو سینکڑوں نفوس طیبہ نے نظر استحسان سے دیکھا اور اسے اسلام کی زمانہ حاضرہ میں خدمت عظیم قرار دیا وہاں مخالفین سلسلہ میں سے ایک شخص نے اخبار السجل بغداد مجریہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۶ء میں ایک مضمون جو بانی سلسلہ علیہ السلام و جماعت احمدیہ کے ہر دو فریق کی مخالفت میں تھا شائع کیا۔ اس مضمون میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ذات والاصفات کو خصوصاً نشانہ ہدف بنایا گیا ہے ضمناً کتاب مذکور پر بھی ایک جگہ نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اخبار مذکور کا یہ پرچہ کسی قادیانی دوست کے ذریعہ قادیان کے علماء تک بھی پہنچا۔ بس پھر کیا تھا ان بزرگوں نے اس پرچہ کے دو صفحات کے مضمون کو نہایت ہی خوبصورتی سے تحلیل فرمایا۔ حضرت اقدس کی ذات والا صفات پر مخالف کے حملے۔ فریق قادیان کا ذکر غرض بڑی صفائی سے الگ کر کے مضمون کے صرف اس حصہ کو سامنے رکھا جہاں "مولوی محمد علی صاحب کی کتاب پر نکتہ چینی کی گئی ہے" اور اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے جناب ابوالمنیر نور الحق صاحب میدان کارزار میں کود پڑے۔ موصوف نے رسالہ فرقان بابت ماہ مارچ ۱۹۴۷ء میں ایک مقالہ تحت عنوان "مولوی محمد علی صاحب کی کتاب نیا نظام عالم پر اخبار السجل کا ریویو" سپرد قلم فرما ہی دیا جس میں یہ بات قارئین فرقان کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ پچھلے دنوں "پیغامیوں" کے اخبار پیغام صلح میں کتاب مذکور کے متعلق جو بہت کچھ لکھا جاتا رہا وہ حقیقت پر مبنی نہیں اور اپنے اس دعوے کی تائید میں نکتہ چینی والے حصہ کے قطع و برید شدہ فقرات پیش کر کے آفتاب صداقت پر خاک پھینکنے کی ناکام کوشش فرمائی۔ فرقان کا یہ پرچہ اسی ہفتہ ناکسار کے مطالعہ میں آیا۔ پڑھ کر بے حد رنج و افسوس اس بات کا ہوا کہ قادیان کی پاک سرزمین میں جہاں میرا محبوب آقا مدفون ہے جہاں سے علم و معرفت کے دریا بہائے گئے جہاں حق و صداقت کی کسوٹی پر انسان پرکھا جاتا تھا جہاں اقبال مرحوم کو ۱۹۱۳ء میں ٹھیٹھ اسلامی سیرت کا نقشہ نظر آتا تھا اب وہاں ایسے دیانت دار بزرگ پیدا ہو رہے ہیں جو کھرے کو کھوٹا اور نور کو اندھیرا بتلاتے ہیں۔ جناب ابوالمنیر صاحب نے باوجود یہ جانتے ہوئے کہ السجل کے مقالہ نگار نے اس بات کا بھی اعتراف بدیں الفاظ اپنے مضمون میں کیا ہے "وصل الیّ قبل ایام وحین وصل ھذا الکتاب قد قرضتہ الصحف عندنا تقریضاً حسناً وشکرت المولف والمترجم والموزع ایضاً" یہ لکھدیا کہ اخبار پیغام صلح میں جو بہت کچھ لکھا جاتا رہا" وہ حقیقت پر مبنی نہیں۔ سلسلہ کا ایک اشد ترین مخالف تو دنیائے عرب میں کتاب مذکور کی مقبولیت کا صاف اور واضح الفاظ میں اعتراف کرتے ہوئے اپنی مخالفانہ رائے کا اظہار کرے اور ہمارے کرم فرما داعی فرقہ صداقت ابوالمنیر صاحب "والذی خبث لا یخرج الا نکدا" کا مظاہرہ فرماویں۔ العجب۔

یہ رسالہ "فرقان" احباب قادیان مقیمان بلاد عربیہ کے زیر مطالعہ کبھی ضرور آ دیگا ان میں ان حق پسند احباب جنہیں کتاب مذکور کی بلاد عربیہ میں عام مقبولیت کا علم ہے اور وہ حق الیقین سے یہ جانتے ہیں کہ عربی اخبارات و رسائل نے کتاب مذکور کی تعریف اور توصیف میں اپنے صفحات کو رنگین کیا ہے ان پر جناب ابوالمنیر صاحب کے "اس واز حق" کا کیا اثر ہوگا اور وہ موصوف کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے۔

اخیر پر میں محترم عزیز بھائی ابوالمنیر صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرونگا کہ سلطان القلم کے عطا کردہ قلم کے مالک اس کے روحانی فرزند کی تحریرات عرب میں تو کیا ساری دنیا میں مقبول و محبوب ہوں گی اس کے مقابلہ کی ہر ایک کوشش بے سود ثابت ہوگی اس خدائی قلم کے سامنے ساری قلمیں ٹوٹ جاویں گی اس مرد حق پرست کی ہی تحریرات بفضل خدا بنی نوع انسان کی نجات کا باعث ہونگی۔ والسلام

خاکسار

السید تصدق حسین القادری بغداد۔ العراق

اقتباسات

لکھنو کے لئے سبق

بلتستان علاقہ لداخ (کشمیر) میں فرقہ اہلحدیث اور فرقہ امامیہ کے درمیان تازہ صلحنامہ کی ایک دفعہ:-

"حضرات امامیہ اثنا عشریہ کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ رفض اور غلو اور بدعت سے نفرت رکھتے ہیں، لہذا اگر ان کی تقریر یا عمل سے اس کے برخلاف ثابت نہ ہو تو ان کو رافضی یا غالی یا بدعتی نہ کہا جائیگا۔" (سرفراز)

لیکن اس قسم کے بیانات اگر لداخ میں نکل سکتے ہیں اور نتیجہ کے طور پر:

"فریقین خلوص نیت اور صفائی قلب سے اقرار کرتے ہیں کہ ہم آئندہ ہمیشہ باہم اتفاق و ہمدردی و سلوک و رواداری دامن سے رہیں گے، اور اس کی کوشش عوام الناس میں جاری رکھیں گے، ہم ہر دو فریق کسی قسم کے باہمی اختلاف اور بدامنی کو نہایت حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور دیکھیں گے"

تو کیا لکھنو کے اہل "مدح" و "اہل قدح" اس سے کوئی سبق نہیں حاصل کر سکتے؟

اور نادان محل اور پاٹا نالہ کا درمیانی فاصلہ کچھ کم نہیں کر سکتے؟ کیا اتحاد و اشتراک کے لئے ہر ہر جزئیہ میں ہم عقیدگی لازمی ہے؟

(صدق)

قرآن جاوی زبان میں

بٹاویہ (جاوا) کی ۲۲ اپریل کی چلی ہوئی انڈونیشی نیوز ایجنسی کی خبر:-

"مسلسل ۱۱ سال کی تیاریوں کے بعد قرآن مجید کا ترجمہ ۸۰۰ صفحوں کی ضخامت کا جاوی زبان میں مکمل ہو گیا ہے، اور اب پریس میں جانے کو تیار ہے۔ کام کی ابتدا جماعت احمدیہ کی شاخ انڈونیشیا نے کی تھی جس کا صدر دفتر لاہور میں ہے"

خبر پر کون ایسا کلمہ گو ہے جو خوش نہ ہوگا۔ اور اس خوشی میں کمی اس سے ہرگز نہ آنی چاہیئے کہ خدمت کے انجام دینے والے فرقہ احمدی لاہور کے لوگ ہیں، اس طرح کی خدمات قرآنی ان کے لئے باعث فخر و قابل مبارکباد ہیں، اور ہم لوگوں کے لئے اپنے کو سواد اعظم کہلانے والوں کے لئے باعث رشک ــــ اختلاف و اشتراک کے حدود ملحوظ رکھنے کا سبق تو سب سے پہلے سیکھنے کے قابل ہے۔

(صدق)

گاندھی جی کی پرارتھنا

پٹنہ کے چند روزہ قیام کے دوران میں ان سطور کے راقم کو گاندھی جی کی پرارتھنا کا مشاہدہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ اور یہ اسی مشاہدے کا نتیجہ ہے کہ ہم گاندھی جی کو پرارتھنا کی عبارتوں کے امتزاج پر نظرثانی کرنے کا مشورہ دینا چاہتے ہیں۔

پرارتھنا کی صورت یہ ہے کہ گاندھی جی ڈائس پر سر جھکا کر اور آنکھیں میچ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ دو لڑکیاں لاؤڈ اسپیکر پر سنسکرت کا کوئی اشلوک پڑھتی ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد گاندھی جی آہستہ سے فرماتے ہیں پرارتھنا! اور وہی لڑکیاں کوئی دعا سنسکرت زبان میں لے کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیتی ہیں۔ گاندھی جی اور حاضرین ساتھ ساتھ پست آواز میں پڑھتے جاتے ہیں اس دعا کے بعد لڑکیاں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھتی ہیں۔ بلند آواز سے آمین کہتی ہیں اور پھر بسم اللہ پڑھ کر سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتی ہیں۔ گاندھی جی اور ان کے ساتھی بھی مدھم آواز میں ... ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے ہیں۔

یہاں پہنچ کر رام دھن شروع ہو جاتی ہے جس کی پہلی دو سطریں تو رگھوپتی (باقی بر صفحہ کالم ۲)

سلطنت اور اموال کے متعلق اسلام اور دیگر مذاہب کا نظریہ

سلطنت دین کی پاسبان ہے اور دین سلطنت کا رہنما

اسلامی حکومت کا سلوک غیر اقوام سے

قوم کی اخلاقی درستی اور اتحاد و اتفاق کی ضرورت

پاکستان میں ہمارا دستور العمل کیا ہونا چاہیئے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت مولٰنا صدر الدین بمقام لاہور۔ مؤرخہ ۲۷ر جون ۱۹۴۷ء

یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم واطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم مومنین ○ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا وعلٰی ربھم یتوکلون ○ الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ○

حضرت امیر ایدہ اللہ کے ڈلہوزی تشریف لے جانے کے بعد حضرت مولانا صدر الدین صاحب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں نماز جمعہ پڑھاتے اور خطبہ دیتے ہیں، افسوس ہے کہ لاہور کے فسادات، کرفیو کی پابندیوں اور ایڈیٹر پیغام صلح کی جبری غیر حاضری کی وجہ سے ان کے تین چار خطبات شائع نہیں ہو سکے، ذیل میں ان کا آخری خطبہ درج کیا جاتا ہے:۔ (ایڈیٹر)

اسلام سے پہلے مذہبی نظریہ

اسلام نے انسانوں کے خیالات کے اندر بہت بڑا انقلاب اور تغیر پیدا کیا ہے۔ اسلام نے مذہب کے نظریئے بالکل تبدیل کر دیئے ہیں۔ قبل از اسلام مذہب کی ایک غلط تصویر دنیا میں پائی جاتی تھی۔ یہودیوں نے تو صرف لفظ پرستی ہی کو اپنا دین سمجھ رکھا تھا، چند رسوم کو ادا کر لینا ان کے نزدیک مذہب کی اصل غرض و غایت تھی۔ عیسائیت آئی تو اس نے یہ تعلیم دی کہ دنیا کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہونا چاہیئے، کوئی شادی نہ ہو، کوئی بیوی بچے نہ ہوں، کوئی مال نہ ہو، کوئی سلطنت نہ ہو کیونکہ اس سے خدا نہیں ملتا، ہزاروں عورتیں عیسائی دنیا میں پائی جاتی ہیں، جو شادی نہیں کرتیں ایسے ہی لاکھوں مرد پادری ہیں، ...... جو راہبانہ زندگی بسر کرتے ہیں، ہمارے ہندوستان میں بھی بدھ ایک سلطنت کا مالک تھا، اس نے سلطنت کو چھوڑ کر راہبانہ زندگی اختیار کر لی، اس کا خیال تھا کہ سلطنت میں، اور دنیا داری میں خدا نہیں ملتا، اس کے پیرؤوں کی بہت بڑی تعداد آج بھکشو کہلاتے ہیں یعنی مانگنے والا، خیرات مانگ کر گذارہ کرنے والا۔ لاکھوں کی تعداد میں ایسے بھکشو دنیا میں پائے جاتے ہیں جن کو دنیا سے کچھ تعلق نہیں صرف بھیک مانگ کر گذارہ کرتے ہیں۔ پھر بہت بڑی تعداد میں وہ لوگ ہیں، جو ویدانتا کے ماننے والے ہیں، ان میں بھی عام طور پر یہی خیال پایا جاتا ہے کہ دنیا کو چھوڑے بغیر خدا نہیں ملتا، یہاں پنجاب میں تو ایسے لوگ کم پائے جاتے ہیں، جو لوگ ہندوستان میں گئے ہیں، وہ دیکھتے ہیں کہ مندروں کے اندر ایسی عورتیں اور نوجوان لڑکیاں رہتی ہیں جن کو دیوداسی کہا جاتا ہے، ان کو دیوتاؤں کی نذر کر کے مندروں پر چڑھاوا چڑھا دیا جاتا ہے اور ان کا خیال ہے کہ اس سے خدا ملتا ہے۔

اسلام اور سلطنت

اسلام نے اس سارے طریقے کو بدل دیا، اس نے بتایا کہ سلطنت، مال، بیوی، بچے سب درست ہیں ان کے ساتھ رہ کر بھی خدا مل سکتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم نے دین اس چیز کو قرار دیا کہ انسان اپنی دنیا کو درست کر کے رکھے۔ لا رھبانیۃ فی الاسلام۔ اسلام میں رہبانیت کو روا نہیں رکھا، آپ نے فرمایا جو بیاہ نہیں کرتا وہ میری سنت پر نہیں چلتا، بیاہ شادی کرنا انسانیت کی اغراض میں سے ہے۔

ترک دنیا کے نتائج

جو لوگ بیوی بچوں سے تعلق نہیں رکھتے ان کی زندگیاں اس قدر گندی ہوتی ہیں کہ اللہ کی پناہ بہت سے قصے پوپ کے اور تارک الدنیا راہب مردوں اور عورتوں کے مشہور ہیں جو ایک شریف آدمی کے لئے باعث ننگ ہیں۔ ہندوستان کی دیوداسیوں کے قصے بھی اس قدر ناپاک اور گندے ہیں کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

سلطنت اور مال کی عزت اسلام میں

اسلام نے اس قسم کی زندگی کو صحیح قرار نہیں دیا اس کی تعلیم یہ ہے کہ خدا دنیا کو چھوڑنے سے نہیں بلکہ دنیا کے اندر رہنے اور اسے درست رکھنے سے ملتا ہے اللہ تعالیٰ نے سلطنت اور ملک گیری کو نعمت قرار دیا ہے فرمایا اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا۔ تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت نبوت ہے وہ بھی تم کو عطا کی اور اس سے دوسرے درجے کی نعمت حکومت ہے وہ بھی تم کو بخشی۔ سلطنت اگر شیطانی ہو تو تمام قسم کے ظلم اور بد اخلاقیوں کا سرچشمہ بن جاتی ہے۔ اور اگر سلطنت رحمانی ہو تو اس سے بڑھ کر مخلوق خدا کی خدمت کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ سلطنت دین کی پاسبان ہے اور دین سلطنت کی رہبری کرتا ہے۔ دونوں کو آپس میں رابطہ ہے۔ اسی لئے اسلام نے سلطنت پر بحث کی ہے کہ کس طرح امور سلطنت کو سرانجام دینا چاہیئے۔ اور اس نے مال اور اقتصادیات پر بحث کی ہے، اس صورت کا نام انفال ہے انفال کے معنے ہیں مال غنیمت، یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب دشمن اسلام کے مٹا دینے کے درپے تھے۔ یہ بات غور کے قابل ہے کہ عین اس مصیبت کے وقت یہ سورت نازل ہوتی ہے جس میں یہ خوشخبری ہے کہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگی اور مال غنیمت ان کے ہاتھ آئے گا۔ سورت کا نام انفال یعنی مال غنیمت رکھا ہے۔ اس میں مال کی عزت و وقار کو قائم کیا ہے۔ . . . . . .

بیسویں صدی کی مہذب اقوام کی ناپاک حرکات

جس قدر دنیا میں قوموں اور بادشاہتوں کی فتوحات ...... ہوئی ہیں ان میں دشمنوں کا مال لے لینا ان کی عورتوں کی بے حرمتی کرنا بڑے فخر کی بات سمجھا جاتا ہے انگلستان آج چیخ رہا ہے، جرمنی واویلا کر رہا ہے کہ امریکن فوجوں نے ان کی عورتوں کی عصمت کو تباہ و برباد کر دیا، امریکن جرنیل فخر کرتے ہیں کہ انھوں نے جرمنی کی عورتوں کی عصمت خراب کی امریکہ والے جرمن قوم کی ذلت کے لئے حبشی افواج کو وہاں لے گئے اور وہ فخر کرتے ہیں کہ ہم نے اس قوم کی عورتوں کے ساتھ وہ کچھ کیا کہ وہ اپنا سر کبھی اونچا نہیں اٹھا سکتی۔ انگریزوں نے بڑی بدکاریاں کی ہیں یہ اس بیسویں صدی کے مہذب انسانوں کا حال ہے۔

اسلامی افواج کا پاکیزہ طرز عمل

محمد رسول اللہ صلعم کے پاس بھی بادشاہت آئی ہے مسلمانوں کی فوجیں بھی غیر قوموں کے مقابلہ میں جاتی ہیں، اور فتوحات حاصل کرتی ہیں لیکن کیا مجال ہے کہ کوئی مسلمان سپاہی کسی غیر عورت کی طرف نظر بھی اٹھا کر دیکھے، محمد رسول اللہ صلعم کا سپاہی نماز کا پابند خدا کا خوف رکھتا ہے اور کسی کے ساتھ ظلم نہیں کرتا۔ غیر قوم کی گائے، بھینس، بھیڑ بکری، بچہ، بوڑھا، عورت، مسلمان سپاہی کے ہاتھ سے محفوظ ہے، اس کے نزدیک غیر عورت بھی عورت ہے اس کی عصمت بھی ویسے ہی قابل احترام ہے جیسے مسلمان عورت کی، ہزار غیر ہوا کرے، کافر ہوا کرے اس کی آنکھ نیچی رہے گی۔

مال غنیمت کے متعلق حکم

ایک طرف یہ حال ہے اور دوسری طرف مال کے متعلق فرمایا یسئلونک عن الانفال تجھ سے مال غنیمت کے متعلق سوال کرتے ہیں قل الانفال للہ والرسول مال غنیمت اللہ اور رسول کا ہے ہر آدمی کا اختیار نہیں کہ جو مال کوئی سپاہی لوٹ کر لائے اس کو اپنے گھر میں ڈال لے، مال غنیمت خدا اور رسول کا ہے، بیت المال میں جانا چاہیئے۔ اور خدا اور اس کے رسول کی ہدایات کے مطابق خرچ کیا جائے گا۔

ایک بہت بڑے آدمی سعد بن ابی وقاص کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ان کا بھائی جنگ میں مارا گیا، اس سے ان کو بہت قلق ہوا اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے بھی اس کے بدلہ میں ایک بہت بڑے آدمی سعید بن العاص کو قتل کیا اور اس کی نہایت عمدہ تلوار میرے ہاتھ آئی مجھے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار

ارگن

پیغام صلح

ایڈیٹر دوست محمد

جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۷ شوال المکرم ۱۳۶۶ ھ م ۳ ستمبر ۱۹۴۷ء | نمبر ۳۱

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
۴۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

دُرِّ ثمین

(۱) عن جویریہ بن قدامۃ التمیمی قال سمعت عمر بن الخطاب قلنا اوصنا یا امیر المومنین قال اوصیکم بذمۃ اللہ فانہ ذمۃ نبیکم و رزق عیالکم۔

جویریہ بنت قدامہ تمیمی سے روایت ہے کہا میں نے حضرت عمر بن خطاب کو سنا ہم نے عرض کیا اے امیر المومنین ہم کو وصیت کیجئے فرمایا میں تم کو اللہ کے عہد کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہی تمہارے نبی کا عہد ہے اور تمہارے بال بچوں کا رزق۔

نوٹ:۔ (از فضل الباری) اسی حدیث کی دوسری روایت میں جو عمرو بن میمون سے ہے وصیت کے الفاظ اپنے جانشین کے لئے یوں ہیں واوصیہ بذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ ان یوفی لہم بعہدہم وان یقاتل من ورائہم وان لا یکلفوا الا طاقتہم میں اسے اللہ کے عہد اور اس کے رسول کے عہد کی وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ جو عہد کیا گیا ہے اسے پورا کیا جائے اور ان کی حفاظت کے لئے جنگ کی جائے اور ان کی طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہ دی جائے۔ یہاں ذمیوں کے ساتھ عہد کو اللہ اور اس کے رسول کا عہد قرار دیتے ہیں اس کی حرمت کی طرف اشارہ ہے اور یہاں جو اس عہد کو رزق عیالکم کہا ہے یعنی تمہارے بال بچوں کا رزق تو مطلب یہ ہے کہ اس عہد کے ماتحت جو وہ خراج ادا کرتے ہیں اس سے مسلمان سپاہیوں کے جو حفاظت ملک کرتے ہیں بال بچوں کا گذارہ ہوتا ہے۔ تو گویا ایک عہد ان کی طرف سے ہے کہ وہ کچھ مال دیں گے اور ایک عہد مسلمانوں کی طرف سے ہے کہ وہ ان کی حفاظت کریں گے۔

(۲) عن عبد اللہ بن عمرو رضؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قتل معاہدا لم یرح رائحۃ الجنۃ وان ریحہا توجد من مسیرۃ اربعین عاما۔

عبد اللہ بن عمرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو ذمی کو قتل کر دے وہ جنت کی خوشبو سے محروم ہوگا اور اس کی خوشبو چالیس برس (کی مسافت) سے ملتی ہے۔

نوٹ:۔ (از فضل الباری) جس طرح مومن کے ارادتاً قتل کرنے کی سزا قرآن کریم میں جہنم ٹھہرایا ہے من قتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم (النساء) اسی طرح یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہد قوم کے ایک فرد کو قتل کرنے کی سزا جنت سے محرومی قرار دیا ہے یوں مسلم غیر مسلم کے انسانی حقوق کو مساوی رکھا۔ ایک حدیث میں آتا ہے اموالہم کاموالنا ودمائہم کدمائنا ان کے مال ہمارے مال کی طرح ہیں اور ان کے خون ہمارے خون کی طرح ہیں۔ یہ اسلام کی نمایاں خوبیوں میں سے ایک ہے کہ غیر مذاہب والوں کو وہی حقوق دیئے ہیں جو مسلمانوں کو دیئے ہیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ضروری اعلان

وہ تمام خطوط جو ۱۰-۱۲ اگست کے قریب یا اس کے بعد آج تک ڈلہوزی میں مجھے پہنچنے چاہئیں تھے ان کے اب پہنچنے کی کوئی توقع نہیں۔ کیونکہ ڈلہوزی کے ساتھ بیرونی دنیا کا تعلق ۱۳-۱۴ اگست کو منقطع ہو چکا تھا۔ ڈاک کا سلسلہ سب کے لئے اور تار، فون کا سلسلہ بالخصوص مسلمانوں کے لئے منقطع تھا۔ اس لئے ان تمام احباب سے جنہوں نے اگست میں کوئی خطوط لکھے ہوں یہ درخواست ہے کہ وہ انکے جواب کا انتظار نہ کریں۔ اور اگر کوئی امر ضروری ہو تو اس کے متعلق مجھے لاہور کے پتہ پر اطلاع دیں۔ مسلم ٹاؤن ڈاک خانہ اچھرہ لاہور۔ الحمد للہ کہ میں اور وہ تین چار دوست جو میرے ساتھ ڈلہوزی رہ گئے تھے بخیریت ۲۹ اگست واپس لاہور پہنچ گئے۔ ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آنحضرت صلعم کی قوت قدسی اور صحابہؓ کی پاکبازی

آنحضرتؐ جمیع کمالات کے نمونوں کے جامع تھے۔ کیونکہ جملہ انبیاء کے نمونے آپ میں جمع تھے اسی لئے آپ کا اسم مبارک محمدؐ تھا جس کے معنے ہیں نہایت تعریف کیا گیا۔ محمد وہ ہوتا ہے جس کی تعریف زمین و آسمان پر ہوتی ہے دنیا میں بہت سے ایسے نیک لوگ ہو گذرے ہیں جن کو دنیا کے لوگوں نے نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور ذلیل سمجھا۔ اور بخیال خویش انہیں ذلیل کیا لیکن آسمان پر ان کی عزت اور تعریف ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور راستباز ہوتے ہیں۔ اس کے خلاف بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کی تعریف کرتی ہے اور ہر طرف سے ان کے لئے واہ واہ ہوتی ہے۔ لیکن آسمان ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ خدا۔ اس کے فرشتے اور مقرب ان پر لعنت بھیجتے ہیں اور ان کی تعریف نہیں کرتے مگر ہمارے نبی کریم صلعم زمین و آسمان پر ہر دو جگہ میں تعریف کئے گئے ہیں اور یہ فخر صرف آپ ہی کو ملا ہے پھر جس قدر پاک گروہ صحابہ رضؓ کا حضرت نبی کریمؐ کو ملا وہ کسی دوسرے نبی کو نصیب نہیں ہوا۔ یوں تو حضرت موسےٰ کو بھی کئی لاکھ آدمیوں کی قوم مل گئی تھی۔ لیکن وہ ایسی مستقل مزاج، پاکباز اور عالی ہمت نہ تھی جیسا کہ صحابہ کا گروہ تھا۔ حضرت موسےٰ کی قوم کا یہ حال تھا۔ کہ رات کو مومن ہیں تو دن کو مرتد۔ آنحضرتؐ اور حضرت موسیٰ کی اقوام کا مقابلہ کرلینے سے گویا کل دنیا کی اقوام کا صحابہ سے مقابلہ ہوگیا۔ رسول کریمؐ کو جو قوم صحابہ کی ملی۔ وہ ایسی پاکباز خدا پرست اور مخلص تھی کہ اس کی نظیر دنیا کی کسی قوم اور کسی دوسرے نبی کی امت میں ہرگز نہیں ملتی۔ احادیث میں آن کی بڑی بڑی تعریفیں آئی ہیں۔ آنحضرتؐ نے یہاں تک فرمایا کہ اللہ اللہ فی اصحابی۔ اسی طرح قرآن شریف میں ان کی تعریف ہے۔ یبیتون لربہم سجدا و قیاما حضرت موسےٰ کی جماعت اپنی خود پیدا کردہ جن جن مشکلات اور مصائب جنگ طاعون وغیرہ میں مبتلا ہوئی۔ حضرت نبی کریمؐ کی تیار کردہ جماعت ان سے ممتاز و محفوظ رہی اسی سے حضرت نبی کریمؐ کی قوت قدسی اور انفاس طیبہ اور جذب الی اللہ کی قوت کا پتہ لگتا ہے۔ کہ کیسی زبردست روحانی قوتیں آپ کو عطا کی گئی تھیں جنہوں نے ایسا پاک اور جاں نثار گروہ اکٹھا کر لیا۔ جہلا کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ یونہی لوگ کسی کے ساتھ ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن سچی بات یہی ہے کہ جب تک کسی انسان میں خاص قوت۔ جذب اور کشش روحانی نہ ہو۔ ایسے جاں نثار لوگ کبھی اس کے ہمراہ نہیں ہو سکتے۔ میرا مذہب یہی ہے کہ آنحضرتؐ کی قوت قدسی ایسی زبردست تھی کہ جو دنیا میں کسی دوسرے نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسلام کی ترقی کا راز یہی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی قوت جاذبہ نہایت زبردست تھی۔ اور آپ کے کلام میں وہ تاثیر تھی کہ جو شخص سنتا تھا وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ جن لوگوں کو آپ نے اپنی طرف کھینچا۔ ان کو ہر قسم کی آلائشوں سے پاک صاف کر دیا۔ اور ساتھ ہی اس کے آپ کی تعلیم ایسی سیدھی سادی اور صاف تھی کہ اس میں مسئلہ تثلیث کی طرح کسی قسم کا گورکھ دھندا اور معمہ نہیں چنانچہ نپولین کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ مسلمان تھا اور کہا کرتا تھا کہ اسلام ایک نہایت ہی سیدھا سادہ مذہب ہے اور وہ تثلیث کی تکذیب کیا کرتا تھا غرض آنحضرتؐ ایسا سیدھا سادا اور دل مذہب لائے۔

اچھوتوں میں تبلیغ اسلام

ہمارے مکرم دوست سید کرامت علی شاہ صاحب تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہیں، موضع پیو گڈھ میں ذیل کے اصحاب ان کے ہاتھ پر داخل اسلام ہوئے :-

نمبر شمار	نام	عمر	اسلامی نام
۱	لابھ سنگھ ولد وساوا سنگھ قوم جٹ	۴۵ سال	محمد دین
۲	سردار سنگھ ولد وساوا سنگھ "	۴۰ "	محمد شریف
۳	چنن سنگھ ولد لابھ سنگھ جٹ	۱۵ "	غلام محمد
۴	آسا سنگھ ولد لابھ سنگھ جٹ	۹ "	محمد شریف
۵	ورشن سنگھ ولد سردار سنگھ جٹ	۳ "	غلام نبی
۶	بلکار سنگھ ولد لابھ سنگھ جٹ	۲ "	محمد شفیع
۷	ہربنس کور بنت لابھ سنگھ	۱۰ "	سردار بی بی
۸	سرجیت کور بنت لابھ سنگھ	۱½ "	اقبال بیگم
۹	پریتم کور بنت لابھ سنگھ	۵ "	خورشید بیگم
۱۰	رکھو زوجہ سردار سنگھ جٹ	۲۵ "	اللہ رکھی
۱۱	ہرنام کور زوجہ لابھ سنگھ	۴۰ "	غلام فاطمہ
۱۲	امر کور زوجہ رتن سنگھ جٹ	۳۰ "	رحمت بی بی
۱۳	تارا سنگھ ولد لابھ سنگھ	۹ "	رحمت اللہ
۱۴	عورت سنگھ ولد فوجدار سنگھ جٹ	۱۱ "	محمد حسین
۱۵	سورن سنگھ ولد فوجدار سنگھ جٹ	۱۰ "	برکت اللہ
۱۶	گورچرن سنگھ ولد فوجدار سنگھ جٹ	۱۲ "	اللہ رکھا
۱۷	سنت سنگھ ولد سندر سنگھ جٹ	۱۵ "	دین محمد
۱۸	کھان سنگھ ولد سنت سنگھ جٹ	۴۰ "	محمد دین
۱۹	باچھو زوجہ سنت سنگھ جٹ	۶۵ "	برکت بی بی
۲۰	پریتم کور دختر کشمیرہ سنگھ جٹ	۳۵ "	رحمت بی بی

مزار کی حفاظت بھی ایسے مجاہدین کر رہے ہیں جو اپنے خون کا ایک ایک قطرہ اس کے لئے بہا دینے کے لئے تیار ہیں لیکن اگر خدانخواستہ آپ کے مزار کو کوئی گزند بھی پہنچ جائے تو اس سے آپ کے خدا رسیدہ ہونے میں کس طرح شک پیدا ہو سکتا ہے۔ کیا پہلے بزرگوں میں سے [illegible] ہوئے جنکے مزار اور لاشوں تک کی توہین کی گئی ملاحظہ ہو حوالہ ذیل :-

"شاہ اسماعیل قبر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ را کہ در بغداد بود کند و عظام او را بسوخت و سگے را بجائے او دفن نمود و آں موضع را مزبلہ اہل بغداد ساختند۔"

(مجالس المومنین صفحہ ۲۰۸)

اخبار الہلال نمبر ۲۲ جلد ۳ صفحہ ۱۶ کالم ۲ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۱۳ء

ترجمہ شاہ اسماعیل نے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی قبر کو جو بغداد میں تھی کھدوا ڈالا اور ان کی ہڈیوں کو جلا دیا اور اس جگہ ایک کتا دفن کیا گیا اس مقام کو اہل بغداد کا پاخانہ بنایا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ [illegible]

پہ آج مسلمانوں کا سواد اعظم اپنے حنفی ہونے پر فخر کرتا ہے ہم احمدی بھی حنفی المذہب ہیں اور حضرت مرزا صاحب کو بھی حضرت مجدد الف ثانی نے امام ابو حنیفہ سے مماثلت دی ہے۔

خواتین سلسلہ کا چندہ ماہوار

ہمارے سلسلہ کی بعض خواتین بھی ہوار چندہ میں حصہ لیتی ہیں۔ اور ان میں لاہور کی خواتین بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ سے بعض خواتین کی طرف سے ادائے چندہ [illegible] میں تساہل ہو رہا ہے انکو درخواست [illegible] کی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ خواتین اپنے اپنے بقائے ادا [illegible] کر کے ثواب دارین حاصل کریں گی۔ اور [illegible] باقاعدہ چندہ مرحمت فرماتی رہیں [illegible] عزت [illegible] کی خواتین کی خدمت میں [illegible] ہے کہ وہ حتی الامکان اس [illegible] میں شرکت فرمایا کریں۔

ایک اور قومی نقصان

میر مدثر شاہ صاحب کی وفات

یہ افسوسناک خبر تمام جماعت کے دلی رنج اور صدمہ کا موجب ہوگی کہ ہمارے مکرم بزرگ میر مدثر شاہ صاحب جن کا وجود ہماری جماعت میں اپنے علمی اور تبلیغی کارناموں اور حسن اخلاق اور نیکی و تقوے کی وجہ سے بہت ہی قابل قدر تھا، اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میر صاحب مکرم سلسلہ کے ان قدیم بزرگوں میں سے تھے جن کو حضرت مسیح موعود کی رفاقت و محبت کا شرف حاصل ہوا، اور اسی کا نتیجہ تھا کہ ان کے اندر تبلیغ کی وہ روح موجود تھی، جو دوسرے لوگوں میں بہت کم پائی جاتی ہے، اپنی نیکی اور حسن اخلاق اور علم و فضل کے لحاظ سے وہ جماعت میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔

سلسلہ احمدیہ میں اختلاف کے بعد میر صاحب کی علمی اور تبلیغی مساعی کا سلسلہ زیادہ وسیع ہو گیا، اور انہوں نے تحریر و تقریر اور بحث و مناظرات کے ذریعہ سے قادیانی احباب کو حضرت مسیح موعود کی صحیح پوزیشن سمجھانے اور ان کے عقائد کی غلطیوں کو واضح کرنے میں کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، اور کئی قادیانی حضرات ان کے دلائل سے متاثر ہو کر جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوئے اسی سلسلہ میں انہوں نے کئی رسالے اور کتابیں بھی لکھیں جن میں سے عقائد احمدیہ درباره نبوت محمدیہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

غیر از جماعت اصحاب پر بھی حضرت مسیح موعود کی صداقت کو واضح کرنے کے لئے آپ نے دو رسالے لکھے ایک ملفوظات اولیائے امت اور دوسرا [illegible] اولیا۔ اول الذکر رسالہ میں آپ نے اولیائے امت کے ایسے کلمات نقل کئے جن میں فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کا رنگ پایا جاتا ہے اور ثابت کیا کہ حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور بیانات ان سے سر مو متجاوز نہیں بلکہ آپ ان سے بلند تر مقام پر ہیں، اور مؤخر الذکر رسالہ میں ان فتاوے اور ایذا رسانیوں کا ذکر ہے جو سابق اولیاء اللہ پر مولویوں اور دوسرے لوگوں کی طرف سے [illegible] کی گئیں، یہ ہر دو رسالے بہت ہی مقبول ہوئے، اور ان کے ختم ہو جانے پر سید صاحب مکرم نے پیرانہ سالی کے عوارض اور کمی نظر کے باوجود ان کو دوبارہ بڑی محنت و کاوش کے ساتھ ایک ہی کتاب کی شکل میں مرتب کیا اور کئی عربی و فارسی کتابوں کو خود پڑھکر بہت سے نئے حوالوں کا اضافہ کیا، یہ کتاب آپ نے گذشتہ موسم سرما میں باوجود بیمار ہونے کے خود لاہور میں بیٹھ کر چھپوائی جو آپ کے علمی کارناموں کی ایک قابل قدر یادگار ہے۔ تحریر کے علاوہ تقریر و مناظرات کے ذریعہ سے بھی اعلائے حق کا فرض آپ ادا کرتے رہے، آپ کا طرز بحث اس قدر عام فہم، دلکش اور مدلل ہوتا تھا کہ عامی سے عامی آدمی بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا، پشاور میں روزانہ شہر کا چکر لگانا اور جگہ جگہ لوگوں کو وعظ و تبلیغ کرنا، اہل علم اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں سے تبادلۂ خیالات کرنا، اور لائبریریوں میں سلسلہ کی کتابیں اور اخبارات رکھوانا آپ کا دلچسپ مشغلہ تھا۔ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ گھر کے کسی کام کے لئے باہر نکلے اور رستہ میں کسی علمی و دینی بحث میں اس قدر منہمک ہو گئے کہ وہ کام یاد ہی نہ رہا آپ کی نیکی و تقوے اور ایثار و قربانی، خود غریب ہونے کے باوجود غربا کے ساتھ ہمدردی اور ان کی امداد ایک خاص رنگ رکھتی تھی اللہ تعالے مغفرت کرے، آپ بہت بڑی خوبیوں کے مالک تھے، اور آپ کے اٹھ جانے سے ہماری قومی زندگی میں ایک ایسا خلاء پیدا ہو گیا ہے جو پورا ہونا مشکل ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو فردوس بریں میں جگہ دے اور آپ کے لواحقین و پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ہمیں آپ کے فرزندان اور دیگر تمام لواحقین سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے

گذشتہ جمعہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے نے آپ کا جنازہ غائبانہ پڑھایا، تمام بیرونی جماعتوں سے بھی جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

پیغام صلح

جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ | نمبر ۱۹

ہندو مسلم تنازعات کا اصل سبب

روحانی و مذہبی اختلافات ہیں

لندن ٹائمز کے ایک سابق ایڈیٹر کا نقطۂ نگاہ

۱۰ مئی ۱۹۴۷ء کے "سول اینڈ ملٹری گزٹ" میں مسٹر وکہم سٹیڈ سابق ایڈیٹر "ٹائمز" لندن کا ایک مضمون شائع ہوا ہے، جس میں گورنمنٹ برطانیہ کے اس اعلان پر کہ جون ۱۹۴۸ء تک حکومت کے اختیارات ذمہ دار ہندوستانیوں کے سپرد کر دیئے جائیں گے تبصرہ کرتے ہوئے اور ان نتائج و عواقب اور ہندوستان کی مختلف جماعتوں کے باہمی تنازعات و مطالبات پر بحث کرتے ہوئے ایک پتہ کی بات کہی ہے آپ لکھتے ہیں :-

"موجودہ یورپین لوگ سیاسیات کو زیادہ تر مادی مفاد کی روشنی میں مطالعہ کرنے کے عادی ہیں، بعض یورپین گروہ انسانی معاملات کو ہمیشہ مادی نقطۂ نگاہ سے ہی دیکھتے ہیں، اسی وجہ سے بہت سے یورپین اس امر واقعہ کو بھول جاتے ہیں کہ ہندوستانی دل و دماغ بہت بڑی حد تک روحانی خیالات سے متاثر ہیں، یہی حقیقت اس بات کو واضح کرتی ہے کہ کیوں مہاتما گاندھی کا جن کی طرف مہاتمائی کی صفات منسوب کی جاتی ہیں عام لوگوں پر بہت بڑا اثر ہے،

تاہم ہو سکتا ہے کہ ہندوستانی لیڈر ایسے امور پر جو روحانی اور مذہبی خیالات پر مشتمل ہوں اس قدر توجہ دینا پسند نہ کریں جس قدر ان مسائل پر ان کی توجہ مرکوز ہوتی ہے جو زیادہ تر مادی امور سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ جھگڑا جس کو فرقہ وارانہ تنازعات کہا جاتا ہے ہندوستان کی آزادی اور اتفاق و اتحاد میں رکاوٹ پیدا کرنے کا موجب ہوگی۔"

میں یہ نہیں کہتا کہ یہ رکاوٹیں ناقابل عبور ثابت ہوں گی، لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہی وہ حقیقی رکاوٹیں ہیں جو ہندوستان کی آزادی و اتحاد و اتفاق کی راہ میں حائل ہیں بعض اس قسم کا خیال کہ یہ رکاوٹیں ہندوستان میں برطانوی حکومت کی پیدا وار ہیں یا تو کم علمی پر مبنی ہیں یا شرارت پر یہ ایک برطانوی مدبر کی آواز ہے، جو دنیا بھر کے سیاسی معاملات پر بحث کرنے کی اہلیت رکھتا ہے، اگر غور کر کے دیکھا جائے تو مسٹر وکہم سٹیڈ نے یہ کہہ کر کہ ہندوستان کے تنازعات ملکی اور سیاسی وجوہات پر مبنی نہیں بلکہ ان کی اصل وجہ روحانی اور مذہبی خیالات ہیں جو ہندوستانی دل و دماغ پر مسلط ہیں فی الحقیقت ہندوستانی معاملات کی اصل نبض پر ہاتھ رکھا ہے،

یہی وہ بات ہے جو آج سے چالیس سال پیشتر اس عہد کے بڑے مذہبی لیڈر نے کہی تھی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا گیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے چالیس سال پیشتر ۱۹۰۸ء میں جو "پیغام صلح" ہندوؤں کو دیا اس میں آپ نے ہندو مسلم تنازعات پر رائے زنی کرتے ہوئے بالکل وہی رائے ظاہر کی جس کی طرف آج مسٹر وکہم سٹیڈ نے اشارہ کیا ہے آپ نے لکھا اور کس قدر صفائی کے ساتھ موجودہ تنازعات کی اصل وجوہ پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی کہ

"مجھے ان صاحبوں سے اتفاق رائے نہیں ہے جو کہتے ہیں کہ ہندو مسلمانوں کی باہمی عداوت اور نفاق کا باعث مذہبی تنازعات نہیں ہیں، اصل تنازعات پولیٹیکل ہیں،

یہ بات ہر یک شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ مسلمان اس بات سے الگ [illegible] کیوں ڈرتے ہیں کہ اپنے جائز حقوق کے مطالبات میں ہندوؤں کے ساتھ شامل ہو جائیں اور کیوں آج تک ان کی کانگریس کی شمولیت سے انکار کرتے رہے ہیں اور کیوں آخر کار ہندوؤں کی درستی رائے محسوس کر کے ان کے قدم پر قدم رکھا مگر الگ ہو کر اور ان کے مقابل پر ایک مسلم انجمن قائم نہ کی مگر ان کی شراکت کو قبول نہ کیا۔

[illegible] جو اس کا باعث در اصل مذہب ہی ہے اس کے سوا کچھ نہیں اور آج وہی ہندو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمانوں سے آکر بغلگیر ہو جائیں یا مسلمان ہی ہندو بن کر اگنی وایو وغیرہ کی پرستش وید کے حکم کے موافق شروع کر دیں اور اسلام کو الوداع کہہ دیں تو جن تنازعات کا نام اب پولیٹیکل رکھتے ہیں وہ ایک دم میں ایسے معدوم ہو جائیں کہ گویا کبھی نہ تھے،

پس اس سے ظاہر ہے کہ تمام بغضوں اور کینوں کی بڑی جڑ اصل اختلاف مذہب ہے"

(پیغام صلح صفحہ ۱۴)

کس قدر صفائی کے ساتھ اصل مرض کی تشخیص کی گئی ہے اور کتنی صحیح تشخیص کی گئی ہے جس کی تائید اگرچہ ہندوستان کے مذہبی و سیاسی لیڈروں نے نہ کی اور نہ ابھی تک ان کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی ہے مگر ایک بالغ نظر برطانوی سیاستدان نے بھی آج اسی تشخیص کی تائید کی ہے اور وقت آئیگا کہ آخر کار ہندوستانی لیڈروں کو بھی مرض کے ان اصل اسباب کی طرف توجہ کرنی پڑے گی اور جب وہ ان اسباب کی طرف متوجہ ہوں گے تو لازماً اس علاج کی طرف بھی انہیں توجہ کرنی پڑے گی جو اس روحانی حکیم نے اسی "پیغام صلح" میں تجویز کر دیا تھا اور وہ یہ ہے کہ

"وہ دلی صفائی جس کو درحقیقت صفائی کہنا چاہیئے صرف اسی حالت میں پیدا ہوگی جبکہ آپ لوگ (یعنے مسلمان) وید اور وید کے رشیوں کو سچے دل سے خدا کی طرف سے قبول کر لو گے اور ایسا ہی ہندو لوگ بھی اپنے بخل کو دور کر کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کریں گے یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ تم میں اور ہندو صاحبوں میں سچی صلح کرانے والا صرف یہی ایک اصول ایسا ہی ایک ایسا پانی ہے جو کدورتوں کو دھو دے گا اور اگر وہ دن آگئے ہیں کہ یہ دونوں بچھڑی ہوئی قومیں باہم مل جائیں تو خدا ان کے دلوں کو بھی اس بات کے لئے کھول دے گا جس کے لئے ہمارا دل کھول دیا،"

ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد وہ دن لائے جب ان دونوں قوموں کے سربرآوردہ اصحاب کی توجہ باہمی تنازعات کے مذکورہ بالا حقیقی اسباب کی طرف مبذول ہو جائے اور اللہ تعالیٰ دونو قوموں کے دلوں کو اس طرح کھول دے کہ وہ ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں اور مذہبی کتابوں کی صداقت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے اصولوں اور روایات اور تہذیب و ثقافت کو عزت و رواداری کی نظروں سے دیکھیں اور یہ یقین کریں کہ ان کو مٹانے کی کوشش کرنا باہمی فساد و تنازعات کو ترقی دینا اور ہندوستان کی آزادی میں رکاوٹ پیدا کرنا ہے،

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر بزرگان ملت بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں،

— اس ہفتہ مولوی عبد المجید صاحب امام مسجد ووکنگ کی تشریف آوری پر مولینا صدر الدین صاحب نے احباب کو دعوت چائے اور مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب اور ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب نے دعوت طعام دی،

— راولپنڈی سے سید قربان علی شاہ صاحب ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۶ اپریل ۱۹۴۷ء مطابق ۲۳ جمادی الاول کو بروز چہار شنبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نواسہ عطا فرمایا ہے جس کا نام سید اعجاز احمد رکھا گیا ہے اس خوشی میں مولود مسعود کے والد سید قربان علی شاہ صاحب گیلانی رجمنٹل کوارٹر ماسٹر لاہور چھاؤنی نے مبلغ پانچ روپیہ تبلیغ فنڈ اور پانچ روپیہ برلن مسجد فنڈ میں کل دس روپیہ انجمن کو بذریعہ منی آرڈر بھجوائے ہیں اور وہ بزرگان ملت سے درخواست کرتے ہیں کہ بچہ کی درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں،

— ہمارے محترم دوست ڈاکٹر این اکبر خاں جو برما میں تبلیغ سلسلہ کے لئے خاص جوش رکھتے ہیں آجکل بیمار ہیں احباب جماعت ان کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

— لدھیانہ سے ڈاکٹر شہزادہ حفیظ صاحبہ تحریر فرماتی ہیں کہ ان کی والدہ صاحبہ کی صحت خراب ہے ان کے دعا فرمائیں۔

— ماسٹر عبد الکریم صاحب سکنہ علی پور کی اہلیہ صاحبہ عرصہ تین ماہ سے بعارضہ مالی خولیا بیمار ہیں۔

مولوی احمد گل صاحب مبلغ انجمن کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہو کر ڈاور ہسپتال میں داخل ہیں، ان دونوں کی صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔

— کیوٹ یا نم ایسٹ گوداوڑی سے محمد عبد اللہ باشا دعا نے صحت کے خواستگار رہیا۔

— بعض دوست مالی پریشانیوں اور دیگر مصائب میں مبتلا ہیں بعض نوجوان امتحانات میں شامل ہوتے ہیں ان سب کے لئے دعا

سکولے کہ بڑی خوشی ہوئی اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا حال آپ کو سنا دیا اور عرض کی کہ یہ تلوار مجھے دے دی جائے، آپ نے فرمایا یہ تلوار نہ میری ہے نہ تیری، یہ بیت المال کی چیز ہے اس لئے اسے بیت المال میں ڈال دو۔ وہ فرماتے ہیں اس سے مجھے سخت رنج اور قلق ہوا اور میرے اوپر وہ حالت طاری ہوئی کہ اس کا اندازہ خدا کو معلوم ہے، کہ میرا بھائی بھی قتل ہوا اور میری حاصل کردہ تلوار جو یادگار تھی اور میرے دل کی خلش کو دور کرنے کا ذریعہ تھی وہ بھی چھین لی گئی۔ اللہ ہی جانتا ہے میں تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ نبی کریم صلعم آئے اور فرمایا کہ مجھ پر سورہ انفال نازل ہوئی ہے، اور اس میں مجھے مال غنیمت کے متعلق اختیار دیا گیا ہے اس لئے وہ تلوار میں تم کو دیتا ہوں، اللہ اللہ کیا شان ہے ان جانبازوں کی اور کس قدر شان ہے محمد رسول اللہ صلعم کی کہ اس کے سامنے سیم و زر کا ڈھیر لگا ہے لیکن جب تک خدا کی طرف سے اجازت نہ لے وہ کہتا ہے کہ میرا اختیار نہیں کہ اس میں سے کچھ خرچ کروں، یہ بڑا مشکل مقام ہے، بڑے بڑے لوگ اس مقام پر فیل ہو جاتے ہیں۔

مال غنیمت غریبوں کیلئے تو فرمایا مال غنیمت کا خرچ کرنا اللہ اور رسول کے احکام کے مطابق ہوگا اور آگے چل کر صراحت کے ساتھ فرما دیا واعلموا انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل۔ ایسے اموال خدا اور رسول کے حکم کے مطابق ذی القربی، یتامیٰ مساکین اور مسافر وغیرہ کا حق ہیں، اس لئے بیت المال میں جانا چاہیئے اور وہیں سے خرچ ہوں، بیت المال سے صرف مسلمانوں ہی نہیں بلکہ تمام قوموں کے غربا کی پرورش ہوگی، اور اس سے ان کے اخلاق درست ہوں گے، اخلاق کی درستی نہ سلطنت کے بغیر ہو سکتی ہے اور نہ مال کے بغیر، غریب آدمی جن کے پاس کھانے کو نہ ہو وہ طرح طرح کے ناجائز حیلے سوچتے اور دوسروں کو لوٹتے ہیں حدیث میں آتا ہے کاد الفقر یکون کفرا تو محمد رسول اللہ صلعم نے جہاں تمام قسم کی بدکاریوں کو بند کیا اسی طرح سے مال کے بے جا صرف کرنے سے منع کیا۔ اور اس کا صحیح مصرف بتایا۔ سلطنت اور مال قوم کی تمام قسم کی بہتری کا سامان ہیں۔

مال غنیمت طیب رزق ہے۔ چالیس سال ہوئے میں نے حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم و مغفور سے سنا تھا کہ قرآن میں طیبات کے معنے مال غنیمت ہے کہ یہ طیب رزق ہے آپ نے مجھے فرمایا کہ قرآن سیکھنے کے لئے امام راغب کی مفردات پڑھنی چاہیئے۔ حدیث سیکھنے کے لئے امام ابن اثیر کی النہایہ بہترین کتاب ہے اور علم دین کے حاصل کرنے کے لئے تعطیر الانام مفید ہے تو مفردات میں لکھا ہے کہ کلوا من الطیبات واعملوا صالحا میں طیبات سے مراد مال غنیمت ہے۔

سلطنت دین کی پاسبان ہے الغرض مال کے حاصل کرنے سے دین سلطنت کا رہنما خدا نے روکا نہیں وہ عیسائی راہبوں یا بدھ مذہب کا کام ہے کہ مال کو حرام قرار دیں، قرآن نے نہ سلطنت کو حرام قرار دیا ہے نہ مال کو بلکہ فرمایا وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کئی انبیاء ہوئے ہیں جن کے ساتھ مل کر خدا رسیدہ لوگوں اور علما نے جنگیں کیں، جس طرح محمد رسول اللہ صلعم کی معیت میں حضرت ابوبکر، حضرت فاروق، حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت حمزہ، حضرت خالد، زبیر، طلحہ نے حضرت سعید حضرت عمرو بن عاص نے اور بڑے بڑے علما اور پاکیزہ لوگوں نے جنگیں کیں، ہمارا مذہب عیسائیت نہیں کہ دنیا کے حصول میں خدا کا ملنا دشوار سمجھا جائے، ہمارے مذہب میں دنیا کے اندر رہ کر سلطنت اور بادشاہت مخلوق خدا کی خدمت کا بہترین ذریعہ قرار دیا گیا اور دین کی پاسبانی اور تمکین اور مضبوطی کا سب سے ضروری سامان ہے۔ زکوٰۃ کو لیجئے۔ صلوٰۃ کے بعد یہ سب سے بڑا رکن ہے اور اہم فریضہ ہے، تمام ہندوستان کے علمی مدتوں سے چیخ چیخ کر پکار رہے ہیں کہ مسلمان اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں لیکن بے سود۔ اس زمانہ کے امام اور مامور من اللہ کی جماعت بھی بحیثیت جماعت زکوٰۃ ادا نہیں کرتی، ہندوستان بھر کے مسلمان اگر زکوٰۃ ادا کریں اور بیت المال قائم کریں تو قوم کی بے شمار تکالیف دور ہو جائیں لیکن اس مشکل کا حل سوائے سلطنت کے اور کوئی نہیں کر سکتا اس کے لئے تحصیلدار اور محاسبین والعاملین علیہا ہونے چاہئیں جو نادہند کو سزا دے سکیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے نادہندوں پر چڑھائی کی اور فرمایا واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ۔ الغرض سلطنت سے دین مضبوط ہوتا ہے سلطنت دین کی پاسبان ہے اور دین سلطنت کا رہنما۔

غیر قوموں کے ساتھ اسلام کا سلوک غیر قوموں کیساتھ انصاف بہت مشکل ہے کتنی سلطنتیں ہیں جنہوں نے غیر قوموں کے ساتھ ظلم کا برتاؤ کیا اور انہیں مٹا کر رکھ دیا، لیکن قرآن فرماتا ہے لایجرمنکم شنئان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس کے ساتھ انصاف کرنے سے نہ روکے۔ انصاف سے کام لو کیونکہ تقویٰ سے قریب تر ہے اور فرمایا کونوا قوامین بالقسط عدل و انصاف کا برتاؤ قائم رکھو اگر کفار صلح کی طرف جھک جائیں تم بھی جھک جاؤ۔ جہاں عدل و انصاف کے قائم رکھنے کے احکام ہیں وہاں پر دشمن کا مقابلہ کرنے اور پوری تیاری کرنے اور جنگ میں سختی دکھانے اور حسب موقع سزا دینے کے بھی احکام ہیں، چنانچہ فرمایا فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم لعلھم یذکرون اگر صلح اور عہد نامہ کے بعد پھر تو ان کو جنگ میں پاتے تو اس کی عبرتناک سزا ان کو دے تاکہ وہ یاد رکھیں اور یہ بھی حکم دیا کہ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم، جو کچھ تم سے طاقت اور قوت سے ہو سکے اس سے اور گھوڑوں کو سرحدوں پر باندھنے سے تیاری رکھو اور اس سے اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو خوفزدہ رکھو

حکومت میں تقویٰ اللہ کا حکم کسی آسمانی کتاب میں اس قدر تفصیلی ہدایات نظر نہیں آتیں محمد رسول اللہ صلعم نے بہت بڑا انقلاب پیدا کیا، ایسا کہ بدو انسانوں کے دلوں سے بڑی بڑی سلطنتوں کا رعب اٹھا دیا، لیکن اس کے ساتھ ہی ان کے دلوں میں خدا کی عظمت پیدا کر دی، سلطنت جب کسی قوم کو ملتی ہے تو اس کا دماغ پھرا جاتا ہے اس کا دل شیطان کی تخت گاہ بن جاتا ہے لیکن آپ نے انفال کا ذکر کر کے ساتھ ہی فرمایا فاتقوا اللہ خدا کا تقویٰ کرو کبھی اس قسم کا وعظ آپ نے دیکھا سلطنت ہے تو کہتے ہیں دنیا کو غلام بنا کر رکھیں گے ان کے حقوق غصب کر کے خود سب کچھ ہضم کر بیٹھے۔ لیکن قرآن فرماتا ہے ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ لوگوں کے حقوق پورے طور پر ادا کرو یہ لوگ تمہارے پاس بطور امانت کے ہیں ان کے حقوق ادا کرو۔ جب سلطنت پر قبضہ ہو جائے تو شیطان تمہارے دلوں پر قبضہ نہ کرے۔ فاتقوا اللہ۔ ملک گیری کا پہلا قاعدہ قرآن کریم نے یہ دیا ہے کہ جن لوگوں کے ہاتھ میں حکومت ہو ان کے دل تقویٰ سے معمور ہوں۔

قوم کی اخلاقی درستی اور اتفاق واتحاد کی ضرورت دوسرا حکم یہ ہے اصلحوا ذات بینکم اپنی قوم کی حالت اخلاقی درست رکھو۔ تمام دنیا کے مسلمان بھائی بھائی ہیں ان کے ساتھ تعلقات اعلیٰ درجے کے ہوں ان کی خیر خواہی دلوں میں بستی ہو سواد اعظم سے بگاڑ نہ ہو کیونکہ تقویٰ اللہ کے بعد اتحاد و اتفاق بین المومنین ہر سلطنت کی مضبوطی کا باعث ہے۔ جب سلطنت ملتی ہے تو پھر گروہ بندیاں بھی ہو جاتی ہیں ایسی حالت میں اتفاق و اتحاد رکھنا اور اپنی قوم کے ساتھ رہنا ضروری ہے، اگر باہم دشمنی اور رقابت اور مقابلہ ہو تو اتفاق پیدا کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن خوب یاد رکھو کہ سواد اعظم میں تفرقہ ڈالنا بہت بڑا ہے جس سے کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اس سے آہستہ آہستہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر قرار دینے لگتا ہے۔

صحابہؓ اور بزرگوں پر فتوے بازی محمد رسول اللہ صلعم کے بعد سب سے بڑا انسان ابوبکر صدیقؓ ہے ان کے ایمان کے متعلق فرمایا کہ لو وزن ایمان ابی بکر بایمان اھل الارض لرجح۔ اگر ابوبکرؓ کے ایمان کو تمام جہان کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان بھاری نکلے گا۔ لیکن ان کو بھی گالی دینے والے ان کے طریق کار پر نکتہ چینی کرنے والے ان کے عدل و انصاف پر اعتراض کرنے والے پیدا ہوئے۔ حضرت عمرؓ پر نکتہ چینی کی گئی، کعبہ کی دیوار کے ساتھ ایک بہت بڑے عالم تکیہ لگائے بیٹھے تھے، یعنی عبداللہ بن عمرؓ ان سے کسی نے پوچھا کیا عثمانؓ بدر سے غیر حاضر تھے؟ انہوں نے کہا ہاں، پھر پوچھا کیا بیعت رضوان میں عثمانؓ شامل نہ تھے، آپ نے کہا ہاں وہ کہنے لگا جو شخص نہ بدر میں شامل تھا نہ بیعت رضوان میں اس کے ایمان کا کیا حال؟ آپ نے فرمایا ٹھہرو میں تمہیں بتاؤں انکے متعلق اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے رضی اللہ عنھم خدا ان سے راضی ہو گیا وہ حضور نبی کریم صلعم کے حکم سے مدینہ حضرت زینب کی تیمارداری کے لئے ٹھہر گئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر مسلمانوں میں ایک بھی ایسا شخص نہ تھا جو اہل مکہ کے نزدیک اتنا معزز سمجھا جاتا تھا جتنے حضرت عثمانؓ اور تو رسول کریم صلعم نے انہیں مکہ بھیجا تھا۔ جب قوم میں تفرقہ ہو سواد اعظم کی پرواہ نہ ہو اور انما المومنون اخوۃ کی غرض و غایت سامنے نہ ہو تو ایک فرقہ دوسرے کو برا کہتا ہے۔ جیسے افراد ایک دوسرے کو برا کہتے ہیں۔ اس سے بہت نقصان ہوتا ہے، قوت و شوکت برباد ہو جاتی ہے تو جو لوگ برا کہنے پر آ جائیں وہ بڑے سے اچھے آدمی کو برا کہنے سے نہیں جھجکتے ایک بہت بڑی ہستی امام بخاری ہوئے ہیں، انہوں نے بڑا احسان کیا ہے اسلامی دنیا پر کہ رسول اللہ صلعم کی احادیث کو جمع کیا، اور بہت بڑی محنت کی، لیکن ان کے اپنے زمانہ میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے کہا یہ زندیق ہے، گمراہ ہے، ابلیس ہے تو برا کہنے والے کسی کو بھی نہیں چھوڑتے

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم نمبر ۱)

مملکت پاکستان کی مشترکہ زبان

عربی ہونی چاہیئے

از جناب مولانا محمد عبد الصمد صاحب بی اے ایڈیٹر لائٹ لاہور

اب جبکہ خدائے بزرگ و برتر کے فضل و کرم سے مملکت پاکستان معرض ظہور میں آ چکی ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے تمدن اور معاشرت کے اصول پر ایک ناقدانہ نظر ڈال کر ان کے حسن و قبح کو صحیح طور پر جانچیں اور اس ضمن میں جو اصول ہماری فلاح و بہبود کا موجب ہوں ان کو اختیار کریں۔

عربی اور اسلامی تعلیم

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ وہ طبقہ جو ہم میں سے تعلیم یافتہ خیال کیا جاتا ہے اس کا بیشتر حصہ امور مذہبی سے کما حقہ واقف نہیں ہے۔ یہ خامی ہماری مذہبی اور ثقافتی ترقی میں ایک بہت بڑی روک ہے اور میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ جب تک ہمارے نصاب تعلیم میں عربی کو ایک جزو لا ینفک قرار نہیں دیا جائے گا یہ روک دور نہیں ہو سکتی۔ ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ کو کم از کم اس قدر عربی کا جاننا ضروری ہے جس قدر وہ اس وقت انگریزی جانتے ہیں۔ ان تمام اصحاب کو اسلامی لٹریچر کے اصل سرچشمہ سے سیراب ہونا چاہیئے۔ یہ ایک قابل شرم بات ہوگی اگر ہمارے گریجوایٹ ایک اسلامی سلطنت کے قیام کے بعد بھی اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ رہیں۔ اور چونکہ ان تعلیمات کا منبع اور مبداء عربی زبان ہے اس لئے میرے نزدیک جو مدارس و عالم ہوں ان میں عربی زبان کی تحصیل کو لازمی قرار دیا جائے۔

اسلامی سلطنتوں کی زبان

عربی زبان کی تحصیل محض اس وجہ سے ہی ضروری نہیں کہ انسان اصول اسلام کو اصلی سرچشمہ سے سیکھ سکتا ہے بلکہ اور وجوہ بھی ہیں جن کی بنا پر اس زبان کا سیکھنا لوازمات میں سے ہے۔ عربی زبان جو بجا طور پر ام الالسنہ کہلاتی ہے محض قرآن مجید احادیث اور تاریخ کی زبان ہی نہیں بلکہ دنیا کی کئی ایک اسلامی سلطنتوں کی زبان ہے۔ مملکت پاکستان کا دوسری اسلامی سلطنتوں سے رشتہ اخوت و مودت ایک یقینی اور بدیہی امر ہے اور اس رشتہ کو زیادہ مضبوط و مستحکم بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم خود عربی زبان میں کافی مہارت رکھتے ہوں۔

عربی کی تعلیم لازمی ہو

اگر عربی زبان کی تحصیل محض ان اصحاب کے لئے ہی مخصوص رہے جو مذہبی تعلیم کے خواہشمند ہیں اور دینی ایک او حصور سے اور ناقص طریق پر جیسا کہ اب تک عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے تو اس سے یقیناً وہ نتائج مترتب نہیں ہو سکتے جو ہمارے پیش نظر ہیں اور درست ہیں۔ مملکت اسلامیہ پاکستان میں عربی زبان کی ترویج ہو سکتی ہے اور نہ یہ زبان بام ترقی پر پہنچ سکتی ہے۔ عربی کو محض مذہبی زبان تک ہی محدود نہیں رکھنا چاہیئے۔ بلکہ اس کو عام دنیوی علوم کی طرح رواج دینا چاہیئے مدارس۔ کے تمام طبقوں یعنی پرائمری، مڈل اور ہائی اور کالجوں میں بھی اسکو لازمی قرار دینا چاہیئے اور جب اس کی ترویج ہو جائے تو بتدریج قلمرو پاکستان میں اس زبان کا جاننا ملازمتوں کے حصول کے لئے ضروری قرار دیا جائے۔

غیر مسلم اقلیتوں کیلئے

اگر غیر مسلم اقلیتیں پسند کریں تو ان کے لئے مواقع پیدا کیے جاسکیں کہ وہ اپنی اپنی زبان کی ترقی کا اہتمام کر سکیں اور سلطنت کا فرض ہے کہ وہ اس کام میں ان کی حوصلہ افزائی کرے اور جو امداد اس ضمن میں ضروری ہے اس سے پہلو تہی نہ کرے۔ لیکن میرا مقصد یہ ہے کہ عربی کو اب انگریزی کی جگہ دینی چاہیئے۔ ہاں اگر ہر ایک صوبہ کے باشندے ذریعہ تعلیم اپنی اپنی زبان کو پسند کریں تو اس کا مضائقہ نہیں ہے۔

مصر کی زبان

مصر میں اب صرف ایک ہی زبان ہے اور وہ عربی ہے۔ یہ زبان اس ملک میں اس وقت مروج ہوئی جبکہ یہاں کے باشندے حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور مرور روزگار کے بعد اب یہ زبان وہاں کی مادری زبان بن گئی ہے۔ حالانکہ وہاں غیر مسلم اقلیت بھی موجود ہے۔ علیٰ ہذا یہ امر ممکن ہے کہ پاکستان بتدریج عربی بولنے والا ملک بن جائے اگرچہ اس کی آبادی مختلف مذاہب اور اقوام پر مشتمل ہو۔

بجائے دو کے ایک ہی زبان

مسلمان قوم کے لئے عربی کا جاننا مذہبی اغراض کے لئے ضروری ہے۔ وہ اگر اسکو دنیوی ضروریات کے لئے نہ بھی پڑھیں تو بھی انہیں اس کے حصول کے بغیر چارہ نہیں۔ اندریں حالات کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ پاکستان میں بجائے دو زبانوں کے ایک ہی زبان یعنی عربی ہی ہو جو دینی و دنیوی دونوں مقاصد کو پورا کر سکے۔

صوبائی زبانوں کی بجائے عربی

یہ ظاہر ہے کہ غیر مسلم اقلیتوں کے لئے بھی عربی زبان دوسری صوبائی زبانوں کی نسبت زیادہ موزوں ہوگی اس میں شک نہیں کہ عربی کا سیکھنا وقت طلب ہے۔ لیکن کیا بنگالیوں کے لئے سندھی اور پنجابیوں کے لئے بنگالی سیکھنا زیادہ وقت طلب نہیں ہوگا ....

اور میں کہتا ہوں کہ چونکہ عربی ایک اسلامی زبان ہے۔ اس کا حاصل کرنا ہم سب کے لئے انگریزی کی نسبت جو بالکل غیر ملکی زبان ہے زیادہ سہل ہوگا۔ تمام ہندوستانی خواہ ان کی مادری زبان کچھ ہو اپنی روزمرہ کی گفتگو میں غیر شعوری طور پر بہت سے عربی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

عربی سے صوبائی تفوق مٹ جائیگا

چونکہ عربی زبان مملکت پاکستان کے پانچوں صوبوں کے لئے ایک اجنبی زبان ہے اس لئے ایک صوبہ کو دوسرے صوبہ پر کوئی ناواجب اور ناگوار تفوق حاصل نہ ہوگا۔ تمام صوبے ایک ہی سطح پر کھڑے ہوں گے جو کہ ایک جمہوری سلطنت کے شایان شان ہے۔ تمام مملکت پاکستان کے لئے ایک مشترکہ زبان ہونے کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ "صوبائی امتیازات کے سوال کے اٹھنے کا جو اندیشہ لاحق ہے وہ ہمیشہ کے لئے دب جائیگا اور ایک صوبہ کو دوسرے صوبہ پر کوئی وجہ تفوق نہ ہوگا۔ بنگالی جو مشرقی پاکستان کی زبان ہے اور جو مملکت پاکستان کی تمام آبادی کے دو تہائی حصہ میں بولی جاتی ہے اس کو پنجابی یا سندھی یا پٹھان یا بلوچی قطعاً نہیں سمجھ سکتے، علیٰ ہذا مغربی پاکستان کے چار صوبوں کی زبان حتیٰ کہ اردو جو مغربی حصہ کے اکثر تعلیم یافتہ لوگوں کی زبان ہے مشرقی پاکستان میں نہیں سمجھی جاتی۔

ادبی تفوق

جہاں تک ادبی تفوق کا سوال ہے اور اس امر کے پیش نظر کہ آبادی کا ایک کثیر حصہ اسکو سمجھ سکتا ہے بنگالی زبان کو تمام قلمرو پاکستان میں ایک امتیاز خصوصی حاصل ہے اگرچہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بمقابلہ اردو کے اس میں اسلامی تعلیمات کا ذخیرہ بہت کم ہے۔ لیکن یہ زبان بھی تمام پاکستان میں نہیں سمجھی جاتی۔ حاصل کلام کو نہ سے لے کر چاٹگام تک کوئی ایک ایسی مشترکہ زبان نہیں جو تمام مملکت پاکستان میں سمجھی یا بولی جاتی ہو۔

تمام مملکت کیلئے ایک ہی زبان

وجوہ بالا کے پیش نظر عربی زبان ہی تمام مملکت پاکستان کے لئے ایک مشترکہ زبان موزوں اور مناسب ہو سکتی ہے۔ ہمارے آئندہ آئین میں ملک کے پانچوں صوبے آزادی کی دولت سے اس قدر متمتع ہوں گے جس قدر کہ ممکن ہو سکتا ہے تاہم تمام قلمرو پاکستان ایک واحد سلطنت کی حیثیت سے یا مرکزی حکومت کے الحاق کی صورت میں کامیابی و کامرانی کا پرچم اڑائے گی۔ پاکستان کے تمام صوبوں کو اجازت ہونی چاہیئے کہ وہ اپنی زبان کو ترقی دیں لیکن اس کے ساتھ ہی تمام صوبوں کے باشندوں کو مرکزی حکومت کی زبان سے واقف ہونا ضروری ہے زبان کی بنا پر ایک صوبہ کو دوسرے صوبہ پر تفوق یا برتری حاصل نہیں ہونی چاہیئے۔ صوبائی زبانیں اپنے اپنے صوبوں میں ذریعہ تعلیم قرار دی جاسکتی ہیں پاکستان کی حکومت کو صوبوں کی اپنی زبان کو ترقی دینے کے رستہ میں کوئی رکاوٹ نہیں پیدا کرنی چاہیئے۔ لیکن صوبائی زبانوں کے علاوہ اور ان سب کے اوپر ساری مملکت پاکستان کے لئے ایک ہی ملکی زبان ایک ہی Lingua Franca کا ہونا ازبس ضروری ہے اور یہ کسی صورت میں عربی کے علاوہ کوئی اور زبان نہیں ہونی چاہیئے۔

پاکستان نمبر کے متعلق

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے پرچہ پیغام صلح پاکستان نمبر کی ۴۰ کاپیاں جہلم میں پہنچیں جن کو مختلف جگہوں پر پہنچا دیا گیا ہے۔

پیغام صلح پاکستان نمبر کی ظاہری اور اندرونی جاذبیت ازحد قابل ستائش اور قابل قدر ہے۔ پرچہ مذکور ۔۔۔ کو ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور دیگر شہری اور فوجی افسروں کی خدمت میں پیش کیا گیا جنہوں نے غور سے پڑھنے کا وعدہ فرمایا۔ اس کے علاوہ وکلا اور طبیبوں کی نشست گاہوں پر رکھا گیا۔ لائبریریوں اور مناسب بیٹھکوں میں رکھ دیا گیا اور عوام الناس کو بھی اس کے مطالعہ سے متمتع کیا گیا۔ بعض قارئین نے پرچہ کی موزونیت، مضامین کی دلچسپی خصوصاً حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبوں کی ازحد تعریف کی۔ مضمون نویسوں کی خوش اسلوبی اور آپ کا ایک قلیل مدت میں پرچہ کا مرتب کرنا واقعی یہ امر قابل داد اور قابل قدر ہے۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

والسلام

ملک احمد گل مبلغ اسلام

جہلم ۲۶ اگست ۱۹۴۷ء

یورپ میں مذہب کے امکانات

از جناب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ اسلامک ریویو

قسط نمبر (۲)

مغربی اقوام کی شدید بے چینی

دوسری بات جو قیام یورپ میں میرے مشاہدہ میں آئی وہ یہ تھی۔ کہ مغربی اقوام معاشی اعتبار سے بام عروج پر پہنچ چکی تھیں اور انہیں ہر طرح کے سامان زیست میسر تھے۔ لیکن وہ اس خوشحالی اور فراوانی میں خدا اور مذہب کو بالکل فراموش کر چکی تھیں۔ جس کے باعث وہ اپنے دلوں کی گہرائیوں میں ایک شدید بے چینی اور بہت بڑا خلا محسوس کر رہی تھیں ایک مرتبہ موسم سرما کی شام کو ایک تعلیمیافتہ اور تجارت پیشہ انگریز نوجوان ہماری مسجد میں اچانک وارد ہوا۔ اس نے مذہب اور خاص طور پر اسلام کے متعلق متعدد سوالات کئے۔ اس تبادلۂ خیالات میں رات کے بارہ بج گئے۔ اس کے انداز میں ایک جستجو اور اور خیالات میں خلوص تھا۔ باتوں کے دوران میں اس نے ایک عجیب بات کہی ہمیں دنیوی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ہر قسم کی جائز اور ناجائز سہولتیں میسر ہیں۔ ہمارے شب و روز عیش و نشاط میں بسر ہوتے ہیں۔ مگر پھر بھی دلوں میں ایک آگ سی بھڑکتی رہتی ہے جسے سارے مادی اسباب بجھا نہیں سکتے بلکہ ہم اپنی خواہشات کو پورا کر کے اسے بجھانے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ اور بھڑکتی ہے۔ ہمیں کسی ایسے مذہب کی ضرورت ہے جس میں خدا کی طرف سے اوامر و نواہی عاید کئے گئے ہوں اور ہم ان کی پابندی پر مجبور ہوں ۔ اور بحیثیت مجموعی ہم ان پر عمل پیرا ہوں۔ تاکہ ہماری قوم میں نیکی کے لئے ایک ماحول پیدا ہو جائے اور ہمیں خواہشات کی لامتناہی آگ کی سوزش سے نجات ملے۔ کوئی ایسا مذہب جو ہماری قومی زندگی کو ایک اخلاقی اور روحانی ضابطے کے مطابق بنائے۔ ہمارے مروجہ مذہب یعنی عیسائیت میں ایسا ضابطۂ حیات مفقود ہے اسلام کے متعلق میں نے سنا ہے کہ یہ ضابطہ موجود ہے۔ چنانچہ اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، اور مجھے امید ہے آپ کو تکلیف نہ دی ہے،،

مجھے اس نوجوان کی باتوں میں بہت خلوص نظر آیا میں نے بڑی توجہ سے اس کے سوالات کا جواب دیا وہ نوجوان اسلام کی تعلیمات سے اس قدر متاثر ہوا کہ بعد میں نہ صرف وہ بلکہ اس کا چھوٹا بھائی بھی مسلمان ہو گئے۔ یہ اور اس جیسے بہت واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مغربی اقوام میں اسلام جیسے دین فطرت کے لئے غیر معمولی خواہش موجود ہے اور ان میں وہ جوہر قابل بھی ہے۔ کہ جس سے وہ اپنے آپ کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھال سکیں۔ تساہل ہے تو صرف ہماری طرف سے ہے ہم نے اسلام کو وسیع پیمانہ پر ان اقوام کے سامنے پیش نہیں کیا۔ ورنہ ان اقوام میں قبول اسلام کے لئے جملہ خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں۔

یورپ کو ایک مذہب کی ضرورت

اسلام صرف ایک مذہبی ضابطہ نہیں اسلامی اصول انسان کی معاشی، سیاسی اور معاشرتی زندگی پر بھی حاوی ہیں جس سے کسی قوم کی انفرادی اور اجتماعی زندگی نشو و نما حاصل کر سکتی ہے اور مغرب کو آج ایک ایسے ہی مذہب کی ضرورت ہے۔ اور ایسے ہی مذہب کے لئے ان کے قلوب میں ایک میلان پایا جاتا ہے۔ یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔ اصل بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مادہ پرستی کی انتہا کو پہنچکر مغربی اقوام اپنے معاشرہ اور اپنی اجتماعی زندگی کے جملہ پہلوؤں میں ایک خلاء محسوس کرنے لگ گئی ہیں۔ عام طور پر یہ احساس بہت مخفی ہے اور موجودہ زندگی کی گہما گہمی میں دبا ہوا ہے۔ لیکن وہ لوگ جن کی طبائع حساس ہیں اور انہیں اپنے اس احساس کے باعث مطالعہ باطن کی عادت ہے وہ اس کو شعوری طور پر محسوس کرنے لگے ہیں ان کی تحریر اور گفتگو میں یہ احساس شدت سے پایا جاتا ہے۔ اور یہ واضح بات ہے کہ اس خلاء کو صرف اسلام ہی پُر کر سکتا ہے کسی دوسرے مذہب میں یہ قوت موجود نہیں کہ وہ اس خلاء کو پُر کر سکے۔

انگریز قوم کی ایک نمایاں خصوصیت

قیام یورپ کے دوران میں ایک اور بات جو میری نظر سے گذری وہ انگریز قوم کی ایک نمایاں خصوصیت ہے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ انگریز قوم خدا اور بادشاہ کے بغیر گذارہ نہیں کر سکتی"۔ میرا مشاہدہ بھی اسی کے مطابق ہے۔ میں نے دیکھا ہے، کہ ایک انگریز عورت یا مرد خواہ کتنا ہی گناہوں میں مبتلا ہو اگر ان کو کوئی ایسا آدمی مل جائے جسے گناہ سے طبعی نفرت ہو تو اس کو احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اس قوم کی منافقت ہے لیکن وہ لوگ جنہیں انگریزوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے اور وہ ان کے معاملات پر ہمدردانہ نظر رکھتے ہیں، وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ان کی اس بات میں خلوص ہے اور یہ بات ان میں مشرقی اقوام سے تعلقات رکھنے اور ملنے جلنے سے پیدا ہوئی ہے۔ مشرق نے مغرب سے بہت کچھ لیا ہے لیکن دیا بھی بہت کچھ ہے مجھے کلکتہ کا ایک واقعہ یاد ہے اس زمانہ میں عریانی کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ ان دنوں کلکتہ میں ایک روسی رقاصہ عریاں رقص کے لئے آئی ہوئی تھی اس عریاں رقص پر ہندوستانیوں نے کوئی احتجاج نہ کیا۔ مگر کلکتہ کے انگریزوں نے اصرار کیا کہ رقاصہ مکمل عریانی کے ساتھ سٹیج پر نہ آئے۔ اتنا عرصہ گذرنے کے بعد بھی انگریزی سٹیج پر رقاصہ کی عریانی قانوناً ممنوع ہے۔ اور یہ قانون سوائے انگلستان کے یورپ کے کسی دوسرے ملک میں نہیں ہے اسی طرح لائسنس یافتہ پیشہ ور عورتیں جو یورپ کے ہر ملک میں موجود ہیں انگلستان میں ان کا وجود نہیں ہے۔ آپ چاہیں تو اس کو منافقت سے تعبیر کر لیں۔ مگر میرے نزدیک انگریز قوم کی ان خصوصیات کو آنحضرت صلعم کی اس حدیث کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ حیا ایمان کی شاخ ہے۔ یعنی ہم کہہ سکتے ہیں کہ انگریز قوم کی اجتماعی زندگی میں ایمان کی رمق اب بھی موجود ہے انگریز گناہ تو کرتا ہے۔ لیکن اس کے دل میں اس گناہ کے خلاف ایک نفرت اور خوف کا احساس بھی موجود ہوتا ہے شاید یہی وجہ ہے کہ اسلام کی تبلیغی تحریک کو اس زمانہ میں انگلستان میں ہی مساعد حالات میسر آئے ہیں اور اس تحریک، تبلیغ اسلام کا پہلا مرکز انگلستان ہی میں قائم ہوا ہے اور یہ قابل غور بات ہے کہ یورپ اور امریکہ میں دوسرے تبلیغی ادارے بھی کام کر رہے ہیں۔ لیکن جو کامیابی انگلستان کے اسلامی تبلیغی مرکز کو میسر آئی وہ کسی اور مغربی مرکز کو میسر نہیں آسکی۔ ووکنگ کے تبلیغی مشن کو اس وقت بین الاقوامی شہرت حاصل ہے۔

انگریز قوم اور اسلام

انگریز قوم کو اسلام سے ایک خاص مناسبت ہے۔ اسلام ایک پر شوکت اور میانہ روی کا مذہب ہے۔ مغربی اقوام میں سب سے زیادہ شوکت اور طاقت انگریز قوم کو حاصل ہے ضرورت سے زیادہ باتیں کرنا جذبات کا بے عمل مظاہرہ کرنا انگریز قوم کی خاصیت کے خلاف ہے۔ انگریز قوم کسی ایسے فلسفے کی قائل نہیں ہو سکتی جو زندگی سے ہٹا ہوا ہو اور جس میں زندگی سے ایک گریز پایا جائے یہی وجہ ہے کہ انگریز قوم نے ایسے فلاسفہ کو پسند نہیں کیا جو صرف قیاس اور وہم کا شکار ہوں۔ بلکہ اس کے برعکس حربوں کی مانند اس قوم نے اعلیٰ مفکرین اور اعلیٰ حکمرانوں کو پیدا کیا ہے بات اصل میں یہ ہے کہ انگریز صرف فلسفہ زندگی کا قائل ہے۔ وہ ایسی باتوں میں اُلجھنا نہیں چاہتا جن کا زندگی سے تعلق نہ ہو۔ یہ بات خود میرے تبلیغی تجربہ میں آچکی ہے کہ انگریز کی دلچسپی ہمیشہ اسلام کے عملی پہلو ہی سے ہوتی ہے۔ معاشرتی گتھی کا سلجھاؤ جو اسلام نے پیش کیا ہے اسے جس آسانی سے انگریز سمجھ سکتا ہے۔ کوئی دوسری یورپین قوم اسے اتنی آسانی سے نہیں سمجھ سکتی اور یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ یورپ کی تمام انقلابی تحریکات کے داعیوں کی جائے پناہ بھی صرف انگلستان ہی ہے۔ خود کارل مارکس کو بھی پناہ انگلستان ہی میں ملی۔ اور آج انگلستان کے چوٹی کے مفکرین برنارڈ شا۔ ایچ۔ جی ویلز آنجہانی اور لیسکی بھی اشتراکی خیالات کے ہیں۔ لیکن انگریز قوم نے کمیونزم اور مارکسزم کو اپنی قومی زندگی کا جزو نہیں بنایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انگریز جیسی متوازن قوم کو کمیونزم کا یکطرفہ فلسفہ حیات پسند نہیں آیا۔ جس میں صرف انسانی زندگی کے مادی پہلو کو ہی پیش نظر رکھا گیا ہو۔ انگریز قوم کو کوئی ایسا فلسفہ حیات چاہیئے جس میں انسانی زندگی کے مادی پہلو اور وجدانی پہلو کی آمیزش ہو۔ ان دونوں کا امتزاج ہی اسے پسند ہے اور یہ امتزاج صرف اسلام میں ہے۔

باقی دارد

خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک سائنسدان کے خیالات

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - ایک انگریزی رسالہ میں ایک مضمون نظر سے گذرا جس میں خدا کی ہستی کا ثبوت دیا ہوا ہے میں نے اپنے بڑے لڑکے احمد ظفر فاروقی اور اس کے دوست مسٹر غلام رسول تنویر کو کہا کہ اس مضمون کا اردو ترجمہ کر ڈالو - ایک پنتھ دو کاج والا معاملہ ہے - تمہاری مشق بھی ہو جائے گی اور لوگوں کا بھلا بھی چنانچہ انہوں نے ترجمہ کیا جو کہ معمولی اصلاح کے بعد ارسال خدمت ہے - اسے اخبار میں شائع فرما دیں - اور یہ خط بھی ساتھ ہی چھپوا دیں بعض اصطلاحی الفاظ انگریزی ہی میں لکھے گئے ہیں کیونکہ ان کا اردو ترجمہ مشکل ہے - خدا کی ہستی پہ ایک اور سائنسدان نے لکھا ہے کہ علم حساب اور اعداد و شمار کی رو سے بھی خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ملتا ہے - مثلاً انسان کے جسم کے ذرہ ذرہ میں ہر وقت تبدیلی ہوتی رہتی ہے - اور گویا کروڑوں بلکہ اربوں مختلف مشینیں ہر وقت کام کر رہی ہیں - علم حساب کی رو سے اگر اس تعداد میں مشینیں چل رہی ہوں - تو ان میں سے کچھ نہ کچھ ہر آن بگڑتی اور ٹھہرتی رہیں گی - اگر انسان کے جسم کا کارخانہ محض نیچر نے ایک ڈھونگ رچایا ہوا ہے - تو یہ ہونا ضروری ہے کہ ہر انسان کے جسم میں ہر آن کچھ نہ کچھ چیز بگڑتی رہے - مثلاً ایک دن داہنی آنکھ دیکھنا چھوڑ دے تو دوسرے دن بائیں آنکھ - کسی دن بال اگنے بند ہو جائیں یا آدھے سر کے اگیں اور آدھے سر کے بال رک جائیں - کبھی ناخن ایک انگلی کے اگیں کبھی دوسری انگلی کے - کبھی ایک کان سنے کبھی دوسرا - کسی دن پھیپھڑے تھوڑی دیر کو کام کرنا چھوڑ دیں - یا معدہ کھانا ہضم کرنا - یا سب سے بڑھ کر دل دھڑکنا تھوڑی دیر کو بند کر دے اس طرح اور سینکڑوں فعل ہیں - مگر یہ نہیں ہوتا - کیوں؟ اس لئے کہ اس احسن الخالقین نے اس کو بنایا ہے اور اس کے حکم اور اندازہ پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور اسی کے حکم سے ہی بند ہوگا سبحان اللہ - والسلام خاکسار ممتاز احمد فاروقی -

سات دلائل

ایک سائنسدان خدا کی ہستی پر کیوں یقین رکھتا ہے

(کتاب Man does not stand alone سے اخذ کیا گیا)

(از - اے کریسی موریسن")

ہم ابھی سائنس کے ابتدائی دور میں ہیں - پس جوں جوں اس کی روشنی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے توں توں خالق حکیم کی دستکاری اور نمایاں ہوتی چلی جا رہی ہے - ڈارون کے بعد ان نوے سالوں میں ہم نے زبردست انکشافات کئے اور "علمی انکساری" اور علم پر مبنی یقین کے جذبہ کے تحت خدا کی ہستی کا احساس اور گہرا ہوتا چلا گیا -

جہاں تک میرا تعلق ہے میں اپنے ایمان کے متعلق سات دلائل پیش کرتا ہوں -

دلیل اوّل: "اٹل اصول ریاضی کی رو سے ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ ہماری کائنات کا خاکہ ایک حکیمانہ ربانیت سے مرتب کیا گیا اور عالم وجود میں لایا گیا"

فرض کیا آپ دس سکوں پر ایک سے لیکر دس تک نمبر لگا کر جیب میں ڈال کر ان کو اچھی طرح خلط ملط کر لیتے ہیں - اب آپ ان کو نمبر وار نکالنے کی کوشش کرتے ہیں ہر غلط نمبر کو پھر جیب میں ڈال کر ملا جلا لیتے ہیں - علم ریاضی کی رو سے ہم جانتے ہیں - کہ آپ کا نمبر ۱ سکہ نکالنے کا امکان $\frac{1}{10}$ ہے اور نمبر ۱ اور نمبر ۲ کو یکے بعد دیگرے نکالنے کا امکان $\frac{1}{100}$ ہے اور نمبر ۱-۲-۳ کا یکے بعد دیگرے نکالنے کا امکان $\frac{1}{1000}$ ہے اور اسی طرح آپ کا ان تمام کو ایک سے دس تک یکے بعد دیگرے نکالنے کا امکان ایک ناقابل یقین تعداد $\frac{1}{1..........}$ ([illegible]) تک پہنچ جائے گا -

اس دلیل کو سامنے رکھتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سارے لامتبدل حالات اس زمین پر کی زندگی کے لئے اشد ضروری ہیں اور ان حالات میں کبھی بھی مناسب نسبت اتفاقیہ طور پر پیدا نہیں ہو سکتا - زمین اپنے محور کے ارد گرد ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھومتی ہے اگر یہ صرف ایک سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھومے تو ہمارے شب و روز پہلے سے دس گن لمبے ہو جاتے اور اس طویل دن میں دھکتا ہوا سورج ہماری نباتات کو جھلس دیتا اور پھر اس لمبی رات باقی ماندہ نباتات منجمد ہو جاتی -

سورج جس پر ہماری زندگی کا دارومدار ہے اس کا سطحی درجہ حرارت ۱۲۰۰۰ فارن ہیٹ ہے اور ہماری زمین بالکل اتنی ہی دور ہے جس سے یہ ابدی آگ ہمیں عین ضروری حرارت مہیا کر سکے اگر سورج اپنی موجودہ گرمی سے ہمیں صرف آدھی گرمی بہم پہنچاتا تو ہم جاندار منجمد ہو جاتے - یا اگر وہ ڈیڑھ گنا ہوتا تو ہم بھن کے رہ جاتے

کرہ زمین کا ۲۳ درجہ (یعنی زاویہ) کا جھکاؤ ہمارے لئے موسم پیدا کرتا ہے اگر اس کا جھکاؤ ایسا نہ ہوتا تو سمندر کے آبی بخارات شمال جنوب کی طرف پھیل جاتے اور ہمارے لئے برف کے تودوں سے اٹے ہوئے براعظموں کی صورت میں نمودار ہوتے - فرض کریں اگر ہماری زمین سے چاند کا فاصلہ - موجودہ فاصلہ کی بجائے صرف پچاس ہزار میل ہوتا تو ہمارے سمندر کی لہریں اتنی بلند ہوتیں کہ دن میں دو دفعہ تمام براعظم پانی میں ڈوب جاتے حتیٰ کہ ہمارے پہاڑ بھی پانی میں بہہ جاتے - اگر زمین کی سطحی جلد صرف دس فٹ اور موٹی ہوتی تو آکسیجن جس پر زندگی کا دارومدار ہے بالکل مفقود ہو جاتی - اگر سارے سمندر صرف چند فٹ اور گہرے ہوتے تو کاربن ڈائی آکسائیڈ اور آکسیجن پانی میں جذب ہو جاتی اور کوئی نباتات پیدا نہ ہو سکتی - یا پھر اگر ہمارا دائرہ فضا ذرا زیادہ لطیف ہوتا تو بہت سارے ٹوٹنے والے ستارے جو اب لاکھوں کی تعداد میں ہر روز ہوا میں ہی جل جاتے ہیں وہ زمین کے تمام خطوں پر پڑتے اور وہاں آگ ہی آگ پھیلا دیتے -

مندرجہ بالا اور لاتعداد امثال کی روشنی کہ کروڑوں میں صرف ایک بھی امکان اس چیز کا پیدا نہیں ہوتا کہ زندگی ہمارے اس خطہ زمین پر ایک اتفاقیہ حادثہ ہے -

دلیل دوم "زندگی کا اپنے مقصد کے حصول کے لئے ویسے ہی سانچہ میں ڈھل جانے کی صلاحیت رکھنا ایک مکمل اور حاوی حکمت کے وجود پہ دلالت کرتا ہے"

زندگی بذات خود کیا ہے؟ کوئی انسان نہیں سمجھ سکا - یہ نہ تو وزن ہی رکھتی ہے اور نہ کوئی حجم وغیرہ - مگر ایک قوت سے ضرور حامل ہوتی ہے - ایک اگتا ہوا پودا ایک چٹان کو توڑ سکتا ہے - زندگی نے پانی، زمین اور ہوا پہ غلبہ حاصل کر لیا اور عناصر پہ حاوی ہو کر انہیں مجبور کیا کہ وہ مختلف اشکال میں ڈھل کر مختلف جوڑ اختیار کر لیں - زندگی ایک بت تراش کی طرح تمام زندہ چیزوں کو مختلف اشکال دیتی ہے - ایک مصور کی طرح ہر درخت کے پتے کو کسی صورت میں اور ہر پھل کو مختلف رنگوں میں رنگ دیتی ہے - زندگی ایک مغنیہ ہے جس نے ہر پرندے کو محبت کے پر کیف نغمے گانا اور کیڑے مکوڑوں کو لاکھوں کی تعداد میں ہم آواز ہو کر اپنی اس موسیقی سے ایک دوسرے کو بلانا سکھایا ہے زندگی ایک ماہر کیمسٹ (کیمیا دان) کی طرح پھل اور سبزیوں کو ذائقہ اور پھولوں کو خوشبو بخشتی ہے جو پانی اور کاربن کو چینی اور لکڑی کی صورت دیتی ہے - اور اس طرح سے آکسیجن مہیا کرتی ہے تاکہ جاندار زندگی کے سانس لے سکیں -

پروٹوپلازم Protoplasm کا ایک مشکل دکھائی دینے والا قطرہ لیں جس میں سے نگاہ آر پار ہو سکے اور جو جیلی (Jelly) کی مانند ہو جو ہلنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور سورج کی شعاعوں سے طاقت حاصل کرتا ہو - صرف یہی دھندلا دھندلا ننھا سا ذرہ اپنے اندر زندگی کا مادہ رکھتا ہے اور ہر جاندار چیز کو زندگی بخشنے کی قوت رکھتا ہے خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی - اس کی قوت ہماری نباتات حیوانات اور لوگوں سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ تمام زندگی اسی سے پیدا ہوتی ہے نیچر نے زندگی کو تخلیق نہیں کیا - جھلسی ہوئی چٹانیں اور غیر نمکین سمندر ہماری زندگی کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے تھے اسے پھر کس نے جنم دیا؟

دلیل سوم: "حیوانی سمجھ ایک خالق مطلق کی ہستی کے متعلق بڑی وضاحت سے دلالت کرتی ہے - جس نے ایک کمزور اور معذور سے جاندار میں بھی ایک فطرتی اکساہٹ سے پیدا کر دی"

سامن مچھلی متعدد سال سمندر میں بسر کرنے کے بعد اپنے میٹھے پانی کے دریا میں واپس آتی ہے وہ دریا کے صرف اس طرف سفر کرتی ہے جس طرف دریا کا وہ معاون داخل ہوتا ہے جس میں وہ پیدا ہوئی تھی - اس کو کیا چیز اس طرح ٹھیک منزل کی طرف لاتی ہے؟ اگر آپ اسے کسی دوسرے معاون میں ڈال دیں تو وہ فوراً جان جائے گی کہ وہ اپنے راستہ سے بھٹک گئی ہے - اور وہ اپنے راستہ کی تلاش میں جدوجہد کرتی ہوئی دریا کے بہاؤ کے ساتھ بہتی ہوئی چلی جائے گی اور پھر دریا کے بہاؤ کے خلاف چلتی ہوئی اپنی آخری اور صحیح منزل سے دوچار ہو جائے گی -

اس سے بھی زیادہ ایل مچھلی (سانپ کی مانند مچھلی کی ایک قسم) کے اسرار کو سمجھنا مشکل ہے - یہ عجیب و غریب جانور سن بلوغت کو پہنچ کر تالابوں، دریاؤں اور دوسری تمام جگہوں سے ہجرت کرتا ہے - یورپ والی ایل سمندر کو عبور کرتے لاکھوں میل نکل جاتے ہیں

پیغام صلح

جلد ۳۵ | مورخہ ۱۷ رشوال المکرم ۱۳۶۶ھ | نمبر ۳۱

احمدیت اور اتحادِ اسلامی

حضرت مرزا صاحب کا مقام جماعتِ احمدیہ کے نقطہ نظر سے

زیر نظر شیوع میں کسی دوسری جگہ خواجہ عبد اللہ اختر صاحب امرتسری کا ایک مراسلہ بعنوان "مسئلہ اتحاد ملت اور جماعت احمدیہ" درج ہے، اس مراسلہ میں خواجہ صاحب نے جہاں جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں اور حضرت مسیح موعودؑ کی خدمات اسلامی کو سراہا ہے، وہیں بعض ایسی باتیں بھی لکھی ہیں جو کسی غلط فہمی پر مبنی معلوم ہوتی ہیں اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان پر صراحت سے روشنی ڈالی جائے۔

خواجہ صاحب نے سب سے پہلے مسلمانوں کی فرقہ بندی کے خلاف مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری کے مضمون مندرجہ پاکستان نمبر کا ذکر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ احمدیت خود فرقہ بندی اور تفرقہ پیدا کرنے کا ذریعہ ہے وہ لکھتے ہیں:۔

"اگر کسی شخصیت من دون اللہ سے وابستگی اور اس کا اتباع لازم ہے تو پھر فرقہ بندی جس کا لازمی نتیجہ تفرقہ ہے جزو دین بن جائیگا"

آگے چل کر آپ یہ بھی فرماتے ہیں :۔

"اسلام تو آنحضرت صلعم کی شخصیت سے بھی وابستہ نہیں اگر اسکی تحریک آنحضرتؐ کے نام مبارک سے وابستہ ہوتی قرآن میں تحریک محمدیہ کے متعلق بھی کوئی آیت ہوتی"

پھر فرماتے ہیں کہ :۔

"جب آنحضرتؐ کی شخصیت اور اسم مبارک سے اسلام وابستہ نہیں تو اور کس کا منہ ہے کہ یہ دعویٰ کرے کہ اس کی تحریک میرے نام سے وابستہ ہے یہ ایک مذموم تمنا ہے اور ایک فانی شخصیت کے لئے وہی امتیازی خصوصیت پیدا کرنا ہے جو پولوس نے مسیح کو دی"

معلوم نہیں شخصیت من دون اللہ سے خواجہ صاحب کی کیا مراد ہے من دون اللہ تو اس کو کہا جاتا ہے جو خدا کو چھوڑ کر یا خدائی احکام کے خلاف تسلیم کیا جائے یا کسی کے احکام کو بمنزلہ خدائی احکام کے سمجھا جائے اور اس کو اعتقاداً یا عملاً خدائی مقام پر مانا جائے، اس کی وضاحت اس آیہ کریمہ سے ہوتی ہے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ، اس پر جب آنحضرت صلعم سے کہا گیا کہ یہود تو اپنے احبار اور رہبانوں کو خدا نہیں مانتے تو آپ نے فرمایا کہ کیا وہ خدائی احکام کے خلاف جن چیزوں کو حلال کہیں انہیں یہودی لوگ حلال نہیں مانتے اور جن کو حرام کہیں ان کو حرام نہیں مانتے یہی ان کو اربابا من دون اللہ بنانا ہے

اب ظاہر ہے کہ اس قسم کی شخصیت نہ آنحضرت صلعم کو کوئی مسلمان مانتا ہے اور نہ حضرت مرزا صاحب کو ہم اس مقام پر سمجھتے ہیں، ہاں اس قدر ضرور مانتے ہیں کہ رسول جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق خدا کی رہبری کے لئے کوئی ہدایت نامہ لے کر آتے ہیں وہیں ان کا اپنا وجود بھی ایک رہبر اور نمونہ ہوتا ہے اور اس ہدایت نامہ کے ماننے والوں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس ہدایت کے لانے والے کو خدا کا رسول یقین کریں۔ اور اس کی پیروی کو اپنے لئے ضروری سمجھیں، رسول کی مثال کیلے سے دینا صحیح نہیں، وہ صرف ایک دریافت کنندہ یا موجد نہیں ہوتا بلکہ جس قانون یا ہدایت نامہ کو وہ خدا کی طرف سے لاتا ہے اس پر خود بھی عمل پیرا ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی پیروی کے لئے کہتا ہے، قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ محبت الٰہی کے لئے رسول کی اتباع ضروری ہے اور اس لحاظ سے اسلام کو آنحضرت صلعم کی شخصیت سے وابستہ کہا جائے تو یہ غلط نہ ہوگا رسول کی شخصیت کو من دون اللہ کہنا صحیح نہیں کیونکہ وہ خدائی احکام کے خلاف نہیں چلاتا نہ اس کی شخصیت کو محض اتباع سے خدائی کا مقام حاصل ہوجاتا ہے

رہی مجدد کی شخصیت، اس کے متعلق یہ عرض کردینا کافی ہے کہ وہ اپنی اتباع کے لئے نہیں بلکہ اپنے متبوع رسول کی اتباع کرانے کے لئے آتا ہے۔ وہ دین میں پیدا شدہ غلطیوں کو دور کرتا ہے اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتا ہے وہ رسول کا نمونہ لے کر آتا ہے اس کا ساتھ دینا ہر شخص کے لئے ضروری ہے تاکہ جس پاک تحریک کو لیکر وہ کھڑا ہوتا ہے وہ دنیا میں پھیلے اور دین الٰہی کا دور دورہ ہو، اس کو شخصیت من دون اللہ کہنا صحیح نہیں کیونکہ وہ خدائی احکام کے خلاف تعلیم نہیں دیتا اپنا کوئی نیا دین کھڑا نہیں کرتا، نہ رسول صلعم کو چھوڑ کر اپنی اتباع کی دعوت دیتا ہے،

رہا یہ سوال کہ اس کی تحریک کا نام تحریک احمدیت کیوں ہے، اور آنحضرت صلعم کی تحریک کا نام تحریک محمدیہ کیوں نہیں۔ اس کا جواب بارہا عرض کیا جا چکا ہے کہ جس دین کو آنحضرت صلعم لے کر آئے وہ آپ کا اپنا ایجاد کردہ نہیں اس لئے اس کا نام تحریک محمدیہ نہیں ہوسکتا وہ خدا کا دین ہے اور خدا نے اس دین کا نام اسلام رکھا ہے، اور اس کے ماننے والوں کا نام مسلم حضرت مرزا صاحب بھی اسی دین کے پیرو ہیں اسلام ہی ان کا دین ہے، مسلم ہی ان کا مذہبی نام ہے لیکن ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الخ کے ارشاد الٰہی کے ماتحت جو جماعت آپ نے تبلیغ اسلام کے لئے بنائی، اس کا امتیازی نام ضروری تھا، جیسے اور انجمنوں اور اداروں کے نام ہوتے ہیں، یہ نام انھوں نے اپنے نام پر نہیں بلکہ آنحضرت صلعم کے اسم مبارک احمدؐ کے نام پر تحریک احمدیہ رکھا، اس کو محل اعتراض ٹھیرانا اور ایسی تحریک کے بانی کو جس نے محض ارشاد الٰہی کے ماتحت اس تحریک کو کھڑا کیا شخصیت من دون اللہ کہنا کسی طرح صحیح نہیں۔

یہ فرقہ بندی نہیں کہ ایک جماعت تبلیغ دین کے لئے کھڑی ہو اور امتیاز کے لئے اپنا ایک نام رکھ لے، یہ فرقہ بندی نہیں کہ اسلام کی تائید اور حمایت کے لئے مجدد وقت کی معیت کی دعوت دی جائے، کونوا مع الصادقین ارشاد الٰہی ہے اور روح المعانی میں اس آیت کی ذیل میں حدیث مجدد کو نقل کرکے یہ بتایا ہے کہ اس میں مجدد وقت کی معیت کا حکم دیا گیا ہے، فرقہ بندی اس چیز کا نام نہیں کہ کسی نیکی کے رستہ کی طرف لوگوں کو بلایا جائے فرقہ بندی اس بات کا نام ہے کہ اختلاف خیالات کی بناء پر کلمہ گوؤں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا جائے، جماعت احمدیہ لاہور بفضلہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے کہ وہ کسی کلمہ گو کو کافر قرار دیتی اس لئے اس پر فرقہ بندی کا الزام دینا ہرگز صحیح نہیں۔

اسی ضمن میں ہم افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہماری ان گزارشات کے متعلق خواجہ صاحب نے پہلے ہی سے یہ فتویٰ دیدیا ہے کہ :۔

"مجھے معلوم ہے کہ احمدیت کے جواز میں آپ کے پاس بہت دلائل ہیں لیکن عقل ہرچند جز فضائل نیست بجہل ہمچنانش دلائل نیست"

انا للہ وانا الیہ راجعون، اگر حق اور باطل کے دلائل ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ان میں کوئی امتیاز نہیں ہوسکتا تو وائے گر پس امروز بود فردائے، حق اور باطل کے دلائل اپنی نوعیت کے لحاظ سے الگ الگ رنگ رکھتے ہیں اور ایک دیانتدار اور عقل سلیم رکھنے والا انسان ان دلائل سے پہچان لیتا ہے کہ حق کے دلائل کونسے ہیں اور کون سے دلائل باطل کی طرف لے جانے والے ہیں۔ محض یہ کہدینے سے کہ جہالت بھی دلائل سے خالی نہیں، کوئی شخص چھٹکارا نہیں پا سکتا جب تک مضبوط و محکم دلائل اپنی تائید میں پیش نہ کرے ورنہ حق اور باطل اور رشد اور غی میں [illegible] رہے گا اور ہر شخص یہ کہہ [illegible] بھی دلائل سے خالی نہیں حق کو جھٹلانے کی کوشش کرے گا۔

امید ہے خواجہ صاحب ان گذارشات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے، اور "جہل ہمچنانش دلائل نیست" کے نظریہ سے قطع نظر کرتے ہوئے دلائل کی اہمیت پر غور فرمائیں گے کہ کہاں تک ان میں پختگی اور حق کی تائید پائی جاتی ہے۔

خواجہ صاحب کے مراسلہ میں اور باتیں بھی قابل وضاحت ہیں جن پر [illegible] شیوع میں نظر ڈالی جائے گی،

مہاجر کاشتکاروں کیلئے نہری زمین

بہت سی نہری زمینیں جو لوگ چھوڑ گئے ہیں اور ان پر فصلیں موجود ہیں ان کو عارضی طور پر فوراً مہاجر کاشتکاروں میں تقسیم کیا جائیگا۔ ڈپٹی کمشنر صاحبان کو مطلع کیا گیا ہے کہ وہ ایسے مہاجرین کی فوراً فہرست تیار کریں اور تقسیم کا کام شروع کردیں۔ ایسے مہاجرین کو بیج اور مویشی خریدنے کے لئے تقاوی بھی دی جائیگی۔ یہ زمینیں لوئر باری دوآب۔ نیلی بار حویلی کالونی۔ اضلاع منٹگمری۔ لاہور۔ شیخوپورہ لائلپور۔ سرگودھا۔ ملتان۔ جھنگ۔ گوجرانوالہ سیالکوٹ اور گجرات میں موجود ہیں۔

(سرکاری اطلاع پبلک ریلیشنز ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے)

مہاجرین ریلیف فنڈ

از ۱۱ر تا ۳۱ر اکتوبر ۱۹۴۷ء

سابقہ وصولی .. ۰ — ۴ — ۴۲۸۳
جناب میاں چراغ دین صاحب گوجرانوالہ .. ۰ — ۰ — ۱۰۰
جناب محمود الحسن صاحب قادیان .. ۰ — ۰ — ۱
جناب محمد مسعود صاحب صدیقی لاہور .. ۰ — ۰ — ۱۰
جناب چوہدری فیض احمد صاحب چک ۸۱ جنوبی . ۰ — ۰ — ۲۴
جماعت پشاور معرفت جناب ماسٹر عبداللطیف صاحب . ۰ — ۱۲ — ۱۲۶
جناب ڈاکٹر محمد زبیر صاحب پارہ چنار . ۰ — ۸ — ۴۸
جناب کیپٹن قاضی مختار احمد صاحب لاہور چھاؤنی . ۰ — ۰ — ۵۰
حضرت مولوی عزیز بخش صاحب لاہور . ۰ — ۸ — ۸ قسط اول
جناب شیخ عبدالحمید صاحب لاہور چھاؤنی . ۰ — ۰ — ۸۰
جناب شیخ عبدالرشید صاحب . ۰ — ۰ — ۷۵
جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب جھنگ . ۰ — ۰ — ۱۰۰۰
جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کراچی . ۰ — ۰ — ۱۰۰۰
جناب بیگم صاحبہ میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کراچی . ۰ — ۰ — ۱۰۰۰
جماعت کراچی معرفت محمد حسن خاں صاحب کراچی . ۰ — ۰ — ۳۲۵
جناب قاضی شبیر محمد صاحب علی پور . ۰ — ۰ — ۱۰
جناب آفتاب عالم خاں صاحب لاہور . ۰ — ۰ — ۳۰
جناب شیخ فاروق احمد صاحب لاہور . ۰ — ۰ — ۳۰۰
جناب میاں علی محمد صاحب چک ۶/۴ ایل اوکاڑہ . ۰ — ۰ — ۵۰
جناب شیخ عبدالعلی صاحب کراچی .. ۰ — ۰ — ۵۰
جماعت سیالکوٹ معرفت سید محمد حسین شاہ صاحب . ۰ — ۰ — ۸۹
جناب میاں منظور الٰہی مقبول الٰہی صاحب بھیرہ . ۰ — ۰ — ۴
جناب سید جعفر حسین شاہ صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان . ۰ — ۰ — ۵۰۰
جماعت وزیر آباد معرفت شیخ عبیداللہ صاحب . ۰ — ۰ — ۸۰
معرفت حافظ عبدالرشید صاحب سندھ . ۰ — ۳ — ۴۶۴
جناب ماسٹر محمد اسحاق صاحب لنڈخوڑ . ۰ — ۸ — ۲
جناب فرحت بیگم صاحبہ معرفت ملک فضل الٰہی صاحب سیالکوٹ . ۰ — ۰ — ۵
جماعت ڈاڈر معرفت محمد دین صاحب . ۰ — ۰ — ۱۹
جماعت جموں معرفت شیخ رحمت اللہ صاحب . ۰ — ۸ — ۷۲
جناب مرزا عنایت اللہ بیگ صاحب گجرات . ۰ — ۰ — ۵۰۰
جماعت مانسہرہ معرفت حکیم مبارک عبداللہ صاحب . ۰ — ۰ — ۹۱
جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ . ۰ — ۰ — ۱۰
معرفت شیخ محمد حسین صاحب لاہور . ۰ — ۰ — ۲
حضرت سید اسداللہ شاہ صاحب لاہور . ۰ — ۵ — ۵
جناب بیگم صاحبہ سید اسداللہ شاہ صاحب لاہور . ۰ — ۱۱ — ۲
جناب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب لاہور . ۰ — ۰ — ۵
جماعت کراچی۔ معرفت محمد حسن خاں صاحب . ۰ — ۰ — ۶۰۰
معرفت ہیڈ ماسٹر صاحب لاہور سکول . ۰ — ۸ — ۶

میزان کل ۰ — ۳ — ۱۱۴۸۱

مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

کون اپنے بھائی کی مصیبت میں شریک ہوگا؟

(۱) ریلیف فنڈ جس کے لئے میں نے اپیل کی ہے وہ ایک خیراتی فنڈ نہیں بلکہ یہ انشاء اللہ جماعت کی باہمی امداد اور تعاون کا ایک مستقل فنڈ ہو جائے گا اس لئے اس میں حصہ لینے والوں کو چاہیئے کہ نظام جماعت کے ماتحت اس میں حصہ لیں۔

(۲) علاوہ ان اخراجات کے جو فوری طور پر ہو گئے ہیں جن دوستوں نے اپنے کاروبار کو چلانے کے لئے کچھ امداد کی خواہش کی ہے وہ بطور قرضہ ہی کی ہے خودداری کی یہ مثال بہت ہی قابل تعریف ہے اس طرح پر اس فنڈ کو ایک مستقل فنڈ بنانے کی بنیاد گویا خود ان احباب نے ہی رکھ دی ہے جس سے آئندہ جماعت کو بہت بڑے فوائد پہنچنے کی امید ہے۔

(۳) اس فنڈ میں شمولیت کے لئے ادنیٰ مطالبہ یہ ہے کہ جماعت کا ہر وہ ممبر جسے خدا نے اس عالمگیر فتنہ سے محفوظ رکھا ہے اپنی خوشی سے، اپنی جان پر اور اپنے بال بچوں پر کچھ تکلیف اٹھا کر چھ ماہ کے لئے ہر ماہ اپنی پانچ دن کی آمد اس فنڈ میں دے البتہ موجودہ گرانی میں غرباء کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے اب میں اس قدر ترمیم چاہتا ہوں کہ جن احباب کی آمد ایک سو روپیہ یا اس سے کم ہے وہ بجائے پانچ دن کے صرف دو دن کی آمد دیں۔

(۴) ہم ایک جماعت کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہم سب برابر کا حصہ اس تحریک میں نہ لیں۔ جو احباب اس مطالبہ سے کم رقوم لکھوا رہے ہیں ان سے میں پھر اپیل کرتا ہوں کہ یہی محبت دنیا ہی ہے جو موجودہ مصائب کو ہم پر لا رہی ہے اگر امام وقت کی جماعت قربانی کا کوئی بلند نمونہ نہ دکھائے گی تو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ابھی کیا مصائب مسلمانوں کے لئے باقی ہیں۔ اگر وہ کبھی اکیلے ہو کر سوچیں کہ خدا نے ان کو کس مصیبت سے بچایا ہے۔ جس کے ذکر سے بھی انسان کانپ اٹھتا ہے تو یہ پانچ دن کی آمد چھ ماہ کے لئے انہیں ہیچ نظر آئے۔

(۵) جن دوستوں نے یہ کمزوری دکھائی ہے جماعت کے باہمت احباب سے درخواست ہے کہ وہ انہیں دوبارہ توجہ دلائیں کہ وہ اپنے کو جماعت کے نظام سے بالاتر نہ سمجھیں۔

(۶) افراد کے طبقہ نے ابھی تک اس طرف توجہ نہیں کی۔ ان سے بالخصوص درخواست ہے کہ خدا کے دیئے ہوئے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کر دیں۔ یہ ان کے لئے برکت کا موجب ہوگا۔

خاکسار۔ **محمد علی**

(بقیہ از صفحہ ۲)

مہاجر دہلی۔ شیخ محمد لطیف صاحب مہاجر دہلی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ نماز جناب حکیم شیخ عبدالغنی صاحب نے پڑھائی، اور اس کے بعد آپ ہی نے خطبہ دیا جو بہت عالمانہ تھا۔ راولپنڈی میں نماز جمعہ باقاعدہ ادا ہوتی ہے ہر احمدی کو چاہیئے کہ نماز جمعہ مسجد احمدیہ واقع کباڑی بازار میں ادا کرے۔

— خان عبدالعزیز خان صاحب ملتان . . . . کو لڑکا عطا فرمایا ہے جس کا نام حمید احمد رکھا گیا ہے۔ اس خوشی میں آپ نے مبلغ پانچ روپیہ انجمن کو بطور عطیہ مرحمت فرماتے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء ہماری طرف سے خان صاحب اور دیگر متعلقین کو بہت بہت مبارک۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو عمر دراز دے اور نیک اور صالح بنائے۔

— ملک خدا بخش صاحب لدھیانوی کو دوبارہ پاکستان گورنمنٹ نے ملازمت میں لے لیا ہے اور لائل پور میں محکمہ نہر میں کام کرتے ہیں ان کا پتہ یہ ہے:۔

ضروری اطلاع

میرے ذریعے ذیل کی دو اسامیاں میسر آ سکتی ہیں

(۱) ایک اسامی ڈاکٹر کی ہے جس کی تنخواہ ۔/۲۵۰ روپے ماہوار کے علاوہ اعلیٰ درجے کی کوٹھی بمع اعلیٰ فرنیچر کے جس میں روشنی پانی اور خادم کا انتظام بھی ہے

(۲) اسی طرح سے ایک اسامی اکاؤنٹنٹ کی ہے۔ تنخواہ ۔/۲۵۰ روپے ماہوار کے علاوہ اعلیٰ درجے کی کوٹھی جس میں عمدہ فرنیچر ہے۔ روشنی، پانی اور خادم کا انتظام بھی ہے۔

درخواستیں میرے نام فوراً آنی چاہئیں۔

صدر الدین
احمدیہ بلڈنگس لاہور

ملک خدا بخش صاحب ہیڈ کلرک نہر کینال کالونی، لوئر گوگیرہ ڈویژن لائلپور

اور تمام کا رخ صرف انہی تاریک سمندر کی گہرائیوں کی طرف ہوتا ہے جو جزیرہ مودا کے جزیرے کے پاس ہیں۔ وہاں وہ بچے پیدا کرتے ہیں اور مر جاتے ہیں۔ اب ننھی ننھی ایل مچھلیاں جن کے پاس کچھ جاننے کے لئے کوئی وسائل نہیں ہوتے سوائے اس کے کہ وہ پانی کی اتھاہ گہرائیوں میں تھیں وہ اپنے گھروں کی طرف رجعت کرتی ہیں اور اپنا راستہ نہ صرف اس ساحل سمندر کی طرف معلوم کر لیتی ہیں جہاں سے ان کی پہلی نسلیں آئی تھیں بلکہ وہ اسی دریا جھیل اور تالاب تک کو ڈھونڈ نکالتی ہیں۔ حتیٰ کہ تمام پانی میں مچھلیاں ہی مچھلیاں بس جاتی ہیں۔ کبھی کوئی امریکن ایل یورپ میں اور کبھی کوئی یورپین ایل امریکہ کے پانیوں میں پائی گئی ہے۔ قدرت یورپین ایل کی بلوغت کی میعاد میں (بہ نسبت امریکن ایل کے) ایک یا ایک سے زیادہ سال تک تاخیر کر دیتی ہے تاکہ وہ اپنا سفر پورا کر سکے کیونکہ اس کا سفر امریکن ایل سے بہت زیادہ لمبا ہوتا ہے۔ اب بتائیے یہ راہنمائی اور فطرتی اکساہٹ کہاں سے پیدا ہوتی ہے؟

ایک جنگلی بھڑ ایک ٹڈے پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد زمین میں ایک گڑھا کھودتی ہے اور ٹڈے کے عین اس جگہ ڈنگ چبھوتی ہے کہ وہ مرتا تو نہیں مگر بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اور پھر ایک محفوظ شدہ خوراک کی طرح زندہ رہتا ہے۔ تب کا بھڑ بڑی احتیاط سے اس کے جسم کے ایسی مناسب جگہ پر انڈے دیتی ہے کہ جب اس کے بچے ان انڈوں سے نکلیں تو ٹڈے کو کتر کتر کر اپنی خوراک حاصل کرتے رہیں مگر سے مار نہ دیں کیونکہ مردہ چیز کھانا مہلک ثابت ہوتا ہے۔ تب ماں اڑ جاتی ہے اور کہیں مر جاتی ہے اور کبھی اپنے بچوں کو نہیں دیکھتی۔ یقیناً بھڑ نے یہ سب کچھ ہمیشہ طور پر پہلی دفعہ اور سر دفعہ کیا ہو گا نہیں تو اب ہمیں ایک بھی بھڑ کبھی نظر نہ آتی۔ ان پر اسرار طریقوں کے متعلق یہ کہنا کہ یہ "حاصل کردہ" ہیں غلط ہے بلکہ یہ "عطا شدہ" ہیں۔

دلیل چہارم "انسان حیوانی فطرت کے علاوہ کچھ اور بھی رکھتا ہے۔ وہ ہے عقلی صلاحیت"

کبھی کسی جانور کی صلاحیت کے نشانات اس طرح نہیں ملے کہ وہ ایک سے دس تک منہ سے گن سکتا ہو یا دس کے ہندسے کی حقیقت سے واقف ہو۔ اگر فطرت ایک ہی ساز کی ایک ہی سر ہے۔ ایک خوبصورت مگر محدود سر۔ تو انسانی دماغ آرکسٹرا کے تمام سازوں کی تمام سروں سے پر ہے۔ اس چوتھی دلیل کی وضاحت کی ضرورت نہیں کیونکہ عقل انسانی کی بدولت ہی تو ہم یہ سوچ سکتے ہیں کہ ہم جو کچھ بھی ہیں ... ...

ہیں کیونکہ اس لامحدود حکمت میں سے ہم میں ایک شعلہ فروزاں کیا گیا ہے۔

دلیل پنجم۔ "واقعات عالم میں زندگی کے جن تمام لوازمات ضروری کا انکشاف اب ہم پر ہو رہا ہے وہ ڈارون نہ جان سکا تھا ــــ مثلاً جینز کے عجائبات (Genes)

یہ جینز اس ناقابل بیان حد تک چھوٹے ہوتے ہیں کہ اگر تمام دنیا کے تمام لوگوں کے تمام جینز کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے تو ان کا حجم فقط ایک انگشتانہ یا اس سے بھی کم جگہ میں سما سکتا ہے۔ یہ حد درجہ کے چھوٹے اور خوردبین سے بھی مشکل سے نظر آنے والے جینز اور ان کے ساتھی کروموزوم (chromosomes) ہر ذی روح میں ہوتے ہیں۔ وہ تمام انسان حیوان اور نباتات کی ذاتی خصوصیات جو زندگی کے قائم رکھنے کا قطعی ذریعہ ہیں۔ گویا ایک انگشتانہ جتنی معمولی سی جگہ میں دو ارب انسانوں کی ذاتی خصوصیات سمٹ سکتی ہیں کچھ بھی ہو یہ حقیقت جھٹلائی نہیں جا سکتی اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جینز، اس چھوٹی سی جگہ میں کس طرح لاتعداد نسلوں کی نسلی خصوصیات اور ان کی نفسیات کو سمیٹ لیتے ہیں؟

اس جگہ سے ارتقاء حقیقتاً شروع ہوتا ہے۔ یعنی اس ایک ذرے سے جو جینز کو اپنے اندر لئے ہوتا ہے اور اسے لئے پھرتا ہے۔ کس طرح صرف چند کروڑ ایٹم ایک معمولی سے جینز کی صورت میں زمین کی تمام زندگی پر مکمل حکمرانی کرتے ہیں اور ہمیں ایک گہری حکمت کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں جو صرف ایک تخلیقی طاقت سے ہی نکل سکتی ہے اور کوئی نظریہ ہمارا یہ مسئلہ حل نہیں کر سکتا۔

دلیل ششم "نیچر کا اپنے مادہ کو بے جا صرف نہ کرنا ہمیں اس پر یقین کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے کہ صرف ایک لامحدود عقل نے بنظر غائر اور اس کے تمام وسائل پر مکمل قابو رکھتے ہوئے اسے تیار کیا"

بہت سال گذرے آسٹریلیا میں کیکٹس (cactus) نامی ایک پودا جس کو تھوہر بھی کہتے ہیں اور جو باڑ کا کام دیتا ہے بویا گیا اور آسٹریلیا میں اس پودا کے لئے تباہ کن ثابت ہونے والے کیڑوں کے نہ ہونے کی وجہ سے کیکٹس بہت افراط سے پھیل گیا اور جب اس کے خطرناک پھیلاؤ کی روک تھام کے لئے مناسب کارروائی شروع کی گئی تو اس وقت یہ خوفناک پھیلاؤ انگلستان جتنے رقبے سے بڑے حدود اربعہ میں پھیل چکا تھا۔ اس نے لاکھوں باشندوں کو شہروں اور دیہات کو ... سے بھاگ نکلنے پر مجبور کر دیا اور کھیتوں کو بالکل تباہ کر دیا۔ کیڑے مکوڑوں کے ماہرین نے دنیا کا کونہ کونہ چھان مارا اور آخر کار انہوں نے ایک ایسے کیڑے کا سراغ ڈھونڈ نکالا جو صرف کیکٹس پر ہی زندہ رہتا تھا اور یہ بچے بھی بڑی سرعت اور افراط سے پیدا کرتا تھا۔ اور اس کیڑے کا دشمن (یعنی اس کو کھانے والا) کوئی اور کیڑا آسٹریلیا میں نہیں تھا۔ اس کیڑے نے جلد ہی اس کیکٹس پر قابو پا لیا اور یہ تقریباً نیست و نابود ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ یہ کیڑے بھی صرف معمولی سی تعداد میں باقی رہ گئے جو اس پر قابو حاصل کئے رہیں۔

یہ روک تھام اور توازن تمام دنیا میں قائم ہے ــــ سرعت سے بڑھنے والے کیڑے آخر دنیا پر کیوں نہیں چھا جاتے؟ اس لئے کہ ان کے پھیپھڑے انسانی پھیپھڑوں کی طرح کے نہیں ہوتے وہ نلکیوں کی طرح چھیدوں میں سے سانس لیتے ہیں۔ اور جب وہ پھولتے پھلتے ہیں تو ان کی نلکیاں متناسبًا ان کے جسم کے زیادہ نہیں بڑھتیں۔ اس لئے کبھی کوئی کیڑا بڑے جسم کا دکھائی نہیں دیتا۔ اور جسم کے بڑھنے پر یہ روک تھام ہمیشہ ان کو تعداد میں بڑھنے سے روکے رکھتی ہے۔ اگر ان کے جسم کے پھلنے پھولنے پر یہ روک تھام نہ ہوتی تو بنی نوع انسان خطہ زمین پر دکھائی نہ دیتے ــــ بھلا ایک بھڑ کو شیر جتنی جسامت کا تصور تو کریں!

دلیل ہفتم "یہ امر کہ انسان خدا کی ہستی کا تصور ہی کر سکتا ہے ہستی خدا کی موجودگی کا زبردست ثبوت ہے"

خدا پر یقین انسان کی روحانی قوت سے پیدا ہوتا ہے جس سے دنیا کے باقی ماندہ جانور بے بہرہ ہیں ہم اس قوت کو تصور اور تخیل کا نام بھی دے سکتے ہیں۔ اس کی مدد سے انسان اور صرف انسان ہی غائبانہ چیز کی موجودگی کو محسوس کر سکتا ہے اور مشاہدہ حس کا انکشاف یہ طاقت کرتی ہے لامحدود ہے حقیقتاً انسان کا یہ گہرا تصور اور تخیل ایک روحانی حقیقت میں ڈھل جاتا ہے اور دنیاوی اور ساوی عالم کے جو کہ ایک مقصود مقصد سے مزین ہے مشاہدہ میں وہ ایک سچائی سے روشناس ہوتا ہے، وہ سچائی جو بتاتی ہے کہ جنت ہے اور ہر جگہ ہے۔ خدا ہر جگہ اور ہر چیز میں ہے اور یہ اپنی قربت دلوں کے قریب تر ہوتی ہے۔

یہ چیز علمی اور روحانی نقطہ نظر کی رو سے عیاں ہو جاتی ہے جیسا کہ بائبل میں ہے کہ "کائنات خدا کی شان کا مظاہرہ ہے اور ستاروں سے ... آسمان اس کی مصوری کا ثنا خواں"

(بقیہ از صفحہ ۱۱)

کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ مرض مسلمانوں سے دور ہو جائے۔ عام مسلمانوں کی خیرخواہی ضروری ہے اسی لئے فرمایا فاتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم اللہ کا تقویٰ کرو اور اپنی قوم کے حالات میں اصلاح کرو عام مسلمانوں کی ہمدردی دل میں ہونی چاہیئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فھو مسلم لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فلا تخفروا فی ذمۃ اللہ جو شخص ہماری نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے، ہمارا ذبیحہ کھائے، وہ مسلمان ہے اللہ نے اور اللہ کے رسول نے عہد کیا ہو پس خدا اور رسول کے عہد کو مت توڑو۔ اتحاد و اتفاق کے لئے خدا اور اس کے رسول نے بہت تاکید فرمائی ہے مبارک ہے وہ دل جو تمام مسلمانوں کا درد رکھتا ہے اور سواد اعظم میں رخنہ اندازی کے گناہ سے بچتا ہے۔

کامل مومن کی صفات پھر فرمایا انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقناھم ینفقون۔ مومن کی یہ شان ہے کہ خدا کے ذکر اور اس کے احکام سن کر دل دہل جائے اس کے احکام سنے تو اس کا ایمان زیادہ ہو، وہ نماز پڑھے اور اپنے مال میں سے خدا کے رستہ میں خرچ کرتا ہو، یہ کامل مومن کا ذکر کیا ہے، مومن کے قلب کا ذکر اس کے جوارح اور اعضا کا ذکر اس کے مال کا ذکر ہے کہ مومن سارے کا سارا خدا اور اس کے رسول کے احکام کا پابند ہے۔ مسلمانوں کی انہی خوبیوں کی وجہ سے خدا نے انہیں سلطنت دی پھر ہم پر زوال اس وقت آیا جب خدا کے احکام کو توڑا۔

پاکستان میں ہمارا دستور العمل کیا ہونا چاہیئے اب بھی اگر ہم خدا کے احکام پر عمل نہ کریں گے کامل اور سچے مومن نہ بنیں گے تو پاکستان ہم سے چھن جائیگا اس وقت پاکستان کے معنے یہ ہیں کہ اپنے نفسوں پر قابو رکھا جائے۔ عفت، دیانتداری اور پاکیزگی کا نمونہ بن جاؤ۔ خدا نے معجزہ کے طور پر ہندو اور سکھ کے دل میں ہمارا تسلط بٹھا دیا ہے چاہیئے کہ مسلمان اب ان کی حفاظت اپنے ذمہ لیں، ان کی بہو بیٹیوں کی عفت کی حفاظت کے ہم ذمہ دار ہوں اور پاکستان کو حقیقی معنوں میں پاکستان بنا دیں۔ اور قرآن کریم اور سیرت نبوی تمام مسلمانوں کا دستور العمل نظر آئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ و اصحابہ اجمعین۔

اخبار و افکار

مسلمانوں کا قتل عام

اس وقت مشرقی پنجاب میں مسلمانوں پر جو کچھ گذر رہی ہے اور ان کے جان و مال اور عورتوں اور بچوں پر جو لرزہ خیز مظالم ڈھائے گئے ہیں، اور ڈھائے جا رہے ہیں، وہ انسانیت اور تہذیب کو خون کے آنسو رلانے والے ہیں۔۔۔۔۔ مشرقی پنجاب کے بے شمار مرد اور عورتیں نہایت بے کسی کی حالت میں مغربی پنجاب کے مختلف شہروں میں پناہ گزین ہیں، اور ابھی ہزارہا کی تعداد میں چلے آ رہے ہیں پہلے تو یہی خیال تھا کہ سکھوں کے جتھے مختلف جہات سے نکل کر اور سکھ ریاستوں کی امداد حاصل کر کے دیہات پر حملے کر رہے ہیں لیکن یہ معلوم کر کے حیرتناک ہے کہ صرف عام جتھے ہی نہیں، مشرقی پنجاب کی حکومت کے بعض ذمہ دار ارکان بھی جن میں پولیس اور فوج کو خصوصیت حاصل ہے، مسلمانوں کی بربادی اور تباہی میں ممد و معاون ہیں اور نہ صرف مسلمانوں کے قتل عام میں ہی ان کا ہاتھ ہے بلکہ جو مسلمان مشرقی پنجاب سے مغربی پنجاب میں ہجرت کرنا چاہتے ہیں ان کا تمام مال و اسباب بھی یہ کہکر چھین لیا جاتا ہے کہ یہ ہندوستان کی دولت ہے پاکستان میں نہیں جا سکتی، حال ہی میں لدھیانہ تحصیل ہمارے ایک دوست کے عزیز ایسی ہی لوٹ کھسوٹ کا شکار ہو کر آئے ہیں برخلاف اس کے پاکستان سے جانے والے ہندو اور سکھ نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے سامان لاد کر لے جاتے ہیں اور کوئی روک ٹوک انہیں نہیں۔

کیا یہ حالات ہندوستان کی ڈومینین کے لئے شرمناک نہیں پنڈت جواہر لال نہرو کچھ دن سے لاہور آتے ہوئے ہیں اور بظاہر فسادات کی روک تھام میں کوشاں ہیں، مغربی پنجاب اور پاکستان کے اراکین حکومت ان کے ساتھ شامل ہیں لیکن نتیجہ ابھی تک صفر ہے، محمود غزنوی کو کسی بڑھیا نے جب اس کا بیٹا ایک ایسے علاقہ میں لٹ گیا جس کے انتظام سے محمود نے معذوری ظاہر کی تھی، کیا اچھا کہا تھا کہ جس جگہ کا تم انتظام نہیں کر سکتے اسکو اپنی مملکت میں کیوں شامل کر رکھا ہے کیا پنڈت جواہر لال نہرو سے یہی سوال آج کیا جا سکتا ہے؟

قادیان کی حالت

اس ضمن میں ہمیں اس مقام کے متعلق بھی عرض کرنا ہے جو ہمارے پیارے امام اور مجدد وقت کا مولد و مدفن ہے نہ صرف اس پاک انسان کا مولد و مدفن ہونے کے لحاظ سے اس مقام کو خصوصیت حاصل ہے، بلکہ یہ وہ جگہ ہے، جہاں سے اسلام کا نور دوبارہ دنیا میں پھیلنا شروع ہوا اور اسلام کے دوبارہ غلبہ کی بنیاد وہاں سے رکھی گئی، ہمیں اس مقام کے موجودہ ساکنین کے بعض خیالات سے اختلاف سہی لیکن آخر وہ ہمارے بھائی ہیں اور پیارے مسیحا کے نام لیوا ان کی مصیبت ہماری مصیبت ہے قادیان جو بونڈری کمیشن کے ناواجب فیصلہ کی وجہ سے مشرقی پنجاب میں جا چکی ہے اس وقت چاروں طرف سے دشمنوں سے گھرا ہوا ہے ارد گرد کے دیہات سکھوں کی بربریت نے مسلمانوں سے خالی کر دیئے ہیں، قادیان اگرچہ اپنی اندرونی طاقت کی وجہ سے اس وقت تک محفوظ ہے لیکن بیرونی دنیا سے اسکو منقطع کرنے کے ساز و سامان کئے جا چکے ہیں ریل اور ٹیلیفون بند ہے ایک دو ہوائی جہاز جو ان کے پاس پہلے سے موجود تھے اور موجودہ حالات میں بیرونی دنیا سے تعلقات قائم رکھنے اور گرد و نواح کے حالات سے خبردار رہنے اور مسلمانوں کی جائز امداد کا ایک ذریعہ تھے، ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کے حکم سے ضبط ہو چکے ہیں، ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقام اور اس کے رہنے والوں کو تمام آفات سے محفوظ و مصئون رکھے اور اس ظالم حکومت سے جو ہر قسم کی ستم رانیوں پر کمربستہ ہے اسے آزاد کرنے اور پاکستان میں اسکی شمولیت کا سامان کرے ربنا لا تسلط علینا من لا یرحمنا۔

رجوع الی اللہ کا وقت

یہ وقت ہے کہ مسلمان سچے دل سے خدا تعالےٰ کے آگے جھکیں اپنی عملی حالت کو درست کریں اور صرف اسی سے استمداد و استعانت کریں یہ مصیبت نہ کسی انتقامی جذبہ سے ختم ہو سکتی ہے اور نہ حکومت کی کوشش چنداں کارگر ہو سکتی ہے جب تک خدا تعالےٰ کے آگے پورے عجز و نیاز اور دلی خشوع و خضوع سے سروں کو نہ جھکایا جائے، جب تک سچے دل سے توبہ و استغفار کر کے اپنی عملی حالتوں کو سدھارا نہ جائے اس عذاب کے دور ہونے کے کوئی سامان نظر نہیں آتے۔

افسوس ہے کہ ایسے دردناک حالات میں بھی عامۃ المسلمین بالخصوص پناہ گزینوں کی توجہ خدا کی طرف اتنی نہیں جتنی فوج اور حکومت کی طرف ہے، بلکہ بعض مواقع پر خلاف اسلام حرکات اور افعال شنیعہ مثلاً لوٹ مار اور شراب نوشی اور جوا بازی سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا لوٹ مار کے متعلق تو ایک جواز کی صورت بھی بعض لوگوں نے نکال رکھی ہے کہ ہندو اور سکھ جو مال پیچھے چھوڑ گئے ہیں وہ مال غنیمت ہے اور جس طرح انھوں نے مشرقی پنجاب میں ہمارا مال لوٹا ہے ہمارے لئے ان کا مال لوٹنا جائز ہے، یہ صریحاً غلط ہے، اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا نہ حکومت نے ایسا کرنے کی اجازت دی یا اسے مال غنیمت قرار دیا ہے، اور اگر اسے مال غنیمت قرار دیا جائے تو پھر کوئی شخص اسے اپنے گھر میں نہیں ڈال سکتا وہ حکومت کا مال ہوگا اور حکومت کے خزانہ میں جانا چاہیئے، لیکن جب پاکستان کی حکومت کھلے طور پر ایسے اموال کی محافظت کی حامی ہے، اور یہاں سے جانے والے ہندوؤں اور سکھوں کو واپس بلا رہی ہے تو اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ ہے ڈرو اور خدا سے ڈرو کافروں کا رویہ اختیار نہ کرو ان کے مقابل اسلام کا سچا نمونہ دکھاؤ اور خدا کے آگے جھک جاؤ، ایک اور نامہ نگار نے سوال کیا ہے کہ خدا کا ٹیلیفون نمبر کیا ہے، ہم کہتے ہیں خدا کا ٹیلیفون نمبر گریہ وزاری ہے جو اس کے آستانہ پر سر رکھ کر کی جائے وہ سچی توبہ ہے جو ہمارے حالات کو سنوارنے اور سچا اور حقیقی مسلمان بنانے کا موجب ہو سکتی ہے یہی ایک رستہ ہے جو ہمیں سب مصائب اور عذابوں سے نکال سکتا ہے یہی رستہ ہے جو پاکستان کے استحکام اور اسے حقیقی پاکستان بنانے کا موجب ہو سکتا ہے

قائد اعظم کی تقریر

اسی سلسلہ میں قائد اعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان کی وہ قابل یادگار تقریر بھی ہر مسلمان کے سامنے آنی ضروری ہے، جو آپ نے ۱۶ اگست کی شام کو پاکستان ریڈیو لاہور سے نشر کی، آپ نے مشرقی پنجاب کے خوفناک واقعات کی طرف نہایت غم و اندوہ اور بھرے ہوئے دل کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے اور ان شرمناک مظالم کے دھبہ کو دھونے اور ان کا سختی سے سدباب کرنے کیلئے مشرقی پنجاب کے ارباب حکومت کو توجہ دلاتے ہوئے اس حقیقت پر زور دیا کہ پاکستان کسی خونین جنگ کے بغیر محض اخلاقی اور ذہنی قوت اور قلم کی امداد سے حاصل کیا گیا ہے جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں پس کیا لازم ہے کہ ہم جنون و وحشت اور بربریت سے مغلوب ہو کر ایسے جرائم کا ارتکاب کرنے لگیں جس سے ہماری اس شاندار کامیابی کو داغ لگ جائے کیا اس سے ہمیں کچھ حاصل ہوگا؟ ہم قائد اعظم کے ان خیالات کی تائید کرتے ہوئے مسلمان قوم سے ان پر عمل پیرا ہونے اور اس کے ساتھ ہی خدا کے آگے جھکنے کی اپیل کرتے ہیں، اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے

ہمارے مشرقی پنجاب کے احباب

مشرقی پنجاب میں ہمارے بہت سے احباب ہیں جن کے حالات سے ہم اس وقت بالکل بے خبر ہیں، شملہ، انبالہ لدھیانہ، بھٹنڈہ، راجپورہ، پٹیالہ، سامانہ جالندھر، ہوشیارپور، فیروزپور، اور کئی دوسرے مقامات، اور دیہات میں ہمارے بہت سے دوست ہیں جن کے خطوط اور خیر و عافیت کی اطلاعات کئی دنوں سے ہمیں نہیں ملیں، موجودہ تشویشناک حالات میں ان دوستوں کے حالات معلوم نہ ہونا تشویش کو بڑھانے کا موجب ہے ان علاقوں میں خط و کتابت بند ہونے کی وجہ سے ریڈیو کے ذریعہ سے ان کی خیر و عافیت دریافت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، امید نہیں کہ ہماری یہ سطور ان دوستوں تک پہنچ سکیں، لیکن اگر کسی دوست تک یہ اخبار پہنچ جائے تو وہ اپنے اور اپنے گرد و نواح کے دوستوں کے حالات سے اطلاع دینے کی کوشش کریں، لاہور سے جو فوجی کانوائے مشرقی پنجاب کے مصیبت زدوں اور پناہ گزینوں کو لانے کے لئے جاتے ہیں، اگر ممکن ہو تو انہیں کے ذریعہ سے یا ان میں آنے والے لوگوں کے توسط سے کوئی اطلاع پہنچائیں، اور اگر وہ خود بھی مخدوش حالات میں گھرے ہوئے ہوں اور ان کی زندگیاں خطرے میں ہوں اور ایسے کسی کانوائے میں وہ لاہور آنا چاہیں تو آ جائیں، اے اللہ تو ہمارے ان دوستوں کا حامی و ناصر ہو کہ ان کی ذات سے تیرے دین کی عزت و عظمت وابستہ ہے

خط و کتابت کرتے وقت

چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار

پیغامِ صلح

ایڈیٹر دوست محمد

جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات
۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی ۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے ۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

عقیدت حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۵ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ م ۱۹ نومبر ۱۹۴۷ء | نمبر ۴۱

دُرِّ ثمین

(۱) عن ابی سعید الخدری انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا اسلم العبد فحسن اسلامہ یکفر اللہ عنہ کل سیئۃ کان زلفہا وکان بعد ذالک القصاص الحسنۃ بعشر امثالہا الی سبع مائۃ ضعف والسیئۃ بمثلہا ان یتجاوز اللہ عنہا ۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب ایک شخص اسلام لائے اور اس کا اسلام اچھا ہو تو اللہ تعالےٰ اس سے ہر ایک برائی کو دور کر دیتا ہے جو وہ کر چکا اور اس کے بعد بدلہ ہے نیکی کا بدلہ اس سے دہ چند سات سو گنے تک اور برائی کا بدلہ اس کی مثل ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اس سے درگذر کرے ۔

نوٹ از فضل الباری :۔ بدیوں کا دور ہونا صرف اس حالت میں ہے کہ جب اسلام پر حسن کا لفظ صادق آئے یعنی جو کچھ اسلام کا منشا ہے اسے پورا کر دکھائے اس صورت میں چونکہ انسان کی زندگی میں بدی سے نیکی کی طرف انقلاب واقع ہوتا ہے ۔ اس لئے پچھلی بدیاں دور ہو جاتی ہیں، نیکی کا اجر دس سے سات سو گنا اس نیکی پر انسان کے اخلاص پر دوسری نیکیوں کے ساتھ اس کی معاونت پر منحصر ہے ۔

(۲) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا احسن احدکم اسلامہ فکل حسنۃ یعملہا تکتب لہ بعشر امثالہا الی سبع مائۃ ضعف وکل سیئۃ یعملہا تکتب لہ بمثلہا ۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک شخص تم میں سے اپنے اسلام کو خوبصورت بناتا ہے تو ہر ایک نیکی جو وہ کرتا ہے اس کے لئے دس گنے سے لیکر سات سو گنے تک لکھی جاتی ہے، اور ہر ایک بدی جو وہ کرے ویسی ہی ایک لکھی جاتی ہے ۔

(۳) عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیہا وعندہا امرأۃ قال من ھذہ قالت فلانۃ تذکر من صلاتہا قال مہ علیکم بما تطیقون فواللہ لا یمل اللہ حتی تملوا وکان احب الدین الیہ ما داوم علیہ صاحبہ ۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور ان کے پاس ایک عورت تھی آپ نے پوچھا یہ کون ہے کہا فلاں عورت ہے اور اس کی نماز کا ذکر کرنے لگیں آپ نے فرمایا بس کرو وہ کام کرو جس کی طاقت تم رکھتے ہو اللہ نہیں تھکتا تم ہی تھک جاتے ہو اور اس کو سب سے زیادہ پسند وہ دین ہے جس پر اس کا کرنے والا ہمیشگی اختیار کرے ۔

نوٹ از فضل الباری ۔ احب الدین سے مراد بھی یہاں احب العمل ہے کیونکہ دین تو اسلام ہی ہے پس مراد یہ ہے کہ سب سے پیارا عمل اللہ کے ہاں وہ ہے جو گو تھوڑا ہو مگر اس پر مداومت اختیار کی جائے اس میں یہ سکھایا ہے کہ نیکی کر کے پھر انسان کا قدم پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے بلکہ ترقی کرنی چاہیے جس عورت کا یہاں ذکر ہے اس کا نام حولاء بیان کیا گیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ساری رات نماز پڑھتی ہے اور سوتی نہیں ملال کے معنی ہیں ایک چیز کی محنت کے بعد اس سے بیزار ہو جانا جیسے اکتا جانا کہیں گے اللہ تعالیٰ تو اس سے پاک ہے کہ وہ اکتائے لیکن جیسا فعل انسان کا ہوتا ہے اس پر سزا کے لئے بھی ایسا ہی لفظ بول دینے کا محاورہ ہے جیسے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا حالانکہ سزا فی الواقع سیئۃ نہیں یا فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ حالانکہ زیادتی کرنیوالے کا مقابلہ زیادتی نہیں یا جیسے اللہ یستھزئ بھم مگر معنے یوں بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا تم ہی اکتا جاتے ہو۔ یا یہاں تک کہ تم اکتا جاتے ہو۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دُعا اور تدبیر میں تناقض نہیں

خدا کا قانون قدرت جو ہماری نظر کے سامنے ہے، ہمیں بتلا رہا ہے کہ سلسلہ تدابیر اور معالجات کا طلب استدعا سے وابستہ ہے ۔ ہم فکر کے ذریعہ سے یا کسی اور طریق جستجو کے ذریعہ سے کسی تدبیر اور علاج کو طلب کرتے ہیں ۔ تو اگر ہم طلب کرتے ہیں احسن طریق کا ملکہ نہ رکھتے ہوں یا اگر اس میں کامل نہ ہوں ۔ تو مثلاً اس غور اور فکر کے لئے کسی ڈاکٹر کو منتخب کرتے ہیں اور وہ ہمارے لئے اپنی فکر اور غور کے وسیلہ سے کوئی احسن طریق بیماری شفا کا سوچتا ہے ۔ تب اسکو قانون قدرت کی حد کے اندر کوئی طریق سوجھ جاتا ہے ۔ جو کسی درجہ تک ہمارے لئے مفید ہوتا ہے ۔ سو وہ طریق جو ذہن میں آتا ہے ۔ وہ درحقیقت اس خوض اور غور اور فکر اور توجہ کا نتیجہ ہوتا ہے جس کو ہم دوسرے لفظوں میں دعا کہہ سکتے ہیں ۔ کیونکہ فکر اور غور کے وقت جبکہ ہم ایک مخفی امر کی تلاش میں نہایت عمیق دریا میں اتر کر ہاتھ پیر مارتے ہیں ۔ تو ہم ایسی حالت میں بزبان حال اس اعلیٰ طاقت سے فیض طلب کرتے ہیں جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ۔ غرض جبکہ ہماری روح ایک چیز کے طلب کرنے میں بڑی سرگرمی اور سوز و گداز کے ساتھ مبداء فیض کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے اور اپنے تئیں عاجز پا کر فکر کے ذریعہ سے کسی اور جگہ سے روشنی ڈھونڈتی ہے ۔ تو درحقیقت ہماری وہ حالت بھی دعا کی ایک حالت ہوتی ہے ۔ اس دعا کے ذریعہ سے دنیا کی کل حکمتیں ظاہر ہوئی ہیں ۔ اور ہر ایک بیت العلم کی کنجی دعا ہی ہے ۔ اور کوئی علم اور معرفت کا دقیقہ نہیں جو بغیر اس کے ظہور میں آیا ہو ۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۳-۴)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر پیغام صلح ۔۔۔ سے شائع ہوا

علم ایسی چیز نہیں کہ کبھی ختم ہو، سیکھتے چلے جاؤ، ہیر شنو بیا موز۔ یہ شوق یہ تڑپ کبھی کم نہ ہو یہ چیز ہے جس کی طرف میں توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں یہ حضرت صاحب سے ورثہ میں ہمیں ملی ہے۔ اس کو ترقی دینا ۔ ۔ ۔ ۔ اور دنیا کو فائدہ پہنچانا ہمارا سب سے بڑا فرض ہے۔

علم ایک بے پایاں سمندر اور غیر متناہی خزانہ ہے

یہی وہ دولت ہے جس سے ہم دنیا کو مالا مال کر سکتے ہیں مگر اس طرح نہیں کہ کسی نے ایک دو مضمون لکھ لئے یا کسی نے دو کتابیں لکھ لیں تو سمجھ لیا کہ بڑا کام کر دیا، بالکل نہیں، اس مثال کو اپنے سامنے رکھنا چاہیئے کہ حضرت موسےٰ جب حضرت خضر سے علم سیکھنے گئے تو وہ دونوں دریا کے کنارے پر بیٹھے کہ ایک چڑیا نے دریا سے چونچ میں پانی لیا، حضرت خضر نے موسےٰ سے کہا علم اس دریا کی طرح ہے اور میرا اور تمہارا علم اس کے مقابل اس پانی کے قطرہ کی طرح ہے جو اس چڑیا نے چونچ میں لیا ہے تو علم کبھی ختم نہیں ہو سکتا، یہ ایک غیر متناہی خزانہ ہے۔

علم کے لئے بڑی سخت محنت کی ضرورت

ہمیشہ اس کے لئے کوشش کرتے رہنا چاہیئے اور اس چیز کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیئے کہ علم بڑی محنت اور جدو جہد کو چاہتا ہے یہ دماغ قریب قریب یکساں ۔ ۔ ۔ ہر ایک کو ملے ہیں، بیشک کچھ فرق بھی ہوتا ہے لیکن اصل فرق کوشش اور محنت سے آکر پڑتا ہے جتنی محنت کوئی شخص کرے گا اور علم بالقلم قلم کے ذریعہ سے علم کو محفوظ کرنے کی کوشش کرے گا، اتنا ہی اس کا علم بڑھتا چلا جائے گا یہ وہ چیز ہے جس کو ہم میں سے اکثر نے نہیں سمجھا، علم کی ترقی کے لئے بڑی سخت محنت بکار ہے آج بھی اگر محنت کر کے اپنے پرانے ذخائر کو پڑھ ڈالو تو اس سے تمہارے علم میں بہت بڑا اضافہ ہوگا ہمارے حضرت مولینا نورالدین صاحب کتابوں کے مطالعہ سے کبھی نہیں تھکتے تھے، اور میں نے دیکھا ہے کہ جو کتاب آپ نے پڑھی اس پر اپنے قلم سے آپ نے نوٹ بھی لکھے اور پھر اس سے قرآن کریم کی فہم اور اس کی خدمت میں کام لیا۔

جماعت احمدیہ لاہور کی علمی فوقیت۔

تو حضرت مرزا صاحب نے ہم کو اس رستہ پر ڈالا ہے کہ علم کو بڑھانے کے لئے پوری کوشش کی جائے اور خدا کا احسان ہے کہ اس جماعت احمدیہ لاہور کو اس نے دوسری جماعت پر اس لحاظ سے ایک کھلی فوقیت دی ہے میں اس وقت اپنی کسی علمی خدمت کا ذکر نہیں کرتا بلکہ اس جماعت کے اندر جو دوسرے بزرگوں نے علمی خدمت کے کام سرانجام دیئے ہیں ان کی طرف توجہ دلاتا ہوں تاکہ ان کے علمی احسانات کو دیکھ کر جماعت کے ہر فرد کے دل کے اندر یہ تڑپ پیدا ہو کہ وہ بھی اپنی محنت سے جماعت کو اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم کا علمی کارنامہ

اسی جماعت کے اندر ایک شخص نے ریسرچ کی بدولت ایک علم کا ذخیرہ مجدد اعظم کی صورت میں ہمارے سامنے رکھدیا، سالہا سال حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم محنت اور کوشش، اور تحقیقات کرتے رہے تو جاکر ایک کتاب آپ نے لکھی جو دنیا میں ایک دولت کا کام دے گی پنشن لینے کے بعد بڑھاپے کی عمر میں آپ نے اس قدر محنت اس کتاب کے لکھنے پر کی کہ مجھے خود حیرت ہوتی تھی۔ صبح شام جب مجھے ان کے پاس جانے کا اتفاق ہوتا کتابوں اخبارو رسالوں کی ورق گردانی کرتے ہوئے اور ان سے نوٹ لیتے ہوئے، اور مسودات کی ترتیب میں انہیں مصروف پاتا، یہ اس دن رات کی محنت کا نتیجہ ہے کہ وہ اپنے پیچھے ایک عظیم الشان علمی خزانہ چھوڑ گئے ہیں جس سے دنیا فائدہ اُٹھاتی رہے گی۔

مولینا عبدالحق صاحب کی علمی ریسرچ

پھر اسی جماعت میں خدا کے فضل سے ہمارے اندر ایک اور شخص کی محنت اور جدوجہد سے بہت بڑا علمی فائدہ جماعت کو پہنچا ہے وہ مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی ہیں بہت محنت کرتے اور بہت پڑھتے ہیں دوسرے علوم اور کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان تمام باتوں کو لاکر ۔ ۔ ۔ قرآن کا خادم بنا دیتے ہیں۔ اس قدر اچھوتی دلائل صداقت اسلام کی انھوں نے اس مطالعہ سے پیدا کی ہیں کہ اس سے پہلے شاید ہی کسی دماغ میں آئی ہوں یہ ان کی محنت کا نتیجہ ہے، بے حد محنت کرتے ہیں، میں تو صبح نماز پڑھ کر سیر کو نکل جاتا ہوں، اور سامنے چوبارہ میں ان کی روشنی دیکھتا ہوں جس میں وہ بیٹھے کام کرتے ہیں،

دوسرے اشغال کو کم کر کے علم کو ترقی دیں

تو میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں صرف نوجوانوں کو نہیں ان لوگوں کو بھی جو بڑی عمر کے ہیں میں سب سے کہنا چاہتا ہوں کہ اس علم کو حضرت مسیح موعود کے اس ورثہ کو ترقی دیجئے، بہت سے دوسرے اشغال کو کم کر کے آپ علم کو ترقی دے سکتے ہیں، پرانے علم کو پڑھئے اور نیا پیدا کیجئے۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی علمی یادگاریں۔

دیکھئے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کوئی مصنف نہ تھے لیکن انھوں نے محنت اور کوشش کی، علمی ریسرچ کی اور بہت سی مفید کتابیں اپنی یادگار کے طور پر چھوڑ گئے ایک کتاب سورس آف کرسچینٹی ان کی ریسرچ کا نتیجہ ہے آئیڈیل پرافٹ ایک اور ان کی بلند پایہ تصنیف ہے اور بھی کئی کتابیں آپ نے لکھیں

خواجہ نذیر احمد صاحب کی علمی کوششیں

مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ انکے صاحبزادہ خواجہ نذیر احمد صاحب کی بھی اب اسی طرف توجہ ہے۔ انھوں نے ایک مضمون لکھا ہے جس کو میں نے پڑھا ہے وہ آپ کے سامنے بھی جلدی آجائیگا باوجودیکہ وہ عربی نہیں جانتے لیکن عربی لغات اور تفسیروں کے حوالے انھوں نے بڑی محنت سے اس مضمون کے اندر اس قدر جمع کر دیئے ہیں کہ اس مضمون میں ایک جدت پیدا کر دی ہے اور ان کی محنت اور کوشش اور قابلیت کی داد دینی پڑتی ہے میں پھر کہوں گا کہ دماغ خدا نے سب کو دیا ہے لیکن جو لوگ جدو جہد میں آگے بڑھتے ہیں، وہی ترقی کرتے جاتے ہیں اس چیز کو سامنے رکھو اور ڈوب جاؤ علمی ریسرچ میں۔

مسیح کی قبر کشمیر کے متعلق ایک انقلاب پیدا کرنیوالا مضمون۔

جس مضمون کو خواجہ صاحب نے لیا ہے وہ بھی سامنے آجائے گا لیکن اس کے بعد ان کا ایک اور مضمون تیار ہو رہا ہے جو خدا نے چاہا تو ایک انقلاب پیدا کرنے والا مضمون ہے اس کے لئے انھوں نے لمبے سفر بھی کئے ہیں اور بڑی نئی باتیں پیدا کی ہیں۔ حضرت مسیح موعود کا خیال اسی وقت جب آپ نے وفات مسیح پر روشنی ڈالی اس طرف گیا کہ حضرت مسیح کی قبر کا پتہ لگایا جائے چنانچہ آپ کو اس کے لئے شہادتیں بھی مل گئیں اسی ضمن میں آپ نے ایک وفد بھی نصیبین جانے کے لئے تیار کیا کیونکہ یہ بھی اس رستے کی ایک منزل تھی جس رستہ پر حضرت مسیح نے کشمیر کا سفر کیا مگر وہ اس وقت حالات موافق جمع نہ ہوئے اب یہ مسئلہ ایک مدت سے سویا پڑا تھا۔ خواجہ نذیر احمد صاحب نے اب اسے پھر زندہ کیا ہے اور اس پر بہت محنت کی ہے۔

مسیح اور اس کی والدہ کا دنیا کے لئے نشان بننا

میرا خیال خواجہ صاحب کی اس محنت کو دیکھ کر اور ان کی تحقیقات کو سن کر اس طرف گیا کہ وہ جو قرآن میں ہے۔ وجعلنا ابن مریم و امہ اٰیۃ للعٰلمین۔ حضرت مریم اور ان کے بیٹے کو دنیا کے لئے ہم نے نشان بنایا ہے جس دن وہ تحقیقات دنیا کے سامنے آئے گی اور وہ تمام ثبوت سامنے آئیں گے، جو مختلف منازل سے گذرتے ہوئے حضرت مسیح کو کشمیر میں لے آئے اور آپکی اور حضرت مریم کی قبر کا کھلا ثبوت مل جائے گا تو دنیا کو معلوم ہو جائیگا کہ قرآن کریم کے ان الفاظ میں کس قدر صداقت ہے، اور کس طرح حضرت عیسےٰ اور ان کی والدہ دنیا کے لئے ایک نشان بن جاتے ہیں اور اگر حضرت مسیح کی قبر کو کھود کر دیکھا جائے تو ممکن ہے اور بھی ایسے انکشافات ہوں جن کا علم دنیا کو پہلے نہیں ہوا،

حضرت خواجہ صاحب کی تڑپ کا اثر۔

اس کو بھی چھوڑ کر میں کہتا ہوں کہ ایک شخص اس تحقیقات میں لگ کر کس قدر محنت کرتا ہے، وکالت کا کام بھی کرتا ہے، اس کے ساتھ اسے علم کا بھی شوق ہے اور وہ اس شوق کو پورا کرنے کیلئے وقت نکالتا ہے شاید حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی تڑپ کا اثر ہے کہ آپ کے بیٹے کو بھی خدا نے ایسی علمی خدمت کی توفیق دی ہے۔

علم ایک دولت اور نیک رستہ پر ڈالنے کا ذریعہ ہے

ان مثالوں سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ہر ایک شخص جو محنت اور کوشش سے کام لے وہ علمی ترقی کر سکتا ہے یہ ایک دولت ہے جس سے آپ دنیا کو جیت سکتے ہیں، علم کی دولت کو چھوٹی سی دولت نہ سمجھو، علم کی تڑپ صرف انسان کے اندر جدو جہد ہی پیدا نہیں کرتی بلکہ اس کی وجہ سے انسان نیکی کی راہ پر بھی پڑ جاتا ہے، ہمارے اسلاف اسی رنگ میں علم حاصل کرنے اور علم کو نیک رستہ پر ڈالنے کا ذریعہ سمجھتے تھے اور سچ بھی ہے کہ جب انسان کے دل میں علم کے لئے تڑپ پیدا ہو جائے اور وہ اس کے لئے جدوجہد میں لگ جائے تو بہت سی فضول اور معصیت کی باتوں سے بچ جاتا ہے کسی کے دو شعر ہیں ؎

شکوت الیٰ وکیع سوء حفظی
فاوصانی الیٰ ترک المعاصی
فان العلم نور من اللہ
ونور اللہ لا یعطی لعاصی

میں نے وکیع سے شکایت کی کہ میرا حافظہ اچھا نہیں تو انھوں نے مجھے حکم دیا کہ معصیت کو چھوڑ دو کیونکہ علم اللہ تعالےٰ کا ایک نور ہے اور اللہ کا نور نافرمانوں کو نہیں دیا جاتا۔

اپنی زندگی کے رخ کو بدلئے

تو دیکھئے کچھ اپنی زندگی کے رخ کو بدلئے آپ میں سے

(باقی برصفحہ ۸ کالم ۲)

قادیانی سوال

"ظلی نبی کیوں نبی نہیں ہو سکتا"

از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی

مکرمی میر مدثر شاہ صاحب نے قادیانیوں کے مدار نجات حوالہ حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱ کی تشریح بہت عمدہ طریق سے پیش کی مگر قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کو وہ بھی پسند نہ آئی تو فوراً اس پر آپ نے فرقان فروری ۱۹۴۷ء میں ایک مضمون بعنوان

"میر مدثر شاہ صاحب کی حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱ کی غلط تشریح"

شائع کرایا ہے۔ اس کا مکمل جواب تو غالباً میر صاحب ہی دیں گے وہ ان حضرات کے پرانے استاد ہیں مگر میں صرف ایک حصہ مضمون کا جواب عرض کرتا ہوں میر صاحب نے لکھا کہ ظلی نبوت ولایت ہے نہ کہ نبوت۔ یہ بالکل درست بات ہے مگر قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ حضور ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:۔

مسیح موعود "کوئی مقام شرف و کمال کا اور کوئی عزت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل ہی نہیں کر سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے"

سوال قاضی صاحب "...... اگر ظلی مومن ظلی ولی ظلی قطب اور ظلی ابدال اور ظلی صدیق اور ظلی صالح واقعی مومن۔ ولی۔ غوث۔ قطب ابدال صدیق۔ شہید۔ صالح ہوتا ہے۔ تو میر مدثر شاہ صاحب جواب دیں ظلی نبی کیوں نبی نہیں ہو سکتا؟"

جواب ۱ نبوت ختم ہو چکی ہے اور اب کمالات نبوت براہ راست کسی کو مل نہیں سکتے اور نبی کے لئے براہ راست ہونا شرط ہے اس لئے ظلی طور پر کمالات نبوت پانے والا ظلی نبی تو کہلا سکتا ہے مگر وہ نبی نہیں ہو سکتا۔

جواب ۲ اگر ظلی نبی کو ظلی مومن وغیرہ خود ساختہ اصطلاحات پر ہی قیاس کر کے نبی بنانا ہے تو پھر قاضی صاحب بتائیں "ظلی خدا" کیوں در اصل خدا نہیں۔ مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"جس طرح ایک لوہا آگ میں پڑ کر بالکل آگ کے رنگ میں آ جاتا ہے"

"ایسا ہی اس درجہ کا آدمی صفات الٰہیہ سے ظلی طور پر متصف ہو جاتا ہے .... گویا اس کے جسم میں خدا ہوتا ہے ......"

"تاہم وہ لوگ جو اپنی نفسانی حیات سے مر کر خدا تعالیٰ کی ذات کا مظہر اتم ہو جاتے ہیں اور ظلی طور پر خدا تعالیٰ ان کے اندر داخل ہو جاتا ہے"

حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۴

جواب ۳ اسی طرح قاضی صاحب بتائیں ظلی طور پر خدا کا بیٹا کیوں در اصل خدا کا بیٹا نہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:۔

"پہلی کتابوں میں جو کامل راستبازوں کو خدا کے بیٹے کر کے بیان کیا گیا ہے ...... اس کے یہ معنے ہیں کہ ان کامل راستبازوں کے آئینہ صافی میں عکسی طور پر خدا نازل ہوا تھا اور ایک شخص کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے استعارہ کے رنگ میں گویا وہ اس کا بیٹا ہوتا ہے کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے ...... عکسی تقریر استعارہ کے رنگ میں اصل کے لئے بطور بیٹے کے ہو جاتی ہے۔ اسی بنا پر توراۃ میں کہا گیا ہے کہ یعقوب میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا بیٹا ہے"

حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۳

قاضی صاحب یہ بھی جواب دیں کہ استعارہ کے رنگ میں خدا کا بیٹا ہونا اگر حقیقتاً یہ معنے نہیں رکھتا کہ وہ مستعار بیٹا در اصل بیٹا ہے تو پھر حضرت مرزا صاحب استعارہ کے رنگ میں نبی کہلا کر کس طرح نبی ہو سکتے ہیں آخر ان کی نبوت اپنی ذات سے ہی نہیں بلکہ نبی اکرم صلعم سے "مستعار" ہے۔

(نزول المسیح)

جواب ۴ اگر ظلی نبی نبی ہی ہوتا ہے تو قاضی صاحب بتائیں ظلی طور پر خاتم الانبیاء اور ظلی احمد کیوں حقیقت میں خاتم الانبیاء اور حقیقی احمد نہیں۔

اب جو جواب قاضی صاحب دیں گے وہی ہم ان کو ظلی اور مجازی اور مستعار نبی کے متعلق دیں گے۔

نوٹ قاضی صاحب کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ولایت کی حقیقت ہی ظلیت نبوت ہے۔ نبی اصل ہوتا ہے اور ولی ظل اس لئے ظلی ولی یا ظلی صدیق کہنے کی ضرورت نہیں،

(باقی دیکھو صفحہ ۱۵ کالم ۱)

یادِ حبیب

یوم وصال مسیح موعود و حالات موجودہ میں

ذیل کا مضمون ہمارے مکرم محترم بزرگ حضرت مولانا عزیز بخش صاحب نے ۲۶ مئی ۱۹۴۷ء کو لکھ کر دیا تھا اور خیال تھا کہ اس کو مسیح موعود نمبر میں جس کا انہی ایام میں اعلان کیا گیا تھا درج کر دیا جائیگا لیکن ایڈیٹر پیغام صلح کی بیماری، غیر حاضری کی وجہ سے نہ مسیح موعود نمبر شائع ہو سکا اور نہ یہ مضمون چھپ سکا جس کے لئے ہم حضرت مولانا سے معذرت خواہ ہیں۔

آج ۲۶ مئی ۱۹۴۷ء پیر کے دن دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں یوم وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار میں تعطیل ہے لیکن شہر لاہور میں بد امنی کی وجہ سے جلسہ کی ممانعت ہے ورنہ اس تقریب پر احباب مسلم ہائی سکول لاہور کے کشادہ صحن میں جمع ہو کر ذکر حبیب سے سامعین کے ایمانوں کو تازہ کرتے لیکن خموشی معنے دارد کہ در گفتن نمے آید کے بموجب حاسہ کا نہ ہونا بھی حضور مغفور کے صادق منجانب اللہ ہونے پر بڑا گواہ ہے کیونکہ آپ نے ان ایام کی خبر بہت پہلے دیدی تھی

دن بہت ہی سخت ہیں اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اس یار کے پانے کے دن
اے مرے پیارے یہی میری دعا ہے روز و شب
گود میں تیری ہوں ہم ہر خون دل کا سفر کرو
اور منتظر رہو کہ
وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن

آپ کے شاگرد رشید حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کی تصانیف جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیئے ہوئے تعلیم کا نتیجہ ہیں اب اس سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ عربی ممالک مصر و شام میں مقبول بنا رہی ہیں جس کے متعلق سید تصدق حسین صاحب قادری بغداد کی شہادت مندرجہ اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۴۷ء زیر عنوان "حضرت امیر ایدہ اللہ کی تصنیفات کی مقبولیت بلاد عرب میں" کافی ہے۔ جس کا خلاصہ احباب کی توجہ کے لئے ذیل میں دیا جاتا ہے:۔

"مجاہد اعظم حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی تالیف لطیف نیو ورلڈ آرڈر کے عربی ترجمہ نے گذشتہ سال **الاسلام و نظام العالمی الجدید** کے نام سے دیار مصر سے شائع ہو کر بڑے بڑے بلند پایہ متقدر زعماء و فضلاء اور عظیم المرتبت اساتذہ کرام و ادباء عظام سے بے نظیر خراج تحسین حاصل کیا ممالک عربیہ کے بیسیوں اخبارات اور مجلات نے اس کتاب قیمہ کی تعریف اور توصیف میں مقالات لکھے اور مؤلف کتاب ہذا کی اس عظیم الشان خدمت اسلامی کی بے حد قدر و منزلت کی گئی۔ مصر کے مشہور و معروف ادیب علامہ عباس محمود العقاد عضو مجلس الشیوخ المصری نے مجلۃ "الرسالہ" میں برادران اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ

"فقد یحتاج المسلم لقرائتہ و تأمل فی مرامیہ"

نجف اشرف کے محترم بزرگ مجتہد السید محمد حسین آل کاشف الغطاء اس جوہر ثمینہ کتاب کے بارے میں اور مجاہد مؤلف کے متعلق یوں گویا ہیں:۔

وحقا ان مؤلفہ قد ابدع واحسن واجاد واتقن وجاء بالحقائق ناصعۃ بیضاء وخدم الاسلام خدمۃ خالدۃ واستخرج کنوزا لدفینۃ وجواھرا لثمینۃ"

کتاب مذکور کی بلاد عربیہ میں مقبولیت کا تذکرہ اخبار پیغام صلح کے صفحات میں پچھلے سال وقتاً فوقتاً آتا رہا۔ عربی اخبارات کا ترجمہ بھی اکثر شائع ہوتا رہا۔ اس کے علاوہ اخبار الہلال نے ذیل کے الفاظ اس کتاب کے متعلق لکھے ہیں:۔

وصل رقبل اشھر وجیز صدر رھذا الکتاب فی فرصتہ الصحف عندنا تقریظا حسنا وشکرت المولف والمترجم والموزع ایضا۔

بقیہ۔ قادیانی سوال

کیونکہ یہ سب مقام نبی کے طفیل اور کامل پیروی اور فنا فی الرسول ہونے سے ہی ملتے ہیں ان کی حقیقت ہی یہی ہے مگر نبوت کی حقیقت اس کے برعکس یہ ہے کہ وہ براہ راست خدا سے ملتی ہے اس لئے حقیقتاً وہی نبی ہو سکتا ہے جو براہ راست خدا سے فیض وحی پاتا ہو۔

ہماری تبلیغی کوششیں

کیپ ٹاؤن۔ افریقہ سے احمدیت کے متعلق استفسارات

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

از راہ نوازش مندرجہ ذیل خط اور اس کا جواب پیغام صلح میں شائع فرمادیں۔ ناظرین پیغام صلح کیلئے اس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ امید ہے کہ افریقہ کے اس حصہ میں عنقریب اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو سلسلہ احمدیت میں شمولیت کی توفیق دے گا۔ والسلام

خادم شیخ محمد طفیل

ترجمہ خط انگریزی آمدہ از کیپ ٹاؤن

کیپ ٹاؤن
۶ر جون ۱۹۴۷ء

مکرم بندہ

میں نے خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی کچھ تصانیف کا مطالعہ کیا ہے جس سے مجھے آپ کے سلسلہ سے بہت دلچسپی پیدا ہوگئی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں آپ سے خط وکتابت کروں اگر آپ مناسب سمجھیں تو کسی شخص کو جنوبی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے بھیج دیں یہاں میرے کئی دوست ہیں جو اسلامی مسائل اور آپ کے مشن میں بہت دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہاں بہت سے لوگ آپ کے سلسلہ میں شامل ہونے کو تیار ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ اس امر پر روشنی ڈالیں کہ میرزا غلام احمد صاحب (قادیانی) مرحوم واقعی نبی تھے یا محض مسیح موعود تھے اور کیا قرآن کی اس آیت کے مصداق مرزا صاحب ہیں جس میں مسیح کی پیشگوئی بایں الفاظ موجود ہے:۔

مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد میں اپنے بعد ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام احمد ہوگا۔ اور کیا اس آیت کے مطابق نبوت جاری ہے:۔ " اے بنی آدم اگر کبھی تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول آئیں ...... الخ "۔ یا آیت خاتم النبیین کے مطابق نبوت ختم ہوچکی اور اب کوئی نبی نہیں آسکے گا۔

میری خواہش ہے کہ آپ ذرا اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں کیونکہ میں اور بہت سے لوگ اس مسئلہ کے متعلق بالکل تاریکی میں ہیں ہم لوگ اس بات کو بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں کہ نبوت جاری ہے۔ اگر یہ ثابت ہوجائے کہ خاتم النبیین کے مفہوم میں ختم نبوت شامل نہیں۔

ہم نے یہاں ایک [Progressive Study Group] پروگریسو سٹڈی گروپ قائم کیا ہے۔ اور ہم سب آپ کے مشن میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ لیکن ہم اس کے متعلق بہت کم جانتے ہیں۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے اسلامی دنیا کے لئے عظیم الشان خدمت انجام دی ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری مشکلات کی طرف خاص طور پر متوجہ ہونگے اور مجھے اس تاریکی سے نکال دیں گے۔

آپ کا مسلم بھائی

عصمت صدیق عمزہ

ترجمہ جواب انگریزی

احمدیہ بلڈنگس لاہور
۲۶ر جولائی ۱۹۴۷ء

برادر اسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا نوازشنامہ پہنچا اس سلسلہ میں آپ کو مندرجہ ذیل لٹریچر بذریعہ بحری ڈاک ارسال ہے:۔

نیو ورلڈ آرڈر	۲
ٹیچنگز آف اسلام	۲
دی ریلیجن آف ہیومینٹی	۵
بیانٹ آف اسلام	۵
کال آف اسلام	۵
احمدیہ جماعت کے دو فریق (انگریزی)	۱۰
ختم نبوت اور مسیح موعود (انگریزی)	۵

امید ہے کہ ان کا مطالعہ آپ کی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کر دے گا۔

آپ کے استفسارات کے متعلق مختصراً عرض ہے کہ:۔

حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی تحریک احمدیت نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں فرمایا۔ بلکہ آپ ہمیشہ اس امر کی اپنی زندگی میں تردید فرماتے رہے۔ یہ ان لوگوں کا افتراء ہے جو یہ کہتے ہیں کہ آپ نبوت کے مدعی ہیں۔ آپ کے قول کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا۔

اسمہ احمد کی پیشگوئی کے متعلق جو آپ نے آیت درج فرمائی ہے۔ اس کے مصداق رسول صلعم ہیں۔ کیونکہ محمد اور احمد دونو حضور کے نام تھے۔ مرزا صاحب تو احمد کے غلام تھے نہ کہ خود احمد۔ اپنے ایک شعر میں وہ فرماتے ہیں ؎

بر تر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

ایک دوسرے مقام پر آپ فرماتے ہیں:۔ "مسیح کی گواہی قرآن میں اس طرح پر لکھی ہے کہ مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنی میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد یعنی میرے مرنے کے بعد آئے گا اور نام اس کا احمد ہوگا۔ پس اگر مسیح اب تک اس عالم جسمانی سے گذر نہیں گیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابھی تک اس عالم میں تشریف نہیں لاتے"

(آئینہ کمالات اسلام ص۴۲)

"آپ کی شریعت صفات جلالیہ اور جمالیہ دونوں کی حامل تھی اور آپ کے دو نام محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی غرض سے ہیں"

(لیکچر اسلام سیالکوٹ ص۶)

اور آپ نے جو اس آیت کے متعلق دریافت فرمایا ہے کہ:۔

"یبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم ......" (۷: ۳۵) اے بنی آدم اگر کبھی تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول آئیں، تو اس کے متعلق گذارش ہے کہ یہ آیت خاتم النبیین کے مخالف نہیں۔ لفظ رسول کے معنی ہیں بھیجا ہوا۔ اور یہ لفظ قرآن مجید میں بہت وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے مسیح کے حواریوں کو بھی رسول کہا گیا ہے اور حضرت مرزا صاحب کے ایک قول کے مطابق مجدد و محدث کو بھی مجازی معنی میں رسول کہا جاسکتا ہے (ملاحظہ ہو سراج منیر صفحہ ۳)

خاتم النبیین کا مطلب یہی ہے کہ رسول کریم صلعم آخری نبی تھے۔ آپ ...... نے خود اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ انا خاتم النبیین ولا نبی بعدی اور اس حدیث میں کوئی ابہام نہیں ختم نبوت کے متعلق روایات کی تعداد چالیس تک پہنچتی ہے۔ لیکن اس کے مقابل پر رسول کریم کا ایک بھی ایسا قول نہیں جس میں خاتم النبیین کی اصطلاح کے کچھ اور معنی بیان کئے گئے ہوں ایک ضعیف سے ضعیف حدیث بھی اس مضمون کی نہیں ملے گی جس میں ذکر ہو کہ خاتم النبیین کا مطلب ہے افضل النبیین یا زینت النبیین وغیرہ کتب لغات لفظ خاتم کے کتنے ہی معنی بیان کریں لیکن جب اصطلاح خاتم النبیین کے معنی ایک دفعہ رسول کریم صلعم نے خود بیان فرما دیئے تو اس سے انحراف کرنا درست نہیں۔ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کو حقیقی معنوں میں نبی سمجھتے ہیں وہ آج تک اس بات کی تردید کرنے سے قاصر رہے ہیں کیا مرزا صاحب نے واقعی نبوت کا دعویٰ فرمایا تھا۔ اس پر بحث آپ کو ان رسالہ جات میں ملے گی جو آپ کو بھیجے گئے ہیں ....

مہربانی فرما کر اس خط کے مضمون کو اپنے سٹڈی گروپ کے تمام ممبران تک پہنچا دیجئے ہمارا خیال ہے کہ آپ وہاں ایک دار المطالعہ قائم کریں اور اس سلسلہ میں ہم آپ کو مزید لٹریچر بھیجنے کے لئے تیار ہیں۔

تحریک احمدیت اسلام کی اشاعت اور حفاظت کے لئے قائم کی گئی ہے اور ہمیں امید ہے آپ کے تعاون سے اس کا پیغام آپ کے ملک کے لوگوں تک پہنچ جائے گا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسلام دنیا میں پھلے پھولے تو آپ سب کو اس تحریک میں شامل ہو جانا چاہیئے

مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ

مخلص ایس۔ ایم۔ طفیل

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان جو ڈلہوزی میں مقیم تھے، بفضلہ تعالےٰ بخیر وعافیت لاہور پہنچ گئے ہیں والحمد للہ۔

— ہمارے ایک محترم بزرگ چوہدری سلطان علی صاحب رئیس بدوملہی آج کل کراچی سول ہسپتال میں صاحب فراش ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں

— پشاور میں ہمارے محترم بزرگ دلاور خاں خانصاحب سیکرٹری جماعت بیمار ہیں ان کی صاحبزادی صاحبہ نے ان کے لئے دعا کی درخواست کی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صحت عاجل وکامل عطا فرمائے

— کنجاہ میں ہمارے محترم دوست ملک غلام سرور صاحب کی ہمشیرہ حمیدہ بیگم فوت ہوگئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہمیں اس صدمہ میں ملک صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت نصیب کرے اور پس ماندگان کو صبر عطا فرمائے احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

— ہمارے محترم دوست شیخ انعام صاحب اپنے والد صاحب کی شدید علالت اور بعض دیگر مشکلات کی وجہ سے بہت پریشان ہیں احباب کرام ان کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

— سیالکوٹ چھاؤنی سے اخویم فضل کریم صاحب لکھتے ہیں کہ ان کی والدہ صاحبہ راولپنڈی میں بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

— چوہدری محمد لطیف صاحب سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی خانیوال مطلع فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ [illegible]

یورپ میں مذہب کے امکانات

از جناب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ اسلامک ریویو

قسط نمبر (۳)

انگریز قوم کا پندار ٹوٹ چکا ہے

آج تک سامراج اور مادی زندگی کی غیر معمولی ترقی نے انگریز کو ایک فریب میں مبتلا رکھا تھا جس سے وہ استدلال کرتے تھے کہ اگر ان کے معاشرہ میں کوئی بنیادی روحانی نقص ہوتا تو انہیں اتنی غیر معمولی کامیابی کیسے حاصل ہوتی۔ بلکہ انہیں اس بات پر فخر تھا کہ وہ گزشتہ اقوام کی خامیوں سے فائدہ اٹھا کر اپنے تنزل اور زوال کی تمام راہیں بند کر چکے ہیں متعدد انگریزوں نے میرے سامنے اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا۔ لیکن دوسری عالمگیر جنگ نے ان کے اس زعم باطل کا خاتمہ کر دیا چنانچہ اب تو وہ اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ ان کی قوم باوجود تمام پیش بندیوں کے روبہ تنزل ہے۔ اس ناگزیر کیفیت کے سبب اب انہیں اپنی اصلاح کا فکر ہے شاید اس اجتماعی کیفیت کے باعث ان کی قوم کی تقلید میں کسی شاندار مذہب کو اختیار کرے۔

یورپ کے یکطرفہ نظریئے

حقیقت یہ ہے۔ کہ ایک مرکزی تصوریت کے فقدان کے باعث (جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے) متعدد متضاد نظریات نے مغربی اقوام کا ہر ایک تصور یک طرفہ ہے۔ ایک تصور صرف انفرادیت پر زور دیتا ہے تو دوسرا اجتماعیت کو ہی لائق اعتنا خیال کرتا ہے غرضیکہ ہر ایک مغربی جماعت زندگی کے صرف ایک پہلو کو ہی لئے ہوئے ہے۔ اور اس پہلو کو ساری اجتماعی زندگی پر محیط کرنا چاہتی ہے اور اس کے نفاذ کے لئے قرن وسطیٰ کے سے مذہبی جنون کا اظہار کرتی ہے اور اس نظریہ سے اختلاف کرنے والوں کو نوع انسان کا دشمن خیال کر کے گردن زدنی سمجھا جاتا ہے۔

پروفیسر گب کا بیان

انگریز مفکر گب جن کا میں نے اوپر کی سطور میں ذکر کیا ہے ان کا بھی یہی خیال ہے چنانچہ وہ رقمطراز ہیں:۔

"یورپ کے متضاد نظریات میں آج بھی اسلام توازن قائم کر سکتا ہے اسلام نیشنلزم کی انارکی کے خلاف ہے اور روسی کیمونزم کی سنسکریت کے بھی مخالف۔ روس اور یورپ پر صرف معاشی زندگی کا بھوت سوار ہے اسلام اس سے متاثر نہیں اور نہ اس میں ابھی اتنی گراوٹ پیدا ہوئی ہے۔ اسلام کی سماجی اخلاقیات کو پروفیسر میسنو (Massignon) نے نہایت قابل تعریف طور پر پیش کیا ہے۔ اسلام میں یہ خوبی ہے کہ اس نے ہر ایک صاحب نصاب شہری کے لئے زکوٰۃ کا بیت المال میں جمع کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ اور اس پابندی کو سب پر مساوی طور پر عاید کیا ہے اسلام غیر پابند تبادلہ اشیاء کے مخالف ہے، بنکوں کے سرمایہ حکومتوں کے قرضہ جات اور نہایت ضروری اشیاء زندگی پر ٹیکس کے لگانے کے بھی اسلام خلاف ہے۔ لیکن ہر ایک شہری کے حقوق ملکیت اور تجارتی سرمایہ کی حفاظت کرتا ہے یہاں بھی اسلام کی حیثیت بورژوا انظام سرمایہ داری اور بالشویک کیمونزم کے بین بین ہے۔"

(دور اسلام ثلث ۳، صفحہ ۳۷۹)

پروفیسر گب انگریز ہیں میسنو فرانسیسی ہیں مگر دونوں کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ اسلام کا معتدل اصول معاشیات انسان کے تہذیب و تمدن کے لئے از بس ضروری ہے ان علماء کا متفق ہونا محض اتفاقی نہیں برطانیہ اور فرانس دونوں کا اسلامی ممالک پر تسلط ہے اس لئے انہیں اسلام کے معاشی، سیاسی اور روحانی اصولوں کا بنظر غائر سے مطالعہ کرنے کا خوب موقعہ ملا ہے اس غور و فکر کی بنا پر فرانس اور انگلستان کے یہ دو فاضل علماء اس بات پر متفق ہو گئے اور دونوں ایک ہی نتیجہ پر پہنچے ہیں اس ضمن میں باقی اقوام یورپ کی رہنمائی بھی دو قومیں کر سکتی ہیں کیونکہ انہیں مغربی طرز زندگی اور مغرب کے بنیادی تصور کا بھی علم ہے اور یہ اسلام کے اصولوں سے بھی واقف ہیں۔ اور مسلمانوں کے ذریعہ انہیں مشرقی تہذیب کے جوہر اور بنیادی تصور کا بھی علم ہو چکا ہے اس لئے اسلام اور یورپ کے متعلق جو یہ رائے قائم کریں گے وہ نسبتاً درست ہوگی۔

عیسائیت کے احیاء کا امکان

اس ضمن میں ایک اور بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ ایک مذہب خواہ کتنا ہی کمزور ہو جائے بیرونی اور اندرونی وجوہ سے اس کا شیرازہ خواہ کتنا منتشر ہو جائے لیکن اس مذہب کو غیر مذہبی تحریک بیخ و بن سے نہیں اکھاڑ سکتی۔ اگر قوم کا اس کے قدیم اور آبائی مذہب سے ہٹانا ہی مقصود ہو تو اس کی جگہ کوئی زیادہ بہتر اور مکمل مذہب لانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یورپ میں بیشمار نظریوں نے ایک افراتفری اور انتشار سے یہ خیال کرنا کہ عیسائیت یورپ سے ختم ہو چکی ہے۔ ایک بہت بڑی غلطی ہے اگر اس موقعہ پر ان اقوام کو کوئی اچھا مذہب میسر نہ آیا۔ تو وہ مغربی مفکرین کے پیدا کردہ انتشار سے تنگ آ کر سماجی زندگی کی بقا کے لئے عیسائیت کو ہی نیا جامہ پہنا کر اس کے شیرازہ کو مستحکم کر لیں گی۔

ہندو مذہب کی مثال

تاریخ میں اس کی مثال بھی موجود ہے ہندو مذہب ویدوں سے شروع ہوا۔ پہلے برہمنی زمانہ کے آخر میں ایک وقت ایسا آیا کہ انھوں نے ہندوازم کو بنیادوں ہی سے ہلا ڈالا اور بڑے بڑے ناستک بھی پیدا ہوئے جنہوں نے ہندو روحانیت سے ہی انکار کر دیا۔ لیکن ان مفکرین کو ہی ہندوؤں نے دیوتا بنا کر اپنے قدیم مذہب اور دیو مالا میں جذب کر لیا۔ اور اپنی پراگندہ معاشرت کو دوبارہ مستحکم کر لیا۔ یہ ایک کرشمہ ہے کہ اجتماعی زندگی کی ضرورت کے لئے ایک مذہب کے فرسودہ اور سڑے گلے عناصر بھی، ایسے موقعوں پر کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں۔ جو بات ہندو قوم کر سکتی ہے وہ بات مغربی اقوام بھی اپنی اجتماعی زندگی کے احیاء اور بقا کے لئے یقیناً کر سکتی ہیں۔ اس لئے یہ خیال کرنا کہ مغربی اقوام ہمیشہ کے لئے عیسائیت کو ترک کر چکی ہیں ایک نہایت سطحی بات ہے۔

مغرب میں تبلیغ اسلام کے نتائج

اگر پروفیسر میسنو یا پروفیسر گب اپنی قوم کی توجہ اسلام کی طرف مبذول کرواتے ہیں تو یہ اس تبلیغی جد و جہد کا نتیجہ ہے جو کچھ عرصہ سے یورپ میں جاری ہے ان مفکرین کی آواز صدا بصحرا ہو کر رہ جائے گی۔ اگر مسلمانوں نے یورپ میں تبلیغ اسلام کرنے کی طرف توجہ نہ کی اور اس کو وہ اہمیت نہ دی جو کہ دینی چاہیئے کارلائل نے یورپ کو اسلام سے متعارف کرایا۔ اور آنحضرت صلعم کی خوبیوں کو ان پر واضح کیا۔ مسٹر بوسورتھ سمتھ نے نہایت فصیح و بلیغ پیرائے میں اسلامی اصول اپنی قوم کے سامنے پیش کئے اور آنحضرت صلعم کو تسلیم کرنا اپنی قوم کے لئے نہایت ضروری قرار دیا۔ اور ان کے علاوہ بیسیوں انگریز، فرانسیسی اور جرمن مصنفین نے اسلام کی تہذیب، تاریخ، معاشرت اور مذہبی اصولوں کے متعلق نہایت بلند پایہ کتابیں لکھیں اس کا نتیجہ کیا نکلا یہ کہ عیسائیت اتنی ہی موثر ثابت ہوئی جتنا کہ اسلام کی موجودگی ہندو مذہب اور سکھ قوم کے لئے مفید ثابت ہوئی۔

عیسائیت اسلام کیلئے کوئی فتنہ نہ پیدا کردے

یہ ایک عجیب بات ہے کہ جب کوئی پرانا اور بوسیدہ مذہب اسلام کی زندگی بخش تعلیم سے متصادم ہوتا ہے تو اسلام سے کچھ زندگی مستعار لیکر اپنی قوم کو مستحکم کر لیتا ہے، ہندوؤں میں برہمو سماج، خالصہ تحریک اور آریہ سماج ایسی ہی تحریکات ہیں جنہوں نے اسلام سے شعلے مستعار لے کر اپنی قوم میں زندگی اور حرارت پیدا کی۔ بعینہ اسی طرح یورپ بھی اسلام سے متاثر ہو کر اپنے لئے کوئی راستہ پیدا کرے گا۔ اور مسلمان غفلت کا شکار رہیں گے۔ اس ضمن میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جب کسی مذہب کے سواد میں اسلام سے متاثر ہو کر تحریک اٹھتی ہے تو اس کی سب سے زیادہ دشمنی اسلام اور ملت اسلامیہ سے ہی ہوتی ہے۔ ہندو مذہب میں اس کی مثال آریہ سماج اور سکھ مذہب میں ملتی ہے اعیسائیت میں پروٹسٹنٹ تحریک بھی اسلام سے اثر پذیری کا نتیجہ ہے لیکن عیسائیت کی طرف سے سب سے زیادہ نقصان بھی پروٹسٹنٹ تحریک سے ہی اسلام کو پہنچا جس کے بانی کو کسی زمانہ میں لوگوں نے واقعات اور عقاید کی بناء پر "محمدی کتا" کا خطاب دیا تھا۔ خدا نہ کرے کہ ہماری غفلت پھر عیسائیت میں اسلام کے لئے کوئی فتنہ پیدا کر دے جو تعصب اور جوش ان دنوں روس میں پایا جاتا ہے اس سے ممکن ہے کہ اس ملک میں کوئی تحریک پیدا ہو جائے اس وقت بیشک وہاں مادیت کا دور دورہ ہے لیکن اس مادیت کے عقب میں ایک زبردست تصوریت [illegible] بھی کارفرما ہے جس کے بغیر یہ تحریک مادیت قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ اس تصوریت کا عمل رجعی اختیار کر کے عیسائیت کی روایات سے کوئی سمجھوتہ کر لینا کچھ مشکل کام نہیں۔ کچھ اسی قسم کی فضا جرمنی میں بھی پیدا ہو چکی ہے ان دونوں قوموں میں زندگی کی حرارت غیر معمولی طور پر موجود ہے۔ اس لئے ایسی کایا پلٹ ہو جانا بعید از قیاس نہیں ہے۔ ان اقوام کو اسلام اور اسلامی معاشرت کا زیادہ علم نہیں اس لئے ان کا عیسائیت کی طرف مائل ہو جانا ممکن ہے اگر انگلستان اور فرانس غالب آ سکتے ہیں تو ممکن ہے ان اقوام پر قبول اسلام کے دروازے کھل جائیں۔ اگر اس کی صحیح تعلیم ان تک نہ پہنچی تو سماجی زندگی کی بقا کے لئے یہ عیسائیت کو ہی ایک نئے قالب میں ڈھال لیں گی۔

(باقی دارد) (روح عصر)

فہرست چندہ برائے مسجد

(از جماعت دہلی)

نام	رقم
خان علی احمد خاں صاحب انجنیئر	۵—۰—۰
بابو نظام الدین صاحب معرفت بابو محمد بخش صاحب	۲۵—۰—۰
بابو احمد خاں صاحب " " " "	۲—۰—۰
بابو حبیب الدین صاحب " " " "	۳—۰—۰
بابو محمد کامل صاحب " " " "	۱—۰—۰
بابو ایم ملطے خیری صاحب " " " "	۱—۰—۰
بابو محمد عاصم صاحب " " " "	۱—۰—۰
حکیم نور محمد صاحب " " " "	۵—۰—۰
ایم-وائی ایمن اللہ صاحب " " " "	۵—۰—۰
بابو محمود جان خاں صاحب " " " "	۲—۰—۰
بابو ایم اے قریشی صاحب معرفت بابو محمد بخش صاحب	۱—۰—۰
ملک فیض محمد صاحب " " "	۱—۰—۰
مسٹر حمیری صاحب " " "	۵—۰—۰
بابو محمد بشیر صاحب " " "	۱—۰—۰
بابو ایس ایم صغیر صاحب " " "	۲—۰—۰
میزان :-	۶۰—۰—۰

چندہ جمع کردہ خواجہ محمد بشیر صاحب ایم-اے

نام	رقم
جناب عبد العزیز صاحب ۱۸ سنٹرل پلیس نئی دہلی	۲—۰—۰
خانصاحب خواجہ غلام حسن صاحب ۲۲ سنٹرل لین بابر روڈ نئی دہلی	۱۰—۰—۰
خواجہ ناصر حسن صاحب " " " "	۲—۰—۰
خواجہ اختر عالم صاحب " " " "	۰—۸—۰
خواجہ صادق حسن صاحب " " " "	۰—۸—۰
مسٹر کے-ڈی احمد-او-ایس ۲/۱۳ روز ایونیو نئی دہلی -	۵—۰—۰
جناب محمد مختار و نثار احمد صاحبان ۷۴ صابت خاں روڈ نئی دہلی	۲—۰—۰
جناب وزیر علی ملک صاحب انڈر سیکرٹری ۱۳ لودھی روڈ نئی دہلی	۵—۰—۰
سید احمد رضا صاحب ۱ حسن بلڈنگ نکلسن روڈ دہلی	۱—۰—۰
جناب محمد یوسف خاں صاحب ٹائپ روم ایگریکلچر آفس	۱—۰—۰
محمد حنیف صاحب - لودھی روڈ	۲—۰—۰
جناب محمد اسمٰعیل خاں صاحب ریٹائرڈ ایس-ڈی-او ۳۶ بابر روڈ نئی دہلی	۵—۰—۰
مسٹر عبد الغفور صاحب - صابت خاں روڈ نئی دہلی -	۲—۰—۰
جناب مقبول احمد صاحب ۷۹ صابت خاں روڈ نئی دہلی	۲—۰—۰
جناب محمد نواز صاحب	۰—۸—۰
جناب محمد یوسف صاحب ۴ ماتا سندری روڈ نئی دہلی	۱—۰—۰
جناب ہاشمی صاحب	۰—۴—۰
جناب محمد کامل قریشی صاحب	۱—۰—۰
جناب محمد اسلم صدیقی صاحب انفرمیشن ناشر ۲۶ مسجان سنگھ پارک نئی دہلی	۱۰—۰—۰
جناب ڈاکٹر مہدی حسن صاحب ڈسٹرکٹ جیل دہلی	۵—۰—۰
جناب شیخ احمد دین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ جیل دہلی	۵—۰—۰
میزان :-	۶۲—۲—۰

کل میزان : ۱۲۲—۱۲—۰

امتحان قرآن کریم و سیرت

قرآن کریم و سیرت کا آئندہ امتحان ۳۱ ر جولائی ۱۹۴۷ء کو ہوگا جب سابق مضمون کے دو پرچے ہونگے نصاب حسب ذیل ہے :-

قرآن کریم —— سورۂ یونس
تاریخ خلافت راشدہ —— سیرت حضرت ابوبکر
رسالہ ابوبکر مصنفہ حضرت امیر ایدہ اللہ ۱/۱/۰ بھیجکر دفتر انجمن سے حاصل کریں - امیدوار ۲۰ رجولائی تک اپنے نام معہ مکمل پتہ کے بھیجیں
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

وصایا و عطیات تبلیغ بلاد غیر

آمد ماہ فروری ۱۹۴۷ء

نام	رقم	
(۱) جناب حافظ محمد بخش صاحب اوکاڑہ	۱۰—۰—۰	قسط وصیت
(۲) جناب شیخ نثار احمد صاحب رئیس وزیر آباد	۲۰—۰—۰	" "
(۳) جناب چوہدری غضنفر علی صاحب بدوملہی	۵۸—۰—۰	" "
(۴) جناب مرزا مظفر بیگ صاحب مبلغ اسلام لائلپور	۸—۵—۰	" "
(۵) جناب چوہدری محمد سعید صاحب بھدہ مبلغ اسلام سیالکوٹ	۴—۱۲—۰	" "
(۶) حضرت مولانا عزیز بخش صاحب لاہور	۲۵—۰—۰	" "
(۷) میاں امام الدین صاحب مرحوم باغبانپورہ لاہور بوساطت صاحبزادہ میاں امام الدین	۹۰—۰—۰	" "
(۸) محترمہ حسین بی بی زوجہ ماسٹر محمد عالم صاحب جہلم	۹۸—۱۱—۰	" "
(۹) جناب محمد رمضان صاحب کلرک حافظ آباد	۳—۰—۰	" "
(۱۰) جناب ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالہ	۱۵—۰—۰	" "
(۱۱) جناب مستری محمد سلیمان صاحب سامانہ	۵۰—۰—۰	" "
(۱۲) اہلیہ صاحبہ مستری محمد سلیمان صاحب سامانہ	۱۵—۰—۰	" "
(۱۳) فرزند موسیٰ خاں صاحب کشمیر	۳—۳—۰	عطیہ
(۱۴) جناب ایم موسےٰ خاں صاحب منشی فاضل انسپکٹر محکمہ تعلیم کشمیر	۲۰—۰—۰	" "
(۱۵) جناب ڈاکٹر مظفر حسین صاحب معرفت حضرت امیر	۱۰۰—۰—۰	" "
میزان کل :-	۵۱۱—۱۵—۰	
وصیت :-	۳۸۸—۱۲—۰	
عطیہ	۱۲۳—۳—۰	

وصولی ادارہ تعلیم القرآن

ماہ اپریل ۱۹۴۷ء

نام	رقم
سابقہ وصولی	۵۷۴۷۵—۶—۶
جناب ملک لال خاں صاحب لاہور	۵۰—۰—۰
جناب کھنڈے خاں صاحب سرینگر	۵۰—۰—۰
جناب ماسٹر عبد القیوم صاحب سیالکوٹ	۵—۰—۰
جناب رشید احمد صاحب سیالکوٹ	۲—۰—۰
جناب پروفیسر اصغر حمید صاحب	۱۰۰—۰—۰
جناب مرزا مظفر بیگ صاحب مالیر	۱۰—۰—۰
جناب چوہدری محمد سعید صاحب کھدہ	۲—۰—۰
جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب بریال ضلع اودہم پور	۲—۰—۰
جناب آر-اے-غنی صاحب جبلپور	۱۰—۰—۰
جناب چوہدری دوست محمد صاحب ایم اے ٹانڈہ	۱۰—۰—۰
جناب خانصاحب قاضی سمیع اللہ صاحب لاہور	۲۰—۰—۰
جناب ایم-ایف رحمان صاحب جبلپور	۵—۰—۰
جناب اللہ داد خاں صاحب گونڈہ	۲—۰—۰
جناب ماسٹر عبد الحفیظ صاحب بدوملہی	۲۵—۰—۰
جناب چوہدری سلطان علی صاحب ملتان	۵—۰—۰
میزان کل	۵۷۷۷۳—۶—۶

اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

باپ بیٹے کی مجلس

تعلیم نماز دلچسپ پیرایہ میں

از جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب

(بسلسلہ اشاعت مورخہ ۳ر جولائی ۱۹۴۷ء)

سوم کلمہ تمجید۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ترجمہ:۔ پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بڑا ہے۔ اور نہیں طاقت اور نہ قوت (گناہوں سے بچنے کی) مگر اللہ بزرگ و برتر کی مدد سے۔

چہارم کلمہ توحید۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک والحمد یحیٰ ویمیت وھو حیٌّ لایموت ابداً ابداً ذوالجلال والاکرام بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شئی قدیر۔

ترجمہ:۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور وہ خود زندہ ہے کبھی نہیں مرتا۔ بزرگی اور بخشش کا مالک ہے۔ اس کے ہاتھ میں سب بھلائی ہے اور وہ سب چیزوں پر قادر ہے۔

پنجم کلمہ استغفار۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنبٍ اذنبتہ عمداً اوخطأً سراً اوعلانیۃً واتوب الیہ من الذنب الذی اعلم ومن الذنب الذی لا اعلم انک انت علام الغیوب وستار العیوب وغفار الذنوب ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ترجمہ:۔ میں بخشش چاہتا ہوں اللہ سے ہر گناہ کی جو میں نے کیا، جان بوجھ کر یا بھول کر پوشیدہ یا ظاہر اور میں رجوع کرتا ہوں اس کی طرف اس گناہ سے جو میں جانتا ہوں اور جس کو میں نہیں جانتا تحقیق تو پوشیدہ کا جاننے والا اور عیبوں کا چھپانے والا ہے۔ (اور گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی) طاقت نہیں نہ قوت ہے لیکن اللہ بزرگ و برتر کی مدد سے۔

ششم کلمہ ردّ کفر۔ اللھم انی اعوذبک من ان اشرک بک شیئاً وانا اعلم بہٖ واستغفرک بما لا اعلم بہٖ تبت عنہ وتبرأت من الکفر والشرک والکذب والغیبۃ والبدعۃ والنمیمۃ والفواحش والبھتان والمعاصی کلھا واسلمت واقول لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ! بتحقیق میں پناہ چاہتا ہوں کہ میں دیدہ دانستہ تیرا کوئی شریک ٹھیراؤں اور میں بخشش چاہتا ہوں اس گناہ کی جس کو میں نہیں جانتا میں نے اس سے توبہ کی اور بیزار ہوا کفر اور شرک سے اور جھوٹ اور غیبت سے اور بدعت اور چغلی سے اور فحش اور بہتان اور سب گناہوں سے اور اسلام لایا میں اور کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد اللہ کا رسول ہے۔

باپ:۔ "بہت خوب۔ آپ کو تو ماشاءاللہ سارے کلمے یاد ہیں اور بہت صحیح یاد ہیں۔ یہ تمہاری امی جان نے تم کو یاد کرائے تھے۔ یہ فائدے ہیں۔ پڑھی لکھی ماؤں کے بچے کبھی دین سے بے بہرہ نہیں رہ جاتے ہیں۔ اگر مائیں پڑھی لکھی اور دینی تعلیم سے واقف ہوں تو وہ بڑی آسانی سے بچوں کو مذہبی تعلیم دے سکتی ہیں اصل مدرسہ تو ماں کی گود ہے۔ جیسی تربیت ماں کرے گی ویسے ہی بچے بھی ہوں گے ہم مسلمانوں کے اندر یہ بڑی کمی ہے کہ مائیں دینی تعلیم میں دلچسپی نہیں لیتیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچے بے دین ہوتے ہیں اور ساری عمر بے دین ہی رہتے ہیں۔"

سعید۔ جی ہاں یہ درست ہے۔ جیسی تربیت ماں کرے گی ویسے ہی بچے ہوں گے۔ اب امی جان کہتی تھیں کہ وہ مجھے مسدس حالی خرید کر دیں گی کچھ بند انھوں نے مجھے سنائے بھی تھے، ایک شعر مجھے یاد رہ گیا ہے:۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

باپ۔ ہاں مسدس حالی ضرور پڑھنا مسلمانوں کے عروج زوال کا اس میں نقشہ کھینچا ہے اور قوم کو حصول علم اور کسب کمال کی بہت قیمتی نصائح کی ہیں۔ اسے ضرور پڑھنا۔"

(۲۷)

باپ۔ "اچھا رشید تم نے ایمان کی صفات تو یاد کر لیں۔ ان کے معنے بھی تم کو یاد ہو گئے۔ اب میرا ارادہ ہے کہ تم نماز بھی سیکھ لو۔ ابھی تمہیں نماز نہیں آتی۔"

رشید۔ جی ہاں میں نماز بھی سیکھوں گا۔ مگر ایک بات آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کل جو میں نے ایمان کی صفات دادی حضور کو سنائیں تو چھوٹی قیصرہ ہمارے پاس بیٹھی تھی۔ پہلے تو وہ خاموش سنتی رہی پھر اس نے عجیب و غریب سوالات شروع کر دیئے۔ دادی حضور تو کسی کام کے لئے ادھر ادھر چلی گئیں قیصرہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر کئی سوالات کئے۔ مثلاً اللہ کہاں ہے؟ اس کی شکل کیسی ہے اسی طرح کے سوالات اس نے کئے میں نے اس کو کچھ جواب تو دیئے لیکن مجھے بھی اچھی طرح معلوم نہ تھے اس لئے میں نے آخر میں اس سے کہدیا تھا کہ اچھا ہم اباجی سے پوچھیں گے۔"

(باقی آئندہ)

پیغام صلح

جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۵ محرم ۱۳۶۷ھ | نمبر ۲۱

پاکستان میں اسلام کی رسوائی

اصلاحِ اعمال اور رجوع الی اللہ کی ضرورت

مسلمان قوم اس وقت آزمائش و ابتلا کے جس دور میں سے گذر رہی ہے اور جو ہولناک مصائب اس پر وارد ہوئے ہیں ان کے پیش نظر اس بات کی ضرورت تھی کہ قوم کے اندر اصلاح نفس کی کوئی تحریک پیدا ہوتی اور لوگوں کے سر خدا تعالیٰ کے آگے جھک جاتے۔ ایسے حالات جب کبھی قوموں پر آئے اور ان کے فسق و فجور اور گناہوں کی سزا عذاب الٰہی بن کر ان پر وارد ہوئی تو توبہ و استغفار اور اصلاح اعمال ہی ایک چیز تھی جس نے انہیں ہلاکت سے بچایا اور عذاب کو دور کیا یہی خدا تعالیٰ کا ازلی قانون ہے۔ فاخذنٰهم بالباساء والضراء لعلهم يتضرعون۔ مصائب اور شدائد دنیا میں اسی لئے آتے ہیں کہ لوگ خدا کی طرف رجوع کریں۔

لیکن ایک طرف یہ مصائب و شدائد اور عذاب الٰہی ہے جو مسلمانوں پر آرہا ہے اور دوسری طرف پاکستان کا مفہوم ہے جو اس بات کا متقاضی ہے کہ اس میں بسنے والے گناہوں اور فسق و فجور سے پاک ہوں، ان دونوں باتوں کے ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں کی توجہ عام طور پر ترک معاصی اور رجوع الی اللہ کی طرف نہیں ہوئی بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں کا سیلاب اور فسق و فجور کا دریا پاکستان بنتے ہی طغیانی پر آگیا اور مصائب و عذاب کی شدت کے ساتھ ساتھ اس کی طغیانی بڑھتی چلی جارہی ہے، حاکم و محکوم (الا ماشاء اللہ) سب اپنے اپنے رنگ میں اس طغیانی کی رو کے ساتھ بہتے چلے جارہے ہیں اور ذرا نہیں سوچتے کہ پاکستان جیسی نعمت سے سرفراز کر کے جو تازیانہ اللہ تعالیٰ نے چلایا ہے اس کا کیا منشا ہے اور ہمیں اس نعمت سے فائدہ اٹھانے اور عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ قوم کی حالت آج اس درجہ گر چکی ہے کہ کسی مسلمان سے اگر کہا جائے کہ لوٹ مار نہ کرو، ہندو عورتوں اور لڑکیوں کو اٹھا کر نہ لاؤ تو جواب ملتا ہے کیا ہندوؤں اور سکھوں نے ہمارے گھروں کو نہیں لوٹا؟ کیا وہ ہماری عورتوں اور لڑکیوں کو اٹھا کر نہیں لے گئے؟ یہ جواب ایک مسلمان کے کہاں تک شایان شان ہے۔ کیا اسلام نے انکو بھی تعلیم دی ہے کہ تم بھی کفار کا طرز عمل اختیار کرو، تم بھی اپنے قصاص چوری، بدکاری، لوٹ مار، رشوت ستانی اور زناکاری کے رنگ میں لیا کرو۔

ایک مسلمان اخبار نے انہی حالات کو دیکھ کر بالکل ٹھیک لکھا ہے کہ:

"غلط فہمی صرف لفظ پاکستان کے معنے سمجھنے میں ہوئی ہے ایک سچا مسلمان پاکستان کے معنے یہ سمجھتا ہے کہ اس کا وطن کفر و شرک، قتل، چوری، جوئے، جھوٹ، بے ایمانی، زنا، بے حیائی اور شراب خوری سے پاک ہو چنانچہ وہ پاکستان میں ان سب منکرات کو دیکھ کر تعجب کرتا ہے لیکن قوم پرستی کی لغت میں پاکستان کے یہ معنے کبھی قسم کھانے کو بھی نہ تھے بلکہ قومی نقطۂ نظر سے پاکستان کے معنے صرف یہ ہیں کہ وطن کی سرزمین مسلمانوں کے سیاسی اور کاروباری حریفوں سے خالی ہو جائے دفاتر میں مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لئے کوئی ہندو اور سکھ باقی نہ رہے بازار اور مارکیٹ میں مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے غیر مسلم بنئے اور سیٹھ موجود نہ ہوں اور ٹھیکے لینے کے لئے مسلمانوں کے مقابلہ میں کوئی غیر مسلم پولی دینے والا نہ ہو۔ چنانچہ جو پاکستان بنا ہے اسی معنی میں بنا ہے اور جس طرح دفاتر اور بازاروں میں تنہا مسلمان ہی مسلمان قابض ہیں اسی طرح اب گندہ خانوں میں صرف مسلمان رنڈیاں اور شراب خانوں میں صرف مسلمان ساقی باقی رہ گئے ہیں مگر اب یہاں چور، جواری، سود خور، جیب کترے سب مسلمان ہی مسلمان ہیں کسی کافر کو ان میں سے کوئی بھی شرف حاصل نہ ہو سکے گا۔"

کیا یہ حالات اس قابل ہیں کہ کوئی شریف اور غیرت مند مسلمان اپنی گردن اونچی اٹھا سکے؟ کیا یہ پاکستان میں اسلام کی کھلی رسوائی نہیں ہو رہی؟ ڈر ہے کہ اگر یہی حالت رہی تو عذاب الٰہی کوئی شدت کا رنگ اختیار نہ کرے۔ اسلام تو بہرحال زندہ رہے گا، موجودہ مسلمان اگر اس کے اہل نہ رہے اگر انہوں نے اپنی زندگیاں اسلام کے سانچے میں نہ ڈھالیں اور فسق و فجور سے تائب نہ ہوئے تو ڈر ہے کہ یستبدل قوما غيركم کا نقشہ نہ دکھایا جائے۔ ضرورت ہے کہ کوئی خدا کے بندے اصلاح کے لئے کھڑے ہو جائیں اور قوم کو نیکی اور بھلائی کے رستہ کی طرف لانے کی کوشش کریں۔

احمدی قوم پر یہ ذمہ داری سب سے بڑھ کر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے امام کے ذریعہ سے ایمان و عمل صالح کی نعمت سے نوازا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ان پر عائد کیا، اس وقت ضرورت ہے کہ ہمارے تمام دوست مسلمانوں کی اصلاح کو اپنا ضروری فرض سمجھ لیں اور ہر قسم کے دکھ اٹھا کر، ورگالیاں سن کر نیکی اور خیر خواہی اور خلوص دل کے ساتھ ان کی اصلاح کی کوشش کریں، امام وقت کے ملفوظات جو خدا تعالیٰ کے ایمان کو تازہ کرنے اور نیکی اور پاکیزگی کے رستہ کی طرف لے جانے والے ہیں، خود بھی غور سے پڑھیں، اور عامۃ المسلمین کو بھی پڑھائیں، انہیں تاریخ اسلام کے وہ واقعات یاد دلائیں جو صحابہ اور بزرگان دین کے عملی نمونوں اور کفار کے بالمقابل ان کے رویہ اور طرز عمل کی یادگار ہیں، اور موجودہ عذاب سے نکلنے کے لئے توبہ و استغفار کی انہیں ہدایت کریں۔

اس بارہ میں حکومت کا بھی یہ فرض ہے کہ پاکستان کو حقیقی معنوں میں پاکستان بنانے کی کوشش کرے، شراب کو قانونًا ناجائز قرار دے دیا جائے، رنڈی خانوں کو بند کیا جائے۔ سینماؤں میں فحش مناظر دکھانے ممنوع ٹھہرائے جائیں اور ان کے بجائے علمی، دینی اور تعلیمی فلم بنوائے جائیں اور ایک ایسا دینی اور تبلیغی ادارہ قائم کیا جائے جس میں قوم کا سچا درد رکھنے والے مخلص لوگ شامل ہوں اور ان کے ذریعہ سے قوم کو بدعادتوں اور بدیوں سے ہٹا کر نیکی کی طرف لانے کا کام ہو، کہ اس کے بغیر پاکستان کا صحیح مفہوم قائم ہو سکتا ہے اور نہ اس مملکت کو حقیقی پائیداری حاصل ہو سکتی ہے۔

— مدراس سے محمد صادق صاحب سگل اپنی اہلیہ صاحبہ کی علالت سے صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

حضرت امیر کیا فرماتے ہیں

(۱)

ان اصحاب سے جنہوں نے اب تک وصیت نہیں کی میری یہ درخواست ہے کہ وہ اب اس میں ایک لمحہ توقف کو بھی گناہ سمجھیں اور اپنی وصیت لکھ کر بھیج دیں۔

(۲)

وہ اصحاب جنہوں نے وصیت کی ہے مگر تعیین نہیں کی میری یہ درخواست ہے کہ وہ اپنی جائیداد کا حساب کر کے اپنی وصیت کی رقم متعین کر دیں۔

(۳)

ان اصحاب سے جو تعیین کر چکے ہیں یا کر لیں گے میری یہ درخواست ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اس رقم کی ادائیگی کر دیں تاکہ ان کا صدقہ جاریہ ان سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچ جائے۔ جب وہ اپنے مولا سے جا ملیں یہ صدقہ جاریہ ان کا صالح ترین عمل ان کے استقبال کے لئے وہاں موجود ہو۔

(۴)

[illegible] اصحاب کے [illegible] جو وصیت کر چکے ہیں یہ درخواست ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی وصیت کو جلد سے جلد عملی جامہ پہنا کر ان کی روحوں کو خوش کریں۔

(پیغام صلح ۸ ۲ مئی ۱۹۴۷ء)

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

— یہ سننا موجب مسرت ہے کہ پٹیالہ سے ہمارے مکرم دوست شیخ صادق علی صاحب بخیر و عافیت پاکستان پہنچ گئے ہیں اور آجکل اپنے بھائی بی۔ وائی علی۔ ایس۔ پی گوجرانوالہ کے پاس مقیم ہیں، ریاست پٹیالہ کے بعض اور دوستوں کا ابھی پتہ نہیں ان کے لئے دعاؤں کی خاص ضرورت ہے۔

— میاں غلام حیدر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس جہلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے، مبارکباد عرض ہے۔

— ۱۷ اکتوبر کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں شیخ حفیظ اللہ صاحب سکنہ جموں (حال کلرک پیغام صلح) کی لڑکی صغرا بیگم کا نکاح شیخ بخش الٰہی کے ساتھ حضرت مولینا صدر الدین صاحب نے ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔

خاتم النبیین کے بعد نبی کی پکار جائز نہیں

حضرت مسیح موعود مجدد اور ولی ہیں نبی نہیں

ایک احمدی کے قلم سے

"نبی کی پکار" کے عنوان سے الفضل ۱۰ فروری ۱۹۴۷ء میں ایک مقالہ اخبار کے شروع میں ہی درج کیا گیا ہے تعجب، حیرت اور افسوس ہے کہ قرآن کریم تو رسول صلعم پر نبوت کو ختم کر چکا ہے۔ اور ان لوگوں کو رات دن یہی خیال رہتا ہے کہ رسول کریم صلعم کے بعد بھی نبی آسکتا ہے حالانکہ نبوت کا کوئی ایسا محکم اور مسئلہ ہے جس کا جاننا اور ماننا ضروری ہو قرآن سے باہر نہیں رکھا گیا

ظلی اور مستعار نبوت

جو لوگ ...... ظلی نبوت کو درحقیقت نبوت سمجھتے ہیں وہ نبوت کی حقیقت کو سمجھ ہی نہیں سکے اور اس کوچہ سے بکلی ناآشنا ہیں، ہر ایک شخص جس کو قرآن پر ایمان ہے اور جو قرآن میں نبوت کی حقیقت دیکھتا ہے وہ جان سکتا ہے کہ یہ نبوت جس کا نام ظلی ...... نبوت اور مستعار نبوت اور مجازی نبوت ہے سوائے ولایت کے کوئی حقیقت نبوت اپنے اندر نہیں رکھتی سوائے قرآن کے اور کوئی کتاب نہیں جس میں نبوت کی حقیقت اور ماہیت کو کھول کر بتایا گیا ہو۔

وحی نبوت اور وحی ولایت

سنت اللہ قدیم سے اور جب سے دنیا کی بنا ڈالی گئی ہے اس طرح پر ہی جاری ہے کہ نبیوں پر وحی نبوت ہوتی ہے امتیوں پر وحی نبوت نہیں ہوتی وحی کی نوعیت کے لحاظ سے خود حضرت صاحب نے اپنی وحی کو وحی ولایت اور وحی محدثیت تک ہی محدود فرمایا ہے اگر حضرت صاحب وحی نبوت سے نوازے جاتے تو کبھی یہ لفظ نہ لکھتے کہ میری وحی وحی ولایت ہے، اور اس میری وحی پر قرآن مقدم ہے۔

نبی اور امتی کی وحی

ہر نبی جو دنیا میں آیا وہ اپنے وقت کا نبی تھا اور اس کی وحی ہر چیز پر مقدم ہوتی تھی کبھی کسی نبی نے نہیں کہا کہ میری وحی پر پہلے نبی کی وحی مقدم ہے پھر کسی نبی نے بالواسطہ نبوت نہیں پائی اور یہ سنت اللہ کے خلاف ہے کہ کوئی امتی امتی رہتے ہوئے نبی ہو جائے نبی کبھی کسی دوسرے نبی کا امتی نہیں ہو سکتا امتی تو خود اپنے نبی متبوع کی پیروی کا اس قدر محتاج ہوتا ہے کہ جب تک اس کی پوری پوری پیروی نہ کرے گمراہ بے دین اور ناقص ہی رہتا ہے پس ظلی مستعار مجازی نبوت کا نام درحقیقت نبوت رکھنا لفظ نبی کی ہتک ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ سنت اللہ کبھی بدل جائے خود حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے دیکھو براہین احمدیہ پنجم صفحہ کہ قرآن نے توریت و انجیل کی طرح کسی دوسرے (نبی کے لئے) کا حوالہ نہیں دیا۔

نبی کی پکار کہاں ہے؟

تو یہ ظلم ہے کہ بار بار مجرد لفظ نبی کا ورد کیا جائے ہم الفضل کے ایڈیٹر سے پوچھتا ہوں کہ دنیا میں نبی کی پکار کہاں ہو رہی ہے ہمیں تو سوائے قادیان کے نبی کی پکار کہیں سے بھی نہیں سنائی دیتی جن لوگوں نے قرآن مجید کو خدا کی آخری کتاب نہیں مانا وہ کوئی اپنے لئے نبی کی پکار کر رہے ہوں تو کریں اس کا علم ہمیں نہیں شاید الفضل کے عملہ کو اس کا علم ہو گا ورنہ جس خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کو فی الکمل انتم اللہ کی کتاب بن کر دنیا کے ہاتھ میں اپنا صحیفہ دیا ہے اس نے تو کہیں نہیں فرمایا کہ محمد رسول اللہ کے بعد بھی کوئی نبی آنے والا ہے۔

خاتم النبیین کے بعد نبی؟

قادیانی حضرات کو بہت بڑا غصہ اس بات پر ہے کہ کیوں اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہہ دیا یہ ان کی خدا سے لڑائی ہے ہم نہیں خدا خود ان سے سمجھ لے گا کیا وہ خدا کے منہ سے سن آئے ہیں کہ خاتم النبیین کے بعد بھی کوئی نبی ہے، انھوں نے تو خاتم النبیین کے معنے کرنے میں وہ کمال دکھایا ہے کہ کسی کو اس کا نہ پہلے کوئی علم تھا نہ آیندہ کسی کو ایسا علم ہو سکتا ہے اس کے معنے نبی گر کرتا اگر خدا کا مقابلہ نہیں تو اور کس کا ہے۔

(بقیہ از صفحہ ۲)

راگھو راجا رام کی تعریف میں ہیں جس سے مراد سیتا کے پتی رام چندر جی ہیں اور تیسری سطر یا مصرع ہے۔ ۴۵

ہماری تبلیغی سرگرمیاں

مبلغین کی رپورٹوں کے ضروری اقتباسات

سری نگر (کشمیر)

ہمارے ایک نوجوان دوست عبدالعزیز صاحب شورہ نے سری نگر میں ایک اپنا ہفتہ وار اخبار "روشنی" جاری کر رکھا ہے جس میں کشمیر کی اسلامی سیاسیات پر بحث کے علاوہ حضرت مسیح موعود کے ارشادات ملفوظات اور ضروری مذہبی مضامین بھی شائع ہوتے ہیں عزیز صاحب انجمن کی طرف سے تبلیغ کا کام بھی کرتے ہیں اور خدا کے فضل سے پوری سرگرمی کے ساتھ اہل کشمیر کو اسلام کی حقانیت اور حضرت مجدد وقت کی صداقت کا پیغام دیتے رہتے ہیں، ان کی فروری اور مارچ کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے شہر کے مختلف حصوں میں کئی تعلیم یافتہ مسلمانوں اور ہندوؤں سے ملاقاتیں کیں ان سے تبادلہ خیالات کیا اور سلسلہ کا لٹریچر انہیں دیا اور ان دو ماہ میں چھ آدمی ان کی تبلیغ سے جماعت میں داخل ہوئے ان کے نام یہ ہیں:۔

(۱) عبدالاحد صاحب
(۲) خواجہ اسد ڈار صاحب
(۳) محمد امین صاحب
(۴) غلام محمد صاحب
(۵) غلام رسول صاحب
(۶) محمد شفیع صاحب

دعا ہے اللہ تعالےٰ ان سب دوستوں کو استقامت بخشے اور خدمت دین کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ان تبلیغی سرگرمیوں کے علاوہ شورہ صاحب جماعت کی تنظیم و استحکام کے لئے بھی پوری سرگرمی سے کام کرتے رہتے ہیں۔

بیجاپور - کرناٹک

گدگ ضلع دھارواڑ میں ہمارے ایک مبلغ مولوی محمد بڈھن صاحب ہیں جو تمام علاقہ کرناٹک اور بیجاپور وغیرہ میں کنڑی زبان میں وعظ و تبلیغ کرتے ہیں، مولوی صاحب کے مواعیظ اس علاقہ میں خاص طور پر پسند کئے جاتے ہیں اور ہندو مسلمان بلا امتیاز ان کے لیکچر کراتے اور خوشی سے سنتے ہیں، ماہ فروری میں انہیں بیجاپور کے قریب سندگی نامی مقام سے جلسہ میلاد النبی صلعم میں شرکت کے لئے بلایا گیا، اور ان کے پہنچنے پر ایک شاندار جلوس نکالا گیا، جس نے اللہ اکبر اور مسلم لیگ زندہ باد کے نعرے مارتے ہوئے تمام بستی کا چکر لگایا، شام کے بعد جلسہ ہوا، اور ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک مولوی صاحب موصوف نے پورے تین گھنٹہ کنڑی زبان میں آنحضرت صلعم کے متعلق کتب سابقہ کی پیشگوئیوں پر تقریر کی جس سے ہندو مسلمان سب کے سب محظوظ ہوئے،

دوسرے دن موگی نامی ایک اور مقام پر ان کے دو وعظ ہوئے تیسرے ایکدن مالدار ہندو نے اپنے مکان میں لیکچر کرایا جس میں تمام بستی کے معزز ہندو اصحاب موجود تھے لیکچر کا موضوع تھا "مکتی مارگ یعنے نجات کس طرح ہو سکتی ہے" اس لیکچر کو سن کر سب لوگ بہت محظوظ ہوئے اس کے بعد بانگا نور میں وعظ ہوا، اور ایک مرہٹہ عورت داخل اسلام ہوئی اس کا اصل نام لکشمی بائی تھا، اسلامی نام حسینہ بی بی رکھا گیا اور حسن صاحب نامی ایک مسلمان نوجوان سے اس کا نکاح پڑھ دیا گیا اس جگہ ہماری جماعت کے آٹھ دس آدمی ہیں ایک اور مقام ملادگی سے بھی دعوت آئی ہوئی تھی وہاں ایک ہندو ویشیہ تجارتی نارائنپہ سالانہ جلسہ کراتے ہیں ہر سال مولوی صاحب کی تقریر ہوتی ہے، اس سال بھی دو تین گھنٹہ لیکچر ہوا جس کے بعد نارائنپہ نے علانیہ قبول اسلام کا اعلان کیا ان کا اسلامی نام غلام محمد رکھا گیا، انہوں نے بیس روپیہ قرآن کریم کے کنڑی زبان میں ترجمہ کے لئے دیئے دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے۔

۴۵ ایشور اللہ تیرے نام

یعنی سیتا مہارانی کے پتی، راجہ رام چندر جی گاندھی جی کے نزدیک ایشور اور اللہ ہیں اور جیسا کہ ہم اس سے قبل عرض کر چکے ہیں یہ صاف مشرکانہ عقیدہ ہے گاندھی جی کو حق ہے کہ وہ اپنے طور پر جو گیت یا بھجن چاہیں گائیں اور جس کتاب کی جس عبارت کو چاہیں پڑھیں۔ لیکن ہم یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ رام دھن کی پہلی دو سطروں کو تیسری سطر کے ساتھ کوئی معنوی ربط نہیں اور سورۃ فاتحہ کے مضامین اور سورۃ اخلاص کے مطالب کے ساتھ تو انکا کامل تضاد ہے۔

سکھ اور ہندو کے باہمی تعلقات

تاریخی نقطہ نظر سے

(از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی)

(۲)

اس مضمون کی قسط اول میں اجیت بک ایجنسی کی مشہور کتاب سکھ ہندو نہیں کے صفحہ ۸۱ کی عبارت پیش کر کے یہ دکھایا گیا ہے کہ ہندو صاحبان نے بابا نانک صاحب اور آپ کے جانشین دوسرے گورو انگد صاحب سے کیا سلوک کیا تھا۔ اب اس کے آگے پڑھیئے:-

"جب اس وقت بھی کامیابی نہ ہوئی تو گورو امرداس صاحب کے لنگر کے واسطے بھی ہندو بھائی پانی تک لینے نہیں دیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ ہندو نہیں ہیں۔ ان کا ہمارے کنوؤں سے پانی بھرنے کا حق نہیں اور تمام کھتری براہمنوں نے شہنشاہ اکبر کے دربار میں فریاد کی کہ اس نئے مذہب کو بند کیا جائے یہ رام گائتری کا جاپ نہیں کرتے ذات پات، چھوت چھات اور ورن آشرم کے قائل نہیں۔ سب کا مشترکہ لنگر ہے۔ وید سمرتی کو نہیں مانتے۔ وغیرہ وغیرہ ستری گورو امرداس کی طرف سے ستری رام داس۔ جو بعد میں مبارک گورو گدی نشین ہوئے بادشاہ کے دربار میں گئے اور جواب دیا کہ حقیقی مذہب یہی ہے اور اسے گورو نانک دیو مہاراج سنسار میں لائے۔ انصاف پسند اکبر نے ہندوؤں کا دعویٰ خارج کر دیا۔

کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ شہیدوں کے سلطان گورو ارجن دیو صاحب کو اسی مخالف ٹولے نے بڑی بے رحمی سے لاہور میں شہید کروا کر اپنے سینے کو ٹھنڈا کیا تھا۔ گورو مہاراج کی شہادت کے سلسلے میں چالاک لوگ یہ کہتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ گورو صاحب نے جب یہ سنا کہ مجھے گائے کے چمڑے میں منڈھا جائے گا تو گورو صاحب نے اس امر کو گوارا نہ کرتے ہوئے راوی دریا میں ڈوب کر شہادت پائی یہ لکھ کر گورو مہاراج کو خودکشی اور گائے کھگتی کی لپیٹ میں لا کر اصل شہادت کو مٹایا جا رہا ہے۔ ناظرین کی دلچسپی، اور اصلیت کی واقفیت کے واسطے آپ کی شہادت کے اصل حالات درج کئے جاتے ہیں۔

صاحب گورو ارجن دیو جی کو ہندوؤں کی سازش سے لاہور بلا کر چندو نامی ہندو مہنت کی حراست میں رکھے گئے۔ گورو مہاراج کے جسم پر گرم ریت ڈالی گئی۔ تیز گرم لوہے کی توی پر بٹھائے گئے وغیرہ وغیرہ دل ہلا دینے والے تشدد دیئے گئے جن کی بدولت گورو مہاراج کا مبارک جسم چھالوں سے بھر چکا تھا۔ گورو مہاراج کے مقدس جسم کو آگ سے تکلیف دے کر بعد چندو ظالم نے دریا میں ڈبو دیا آگ سے پڑے ہوئے آبلوں پر دریا کا پانی چھونے سے مہاراج شہید ہو گئے" صفحہ ۸۲ (باقی دارد)

(خطبہ بقیہ صفحہ)

ہر ایک کے اندر اتنی استعداد ہے کہ دنیا کے علم میں اضافہ کر سکتے اس لئے خود بھی اس استعداد سے کام لے کر اپنے علم کو بڑھائیں اور جو کچھ آپ کا کوئی بھائی کام کرے اس کو بھی شکریہ کے ساتھ قبول کریں۔

علم کے لئے غیر فانی جوش اور ولولہ پیدا کرو | میں پھر دہرانا چاہتا ہوں کہ:-

حقیقت کو جھٹلانے کی سعی ناکام

الفضل قادیان ۱۹ اپریل ۱۹۴۷ء میرے سامنے ہے۔ اس میں خواجہ صدرالدین صاحب سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ قادیانیہ نے مضمون مندرجہ پیغام صلح ۱۹ مارچ ۱۹۴۷ء کو جھٹلانے کی کوشش کی ہے۔ اس مضمون میں میں نے اس حقیقت کو واضح کیا تھا کہ کشمیر میں جماعت احمدیہ لاہور کا بہت بڑا اثر ہے جس کا اعتراف الہ آباد کے ایک کانگریسی رسالہ نئی روشنی نے بھی کیا ہے خواجہ صاحب کو یہ بات بری معلوم ہوئی اور ان کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں ان کے خلیفہ جناب میاں محمود احمد صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر تھے اس وقت انھوں نے جس قدر کشمیریوں کی سرزنگیں امداد فرمائی اس کا عشر عشیر بھی کسی بڑی سے بڑی سیاسی جماعت نے نہیں کی ان ہی عظیم الشان خدمات اور احسانات کے نقوش اب تک اہالیان کشمیر کے دلوں پر کندہ ہیں اور کندہ رہیں گے"۔ مجھے افسوس خواجہ صاحب کا یہ بارعب فقرہ کہ کشمیر میں ہماری بڑی بڑی با اثر جماعتیں ہیں" واقعی زوردار ہے، لیکن محض ان کے کہہ دینے سے مطلب حل نہیں ہو جاتا۔ جب تک عملاً ان کے اثر کا ثبوت نہ ملے، کیا یہ حقیقت نہیں کہ ان نام نہاد بڑی بڑی با اثر جماعتوں کے باوجود اسمبلی کے انتخابات میں مسٹر غلام نبی گلکار قادیانی کو کامیاب بنانے کے لئے قادیانی جماعت کے صرف ایک ہی ممبر کا ووٹ نصیب ہوا اور باقی تمام ووٹ جماعت احمدیہ لاہور کے ممبروں نے دیئے اور دوسروں سے بھی دلائے اس وقت بڑی بڑی قادیانی جماعتوں کا اثر کہاں چلا گیا تھا اور خلیفہ صاحب کی امداد کے نقوش کہاں مٹ گئے تھے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے اثر و رسوخ کی ضرورت پیش آگئی۔ خواجہ صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ جن چار اشخاص کی جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت کا اعلان کیا گیا ہے ان کے متعلق جہاں تک مجھے علم ہے مدت غیر مبائعین کی جماعت میں شامل ہیں۔ افسوس ہے کہ خواجہ صاحب نے پرانے گڑے مردے اکھاڑنے کی بیہود کوشش کی انہیں دیکھنا چاہیئے کہ خلیفہ صاحب کی ان خدمات کے باوجود (اگر کوئی ہیں) اہل کشمیر کے دلوں پر اب ان کا کیا اثر ہے، جن نقوش کی طرف انھوں نے اشارہ کیا ہے، کیا وہ یہی تو نہیں کہ آج جب بھی قادیانی احمدی مسلمانوں کی ہمدردی اور امداد کا دم بھرتے ہیں تو معاً انہیں پوچھا جاتا ہے کہ کیا آپ ہمیں مسلمان بھی سمجھتے ہیں کہ نہیں۔ اور اس کا کوئی واضح جواب ان سے نہیں بن پڑتا، اور وہ علی العموم اپنی پالیسی کو گول مول رکھتے ہیں۔ کشمیر کی موجودہ سیاسی تحریکات میں قادیانی جماعت کو جو کچھ عمل و دخل ہے وہ یہاں کے لوگوں پر پوشیدہ نہیں، بہتر ہے کہ خواجہ صاحب اس پر پردہ ہی رہنے دیں۔

ہے کہ انھوں نے علم نہ ہونے کے باوجود ایسی بدظنی سے کام لیا۔ ہمارا یہ دستور نہیں کہ جو شخص جماعت کے اندر رہ کر تحقیقات کر رہا ہو، جب تک وہ اپنا پورا اطمینان کر کے بیعت نہ کر لے اس کو جماعت میں شامل سمجھا جائے، اس قسم کی باتیں قادیانی جماعت ہی کو سزاوار ہیں، جو تنظیمی بیعت کرنے والوں اور مصدقین کو بھی "لکھو کھا" کی فرضی فہرست میں شمار کر لیتے ہیں خواہ ان کے تقفیاید خلیفہ صاحب قادیان سے کتنے ہی مختلف ہوں۔ خاکسار عبدالعزیز قریشی ایڈیٹر روشنی سرینگر

ہماری محنت کوئی عیب نہیں، یہ یادگاریں بہت بلند ہیں جو پیچھے رہ جائیں گی اور دنیا کے لئے مفید ہوں گی تم میں سے ہر ایک نوجوان اس بات کو سمجھ لے کہ ہم نے اس علم کو جو ہمیں ملا ہے بڑھانا اور اس کو ترقی دینا ہے ہمارے پیچھے جو لوگ آئیں گے وہ اور ترقی دیں گے، دیکھو اس علم کو مرنے نہ دینا، اس علم کے لئے جوش اور ولولہ اپنے اندر پیدا کرو اس جوش اور ولولہ کو جو علم کے لئے ہو

ضروری اعلان

ہمارے ایک دوست جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب مالک "ہیکو کٹلری ورکس وزیرآباد" (پنجاب) نے اصلی ریتی سے راجس سائز کے چاقو بنانے کا کارخانہ جاری کیا ہے۔ چاقو نہایت عمدہ اور پائیدار ہیں۔ دستہ پیتل کا رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور اشیاء بھی تیار کرتے ہیں جو دوست اس قسم کا کاروبار کرنا چاہتے ہوں وہ ضرور اپنے اس بھائی کی محنت سے فائدہ اٹھائیں۔ چیز نہایت عمدہ اور قیمت نسبتاً کم ہوگی۔ تھوک مال لینے والوں کے ساتھ خاص رعایت کی جائے گی۔ خواہشمند اصحاب ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں:- مینیجر ہیکو کٹلری ورکس وزیرآباد (پنجاب)

احمد یار۔ ایم اے۔ مبلغ اسلام

احباب لاہور کی خدمت میں

ضروری اطلاع

سابق محصل محمد افضل صاحب مستعفی ہو چکے ہیں۔ ان کی جگہ محمد حسین صاحب کا تقرر ہوا ہے احباب ہر قسم کا چندہ ان کو باخذ رسید دے سکتے ہیں۔

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری

رجسٹرڈ-ایل نمبر ۸۳۸
رجسٹرڈ-ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا
ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر - دوست محمد — اسسٹنٹ ایڈیٹر - شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۵ — یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۹ رشعبان ۱۳۶۶ھ - م - ۹ رجولائی ۱۹۴۷ء — نمبر ۲۵

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر ست و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئیندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد و نکا ماننا ضروری ہے
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

دُرِّ ثمین

(۱) وعن سلمانؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حیی کریم یستحیی من عبدہٖ اذا رفع یدیہ الیہ ان یردھما صفراً ای خالیاً اخرجہ ابوداؤد والترمذی (تلخیص کتاب الدعا)

سلمان رضؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا - تمہارا پروردگار نہایت شرم والا اور بخشش والا ہے اُسے اس سے شرم آتی ہے کہ اس کا بندہ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اور وہ اسے خالی ہاتھ واپس کر دے۔

(۲) وعن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُدعو اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ واعلموا ان اللہ تعالیٰ لا یستجیب دعاءً من قلب غافل لاہٍ اخرجہ الترمذی (تلخیص ایضاً)

ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو ایسی حالت میں کہ تمہیں اس کی قبولیت کا یقین ہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل دل سے نکلی ہوئی دعا کو قبول نہیں کرتا۔

(۳) عن عائشہ رضؓ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستحب الجوامع من الدعاء ویدع ما سوا ذالک - ابوداؤد (تلخیص ایضاً)

عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے (جیسے ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار وغیرہ) اور ماسوا (یعنی جن میں الفاظ زیادہ اور مطلب کم ہو) کو چھوڑ دیتے تھے۔

(۴) وعن ابن مسعود رضؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ ان یدعو ثلثاً و یستغفر ثلثاً - ابوداؤد (تلخیص ایضاً)

ابن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم ہر دعا کو تین تین بار مانگنا اور تین بار استغفار کرنا بہت پسند فرماتے تھے - ابوداؤد (تلخیص ایضاً)

(غلام قادر عفی عنہ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وہی مذہب مظفر و منصور ہوگا جس کے پیرو متقی ہوں گے

بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ نفسانی جذبات کی قیود اور ناجائز خیالات سے الگ نہیں ہونا چاہتے - اور ان پر کوئی بات نیکی کی اثر نہیں کرتی - آخر اللہ تعالیٰ ان پر ابتلا بھیجکر ان پر رحم کرتا اور گندگی وغیرہ سے نکال لیتا ہے اور وہ آہستہ آہستہ گناہوں سے متنفر ہو جاتے ہیں -

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ سے عام طور پر مختلف مذاہب کا باہمی مقابلہ پیش آگیا - مگر اس میں وہی مذہب مظفر و منصور ہوگا جس کے پیرو متقی ہوں گے اور اپنی زبانوں کو سنبھال کر رکھیں گے خدا تعالیٰ کی مخلوق پر ظلم نہ کریں گے - بلکہ ان کے حقوق کی نگہداشت کریں گے سفر اور حضر میں بنی نوع انسان کی ہمدردی کریں گے ایسی قوم کی اللہ تعالیٰ حمایت کرتا ہے - اور جب اس میں تقوےٰ اور طہارت دیکھتا ہے تو وہ اس کا ولی اور مددگار ہو جاتا ہے - یہ بالکل سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کسی انسان کے ساتھ کوئی جسمانی رشتہ نہیں ہے - اللہ تعالیٰ منصف ہے اس لئے وہ انصاف کو دوست رکھتا ہے وہ عادل ہے - اس عدل کو پسند کرتا ہے - وہ ظاہری رشتوں کی پرواہ نہیں کرتا - جو شخص تقوےٰ کی رعایت کرتا ہے اسے وہ اپنے فضل سے بچا لیتا ہے اور اسی لئے اس نے فرمایا:-

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

پس اس مقابلہ مذاہب میں متقی ہی کامیاب ہوں گے ؛

ملفوظات احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۸۶

پاکستان فنڈ

احباب جماعت اپنی رقوم انجمن کی معرفت ارسال کریں

احباب کرام کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ قائد اعظم محمد علی جناح نے پاکستان فنڈ کے لئے اپیل کی ہے - اس فنڈ میں جو احباب حصہ لینا چاہیں (اور یہ ضروری ہے کہ سب احباب اپنی اپنی استطاعت کے مطابق ضرور اس میں حصہ لیں) وہ اپنی رقوم علیحدہ علیحدہ بھیجنے کے بجائے انجمن کی معرفت ارسال کریں - اگر سب دوست اپنے عطیہ جات حق صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام اس تصریح کے ساتھ بھیجدیں کہ یہ پاکستان فنڈ کے لئے ہیں تو یہاں سے تمام جمع شدہ رقم یکجائی طور پر قائد اعظم کی خدمت میں بھیجدی جائے گی - جو ہماری قومی عزت و وقار کا موجب ہوگا - والسلام

خاکسار - مسعود بیگ
جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مسئلہ اتحادِ ملت اور جماعت احمدیہ

ایک غیر از جماعت بزرگ کے خیالات

"پیغام صلح" کا پاکستان نمبر پڑھ کر ایک غیر از جماعت بزرگ خواجہ عباد اللہ اختر صاحب امرتسری ...... نے حسب ذیل مراسلہ برائے اشاعت ارسال کیا ہے اس کے بعض حصص پر آج کے مقالہ افتتاحیہ میں تبصرہ کیا گیا ہے جو امید ہے خواجہ صاحب اور جملہ قارئین کی تسلی کا موجب ہوگا۔ ایڈیٹر

برادران ملت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیغام صلح پاکستان نمبر مورخہ ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء ایک مخلص دوست احمدی نے مطالعہ کے لئے دیا حرف بحرف پڑھا جزاکم اللہ فی الدارین خیرا، اللہ تعالےٰ آپ کی سعی مشکور فرمائے اور دعا ہے کہ امیر جماعت کی عمر دراز کرے۔

بہ حقیقت تو ہر ایک مسلمان کلمہ گو پر واضح ہے کہ مسلمانوں کے زوال کا سبب کیا ہے؟ اور آپ نے بھی اسے واضح تر بیان کیا کہ ان کا عمل "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا" پر نہیں رہا اور فرقہ بندی کے ساتھ تفرقہ کی خلیج وسیع اور وسیع تر ہوتی گئی۔ مولانا عبدالرحمٰن مصری نے اپنے مقالہ میں اس موضوع پر کافی بحث کی ہے۔ لیکن رونا تو اس بات کا ہے کہ "تو بہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند" آپکا نصب العین تبلیغ و اشاعت اسلام ہے جو بہت مبارک ہے۔ کبھی آپ نے یہ بھی غور فرمایا کہ اس کارِ خیر میں عامۃ المسلمین آپ کا ہاتھ کیوں نہیں بٹاتے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ پس پردہ احمدیت کا پرچار بھی ہو رہا ہے اور پاکستان نمبر میں بھی اس کی جھلک نمایاں ہے، اگر کسی شخصیت من دون اللہ سے وابستگی اور اس کا اتباع لازم ہے تو پھر فرقہ بندی جس کا لازمی نتیجہ تفرقہ ہے جزو دین بن جائیگا، اس کی سند قرآن مجید میں نہیں، یہ تو صرف نام ہی نام ہیں جو آپ نے اور آپ کے بڑوں نے رکھ لئے ہیں اور انہی کی پوجا ہو رہی ہے

کل حزب بما لدیھم فرحون

آپ کس منہ سے مسلمانوں کو کلمہ توحید پر دعوت دیتے ہیں جبکہ "این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند" مجھے معلوم ہے کہ احمدیت کے جواز میں آپ کے پاس بہت دلائل ہیں لیکن

عقل ہر چند جز فضائل نیست

جہل ہم خالی از دلائل نیست

یہی دلائل ہر ایک فرقہ پرداز پیش کرتا ہے لیکن قرآن حکیم کا فتویٰ ناطق ہے کہ اسلام عالمگیر دین الفطرت ہے لہ اسلم من فی السموات والارض اسی اللہ کا فرمانبردار ہے جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے۔ یہ کسی شخصیت من دون اللہ سے وابستہ نہیں خواہ وہ نبی اور رسول ہی کیوں نہ ہو۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم ومن ینقلب علیٰ عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین" (۳/۱۴۴) اور محمد اس کے سوا نہیں کہ ایک رسول ہے اس سے پیشتر کئی رسول گزر چکے (اور سب فوت ہو چکے) تو کیا اگر یہ (طبعی) موت مر جائے (جو یقینی امر ہے) یا مارا جائے (جس کا امکان ہے) تو تم اُلٹے پاؤں (اسلام سے) پھر جاؤ گے اور جو بھی اُلٹے پاؤں پھرے تو وہ (دین) اللہ کو تو کچھ نقصان پہنچا نہیں سکتا البتہ جو شکر گذار بندے ہیں اللہ جلدی ان کو جزائے خیر دے گا۔

اسلام تو آنحضرتؐ کی شخصیت سے بھی وابستہ نہیں اگر اس کی تحریک آنحضرت صلعم کے نام مبارک سے وابستہ ہوتی تو قرآن میں "تحریک محمدیہ" کے متعلق بھی کوئی آیت ہوتی اسلام دین اللہ ہے جس کا اظہار "کلہ" آنحضرتؐ کے قلب سلیم پر بذریعہ وحی ہوا آنحضرتؐ سے پیشتر تمام انبیاء و رسل پر ان کی قومی ضروریات کے مناسب واضح ہوا وہ قومی رسول اور نبی تھے اور آنحضرتؐ کا خطاب تمام عالم انسانی سے ہے اسلام وہ قوانین فطرت ہیں جن سے تمام نظام عالم قائم ہے، یہ دین اللہ ہے یہ کسی شخصیت من دون اللہ کی اختراع نہیں کہ اس کے نام سے اسے وابستہ کیا جاتے سیارگان اپنے مبداء آفرینش سے اسی قانون پر گردش کر رہے تھے جس پر اب بھی کر رہے ہیں، "کپلر" نے اگر یہ قانون دریافت کر لیا تو دریافت کا فخر تو وہ کر سکتا ہے لیکن اس کی پیدائش اور موت اور زندگی سے قوانین فطرت بے نیاز ہیں کوئی ماننے نہ مانے سنت اللہ کا نہ کوئی بدل سکتا ہے اور نہ بگاڑ سکتا ہے البتہ جو تسلیم کرتے ہوئے اس کے مطابق عمل کرتے ہیں فائدہ میں رہتے ہیں ان کے لئے کائنات مسخر کی گئی ہے۔ یہی کیفیت دین اسلام کی ہے۔ جب آنحضرت صلعم کی شخصیت اور اسم مبارک سے اسلام وابستہ نہیں، تو اور کس کا منہ ہے کہ یہ دعویٰ کرے کہ اس کی تحریک میرے نام سے وابستہ رہے۔ یہ ایک مذموم تمنا ہے اور ایک فانی شخصیت کے لئے وہی امتیازی خصوصیت پیدا کرنا ہے جو پولوس نے مسیح کو دی،

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جب امت مسلمہ "خیر امۃ" بہترین امت ہے تو جو آئمہ دین ہوں گے ان کا درجہ انبیاء سابقین سے اعلیٰ ہی ہونا چاہیئے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ درجات اعمال میں ہیں، انجیل و قرآن میں حضرت مسیح کو شہید کا خطاب عطا ہوا ہے اور صدیق حضرت ابراہیم اور حضرت ادریس ہیں لیکن اصحاب رسول کریم عام صدیق و شہید ہیں، اس حیثیت سے انکا درجہ عام انبیاء بنی اسرائیل سے اعلیٰ و ارفع ہے، جو صرف صالحین ہیں،

والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم (۵۷/۱۹) اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی لوگ صدیق اور شہید اپنے پروردگار کے نزدیک ہیں ان کے لئے ہے ان کے اعمال کا اجر اور نور اس کا۔

حضرت مریم صدیقہ ہیں (۵/۷۵) والدہ کا درجہ مولود سے بلند تر ہے اگرچہ وہ نبیہ نہ تھی، اسی طرح امت مسلمہ میں سے ائمہ دین کا درجہ بھی اعلیٰ و ارفع انبیاء بنی اسرائیل سے ہے گو وہ نبی نہ تھے اور منصب نبوت تو تمام جاہلیت کے لئے خاص تھا افسوس کہ مرزا صاحب نے اپنا اصلی مقام یا تو نہ پہچانا یا اتنا کم بتایا کہ میرے نزدیک خاتم النبیین کے متبعین کی توہین کی، تقلیداً آپ بھی ان کو "مثیل مسیح" کہہ رہے ہیں، امت مسلمہ کے لئے یہ کونسی فخر کی بات ہے کہ تیرہ صدیوں کے بعد ان میں ایک نبی ہوا اور وہ بھی ایک اسرائیلی نبی کا مثیل ہو، اگر فرق بہت بڑا انعام ہے تو یہ امت مسلمہ پر تمام ارزانی ہو چکا ہے اس میں کسی شخصیت کی خصوصیت نہیں کسی شخصیت میں اسکو محدود کرنا انتہائی توہین آنحضرت صلعم کے مقام محمود کی ہے کسی وقت ایک الہامی شعر ممدوح کی زبان سے نکل گیا۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

لیکن افسوس ہے آج تک جماعت احمدیہ نے اس کی طرف توجہ نہ کی،

مسیح کی آمد ثانی مسیح نے اپنی آمد ثانی کی پیشگوئی کی اور یہ انجیل سے ثابت شدہ ہے کہ آنجناب دوبارہ آسکے اور اس وقت آئے جب واقعہ صلیب کے بعد حواریوں پر ظاہر ہوئے اور ان میں رہے ان کو مردہ سمجھ کر قبر میں رکھا گیا" اور وہ قبر سے ان جی اُٹھے۔ کیا یہ آمد ثانی نہیں۔ اب کیا آمد ثالث کا انتظار ہے۔ صحیح بخاری میں صرف ایک ہی الحاقی بے معنی حدیث ہے اور مہدی کا تو اس میں مذکور نہیں، بنی عباس کی سیاسی چال تھی کہ ایسی حدیثیں وضع ہوئیں۔ اور ان میں عیسیٰ بھی ہوا اور مہدی بھی، مسیح کی آمد ثانی کو تسلیم کرنا "از تجربہ مزاج اعیان وعدہ است" نہ صرف یہی بلکہ دجالی مسیحیت پر ایمان لانا ہے خواہ وہ کسی رنگ میں ہو، حواری یوحنا، پولوس کو اپنے مکتوبات میں دجال کہتا ہے اور وہی مسیحیت کا بانی ہے۔

قرآن عظیم جامع و مانع کتاب فقہ اسلامیہ کی اصول دین ہے۔ اس کے تحت خارجی حالات کے مناسب جو بھی احکام مجتہدین شوریٰ میں وضع کریں گے وہ محض ہنگامی ہوں گے لیکن ان پر عمل واجب ہے، اصول فطری ہوتے ہیں اور ہرگز نہیں بدلتے، لیکن احکام ماسوائے احکام عشرہ من المثانی* جو اصولی ہیں حالات کے تحت بہ تغیر محدود ہوتے ہیں اور ہمیشہ بدلے ہیں ضرور بدلتے جائیں گے اللہ تعالےٰ کسی قوم کے معاملات کو نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی ذہنی حالت کو (خارجی حالات کے موافق) نہ بدلے، تمام احادیث نبویہ اور اقوال خلفاء و آئمہ دین وقتی اجتہاد ہی تھے اور نقش ثانی کہ [illegible] بوحنیفہ در زمان ما بودے فقہ دیگرے [illegible] اب آپ کی جماعت کا کام یہ ہونا چاہیئے جو مجتہدین کا رہا ہے۔

آپ شوق سے میرزا [illegible] روح پر فتوح پر درود و سلام [illegible] بھی ہمنوا ہوں لیکن فرقہ بندی کو توڑ دیں آخر میں میں پھر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ نے تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام سنبھالا ہوا ہے جو ہر ایک مسلمان کا فرض اولین ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو کامیاب کرے۔ آپ ہرگز ہرگز مطمئن نہ ہوں جب تک ہمارے زمانہ کے مصلح اعظم کا مرکزی مقام تبلیغ اور اس کا روضہ ہندوستان میں ہے اسے پاکستان میں شامل ہونا چاہیئے ضلع گورداسپور بہرحال پاکستان میں رہے کونسی بات بحیثیت مجدد اور محدث نبی کہی یا کی لیکن یاد پڑتا ہے کہ ایک نظم پڑھی تھی جس کا ایک مصرع حافظہ میں ہے

"دشمن خدا کا ہے جو کہ کرتا ہے اب جہاد"

یہ یاد نہیں مصرع کے یہی الفاظ تھے یا کچھ اور قرآن حکیم کی محکم آیات در بارہ جہاد بالنفس اور بالاموال سے آپ مجھ سے بہتر واقف ہیں اور احادیث بھی اس کی تائید میں ہیں کہ

---

* المثانی توراۃ کے پانچویں حصہ کا نام ہے جسے یونانی میں "ڈیوٹرونومی" کہتے ہیں یہ دس احکام تھے ان میں سے سات انجیل (متی ۱۹/۱۸) اور قرآن میں لے لئے گئے ہیں۔ سورہ بنی اسرائیل

اخبار و افکار

ایک پادری کی افسوسناک حرکت

ہمارے ایک مبلغ سید کرامت علی شاہ صاحب آج کل نارووال ضلع سیالکوٹ میں اچھوتوں میں تبلیغ اور پناہ گزینوں کی امداد کا کام کر رہے ہیں۔ وہ اپنے ایک تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ "۲۸ر اکتوبر کو ایک یورپین پادری صاحب جن کا ہیڈ کوارٹر نارووال سے موضع ڈھولا تر گئے ہیں گئے اور وہاں کے عیسائیوں کو مذہبی وعظ کرنے کے بجائے مسلم لیگ کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا اور لوگوں سے کہا کہ مسلم لیگ کی طاقت کمزور ہے اور اس کے افسر بد دیانت ہیں کوئی انتظام نہیں ہے۔ عنقریب یہ حکومت بدل جائے گی اور انگریزوں کی حکومت آجائے گی۔ میں نے پادری صاحب سے اس بارہ میں گفتگو کی اور بمشکل ان کے اثر کو لوگوں کے دلوں سے دور کیا"۔ پادری صاحب کی اس افسوسناک حرکت کی طرف کرسچین مشن کے ذمہ دار افسران اور حکام ضلع سیالکوٹ کو بالخصوص توجہ کرنی چاہیئے۔ ایسے لوگ جو اپنے مذہبی تقدس کے لباس میں حکومت کے خلاف لوگوں میں زہر پھیلا کر ففتھ کالم کا کام کرتے ہیں جس سے ان کو روکنا از حد ضروری ہے۔

"اسلام اور انگریز"

اس عنوان سے معاصر "نوجوان" پٹنہ نے مصری رسالہ "الہلال" سے کسی صاحب محمد امین منونہ کے ایک مضمون کا خلاصہ درج کیا ہے جس میں یہ بتاتے ہوئے کہ جزائر برطانیہ میں اس وقت تیس ہزار مسلمان آباد ہیں جن میں پانچ ہزار انگریزی نسل سے تعلق رکھتے ہیں، مسجد ووکنگ اور ووکنگ مسلم مشن کے متعلق یہ غلط بیانی کی ہے کہ:۔

"آجکل اس مسجد کی امامت پر احمدیہ فرقہ کے لوگوں نے قبضہ کر لیا ہے لیکن لندن میں جو مسلمان مقیم تھے احمدیوں سے چونکہ قبلہ کا اختلاف تھا اسلئے ایک الگ جماعت انہوں نے بنالی جس کا نام جمعیت اسلامی ہے"

مضمون نگار کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ مسجد ووکنگ اور ووکنگ مسلم مشن کا انتظام و [illegible] شدہ احمدیوں کے ہاتھ میں ہونے سے [illegible] رہی [illegible] کو اس سے [illegible] ووکنگ مسلم مشن [illegible] اپنی دینی اور تبلیغی کارروائیوں کا واحد مرکز سمجھتے رہتے ہیں، جمعیت اسلامی جس کا ذکر مضمون نگار نے کیا ہے کوئی تبلیغی ادارہ نہیں بلکہ لندن کے چند مسلمانوں نے مل کر اس نام سے ایک سوسائٹی بنا رکھی ہے جو صرف چند سال کی پیداوار ہے، اس کو ووکنگ جیسے تبلیغی ادارہ کے مقابلہ میں لانا کسی طرح صحیح نہیں۔

بغض و تعصب کی انتہا

حیرتناک امر یہ ہے کہ مضمون نگار نے انگریز نومسلمین کا ذکر کرتے ہوئے لارڈ ہیڈلے فاروق، مسٹر شیلڈرک، (جن کو غلطی سے سکاٹلینڈ کا امیر اور سر کے لقب سے ملقب قرار دیا گیا ہے) لسٹرادینی، مسز افلین کوبولڈ زینب اور کئی دیگر نومسلمین کا نام یا مسٹر عبداللہ کوئلم کی تبلیغی کوششوں کا ذکر کیا لیکن اسلام کے اس واحد علمبردار (خواجہ کمال الدین مرحوم) کا نام تک لینا پسند نہ کیا جس کی محنت و کوشش اور روحانی طاقت سے یہ سب اور کئی دیگر انگریز مرد اور عورتیں اسلام میں داخل ہوئے جس کے بلند پایہ مضامین اور لیکچروں سے اسلام کے متعلق اہل انگلستان کا نقطۂ نگاہ بدل گیا، اور سب سے بڑھکر یہ کہ اس کی قربانیوں اور جدوجہد سے انگلستان میں تبلیغ اسلام کی ایک مستقل بنیاد پڑ گئی۔ جماعت احمدیہ کو لاکھ برا کہو، لیکن اس حقیقت کو تاریخ عالم سے تم مٹا نہیں سکتے کہ اس بیسویں صدی میں اس جماعت اور اس کے افراد نے اپنے امام اور مجدد وقت کے زیر اثر تبلیغ و ہدایت کا جو شاندار کام سر انجام دیا ہے اور دے رہے ہیں، اس کی نظیر تمام اسلامی دنیا میں موجود نہیں بلکہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں، کاش بغض و تعصب ان کھلے اور روشن حقائق سے لوگوں کی آنکھیں بند نہ کر دیتا اور مسلمان اس جماعت کے ساتھ ہو کر اس صحیح راہ عمل پر گامزن ہوتے جو کامیابی کی حقیقی راہ ہے، تو وہ ان مصائب سے بہت حد تک نکل جاتے جو آج انہیں پیش آرہے ہیں

سومنات کا مندر

محمود غزنوی کا وہ عظیم الشان کارنامہ جس نے آج سے نو سو برس پہلے ہندو قوم کو بتوں کی جھوٹی تاریک پرستش کی پوجا سے [illegible] کا اقدام کیا، آج اس علم و روشنی کے زمانہ میں ہندو قوم کے لئے تشکر و امتنان کا موجب ہونے کے بجائے بغض و تعصب کا موجب ہو رہا ہے وہ قوم جو کل تک انگریز کے اصول "تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو" سے نالاں تھی آج وہ انگریزوں ہی کی اس سیاسی چال کا شکار ہو گئے جو سومنات مندر کے دروازوں کے نام سے کوئی فرسودہ پھاٹک ہندوستان لائے تھے اس نے چلی اور لارڈ ایلن برا کے اس کھلے اعتراف کے باوجود کہ

"میرے پاس اس بنا کی ہر وجہ موجود ہے کہ سومنات مندر کے یہ پھاٹک ہندوستان واپس لانے سے تمام ہندو قوم سے خوش اور مطمئن ہو گئے ہیں اور میرے خیال میں مسلمان اس کی وجہ سے ناراض ہیں لیکن میں اس حقیقت سے اپنی آنکھیں بند نہیں کر سکتا کہ یہ قوم (مسلمان) بنیادی طور پر ہماری دشمن ہے بنا بریں ہمارے لئے بہترین پالیسی یہ ہوگی کہ ہندوؤں کو خوش رکھیں"

دوبارہ سومنات مندر کی تعمیر کے لئے تیار ہو گئے، انگریز اور ہندو کی یہ ملی بھگت جو خدائے واحد کے پرستاروں کا نام ہندوستان سے مٹانے کے لئے اختیار کی گئی ہے اگرچہ اپنی خوفناکی میں بہت بڑھی ہوئی ہے تاہم مسلمان اگر اپنے تمام عناصر کے ساتھ متحد ہو کر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کھڑے ہو جائیں تو یقین ہے کہ انگریز کی یہ سیاسی چال ناکام ہو کر رہ جائے اور سومنات کے نام لیوا ہندو انگریز کا ساتھ چھوڑ کر مسلمانوں سے آملیں اور توحید کے پرستار بن جائیں آخر ہمارے ہی آباؤ اجداد تھے جن کے روحانی تصرف نے ہزاروں دلوں سے سومنات کے تقدس کو مٹا کر توحید الٰہی کو بسایا محمود کی بت شکنی ایک عمارت کو توڑنے لیکن دل کے بتوں کو پختہ کرنے کا موجب ہوئی مگر ان روحانی انسانوں کے دلوں سے نکالے ہوئے بت ہمیشہ کے لئے فنا ہو گئے۔ کاش مسلمان اس سے عبرت حاصل کریں۔

ضروری اطلاع

میں عبدالحق ولد محمد الدین ٹھیکیدار علامت گڑھ اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ نہایت ہی خیرات کی حالت میں سیالکوٹ پہنچ گیا ہوں اور جماعت کے دوستوں اور بزرگوں سے عرض کرتا ہوں کہ وہ میرے والد اور چھوٹے بھائی کی خیریت کے لئے دعا کریں جو ابھی کشمیر میں ہی ہیں اور ہمارے لئے بھی دعا کریں۔ دیگر والد صاحب پڑھیں تو اس پتہ پر اطلاع دیں:۔ راجہ عبدالحق گورنمنٹ کنٹریکٹر معرفت عبدالحمید بانس فروش راجہ بازار سیالکوٹ شہر

شذرات

مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ آج خود انہی میں سے ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو ہندو کے ساتھ مل کر، اس کی ہاں میں ہاں ملا کر، اس کی مسلم کش روش کو جائز اور مستحسن قرار دیکر اپنی عافیت اور اپنے بھائیوں کی بربادی کا سامان کرتے ہیں، دیکھتے ہیں کہ جب آفت آتی ہے اور ہندو اور مسلمان کا سوال پیدا ہوتا ہے تو کہ را منزلت ما نہ مدرا" نیشنلسٹ بچتا ہے اور نہ ہندو نواز، لاکھ انڈین ڈومنین کی وفاداری کا دم بھرو، پاکستان کو گالیاں دو، ذبیحہ گائے کی ممانعت کو قرآن و حدیث کی طرف منسوب کرو، ہندی اور ناگری کی عظمت اردو پر جتا کر اپنے ہندو آقاؤں کو خوش کرنے کی کوشش کرو، جب تک آپ مسلمان کہلاتے ہیں، ہندو کی نظر میں آپ کھٹکتے رہیں گے اور موقعہ ملنے پر وہ یقیناً آپ کو ڈبونے اور تباہ کرنے کی کوشش کریگا جس کی مثالیں اس وقت بھی سامنے آچکی ہیں

ان سب باتوں کو دیکھتے اور سمجھتے کے باوجود بعض لوگ ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے قرآن و حدیث کا جامہ پہن کر کھڑے ہو جاتے اور ایسی باتیں کرنے لگتے ہیں، جن کا کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں، اسی قسم کے ایک مسلمان پٹنہ کے سید محمود شیر ہیں جن کا ارشاد ہے کہ

"قرآن شریف نے کھلے الفاظ میں کارآمد گائے کی قربانی ممنوع کر دی ہے"

معلوم نہیں کس قرآن میں انھوں نے ایسا پڑھا۔ کارآمد گائے کی قربانی تو قرآن نے کھلے لفظوں میں حکم دیا ہے مسلمۃ لاشیۃ فیہا صحیح سالم گائے جس میں کوئی عیب نہ ہو اس کی قربانی کا ایک قوم کا حکم دیا اور قرآن میں اس کا ذکر کر کے مسلمانوں کو بھی ضرورت پیش آنے پر اس معبود باطل کو قربان کرنے کی رغبت دلائی۔

مسٹر محمود شیر اگر یوں کہتے کہ قرآن نے گائے کی قربانی کو فرض قرار نہیں دیا اور اگر اس جواز کو ترک کرنے سے ہندو قوم اسلام کے قریب آسکتی اور مسلمان اس کے دست تظلم سے بچ سکتے ہیں تو شاید ان کا یہ ارشاد ایک حد تک درست سمجھا جاتا، ہندو قوم میں تبلیغ کے لئے ممکن ہے مسلمانوں کو یہ رستہ بھی اختیار کرنا پڑے، جیسا کہ ہمارے بعض بزرگوں کو مزامیر اور سماع کا طریق اختیار کرنا پڑا۔ لیکن قرآن شریف کی رو سے کارآمد گائے کی قربانی ممنوع قرار دینا کسی قرآن دان اور صحیح العقل انسان [illegible]

اقتباسات

اختلافات کے حدود

دیوبند کے ایک فاضل بزرگ کا مکتوب گرامی:-
"صدق"- ۹ رجمادی الثانیہ ۱۳۶۶ھ جاوی زبان میں ترجمہ قرآن کی خبر مع اظہار مسرت اور شائع کنندگان کو مبارکباد کے نظر سے گذری جس میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ
" اس خوشی میں کمی اس سے ہرگز نہ آنا چاہیئے کہ اس خدمت کے انجام دینے والے فرقہ احمدیہ کے لوگ ہیں"
یہ ارشاد گرامی اس وقت تو بالکل صحیح ہے جبکہ حضرت مدیر نے اس ترجمہ کا مطالعہ کرکے یا کسی معتمد عالم کے مطالعہ پر اطمینان کرکے یہ تحقیق کرلی ہو کہ یہ ترجمہ تفاسیر سلف کے مطابق صحیح ہے ورنہ جماعت احمدیہ لاہور کے امیر کا ترجمہ اور تفسیر بیان القرآن جو تحریفات سے مملو ہے اور قادیانی انیات کا مبلغ ہوکر عرصہ سے شائع ہو رہا ہے اس کے معلوم ہونے کے بعد یہ خطرہ ضرور ہے کہ کہیں یہ ترجمہ بھی اسی کی نقل نہ ہو۔ اس خطرے کے ہوتے ہوئے خوشی میں کمی نہ آنے کے کوئی معنے نہیں بلکہ اس ابہام و احتمال کی حالت میں تو بجائے اس کی تحسین پر اقدام کرتے کے لوگوں کو اس خطرہ پر متنبہ کرنا زیادہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ رواداری اچھی چیز ہے اسی حد تک کہ اس سے کسی دینی ضرر کا اندیشہ نہ ہو۔

صدق کا وہ پہلا شذرہ اس پورے احساس کے ساتھ لکھا گیا تھا کہ ہمارے علماء کی اکثریت کو خصوصاً بزرگان دیوبند کو گراں گذرے گا اس لئے اس مکتوب کا ورود ذرا غیر متوقع نہیں۔ اور جماعت لاہوری کی تفسیر یقیناً مستند نہیں، اور بہت سی غلطیوں پر شامل ہے (جن میں احمدیت باقادیانیت سے کہیں زیادہ اثر سید احمد خاں مرحوم کی "نیچریت" کا نمایاں ہے) لیکن باوجود ان سب عیبوں کے وہ اہل کفر کو اسلام کی دعوت دے رہی ہے اور شرک و انکار رسالت سے اقرار توحید و رسالت ہی کی جانب لا رہی ہے۔

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

راسخ العقیدہ اہل سنت کو اس کے مطالعہ سے بے شک روکا جائیگا، کہ ذہن کو خواہ مخواہ تشویش میں ڈالنا لاحاصل بلکہ مضر ہے لیکن انسانیت کا جو حصہ سرتاسر تاریکی میں پڑا ہوا ہے اس کے حق میں یہ دھندلی اور ٹمٹماتی ہوئی روشنی بھی بالمقابلہ نعمت ایک نعمت ہے، اور نفس ترجمہ میں تو ایسی زائد غلطیاں ہیں بھی نہیں —— کاش ہمارے محترم بزرگوں کو اس کا علم ہوتا کہ انہیں گمراہوں نے جہاں تفصیلات میں بہت سے فسادات برپا کئے ہیں، وہیں ایمانیات کے درجہ اجمال میں کتنوں کو سنبھالا بھی ہے، کتنے ڈوبے ہوؤں کی دستگیری بھی کی ہے! ٹھیک اسی طرح آج سے صدیوں قبل زمخشری اور نظام اور جبائی، وغیرہم نے اصلاح و افساد دونو کے کام ساتھ ساتھ انجام دیئے اور ہمارے محققین نے یہی کیا کہ ان کے یہاں جو کچھ حق تھا اسے بلا کسی عصبیت تحزب کے قبول کرلیا، اور جو حصہ غیر صائب تھا، اسے بلا تامل رد کرتے گئے۔ بہرحال یہاں کہنا یہ مقصود تھا کہ انشاءاللہ بہت سے جاوی زبان جاننے والوں تک اسلام کی بنیادی تعلیم (توحید، رسالت، معاد وغیرہ) تو بلا تحریف پہنچ جائے ہی گی۔ صرف بعض احکام فروعی عقاید مسخ ہوکر پہنچیں گے۔ (صدق)

الاسلام والنظام العالمی الجدید

(مرا) از مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور- مترجم احمد جودة السحار- ضخامت ۱۲۴ صفحے- تقطیع ۲۰×۲۶- قیمت ۱۵ قرش پتہ:- سید تصدق حسین صاحب قادری جمعیۃ الاحمدیہ الاسلامیہ- شارع الرشید بغداد (عراق)

اسلام اور نظام نو امیر جماعت احمدیہ لاہور کی ایک مشہور و مقبول اردو تصنیف جس میں اسلام کو اپنی بصیرت اور مذاق کے مطابق دنیا کے سامنے خصوصاً اس کی نئی نسل کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ ہندوستان کی بعض زبانوں اور انگریزی میں اس کے ایڈیشن تو اس سے قبل شائع ہو چکے ہیں۔ اب انجمن احمدیہ بغداد کی سرگرمی نے اس کا عربی ایڈیشن بھی شائع کردیا ہے۔ بعض خصوصی مسائل پر یہ گروہ عامہ مسلمین سے جتنا بھی الگ ہو نفس اسلام کی حمایت و نصرت و اشاعت میں اس مختصر سے گروہ کی سرگرم مخلصانہ تبلیغی کوشش ہم سب کے لئے قابل رشک ہیں۔
(صدق)

اصل تصنیف اردو میں نہیں بلکہ انگریزی میں ہے اردو ترجمہ ابھی شائع نہیں ہوا- (پیغام صلح)

وصایا و عطیات تبلیغ بلاد غیر

آمد ماہ مارچ ۱۹۴۷ء

نام	روپے	آنے	پائی	مد
(۱) جناب حافظ محمد بخش صاحب اوکاڑہ	۱۰	۰	۰	قسط وصیت
(۲) حضرت مولانا عزیز بخش صاحب لاہور	۲۵	۰	۰	״ ״
(۳) جناب ملک امیر بخش صاحب راولپنڈی	۱۵	۰	۰	״ ״
(۴) جناب چوہدری محمد سعید صاحب کھٹہ مبلغ اسلام سیالکوٹ	۴	۱۲	۰	״ ״
(۵) جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام لائلپور	۸	۵	۰	״ ״
(۶) جناب ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالہ	۵	۰	۰	״ ״
(۷) حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مسلم ٹاؤن لاہور	۵۷	۱	۳	عطیہ
(۸) جناب شیخ نثار احمد صاحب وزیر آباد	۲۰	۰	۰	قسط وصیت
میزان	۱۴۴	۱۳	۳	
وصیت	۸۷	۱۲	۰	
عطیہ	۵۷	۱	۳	

آمد ماہ اپریل ۱۹۴۷ء

نام	روپے	آنے	پائی	مد
(۱) جناب حافظ محمد بخش صاحب- اوکاڑہ	۱۰	۰	۰	قسط وصیت
(۲) جناب سید الطاف حسین شاہ صاحب خانپور آمد زمین	۴۹۰	۰	۰	״ ״
(۳) جناب بابو محمد رمضان صاحب کلرک حافظ آباد	۳	۰	۰	״ ״
(۴) حضرت مولانا عزیز بخش صاحب لاہور	۲۵	۰	۰	״ ״
(۵) خان بہادر جناب غلام ربانی خاں صاحب وکیل مانسہرہ	۵۰۰	۰	۰	״ ״
(۶) جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام لائل پور	۸	۰	۰	״ ״
(۷) جناب چوہدری محمد سعید صاحب کھٹہ مبلغ اسلام، سیالکوٹ	۴	۱۲	۰	״ ״
(۸) جناب چوہدری محمد حسین صاحب ایڈووکیٹ گجرات	۵۰	۰	۰	عطیہ
(۹) خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب ڈرگ	۲۰۰	۰	۰	قسط وصیت
(۱۰) جناب قاضی فضل قادر صاحب لائلپور	۵۰۰	۰	۰	״ ״
(۱۱) جناب مرزا غلام مرتضیٰ بیگ صاحب ناندگاؤں	۲	۰	۰	عطیہ
(۱۲) عطیہ از انجمن	۲۹۳	۳	۶	״ ״
کل میزان	۲۰۸۶	۴	۶	
وصیت	۱۷۴۱	۱	۰	
عطیہ	۳۴۵	۳	۶	

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

تطہیر الاولیاء مع ملفوظات اولیاء

(مصنفہ میر مدثر شاہ صاحب گیلانی) پشاوری- مکرم جناب میر مدثر شاہ صاحب کی دو کتابیں تطہیر الاولیاء اور ملفوظات اولیائے امت مدت ہوئی الگ الگ شائع ہوئی تھیں جنہیں ختم ہوتے عرصہ ہو چکا ہے احباب کے تقاضا اور اصرار پر میر صاحب مکرم نے ان کتب پر نظر ثانی فرماکر اور ان میں اولیائے امت کے ملفوظات اور کتب تاریخ سے بہت سی نئی معلومات فراہم کرکے دونو کو ایک ہی کتاب کی شکل میں از سر نو مدون و مرتب کیا ہے، اس کتاب کی تدوین و تصنیف میں میر صاحب نے بہت ہی محنت اور عرقریزی کی ہے پیرانہ سالی اور کمزوری نظر کی وجہ سے کتابوں کے مطالعہ اور ضروری حوالجات و اقتباسات نقل کرنے میں آپ کو بہت محنت کرنی پڑی، میر صاحب کی یہ محنت قابل شکریہ ہے، انھوں نے اولیائے امت کے ملفوظات سے یہ ثابت کردیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کلام اور الہام میں جو باتیں قابل اعتراض سمجھی جاتی ہیں ان سے بہت بڑھکر اولیائے امت کے ملفوظات میں پائی جاتی ہیں اور ان متقدمین کو جنھیں آج امت کے امام کہا جاتا ہے اور ولایت کے درجہ پر فائز یقین کیا جاتا ہے ان کے زمانہ کے لوگوں نے طرح طرح کے فتوے لگائے اور کافر و گمراہ قرار دینے سے کبھی گریز نہ کیا، یہ کتاب نہ صرف احباب جماعت کے پڑھنے کے لائق ہے بلکہ غیر از جماعت لوگوں کو بھی کثرت سے مطالعہ کرانی چاہیئے- کتابت و طباعت نہایت اعلیٰ حجم ۲۰۰ صفحات- قیمت صرف ایک روپیہ محصولڈاک ۴ر اس کے علاوہ- ملنے کا پتہ:- مینیجر دارالکتب اسلامیہ- احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

مسلمانوں کی ذلت ترک جہاد سے وابستہ ہے، اس لئے میرزا صاحب کا ارشاد کم از کم اعتقاداً کوئی مسلمان قبول نہ کریگا اگر آپ کی جماعت قبول کرتی ہے تو میرزا صاحب کے ارشادات قرآنی آیات بھی منسوخ کر سکتے ہیں پھر ان کی رسالت و نبوت سے انکار کی کوئی وجہ موجود نہیں لیکن اس مصرع میں لفظ "اب" یعنی موجودہ حالات میں جہاد بالنفس خاص شرائط کی عدم موجودگی میں جائز نہیں اس لئے یہ اور اسی قسم کے اجتہادات وقتی تھے قرآن عظیم تو دائمی کتاب اصول ہے، اصول فطری ہوتے ہیں اور ہرگز نہیں بدلتے احادیث اور اقوال و احکام خلفاء و آئمہ دین بھی ہنگامی اور وقتی تھے مثلاً ارشاد الٰہی ہے:۔

"واعدوا لهم ما استطعتم من قوة (پ ۱۰) اور دشمنوں کو مرعوب کرنے کے لئے ہر ایک ممکن قوت بہم پہنچاؤ،

یہ دائمی اصول ہے۔ آنحضرتؐ نے اجتہاد فرمایا کہ "قوت" تیروں میں ہے اور تاکیداً تین بار یا زیادہ دفعہ فرمایا کہ قوۃ تیروں میں ہے، یہ صحیح اجتہاد وقتی تھا اسی طرح اگر کسی مجدد یا مجتہد نے کچھ ارشاد فرمایا تو اپنے زمانہ کے خارجی حالات کے اقتضاء کو مدنظر رکھ کر کیا اور ایسا اجتہاد وقتی ہی ہوگا۔

اب آپ غور فرمائیں کہ ضلع گورداسپور جو مسیح موعود و مہدی معہود کی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے اور وہ مقام جو آنجناب کی جائے پیدائش ہے اور جہاں ان کا روضۂ مبارکہ ہے ہندوستان میں شامل ہو چکا ہے میں تو اسے باوجود غیر احمدی ہونے کے برداشت نہیں کر سکتا۔ آپ کا اختلاف جماعت قادیان سے برحق ہے لیکن جہاں تک میرزا صاحب کی ذات کا تعلق ہے وہ تو ہم سب کے لئے لائق صد احترام ہے۔ وہ شخصیت جس نے اپنی عمر گرامایہ کا بہترین حصہ آریہ، ہندوؤں اور سکھوں کے خود ساختہ مذاہب اور ان کی یاوہ گوئی کے خلاف صرف کیا، کیا وہ مقام جہاں وہ آسودہ خواب ہیں دشمنان دین متین کے ہاتھوں میں جاتے ہوئے دیکھنا کسی مسلمان کی غیرت ایمانی و قومی گوارا کر سکتی ہے۔ اگر آج میرزا صاحب زندہ ہوتے تو فرماتے کہ

"وہ دوست ہے خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد"

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب میں نے ریڈیو پر بونڈری کمیشن کا اعلان سنا تو جو کچھ میری حالت ہوئی وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے اور میں قیاس کر سکتا ہوں کہ

غریباں را دل از بہر تو خون است
دل خویشاں ہمی دانم کہ چون است

اس لئے میں نے اللہ تعالےٰ کے کلام اقدس کی طرف رجوع کیا کہ اطمینان قلب ذکر الٰہی سے ہی حاصل ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ:۔

بل زين للذين كفروا مكرهم وصدوا عن السبيل ومن يضلل الله فما له من هاد لهم عذاب في الحيوة الدنيا ولعذاب الاخرة اشق (۱۳/۴)

امیر جماعت بیرون قادیان یہ دونوں قرآن مجید کے مفسر ہیں فرمائیں اس آیہ مبارکہ میں کیا ارشاد الٰہی ہے؟

میرزا محمود احمد صاحب نے اس حد تک غلو فی الدین کیا کہ بے تکلف کہہ دیا کہ "عام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ہمیں کافر کہیں اور ہم انہیں کافر کہیں" ہم تو کافر گری کی خدمت اس حسن و خوبی سے سرانجام نہیں دے سکتے جس طرح انھوں نے دی اسی لئے اب وہ کافرستان میں رہنے کے لئے مجبور کئے گئے ہیں۔ لیکن میرا خون کھولتا ہے اور باوجود اس امر کے کہ مجھے خلیفۃ المسیح کے عقاید سے اختلاف ہے میں دارالامان قادیان کو واپس لینے کے لئے ہر ایک ممکن خدمت کے لئے آمادہ ہوں۔ اگر آپ نے اخلاقی جرأت سے کام لیکر اس مضمون کو شائع کیا تو میرا دوسرا مقالہ میرزا صاحب کے اعلیٰ مرتبہ کے متعلق ہوگا جو کسی اسرائیلی نبی کی مماثلت کے بغیر ثابت شدہ ہے۔

خواجہ عباد اللہ اختر امرتسری
معرفت سید مظفر حسین ایڈوکیٹ۔ جہلم

بقیہ کالم ۴

(۱) یہ جلسہ مسلمانان جہلم جس میں ہر ایک فرقہ اور عقیدہ کے لوگ جمع ہیں حکومت برطانیہ و ہند کی اسلام دشمنی کو حقارت اور نفرت سے دیکھتا ہے۔

(۲) مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کی قربانیوں کو بالخصوص سراہتا ہے اور قادیان کے غیور مجاہدین کی مدافعت پر آفرین کہتا ہے کہ مرداں چنیں کنند۔

(۳) حکومت پاکستان کے ارباب حل و عقد کی فوری توجہ اس مطالبہ کی طرف دلاتا ہے کہ وہ علاقہ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے پاکستان میں شامل کیا جائے اور ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جن سے یہ مقصد حاصل ہو جائے۔ ریزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا۔ قرار پایا کہ اس کی ایک نقل مسلم اخبارات کو بھیجی جائے اور ان کے ذریعہ قائد اعظم اور امیر جماعت احمدیہ کو مطلع کیا جائے۔

اے۔ زیڈ پشاوری
سیکرٹری مجاہدین جہلم

نومبائعین کی فہرست

۶۲۔ چوہدری عبداللہ صاحب نومسلم سابقہ نام دھنی رام ... } پٹیالہ
۶۳۔ حفیظ الرحمان صاحب جماعت قادیان سے علیحدہ ہوئے۔ } پٹیالہ
۶۴۔ مریم بی بی صاحبہ ... 〃
۶۵۔ رحمت علی صاحب پٹیالہ
۶۶۔ محمد کامل خاں سکھر
۶۷۔ غلام رسول صاحب سرینگر کشمیر
۶۸۔ اسد اللہ صاحب 〃 〃 〃
۶۹۔ محمد امین صاحب 〃 〃 〃
۷۰۔ غلام محمد صاحب 〃 〃 〃
۷۱۔ امۃ الکلیم صاحبہ گوجرانوالہ
۷۲۔ امۃ الحلیم صاحبہ 〃 〃
۷۳۔ خورشید بیگم صاحبہ 〃 〃
۷۴۔ محمد شفیع خاں صاحب سرینگر کشمیر
۷۵۔ علی گوہر خاں صاحب خیرپور (میرس)
۷۶۔ گوہر خاتون صاحبہ 〃 〃
۷۷۔ غلام زہرہ صاحبہ 〃 〃
۷۸۔ غلام رسول صاحب۔ مکران (ایران)
۷۹۔ محمد اکرم خاں صاحب (اودھم پور) جموں
۸۰۔ فضل کریم صاحب ...... امرتسر
۸۱۔ شیخ احمد صاحب سرگودھا
۸۲۔ غلام رسول صاحب سرگودھا
۸۳۔ این بی عبدالجبار صاحب مدراس
۸۴۔ ریاض علی خان صاحب۔ جیکب آباد (سندھ)
۸۵۔ ابوبکر صاحب ... ... شیلانگ
۸۶۔ ایم کے عتیق اللہ صاحب 〃 〃
۸۷۔ علی احمد صاحب۔ سرگودھا
۸۸۔ محمد اشرف صاحب ... سرگودھا
۸۹۔ فتح محمد صاحب .... لائل پور
۹۰۔ سید محمد غضنفر حسن صاحب بخاری۔ اودھم پور
۹۱۔ حضرت صاحب ... ہیلی
۹۲۔ محمد حنیف صاحب ..... ہیلی
۹۳۔ چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹ
۹۴۔ صدیق احمد صاحب ... امرتسر
۹۵۔ چوہدری محمد دین صاحب۔ سیالکوٹ
۹۶۔ محمد رمضان بخش صاحب۔ رام پور ریاست
۹۷۔ نصیرہ بیگم صاحبہ ... پونچھ
۹۸۔ محمد شریف کاہری صاحب۔ مظفرگڑھ
۹۹۔ چوہدری سرور خاں ... سرگودھا
۱۰۰۔ حافظ عبدالمجید صاحب نابھہ
۱۰۱۔ اہلیہ حافظ عبدالمجید صاحب 〃
۱۰۲۔ جمیلہ بیگم صاحبہ ... 〃
۱۰۳۔ یونیہ بیگم صاحبہ ... 〃
۱۰۴۔ شیر علی صاحب ... سرگودھا
۱۰۵۔ قیوم جاوید صاحب .... گورداسپور
۱۰۶۔ غلام محمد سرینگر کشمیر
۱۰۷۔ محمد مبارک علی صاحب۔ سلہٹ
۱۰۸۔ ظہور الحق صاحب۔ شیلانگ
۱۰۹۔ عبدالحمید صاحب آفندی۔ ملایا
۱۱۰۔ غلام محمد صاحب جھنگ

مجاہدین جہلم کا عظیم الشان اجتماع

آج بتاریخ ۲۴ راگست میدان پاکستان (لی) جہلم میں مسلمانان جہلم کا اجلاس خاص زیر صدارت خواجہ عباد اللہ اختر بی۔ اے فیشنر تحصیلدار امرتسری منعقد ہوا کارروائی جلسہ پانچ بجے شام شروع ہوئی۔ حاضرین کی تعداد دس ہزار سے زاید تھی اور آخر وقت تک تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔

صدر جلسہ نے شروع میں اس اختلاف پر تقریر کی جو مسلمانوں میں بوجہ فرقہ بندی رونما ہے اور جس کا فائدہ دشمنان دین خاطر خواہ اٹھا رہے ہیں۔ اور کہا کہ میرا تعلق کسی فرقہ سے نہیں میں صرف سیدھا سادا مسلم ہوں۔ لیکن میرا یقین ہے کہ اختلاف جو فطری ہو رحمت ہے لیکن اختلاف جو تعصب سے پیدا ہو شر انگیز ہے۔ فطرت سخت اختلاف پسند واقع ہوئی ہے۔ اور اختلاف اور کثرت لازم و ملزوم ہیں۔ اسلام "شجرہ طیبہ" ہے جس کی اصل تحت الثریٰ میں مضبوط ہے اور فرع ثریا تک بلند ہے۔ اس کی شاخیں جو اس کے فرقوں سے تعبیر ہوئی ہیں بہت ہیں اور پتے جو عقائد ہیں کرہ ارض پر سایہ فگن ہیں یہ اس کی عظمت کی دلیل ہے۔ مگر یاد رہے کہ پتے جھڑ جاتے ہیں شاخیں ٹوٹ جاتی ہیں، لیکن اگر اصل ثابت ہو تو یہ شجرہ طیبہ ہر ایک موسم پر بہار دکھاتا رہے گا اور موسم پر پھل لاتا رہے گا۔ مسلمانوں میں بہت فرقے ہوئے اور اپنی بہار دکھا کر ختم ہو گئے اور ان میں سے ایک فرقہ احمدی ہے جو ایک منظم جماعت ہے اور اس نے گذشتہ جنگ آزادی میں عامۃ المسلمین کے ساتھ ہر ایک ممکن طاقت کے ساتھ دیا ان کی سعی ضرور مشکور ہوگی۔

اس کے بعد صدر جلسہ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ گورنمنٹ برطانیہ اور ہند میں گہری سازش کا یہ نتیجہ ہے ہندوستان کے طول و عرض میں مسلمانوں کا خون بیدریغ بہایا گیا اور غرض یہ تھی ۔۔۔) کہ انہیں مرعوب کر کے من مانی شرائط منوائی جائیں اس میں اس دجالی فتنہ پرداز حکومت اور اس کے آلہ کار کو کامیابی نہیں ہوئی لیکن مسلمانوں نے جس بردباری اور صبر سے کام لیا اس کی غلط تعبیر کی گئی۔ دشمنان دین پر ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں .... مسلمان صابر او حلیم ضرور ہے اور اسے ہونا بھی چاہیئے لیکن دیر گیر و سخت گیر و مرترا۔ مجاہدین ہزاروں کی تعداد میں شامل ہو رہے ہیں اور وہ وقت قریب ہے جب شہیدان اسلام کا خون رنگ لائیگا۔

اس کے بعد صدر جلسہ نے ریزولیوشن پیش کیا۔

باقی بر کالم ۲

مجاہدین کشمیر کا اقدام تاریخ عالم میں بے نظیر ہے

امت محمدیہ کا مقابلہ ایک ایسی قوم کر رہی ہے جو اخلاق سے عاری ہے

مغربی پنجاب کے مسلمانوں کا پاک نمونہ اور دنیا کی محبت

محمد رسول اللہ صلعم کے اعلیٰ اخلاق کا ورثہ آپ کی امت میں

مسلمانوں کی جسمانی فتوحات ان کی اخلاقی فتوحات کا نتیجہ ہیں

چالیس لاکھ مسلمانوں کی قوت ایمانی اور ثبات قدم

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - لاہور - مورخہ ۳۱ ر نومبر ۱۹۴۷ء

انک لعلیٰ خلق عظیم

آنحضرت صلعم کے اخلاق آنحضرت صلعم کے اخلاق بڑے اعلیٰ درجہ کے تھے۔ تو اس زمانہ کی شہادتیں ایک طرف ہیں۔ مگر ان سے بڑھ کر زبردست شہادت یہ ہے کہ آپ کے یہ اخلاق آپ کے ملنے والوں میں سرایت کر گئے۔ جو شخص آپ کے پاس بیٹھا اس کے اندر بھی یہ اخلاق پیدا ہو گئے۔

خلفائے راشدین کا اخلاقی نمونہ۔ اور اس کی تو ایک ہی شہادت کافی ہے سب سے زیادہ آپ کے پاس بیٹھنے والے حضرت ابوبکر رضؓ ہیں یا باقی جو تین خلفائے راشدین ہیں سے ہیں حضرت عمر رضؓ حضرت عثمان رضؓ حضرت علی رضؓ - ان لوگوں نے بادشاہ ہو کر جو اخلاق کا نمونہ دکھایا بالکل بیہودہ کہ دنیا کی تاریخ کی ورق گردانی کی جائے اور کوئی ان کے اخلاق کا نمونہ مل سکے۔ بادشاہ ہو کر اخلاق کا نمونہ دکھانا مشکل ہے - طاقتور ہو کر انسان فرعون بن جاتا ہے مگر ان لوگوں کے اخلاق کو دیکھ کر دنیا حیرت میں ہے بلکہ تمام صحابہؓ میں یہی اخلاق نظر آتے ہیں۔

آنحضرت صلعم کی حق گوئی کا اعتراف اور صحابہؓ کی زندگیوں پر اثر خود محمد رسول اللہ صلعم کے متعلق یہ سب سے مسلم بات تھی کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا - دوست اور دشمن آپ کی حق گوئی کے قائل تھے۔ جب ایک موقعہ پر قیصر نے ابو سفیان سے سوال کیا، کیا اس نے (آنحضرت صلعم نے) کبھی جھوٹ بولا ہے تو اس نے جواب میں کہا نہیں - مگر یہ خوبی آنحضرت صلعم کے صحابہؓ میں بھی سرایت کر گئی تھی - چنانچہ آنحضرت صلعم کے وصال کے بعد جب مسلمان مصنفین نے حدیث کے اصول وضع کئے تو اس میں ایک اصول یہ بھی تھا کہ آنحضرت صلعم کے کسی صحابی کا جھوٹ بولنا ثابت نہیں آنحضرت صلعم کی خوبیاں اور آپ کے اخلاق امت کے اندر سرایت کر گئے۔

محمد رسول اللہ اور آپ کے پیروؤں کی بے نظیر اخلاقی فتوحات خوب یاد رکھو کہ ایک چیز کو دنیا کی آنکھوں نے دیکھا اور اس کا اعتراف بھی عام ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھیوں نے جو فتوحات حاصل کیں وہ تاریخ میں بے نظیر ہیں مگر دوسری بات کو شاید دنیا کی آنکھوں نے پورا پورا نہیں دیکھا۔ اور وہ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کے پیروؤں کی اخلاقی فتوحات بھی بے نظیر ہیں۔ بلکہ اگر غور کیا جائیگا تو معلوم ہوگا کہ یہ جو جسمانی فتوحات ہیں ان کی اصل وجہ بھی اخلاقی تھی۔ یہ بظاہر جسمانی فتوحات نظر آتی ہیں مگر درحقیقت وہ جسمانی فتوحات نہیں کیونکہ جسمانی فتوحات کے جو ذرائع ہو سکتے ہیں وہ وہاں موجود نہ تھے نہ آنحضرت صلعم کے پیروؤں کی تعداد زیادہ تھی نہ ان کے پاس سامان جنگ ہی تھا نہ وہ لوگ اس زمانہ کے مطابق سامان حرب و ضرب کے ہی ماہر تھے۔ بلکہ اصل وجہ ان فتوحات کی اخلاقی قوت تھی - ان لوگوں نے محمد رسول اللہ صلعم کا ورثہ لیا اور دنیا پر غالب آ گئے اور دنیا میں پھیلتے چلے گئے۔ درحقیقت آنحضرت کا ورثہ ہی اخلاقی ورثہ ہے۔

محمد رسول اللہ کا اخلاقی ورثہ موجودہ مسلمانوں میں بعض اوقات موجودہ حالات پر نظر دوڑاتا ہوں تو خیال گذرتا ہے کہ اس گئی گذری حالت میں بھی کچھ نہ کچھ آنحضرت کا اخلاقی ورثہ مسلمانوں کے اندر باقی رہا ہے۔ چالیس لاکھ انسانوں پر ایک آزمائش آئی۔ یہ بہت بڑی تعداد ہے۔

چالیس لاکھ مسلمانوں کی ایمانی قوت اور ثبات قدم بیشک ان لوگوں میں کمزوریاں موجود ہیں مگر ایک بات جس کے آگے سر جھکانا پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ ان چالیس لاکھ انسانوں نے موت کو قبول کیا مگر اسلام کو چھوڑنے کو قبول نہیں کیا یہ بڑا روشن پہلو ہے محمد رسول اللہ صلعم کے اخلاق کا اور آپ کی امت کے اخلاق کا یہ واقعات موجود ہیں کہ بڑے بڑے لوگوں نے آ کر بعض لوگوں کی منتیں کیں۔ کیا ہے تھوڑی دیر کے لئے تم کہہ دو کہ ہم ہندو مذہب اختیار کرتے ہیں اور دین اسلام کو ترک کرتے ہیں جب حالات درست ہو جائیں گے پھر جو چاہیں کریں مگر ان لوگوں نے ہر قسم کی مصیبتوں اور تکلیفوں کو قبول کیا لیکن اسلام پر ہر حالت میں قائم رہے - تو ان چالیس لاکھ لوگوں نے موت قبول کی ہے گھروں سے نکلنا قبول کیا ہے مگر اسلام کو چھوڑنا منظور نہیں کیا - بڑا عظیم الشان اخلاق کا نمونہ ہے جو اس وقت اس قوم نے دکھایا ہے۔ اس قوم میں خامیاں اور عیوب بھی ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے ہاں میزان ہے خدا مسلمانوں پر رحم کرے تو میں سمجھتا ہوں اس قوم میں یہ خوبی ہے اور یہ خوبی بہت سے عیبوں کو ڈھانپ سکتی ہے اسلام ان کے دلوں میں گڑا ہوا ہے۔ گو وہ اسلام پر عمل نہیں کرتے مگر اسلام کی محبت ان کے دلوں میں اتنی شدید ہے کہ سخت سے سخت مصیبت اس ایمان کو متزلزل نہیں کر سکتی۔ . . . .

مجاہدین کشمیر کا بے نظیر اقدام اسی طرح کشمیر کا بھی اور بھی پہلو نظر آتے ہیں - مسلمانوں کے ایک حصہ نے کشمیر کے معاملہ میں جو نمونہ دکھایا ہے وہ بھی بڑی قربانی ہے۔ یہ لوگ ایسی جگہ نہیں جا رہے جہاں انہیں لوٹ مار کا خیال ہو کیونکہ کشمیر سارا مسلمان ہے۔ ان مجاہدین نے بغیر کسی لالچ کے ایسا قدم اٹھایا ہے جو دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتا - یہ لوگ اپنے بھائیوں پر مظالم کو برداشت نہیں کر سکے - یہ بیگناہ لوگوں کا مال نہیں لوٹتے بیگناہوں کو قتل نہیں کرتے بلکہ باقاعدہ جنگ کر رہے ہیں، اور جنگ انسانی ضروریات میں سے ایک ضرورت ہے، اس وقت ان کو ایک عظیم الشان فوج کا مقابلہ ہے اور ایسے دشمن سے مقابلہ ہے جو رحم کرنا نہیں جانتا، اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت بھی کی ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس سے بڑھکر مسلمانوں کی نصرت فرمائے تاکہ مسلمان اس قوم کے مظالم سے چھوٹ جائیں۔

اخلاق عالیہ سے عاری قوم سے مقابلہ۔ یہ دو شعاعیں ہیں جو اس تاریکی میں نظر آ رہی ہیں۔ اس وقت بہت گہری تاریکی ہے اور اس تاریکی میں امت محمدیہ کا مقابلہ ایسی قوم کو جاننے ہیں - امام راغب اپنی لغت میں مسیح کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ جو حدیث میں آتا ہے کہ دجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا اور مسیح بائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ امام راغب نے اس کی یہ تشریح کی ہے کہ آنکھ اخلاق کی قائم مقام ہے یعنے دائیں آنکھ سے مراد اخلاق فاضلہ ہیں یعنی دجال میں اخلاق فاضلہ مفقود ہو گئے اور بائیں آنکھ کے مارے جانے سے مراد یہ ہے کہ مسیح کے برے اخلاق مارے جا چکے ہوں گے۔ اگر آپ واقعات پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ فی الحقیقت دجال میں جو ایک چیز نمایاں نظر آتی ہے وہ اخلاق فاضلہ سے محروم ہونا ہے۔ آپ کہیں گے کہ ایسے اچھے لوگ ان کے اندر ہیں جو ہر طرح سے مہذب ہیں یہ کس طرح اخلاق سے محروم ہو سکتے ہیں لیکن اگر آپ اس کو ذرا موٹی نگاہ سے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس دجال کی تہذیب نے دنیا میں کیا چیز پیدا کی ہے جھوٹ - بے ایمانی - غریبوں کا حق چھیننا یہ نمایاں باتیں ہیں جو اس تہذیب نے پیدا کی ہیں - جھوٹ جتنا چاہو بولو اور بے ایمانی جتنی چاہو کرو۔

دجال کا ورثہ ہندو قوم میں میں نے کہا محمد رسول اللہ صلعم کا ورثہ اخلاق حسنہ کے رنگ میں نظر آتا ہے اور دجال کا ورثہ برے اخلاق

دُرِّ ثمین

(۱) عن معاویۃ بن قرۃ عن ابیہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا فسد اھل الشام فلا خیر فیکم لاتزال طائفۃ من امتی منصورین لایضرھم من خذلھم حتی تقوم الساعۃ قال محمد بن اسمٰعیل قال علی بن المدینی ھم اصحاب الحدیث ...... ھذا حدیث حسن صحیح۔

ترجمہ:- معاویہ بن قرۃ سے بواسطہ اپنے باپ کے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم صلعم نے جب اہل شام خراب ہو جائیں گے، تو تم میں بھی بھلائی نہیں رہے گی۔ (اہل شام کی خرابی کا مطلب یہ ہے کہ شامی یعنی بنوامیہ خلافت اسلامیہ کی جگہ بادشاہی قائم کر دیں گے۔ چنانچہ ان کے عہد میں مدینہ تاخت و تاراج ہوا اور اہل مدینہ پر تباہی و بربادی آئی) تو ہمیشہ میری امت میں سے ایک گروہ غالب رہیگا نہیں ضرر دے سکے گا وہ جو انہیں ذلیل کرنیکا ارادہ رکھے گا حتیٰ کہ قیامت قائم ہو گی محمد اسمٰعیل سے روایت ہے کہ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ وہ لوگ اصحاب الحدیث ہوں گے (میری رائے میں یہ لوگ محدث ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر تجدید دین کے لئے مبعوث فرماتا رہے گا۔ ناقل) یہ حدیث حسن صحیح ہے (ترمذی ابواب الفتن)

(۲) عن شداد بن اوس عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ ھواھا وتمنی علی اللّٰہ ھذا حدیث حسن ومعنی قولہ من دان نفسہ یقول حاسب نفسہ فی الدنیا قبل ان یحاسب یوم القیٰمۃ (ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ)

شداد بن اوس سے روایت ہے کہا فرمایا رسول کریم صلعم نے عاقل وہ شخص ہے جو تیار کرے اپنے نفس کو (یعنی اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے) اور ایسے نیک عمل بجا لائے جو اس کے لئے آخرت میں کام آئیں اور عاجز وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگائے اور اللہ تعالیٰ سے (انعام اور نیک انجام کی) امید رکھے۔ یہ حدیث حسن ہے اور معنی قول من دان نفسہ کے یہ ہیں کہ اپنے نفس کا دنیا ہی میں محاسبہ کرے قبل اس کے کہ قیامت کے روز اس کا محاسبہ ہو۔

(۳) عن عمرو بن عوف وھو حلیف بنی عامر بن لوی وکان شھد بدرا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ...... ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعث ابا عبیدۃ بن الجراح فقدم بمال من البحرین فسمعت الانصار بقدوم ابی عبیدۃ فوافوا صلوٰۃ الفجر مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلما صلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انصرف فتعرضوا لہ فتبسم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین راٰھم ثم قال اظنکم سمعتم ان ابا عبیدۃ قدم بشیء قالوا اجل یا رسول اللّٰہ قال فابشروا واملوا ما یسرکم فواللّٰہ ما الفقر اخشی علیکم ولکن اخشی علیکم ان تبسط الدنیا علیکم کما بسطت علی من قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا فتھلککم کما اھلکتھم ھذا حدیث صحیح (ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ)

عمرو بن عوف سے روایت ہے (جو کہ عامر بن لوئی کا حلیف تھا اور جنگ بدر میں رسول کریم صلعم کے ساتھ حاضر ہوا تھا) کہا کہ رسول صلعم نے عبیدہ بن جراح کو بحرین کی طرف بھیجا (اہل بحرین سے رسول کریم صلعم نے مصالحت کر لی تھی اور علاء بن حضرمی کو وہاں کا گورنر مقرر فرمایا تھا۔ ابوعبیدہ رض وہاں سے جزیہ کی رقم وصول کر کے لاتے تھے۔ ناقل) سو وہ بحرین سے مال لے کر آئے اور انصار نے ابی عبیدہ کے آنے کی خبر سنی اور (حسب معمول) آنحضرت صلعم کے ساتھ نماز فجر میں شامل ہوئے پس جب رسول کریم صلعم نماز پڑھ چکے تو لوگوں کی

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"متقیوں کو صفات الٰہی کا علم مصائب سے بچاتا ہے"

یہ بات بھی خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ ہر بات میں منافع ہوتا ہے۔ دنیا میں دیکھ لو ادنیٰ درجہ کی نباتات سے لیکر کیڑوں اور چوہوں تک بھی کوئی چیز ایسی نہیں جو انسان کے لئے منفعت اور فائدے سے خالی ہو۔ یہ تمام اشیاء خواہ وہ ارضی ہیں یا سماوی۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کے اظلال اور آثار ہیں۔ اور جب صفات میں نفع ہی نفع ہے۔ تو بتلاؤ کہ ذات میں کس قدر نفع اور سود ہو گا۔ اس مقام پر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ جیسے ان اشیاء سے ہم کسی وقت نقصان اٹھاتے ہیں تو اپنی غلطی اور نافہمی کی وجہ سے نہ اس لئے کہ نفس الامر میں ان اشیاء میں مضرت تھی۔ نہیں بلکہ اپنی غلطی اور خطاکاری سے اسی طرح سے ہم اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا علم نہ رکھنے کی وجہ سے تکلیف اور مصائب میں مبتلا ہو جاتے ہیں ورنہ خدا تعالیٰ تو ہمہ رحم و کرم ہے۔ دنیا میں تکلیف اٹھانے اور رنج پانے کا یہی راز ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں اپنے سوء فہم اور قصور علم کی وجہ سے مبتلائے مصائب ہو جاتے ہیں پس اس صفاتی آئینہ کے روزن سے ہی ہم اللہ تعالیٰ ہی کو رحیم و کریم اور قیاس سے زیادہ نافع ہستی پاتے ہیں۔ مگر ان منافع سے زیادہ بہرہ ور وہی ہوتا ہے۔ جو اس کے زیادہ قریب اور نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ درجہ ان لوگوں کو ہی ملتا ہے جو متقی کہلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قرب میں جگہ پاتے ہیں۔ جوں جوں متقی خدا تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے اسے ایک نور ہدایت ملتا ہے جو اس کی معلومات اور عقل میں ایک خاص قسم کی روشنی پیدا کرتا ہے مگر جوں جوں انسان خدا تعالیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے اس کے دل و دماغ پر ایک تباہ کر دینے والی تاریکی قبضہ کرتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ صم بکم عمی فھم لا یرجعون (پارہ اول) کا مصداق ہو کر ذلت اور تباہی کا مورد بن جاتا ہے۔ مگر اس کے بالمقابل نور اور روشنی سے بہرہ ور انسان اعلیٰ درجہ کی راحت اور عزت پاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:-

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ

(پارہ ۳۰)

یعنی اے وہ نفس جو اطمینان یافتہ ہے اور پھر یہ اطمینان خدا کے ساتھ پایا ہے۔

منظور الٰہی صفحہ ۹۰

طرف منہ پھیر کر بیٹھے انصار پر حضور صلعم کی نظر پڑی اور انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا میں خیال کرتا ہوں کہ تم لوگوں نے ابوعبیدہ کی واپسی کے متعلق سنا ہے جو اپنے ہمراہ مال لائے ہیں انھوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ حضور صلعم نے فرمایا خوش رہو (صبر اور شکر سے کام لو) اور امید رکھو اس کی جو تمہیں خوش رکھے (یعنی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے ہر قسم کی نصرت طلب کرو) پس قسم ہے اللہ تعالیٰ کی مجھے تیری محتاجی کا ڈر نہیں لیکن میں تم پر دنیا کی کشائش . . . کا خوف کھاتا ہوں جیسے کہ پہلی امتوں پر کشائش ہوئی (اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیا اور ان کی طرح تم دنیا کی (دو بیماریوں) حرص و حسد میں الجھ کر رہ جاؤ جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں کا حال ہوا اور تمہیں دنیا ہلاک کرے جیسے ان لوگوں کا ہوا۔

اے بسا مرغے ز معدہ و ز معض + بر کنار بام محبوس قفس
اے بسا مرغے پرندہ دانہ جو + کہ بریدہ حلق او ہم حلق او

بہت پرندے معدے کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں اور (اگرچہ) چھت پر رہتے ہیں مگر بند قفس (۲) بہت اڑنے والے پرندے دانے کی حرص سے گرفتار ہو جاتے ہیں اور خود ان کا حلق ان

مینیجر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام ... پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

پیغامِ صلح

جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ ۱۹ رشعبان ۱۳۶۶ھ | نمبر ۲۵

پاکستان اور مسلمان

ہندو، سکھ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات

شکر ہے کہ پچھلے چار ماہ کی افراتفری اور فتنہ و فساد کے بعد چند دن سے امن و سکون کی ہوا پھر چلنے لگی ہے، اور آخر کار ہندو اور سکھ لیڈروں کو بھی یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ مسلمان قائدین کے ساتھ مل کر قیام امن کی کوشش کی جائے اس غرض سے کچھ دن ہوئے لاہور کے ٹاؤن ہال میں چیدہ ہندو، مسلمانوں اور سکھوں کے ایک مشترکہ اجتماع میں تینوں قوموں کے سربرآوردہ لوگوں نے موجودہ حالات پر سخت ندامت کا اظہار کرتے ہوئے ایک دوسرے کو یہ تلقین کی کہ سب لوگ اپنے اپنے محلوں میں حفظ امن کی پوری کوشش اور جدوجہد کریں۔ اگرچہ ان تمام مساعی اور مشترکہ جلسوں میں ماسٹر تارا سنگھ ابھی تک شامل نہیں اور عوام الناس کا یہ خیال ہے کہ جب تک ان کو اس کوشش میں شامل نہ کیا جائیگا فتنہ و فساد کی یہ آگ بجھنی مشکل ہے، تاہم یہ امر موجب طمانیت ہے کہ صلح و امن کی یہ کوششیں ایک حد تک کامیاب ہو رہی ہیں فالحمد علی ذالک۔

اس ضمن میں یہ ذکر کرنا بیجا نہ ہوگا کہ صلح و امن کی فضا کو زیادہ سازگار اور خوشگوار بنانے کے لئے ہمیشہ یہ ضروری ہوتا ہے کہ دونو فریق کو معاف کردو اور بھول جاؤ کا سبق پڑھایا جائے اور یہ سبق عملی صورت میں یونہی پڑھایا جا سکتا ہے کہ جن لوگوں کو اس فتنہ و فساد کی پاداش میں (گنہگار ہوں یا بے گناہ) پکڑ پکڑ کر جیل خانوں میں ڈالا گیا اور ڈالا جا رہا ہے، ان کو رہائی دلائی جائے اور آئندہ پکڑ دھکڑ کو بند کیا جائے، تاکہ دلوں کے اندر مزید کدورتیں پیدا نہ ہوں اور فتنہ و فساد پھر عود نہ کر آئے، یہ کام ہے جو ہندو و مسلم قائدین کو سب سے پہلے کرنا چاہیئے۔ سیکورٹی کونسل کے جن ممبران نے گورنر کے سامنے قیام امن کے لئے جوابدہی کا ذمہ اٹھایا ہے وہ اس بات پر زور دیں کہ صلح و امن کو پائیدار بنانے کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ گرفتار شدگان کو رہائی دی جائے اور مزید گرفتاریوں کا سلسلہ بند کیا جائے۔

فی الحقیقت اگر غور کر کے دیکھا جائے تو فتنہ و فساد کی آگ زیادہ مشتعل نہ ہوتی اگر ایک قوم کو دوسری کے مقابلہ میں اپنی بے سروسامانی اور عدم تحفظ کا خطرہ پیدا نہ ہوتا، یہ حکومت کا کام تھا کہ جہاں ایک قوم کو کرپانیں اور تلواریں رکھنے کی اجازت دی گئی، جہاں ان کے ساتھیوں اور حلیفوں کے گھروں میں اسلحہ اور بارود اور بم پائے گئے وہاں دوسری قوم جو بالکل نہتی تھی اور جس کے لئے ایک قلم تراش چاقو رکھنا بھی جرم عظیم قرار دیا گیا، تحفظ کا پورے طور پر انتظام کیا جاتا اگر مسلمانوں کو حکومت کے انتظام پر بھروسہ اور یقین ہوتا، اگر ان کو نہتے کرنے کے بعد ان کی حفاظت کا پورا بندوبست کیا جاتا تو انہیں خواہ مخواہ مقابلہ کرنے اور اپنے دفاع کے لئے ہر ممکن تدبیر سے کام لینے کی ضرورت پیش نہ آتی، دفاع اور حفاظت جان و مال ہر شخص کا پیدائشی حق ہے۔ اگر حکومت اس حق کو پورے طور پر ادا کرنے سے قاصر ہے تو مجبوراً اسے اپنی حفاظت کا بندوبست خود کرنا پڑتا ہے ایک شخص کے گھر میں ڈاکو گھس آئیں تو وہ پولیس کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ سکتا اسے خود اپنی حفاظت کے لئے مجبوراً مقابلہ کرنا پڑتا ہے اس لئے جہاں تک قانون کو ہاتھ میں لینے کا سوال ہے وہ اس مجبوری کا نتیجہ ہے جو حکومت کی انتظامی کمزوری کی پیدا ہوئی۔ اور اب جبکہ دونوں قوموں کو صلح و امن کی طرف بلایا جا رہا ہے اس خیال کو بھلا کر کہ زیادتی کس سے ہوئی ہے اور فتنہ و فساد کے مجرم کون ہیں حکومت کی طرف سے نرمی و ملاطفت کا برتاؤ ہونا چاہیئے اور گرفتار شدگان کی رہائی کا فوری اعلان ہو جانا چاہیئے۔

اس موقعہ پر مسلمانوں سے بھی ایک بات کہنی ضروری ہے، اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے انہیں پاکستان کی عظیم الشان سلطنت کا وارث بنا دیا ہے اب وقت ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس سلطنت کا اہل ثابت کریں، یہ اہلیت کیونکر پیدا ہو؟ قرآن کے مطالعہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عملی نمونوں کو پیش نظر رکھنے اور ان پر کاربند ہونے سے قرآن کریم نے اسلامی سلطنت میں غیر مسلم اقوام کے ساتھ جس سلوک کی ہدایت کی ہے، تاریخ اسلام میں مسلمان فرمانرواؤں کے جو نمونے پائے جاتے ہیں وہ اس قابل ہیں کہ ان کو ہمیشہ سامنے رکھا جائے اور پاکستان کی حکومت میں غیر اقوام کی حفاظت اور ان کے حقوق کی نگہداشت کا پورا اہتمام کیا جائے۔

اس میں شک نہیں کہ پاکستان کے حصول میں انہیں بڑے بڑے مصائب اُٹھانے پڑے ان کے حقوق کو غصب کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا ان کو کچلنے تباہ و برباد کرنے اور ذلیل اور محکوم بنانے کے لئے کرپانوں، تلواروں، بندوقوں اور بموں کا استعمال کیا گیا اور اس سلسلہ میں انہیں بہت بڑی قربانیاں دینی پڑیں اور اگر خدا کا خاص فضل ان کے ساتھ نہ ہوتا تو ان کی تباہی میں کوئی کسر نہ رہ گئی تھی، لیکن خدا ہی کا حکم ہے کہ لا یجرمنکم شنان قوم علیٰ الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوےٰ، دشمن قوم سے بھی عدل و انصاف کا برتاؤ کرنا ضروری ہے کہ یہی تقوےٰ ہے۔

یہ ایک امتحان ہے جس میں مسلمانوں کو اس وقت ڈالا گیا ہے، اگر وہ آئندہ اس امتحان میں پورے اُترے اور پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کی ادائیگی عدل و انصاف کے ساتھ انھوں نے کی اور اپنے اخلاق و اعمال سے ثابت کر دیا کہ وہ اسلام کے سچے علمبردار اور پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نام لیوا ہیں تو وہ یقیناً کامیاب ہوں گے، اور یہی غیر اقوام جو آج ان کی دشمن ہیں ان کے اخلاق و اعمال سے متاثر ہو کر ان کے قدموں میں بیٹھنا موجب سعادت سمجھیں گی۔

---

۴۵ — رنگر سے شیخ عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ ان کا عزیز عبدالرحمن بی ایس سی کے امتحان میں شامل ہو رہا ہے اس کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی جاوے۔

— مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کا خوردسال بچہ بیمار ہے احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

بیگم صاحبہ شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب لائلپوری کی وفات

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و قلق کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہمارے محترم بزرگ جناب شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب ملتانی اور لائلپوری کی بیگم صاحبہ کئی دن کی علالت کے بعد ۲۰ جولائی کو داعی اجل کو لبیک کہہ گئیں انا للہ و انا الیہ راجعون - مرحومہ اپنے محترم خاوند کی طرح نہایت نیک اور پارسا اور فیض رساں خاتون تھیں، ہمیں اس صدمہ میں جناب شیخ صاحب ممدوح اور ان کے فرزندان اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ مرحومہ کو غریق رحمت فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے، احباب کرام سے درخواست ہے کہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھکر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر بزرگان ملت خداوند کریم کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں، اور خدمات دینیہ میں مصروف۔

— انجمن کی تبلیغی کلاس موسمی تعطیلات کے باعث دو ماہ کے لئے بند ہو چکی ہے۔

— مکرم جناب مولوی یعقوب خان صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور کے صاحبزادہ محمد اسلم خان صاحب انگلستان میں ملٹری ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں، انھوں نے اطلاع دی ہے کہ اب ان کی ٹریننگ اس مرحلہ پر پہنچ چکی ہے کہ جو سب سے آخری اور سب سے مشکل مرحلہ ہے اس لئے اس موقعہ پر احباب اور بزرگوں کی دعاؤں کی خاص طور پر ضرورت ہے امید ہے احباب کرام ان کے لئے دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے،

— انگلستان سے جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مبلغ فرماتے ہیں کہ ان کا چھوٹا بچہ خالد بیمار اور ہسپتال میں زیر علاج ہے، ڈاکٹر صاحب کی اپنی طبیعت بھی اچھی نہیں احباب جماعت ان کے لئے اور عزیز خالد کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

— انچارج صاحب شعبہ تبلیغ مطلع فرماتے ہیں کہ حافظ عبدالرشید صاحب مبلغ نواب شاہ (سندھ) نے چار اشخاص کو اسلام میں داخل کیا ہے۔ جن کے پہلے نام منشا سنگھ۔ پریتم سنگھ، مکتا سنگھ۔ کھگوان کور تھے۔ اب اسلامی نام شیخ دین محمد۔ شیخ الٰہ بخش، شیخ اللہ دتہ اور زینب بی بی رکھے گئے ہیں۔

کی صورت میں ہم دیکھتے ہیں۔ جو لوگ دجال کے زیر اثر آ گئے ہیں وہ بھی دجال کے برے اخلاق کے رنگ میں رنگین ہو گئے ہیں۔ دجال اس ملک سے نکل گیا مگر اس کے وارث اس سے بھی بدتر ہیں۔ بظاہر کانفرنسیں ہوتی ہیں۔ اخبارات میں بیانات بھی شائع ہوتے ہیں مگر اندر سے وہی ہوتا ہے جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے۔ یہ طریق کار ان لوگوں نے کہاں سے لیا۔ میں سمجھتا ہوں ہندوؤں کی تہذیب اتنی بری نہ تھی یہ دجال سے انھوں نے ورثہ لیا ہے۔

ایک بڑی مشکل

مسلمانوں کے سامنے ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ وہ جھوٹ بولنے کے عادی نہیں۔ مسلمان جب ایک بات کہتا ہے کہ ہم نے یوں کرنا ہے اس کا منشاء فی الحقیقت ایسے کرنے کا ہوتا ہے مگر ہندو جب ایک بات کہتا ہے تو اس کا منشاء درحقیقت وہ نہیں ہوتا۔ یہ دجالیت کی صفت ہے جو اس قوم میں آگئی ہے۔

مغربی پنجاب کے مسلمانوں کا برا نمونہ

اگر یہیں تک بات رہتی کہ ایک قوم نے دجال کا ورثہ لیا ہوتا اور دوسری طرف وہ قوم ہوتی جس نے محمد رسول اللہ صلعم کا ورثہ لیا ہوتا تو فیصلہ چند دنوں میں ہو جاتا مگر مشکل یہ ہے کہ خود مسلمان قوم میں محمد رسول اللہ صلعم کے ورثہ پر عمل باقی نہیں رہا۔ جہاں مشرقی پنجاب کے مسلمانوں نے قربانی اور ایثار کا اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے وہاں مغربی پنجاب کے مسلمان ذلیل نمونہ دکھا رہے ہیں۔ شراب خوری اور زناکاری میں بڑے بڑے آدمی مبتلا ہیں۔ اور علانیہ کرتے ہیں۔ جس قوم کے بڑے آدمیوں کی یہ حالت ہو جائے اس کا زندہ رہنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ دنیا کی محبت سے حضرت نبی کریم صلعم نے ڈرایا تھا فرمایا تھا ایک چیز ہے جو تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کی طرح کر دے گی وہ ہے دنیا کی محبت۔ آپ خود دیکھ لیں دنیا کی محبت نے لوگوں کو کس قدر ذلیل کر دیا ہے کہ ان کے قلوب میں وہ اعلیٰ جذبات پیدا نہیں ہوتے جو بعض حالتوں میں پیدا ہونے چاہئیں وہ لوگ جو مصیبت زدہ ہیں وہ بری حالت میں باہر سے آتے ہیں ان پر ہمیں رحم کرنا چاہئے اگر ان پر ہمیں رحم نہیں آتا تو سمجھ لینا چاہئے کہ رحم کا جذبہ ہم میں باقی نہیں رہا۔ ایک پٹواری اور کانسٹیبل سے لیکر بڑے سے بڑے کارکن بے حد درجہ کی بے ایمانی سے الا ماشاء اللہ ایسے مصیبت زدہ بھائیوں پر رحم کرنے کی بجائے ان کو لوٹنا چاہتے ہیں اور بے ایمانی بھی وہ کرتے ہیں جس سے دشمن کو فائدہ پہنچے۔ اگلے دن آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا کہ ساٹھ ریل گاڑیاں غذا اور اسلحہ کی مشرقی پنجاب کے حوالے کر دی گئیں اس سے بدتر نمونہ بے ایمانی کا کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ رشوت کا بازار اتنا گرم ہوا ہے کہ قوم سے غداری کی حد تک پہنچ گیا ہے۔

مسلمان ایک دوسرے کو تباہ کر رہے ہیں

ایک حدیث میں آتا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا میں نے خدا سے دعا کی اے خدا میری امت پر ایسے دشمن کو مسلط نہ کیجیو جو اس کو تباہ کر دے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ آپس میں ہی ایک دوسرے کو تباہ کرنیوالے ہونگے۔ آج ہمیں یہی کچھ نظر آتا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کو یہاں تک برباد کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں کہ اپنی قوم کے غدار بن کر دوسری قوم کے ساتھ جا ملتے ہیں یہ حقیقت ہے کہ کوئی دوسری قوم مسلمانوں کو تباہ نہیں کر رہی بلکہ مسلمان ہی ایک دوسرے کو تباہ کر رہے ہیں۔

نیک اثر عمل سے پڑتا ہے نہ باتوں سے

باقی کوئی کچھ نہیں جانتا اور نہ کوئی کچھ کہہ سکتا ہے ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر اللہ تعالیٰ ہماری حالت پر رحم فرمائے اور اس کی نگاہ میں وہ قربانی جو لاکھوں انسانی جانوں اور دکھوں کے رنگ میں مسلمانوں نے دی ہے قبول ہو تو شاید ہمارے لئے اسباب پیدا ہو جائیں۔ قوم میں اگر ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو غداری کرتے ہیں تو ایسے لوگ بھی ہیں جو ایثار اور خلوص کا نمونہ ہیں اور مسلمان قوم اچھا اثر قبول کرنے کے لئے تیار بھی ہے اگر اس وقت ایک جماعت لوگوں پر نیک اثر ڈالنا چاہتی ہے تو وہ صرف باتوں سے یہ اثر نہیں ڈال سکتی بلکہ نیک اثر عمل سے پڑتا ہے۔

دنیا کی محبت سے بچنے میں ہی کامیابی ہے

اس وقت ایک چیز ہے اگر مسلمان اس سے بچ جائیں تو ساری قوم بچ سکتی ہے اور وہ چیز یہی دنیا کی محبت ہے اور دوسرے وہ باتیں ہیں جو دجال نے دنیا میں پھیلائی تھیں آج مسلمان ان کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہ تمام فسق و فجور جو ہمیں نظر آتا ہے یہ دجال کی پھیلائی ہوئی باتوں کا ہی نتیجہ ہے اور ہماری جماعت کو ان باتوں کی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ ایک شخص کے بچنے سے ایک شخص کی اصلاح ہو جاتی یا دو انسانوں کی ہی اصلاح ہو جائے تو یہ بھی بڑی بات ہے۔ جس شخص کے دل میں یہ قوت موجود ہے کہ لوگوں کو خدا کے آگے جھکا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں

خط و کتابت بلادِ غیر

شمالی امریکہ کے مقام M. Ahmad, 1621 South First Street Kentucky U.S.A سے چودھری منصور احمد صاحب ایم۔ایس سی۔ خلف الرشید چودھری ظہور احمد صاحب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اپنے ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء کے خط میں لکھتے ہیں کہ میں یہاں پر Special Scientific School میں کام کر رہا ہوں جو یہاں کی یونیورسٹی کا ایک حصہ ہے اور Paints کا کام خاص طور پر سکھایا جاتا ہے۔ یہاں پر آلات اور مشینری سے سب کام کیا جاتا ہے اور ہم لوگ ہاتھ سے کام کرنے کے عادی ہیں اس لئے مجھے ہر چیز سیکھنی پڑ رہی ہے۔ امید ہے کہ یہاں انشاء اللہ دو سال لگیں گے میں اپنے ساتھ کتاب دی ریلیجن آف اسلام اور انگریزی ترجمہ قرآن کریم لایا تھا۔ بوجہ قلت جگہ زیادہ لٹریچر نہ لا سکا اس لئے اگر نیو ورلڈ آرڈر اور کچھ مناسب لٹریچر یہاں بھجوا دیا جائے تو انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔ یہاں لوگوں کو اسلام اور مسلمان قوم سے بالکل واقفیت نہیں میں جس گھر میں رہتا ہوں یہ ایک بوڑھیا کا ہے اور اسے میں نے بتا دیا کہ میں مسلمان ہوں۔ لیکن اتوار کے دن مجھے کہنے لگی کہ کس چرچ میں جانا ہے۔ اسے سب کچھ سمجھایا تو کہنے لگی کہ اپنی بائیبل دکھاؤ چنانچہ قرآن شریف اور ریلیجن آف اسلام وہ آجکل پڑھ رہی ہیں۔ ابھی شروع کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے روشنی دکھائے واشنگٹن میں ایک نیگرو سکول ماسٹر کو ریلیجن آف اسلام پڑھنے کو دیا تھا۔ اس نے پڑھکر چند دن ہوئے ڈاک سے مجھے واپس بھیجی ہے خدا جانے اس پر کیا اثر ہوا اب تک کوئی خط نہیں لکھا۔ یہاں عام طور پر اچھے خیالات کے جتنے لوگ ہیں بائیبل اور کرسچیانٹی سے متنفر ہیں اور اس امید میں ہیں کہ کوئی اور آدمی ایسا آ سکے جو صحیح رستہ دکھائے جن سے میری گفتگو ہوئی وہ سب اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ بائیبل اور عیسائیت میں کچھ نہیں رکھا۔ اس وقت ضرورت کسی اور مذہب کی ہے چنانچہ میں نے اسلام کے چیدہ چیدہ اصول ان کو بتلائے اور کچھ لوگوں کو دلچسپی ہوگئی انشاء اللہ قرآن شریف اور ریلیجن آف اسلام سے بہت مدد ملے گی اس علاقہ میں کالے اور گورے کی بہت تفریق ہے کسی ہوٹل، سینما، کالج، سکول ہسپتال میں کالے آدمی کو گھسنے نہیں دیتے نیگرو لوگوں کے لئے سب کچھ علیحدہ ہے بعض ہندوستانی لڑکے جو کہ ذرا گندمی رنگ رکھتے تھے ان کو شروع شروع میں بہت دقت کا سامنا کرنا پڑا

مندرجہ بالا خط کے جواب میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد کے مطابق کتب ذیل ان کو بھیجی گئی ہیں۔

(۱) انگریزی ترجمہ قرآن کریم بلا متن ۲ کاپی
(۲) دی ٹیچنگز آف اسلام ۳ "
(۳) محمد دی پرافٹ .. ۱ "
(۴) دی ریلیجن آف اسلام ۱۰ "
(۵) اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی ۱۰ "
(۶) نیو ورلڈ آرڈر .. ۱۰ "

عزیز بخش
آنریری جائنٹ سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۴ شوال المکرم ۱۳۶۶ھ م ۱۰ ستمبر ۱۹۴۷ء | نمبر ۳۲

درِّ ثمین

عن انس بن مالکؓ ان ناسًا من الانصار قالوا یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین افاء اللّٰہ علےٰ رسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اموال ھوازن ما افاء نطفق یعطی رجالًا من قریش المائۃ من الابل فقالوا یغفر اللّٰہ لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعطی قریشًا ویدعنا وسیوفنا تقطر من دمائھم قال انس فحدث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بمقالتھم فارسل الی الانصار فجمعھم فی قبۃ من ادم ولم یدع معھم احدًا غیرھم فلما اجتمعوا جاءھم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال ما کان حدیث بلغنی عنکم قال لہٗ فقھاؤھم اما ذوا رأیِنا یا رسول اللّٰہ فلم یقولوا شیئًا واما اناس منا حدیثۃ اسنانھم فقالوا یغفر اللّٰہ لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعطی قریشًا ویترک الانصار وسیوفنا تقطر من دمائھم فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انی اعطی رجالًا حدیث عھدھم بکفر اما ترضون ان یذھب الناس بالاموال وترجعون الی رحالکم برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فواللّٰہ ما تنقلبون بہٖ خیر مما ینقلبون بہٖ قالوا بلیٰ یا رسول اللّٰہ قد رضینا فقال لھم انکم ستروْن بعدی اثرۃً شدیدۃً فاصبروا حتی تلقوا اللّٰہ ورسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی الحوض قال انس فلم نصبر۔

صحیح بخاری

انس بن مالک سے روایت ہے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت، جب اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوازن کے مال دلائے اور آپ قریش میں سے کچھ لوگوں کو سو سو اونٹ دینے لگے، کہا کہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغفرت کرے قریش کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑتے ہیں اور ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے انس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی بات بیان کر دی گئی آپ نے انصار کو کہلا بھیجا اور انہیں چمڑے کے ایک خیمے میں اکٹھا کیا اور ان کے ساتھ ان کے علاوہ اور کسی کو نہ بلایا جب وہ اکٹھے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور فرمایا یہ کیا بات ہے جو مجھ کو تمہاری طرف سے پہنچی ہے۔ ان میں سے سمجھداروں نے آپ سے عرض کیا یا رسول ہم میں سے جو صاحب رائے ہیں انھوں نے تو کچھ بھی نہیں کہا اور ہم میں سے جو نوجوان ہیں ان میں سے بعض نے کہا کہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغفرت کرے قریش کو دیتے ہیں اور انصار کو چھوڑتے ہیں اور ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بعض آدمیوں کو دے رہا ہوں (اس لئے) کہ وہ ابھی کفر سے نکلے ہیں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ لوگ مال لے جائیں اور تم اپنے گھروں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر واپس جاؤ۔ اللہ کی قسم جسے تم ساتھ لے کر واپس جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جسے وہ لے کر واپس جائیں گے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بے شک ہم اس پر خوش ہیں آپ نے انہیں فرمایا کہ عنقریب میرے بعد تم دیکھو گے کہ میرے پیچھے تمہاری سخت حق تلفی ہوگی پس تم صبر کرو یہاں تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے حوض پر ملو انس کہتے ہیں مگر ہم نے صبر نہ کیا۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آنحضرت صلعم کی قوت قدسی اور صحابہؓ کی پاکبازی

بسلسلہ گذشتہ

یہ دین قانون قدرت اور فطرت انسانی کے ساتھ ایسا وابستہ ہے کہ ایک معمولی سے معمولی جنگلی آدمی بھی آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔ تثلیث کی طرح اس میں کوئی عقدہ لاینحل نہیں ہے کہ جسے نہ تو خدا سمجھ سکے اور نہ اس کے ماننے والے جیسا کہ پادری صاحبان کہتے ہیں تثلیث پرستی کے قبول کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے انسان بت پرستی اور اوہام پرستی کرے اور عقل و فکر کی قوتوں کو بالکل بے کار اور معطل چھوڑ دے اس کے خلاف اسلام کی تعلیم توحید ایسی سیدھی سادی ہے کہ دنیا سے الگ تھلگ کسی جزیرہ میں بھی رہنے والوں کی بھی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ یہ دین جو پادری صاحبان دنیا کے روبرو پیش کر رہے ہیں۔ یہ کبھی عالمگیر اور کامل دین نہیں کہلا سکتا۔ اور نہ کوئی انسان اسے قبول کر کے اس سے تسلی اور اطمینان پا سکتا ہے۔ مگر اسلام ایک ایسا دین ہے جو کیا باعتبار توحید اور اعمال حسنہ کے اور کیا بہ حیثیت تکمیل مسائل کے سب ادیان سے اعلےٰ و برتر ہے۔ حضرت موسےٰ کے ہمراہی یہودیوں میں ہزار ہا قسم کی بدکاریاں پائی جاتی تھیں۔ اور مسیح کے حواریوں کا تو ذکر ہی نہیں کرنا چاہئے کہ جن میں سے ایک نے چند کھوٹے درہم لیکر اپنے آقا کو پکڑوا دیا۔ اور دوسرے نے لعنت بھیجی اور کسی نے بھی وفاداری کا نمونہ نہ دکھایا۔ ان کے مقابلہ میں جب ہم صحابہ کے حالات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ان میں سے کوئی بھی جھوٹ بولنے والا نظر نہیں آتا ان کے تصور میں بھی بجز روشنی اور نور کے کچھ نظر نہیں آتا۔ حالانکہ اہل عرب کی ابتدائی حالت ایسی تاریک نظر آتی ہے کہ گویا وہ تحت الثریٰ میں پڑے ہوئے تھے۔ بت پرستی میں منہمک۔ یتامیٰ کا مال کھانے والے اور ہر قسم کی بدکاریوں اور بداعمالیوں میں دلیر اور بے باک تھے۔ ڈاکہ زنی اور لوٹ مار پر گذارہ کرتے تھے۔ یعنی سر سے لے کر پاؤں تک نجاست میں غرق تھے۔ اس لئے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ کونسا اسم اعظم تھا جس نے آناً فاناً ان کی کایا پلٹ دی۔ اور وہ نیکی کا ایسا اعلےٰ نمونہ بن گئے کہ جن کی نظیر دنیا کی دوسری قوموں میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی اور ہرگز نہیں مل سکتی۔ حضرت نبی کریمؐ اگر دوسرا کوئی معجزہ پیش نہ کیا جاتا تو اس حیرت انگیز پاک تبدیلی کے مقابلہ میں کسی خودساختہ خدا کا ہی ہمیں معجزہ دکھایا جائے۔ ایک انسان کی اصلاح کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ لیکن حضرت نبی کریم صلعم نے تو ایک قوم کی قوم ایسی تیار کر دی جس نے اپنے ایمان اور اخلاص کا وہ نمونہ دکھلایا کہ سچائی کی خاطر بھیڑ بکری کی طرح ذبح ہو گئے۔ حقیقت یہی ہے کہ وہ لوگ زمینی نہ رہے تھے۔ بلکہ حضرت نبی کریمؐ کی پاک تعلیم اور ہدایت اور صحبت نے ان کو آسمانی بنا دیا تھا اور ان میں قدسی صفات پیدا کر دی تھیں۔ دنیا کی خباثتوں اور ریاکاری سے وہ ایسے سبک اور ہلکے پھلکے کر دیئے گئے کہ ان میں پرواز کی طاقت پیدا ہو گئی تھی یہ وہ اسلام کا نمونہ ہے جو ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اسی اصلاح اور ہدایت کے سبب سے اللہ تعالےٰ نے حضرت نبی کریمؐ کا نام محمدؐ رکھا جس سے زمین پر بھی آپ کی ستائش ہوئی۔ کیونکہ آپ نے زمین کو امن، صلحکاری۔ اخلاق فاضلہ اور نیکوکاری سے بھر دیا تھا۔

پیغام صلح

جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ ۶ ررجب ۱۳۶۶ھ | نمبر ۲۰

آریہ گزٹ کی غلط بیانی اور رذیل پراپیگنڈا
شرارت اور بددیانتی کی انتہا

کسی سابقہ اشاعت میں ہم نے "آریہ گزٹ" کی اس لایعنی بات کا کہ حضرت مرزا صاحب نے "پیغام صلح" میں تسلیم کر لیا تھا کہ

"جتنی سچائیاں مذاہب اور مذہبی کتابوں میں ملتی ہیں وہ سب وید سے نکلی ہیں"۔

اور یہ کہ آپ نے ویدک عقیدہ قدامت روح و مادہ اور آواگون کو بھی تسلیم کر لیا تھا، جواب دیتے ہوئے یہ دریافت کیا تھا کہ "پیغام صلح" کے کس صفحہ پر آپ نے ان عقائد کا اعلان کیا ہے۔ بجائے اس کے کہ "آریہ گزٹ" اپنی غلط بیانی پر شرمندہ ہو کر علی الاعلان اس بات کا اعتراف کرتا کہ ایسا لکھنے میں اس نے غلطی کی ہے، یا کم از کم خاموشی ہی اختیار کر لیتا اس نے ۱۱ رمئی کے پرچہ میں پھر اسی بات کو دوہراتے ہوئے کس دیدہ دلیری کے ساتھ ہمارے متعلق لکھا ہے کہ

"یہ تو آپ نے مجبور ہو کر تسلیم کر ہی لیا ہے کہ مرزا صاحب نے پیغام صلح میں ویدوں کو منزہ عن الخطاء اور غلطی سے مبرا تسلیم کر لیا تھا اور مرزا صاحب کی یہی تسلیم ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ وید چونکہ سب سے پرانی بلکہ آغاز کائنات کے وقت کی کتب مقدسہ ہیں لہٰذا خود بخود ثابت ہے کہ جملہ مذاہب کی سچائیاں وید سے ہی پھیلی ہیں"۔

یک نہ شد دو شد، دروغ گویم بر روئے تو اسے ہی کہتے ہیں کیوں صاحب! یہ کب اور کس جگہ ہم نے تسلیم کیا کہ حضرت مرزا صاحب نے "پیغام صلح" میں ویدوں کو منزہ عن الخطاء اور غلطی سے مبرا تسلیم کر لیا تھا" ہم تو "پیغام صلح" کا وہ حوالہ آپ سے مانگ رہے ہیں جس میں ایسا لکھا ہو۔ اور آپ اس سابقہ غلط بیانی کے ساتھ ایک اور غلط بیانی کر رہے ہیں کہ گویا ہم بھی تسلیم کر چکے ہیں کہ ہاں حضرت مرزا صاحب نے ویدوں کو منزہ عن الخطاء مانا ہے اگر ہم یہ تسلیم کر چکے تھے تو پھر ہم نے حوالہ آپ سے کس بات کا طلب کیا؟

حضرت مرزا صاحب نے تو پیغام صلح میں صفائی کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ

"اب باوجود اس قدر متواتر شہادتوں کے یہ تعلیم آریہ سماج کی جو خواہ نخواہ ویدوں کی طرف منسوب کی جاتی ہے کیونکر قبول کرنے کے لائق ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تمام سلسلہ خدا کے کلام الہام کا ویدوں پر ختم ہو چکا ہے اور پھر بعد اس کے صرف قصوں پر مدار ہے اور اسی اپنے عقیدہ کو ہاتھ میں لیکر وہ لوگ کہتے ہیں کہ ویدوں کے سوا جس قدر دنیا میں کلام الٰہی کے نام پر کتابیں موجود ہیں وہ سب نعوذ باللہ انسانوں کے افترا ہیں حالانکہ وہ کتابیں وید سے بہت زیادہ اپنی سچائی کا ثبوت پیش کرتی ہیں اور خدا کی نصرت اور مدد کا ہاتھ ان کے ساتھ ہے اور خدا کے فوق العادت نشان ان کی سچائی پر گواہی دیتے ہیں پھر کیا وجہ کہ وید تو خدا کا کلام مگر وہ کتابیں خدا کا کلام نہیں؟"
(پیغام صلح صفحہ ۱۴)

کیا یہ فقرات ویدوں کو منزہ عن الخطا ثابت کرتے ہیں؟ کیا ان سے اس بات کا کوئی ثبوت ملتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک "جملہ مذاہب کی سچائیاں وید سے ہی پھیلی ہیں" برخلاف اس کے فقرات بالا کے جلی الفاظ صراحت کے ساتھ اس کی تردید کر رہے ہیں اور ان میں یہ بتایا گیا ہے کہ دوسری الہامی کتابیں ویدوں سے بڑھکر اپنی سچائی کا ثبوت پیش کرتی ہیں اور خدا کی نصرت اور مدد ویدوں سے بڑھکر ان کے ساتھ ہے۔ ان صریح فقرات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ "پیغام صلح" میں حضرت مرزا صاحب نے ویدوں کو منزہ عن الخطا مانا ہے اور یہ تسلیم کیا ہے کہ تمام مذاہب اور مذہبی کتابوں کی سچائیاں ویدوں سے نکلی اور پھیلی ہیں کتنی بڑی غلط بیانی اور کس قدر رذیل پراپیگنڈا ہے جو کسی مذہبی اور خدا پرست جماعت کے شایان شان نہیں۔

لیکن یہیں تک نہیں بس بڑھ کر ایک اور غلط بیانی ملاحظہ فرمائیے لکھا ہے:۔

"رہا روح و مادہ کی قدامت کا مسئلہ اس کے لئے ملاحظہ فرمائیے چشمہ معرفت صفحہ ۱۷۷ جو مرزا صاحب نے اپنی زندگی کے آخری ہفتہ ۲۰ رمئی ۱۹۰۸ء کو شائع کی اور لکھا ہے کہ اسلام بھی مخلوق کی نوعی قدامت کا قائل ہے" یعنی اسلام بھی ہر شئی کو پرواہ سے انادی مانتا ہے مرزا صاحب کی یہ تحریر نہ صرف آریہ سماجی عقیدے سرشٹی پرواہ سے انادی ہونے کی ہی مؤید ہے بلکہ قدامت روح و مادہ کی بھی مصدق ہے"

اب چشمہ معرفت صفحہ ۱۷۷ کو ملاحظہ فرمائیے "آریہ گزٹ" نے اس میں سے یہ فقرہ نقل کیا ہے:۔

"اسلام بھی مخلوق کی نوعی قدامت کا قائل ہے"

اور اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی یہ تحریر قدامت روح و مادہ کی مصدق ہے۔

یہ کہاں تک صحیح ہے "چشمہ معرفت" صفحہ ۱۷۷ میں حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

"اگرچہ اسلام بھی مخلوق کی نوعی قدامت کا قائل ہے مگر اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر ایک چیز مخلوق ہے اور ہر ایک چیز خدا کے سہارے سے قائم اور موجود ہے اور نیز اسلام اس بات کا قائل ہے کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ خدا کے ساتھ کوئی نہ تھا اور صرف وحدت اپنا جلوہ دکھلا رہی تھی۔۔۔۔۔۔ مگر ہم نہیں جانتے کہ کتنی دفعہ وحدت الٰہی کا زمانہ آچکا ہے [illegible] کا علم خدا کو ہے۔۔۔۔۔ غرض ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی چیز خدا تعالیٰ کی وحدت کے ساتھ مزاحمت نہیں رکھتی محض اسی کی ذات قائم بنفسہ اور ازلی اور ابدی ہے اور باقی سب چیزیں ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت ہیں اور یہی خالص توحید ہے جس کے خلاف عقیدہ رکھنا سراسر شرک ہے، پس اس سے ظاہر ہے کہ وید کے پیرو پکے مشرک ہیں اور ذرہ ذرہ کو خدا تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں"
(چشمہ معرفت صفحہ ۱۷۷، ۱۷۸)

کیا "آریہ گزٹ" نے اس ساری عبارت کو چشمہ معرفت میں پڑھا ہے؟ اور اسکو پڑھکر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب "سرشٹی" کو پرواہ سے انادی مانتے اور قدامت روح و مادہ کے قائل ہیں؟ اگر پڑھکر یہ نتیجہ نکالا ہے تو ہمیں معاف فرمایا جائے اگر یہ عرض کریں کہ یا تو ہمارے معزز معاصر کی دماغی بناوٹ میں کوئی نقص پیدا ہو گیا ہے اور یا جان بوجھ کر غلط بیانی سے اس نے کام لیا ہے۔

صرف اسی قدر نہیں آگے چل کر ایک اور بہتان آپ نے تراشا ہے لکھا ہے:۔

"تناسخ کے متعلق حضرت مرزا صاحب اپنی تصنیف نزول المسیح صفحہ ۳۷ پر تناسخ یعنی آواگون کا بڑے لفظوں میں اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "بالآخر میں ایک رویا لکھتا ہوں۔۔۔۔ اور میں ایک ایسی جگہ پر بیٹھا ہوں جہاں چاروں طرف بن ہیں جن میں بیل، گدھے، گھوڑے، کتے، سؤر، بھیڑیئے، اونٹ وغیرہ ہر قسم کے موجود ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ سب انسان ہیں جو بد عملوں سے ان صورتوں میں ہیں"۔"

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ گویا "آریہ گزٹ" کے نزدیک حضرت مرزا صاحب نہ صرف ویدوں کو منزہ عن الخطا اور تمام سچائیوں کا حامل مانتے رہے نہ صرف روح و مادہ کی قدامت کو تسلیم کرتے تھے بلکہ تناسخ کے بھی قائل تھے بالفاظ دیگر پکے ویدک دھرمی تھے، تو پھر سمجھ نہیں آتا کہ انکو کھلم کھلا آریہ سماجی ہو جانے میں کونسی چیز روک تھی؟ اور آریہ سماج کیوں آج تک ان کی مخالفت پر کمربستہ رہی؟

ویدوں کے منزہ عن الخطا ہونے اور قدامت روح و مادہ کے متعلق تو آریہ گزٹ کے منسوب کردہ خیالات کی حقیقت آپ نے اوپر ملاحظہ فرمالی، اب تناسخ کے متعلق اس کی پیش کردہ دلیل کا حال سن لیجئے، نزول المسیح صفحہ ۳۷ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود کی جس رؤیا کو آریہ گزٹ نے نقل کیا ہے اس میں بعض انسانوں کو آپ نے بیل گدھے، گھوڑے وغیرہ کی شکل میں دیکھا جو آپ کے سامنے زندہ موجود تھے انہی کے متعلق آپ کو بتایا گیا کہ ان کے اعمال رذیل جانوروں کی صفات و اعمال سے ملتے جلتے ہیں، یہ نہیں کہ وہ انسانی قالب چھوڑ کر ان جانوروں کے اجسام میں داخل ہو گئے تھے، حضرت مرزا صاحب نے کبھی نہیں کہا، کہ فی الواقعہ وہ انسان بیل، گدھے، کتے اور سؤر وغیرہ بن گئے تھے، جیسا کہ تناسخ کا عقیدہ ہے، تعجب ہے کہ "آریہ گزٹ" نے ایک رؤیا اور کشف کو حقیقت قرار دے کر حضرت مرزا صاحب کو تناسخ کا معتقد قرار دیدیا حالانکہ چشمہ معرفت صفحہ ۱۷۷ کے فقرہ قدامت نوعی کو نقل کرتے ہوئے ذیل کے فقرات بھی اسی صفحہ پر اس کے ملاحظہ سے گذرے ہونگے:۔

"ایسا ہی بموجب عقیدہ آریوں کے جب روح آواگون کے طور پر واپس آتی ہے تو تمام علوم و فنون اور وید کی تعلیم اور گیان کو فراموش کر کے جنم لیتی ہے پس اگر فرض محال کے طور پر تناسخ سچ ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ روحوں کی زندگی جھوٹ ہے کیونکہ اگر پرمیشر کی طرح ان میں ابدی زندگی ہوتی تو ان پر یہ پتھر کیوں پڑتے کیا پرمیشر بھی اپنے علوم کو بھول جایا کرتا ہے؟ پس جو حادثہ روحوں کو ان کے وہ علوم فراموش کرا دیتا ہے جو تمام عمر میں انہوں نے حاصل کئے تھے اسی حادثہ کا نام موت ہے"

کیا ان فقرات کو پڑھکر کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب تناسخ یا قدامت روح و مادہ کے قائل تھے؟ چشمہ معرفت کے ایک ایک صفحہ اور ایک ایک سطر میں ان عقاید کی [illegible] جبر اور زبردست تردید موجود ہے، باوجود اس کے آریہ گزٹ کا ان عقاید کو حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرنا سوائے اس کے کیا کہیں کہ یا تو اختلال دماغ کا نتیجہ ہے یا یہ شرارت اور بددیانتی

اخبار و افکار

ترکی سے سبق

روزنامہ "ہمدم" لکھنؤ کے مدیر اعلیٰ مولانا جمال الدین عبدالوہاب فرنگی محلی نے اپنی اسلامی ممالک کی سیاحت کے دوران میں استنبول میں مشہور ترکی مدبر رؤف بے سے ملاقات کی، دوران گفتگو میں اس بوڑھے مدبر نے کتنی پرحکمت بات کہی کہ "ترکی نے گذشتہ ربع صدی میں ترقی اور خودداری کی ایک راہ قائم کردی ہے مشرقی ممالک اور خاصکر مسلمانوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے، مگر اس سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ ان غلطیوں سے بچنا چاہیئے جن پر آج ہم پچھتا رہے ہیں جدید ترکی کی قابل تقلید چیزوں سے مسلمانوں کو فائدہ اٹھانا چاہیئے تجارت، صنعت، علوم و فنون کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے، اور افراط و تفریط سے بچنا چاہیئے"۔

ان مختصر لیکن پرحکمت نصائح میں مسلمانوں کے آئندہ لائحہ عمل کے لئے بہت بڑا درس ہے جو پاکستان کی حکومت میں بالخصوص قابل عمل ہے، اور رؤف بے کے یہ الفاظ خاص توجہ کے قابل ہیں کہ "ان غلطیوں سے بچنا چاہیئے جن پر آج ہم پچھتا رہے ہیں" ایسی ... غلطیوں سے بچنے کی ایک ہی راہ ہے کہ قرآن کی تعلیم اور اس کے اصولوں کو اپنا لائحہ عمل بنایا جائے۔

مسیحی مناظرہ اور اہلحدیث

واقعہ صلیب اور وفات مسیح پر مسیحیوں کے ساتھ ہونے والے مناظرہ کا ذکر کرتے ہوئے معاصر "اہلحدیث" لکھتا ہے کہ

"۱۸۹۳ء میں جو مباحثہ مرزا صاحب کا ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی سے ہوا تھا اس کا انجام جو ہوا (اس میں مرزائیوں کو بہت شرمندگی اٹھانی پڑی تھی کیونکہ مرزا صاحب نے اس کی موت کی پیشین گوئی کی تھی)۔ ... لہٰذا ہمیں خطرہ ہے کہ اس مباحثے میں بھی ان لوگوں کو شرمندگی حاصل نہ ہو اس لئے ہم ان کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ عیسائیوں کے ساتھ ایسا مباحثہ نہ کریں ہمارے ساتھ مرزا صاحب کے آخری فیصلہ والے مضمون پر مباحثہ کرلیں جو بہت [illegible]"

حالانکہ دونوں فریقوں میں فیصلہ کن چیز [illegible] آواز ہے جس کا ذکر امام جعفر صادق [illegible] روایت ہے کہ حق و باطل کی جنگ میں آسمان [illegible] آواز [illegible] حق آل محمد میں [illegible] ہے اور آسمانی آواز کلمہ الٰہی۔ اب دیکھ لیجئے ڈپٹی عبداللہ آتھم اور اس کے ساتھیوں کو تو باوجود بار بار چیلنج کرنے کے یہ کہنے کی کبھی جرأت نہ ہوئی کہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے مطابق وہ ہاویہ میں نہیں گرایا گیا اور اس نے رجوع نہیں کیا۔ واقعات کی یہ شہادت حق کے غلبہ کی آسمانی شہادت ہے اس کے مقابل جو آواز اٹھائی جارہی ہے وہ کس کی آواز ہے اس کو اہلحدیث خود سمجھ لے رہا آخری فیصلہ، وہ تو اس دن ہو گیا تھا جب مولوی صاحب نے قرآنی آیات سے یہ ثابت کیا تھا کہ کاذبوں اور شریروں کو بھی مہلت دی جاتی ہے۔ پس مہلت پانے والے کا ادعا کس فیصلہ کی ضرورت ہے کہ اسے مباحثہ سے سمجھایا جائے؟

ایک مسیحی خاتون کا جوش

ماہ مئی کے مسیحی اخبار "المائدہ" میں ایک مسیحی خاتون نے ان مضامین پر سخت برہمی اور غصہ کا اظہار کیا ہے جن میں جناب مسیح کی قبر کشمیر کا ذکر ہے غصہ کے جوش میں خاتون موصوفہ نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ:-

"اگر لکھنے والا سامنے ہوتو اس کی جان ہی لے لوں"

اس کے ساتھ ہی ایسا خیال ظاہر کرنے والوں کو بھیڑیئے قرار دیتے ہوئے مسیح کی بھیڑوں کو ان سے بچنے کی تلقین کی ہے اچھی نصیحت ہے اور خاتون موصوفہ کا ایمان قابل قدر ہے لیکن کاش ہمارے یہ الفاظ خاتون موصوفہ تک پہنچ سکتے کہ جس حقیقت کا اظہار قائلین وفات واقعات شواہد کی بناء پر کررہے ہیں وہ نہ تو ان کی جان لینے سے مٹ سکتی ہے اور نہ مسیحی بھیڑوں کی اندھی تقلید سے غلط ثابت ہوسکتی ہے اگر ہمت ہے تو اپنے پادری صاحبان کو آمادہ کیجئے کہ اپنے ایمان کا ثبوت واقعات و دلائل سے دیں یا ہمارے پیش کردہ واقعات و دلائل کو غلط ثابت کریں ورنہ اس قسم کی تحریرات کی اشاعت نہ صرف خاتون مذکور بلکہ "المائدہ" کے لئے بھی باعث شرم ہونی چاہیئے۔

طلاقوں کی بھرمار

آج سے کچھ عرصہ پہلے مسئلہ طلاق کو اسلام کے چہرہ پر ایک بدنما داغ سمجھا جاتا تھا، کس قدر حیرت کی بات ہے کہ آج وہی داغ مسیحی تہذیب کے چہرہ کو اس قدر داغدار کرچکا ہے کہ اسکا کوئی حصہ اس [illegible] نہیں رہا۔

ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ انگلستان سے اس سال پچیس ہزار مقدمات طلاق ہونے کی خبر آئی تھی۔ پھر اٹلی جیسے راسخ العقیدہ اور رجعت پسند ملک میں پوپ کی اس چیخ و پکار کے باوجود کہ "طلاق دینداروں کا کام نہیں بے دینوں کا کام ہے" قانون طلاق رائج ہوگیا اور ہزاروں اطالوی مرد و عورتیں عدالتہائے طلاق کی طرف دوڑے چلے گئے، اب امریکہ کی ایک چھوٹی سی ریاست فلوریڈا سے خبر آئی ہے کہ وہاں ایک سال کے اندر بائیس ہزار طلاقیں عدالت سے منظور ہوئیں، درآنحالیکہ ملک کی آبادی بوڑھے بچے سب ملاکر ۱۵-۱۶ لاکھ سے زائد نہیں۔

کیا یہ حالات یورپ اور امریکہ کی ازدواجی زندگی اور جنسی تعلقات کی خرابیوں کے شاہد نہیں۔ کاش قانون طلاق کے اجراء کے ساتھ ساتھ مدبرین یورپ ان تعلقات کو بہتر بنانے کی بھی کوئی راہ سوچتے، ہمارا یقین ہے کہ طلاق کے ساتھ جب تک تعدد ازدواج کو بھی یورپ میں رائج نہ کیا جائے گا اس وقت تک یہ جنسی تعلقات سدھر نہیں سکتے نہ طلاق کی بھرمار ختم ہو سکتی ہے۔

ترجمۂ قرآن اور نیچریت

کسی دوسری جگہ معاصر "صدق" کا ایک شذرہ بعنوان "اختلاف کے حدود" نقل کیا گیا ہے، ہم مولینا عبدالماجد صاحب ایڈیٹر "صدق" کی دریا دلی کے ... معترف ہیں کہ وہ جماعت احمدیہ سے اختلاف کے باوجود اس کی تبلیغی مساعی اور تراجم قرآن کی اشاعت کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں انھوں نے مذکورہ بالا شذرہ میں کسی ممتاز اور فاضل دیوبند [illegible] کو جو جواب دیا ہے وہ ہر طرح لائق تحسین ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کا بار بار یہ فرمانا کہ امیر جماعت احمدیہ لاہور کی تفسیر میں سید احمد خاں مرحوم کی نیچریت کا اثر نمایاں ہے قابل غور ہے اور ہم ممنون ہوں گے اگر معاصر ممدوح نیچریت کے اس اثر کو ایک دو یا زیادہ مثالوں سے واضح کردیں، تاکہ ان پر غور کیا جاسکے۔

کیا مولینا عبدالماجد صاحب "صدق" کے کسی قریبی شمارہ میں ہم پر روشنی ڈالیں گے

(بقیہ خطبہ از صفحہ ۶)

سے اٹھا کر لائی اور وہ اس کے منہ سے عین اس کے بستر پر گر پڑا، اس نے اس شخص کو کاٹ لیا اور وہ وہیں مرگیا یہ قضا و قدر کی باتیں ہیں انسان نہیں جانتا کہ کس وقت موٹر میں ریل میں زلزلے سے بم پھٹنے سے جان و مال پر آفت آئے ان کو سامنے رکھ کر دعا سکھائی ہے کیونکہ دعا ایسے واقعات کو ٹال سکتی ہے ایک دفعہ ایک شخص جس نے جزیرہ کارسیکا میں جانا تھا غلط جہاز پر بیٹھ گیا، جہاز چل پڑا، جہاز کو ریل کی طرح جھنڈی دکھا کر کھڑا نہیں کیا جاسکتا، وہ شخص بڑا مضطرب تھا، جہاز کو مارسیلز جانا تھا، وہ اضطراب کی حالت میں خدا سے دعا کرتا تھا کہ میں کیا کروں گا اتنا کرایہ پاس نہیں کہ مارسیلز سے واپس آسکوں، خدا کے کام ہیں کہ جب جہاز کارسیکا کے ساحل کے قریب پہنچا تو اس کا انجن خراب ہوگیا۔ کپتان نے وہیں اس کو ٹھیرانے کا حکم دے دیا، اور وہ شخص کارسیکا اتر گیا، یہ دعا کا اثر ہے، ایسے بے شمار واقعات اس دنیا میں پیش آتے ہیں جو انسان کی طاقت سے باہر ہوتے ہیں اور جب وہ پیش آتے ہیں تو انسان برداشت نہیں کرسکتا، ان سے وہی ہستی نجات دے سکتی ہے جس کے قدرت اور حکم سے یہ رونما ہوتے ہیں۔ اسی سے دعا ہے ... کہ واعف عنا ہماری خطاؤں کو معاف کردے، واغفر لنا اگر کسی قانون کو ہم نے توڑا تو تو بخش دے اور اس کے نتائج سے ہماری حفاظت فرما، وارحمنا قضاء و قدر کے معاملات میں ہم پر رحم فرما انت مولٰنا تو ہمارا دوست اور کارساز ہے تجھ پر ہی ہمارا تکیہ اور بھروسہ ہے تو ہمارے تمام معاملات پر نظر ڈال،

ان تمام معاملات میں سے انسان گذر جائے تو پھر یہ کہنے کا اسے حق حاصل ہے فانصرنا علی القوم الکافرین کافروں کی قوم کے مقابلہ میں ہماری نصرت فرما وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

امتحان قرآن کریم و سیرت

قرآن کریم و سیرت کا آئندہ امتحان ۳۱ر اگست ۱۹۴۷ء کو ہوگا۔ حسب سابق ہر مضمون کے دو دو پرچے ہوں گے۔ نصاب حسب ذیل ہے:- قرآن کریم ــــ سورہ یونس تاریخ خلافت راشدہ ــــ سیرت حضرت ابوبکرؓ۔ رسالہ ابوبکرؓ مصنفہ حضرت امیر ایدہ اللہ قیمت ۱۲/- بحیثیت مجموعی قرآن مجید سے حاصل کریں۔ امیدوار ۲۰ر جولائی تک اپنے نام معہ مکمل پتوں کے بھیجدیں۔ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

مسئلہ ولادت مسیح از روئے قرآن کریم

از جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں پیغام صلح مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۴۷ء)

قانون ولادت { قرآن مجید علی التواتر بیان فرماتا ہے

کہ قانون ولادت یہ ہے کہ نر اور مادہ کا آپس میں اختلاط ہو۔ اس قاعدہ میں کوئی استثنا نہیں ہے۔ اور اس لئے خالق کائنات نے تمام قسم کے جوڑے بنائے ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے:۔

سبحان الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون

(سورہ یٰسین)

یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے تمام چیزوں کے جوڑے بنائے اس سے جو زمین اگاتی ہے اور ان کی اپنی جانوں سے اور اس سے جو وہ نہیں جانتے۔

پھر سورۂ زخرف میں فرمایا:۔

ومن کل شیءٍ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون۔

(سورہ الذاریات آیت ۴۹)

ہم نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ ان آیات میں جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ یا تو زوجین ہے یا ازواج ہے۔ ان الفاظ کے معنے ہیں جنس، نوع یا جوڑے۔ لہٰذا ان آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ نباتات جمادات، حیوانات اور بنی نوع انسان یہ سب کائنات جوڑے جوڑے بنائی گئی ہے یہ امر اس صدی کے ابتدا میں معرض ظہور میں آیا کہ بڑے بڑے سائنسدانوں کے انکشافات نے یہ ثابت کیا کہ تمام نباتات جس میں درخت اور پودے بھی شامل ہیں سب دو قسم پر منقسم ہیں۔ نر اور مادہ، لیکن قرآن مجید کا کمال دیکھئے کہ اس نے آج سے تیرہ سو سال قبل ہی اس راز کا انکشاف مندرجہ ذیل الفاظ میں کر دیا تھا:۔

ومن کل الثمرات جعل فیھا زوجین اثنین۔ (سورۃ الرعد۔ آیت ۳)

اور ہر قسم کے پھلوں سے اس میں دو دو یعنی جوڑے بنائے۔

پھر فرمایا:۔ فاخرجنا بہ ازواجاً من نبات شتیٰ۔

(سورہ طٰہٰ آیت ۵۳)

پھر ہم نے اس کے مختلف سبزیوں کے جوڑے پیدا کئے

حیوانات کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید فرماتا ہے والدواب والانعام مختلف الوانہ وکذالک

(سورہ فاطر آیت ۲۸)

اور اسی طرح جانوروں اور چارپایوں کی مختلف قسمیں ہیں۔

پھر فرمایا:۔

آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا اس نے تمہارے لئے تمہارے نفسوں میں سے جوڑے بنائے اور مویشیوں کے جوڑے بھی بنائے۔

بنی نوع انسان کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے بھی قرآن مجید نے وہی قانون پیدائش نہایت صاف لفظوں میں بیان فرمایا ہے:۔

یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکرٍ و انثیٰ و جعلنٰکم شعوباً و قبائل لتعارفوا

(سورہ حجرات آیت ۱۳)

اے لوگو ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔

وانہ خلق الزوجین الذکر والانثیٰ من نطفۃٍ اذا تمنیٰ (سورہ النجم آیت ۴۵-۴۶)

اور وہ خدا ہے جو دو جوڑے پیدا کرتا ہے نر اور مادہ۔ نطفہ سے جب وہ ڈالا جاتے۔

فجعل منہ الزوجین الذکر والانثیٰ (سورہ القیٰمۃ آیت ۳۹)

تب اس سے دو زوج بنائے مرد اور عورت۔

واللہ خلقکم من تراب ثم من نطفۃٍ ثم جعلکم ازواجاً۔ (سورہ فاطر آیت ۱۱)

اور اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے اور پھر تمہیں جوڑے بنایا۔

ومن آیٰتہٖ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً۔

(سورۂ روم آیت ۲۱)

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہارے نفسوں میں سے تمہارے لئے جوڑے بنائے۔

مندرجہ ذیل آیت میں قانون ولادت کو اور بھی زیادہ صاف کر دیا ہے:۔ واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجاً وجعل لکم من ازواجکم بنین وحفدۃً

(سورۂ نحل آیت ۷۲)

اور اللہ نے تمہارے لئے تم سے ہی جوڑے بنائے اور تمہارے لئے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے بنائے۔

یہ آیت اور دوسری آیت جو میں آگے بیان کروں گا مرد عورت کے تعلقات اور ان کی تخلیق کی جو غرض ہے اس پر روشنی ڈالتی ہے۔ بچے، مرد اور عورت کے اختلاط سے پیدا ہوتے ہیں اور یہ عورت سے ہی بچے جنتی ہے خواہ وہ بچے لڑکے ہوں یا لڑکیاں۔ اور بچوں کے پیدا کرنے کے لئے باپ کا وجود ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ ماں کا۔ اس کی تشریح اس طرح سے فرمائی ہے:۔

وھو الذی انشاکم من نفسٍ واحدۃٍ فمستقر ومستودع قد فصلنا الآیات لقومٍ یفقھون۔ اور وہی ہے جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور پھر ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ایک سونپا جانے کی جگہ۔ ہم نے یہ باتیں ان لوگوں کے لئے کھول کر بیان کر دی ہیں جو سمجھ سے کام لیتے ہیں۔

یہ آیت ہماری پیدائش کو ایک ہی جان سے پیدا کئے جانے کو بیان کرتی ہے یہاں نفس کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے معنی ہیں روح۔ یا جوہر یا قسم یعنے جنس۔ تاج العروس۔ تفسیر کبیر اور بحر المحیط کے فاضل مصنفین اس لفظ کے معنے کرتے ہیں من جنسھا۔ یعنی اسی جنس یا قسم سے اور الفاظ مستقر اور مستودع کی تشریح امام اثیر الدین ابو عبداللہ محمد بن یوسف[1] اپنی مشہور و معروف تفسیر بحر المحیط میں اس طرح فرمائی ہے کہ ان الفاظ کے معنے بالترتیب باپ کی پشت اور ماں کا رحم ہے اور یہ کہ یہ الفاظ مرد اور عورت کی بجائے استعمال ہوتے ہیں۔

لہٰذا یہ امر بدیہی ہے کہ قرآن مجید کی رو سے مرد عورت کے بغیر کوئی ولادت ممکن نہیں۔ قرآن مجید اس قانون ولادت پر اس قدر زور دیتا ہے کہ وہ اسی قانون کو مسیح کی الوہیت کی تردید میں بطور دلیل پیش کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

وخرقوا لہ بنین وبنٰتٍ بغیر علمٍ سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون ○ بدیع السمٰوٰت والارض انیٰ یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبۃ ○ وخلق کل شیءٍ وھو بکل شیءٍ علیم ○

(سورۂ انعام آیت ۱۰۱-۱۰۲)

اور اس کے لئے بے علمی سے بیٹے اور بیٹیاں تجویز کرتے ہیں وہ پاک اور اس سے بلند ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ آسمانوں اور زمین کا عجیب پیدا کرنے والا۔ اس کا بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے اور اس کی کوئی بیوی نہیں۔ اور اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

پھر فرمایا:۔

وانہ تعالیٰ جد ربنا ما اتخذ صاحبۃً ولا ولداً

(سورہ جن آیت ۳)

. . . .

. . . . اور کہ ہمارے رب کی عظمت، بہت بلند ہے اس نے نہ جورو بنائی ہے نہ بیٹا۔

قرآن مجید یہاں تک ہی اکتفا نہیں کرتا وہ ولادت کے لئے مرد عورت کے اختلاط کو ضروری قرار دیتا ہے۔ مرد کے نطفہ کا عورت کے بیضہ کے ساتھ امتزاج بیان کرتا ہے کہ اس امتزاج و اختلاط کے بغیر تلقیح واقع نہیں ہوتی۔ پھر قرآن کریم مرد اور عورت کے نطفوں کا رحم میں پرورش پانا اور اس کا بتدریج بڑھنا اور ترقی کرنا بیان فرمایا ہے۔ آیات ذیل پر غور فرمایئے:۔

اولم یر الانسان انا خلقنٰہ من نطفۃٍ؟ (سورۂ یٰسین)

کیا انسان نہیں دیکھتا کہ ہم نے اس کو نطفہ سے پیدا کیا ہے؟

پھر فرمایا:۔

الم یک نطفۃً من منیٍّ یمنیٰ ثم کان علقۃً فخلق فسویٰ

(القیامۃ۔ آیت ۳۷)

کیا وہ منی کا ایک نطفہ نہ تھا جو ڈالی جاتی ہے پھر وہ ایک لوتھڑا تھا سو اس کو پیدا کیا اور ٹھیک بنایا۔

پھر قرآن مجید اس امر کو بھی واضح کرتا ہے کہ انسان کی پیدائش میں مرد عورت کی نسبت زیادہ اہمیت رکھتا ہے فرمایا۔

وانہ خلق الزوجین الذکر والانثیٰ۔ من نطفۃٍ اذا تمنیٰ

(النجم آیت ۴۵-۴۶)

اور وہی دو جوڑے پیدا کرتا ہے نر اور مادہ نطفہ سے جب وہ ڈالا جاتا ہے

پھر فرمایا:۔

انا خلقنا الانسان من نطفۃٍ امشاجٍ۔

(سورۃ الدھر آیت ۲)

ہم نے انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے پیدا کیا ہے۔

(باقی آئندہ)

---

[1] قرطبہ واقعہ سپین کے رہنے والے تھے اور آپ کا زمانہ ۶۵۴ ہجری سے ۷۴۵ھ تک ہے رحمۃ اللہ علیہ۔

بچوں کا صفحہ

باپ بیٹے کی گفتگو

از جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب بی۔ اے

بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۳ ستمبر ۱۹۴۷ء

(۳)

باپ۔ "ہاں بچے ایسے سوال کیا کرتے ہیں اللہ میاں کہاں رہتے ہیں؟ کیا کھاتے ہیں؟ ان کی شکل کیسی ہے؟ وہ ہمارے گھر کیوں نہیں آتے وغیرہ وغیرہ ان کو بتانا چاہیئے کہ اللہ میاں ہماری طرح نہیں ہیں۔ ان کا کوئی جسم نہیں ہے جس طرح ہمارے جسم ہیں۔ وہ ایک ایسی ہستی ہے جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہے ہم اسکی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ اس کے ہاتھ نہیں مگر وہ کرتا سب کچھ ہے اس کی آنکھ نہیں مگر دیکھتا سب کچھ ہے، اس کے کان نہیں مگر وہ سنتا سب کچھ ہے، حتیٰ کہ چیونٹی کے چلنے کی آواز بھی سنتا ہے۔ نہ وہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ ان چیزوں سے وہ پاک ہے۔ نہ اس کا بیٹا ہے نہ بیٹی نہ ماں نہ باپ وہ سب جگہ حاضر و ناظر ہے۔ سب کچھ دیکھتا ہے۔ اور سب کچھ سنتا ہے اس نے زمین و آسمان سورج، چاند، ستارے بنائے ہیں، وہ جو چاہے کرسکتا ہے۔ اگر چاہے تو ایک دم میں ساری دنیا کو تہ و بالا کردے۔ وہی مارتا ہے وہی زندہ کرتا ہے۔ اس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے۔ وہ ہمیں نظر نہیں آتا۔ ہماری آنکھیں اسکو دیکھنے سے عاجز ہیں۔ اسی خدا کی ہم کو عبادت کرنی چاہیئے۔ وہ لوگ سخت غلطی کرتے ہیں جو بتوں کے آگے سجدہ کرتے ہیں یا سورج یا چاند کی پرستش کرتے ہیں۔ اسی کی عبادت کرنی چاہیئے اور اسی سے مرادیں مانگنی چاہئیں۔ وہی ہماری دعائیں سنتا ہے اور ہماری مرادیں دیتا ہے۔ وہ قیامت کے دن نیک لوگوں کو بہشت میں اور بدکاروں کو دوزخ میں ڈالے گا بہشت میں باغ اور نہریں ہوں گی اور قسم قسم کے پھل اور کھانے ہونگے دوزخ میں آگ اور پینے کو سخت گرم پانی ملیگا۔ جو خدا کو نہیں ..... مانتے اور اس کے حکموں پر نہیں چلتے وہ دوزخ میں جائیں گے، خدا ہم کو اس سے بچائے۔

رشید۔ "اچھا ابا جان یہ تو میں سمجھ گیا کہ ہمارا خدا ایک ہے۔ وہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے، وہ ہماری طرح نہیں ہے نہ اس کا کوئی جسم ہے۔ نہ کوئی خاص گھر ہے۔ اور وہ سب جگہ حاضر و ناظر ہے اور ہمیں اس ایک خدا کی عبادت کرنی چاہیئے۔ ورنہ ہم دوزخ میں جائیں گے جہاں آگ ہی آگ ہو گی" "یہ فرشتے کون ہیں؟ ایک دن دادی حضور کسی سے باتیں کر رہی تھیں اور آپ کے متعلق کہہ رہی تھیں کہ میرا لڑکا تو خدا کے فضل سے فرشتہ ہے۔ کیا آپ فرشتہ ہیں؟"

باپ:۔ فرشتوں پر بھی جن کو عربی میں ملائکہ کہتے ہیں ایک مسلمان کے لئے ایمان لانا ضروری ہے۔ فرشتے خدا کی پیدا کردہ ہستیاں ہیں جو خدا اور خدا کے بندوں کے درمیان بطور وسیلہ کے کام کرتے ہیں۔ یہ نورانی ہستیاں ہیں۔ کھانے پینے سے ان کو سروکار نہیں۔ رات دن خدا کی عبادت میں لگے رہتے ہیں اور جو خدا حکم دے ان کو بجالانا ان کا کام ہے۔ ہمارے دلوں کے اندر جو نیک ارادے پیدا ہوتے ہیں تو درحقیقت ان فرشتوں کی ہی تحریک ہوتی ہے۔ گویا فرشتے نیکی کے لئے دلوں کے اندر حرکت پیدا کرتے ہیں۔ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ جبرئیل ہے جو نبیوں پر خدا کی طرف سے وحی لاتا تھا یعنی خدا کے حکم لے کر آتا تھا۔ فرشتے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں کبھی کسی شریف اور نیک آدمی کو بھی فرشتہ کہہ دیتے ہیں ورنہ کوئی انسان فرشتہ درحقیقت نہیں ہوتا۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسا کسی بہادر کو شیر کہدیا جائے۔ یا کسی بُرے آدمی کو شیطان کہدیا جائے۔ دراصل وہ انسان شیطان نہیں ہوتا بلکہ اس کے اندر شیطان کی سی شرارت پائی جاتی ہے۔

رشید۔ "تو ابا جان شیطان نے کیا شرارت کی تھی۔ اور اسکو کیوں برا کہا جاتا ہے۔ جب میں شرارت کرتا ہوں تو اکثر امی جان مجھے کہتی ہیں شیطان کہیں کا۔"

باپ:۔ "ہاں اب شیطان کا حال بھی سن لو۔ خدا نے سب سے پہلے آدم اور ان کی بیوی کو پیدا کیا اور ان کو بہشت میں رکھا اور حکم دیا کہ اس بہشت میں جو چاہو پھل کھاؤ مگر فلاں درخت کے قریب جانا یعنی اس کا پھل نہ کھانا ورنہ تم گنہگار ہو جاؤ گے۔ مگر شیطان کے بہلانے سے آدم اور حوّا نے وہ پھل کھا لیا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ خدا نے ان کو بہشت سے نکال دیا۔ پس شیطان وہ ہستی ہے جو بدی پر انسان کو مائل کرتی ہے فرشتے تو نیکی کی تحریک کرتے ہیں لیکن شیطان بدی کی تحریک کرتا ہے مثلاً بیٹھے بیٹھے ایک شرارت سوجھتی ہے۔ یہ شرارت کا خیال دل میں ڈالنے والا شیطان ہے۔ یہ بدی کا حکم دیتا ہے اور نیکی سے روکتا ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے اور جو بُرا ارادہ دل میں پیدا ہو، سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ شیطان کی تحریک سے ہے ایسے ارادہ کو دل سے نکال دینا چاہیئے، اور خدا سے ڈرنا چاہیئے کہ اگر ہم برائی کریں گے اور شیطان کے حکم پر چلیں گے تو ہمارا خدا ہم سے ناراض ہو جائے گا اور ہم قیامت کے دن جوابدہ ہوں گے۔"

رشید۔ "اچھا ابا جان یہ تو میں سمجھ گیا۔ یہ جو ایمان کی صفات میں آتا ہے کہ کتابوں پر بھی ایمان لایا جائے۔ تو یہ کونسی کتابیں ہیں۔ اور ان پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ کتابیں تو ہمارے ہاں بہت سی ہیں"

باپ:۔ خداوند تعالےٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے شروع سے نبی یا رسول یا پیغمبر بھیجتا رہا۔ ان نبیوں یا رسولوں پہ جو خدا کے حکم نازل ہوتے تھے وہ ان کی کتابیں ہیں۔

(باقی وارد)

اخبار و افکار

لاہور میں فسادات

"پیغام صلح" کا گذشتہ تیبوع (مورخہ ۱۴ مئی) ابھی پریس ہی میں تھا کہ لاہور میں فرقہ وارانہ فسادات دوبارہ شروع ہوگئے تاریخ مذکور سے پہلی شب کو اندرون شہر دو راہ چلتے نہتوں کو زخمی کر دیا گیا، جس کے بعد دن کو عام فسادات شروع ہوگئے، جو کم و بیش دس بارہ دن تک جاری رہے، راہ چلتے نہتوں کا قتل، مکانوں سے بم پھینکنا اور آگ کے گولے برسانا بندوقوں اور پستولوں سے ہمسایوں کو گولیوں کا نشانہ بنانا اور مکانات اور دکانوں کو نذر آتش کرنا، یہ ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کا وہ دلفریب کھیل تھا، جو اس دس بارہ دن میں دنیا نے دیکھا اور ہندوستان کی ان صدیوں سے مل کر رہنے والی اقوام کی تہذیب، رواداری اور ہمسائگت کا ماتم کر کے رہ گئی۔

ان دس بارہ دنوں میں کتنے ہی بچے، جوان اور بوڑھے، عورتیں اور مرد تلوار کے گھاٹ اتار دیئے گئے اور بموں اور بندوقوں سے ہلاک کئے گئے، کتنے ہی گھروں سے گولی بارود بندوقیں اور دیگر اسلحہ کثیر تعداد میں برآمد ہوئے کتنی ہی گلیاں اور محلے آگ سے جلا کر خاکستر کر دیئے گئے، اکبری منڈی، کوچہ وان وٹاں، کوچہ سرجن، اور چوہٹہ وسطی بھگت کے مکانات جل کر راکھ کا ڈھیر ہوگئے، راج گڑھ، رسول پور اور بعض دیگر آبادیوں پر مسلح حملے کر کے غافل اور نہتے مکینوں کو تہ تیغ کر دیا گیا، فریدکوٹ ہاؤس، خالصہ کالج، سنگھ پورہ اور دیگر کئی ایک مقامات سے اسلحہ برآمد ہوئے۔

امرتسر کے واقعات اس کے علاوہ ہیں جو اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہیں یہ واقعات ہر ذی فہم شخص کی گردن کو شرم و ندامت سے جھکا دینے کا موجب ہیں آج جبکہ ہندوستان آزادی کی دہلیز پر کھڑا ہے اس قسم کے واقعات کا رونما ہونا نہایت ہی شرمناک ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آزادی اور اختیارات مل جانے پر اس بدبخت ملک کا حشر کیا ہوگا۔ کاش تقسیم ہند کے اصول پر عملدرآمد ان روز روز کی فتنہ انگیزیوں سے نجات دلانے کا موجب ہو۔

سماج سے بغاوت

یو پی اسمبلی میں سماجی معذوریوں کو ختم کرنے کا قانون پاس ہونے پر صدر اسمبلی اور صوبہ کانگریس کے مشہور نیتا ٹنڈن جی نے حکومت کو اس بات پر مبارکباد دی کہ اس نے ساری سماج کے خلاف اور مذہبی کتابوں کے خلاف بغاوت کی، ٹنڈن جی نے یہاں تک ارشاد فرمایا۔

"میں تو ہمیشہ سے یہ کہتا آیا ہوں کہ کوئی مذہبی کتاب انسان کی روح سے بڑھ کر نہیں . . . . . اور آپ میں سے ہر ایک بلکہ باہر بھی سب ہی کو کمال اتاترک کا یہ قول یاد رکھنا چاہیئے کہ 'میں تیرہ سو یا چودہ سو برس قبل کی لکھی ہوئی کسی کتاب کا پابند نہیں'"

کمال اتاترک نے یہ بات کہی یا یونہی ان کی طرف منسوب کر دی گئی یہ تو ایک الگ بحث ہے لیکن ٹنڈن جی کو اس تیرہ چودہ سو برس کی لکھی ہوئی کتاب کا ذکر کرنے سے پہلے یہ بھی سوچ لینا چاہیئے تھا کہ جن سماجی معذوریوں کے انسداد کا بل یو-پی اسمبلی نے پاس کیا ہے اور جس سماج کے خلاف انھوں نے بغاوت کی ہے ان میں تو اس تیرہ چودہ سو برس پہلے کی لکھی ہوئی کتاب کی ہی پیروی کی گئی ہے اس لئے یو-پی اسمبلی کا پاس کردہ قانون ویدوں اور شاستروں کے خلاف تو بغاوت کا موجب ہو سکتا ہے، مگر قرآن کے خلاف نہیں یقین رکھئے کہ جوں جوں ہندو سماج کے خلاف آپ کا قدم اٹھتا جائے گا اسلام اور قرآن کی طرف بڑھتا آئے گا اور ٹنڈن صاحب کا یہ خواب کہ

"گروہ دن دور نہیں کہ ایک دن آئے گا جب مسلمانوں کو ہندوؤں کے مندروں میں آنے کی اجازت ہوگی اور ہندوؤں کو مسلمانوں کی مسجدوں میں آنے کی"

اس صورت میں یقیناً پورا ہوگا کہ ہندو مندروں سے نکل نکل کر جوق در جوق مساجد میں داخل ہوں گے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہو کر قرآنی احکام کے آگے سر تسلیم خم کر دیں گے۔

حج کعبہ اور طواف

ایک صاحب نے یہ سوال کیا ہے کہ "مسلمان ایک طرف تو خدائے واحد کے پرستار ہیں مگر دوسری طرف خانہ کعبہ کے حج کو جانے اور طواف کرنے اور سنگ اسود کو بوسہ بھی دیتے ہیں، کیا یہ ہندوؤں کی تیرتھ یاترا اور مورتی پوجا کی نقل نہیں"

اس سوال کا جواب بیسیوں مرتبہ ہماری طرف سے دیا جا چکا ہے، حج کعبہ اور طواف وغیرہ تیرتھ یاترا یا مورتی پوجا کے بجائے عقیدۂ توحید کو زیادہ پختہ اور مضبوط کرنے کا موجب ہے، خانہ کعبہ میں مسلمان خواہ کسی ملک اور قوم اور کسی رنگ کے ہوں بادشاہ سے لیکر گدا تک ایک ہی لباس میں خدائے واحد کے سامنے حاضر ہو کر وحدت نسل انسانی کا نقشہ پیش کرتے ہیں اور ہندوؤں کی طرح دیوتاؤں یا مورتیوں کے گیت نہیں گاتے نہ خانہ کعبہ کی مدح سرائی کرتے ہیں بلکہ لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک کہتے ہوئے ایک خدا کی حمد کا گیت گاتے ہیں، وہ کسی گوریا مندر کی پوجا کے لئے نہیں جاتے بلکہ ان کو حکم ہے فلیعبدوا رب ھذا البیت اس گھر کے رب کی عبادت کرو، وہ اس گھر کا طواف کرتے ہیں، لیکن زبان پر ایک خدا کا ذکر ہوتا ہے جس کے عشق میں وہ دیوانہ وار دوڑتے اور چکر لگاتے ہیں، حجر اسود کو وہ بوسہ دیتے ہیں لیکن اس پتھر کی تعظیم کے لئے نہیں بلکہ طواف کا چکر پورا ہونے کے نشان کے طور پر، اس کو شرک قرار دینا یا تیرتھ یاترا سے تشبیہ دینا پرلے درجہ کی جہالت ہے یہ تو اسلامی توحید کا ایک ایسا کھلا منظر ہے جس کی نظیر دنیا کا کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔

تنخواہ اور عزت نفس

مرکزی عبوری حکومت کے فنانس ممبر آنریبل مسٹر لیاقت علی خاں نے ۲۰ مئی کو مرکزی تنخواہ کمیشن کی رپورٹ کے متعلق ایک تقریر آل انڈیا ریڈیو سے نشر کی جس میں تنخواہ کمیشن کی سفارشات کے مطابق حکومت ہند نے تنخواہوں کا جو معیار مقرر کیا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ایک چپڑاسی یا ٹرالی مین کو جنگ سے پہلے چودہ روپے ماہوار تنخواہ ملتی تھی، لیکن اب انہی لوگوں کی آمدنی موجودہ حالات میں پچپن روپیہ ماہوار ہوگی اور ایک میٹرک پاس کلرک کو جو جنگ سے پہلے تیس روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا تھا، اب بنیادی تنخواہ اور الاؤنس وغیرہ ملا کر نوے روپے ماہوار ملا کرے گا اور ایسے شہروں میں جہاں رہائش خاص طور پر گراں ہے انہیں کمپینسیٹری الاؤنس اور کرایہ مکان بھی دیا جائے گا ان تمام باتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد فنانس ممبر نے اس بات پر زور دیا کہ تنخواہوں کی اس زیادتی سے حکومت کے خزانہ پر جو بوجھ پڑے گا جس کو ریلوے وغیرہ کا کرایہ بڑھا کر اور ٹیکسوں سے پورا کیا جائیگا اس بوجھ کو اس صورت میں رفع کیا جا سکتا ہے کہ سرکاری ملازم پوری دلچسپی اور تن دہی سے کام کریں، فنانس ممبر کو شکایت ہے کہ دوسرے ترقی یافتہ ملکوں کے مقابلہ میں ہندوستان کی محنت کی پیداوار کم درجہ پر ہے، کارکنوں کو اگر پورا معاوضہ دیا جائے تو انکی خودداری اور عزت نفس کا تقاضا ہونا چاہیئے کہ کام کو پوری محنت اور تندہی سے سرانجام دیں۔

امید ہے کہ مرکزی حکومت کے ملازمین اس امداد کو جو انہیں دی گئی ہے شکریہ کے ساتھ قبول کرتے ہوئے فنانس ممبر کی نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے اور صوبائی حکومتیں بھی وقت کی اس سب سے بڑی ضرورت کی طرف توجہ کر کے موجودہ معاشی فسادات سے ملک کو بچانے کی سعی کریں گی۔

(بقیہ صفحہ ۳)

اور یہ شرارت اور غلط بیانی حضرت مرزا صاحب ہی کے لئے مخصوص نہیں "آریہ گزٹ" کے نزدیک تو

"حضرت محمد صاحب بھی تناسخ کے قائل تھے جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں لکھا ہے کہ یہودیوں کا وہ گروہ جو کھویا گیا تھا کیا ہوا میرا خیال ہے کہ وہ چوہے بن گئے تھے کیونکہ جب چوہوں کے سامنے اونٹنی کا دودھ رکھا جاتا ہے تو وہ نہیں پیتے لیکن بکری کا دودھ پی لیتے ہیں (ملخصاً)

نوٹ۔ یہودیوں میں اونٹ حرام ہے"

دیکھا آپ نے آریہ سماجی مذہب کی صداقت کا ثبوت، یہودی چوہے بن گئے تھے یہ بخاری شریف میں لکھا ہے کس بخاری شریف میں؟ آریہ سماج نے کوئی کتاب اس نام کی تصنیف کر لی ہو تو معلوم نہیں مسلمانوں کی بخاری شریف میں تو ایسی کوئی لغو روایت موجود نہیں، اگر "آریہ گزٹ" نے دیکھی ہو تو صفحہ یا باب وغیرہ کا پورا حوالہ مہربانی فرما کر دیا جائے، اور اس کے ساتھ ہی اس بات کو بھی نوٹ کر لیا جائے کہ ایسی لغو روایات بخاری میں ہوں یا کسی اور حدیث کی کتاب میں، قرآن کی صریح تعلیم اور روزمرہ کے واقعات کے خلاف ہونے کی وجہ سے ہرگز صحیح اور حضرت نبی کریم صلعم کا فرمودہ نہیں مانی جا سکتیں،

آخر میں ہم پھر یہ کہدینا چاہتے ہیں کہ جس قوم اور جس مذہب میں اپنے عقائد کی صداقت ثابت کرنے کے لئے جھوٹ تراش کر دوسروں کی طرف منسوب کر دینا جائز اور پسندیدہ ہو وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ اسے صداقت کا حامی اور خدا پرست کہا جا سکے، اور یہی ہمارا خیال آریہ سماج کے متعلق ہے کہ وہ کوئی مذہبی گروہ یا جماعت نہیں بلکہ مذہب کی آڑ میں مسلمانوں کے خلاف جذبات نفرت و عداوت ہندوؤں کے دلوں میں پیدا کرنا اور اس ذریعہ سے سیاسی

کون اپنے بھائی کی مصیبت میں شریک ہوگا

(۱) ریلیف فنڈ جس کے لئے میں نے اپیل کی ہے وہ ایک خیراتی فنڈ نہیں، بلکہ یہ انشاء اللہ جماعت کی باہمی امداد اور تعاون کا ایک مستقل فنڈ ہو جائے گا۔ اس لئے اس میں حصہ لینے والوں کو چاہیئے کہ نظام جماعت کے ماتحت اس میں حصہ لیں۔

(۲) ان اخراجات کے جو فوری طور پر ہو گئے ہیں جن دوستوں نے اپنے کاروبار کو چلانے کے لئے کچھ امداد کی خواہش کی ہے وہ بطور قرضہ ہی کی ہے خودداری کی یہ مثال بہت ہی قابل تعریف ہے اس طرح یہ اس فنڈ کو ایک مستقل فنڈ بنانے کی بنیاد خود ان احباب نے ہی رکھ دی ہے جس سے آئندہ جماعت کو بہت بڑے فوائد پہنچنے کی امید ہے۔

(۳) اس فنڈ میں شمولیت کے لئے ادنیٰ مطالبہ یہ ہے کہ جماعت کا ہر وہ ممبر جسے خدا نے اس عالمگیر فتنہ سے محفوظ رکھا ہے اپنی خوشی سے، اپنی جان پر اور اپنے بال بچوں پر کچھ تکلیف اُٹھا کر چھ ماہ کے لئے ہر ماہ اپنی پانچ دن کی آمد اس فنڈ میں ... البتہ موجودہ گرانی میں غرباء کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے اب میں اس قدر ترمیم چاہتا ہوں کہ جن احباب کی آمد ایک سو روپے یا اس سے کم ہے وہ بجائے پانچ دن کے صرف دو دن کی آمد دیں۔

(۴) ہم ایک جماعت کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے جب تک ہم سب برابر کا حصہ اس تحریک میں نہ لیں۔ جو احباب اس مطالبہ سے کم رقوم لکھوا رہے ہیں اُن سے میں پھر اپیل کرتا ہوں کہ یہی محبت دنیا ہی ہے جو موجودہ مصائب کو ہم پر لا رہی ہے اگر امام وقت کی جماعت قربانی کا کوئی بلند نمونہ نہ دکھائے گی تو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ابھی کیا مصائب مسلمانوں کے لئے باقی ہیں۔ اگر وہ کبھی اکیلے ہو کر سوچیں کہ خدا نے ان کو کس مصیبت سے بچایا ہے، جس کے ذکر سے ہی انسان کانپ اُٹھتا ہے۔ تو یہ پانچ دن کی آمد چھ ماہ کے لئے انہیں ہیچ نظر آتے۔

(۵) جن دوستوں نے یہ کمزوری دکھائی ہے جماعت کے باہمت دوستوں سے درخواست ہے کہ وہ انہیں دوبارہ توجہ دلائیں کہ وہ اپنے کو جماعت کے نظام سے بالاتر نہ سمجھیں۔

(۶) امراء کے طبقہ نے ابھی تک اس طرف توجہ نہیں کی۔ ان سے بالخصوص درخواست ہے کہ خدا کے دیئے ہوئے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کردیں، یہ ان کے لئے برکت کا موجب ہوگا۔

خاکسار محمد علی

وصایا و تبلیغ بلادِ غیر

ماہ ستمبر ۱۹۴۷ء

(۱) جناب حافظ محمد بخش صاحب اوکاڑہ	۰	۰	۱۰	قسط وصیت
(۲) جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع لائلپور	:	۵	۸	" " "
(۳) جناب چوہدری محمد سعید صاحب کھنڈ سیالکوٹ	۰	۱۳	۳	" " "
(۴) معرفت مولوی مرتضٰی خان صاحب مسلم ٹاؤن	۰	۰	۴	" " "
(۵) بیگم صاحبہ ڈاکٹر این اے خان صاحب رنگون	۰	۰	۲۶۴	" " "
(۶) بیگم صاحبہ شیخ حفیظ اللہ صاحب سیالکوٹ	۰	۰	۱۵	" " "
میزان:-	۰	۲	۳۰۵	

ماہ اکتوبر ۱۹۴۷ء

(۱) جناب حافظ محمد بخش صاحب اوکاڑہ	۰	۰	۱۰	قسط وصیت
(۲) جناب چوہدری علی محمد صاحب چک ۹/۴	۰	۰	۴۵۰	" "
(۳) جناب شیخ نثار احمد صاحب بی اے وزیرآباد	۰	۰	۴۰	" "
(۴) جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع لائلپور	۰	۵	۸	" "
(۵) جناب چوہدری محمد سعید صاحب کھنڈ سیالکوٹ	۰	۱۳	۳	" "
(۶) جناب حافظ محمد بخش صاحب اوکاڑہ	۰	۰	۱۰	" "
میزان کل:-	۰	۲	۵۲۲	

مرتضٰی خان۔ اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

اشتہار مشعر حکم حاضری

زیر آرڈر ۵ - قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب خان محمد سرفراز خان صاحب

ایم۔ ایس۔ سی۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ سب جج صاحب بہادر کوئٹہ۔

نمبر مقدمہ ۲۲/۴۷ متفرق مرجوعہ ۸/۴/۴۷

اصل مثل ۶۸/۴۷ دیوانی مرجوعہ ۱۳/۵/۴۷

فیصلہ ۲۸/۷/۴۷

درخواست منسوخی ڈگری یکطرفہ مصدرہ ۱۸/۷/۴۷۔

(۱) غلام محی الدین ولد فتح دین ماسٹر خالصہ ہائی اسکول کوئٹہ۔

(۲) جگن ناتھ ٹھیکیدار ولد ولد لالہ کرمچند سکنہ میکانکی روڈ کوئٹہ مدعیان

بنام

میسرز کنہیا لعل نانک رام اینڈ کمپنی مینوفیکچرز ہائی کلاس کنفیکشنرز اینڈ بسکٹس سکھر بتوسط جہامن داس ولد جگوپل مدعا علیہم۔

نوٹس بنام جگن ناتھ ٹھیکیدار ولد لالہ کرم چند میکانکی روڈ کوئٹہ ریسپانڈنٹ

ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہم نے درخواست منسوخی ڈگری یکطرفہ مصدرہ ۱۸/۷/۴۷ بعدالت گذرانی ہے اور مستدعی ہے کہ ڈگری یکطرفہ منسوخ کی جاوے۔ نوٹس درخواست ہذا تمہارے نام جاری کیا گیا۔ لیکن چونکہ تم یہاں سے چلے گئے ہو۔ اور معلوم نہیں کہ کہاں قیام پذیر ہو لہذا بذریعہ اشتہار ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بتاریخ ۲۹ ماہ نومبر ۱۹۴۷ء کو بمقام کوئٹہ حاضر عدالت ہذا آکر وجوہات بتلائی جاویں کہ کیوں نہ درخواست منسوخی ڈگری منظور کی جاوے لہذا اگر تاریخ مقررہ بالا پر حاضر نہ ہو سکے تو کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔

آج بتاریخ ۴ ماہ نومبر ۱۹۴۷ء کو بہ ثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

(مہر عدالت) دستخط حاکم

فوری ضرورت ہے

انجمن کے لئے ایک لکھے پڑھے محصل کی ضرورت ہے جو لاہور شہر اور مضافات سے چندہ وصول کرسکے۔ سائیکل سوار ہو سلسلہ سے تعلق رکھتا ہو۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں

جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اشتہار مشعر حکم حاضری

زیر آرڈر ۹ - قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی -

بعدالت جناب خان محمد سرفراز خان صاحب

ایم۔ ایس۔ سی۔ ایل۔ ایل۔ بی سب جج صاحب بہادر کوئٹہ

نمبر مقدمہ ۱۵۴ بابت ۱۹۴۷ء

سیٹھ موسیٰ جی سول پروپرائٹر سیٹھ موسیٰ جی عیسیٰ جی اینڈ سنز مرچنٹ مشن روڈ کوئٹہ - مدعی

بنام

(۱) میسرز حویلی رام کستوری لعل دوکاندار سکنہ سورج گنج بازار کوئٹہ

(۲) میسرز پاکستان جنرل سٹورز سورج گنج بازار کوئٹہ - مدعا علیہم -

دعوے بیدخلی دوکان و وصولی بقایا کرایہ -

بنام

میسرز حویلی رام کستوری لال دوکاندار سکنہ سورج گنج بازار کوئٹہ -

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی میسرز حویلی رام کستوری لعل یہاں سے چلے گئے ہیں اور معلوم نہیں کہاں رہتے ہیں - اس لئے اشتہار ہذا بنام میسرز حویلی رام کستوری لعل مذکوران جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکوران ۲ ماہ دسمبر ۱۹۴۷ء کو بمقام کوئٹہ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یک طرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۰ ماہ نومبر ۱۹۴۷ء کو بہ دستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

(مہر عدالت) دستخط حاکم

خواتین سلسلہ کا چندہ ماہوار

ہمارے سلسلہ کی بعض خواتین بھی ماہوار چندہ میں حصہ لیتی ہیں اور ان میں لاہور کی خواتین بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ سے بعض خواتین کی طرف سے ادائے چندہ ماہوار میں تساہل ہو رہا ہے ان کو دفتر سے یاددہانی کی جا رہی ہے امید ہے کہ خواتین اپنے اپنے بقائے ادا کرکے ثواب دارین حاصل کریں گی اور آئندہ باقاعدہ چندہ مرحمت فرماتی رہیں گی۔ تمام جماعتوں کی خواتین کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ حتی الامکان اس کار خیر میں شرکت فرمائیں۔

خاکسار، مرتضٰی خان اسسٹنٹ سیکرٹری

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

پیغام صلح

جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۴ شوال المکرم ۱۳۶۶ھ | نمبر ۳۲

مسیح کی آمد ثانی اور حضرت مرزا صاحب کا مقام

خواجہ عباد اللہ اختر صاحب نے اپنے مضمون میں اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ

"جب امت "خیر امۃ" بہترین امت ہے تو جو آئمہ دین ہونگے ان کا درجہ انبیائے سابقین سے اعلیٰ ہی ہونا چاہیئے"

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ:-

"افسوس کہ مرزا صاحب نے اپنا اصلی مقام یا تو نہ پہچانا یا اتنا کم بتایا کہ میرے نزدیک خاتم النبیین کے متبعین کی توہین کی تقلیداً آپ بھی ان کو مثیل مسیح کہہ رہے ہیں امت مسلمہ کے لئے یہ کونسی فخر کی بات ہے کہ تیرہ صدیوں کے بعد ان میں ایک نبی نکلو اور وہ بھی ایک اسرائیلی نبی کا مثیل ہو"........

کسی وقت ایک الہامی شعر ممدوح کی زبان سے نکل گیا

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

لیکن افسوس ہے آج تک جماعت احمدیہ نے اس کی طرف توجہ نہ کی"

یہ صحیح ہے کہ امت مسلمہ کا درجہ انبیائے سابقین سے اعلیٰ ہی ہونا چاہیئے اور ہے، لیکن خواجہ صاحب نے یہ کیونکر فرض کر لیا کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو مثیل مسیح کہکر اپنا درجہ کم کر دیا ہے مثیل ہونے سے کسی کا درجہ کم نہیں ہو جاتا خود حضرت نبی کریم صلعم کو مثیل موسےٰ قرار دیا گیا ہے انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ اب اس مماثلت کے باوجود حضرت نبی کریم صلعم کا درجہ حضرت موسےٰ کم نہیں ہو

---

* غالباً یہ اشارہ قادیانی جماعت کے معتقدات کی طرف ہے ورنہ خواجہ صاحب کو معلوم ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتی نہ ان کا دعوےٰ نبی ہونے کا تھا۔

گیا بلکہ بہت بڑھا ہوا ہے حضرت مرزا صاحب نے بھی اپنے آپ کو مثیل مسیح قرار دینے کے باوجود اپنے آپ کو مسیح علیہ السلام سے افضل ٹھیرایا ہے چنانچہ ایک تو وہ الہامی شعر خواجہ صاحب نے نقل کیا ہے اس پر شاہد ہے ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

- - - - - - - - - -

خواجہ صاحب کا یہ خیال کہ جماعت احمدیہ نے اس شعر کی طرف توجہ نہ کی صحیح نہیں اس شعر پر غیر از جماعت حلقوں سے بیسیوں مرتبہ اعتراض ہوئے اور ان کے جواب دیئے گئے، اور صرف اس شعر ہی پر منحصر نہیں، حضرت مرزا صاحب نے کئی تحریرات میں مسیح ناصری پر اپنی فضیلت کا اظہار کیا ہے ملاحظہ ہوں فقرات ذیل:-

(۱) "خدا نے اس امت سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھکر ہے اور اس نے دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیا خدا ہے جو احمد کے ادنےٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنے وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمدیہ کے غلام سے بھی کمتر ہے"

(دافع البلاء صفحہ ۱۳)

(۲) پس اس امت مرحومہ کی فطرت عالیہ کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسکو حکم ہوا ہے کہ تمام گذشتہ متفرق کمالات کو اپنے اندر جمع کر و یہ تو عام طور پر حکم ہے اور خواص کے مدارج خاصہ اسی سے معلوم ہو سکتے ہیں، اسی وجہ سے اس امت کے بعض کامل صوفی اس پوشیدہ حقیقت تک پہنچ گئے ہیں کہ انسانی فطرت کے کمال کا دائرہ اسی امت نے پورا کیا ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۱)

(۳) خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اور اس کی شریعت اکمل اور اتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھی تو پھر اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے، اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے تھے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی وھذا تحدیث نعمت اللہ ولا فخر۔

اسی قسم کی بیسیوں عبارات حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں موجود ہیں جن میں آپ نے مسیح علیہ السلام پر اپنی فضیلت بیان کی ہے۔ اس لئے خواجہ صاحب کا یہ خیال کہ مسیح کا مثیل ہونے کی وجہ سے آپ نے اپنے آپ کو مسیح سے کمتر ٹھیرایا ہے صحیح نہیں ہے۔

مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے متعلق خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ:-

" مسیح نے اپنی آمد ثانی کی پیشگوئی کی اور یہ انجیل سے ثابت شدہ ہے کہ آنجناب دوبارہ آئے اور اس وقت آئے جب واقعہ صلیب کے بعد حواریوں پر ظاہر ہوئے اور ان میں رہے ان کو مردہ سمجھ کر مردوں میں رکھا گیا اور وہ تیسرے دن جی اٹھے کیا یہ آمد ثانی نہیں اب کیا آمد ثالث کا انتظار ہے"

اور اس کے ساتھ ہی بخاری کی نزول عیسیٰ والی حدیث کو "الحاقی بے معنی حدیث" قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"بنی عباس کی سیاسی چال تھی کہ ایسی حدیثیں وضع ہوئیں"

خواجہ صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمیں تو اب نہ مسیح کی آمد ثانی کا انتظار ہے اور نہ آمد ثالث کا، لیکن یہ بھی صحیح نہیں کہ مسیح کا مردوں میں سے اٹھ کھڑے ہونا، ان کی آمد ثانی تھی، انجیل ہی میں ایلیا کی بھی آمد ثانی کا ذکر ہے اور اسی انجیل میں حضرت مسیح نے یوحنا یعنے یحییٰ کو ایلیا کی آمد ثانی قرار دیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ آمد ثانی سے خود اسی کا آنا مراد نہیں ہوتا، جس کی نسبت پیشگوئی ہو، بلکہ اس کے مثیل اور ہمرنگ کا آنا مراد ہوتا ہے بخاری کی حدیث کو آپ "الحاقی بے معنی" کہتے ہیں لیکن تمام امت محمدیہ بالاتفاق اسکو صحیح مان کر مسیح کی آمد ثانی کی منتظر رہی ہے یہاں تک کہ زمانہ قریب کے بڑے بڑے صوفیا اور اولیاء یہ خواہش کرتے چلے آئے ہیں کہ انہیں مسیح کا زمانہ مل جائے حضرت مجدد الف ثانی بھی مسیح کی آمد ثانی کا عقیدہ رکھتے تھے، یہ الگ بات ہے کہ ان بزرگوں پر آمد ثانی کی اصل حقیقت منکشف نہ ہوئی ہو، اور ہمیشہ پیشگوئیوں کے معاملہ میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ ان کی حقیقت وقت پر ہی کھلا کرتی ہے لیکن اس حقیقت کا انکار نہیں ہو سکتا کہ تمام امت محمدیہ کا یہ عقیدہ رہا ہے کہ مسیح علیہ السلام آخری زمانہ میں دوبارہ آئیں گے، اور اس عقیدہ کی بنا بخاری کی وہی حدیث تھی جس کو آج خواجہ صاحب اور ان کے بعض ہمنوا "الحاقی بے معنی حدیث" قرار دے رہے ہیں۔

ان تمام حقائق سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم یہ بھی کہیں گے کہ جس حالت میں خواجہ صاحب خود مانتے ہیں کہ اس امت کے صلحا کا درجہ سابق انبیاء سے اعلیٰ وارفع ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ آنحضرت صلعم نے بعض صحابہ کو بعض سابق انبیاء سے مماثلت کی وجہ سے ان کے نام دیدیئے، مثلاً حضرت عمرؓ کو حضرت نوحؑ سے اور حضرت علیؓ کو حضرت ہارونؑ سے تشبیہہ دی، تو اگر حضرت مرزا صاحب کو حضرت مسیح علیہ السلام سے مماثلت دی جائے تو اس میں کیا حرج ہے یہ ایک مجاز کا رنگ ہے اور عام طور پر اسی قسم کے نام لوگ ایک دوسرے کو دیدیتے ہیں جیسے مسیح الملک حکیم اجمل خاں۔ حضرت مرزا صاحب نے اسی حقیقت کا ذکر ان اشعار میں کیا ہے ؎

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جسکی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

خواجہ صاحب نے ایک سوال یہ بھی کیا ہے کہ:-

"کونسی بات بحیثیت مجدد اور مجتہد نئی کہی یا کی"

اور اس کے ساتھ ہی مسئلہ جہاد پر بھی کچھ ارشاد فرمایا ہے جس پر ہم آئندہ اشاعت میں مفصل روشنی ڈالیں گے، لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے مجدد اور مجتہد ہونے کا جہاں تک تعلق ہے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ

(۱) آپ نے ایک ایسے علم کلام کی طرح ڈالی، جس کے سامنے تمام دشمنان اسلام کے سرنگوں ہو گئے اور قرآن کی عظمت کے سامنے وہ ٹھیر نہ سکے، آپ نے بتایا کہ ایک الہامی کتاب کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ جس بات کا دعوےٰ کرے اس کی دلیل بھی خود دے، نہ یہ کہ اس کے

. . . .

قرآن کریم میں جہانگیری اور حصول سلطنت کے اصول

مسلمانوں کو باہمی اتحاد و اتفاق کی تعلیم

پاکستان میں غیر قوموں کی توقعات

ملک گیری کے اصولوں میں فروتنی اور عاجزی کی تلقین

خطبہ جمعہ مورخہ ۴ رجولائی ۱۹۴۷ء - از مولانا مولوی صدرالدین صاحب بمقام لاہور

لله ما فی السموات وما فی الارض وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه یحاسبکم به الله فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء والله علی کل شیء قدیر........ فانصرنا علی القوم الکافرین۔

جنگوں میں نصرت الٰہی کی دعا۔ یہ قرآن کریم کی سب سے پہلی سورت البقرہ کا آخری رکوع ہے۔ اس رکوع کے اندر تمام سورت کے مضامین کو جمع کیا ہے جن مضامین سے اس سورت کی ابتدا کی گئی اور اس کی بنیاد رکھی گئی تھی انہی پر اسکو ختم کیا ہے، اس رکوع کا آخری جملہ ہے فانصرنا علی القوم الکافرین ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ اور نصرت عطا فرما، اس سورت میں جنگ کے احکام ہیں، اپنی جان، اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کر دینے کا حکم دیا گیا ہے اور آخر میں یہ دعا سکھائی ہے کہ اے خدا! یہ کافر جو ہمیں مٹانا چاہتے ہیں ان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔ خدا کی مدد کے بغیر کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی۔ اسباب اور ذرائع خواہ کتنے بھی ہوں خدا کی مدد نہ ہو تو کوئی کام نہیں دیتے۔ اسی لئے نصرت طلب کرنے کی دعا سکھائی۔

شروع رکوع میں فرمایا لله ما فی السموات وما فی الارض جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ خدا ہی کی ملکیت ہے، تمام اسباب، اور ذرائع اسی کے پیدا کئے ہوئے اور اسی کے دست قدرت میں ہیں فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء پس جس کے اعمال اس بات کے متقضی ہوں کہ وہ مصائب اور عذاب سے بچایا جائے وہ بچ جاتا ہے اور جس کے اعمال اچھے نہ ہوں وہ اپنے اعمال کا نتیجہ عذاب کی صورت میں پاتا ہے۔

حصول ملک اور بادشاہت کیلئے دعا اس رکوع میں دشمن اور اس کے ارادوں کا بھی ذکر ہے اگر دشمن مٹانا چاہتا ہے تو خدا کے آگے گرنا اور اس کی عبادت کرو اور گڑگڑانا سکھو، سورۃ آل عمران میں یہ دعا سکھائی ہے اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر۔ اے اللہ اگر تیری مشیت ہو اور مسلمان تیرے احکام پر چلتے رہیں تو تو ان کو ملک اور بادشاہت دے دیتا ہے اور اگر دشمنان اسلام کوشش کریں کہ اس دین کو برباد کر دیا جائے تو بادشاہت کو چھین بھی لیتا ہے وتعز من تشاء وتذل من تشاء اور وہ قوم جو تیرے دین پر چلتی ہے تو اس کو عزت دیتا ہے اور جو تیرے دین کو چھوڑتی ہے اس کو تو ذلیل کر دیتا ہے الغرض لشکر آراستہ کرنے سے پیشتر اور اسباب حرب جمع کرنے سے پیشتر ملک کے حصول کی دعا سکھائی ہے۔

اتحاد اور یکسوئی کی تعلیم اسباب میں جماعت کے اتحاد اور اتفاق اور یکسوئی اور ہم آہنگی کی تلقین فرمائی ہے اور ایک بات سکھائی جس کے بغیر کوئی کامیابی نہیں ہوسکتی، وہ یہ ہے کہ تمہاری جماعت اور تنظیم مکمل ہونا چاہیئے۔ ایک جگہ فرمایا اینما تولوا فثم وجه الله جس طرف تمہارا منہ ہے اسی طرف اللہ کی توجہ ہے یعنی کامیابی تمہارا استقبال کرے گی۔ دوسری جگہ فرمایا اینما تکونوا یات بکم الله جمیعا یعنی قبلہ کی طرف تمام مسلمانان دنیا کا منہ کرکے عبادت الٰہی کے لئے کھڑے ہونے کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ تمام مسلمان ایک ہو جائیں اور ان کا مقصد وسطح ہو اور اپنے اندر یکسوئی اور ہم آہنگی رکھتا ہو قرآن کریم نے کعبۃ اللہ کے ذریعہ دنیا جہان کے مسلمانوں کے درمیان یکجہتی پیدا کی ہے، ہر قوم اور ہر ملک کا مسلمان وہاں جاتا اور ایک وحدت اور اخوت کا ثبوت دیتا ہے، دونوں باتیں سکھائی ہیں، جو کعبۃ اللہ میں عملی صورت میں پائی جاتی ہیں، زمین و آسمان کے بادشاہ کے ساتھ تعلق اور باہم اس قدر جوڑ کہ ایک برادری نظر آتی ہے، قبلہ رخ کھڑے ہونے کی حقیقت کی طرف دھیان ہونا چاہیئے۔

اسی حقیقت کی طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی ایک طرح سے تلقین فرمائی ہے فرمایا مثل المسلمین کالبنیان یشد بعضھم بعضا ثم شبک بین یدیه حضرت نبی کریم صلعم نے مسلمانوں کو باہم اس قدر اتحاد و اتفاق کی تلقین کی کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں ڈال کر فرمایا کہ ایسا زبردست اتحاد ہونا چاہیئے۔ پھر فرمایا کہ مسلمانوں کو ایسا متحد ہونا چاہیئے کانھم بنیان مرصوص جیسے سیسہ پلائی دیوار، خدا نے بڑے زور کے ساتھ فرمایا واعتصموا بحبل الله جمیعا خدا کی رسی کو مضبوطی سے سب مل کر پکڑ لو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا خدا کی رسی کونسی ہے فرمایا۔ القرآن ھو حبل الله الممدود من السما الی الارض قرآن کریم اللہ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین کی طرف لٹکائی گئی ہے، تو قرآن کو مضبوطی سے پنجہ مارنے کا حکم دیا اور فرمایا ولا تفرقوا اس کو پنجہ مارنے کے معنے یہ ہیں کہ ٹکڑے ٹکڑے نہ ہونا منتشر نہ ہونا۔

یہود اور نصاریٰ کا ایک دوسرے پر اعتراض قرآن سے پہلے جس قدر دنیا گذری اس کی حالت یہی تھی کہ کل حزب بما لدیھم فرحون ہر گروہ اپنے اپنے دین و مذہب پر ہی خوش تھا، اور دوسروں کے دین کو بے بنیاد سمجھتا تھا، قرآن کریم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم یہودیوں کا طریق اختیار نہ کریں اور نہ عیسائیوں کا، وہ کیا طریق تھا، فرمایا وقالت الیھود لیست النصاریٰ علی شیء یہود کہتے ہیں کہ نصرانی جو ہیں قطعاً کوئی دین ان کا نہیں جو کسی بنیاد پر قائم نہیں، اور آگے پھر عجیب بات فرمائی وھم یتلون الکتاب وہ دونوں کتاب کو پڑھتے ہیں، دونوں کی تعلیمات آسمانی ہیں، ایک ہی کتاب پر دونوں کی بنیاد ہے، باوجود اس کے ایک دوسرے کو جھٹلاتے ہیں۔

مسلمانوں کے لئے سبق۔ یہ مسلمانوں کو سبق تھا کہ تمہارا حشر بھی کہیں ویسا نہ ہو۔ وہ تو تورات کو پڑھتے تھے، اور مسلمانوں کے ۷۲ فرقے قرآن کو پڑھتے ہیں۔ اور پھر ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں وھم یتلون القرآن حالانکہ سب قرآن پڑھتے ہیں اس سے منع کیا ہے، تمام رستوں پر قرآن نے روشنی ڈالی ہے۔ کوئی ایسا گڑھا جس میں انسان گر سکتا تھا باقی نہیں رہنے دیا، کوئی گوشہ نہیں چھوڑا جو لا اله الا الله کہنے والوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کا موجب ہو سکے، ہر سال کعبۃ اللہ میں تمام قوموں کو جمع کرکے دکھایا جاتا ہے کہ مسلمان ایک ہے، لیکن باوجود اس کے کہ خدا نے حکم دیا تھا کہ یات بکم الله جمیعا باوجود اس کے کہ لا تفرقوا کا حکم دیا تھا پھر بھی تفرقہ پیدا کیا گیا۔

مسلمانوں کے باہمی اتحاد کیلئے رسول اللہ صلعم کی تلقین رسول اللہ صلعم نے بڑا زور اس بات پر دیا ہے کہ تمام مسلمان ایک ہیں، فرمایا کہ مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں اذا اشتکی عضو تداعی له سائر الجسد بالسھر والحمی کله جب ایک حصہ جسم کو تکلیف ہوتی تمام جسم بیمار ہوتا ہے کبھی نیند نہیں آتی اور کبھی بخار میں مبتلا رہتا ہے، یہی حال ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے متعلق ہونا چاہیئے، کافر کے بالمقابل مسلمان کو کس طرح مضبوط ہونا چاہیئے اور کس طرح آپس میں رحیم و کریم ہونا چاہیئے پھر کھلے طور پر یہ بھی فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر کبھی نہ کہے فرمایا اصل الایمان الکف عمن قال لا اله الا الله محمد رسول الله لا تکفره بذنب ولا تخرجه من الاسلام بعمل۔ اصل ایمان یہی ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے سے رک جائے۔ لا اله الا الله محمد رسول الله کہنے والے کا کوئی بھی عمل یا گناہ ہو اس کو کافر نہیں کہہ سکتے اور خارج از اسلام قرار نہیں دیا جاسکتا۔ پھر فرمایا اس شخص نے ایمان کی لذت حاصل کر لی من رضی

۹ ؎ وقالت النصاریٰ لیست الیھود علیٰ شیء نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کا قطعاً کوئی دین نہیں۔

بذلک ربا وبالاسلام دینا ومحمد نبیا - جو اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلعم کے نبی ہونے پر راضی ہوگیا اور فرمایا بنی الاسلام علی خمس اسلام کی بناء پانچ باتوں پر ہے (۱) کلمہ شہادت اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) حج (۵) زکوٰۃ، اس کے پرے اور دینیات کی اور کوئی چیز نہیں، جو شخص ان چیزوں کا قائل ہو، اس کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ اور ان ارکان اسلام کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے جس پر ایمان لانا ضروری ہو۔

ہندوستان کے مسلمانوں کا اتحاد

آج تمام ہندوستان کے مسلمان ایک مقصد کے لئے اکٹھے اور متحد ہو گئے ہیں یہ بڑی مبارک بات ہے یہ وہ چیز ہے جسکو مسلمان خود پیدا نہیں کر سکتے تھے، یہ محض خدا کا فضل ہے جس نے یہ کیفیت پیدا کر دی، مبارک ہے وہ جو اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، اور مسلمانوں کے اس اتحاد کو ہر رنگ میں قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے لو انفقت ما فی الارض ما الفت بین قلوبھم - قائداعظم کی شخصیت نے پاکستان بھی حاصل کیا اور اس سے بڑھ کر یہ کام کیا کہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کر دیا۔

جہانگیری کے اصول

جہاں للہ ما فی السموات وما فی الارض میں مسلمان کو حصول سلطنت کی خوشخبری دی ہے وہاں اس کو جہانگیری کے اصول بھی بتلاتے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ دل تقوے اور خوف و خشیت الٰہی سے معمور ہو۔ خدا دلوں کو دیکھتا ہے، ان کو درست کرو اور اپنے اعمال کے اندر صلاحیت پیدا کرو۔ فرمایا للہ ما فی السموات وما فی الارض، آسمان کا اور زمین کا کوئی حصہ نہیں جہاں خدا کی حکومت نہ ہو وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ اگر تم جو کچھ دلوں میں ہے اس کو ظاہر کر دو یا اپنے ناپاک ارادوں کو چھپاؤ تو خدا پر وہ ظاہر ہیں اور وہ ان سب چیزوں کا محاسبہ کرتا ہے۔

اپنے نفس کا محاسبہ ضروری ہے

خدا محاسبہ کرتا ہے تو مسلمان کو بھی چاہیئے کہ اپنا محاسبہ کرتا رہے کہ کس حد تک وہ خدا اور اس کے رسول کے احکام پر عامل ہے، یہ محاسبہ اور یہ خیال کہ خدا ہر وقت دیکھ رہا ہے انسان کو اپنے اٹھتے بیٹھتے کا محاسبہ کرنا چاہیئے اپنی عادات و اخلاق کا محاسبہ کرنا چاہیئے جس طرح کہ دوسروں سے معاملہ کرتا ہے اس کا محاسبہ کرنا چاہیئے اس سے انسان کے اندر بے نظیر تبدیلی پیدا ہوتی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من حاسب نفسہ فی الدنیا لم یحاسبہ اللہ یوم القیامۃ اس کے بعد فرمایا فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء جو شخص چاہیے اپنے اعمال سے اپنے آپ کو بخشوا لے مبارک ہے وہ شخص جو خدا کے محاسبہ میں پورا اترے، ممکن ہے ایک شخص لوگوں کی نظروں میں اچھا ہو لیکن خدا کے محاسبہ میں ٹھیک ثابت نہ ہو، اس لئے خدا کی نظروں میں اپنے آپ کو درست رکھو اور اس کی ناراضگی سے بچو۔

وسعت قلب پیدا کرنے کی تلقین

آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون ملک گیری کے لئے وسعت قلب درکار ہے۔ اس کے بغیر کامیابی محال ہے۔ اس آیت کریمہ میں وسعت قلب پیدا کرنے کی تلقین فرمائی ہے، رسول پر خدا کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا وہ اس پر ایمان لایا، اور مومن بھی ایمان لاتے، کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ، رسول اور مومن سب اللہ پر ایمان لاتے، ملائکہ پر، کتابوں پر، رسولوں پر ایمان لاتے اور خدا کے رسولوں میں سے کسی پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے، یہ نظریہ قرآن ہی میں ملتا ہے کہ سب کتابوں اور سب رسولوں پر ایمان لانے کا حکم دیا، کسی اور کتاب میں یہ تعلیم نہیں دی گئی، نہ ویدوں اور نہ تورات میں یہ حکم ہے کہ ساری قوموں کے رسولوں اور تمام قوموں کی آسمانی کتابوں پر ایمان لایا جائے حضرت عیسیٰ تو یہاں تک کہتے ہی نہیں کہ خدا کے احکام کسی اور کو سنائے جائیں۔ ویدوں میں بھی یہی حکم ہے کہ کوئی غیر اس کو نہ پڑھے، لیکن محمد رسول اللہ صلعم کی نہ صرف اپنی تعلیم سب دنیا کے لئے ہے بلکہ دنیا کی دوسری اقوام کی مذہبی کتابوں کو بھی ماننے کا حکم دیا، اتنی بڑی بنیاد جو محمد رسول اللہ صلعم نے تمام قوموں کی وحدت کی رکھی کسی دوسرے بادشاہ کو نصیب نہیں ہوئی، سب کے اندر رسولوں کا آنا اور خدا کی طرف سے ہدایت نازل ہونا تسلیم کیا، اور مسلمانوں کو اس کے ماننے کی تلقین فرمائی

کعبۃ اللہ کی برکات اور نبی کریم صلعم کی وسعت قلبی

اور پھر کعبۃ اللہ کے ذریعہ سے سب قوموں کو ایک کر دیا۔ اس کے متعلق فرمایا ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین اس کے اندر برکات ہیں جو کبھی ختم نہیں ہونگی۔ تمام جہان کے لئے اس میں ہدایت ہے، تمام قومیں بلا تفریق اس جگہ جمع ہوتی ہیں کوئی تنگی اس کے اندر نہیں اس سے جو چشمے پھوٹتے ہیں، وہ تمام قوموں کے لئے ہیں، اتنا بڑا اعلان اور اتحاد، وحدت نسل انسانی کی اتنی بڑی کوشش کبھی کسی نے نہیں کی، اتنا وسیع دل محمد رسول اللہ صلعم کا تھا کہ عیسائی آئے تو ان کو مسجد میں جگہ دی، اس کے اندر عبادت کی اجازت دی، لیکن آج مسلمان کا دل تنگ ہو گیا ہے، وہ خود مسلمان کو بھی مسجد میں جانے کی اجازت نہیں دیتا۔ پیغمبر خدا صلعم وہ انسان ہیں جن کا کلیجہ بڑا وسیع ہے، مشرق و مغرب کے انسان اور سب قومیں آپ کی نظروں میں ایک ہیں۔ فرمایا انی اشھد ان عباد اللہ اخوۃ میں گواہی دیتا ہوں کہ تمام عباد اللہ بھائی ہیں اس فراخ دل پیغمبر کا ماننے والا آج تنگدل ہے وہ تو اپنے مسلمان بھائی کو بھی مسلمان کہنے کو تیار نہیں رہا تھا غیر کو کب اپنا بھائی یقین کرنے کو تیار ہو سکتا تھا۔

پاکستان سے غیر قوموں کی توقعات

آج پاکستان میں مسلمانوں سے غیر قوموں کی بڑی توقعات ہیں، مسلمانوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق اور غیر قوموں پر رحم اور ان کی حفاظت پاکستان کا دستور العمل ہونا چاہیئے قرآن نے فرمایا ہے لا نفرق بین احد من رسلہ ہمارا رویہ یہ نہیں کہ ایک پیغمبر کو مان لیں اور دوسری قوم کے پیغمبر کا انکار کریں۔ ہم سب پر یکساں ایمان لاتے ہیں۔

مسلمان کی شان اور اس کی دعا

اس کے بعد سکھایا مسلمانوں کی شان یہ ہونی چاہیئے، سمعنا واطعنا۔ ہم اللہ اور اس کے رسولوں کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں، اور عبادات کے بعد اسی کی بخشش پر سہارا ہے وہ دعا کرتے ہیں غفرانک ربنا تیری بخشش کے بغیر میرا گذارا نہیں غفرانک کوئی جملہ نہیں اس کے معنے ہیں تیری بخشش، کامل اضطراری کے وقت اتنا ہی مختصر کلمہ منہ سے نکلتا ہے، یہ بیقراری کا نقشہ ہے، سخت خطرہ کی حالت میں پورا جملہ انسان کے منہ سے نہیں نکل سکتا، اگر چور آتے تو ڈر کے مارے "چور" ہی کا لفظ زبان سے نکلتا ہے اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا اسی طرح غفرانک کا ایک بے قراری کا نقشہ ہے، اے مولا تیری بخشش، مطلب یہ ہے کہ تیری بخشش کے بغیر میرا ٹھکانا نہیں، الیک المصیر تیرے حضور میں آنا ہے، منہ کالا کر کے تو نہ آئیں۔

قرآن کے احکام انسانی وسعت کے مطابق ہیں

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حکم نہیں دیا جو انسان کی طاقت سے بالا ہو، توریت، انجیل اور وید میں بے شمار ایسے احکام ہیں جو انسانی عمل میں نہیں آ سکتے لیکن قرآن نے جو اعمال بتائے ہیں وہ سب انسانی طاقت کے مطابق اور قابل عمل ہیں، لھا ما کسبت جو نیک اعمال بجا لائے گا اس کا فائدہ اور اجر اسے ملے گا، وعلیھا ما اکتسبت اور اپنے اعمال سے جتنا چاہو دوزخ بناتے چلے جاؤ۔ عملوں ہی سے دوزخ اور بہشت بنتا ہے

ملک گیری کے اصولوں میں فروتنی اور عاجزی کی ضرورت

ملک گیری کے اصول تلقین فرماتے ہوئے ان آیات میں فروتنی اور عاجزی اور انکساری کی تعلیم دی ہے ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا، اے مولا ہم سے بھول چوک ہوا کرے گی وہ ہم کو معاف کیجیئے ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا اصر عہد کو کہتے ہیں، اور عہد کو توڑنے کی سزا کا نام بھی اصر ہے تو یہ دعا سکھائی تو اس میں بتایا کہ پہلے لوگوں میں ایسے ہوتے ہیں جن کو شریعت دی گئی (تورات اور انجیل کو عہد نامہ ہی کہا جاتا ہے) لیکن انھوں نے اس پر عامل ہونے کی بجائے اس عہد کو جو خدا سے کیا تھا توڑ کر رکھ دیا۔ اس لئے ان پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ ہم کو سکھایا ہے کہ ہم خدا کے عہد کو توڑ کر عذاب کے نیچے نہ آ جائیں ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ اے رب وہ بوجھ ہم پر مت ڈالیئے جس کی ہمیں طاقت نہیں، یہ ایسی بات ہے جو محمد رسول اللہ صلعم اور قرآن کو ماننے بغیر نہیں آ سکتی اس زمین و آسمان پر سوائے خدا کے کسی انسان کی حکومت نہیں۔ اور اس کائنات کے حوادث پر بھی سوائے خدا کے اور کسی کو قابو و قدرت نہیں ہے۔ ایسے حوادث بھی رونما ہوتے ہیں کہ ان میں یونہی لوگ پس جاتے ہیں وہ حوادث جو انسان کی طاقت سے باہر ہیں ایسے ایسے واقعات پیش آ جاتے ہیں کہ انسان جانتا بھی نہیں کہ کس طرح ہلاکت یا تباہی آ گئی ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص کسی سانپوں کے علاقہ میں گیا، اس نے کہا میں چھت پر جا کر سو جاؤں گا تاکہ سانپ وہاں نہ آ سکیں، صبح کے وقت ایک چیل کسی سانپ کو کہیں

(باقی صفحہ ۔ کالم ۔)

. . . .

ماننے والے اس کے دعوے کی وکالت کریں، آپ نے قرآن کریم کو اسی معیار پر سچا ثابت کیا، جیسا کہ آپ کے لیکچر جلسہ اعظم مذاہب سے ثابت ہے جس کو آج بھی ہر انگریزی اور اردو خوان...... ہر انگریز اور ہندوستانی اور دوسرے لوگ اسلام کی صداقت و معقولیت کا مرقع سمجھتے ہیں۔

(۲) آپ نے بتایا کہ قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ ہو سکتی ہے جیسا کہ بعض پہلے بزرگ مانتے آئے ہیں بلکہ اس پاک کتاب کا حرف حرف اور ایک ایک نقطہ ناقابل تنسیخ ہے اور شروع سے آخر تک نہایت باربط اور پاکیزہ علمی اور روحانی صداقتوں سے یہ کتاب مملو ہے۔

(۳) آپ نے اس بات پر بڑا زور دیا ...... اور بڑے بڑے علماء سے آپ کو اس بات پر بحث کرنی پڑی کہ قرآن کا درجہ احادیث اور فقہ سے بالاتر اور بلند تر ہے، اور کوئی حدیث، ور کوئی فقہی مسئلہ جو قرآن کے خلاف ہو ہرگز ماننے کے قابل نہیں قرآن کے بعد سنت نبوی کا درجہ ہے اور پھر وہ حدیث جو قرآن اور سنت کے مطابق ہو، اور سب سے آخر میں فقہ کا درجہ ہے جو قرآن اور سنت اور صحیح احادیث کے موافق ہو،

(۴) آپ نے قرآن سے یہ ثابت کر کے کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور اب جو مسیح آ سکتا ہے وہ آنحضرت صلعم کی امت اور آپ کے شاگردوں میں سے ہی آ سکتا ہے، عیسائیت پر موت وارد کر دی اور یہ ثابت کر دیا کہ زندہ نبی اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ آنحضرت صلعم ہیں، جن کی قوت قدسی اور فیض روحانی آج بھی کام کر رہا ہے اور قیامت تک کرتا رہے گا۔

(۵) آپ نے اس بات کو کھول کر بتایا کہ دجال جو آنے والا تھا وہ پادریوں کا گروہ اور تمام وہ عیسائی ہیں جو طرح طرح کے مکر و فریب سے لوگوں کو ورغلانے اور حکومت اور مال اور عورتوں کے ذریعہ سے مرتد کرتے ہیں اسی دقت تمام اسلامی دنیا اسی اعلان پر آپ کی مخالفت ہو گئی اور حکومت کو آپ کے خلاف اکسانے کی کوششیں کیں، لیکن آج وہ دن ہیں کہ وہی لوگ خود انگریزوں کو دجال لکھ رہے ہیں اور خود خواجہ صاحب بھی ان کے ہمنوا ہیں۔

(۶) آپ نے اس زمانہ میں جب تبلیغ اسلام کا فریضہ مسلمان بھلا چکے تھے، ایک جماعت اسی غرض سے بنائی کہ دنیا میں اشاعت اسلام کا کام کرے اور اس وقت جب اسلام تمام مذاہب کے حملوں کا آماجگاہ بنا ہوا تھا، اور خود مسلمان اس کی صداقت سے منہ موڑ رہے تھے، یورپ اور انگلستان میں اسلام کے غلبہ کی پیشگوئی کی جس کے پورا ہونے کے آثار آج نظر آ رہے ہیں۔۔۔ خود خواجہ صاحب کو بھی اعتراف ہے کہ اس جماعت نے تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام سنبھالا ہوا ہے جو ہر ایک مسلمان کا فرض اولین ہے اور اسی وجہ سے انھوں نے حضرت مرزا صاحب کو "مصلح اعظم" بھی لکھا ہے اور آپ کو وہ "شخصیت مانا ہے" جس نے اپنی عمر گرانمایہ کا بہترین حصہ آریہ، ہندوؤں اور سکھوں کے خود ساختہ مذاہب اور ان کی یاوہ گوئی کے خلاف صرف کیا۔"

پھر کیا ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے، اور آپ کو مصلح اعظم مانتے ہوئے یہ سوال جائز ہے کہ

"کونسی بات بحیثیت مجدد اور مجتہد ہونے کہی یا کی"

فرمائیے اور کونسی نئی بات کہی یا کی جاتی جس کو آپ مجدد اور مجتہد ہونے کی آپ دلیل سمجھتے، اگر یہ تمام باتیں آپ کے مجدد اور مجتہد ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتیں تو اور کونسے دلائل ہیں جن کی بنا پر کسی کو مجدد یا مجتہد قرار دیا جا سکتا ہے؟

اخبار (و) افکار

قتل و غارت اور ہندوستانی حکومت

مشرقی پنجاب میں قتل و غارت کا بازار ابھی گرم ہے بلکہ وہاں ..... وسیع ہو رہا ہے حتی کہ ریاستی علاقوں میں بھی مسلمانوں کو تباہ کرنے کا کام شروع کر دیا گیا ہے، اسی ہفتہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے گاؤں مرالہ (ریاست کپورتھلہ) اور دوسرے نواحی دیہات میں سکھ غنڈوں نے ہلہ بول کر انہیں لوٹ لیا اور ریاستی افواج نے جو حفاظت کے لئے متعین تھی ان غنڈوں کو روکنے کے بجائے ان کی مدد کی۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے تمام دوست ان دیہات میں سکونت پذیر تھے سکھوں کے دست تظلم سے بچ کر نکل آئے۔ فالحمد للہ علی ذالک ان کا مال، واسباب اور اثاث البیت لوٹ لیا گیا، اور شاید ان کے پیچھے ان کے گھروں کو بھی جلا دیا گیا ہو جیسا کہ عام قاعدہ ہے، اسی قسم کی خبریں ریاست فریدکوٹ سے بھی آ رہی ہیں کہ وہاں سے مسلمانوں کو نکل جانے کا حکم دیا گیا ہے اور پھر قتل و غارت بھی کیا گیا۔

اس سے قبل قادیان کے نواحی دیہات پر سکھ غنڈوں نے متعدد حملے کئے، اور بعض دیہات نے دو دو تین تین دن مقابلہ کر کے ان کا کچومر نکال دیا لیکن پولیس اور ملٹری نے ان غنڈوں کی امداد کر کے مسلمانوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا، انہی دیہات میں سے ایک فیض اللہ چک ہے جہاں سکھ غنڈوں کا تین دن تک مقابلہ کرنے کے بعد فوجی گولہ باری کی تاب نہ لا کر غریب مسلمانوں کو بھاگنا پڑا، اور انھوں نے قادیان جا کر پناہ لی اور پھر وہاں سے لاہور چلے آئے۔ انہی میں ہمارے کرم و محترم دوست شیخ فضل الرحمن صاحب اور حکیم عبدالمجید صاحب ہیں جو اس وقت لاہور میں پناہ گزین ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اور تمام مسلمانوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے انہیں بے شمار نقصان اٹھانا پڑا ہے خداتعالیٰ ہی اس کی تلافی فرمائے اور دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔

لیکن یہیں تک نہیں اب یہ فسادات اور سکھوں کی یورشیں گردی، ندھیانہ، انبالہ کرنال، رہتک، گڑگانوہ، اور سب سے بڑھ کر دہلی اور اس کے گرد و نواح میں پھیل چکی ہے اور ان تمام علاقوں میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ دہلی کے ڈپٹی کمشنر نے کھلے طور پر اعلان کیا ہے کہ سکھ مسلمانوں پر حملہ کر رہے ہیں، انہوں نے اب نو انچ سے زیادہ لمبی کرپان رکھنا بھی ممنوع قرار دیا ہے اس قدر قتل و غارت کے بعد کرپان پر یہ حد بندی کیا حقیقت رکھتی ہے، اگر ہندوستان کی حکومت کو فی الواقع سکھوں کی زیادتیوں کا احساس ہے اگر وہ موجودہ فتنہ و فساد کو تہذیب انسانیت اور خود اپنے لئے ایک کلنک کا ٹیکا سمجھتی ہے تو کیوں اسے سختی کے ساتھ نہیں روکتی اور ایسے فسادیوں کو کچل کر نہیں رکھ دیتی، زبان سے کچل دینے کی دھمکیاں دینا اور عملاً کچھ نہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

صحیح انتقام

اس کے ساتھ ہی ہم ان مسلمانوں سے بھی جو مشرقی پنجاب کے لرزہ خیز مظالم اٹھانے کے بعد مغربی پنجاب میں جذبہ انتقام سے دیوانے ہو رہے ہیں یہ کہیں گے، کہ وہ حوصلہ و صبر سے کام لیں، اور ایسی حرکات سے جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہوں اپنے پاک مذہب کو بدنام نہ کریں، یہ پاکستان کو زیادہ کمزور کرتے اور مشرقی پنجاب بلکہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی مصائب کو بڑھانے کا موجب ہوگا۔ مغربی پنجاب کی حکومت نے ہندوؤں اور سکھوں کی جان و مال کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اس ذمہ داری کو ٹھیس نہ لگائیں اور اکا دکا ہندوؤں یا سکھوں کو مار مار اس وحشت و بربریت کا مظاہرہ نہ کریں جو کفار کا طریق ہے، جذبہ انتقام کو تسکین دینے کا صحیح طریق یہ ہے کہ خداتعالیٰ کے آگے جھک جائیں، اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، اس سے مدد طلب کریں اور دعا کریں کہ وہ ایسی ظالم حکومت کو جس نے اتنا اودھم مچا رکھا ہے تباہ و برباد کرے، مظلوموں کی آہیں بڑا اثر رکھتی ہیں بشرطیکہ وہ جزع و فزع اور شکوہ و شکایت کا رنگ اختیار کرنے کے بجائے خدا کی جناب میں دلوں کے اندر سے نکلیں۔ اس وقت جو لکھو کھہا مسلمان مختلف کیمپوں میں پناہ گزین ہیں کیا نمازوں اور با جماعت نمازوں کی طرف ان کی توجہ ہے؟ کیا کیمپوں میں اذانوں اور نمازوں کا کوئی انتظام کیا گیا ہے اگر نہیں تو اس سے بڑھ کر خدا سے دوری اور قساوت قلبی اور کیا ہوگی، کہ ایسے سخت عذاب میں بھی اس احکم الحاکمین کے سامنے گردنیں نہ جھکیں اور وہ طریق اختیار کرنے کی کوشش کی جائے جو کفار کا طریق ہے یاد رکھئے اسلام نے ایسے لوگوں کو جن کی حفاظت کا ذمہ موجودہ مسلمان حکومت اٹھا چکی ہے، مارنے کی اجازت نہیں دی، اور عورتوں اور بچوں کو تو قطعاً مارنے کی اجازت نہیں دی، اس قسم کی حرکات اسلام اور پاکستان

درس [illegible]

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج من النار من قال لا الٰہ الا اللہ وفی قلبہ وزن شعیرۃ من خیر ویخرج من النار من قال لا الٰہ الا اللہ وفی قلبہ وزن برۃ من خیر ویخرج من النار من قال لا الٰہ الا اللہ وفی قلبہ وزن ذرۃ من خیر۔

انس سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک شخص آگ سے نکل آئیگا جو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے اور اس کے دل میں جو کے برابر بھی بھلائی ہو۔ اور ہر ایک شخص آگ سے نکل آئے گا جو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے اور اس کے دل میں گیہوں کے دانہ کے برابر بھلائی ہو اور ہر ایک شخص آگ سے نکل آئیگا جو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے اور اس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھلائی ہو اور ایک روایت میں بھلائی کی جگہ ایمان ہے۔

نوٹ از فضل الباری:۔ اس حدیث میں لا الٰہ الا اللہ کہنے سے مراد صرف اقرار توحید بھی ہو سکتا ہے جو فطرت میں مرکوز ہے اور اسلام میں داخل ہونا بھی ہو سکتا ہے۔ اگر دوسرے معنے لئے جائیں تو اس میں مسلمانوں کو دوزخ سے نکال لینے کا ذکر ہے خواہ کسی نے ایک ذرہ کے برابر ہی نیکی کی ہو۔ مگر اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسلمانوں کے سوا دوسرے لوگ نہ نکالے جائیں گے۔ بہرحال اس زمانہ کے کافر سازوں کے لئے سبق ہے کہ ہر ایک لا الٰہ الا اللہ کہنے والا یعنی ہر ایک مسلمان دوزخ سے نکالا جائے گا۔

عن عمر بن الخطاب ان رجلاً من الیہود قال لہ یا امیر المومنین اٰیۃ فی کتابکم تقرءونہا لو علینا معشر الیہود نزلت لاتخذنا ذالک الیوم عیداً قال ای اٰیۃ قال الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً قال عمرؓ قد عرفنا ذالک الیوم والمکان الذی نزلت فیہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو قائمٌ بعرفۃ یوم جمعۃ۔

عمر بن خطاب سے روایت ہے یہود میں سے ایک شخص نے ان سے کہا اے امیر المومنین تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو۔ اگر ہم یہود کے گروہ پر اترتی تو ہم اس دن کو عید مناتے کہا کونسی آیت ہے؟ کہا یہ کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور اسلام کا دین تمہارے لئے پسند کیا۔ حضرت عمر نے کہا ہم اس دن کو اور اس جگہ کو پہچانتے ہیں جس میں یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری اور آپ عرفہ میں جمعہ کے دن کھڑے تھے۔

نوٹ از فضل الباری:۔ یہ کہنے والے کعب بن الاحبار تھے جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے کہا ہم تو اس آیت پر اس قدر خوشی مناتے کہ اس دن کو عید مناتے حضرت عمرؓ نے کیا لطیف جواب دیا کہ یہ نازل ہی عید کے دن ہوئی کیونکہ وہ عرفہ تھا اور جمعہ کا دن تھا یعنی دو عیدوں کے دن اس کا نزول ہوا۔ عید بنانا کیا معنے۔

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اتبع جنازۃ مسلم ایماناً واحتساباً وکان معہ حتی یصلی علیہا ویفرغ من دفنہا فانہ یرجع من الاجر بقیراطین کل قیراط مثل احد ومن صلی علیہا ثم رجع قبل ان تدفن فانہ یرجع من الاجر بقیراط۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جاتا ہے [illegible] اور رضا الٰہی کو چاہتا ہو اور اس کے ساتھ رہتا [illegible] کا جنازہ پڑھا اور اس [illegible] فن سے فراغت ہو جائے تو وہ [illegible] لوٹتا ہے جن میں سے ہر ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جو شخص [illegible] آتا ہے اس سے پہلے کہ اسکو دفن کیا جائے تو وہ ثواب کا ایک قیراط لے کر واپس [illegible]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آؤ میں تمہیں ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے گا

میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو۔ اور انسان کیساتھ حق ہمدردی بجالاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو۔ کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں۔ اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے۔ جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو۔ ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے۔ جو خدا میں ہے۔ اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آیندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم ہو۔ تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ۔ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اس کیساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو۔ کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں۔ اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے اور تمہاری ساری نجات اسی سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قد افلح من زکّٰھا یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام [illegible] پرنٹر پبلشر [illegible] دفتر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

وصایا کی تحریک اور اس کی مختصر سی کیفیت

۱۳۷ اصحاب کی وصیتوں سے دو لاکھ کا سرمایہ

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ضروری مکتوب احباب جماعت کی خدمت میں

برادران مکرم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
وصایا کی تحریک اس رنگ میں کہ وصیت کرنے والے اپنی جائداد کا اندازہ کر کے دسویں سے لے کر تیسرے حصہ جائداد تک وصیت کر کے اور جائداد کا حساب لگا کر ایک معین رقم کی وصیت کریں اور پھر اس رقم کو اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ غالباً کوئی تین چار سال ہوئے شروع کی گئی تھی اور آج میں ایک مختصر سی کیفیت اس کی آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

اب تک اس رنگ میں وصیت کرنے والوں کی کل تعداد ۱۶۰ ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) ۵۲۔ اصحاب وہ ہیں جنہوں نے وصیت کی رقم معین کر کے ادا کر دی ہے اور ان کی کل رقم وصیت ۷۶۹۰۱ ہے۔

(۲) ۳۷ اصحاب وہ ہیں جنہوں نے وصیت کی رقم معین کر دی ہے اور اسے اپنی زندگی میں ادا کر رہے ہیں۔ ان اصحاب کی کل رقم وصیت ۸۰۱۰۱ جس میں سے ۲۹۳۲۶ کی رقم ادا ہو چکی ہے اور ۵۷۱۴۵ قابل ادائیگی باقی ہے۔

(۳) ۲۵ اصحاب وہ ہیں جنہوں نے اپنی رقم وصیت کی تعیین نہیں کی۔ مگر کچھ رقم بحساب وصیت ادا کر رہے ہیں ان کی طرف سے کل رقم وصول شدہ ۷۶۸۵ ہے۔

(۴) ۲۲ اصحاب وہ ہیں جنہوں نے وصیت کی رقم معین کر دی ہے مگر اس کی ادائیگی شروع نہیں کی ان کی کل رقم وصیت ۴۳۱۸۰ ہے۔

(۵) ۲۳ اصحاب وہ ہیں جنہوں نے ایک معین حصہ کی وصیت کی ہے مثلاً دسواں حصہ یا پانچواں حصہ یا تیسرا حصہ۔ مگر اپنی جائداد کا حساب کر کے تعیین رقم نہیں کی اور دفتر کو اپنی وصیت کی رقم کے اندازہ سے کوئی اطلاع نہیں دی۔

(۶) ان کے علاوہ وہ اصحاب ہیں اللہ تعالےٰ انہیں اپنی مغفرت و رضوان کا مقام عطا فرمائے۔ جو فوت ہو چکے ہیں۔ اور جن کی وصایا کی رقوم یا جائدادیں کچھ انجمن کے قبضے میں آ چکی ہیں یا اور کچھ ابھی باقی ہیں۔ ان کی کل تعداد ۱۸ ہے۔

یہ جو قسمیں نیچے درج ہیں سب سے پہلے ان اصحاب کو لیا جائے جن کی رقم وصیت معین ہے تو ان کی کل تعداد ۱۱۲ ہے اور ان کی کل رقم وصیت دو لاکھ سے اوپر ہے۔ جس میں سے ۹۹۸۶۱ روپے یا ایک لاکھ کے قریب رقم وصول ہو چکی ہے۔ اور ۲۵ اصحاب وہ ہیں جنہوں نے تعین رقم نہیں کی۔ مگر اپنی زندگی میں ادا کر رہے ہیں۔ اور ۷۶۸۵ روپے کی رقم ان کی طرف سے وصول ہو چکی ہے اس کے علاوہ وہ وصایا کی وصول شدہ رقوم یا جائدادیں ہیں جن کے کرنے والے فوت ہو چکے ہیں۔ اور جن سے نقدی وصول شدہ ۱۵۰۰۰ کے قریب ہے گرامی کے علاوہ جائداد ہے جس کی ماہوار آمد ۲۶۳ روپے ہے۔ اور جو جائداد ابھی منتقل نہیں ہوئی یا پورے طور پر قبضہ میں نہیں آئی۔ اس کی مالیت ۶۴۲۳ ہے۔

اب اگر صرف ۱۳۷ اصحاب کی وصیت سے اشاعت اسلام کے لئے دو لاکھ کا سرمایہ جمع ہو سکتا ہے، تو ۵۰۰ کی وصیتوں سے ۷ لاکھ روپیہ یا اس سے بھی زیادہ اس فنڈ میں جمع ہو سکتا ہے اور یہ ستر لاکھ روپیہ اگر مستقل سرمایہ کے طور پر زرعی یا سکنی جائداد یا تجارت یا انڈسٹری کی صورت میں لگایا جائے تو دس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی دے سکتا ہے۔ کبھی آپ نے غور فرمایا کہ اگر دس لاکھ روپے سالانہ آمد کا اگر مستقل انتظام ہو جائے تو تبلیغ اسلام کی کس قدر زبردست بنیاد ہو گی۔ اور دنیا میں خدا اور اس کے رسول کا نام کس طرح پھیل جائے گا۔ کسی نے اگر اپنے ورثا کے لئے دو چار ہزار یا دو چار لاکھ زیادہ چھوڑ دیا تو ورثا سے ان کی حیثیتوں میں کوئی بڑا فرق نہیں پڑے گا۔ لیکن اگر یہی دو دو چار سو دو دو چار چار ہزار روپیہ اور جن کو خدا نے اپنے فضل سے دیا ہے وہ دو دو چار چار لاکھ بھی دے سکتے ہیں تو قرآن مجید کے حکم کے ماتحت اور حضرت مسیح موعود کے ارشاد کے ماتحت وصیت کے رنگ میں تبلیغ فنڈ میں دے دیا جائے تو ہم دنیا کے ہر ایک ملک اور ہر قوم میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھ سکتے ہیں اور کل کو خدا چاہے تو اسلام کو دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم میں پھیلا ہوا دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کے ارشاد سے میں نے یہ سمجھا کہ آپ کا منشاء تھا کہ اموال وصیت کو مستقل سرمایہ کے طور پر لگایا جائے اور ایک حصہ صدقہ جاریہ کا کام دے اس لئے ہماری انجمن نے شروع سے ان اموال کو ایک مستقل سرمایہ کا رنگ دیا اس روپے کو خرچ نہیں کیا۔ بلکہ اس سے ایک مستقل جائداد پیدا کی گئی ہے جس کی آمد تبلیغ اسلام پر خرچ ہوتی رہے گی اور ہر وصیت کرنے والے کے لئے ایک صدقہ جاریہ ہے۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جس سے بلند تر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اس وقت تک اس سرمایہ سے جو جائداد خریدی گئی ہے وہ ۹۴۰۰۰ روپے کی ہے۔ اور اس سے مستقل ماہوار آمد ۱۹۶ روپے ہے۔ اس کے علاوہ پچھلے سال انجمن نے کوئی دو لاکھ روپیہ کے قریب مستقل جائداد بصورت اراضی زرعی کے پیدا کرنے پر خرچ کیا۔ اور اس ضمن میں ابھی ڈیڑھ لاکھ کے قریب اور قابل ادائیگی ہے۔ مگر اس ساڑھے تین لاکھ کے خرچ سے ایسی جائداد پیدا کی ہے جو خدا چاہے تو لاکھ پون لاکھ روپے کے قریب سالانہ آمد دیتی رہے گی۔ مگر وصایا فنڈ میں اس قدر روپیہ جمع نہ تھا۔ اور دوسرے صیغوں سے قرض لیکر یہ کام کیا گیا ہے۔ اس لئے اب میں اپنے احباب کو جنہوں نے اب تک وصیت نہیں کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ ثواب کے اس عظیم الشان کام میں جلد سے جلد شامل ہوں۔

ہر سال ہم میں سے دو چار دس پرانے اصحاب اپنے مولےٰ سے جا ملتے ہیں اور کوئی نہیں جانتا اس کے لئے وقت مقرر کونسا ہے۔ جو گذر گئے ان کو پتہ نہ تھا کہ انھوں نے اس قدر جلد اس دنیا کو چھوڑ دینا ہے اور جو باقی ہیں انہیں یہ پتہ نہیں کہ ان کی باری کب آنے والی ہے ایسا نہ ہو کہ وہ وقت سامنے آئے تو ہماری زبان حال پر یہ لفظ ہوں۔

ربِّ لولا اخّرتنی الی اجلٍ قریبٍ فاصّدّق واکن من الصالحین۔ اے میرے رب کیوں تھوڑی سی اور مہلت تو نے نہ دی کہ میں صدقہ کرتا اور نیکوں میں سے ہو جاتا ہو آج ہزاروں کی تعداد میں وہ لوگ ہیں جن کی جائدادیں ایک آن کی آن میں جل کر خاک ہو گئیں۔ پھر ہمیں اپنے ہاتھ سے کچھ دینے میں کیوں تامل ہو کہ سوچتے سوچتے سالہا سال نکل جائیں آیئے اپنے ہاتھوں سے کچھ خرچ کر کے اپنے مالک کی رضا کا سامان کریں۔

۱۔ ان اصحاب سے جنہوں نے اب تک وصیتیں نہیں کیں میری یہ درخواست ہے کہ وہ اب اس میں ایک لمحہ توقف کو بھی گناہ سمجھیں اور اپنی وصیت لکھ کر بھیج دیں۔

۲۔ وہ اصحاب جنہوں نے وصیت کی ہے مگر تعیین نہیں میری درخواست ہے کہ وہ اپنی جائدادوں کا حساب کر کے وصیت کی رقم متعین کر دیں۔

۳۔ ان اصحاب سے جو تعین کر چکے ہیں یا کریں گے میری یہ درخواست ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اس رقم کی روانگی شروع کر دیں۔ تا کہ ان کا صدقہ جاریہ ان سے پہلے مستقل لے کے ہاں پہنچ جائے اور جب وہ اپنے مولےٰ سے جا کر ملیں تو ان کا صدقہ جاریہ ان کا صالح ترین عمل ان کے استقبال کے لئے وہاں موجود ہو۔

۴۔ اور ان اصحاب کے ورثاء سے جو فوت ہو چکے ہیں یہ درخواست ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی وصایا کو جلد سے جلد عملی جامہ پہنا کر ان کی روحوں کو خوش کریں۔ خاکسار

محمد علی

اُن اصحاب کی فہرست جن کی رقم وصیت زندگی میں ادا ہو چکی ہے

تا ۱۵ر اپریل ۱۹۴۷ء

نمبر شمار	نام موصی	رقم ادا شدہ	کیفیت
۱	میاں احمد علی صاحب ۔ مرار	۴۰۰	مبلغ کہزار ... واکر ... حصہ تھا مزید ... ۲۳۳۳ کی ... کی ہے جو ... حصہ
۲	حضرت مولنا عزیز بخش صاحب ۔ لاہور	۱۰۰۰	
	"	"	
	"	"	
	"	"	
۳	مولینا مولوی عبداللہ صاحب مبلغ انجمن	اراضی ۹ کنال ۱۲ مرلے	

نمبر شمار	نام موصی	رقم اداشدہ	کیفیت
۴	چوہدری محمد بخش صاحب چک ۲/۴L اوکاڑہ	۱۶۸۰—۰—۰	
۵	چوہدری اکبر دین صاحب " "	۱۰۰۰—۰—۰	
۶	ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	۶۰۰۰—۰—۰	
۷	شیخ محمد یوسف صاحب گرگھتی۔ مبلغ	دہم حصہ پالیسی یعنی ۷۵—۰—۰	
۸	ڈاکٹر سید تفضل حسین شاہ صاحب بھاٹی گیٹ لاہور	۵۰۰—۰—۰	
۹	معلوم الاسم صاحب۔ لاہور	۱۰۰—۰—۰	
۱۰	حضرت امیر مولٰنا مولوی محمد علی صاحب مسلم ٹاؤن لاہور	نقد ۲۰۰۰—۰—۰ جائداد ۸۰۰۰—۰—۰	۱۰۰۰۰—۰—۰
۱۱	میاں فضل الدین صاحب (سیالکوٹی) حال لاہور	۱۰۰۰—۰—۰	
۱۲	ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مبلغ جرمنی	۲۰۰۰—۰—۰	
۱۳	جناب محمودہ عبداللہ بیگم صاحبہ	۱۰۰—۰—۰	
۱۴	چوہدری فضل حق صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور	۱۰۰—۰—۰	
۱۵	محترمہ سلیمہ فاروقی صاحبہ۔ کراچی	۱۸۲۵۵—۰—۰	
۱۶	محترمہ صالح بیگم صاحبہ چوہدری محمود احمد صاحب لاہور	۱۰۰۰—۰—۰	
۱۷	محترمہ سید بیگم صاحبہ بنت داروغہ نبی بخش صاحب مرحوم	۱۰۰—۰—۰	
۱۸	محترمہ بیگم منظور صاحب سیالکوٹ	۲۹۲۷—۰—۰	
۱۹	بیگم صاحبہ شیخ حفیظ اللہ صاحب سیالکوٹ	۱۲۵—۰—۰	
۲۰	ماسٹر محمد اسحاق صاحب لونڈخوڑ۔ مردان	۴۲—۰—۰	
۲۱	مولوی محمد رمضان صاحب منڈی بہاؤالدین	۱۰۰—۰—۰	
۲۲	مولٰنا عمرالدین صاحب مناظر اسلام۔ بمبئی	۳۰۰—۰—۰	
۲۳	چوہدری موج الدین صاحب بھلی چیہ ملتان	۱۶۶—۰—۰	
۲۴	محترمہ عمر بی بی صاحبہ۔ سانده کلاں۔ لاہور	۴۰۰—۰—۰	
۲۵	شیخ نظام جان صاحب سوداگر تموار۔ پشاور	۱۰۰۰—۰—۰	
۲۶	جناب سیف الرحمٰن صاحب عرف شال خان صاحب۔ پشاور	۴۰۰—۰—۰	
۲۷	جناب شیخ نذیر احمد صاحب حال انگلستان	۲۸۰۰—۰—۰	
۲۸	ڈاکٹر خادم رحمانی صاحب شیلانگ۔ آسام	۲۰۰۰—۰—۰	
۲۹	بیگم صاحبہ شیخ ایزد بخش صاحب پشاور	۳۰۰—۰—۰	
۳۰	بیگم صاحبہ مولٰنا مولوی عزیز بخش صاحب لاہور	۱۰۰—۰—۰	
۳۱	بیگم صاحبہ چوہدری غلام باری صاحب لائلپور	۳۷۱—۴—۰	
۳۲	مرزا حمید الرحمٰن صاحب سنگے منڈی لاہور	۱۰۰—۰—۰	
۳۳	جناب ماسٹر عنایت علی صاحب پٹیالہ	۱۰۰—۰—۰	
۳۴	مرزا خلیل الرحمٰن صاحب مسلم ہائی سکول لاہور	۱۰۰—۰—۰	
۳۵	ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب گھوڑا گلی۔ مری	۲۲۰۰—۰—۰	
۳۶	مرزا عنایت اللہ بیگ صاحب۔ گجرات	۱۰۰۰—۰—۰	
۳۷	مولٰنا عبدالرزاق صاحب حیدرآباد دکن	۱۰۰۰—۰—۰	
۳۸	ڈاکٹر عبدالمجید صاحب پشاور	۵۰۰—۰—۰	
۳۹	بیگم صاحبہ محمد حسن خاں صاحب گوجرانوالہ	۱۵۰—۰—۰	
۴۰	پروفیسر سعد اختر صاحب منٹگمری	۶۰—۰—۰	
۴۱	محترمہ سیراں بی بی صاحبہ چک ۲/۴L اوکاڑہ	۱۰—۰—۰	
۴۲	چوہدری نظام الدین صاحب "	۱۵۰۰—۰—۰	ایک ہزار بصورت تمسک اور پانصد نقد
۴۳	بیگم صاحبہ چوہدری نظام الدین صاحب " "	۲۵—۰—۰	
۴۴	محترمہ عزیزاں بی بی صاحبہ والدہ شریف احمد صاحب چک ۲/۴L اوکاڑہ	۲۰۰۰—۰—۰	
۴۵	چوہدری شاد محمد صاحب چک ۲/۴L اوکاڑہ	۱۴۰۰—۰—۰	
۴۶	چوہدری شریف احمد صاحب چک ۲/۴L " "	۱۹۰۰—۰—۰	
۴۷	اہل خانہ حافظ محمد بخش صاحب چک ۲/۴L اوکاڑہ	۴۰—۰—۰	
۴۸	شیخ اللہ بخش صاحب ایڈووکیٹ۔ پشاور	۵۰۰—۰—۰	بصورت بانڈ
۴۹	قاضی فضل قادر صاحب۔ لائلپور	۵۰۰—۰—۰	
۵۰	ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب۔ پشاور	۱۰۰۰—۰—۰	مزید وصیت ۱۰۰۰/- کی ہے
۵۱	میاں نصیر احمد صاحب فاروقی۔ کراچی	۳۶۵۰—۰—۰	یہ موجودہ جائداد کا ۱/۵ حصہ دوسری وصیت ۱/۳ حصہ کی ہے
۵۲	حافظ عبدالعزیز صاحب سوداگر۔ دہلی	۱۰۰—۰—۰	
	کل میزان	۷۶۹۰۱—۴—۰	

ان اصحاب کی فہرست جو رقوم وصیت ادا کر رہے ہیں اور تعین بھی کر دی ہے (۱۵ اپریل ۱۹۴۷ء تک)

نمبر شمار	نام موصی	کل رقم وصیت	رقم اداشدہ	بقایا قابل ادائیگی
۱	مولوی عبدالرحمٰن صاحب جالندھری حال دہلی	۱/۴ حصہ مکان یعنی ۷۲۰—۰—۰	۳۲۰—۰—۰	۴۰۰—۰—۰
۲	چوہدری سید احمد صاحب بد دہلی	۱/۱۰ حصہ ۱۰۰۰—۰—۰	۴۹۵—۰—۰	۵۰۵—۰—۰
۳	میاں غلام رسول صاحب جھنگ	۱۲۰۰۰—۰—۰	۵۶۸۰—۰—۰	[illegible]
۴	خواجہ غلام احمد صاحب پونچھ	۱/۱۰ حصہ یعنی ۱۱۰—۰—۰	۳۷—۰—۰	۷۳—۰—۰
۵	ڈاکٹر حسن علی خاں صاحب گوجرانوالہ	ایک کنال زمین نقد ۱۰۰۰/-/-	۷۰—۰—۰	۹۳۰—۰—۰
۶	خان بہادر غلام ربانی خاں صاحب مانسہرہ	۱/۱۰ حصہ یعنی ۱۰۰۰۰/-/-	۴۰۰۰/-/-	۶۰۰۰/-/-
۷	بابو چراغ الدین صاحب جموں	۱/۱۰ حصہ یعنی ۲۰۰/-/-	۴۰/-/-	۱۶۰/-/-
۸	ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب۔ لاہور	۱/۷ حصہ یعنی ۱۰۰۰/-/-	۵۲۰/-/-	۴۸۰/-/-
۹	بیگم صاحبہ حضرت امیر قوم مولٰنا مولوی محمد علی صاحب	۱/۱۰ حصہ یعنی ۳۰۰۰/-/-	۶۰۰/-/-	۲۴۰۰/-/-
۱۰	خان صاحب قاضی سمیع اللہ صاحب لاہور	نقد ۳۰۰۰/-/- زمین ۲ ۱/۲ گھماؤں	۲۰۰۰/-/-	۱۰۰۰/-/-
۱۱	ملک کندل خاں صاحب سفید ڈھیری	۵۰۰/-/-	۴۳۰/-/-	۷۰/-/-
۱۲	خان محمد حسن خان صاحب۔ بی کام گوجرانوالہ	۱۰۰/-/-	۵۰/-/-	۵۰/-/-
۱۳	مولوی آفتاب الدین احمد صاحب لاہور	۱/۱۰ حصہ یعنی ۱۰۰/-/-	۲۰/-/-	۸۰/-/-
۱۴	جمعدار آزاد خاں صاحب گلگت	۱/۱۰ حصہ یعنی ۵۰۰۰/-/-	۲۰۰۰/-/-	۳۰۰۰/-/-
۱۵	چوہدری غضنفر علی صاحب بد دہلی	۱/۱۰ حصہ یعنی ۱۰۰۰/-/-	۲۰۰/-/-	۸۰۰/-/-
۱۶	ڈاکٹر محمد زبیر صاحب صدہ کرم	۱/۵ حصہ یعنی ۳۰۰/-/-	۲۲۴/-/-	۷۶/-/-
۱۷	بیگم صاحبہ شیخ حفیظ اللہ صاحب	۱/۹ حصہ یعنی ۱۲۵/-/-	۱۲۵/-/-	
۱۸	سید الف شاہ صاحب گودالی	۵۰۰/-/-	۱۰۰/-/-	۴۰۰/-/-
۱۹	شیخ مولا بخش صاحب آڑھتی کارخانہ محمد حسن مولا بخش صاحبان لائلپور	۱۵۰۰۰/-/-	۱۰۰۰/-/-	۱۴۰۰۰/-/-
۲۰	پروفیسر محمد فاضل صاحب اسلامیہ کالج پشاور	۱/۱۰ حصہ یعنی ۴۶۰/۱۱/۳	۲۷۵/-/-	۱۸۵/۱۱/۳
۲۱	میاں محمد زمان صاحب قاضی خیل	۵۰۰/-/-	۴۰۰/-/-	۱۰۰/-/-
	صاحبزادہ عبدالرب صاحب نارتھوست	۱/۱۰ حصہ یعنی ۳۰۰۰/-/-	۲۰۰/-/-	۲۸۰۰/-/-
۲۲	خان مطیع اللہ خاں صاحب مانسہرہ	۱۰۰۰/-/-	۵۰۰/-/-	۵۰۰/-/-

تکفیر اہل قبلہ سے قادیانیوں کی توبہ

از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی

مدرسہ احمدیہ قادیان کے فاضل مولوی عبدالاحد صاحب نے ریویو آف ریلیجنز بابت مئی ۱۹۴۷ء میں مسئلہ کفرو اسلام کی حقیقت کو اس طرح بیان کیا ہے ؎۔

اعتراض "یہ امر قابل افسوس ہے کہ جماعت احمدیہ قادیان ان تمام مسلمانوں کو جو حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود نہیں مانتے کافر قرار دیتی ہے"

جواب حضرت مسیح موعود کے منکر جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ہم بھی انہیں مسلمان ہی سمجھتے ہیں۔ مگر صرف نام کیونکہ حقیقت اسلام ان میں نہیں رہی۔ اور یہ ایسی بات ہے جو سب مسلمان کہلانے والوں کو بھی مسلم ہے۔ ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں ؎

آپ سید بھی ہیں مرزا بھی ہیں افغان بھی ہیں
میں سبھی کچھ یہ بتائیں مسلمان بھی ہیں

جب مسلمانوں سے حقیقت اسلام مفقود ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرمایا اور آپ نے اپنی بعثت کی غرض یہ بتلائی ؎

پہ دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

پس اس اعتبار سے کہ مسلمان اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں حضرت مسیح موعود نے انہیں مسلمان قرار دیا مگر اس کے ساتھ ہی ان کو حقیقی اسلام سے عاری قرار دیا۔ اور اس حقیقی اسلام کو قائم کرنا اپنا مقصد بیان فرمایا۔ اس کا یہ مقصد نہیں کہ ہم مسلمانوں کو کفر کی اس سطح پر سمجھتے ہیں جس پر عیسائی یہودی وغیرہ کفار کو۔ کفر دون کفر کے ہم قائل ہیں۔ مسلمانوں کو کافر کہنے سے مراد یہ ہے کہ ان میں حقیقی اسلام نہیں پایا جاتا"

ریویو آف ریلیجنز بابت مئی ۱۹۰۶ء

فاضل مضمون نگار نے بات بالکل سچی کہی ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ حقیقت نہ صرف ان مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی جو حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود نہیں مانتے بلکہ ان مسلمانوں میں بھی جو حضرت اقدس کو مسیح موعود ماننے والے ہیں اور احمدی کہلاتے ہیں بہت سے افراد میں حقیقت اسلام نہیں پائی جاتی۔ لیکن وہ مذھباً بہرحال مسلمان ہی ہیں۔ اس طرح کسی میں عملی کمزوریوں کے پائے جانے سے اسے دائرہ اسلام سے خارج کافر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اور فاضل مضمون نگار نے ٹھیک لکھا ہے کہ ایسے لوگوں کو ہم مسلمان ہی جانتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ آیا یہ مذہب وہی ہے جسے جناب میاں محمود احمد صاحب نے پیش کیا تھا۔ احمدیت کے زور آور حملوں سے عاجز آکر اہل قادیان نے میاں صاحب کے منشا کے خلاف قبول کر لیا ہے۔ اگر قادیانی مضمون نگار کو علم نہ ہو تو میں انہیں ان کے خلیفہ صاحب کا فتویٰ دکھاتا ہوں دیکھئے میاں صاحب فرماتے ہیں:۔

"امن کی راہ یہ ہے کہ قرآن کریم کے فیصلہ کو تسلیم کریں قرآن کریم کسی ایک نبی کے منکر کو بھی کافر قرار دیتا ہے اور مرزا صاحب کو بھی خدا نبی قرار دیتا ہے"
(حقیقت الامر)

یہ سچ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ نے مجازاً نبی کہا ہے نہ حقیقتاً۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب کے منکر مجازاً کافر تو ہو سکتے ہیں۔ حقیقتاً وہ کافر نہیں ہو سکتے اس لئے ہمارے نزدیک جناب میاں صاحب کا خیال بالکل غلط ہے اور صحیح وہ خیال ہے جو فاضل قادیانی نے کفر و اسلام کی حقیقت کے اظہار میں پیش کیا ہے۔ مگر دیکھیں کہ اب فاضل قادیانی صاحب کیا فرماتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ یہ فاضل قادیانی صاحب اپنے صحیح خیال سے پھسل نہ جائیں کیونکہ میرا تجربہ ہے کہ قادیانی جماعت بالکل پوپ کے معتقدوں کی روش پر چلتی ہے۔ جس کا ثبوت حسب ذیل ایک واقعہ ہے۔

فاضل راجیکے پندرہ سولہ سال کی بات ہے کہ فاضل راجیکے صاحب دہلی میں بابو اعجاز حسین صاحب احمدی مرحوم و مغفور کے مکان پہ درس قرآن دیا کرتے تھے۔ ایک دن اسمہٗ احمد کی پیشگوئی پر درس دیتے ہوئے فرمایا کہ احمد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور یہ پیشگوئی انہیں کے حق میں ہے۔ اور جو لوگ اس کے خلاف کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ اس پیشگوئی پر کہ احمد رسول کے متعلق **ھو یدعیٰ الی الاسلام** کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ احمد رسول آنحضرت نہیں بلکہ مرزا صاحب ہیں مولانا غلام رسول صاحب نے فرمایا ہے کہ ایسا کہنے والوں کو سوچنا چاہیئے کہ اگر **ھو یدعیٰ الی الاسلام** سے مراد احمد رسول کا اسلام کی طرف بلایا جانا مراد لیا جائے تو پھر احمد کو مفتری علی اللہ قرار دینا پڑیگا کیونکہ جس ذات کی طرف **ھو** کی ضمیر **یدعیٰ الی الاسلام** میں ہے اسی کے لئے **ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا** کا فقرہ بھی ہے اس لئے یہ کہنا پڑیگا کہ احمد بڑا ہی ظالم ہے جو اللہ پر افترا کرتا ہے۔ میں نے کہا جزاک اللہ مولانا مگر یہ تو جناب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ **ھو یدعیٰ الی الاسلام** کے الفاظ احمد رسول کی تعیین کے لئے ہیں اور اس سے احمد کا مدعو الی الاسلام ہونا ظاہر ہے لہذا یہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق صحیح ہے۔ اور وہی احمد رسول ہیں جنہیں علماء نے کفر کا فتویٰ لگاتے ہوئے دعوت الی الاسلام دی ہے۔

یہ سنکر مولوی صاحب نے کہا تو میری تفسیر غلط بکواس ہے۔ جو جناب میاں صاحب نے لکھا ہے وہی درست ہے۔ میں نے کہا کہ ابھی تو معارف قرآنی بیان ہو رہے تھے ابھی وہ سب کچھ بکواس ہوگیا۔

قتل انبیاء اسی طرح فاضل راجیکے نے ایک بہت لمبا لیکچر دیا کہ نبی قتل سے محفوظ ہوتا ہے اور اس پر قرآنی شواہد بھی پیش کئے گئے لیکن جب میں نے انہیں بتایا کہ مولانا آپ نے جو فرمایا وہ بلاشبہ بالکل درست ہے مگر جناب میاں محمود احمد صاحب کہتے ہیں کہ نبی قتل ہوتے ہیں اور عدم قتل انبیاء کا خیال غلط ہے۔ تو مولانا نے حیرت سے پوچھا کہ کیا واقعی میاں صاحب کہتے ہیں کہ نبی قتل ہوئے ہیں۔ میں نے کہا ہاں۔ تو جھٹ مولانا کا سارا علم قرآن باطل ہو گیا اور فرمانے لگے تو پھر میرے سب ملائل غلط ہیں صحیح وہی ہے جو میاں صاحب نے فرمایا ہے۔ میں نے کہا جناب آپ عقل سے کام لیں خدا کے کلام کے معارف حقہ کو میاں صاحب کی خاطر رد نہ کریں تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں اپنے علم و عقل کو بمقابلہ میاں صاحب کے کنوئیں میں ڈالتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ میں نے کہا مولانا اس اندھی تقلید سے توبہ کریں یہ تو میاں صاحب کو ارباباً من دون اللہ کا درجہ آپ دے رہے ہیں مولوی صاحب غصہ میں آگئے اور میاں صاحب کی تعریف شروع کر دی۔ بس۔

میاں صاحب کی دورنگی مجھے علم ہے کہ میاں صاحب نے بھی کئی مرتبہ اس مسئلہ کفرو اسلام میں رنگ بدلے ہیں۔ کبھی تو یہ کہتے ہیں کہ موسیٰ کو ماننے والا مگر عیسیٰ کا منکر کافر ہے اور عیسیٰ کا ماننے والا مگر محمد صلعم کو نہ ماننے والا کافر ہے اسی طرح مرزا صاحب کا منکر بھی کافر ہے مگر وہ اس باطل عقیدہ پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اور اس باطل خیال کے خلاف وہی عقیدہ بھی بیان کر دیتے ہیں جیسے فاضل قادیانی نے خصفان میں بیان کیا ہے۔

کفر دون کفر فاضل قادیانی نے لکھا ہے کہ ہم کفر دون کفر کے قائل ہیں مگر کیا وہ یہ سمجھتے بھی ہیں کہ وہ کفر جو دون کفر ہے اس کا مرتکب کبھی درحقیقت کافر نہیں ہوتا جیسے کہ مسلمہ اہل اسلام ہے مگر فاضل قادیانی کفر دون کفر کی ایک نئی تاویل کرتے نظر آتے ہیں جو یہ ہے کہ چونکہ انبیاء کے بھی مدارج ہیں۔ اس لئے ان کے منکروں کے بھی مدارج ہیں عیسیٰ کا منکر محمد صلعم کے منکر کے برابر نہیں مگر یہ کفر دون کفر کے معنے ہی نہیں کسی ایک نبی کا منکر خواہ وہ مادون انبیاء (چھوٹے سے چھوٹا) نبی ہو مگر اسلامی اصطلاح میں پکا کافر ہے جیسا کہ الفاظ۔

"**اولئک ھم الکافرون حقاً**"

کے الفاظ میں خدا کی کتاب حکیم نے کسی ایک نبی کے منکر کو سچ مچ پکا کافر قرار دیا ہے۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب سچ مچ نبی ہوتے تو وہ اپنے منکروں کو اپنے دعوے کے انکار کی بناء پر بلا تاویل کافر قرار دیتے مگر وہ تو فرماتے ہیں:۔

"میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال ۔ ۔ ۔ نہیں ہو سکتا"
(تریاق القلوب ۱۳۰)

اگر قادیانیوں کو اس پر یہ عذر ہو کہ یہ الفاظ اس وقت کے ہیں جبکہ ان کے خیال میں حضرت مرزا صاحب نبی تو تھے مگر وہ نبی کی صحیح تعریف نہ جاننے کی وجہ سے اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے تو یہ خیال بھی خام ہے اور بناء فاسد علی الفاسد ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحب سے جب حقیقۃ الوحی لکھتے وقت یہ سوال ہوتا ہے کہ آپ تریاق القلوب میں تو اپنے منکروں کو کافر قرار نہیں دیتے مگر آپ نے عبدالحکیم کو لکھا ہے کہ ہر شخص جس کو آپ کی دعوت پہنچی ہے اور اس نے آپ کو قبول نہیں کیا تو وہ مسلمان نہیں تو آپ فرماتے ہیں کہ یہ سائل کی سمجھ کا قصور ہے میں نے جو کچھ تریاق القلوب میں لکھا ہے اس میں اور ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کو جو کچھ لکھا ہے کچھ فرق نہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ تریاق القلوب کا مذہب منسوخ نہیں یہ قادیانیوں کی اپنی ناسمجھی یہ آجکل کے ان ملاؤں کی طرح ہے جو قرآن مجید میں خواہ مخواہ بعض آیات کو منسوخ قرار دے دیتے ہیں اور خود جانتے نہیں کہ وہ آیات دوسری آیات کے ساتھ کس طرح متفق المعانی ہیں۔ ہمارے اس بیان پر حضرت مسیح موعود کی حقیقۃ الوحی کا یہ فقرہ کہ :۔

"میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا"

ایک روشن دلیل ہے کیونکہ اگر حضرت

جناب مسیح کے خطبہ کوہِ زیتون میں
اُمّتِ مُسلمہ کی پیش خبری

از جناب مولینا عبد الحق صاحب ودیارتھی

نوٹ:۔ یہ مضمون "عیسائی مذہب کی تنقید نو" کا ایک پارہ ہے جو ۵۰۰ صفحات تک لکھی جا چکی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ حالات کے سکون پذیر ہونے پر طباعت کے لئے دے دی جائے گی۔ (عبد الحق ودیارتھی)

... صحت ... نیا ... میں ... نگاہ ... سے ... علم ورأفت ... اعلیٰ درجہ کی ... اور خدا پر کامل توکل کی تعلیم سمجھا گیا ہے مگر یہ ایک عجیب بات ہے کہ اس قدر اہم اور شاندار تعلیم کے راوی صرف متی اور لوقا ہیں۔ مرقس اور یوحنا میں اس کا ذکر تک موجود نہیں مرقس اور یوحنا کی خاموشی اس کی صحت کو مشکوک کر دیتی ہے روایت کے مشتبہ ہونے پر دوسری شہادت یہ ہے کہ جن دو اناجیل میں یہ روایت موجود ہے ان میں اس کی عبارت اور مفہوم دونو مختلف ہیں تیسرا اشتباہ یہ ہے کہ متی نے اسے پہاڑی وعظ کا نام دیا ہے یعنی جناب مسیح نے اسے کوہِ زیتون کے اوپر لوگوں کے ہجوم میں فرمایا تھا۔ مگر لوقا ۶: ۱۷ سے ظاہر ہے کہ یہ ہموار زمین کا یا میدانی وعظ ہے چہارم یہ کہ دونو اناجیل کی روایت زبانی ہونے کی وجہ سے تقدیم و تاخیر اور تضاد عبارت کا مجموعہ ہو گئی ہے۔

گیارہ اختلافات

چنانچہ اس میں ذیل کے گیارہ اختلافات موجود ہیں:۔

(۱) متی ۶: ۱۳ تا ۱۵ "اور ہمیں آزمائش میں نہ لا بلکہ برائی سے بچا اس لئے کہ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہیں معاف کرے گا اور اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کرو گے تو تمہارا باپ بھی تمہارے قصور معاف نہ کرے گا" یہ آیات لوقا کی انجیل میں نہیں ہیں۔

(۲) متی ۶: ۵ تا ۸ "اور جب تو دعا مانگے ریاکاروں کی مانند مت ہو کیونکہ وے عبادتخانوں میں اور راستوں کے کونوں پر کھڑے ہو کر دعا مانگنے کو دوست رکھتے ہیں تا کہ لوگ انہیں دیکھیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا بدلہ پا چکے لیکن جب تو دعا مانگے اپنی کوٹھری میں جا اور اپنا دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دعا مانگ اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے ظاہر میں تجھے بدلا دے گا۔ اور جب دعا مانگتے ہو غیر قوموں کی مانند بیفائدہ بک بک مت کیا کرو کیونکہ وے سمجھتے ہیں کہ ان کی زیادہ گوئی سے ان کی سنی جائے گی پر ان کی مانند مت ہو کیونکہ تمہارا باپ تمہارے مانگنے سے پہلے جانتا ہے کہ تمہیں کن کن چیزوں کی ضرورت ہے"۔ یہ آیات بھی لوقا کی روایت میں ندارد ہیں۔

(۳) متی کے پرانے ترجمہ میں متی ۶: ۱۳ کا ایک حصہ "کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ آمین" یہ نہ صرف لوقا میں ندارد ہے بلکہ نئے ترجموں سے بھی مشکوک سمجھ کر نکال دیا گیا ہے۔

(۴) متی ۶: ۲۴ "کوئی آدمی دو خاوندوں کی خدمت نہیں کر سکتا الخ" متی میں یہ پہاڑی وعظ کا ایک حصہ ہے مگر لوقا میں یہ اس وعظ کا حصہ نہیں بلکہ کسی دوسرے موقع کی تقریر ہے دیکھو لوقا ۱۶: ۱۳۔

(۵) متی ۶: ۲۵ تا ۳۴ "اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی زندگی کے لئے فکر نہ کرو کہ ہم کیا کھائیں گے اور کیا پئیں گے" الخ۔ لوقا میں یہ اس وعظ کا حصہ نہیں بلکہ کسی دوسرے موقعہ کی تقریر کا جزو ہے۔ لوقا ۱۲: ۲۲ تا ۳۱

(۶) متی ۷: ۷ تا ۱۱۔ "مانگو تو تمہیں دیا جائے گا ڈھونڈو کہ تم پاؤ گے، کھٹکھٹاؤ تو تمہارے لئے کھولا جائے گا" الخ۔ لوقا ۱۱: ۹ تا ۱۳ میں ایک دوسرے موقعہ کی تعلیم ہے

(۷) متی ۷: ۱۳۔ "تنگ دروازے سے داخل ہو کیونکہ چوڑا ہے وہ دروازہ اور کشادہ ہے وہ راستہ جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے اور بہت ہیں جو اس سے داخل ہوتے ہیں"۔ لوقا کے نزدیک یہ اس وعظ کا جزو نہیں اور اس کی عبارت بھی مختلف ہے دیکھو لوقا ۱۳: ۲۴۔

(۸) متی ۷: ۲۱ تا ۲۳ "نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں شامل ہوگا" الخ۔ روایت کا یہ حصہ منافقوں کے انجام کے متعلق ہے یہ لوقا ۱۳: ۲۵ تا ۲۷ پر موقعہ محل الفاظ اور مفہوم کے اعتبار سے باہم متضاد ہیں لوقا ۶: ۴۶ کی آیت بھی لفظاً اور معناً مختلف ہے۔

(۹) متی ۵: ۴۳ تا ۴۸ "تم سن چکے ہو کہ کہا گیا اپنے پڑوسی سے دوستی رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو جو تم سے کینہ رکھیں ان کا بھلا کرو اور جو تمہیں دکھ دیں اور ستائیں ان کے لئے دعا مانگو" لوقا ۶: ۳۰ تا ۳۵ میں یہ اپنے الفاظ اور مفہوم دونوں کے لحاظ سے مختلف ہے۔

(۱۰) متی ۵: ۳۸ تا ۴۴۔ اور لوقا کی روایت مندرجہ ۶: ۲۷ تا ۲۹ میں ترتیب مختلف ہے۔

(۱۱) متی ۵: ۲۵ لوقا ۱۲: ۵۷ کی تعلیم باہم متضاد ہے اور دونوں کا موقعہ اور محل مختلف ہے۔

عبارات میں تقدیم تاخیر

ذیل کی آیات میں دونو روایتوں میں تقدیم و تاخیر ہے۔

(۱) متی ۵: ۳۸ تا ۴۵ میں دشمن کے بالمقابل نرمی برتنے کا حکم پہلے ہے اور دعا کا بعد میں مگر لوقا ۶: ۲۷ تا ۳۵ میں دعا کا حکم پہلے ہے اور رواداری کی تعلیم بعد۔

(۲) متی ۵: ۴۵ تا ۴۸ شاگردوں کے خدا کا بیٹا ہونے کا ذکر پہلے ہے اور ان کو نیکی کی تعلیم بعد میں مگر لوقا ۶: ۳۲ تا ۳۵ میں تعلیم پہلے اور بیٹا ہونے کا ذکر بعد میں ہے

۳۔ متی ۶: ۱۹ میں زمینی مال کو کیڑا اور چیونٹی خراب کرتے ہیں اور چوری کا ذکر بعد میں مگر لوقا ۱۲: ۳۳ و ۳۴ میں یہ ترتیب الٹی ہے

۴۔ متی ۶: ۹ تا ۳۳ میں خزانہ آسمان پر جمع کرنے کا ذکر پہلے ہے اور بادشاہت ڈھونڈنے کا بعد لوقا ۱۲: ۳۱ تا ۳۵ میں بادشاہت ڈھونڈنے کا ذکر پہلے اور اپنا خزانہ آسمان پر جمع کرنے کا بعد ہے۔

۵۔ متی ۶: ۲۸۔ "جنگلی سوسنوں کو دیکھو کہ وے کس طرح بڑھتی ہیں وے نہ محنت کرتی نہ کاتتی ہیں مگر لوقا ۱۲: ۲۷ میں ہے جنگلی سوسنوں کو دیکھو وے کس طرح بڑھتی ہیں وے نہ کاتتے ہیں نہ بنتے ہیں[۱]

۶۔ متی ۷: ۱۶ کیا کانٹوں سے انگور اور اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں لوقا ۶: ۴۴۔ "اس لئے کہ لوگ کانٹوں سے انجیر نہیں توڑتے اور نہ جھڑبیریوں سے انگور توڑتے ہیں۔

۷۔ لوقا کی روایت میں نیکوں کو مبارک کہنے کے بعد چار مرتبہ افسوس بھی مروی ہے لوقا ۶: ۲۰ تا ۲۶ مگر متی میں نہیں (متی ۵: ۳ تا ۱۲)

جناب مسیح علیہ السلام نے یا تو متی کے الفاظ میں اور اس کی ترتیب پر کلام کیا ہوگا یا لوقا کے مطابق یا دونو غلط ہیں اور اصل الفاظ اور ان کی ترتیب وغیرہ کسی کو یاد نہیں رہی پس مروجہ اناجیل پر زیادہ اعتماد نہ کرتے ہوئے ہمیں اس کے متعلق زیادہ غور اور تحقیق کرنا ہے۔

پہاڑی وعظ کا استقصا

پہاڑی خطبہ جو منتشر مواعظ اور تماثیل کا مجموعہ ہے چار شقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:۔

الف۔ مسیح کا غریب۔ حلیم۔ راستباز رحمدل وغیرہ مبارک کہنا۔ متی ۵: ۳ تا ۱۲

ب۔ مسیح کا توراۃ کی تصدیق کرنا (متی ۵: ۱۷ تا ۲۶)۔

ج۔ آپ کا تورات کی تجدید کرنا (متی ۵: ۲۷ تا ۴۸)۔

د۔ منافقت اور ریا کے خلاف وعظ (متی ۶: ۱ تا ۲۶)

لوقا میں غریب۔ بھوکے۔ رونے والے اور دشمنی کئے جانے والوں کو مبارک کہا ہے۔ لوقا ۶: ۲۰ تا ۲۲

متی میں دل کے غریب۔ غمگین۔ حلیم۔ راستبازی کے بھوکے۔ رحمدل۔ مخلص۔ صلح جو۔ راستبازی کے سبب ستائے ہوئے مبارک بتائے گئے ہیں۔

لوقا میں مسیح کے الفاظ زوردار، اور خطاب جمع مخاطب کے صیغہ میں ہے مگر متی ۵: ۱۱ مع آیات ۱۳ تا ۱۶ پہاڑی وعظ کا حصہ نہیں ان کا براہِ راست تعلق متی ۱۰: ۴۱ کے ساتھ ہے جو ایک اور موقعہ کا درس ہے۔

پہاڑی وعظ میں اُمّتِ مُسلمہ کا ذکر

ہماری اس تنقید کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کی تعریف جناب مسیح فرما رہے ہیں وہ مخاطب یعنی حواری نہیں بلکہ وہ جمع غائب کے صیغہ میں صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مومنین یعنی الذین اٰمنو وعملوا الصالحات ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال صالحہ دل کے غریب۔ حلیم۔ راستبازی کے بھوکے رحمدل۔ مخلص۔ صلح جو۔ راستبازی کے سبب ستائے ہوئے ہیں۔ یہ تمام صفات صرف صحابہ اور مومنین کی ہو سکتی ہیں مسیحی حضرات کے لئے صرف اتنا ہی کافی تھا کہ جناب مسیح کے کفارہ پر ایمان لائیں اور برکت و نجات پائیں دوم یہ صفات اس وقت آزمائی جا سکتی ہیں جب کسی کو قوت و حکومت بھی ملے ورنہ مجبوراً حلیم غریب اور صلح جو رہنا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ سوم حواریان مسیح راستبازی کے بھوکے اور مخلص بھی نہیں تھے کیونکہ آخری وقت جناب مسیح کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بخلاف اس کے صحابہ کرام

[۱] لوقا کے ٹشن ڈارف۔ ڈین الفرد اور کیمبرج کے مطبوعہ نسخوں ... کے مطابق۔

مرزا صاحب نبی ہوتے تو ان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ یہ کہیں کہ جس طرح میں نے تریاق القلوب میں اپنے نہ ماننے والے اہل قبلہ کو اپنے دعوے کے انکار کی وجہ سے کافر نہیں کہا اسی طرح میں ”آپ بھی“ اہل قبلہ کو جو مجھے نہیں مانتے اپنے انکار دعوے کی وجہ سے کافر نہیں کہتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ ایک مومن کو کافر کہکر ایک مسلمان اپنے آپ کو کفر کے فتوے کا مستحق بنا لے۔ ان کا علاج ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ خود ان کے ہاتھ میں ہے، وہ اپنا کفر کا فتوے واپس لے لیں۔ پھر مجھ پر حرام ہوگا کہ میں ان کے اسلام میں شک کروں۔

قادیانی عالی ہمیں یہ بتائیں کہ کبھی کسی نبی نے بھی اپنے منکروں کے متعلق یہ کہا کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔ میں اب بھی اپنے منکر اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔ یقیناً قادیانی فی کل وادیہیمون کی وجہ سے آج تک اس سوال کے جواب سے عاجز رہے ہیں اور قیامت تک عاجز رہیں گے۔

ایک عجیب واقعہ

میں ایک جگہ مستورات میں احمدیت کی تبلیغ کر رہا تھا۔ ایک تعلیمیافتہ ہوشیار مسلمان خاتون نے بڑی دلیری سے ایک دوسری لڑکی کو جو میری تبلیغ سے حضرت اقدس کو دل سے سچا مانتی ہے اور کھلے لفظوں میں حضرت اقدس کو ”مجدد“ تسلیم کرتی ہے۔ کہنے لگی دیکھنا ان مولوی صاحب کی باتوں میں نہ آجانا میرے والد جو صاحب علم ایک عالم ہیں وہ ان لوگوں سے خوب واقف ہیں وہ آنے والے ہیں میں ان سے آپ کی تسلی کراؤں گی اور مجھے چیلنج کیا کہ آپ ذرا میرے والد کے سامنے یہ باتیں ثابت کرکے دکھانا۔ میں نے کہا بہت اچھا جب آپ کے والد صاحب تشریف لاویں آپ مجھے اطلاع دیں میں انشاء اللہ حضرت اقدس کی صداقت کا ان کے منہ سے اقرار کرا کر دکھاؤں گا۔

ان کے والد صاحب جو گورنمنٹ آف انڈیا میں ایک بہت بڑے ذمہ دار افسر رہ چکے ہیں اور اب پنشن پر ہیں جن کا اسم گرامی جعفری صاحب ہے اور وہ ڈائرکٹر آف انفرمیشن کے طور پر گورنمنٹ آف انڈیا میں یو۔پی گورنمنٹ سے تبدیل ہو کر آئے تھے۔ دو ماہ بعد بمبئی تشریف لے آئے۔ ان کو آئے ہوئے ایک ہفتہ کے قریب ہو گیا تھا مگر مجھے کسی نے اطلاع نہ دی اور جب ان کے جانے کو صرف ایک یا دو دن باقی رہ گئے تو ان کی لڑکی نے ٹیلیفون پر اس لڑکی سے جو حضرت مرزا صاحب کو مجدد مانتی ہے کہا کہ میرے والد صاحب کو آئے کئی دن ہو چکے ہیں مگر اب آپ کے مولوی صاحب ان [illegible] نہیں آسکتے۔ اس لڑکی نے [illegible] کہا کہ

میری سہیلی یہ کہتی ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے اس نے یہ بتایا ہی نہیں کہ ان کے والد صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں تو میں کس طرح ان کو ملنے جاتا۔ اسی وقت میں بلا اطلاع اس کے مکان پر جا پہنچا جہاں جعفری صاحب اپنے داماد کے ہاں ٹھیرے ہوئے تھے۔ اتفاق سے اس وقت وہ باہر سیر کو تشریف لے گئے ہوئے تھے نماز مغرب کا وقت قریب تھا میں نے وہیں وضو کر کے نماز شروع کر دی اتنے میں جعفری صاحب تشریف لے آئے۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو جعفری صاحب کو میں نے پہچان لیا کیونکہ میں نے انہیں کبھی شملہ میں دیکھا ہوا تھا۔ وہ محبت سے ملے اور سلسلہ کلام شروع ہوا۔ میں نے انہیں اپنے ملنے آنے کی وجہ مفصل بیان کی وہ ہنسے اور فرمانے لگے بھائی یہ لڑکی کیا جانے حضرت مرزا صاحب کو تو مفت میں لوگوں نے بدنام کر دیا ہوا ہے وہ تو خادم دین اسلام بہت ہی بلند پایہ ہیں وہ تو مجدد ہیں ان سے انکار کرنا جہالت ہے۔ ان کی خدمت اسلام کو نہ ماننا ایک صریح ظلم ہے۔ میں نے مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑھا ہے اور مجھے خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور سے بہت کچھ سننے کا اتفاق ہوا ہے۔ میرے نزدیک لاہوری جماعت جو کچھ حضرت مرزا صاحب کی پوزیشن بیان کرتی ہے وہ صحیح ہے حضرت مرزا صاحب نے کبھی نبوت کا دعوے نہیں کیا اور نہ اپنے منکروں کو کبھی کافر کہا۔ اور میں ان کی خدمات اسلام کا معترف بدل ہوں۔ اگرچہ میں کسی مجدد کی بیعت کرنے کو لازمی نہیں جانتا مگر ان کی خدمات کا اعتراف نہ کرنا یہ بھی جائز نہیں سمجھتا۔

میں نے ان کی لڑکی سے جو بہت اچھی تعلیمیافتہ ہے کہا کہ لو بیٹی اب اپنے ابا سے تم خود بحث کر لو۔ میری بحث کی تو یہاں ضرورت نہیں رہی۔ اگر ضرورت ہے تو صرف اس حد تک کہ مجدد کی بیعت کرنا میرے نزدیک لازمی ہے مگر اس وقت اس بحث کی ضرورت نہیں۔ اس لڑکی نے کہا کہ میں اب اکیلے میں ابا سے گفتگو کروں گی۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ میں اب اپنا کام کر چکا اس لئے جاتا ہوں۔ آپ اب ان سے خوب بحث کریں۔

اب اس لڑکی کو بحث کی طاقت کہاں تھی وہ خاموش رہی میں دوسرے دن باوجود منع کئے جانے کے پھر جا پہنچا (یہ ممانعت اسی لڑکی نے ٹیلیفون پر کی تھی) اور جعفری صاحب سے پھر محبت آمیز لہجے میں گفتگو [illegible] اور میں نے کہا کہ جب آپ مجدد [illegible]

حضرت مرزا صاحب کو مانتے ہیں تو بیعت ایسے صرف یہ ہے کہ آپ ہاتھ پر ہاتھ مار کر (الحمد لامر بکا یحتہ) اقرار کرلیں اور جماعت میں شامل ہو جاویں وہ بیعت کے لئے تو تیار نہ ہوئے مگر پھر حضرت اقدس کے زور قلم اور خدمت اسلام کا سچے دل سے اقرار کیا۔ اور میں نے پوچھا کہ آپ کی صاحبزادی نے آپ سے میرے بعد بحث کی یا نہیں۔ جعفری صاحب نے فرمایا کہ وہ کیا بحث کرے گی میں نے تو آپ کے جانے کے بعد ان لوگوں سے آپ کی تعریف کی اور کہا کہ یہ بہت واقف اور ہوشیار آدمی ہے۔ تب میں نے ان کی لڑکی سے پوچھا کہ بیٹی تمہارے ابا کیا کہتے ہیں ذرا سن لو۔ میں حضرت اقدس کا ایک ادنیٰ خادم ہوں۔ مجھے بہت کم علم ہے لیکن آپ کے والد تو بڑے اہل علم لوگوں میں سے ہیں وہ تو حضرت مرزا صاحب کو سچا جانتے ہیں۔ لڑکی نے ہنس کر بات کو ٹال دیا۔ اور میں اپنے گھر واپس آگیا۔

اگلے روز وہ لڑکی جو حضرت مرزا صاحب کو مجدد تسلیم کرتی ہے اور اس کی والدہ صاحبہ جعفری صاحب سے ملنے کے لئے چلیں کیونکہ ان کی آپس میں رشتہ داری ہے۔ مجھے بھی ساتھ لے لیا وہاں جعفری صاحب سے میں نے ایک ایک بات کو پھر باتوں باتوں میں کہلوا لیا۔ وہ ناراض ہوگئے کہنے لگے مولوی صاحب اب آپ ان کے سامنے بات کو میرے منہ سے کہلوانا چاہتے ہیں۔ میں کہہ چکا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحب کو مجدد مانتا ہوں نبی ہرگز نہیں مانتا۔ مدعی نبوت کو میں کافر سمجھتا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب پر دعویٰ نبوت ایک تہمت ہے۔ خواجہ صاحب ہمیشہ اپنے لیکچروں میں یہ کہا کرتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب ہمارے پیر و مرشد ہیں۔ نبی وہ کبھی نہ کہتے تھے۔ میں مجدد وقت کی بیعت کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ صرف اتنا مان لینا کہ وہ مجدد ہیں اور ان کی خدمت اسلامی کا اقرار نہ کرنا کفران نعمت ہے۔ میں نے کہا جعفری صاحب آپ کو علم ہے کہ سچ کو جھوٹ کہنے والا آدمی خود جھوٹا ہوتا ہے اسی طرح جو مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث نبوی ہے۔ اب آپ فرمائیے جو مسلمان حضرت مرزا صاحب کو کافر کہتے ہیں وہ کیا ہوئے جبکہ حضرت مرزا صاحب سچے مسلمان ہیں۔ جعفری صاحب نے کہا کہ آپ مجھ سے اب کیا ان لوگوں کو برا کہلوانا چاہتے ہیں۔ آپ مجھ سے کسی کو برا نہ کہلوائیے اس پر بات چیت کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا اور دوسری باتیں شروع ہو گئیں۔

اس سلسلہ میں یہ سوال بھی آتا تھا کہ قادیانی جو حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں ان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ جعفری

صاحب نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کوئی نہیں اور اگر کوئی شخص اور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حقیقتاً نبی مانتا ہے تو ایسے شخص کو کافر کہہ سکتے ہیں۔ میں نے کہا کہ قادیانی بھی حضرت مرزا صاحب کو امتی نبی اور ظلی نبی کہتے ہیں غلطی صرف یہ ہے کہ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ امتی نبی کا لفظ مترادف ہے ملہم من اللہ یا محدث اللہ کے جو ولایت کا درجہ ہے۔ بمطلق نبی کوئی قادیانی بھی نہیں مانتا اور حضرت مرزا صاحب کا حکم ہے کہ امتی اور نبی کا جامع مفہوم مدنظر رکھتے ہوئے نبی کا لفظ بولنا جائز ہے۔ اور جو شخص مجھے نبی کہتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والا ہے۔ اس پر جعفری صاحب خاموش رہے صرف اتنا کہا کہ مجھے معلوم ہے حضرت مرزا صاحب نے کبھی نبوت کا دعوے نہیں کیا۔

قادیانیوں سے سوال

کیا قادیانی حضرات بتائیں گے کہ وہ جعفری صاحب کے متعلق کیا فتوے دیتے ہیں۔ وہ جو کہا کرتے ہیں کہ ایسا شخص کوئی موجود نہیں جو مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں سے ہو اور وہ مرزا صاحب کو پھر بھی سچا مسلمان جانتا ہو۔ میرے نزدیک ایک بڑی شخصیت ان کے سامنے ہے جو منافق نہیں۔ انکی نہیں ایسے بہت ہیں۔ کوئی اس پر دباؤ نہیں لیکن وہ اپنے عزیزوں کے خلاف توقع حضرت مرزا صاحب کو مجدد تسلیم کرتا ہے۔ ہمارے خیال میں تو ایسا شخص احمدی جماعت میں ہی شامل سمجھا جاتا ہے میں نے ایسے احمدی دیکھے ہیں جو خود قائل ہیں کہ مجدد کی بیعت کرنا فرض نہیں ہے پس اگر جعفری صاحب بیعت کرنا فرض نہیں سمجھتے تو کیا ہوا؟

چند قابل قدر نصائح

(۱) آپ کے دل میں ایک نماز پڑھکر دوسری نماز کا انتظار اسی شوق اور تڑپ سے ہونا چاہیئے جیسے ایک عاشق کو اپنے محبوب کے آنے کا انتظار ہوا کرتا ہے۔

(۲) دنیا کی دولت نفس کی خواہشات اور انکی لذات خدا کی محبت کے آگے آپکی نظروں میں ہیچ ہونی چاہئیں گویا کہ آپکا دل صرف اللہ تعالیٰ کی محبت میں گداز ہو۔

(۳) ہمارا خدا علیٰ کل شیٔ قدیر ہے اس پر کبھی بدظنی نہ کرنا اور اس کی قدرت کے آگے کسی چیز کو انہونی نہ سمجھنا اور اس کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا۔

(۴) کسی چیز کی محبت کا سب سے بڑا نشان وہ قربانی ہوا کرتی ہے جو اس کے لئے کی جاتی ہے۔ یاد رکھئے زندگی ناقابل اعتبار ہے فرصت بہت کم ہے آپ کو تبلیغ دین کی بہت زیادہ فکر ہونی چاہیئے۔

راقم محمد یوسف۔ ڈیرہ اسمٰعیل خاں

تو آپ کو معلوم ہوگا ہمارے رہنماؤں نے بہت بڑی غلطی اس وقت کی جب مسلمان ملازموں سے یہ دریافت کیا کہ تم پاکستان میں جانا چاہتے ہو یا ہندوستان میں؟ پھر کون ہے جو پاکستان میں آنے کی خواہش نہ کرے، سب نے یہی چاہا کہ پاکستان میں آئیں، اور انہیں بلا لیا گیا، اسی کا نتیجہ ہے کہ اس وقت جو حکومت وہاں قائم ہے وہ آزادانہ غنڈوں کی مدد کرتی ہے یا ان کو ان کی بدمعاشیوں میں آزاد چھوڑ رکھا ہے اور یوں مسلمانوں کو تباہ کر رہی ہے، ہم دھمکیاں سنتے ہیں، آج ایک ماہ کے قریب پنڈت نہرو کی یہ دھمکی سنتے ہوئے ہو گئے کہ اگر مشرقی پنجاب میں فساد ختم نہ ہوئے تو مفسدوں کو کچل دیا جائے گا، لیکن عملی طور پر کارروائی کوئی نہیں۔ کاش یہ مسلمان ملازم جو وہاں تھے وہیں رہتے تو یہ فساد اتنا نہ بڑھتا، یہ چند لوگ قربان ہو جاتے ان لکھوکھہا انسانوں پر جن کو اب قتل و غارت کیا جا رہا ہے ایک مسلمان کنسٹیبل بھی بہت بڑا کام کر سکتا ہے میں سمجھتا ہوں ایک ہندو یا سکھ تھانیدار کے ساتھ اگر چار مسلمان کنسٹیبل ہی ہوتے تو یہ درندگی اس انتہا کو نہ پہنچتی لیکن ہماری حکومت نے اس بات پر غور نہ کیا چند مسلمان ملازم بچ گئے مگر مسلمان قوم تباہ ہو گئی۔

دوسری غلطی تو پہلی غلطی تو یہ ہوئی دوسری غلطی یہ ہے کہ مسلمان لیڈر سب سے پہلے بھاگے جہاں جہاں کوئی لیڈر تھا اس نے قوم مضبوط کرنے کے بجائے خود بھاگنے میں پہل کی حالانکہ چاہیئے تھا کہ وہ وہاں سے قدم نہ اٹھاتے، بیشک عورتیں اور بچے نکال دیتے لیکن خود ڈٹ کر مقابلہ کرتے انہوں نے دل چھوڑ دیا۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہے کہ حکومت کی تمام مشینری ختم ہو گئی ہے ان پانچ لاکھ پناہ گزینوں کے لئے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہو نہیں سکتا کہ وہاں بیٹھ سکیں، لیکن میں کہتا ہوں اگر ہمت کر کے وہاں ڈٹے رہتے، تو اتنی تباہی نہ آتی۔

قادیانی جماعت کی ہمت میں اس موقعہ پر تعریف کرتا ہوں ایک قوم کی، آخر قادیان کے لوگ وہاں بیٹھے ہیں وہ چھوٹی سی جماعت وہاں ڈٹی ہوئی ہے۔ لیکن اس کے پاس ہی بٹالہ میں تعداد میں اس سے کئی گنا زیادہ مسلمان موجود ہیں مگر ان کو منظم نہ کیا گیا وہ کیوں بھیڑوں کی طرح آگے لگ گئے، ہر جگہ ایک بدمعاش آ کر کہتا ہے کہ کل حملہ ہوگا بس بھاگ اٹھتے ہیں، اور پھر رستہ میں وہی لوگ جن سے بھاگ کر نکلے تھے درندوں کی طرح آ پڑتے ہیں اور قتل و غارت کرتے اور لوٹتے ہیں۔

ہماری قوم کی بہت بڑی غفلت ہم پر آج وہ مصیبت ہے جس کو دیکھ کر غیروں کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس مصیبت کے لانے والی چیز ہماری اپنی غفلت ہے، ہماری قوم نے بڑی غفلت سے کام لیا حالانکہ اس کے آثار پہلے سے نمایاں تھے ۱۹۴۲ء میں جب جاپان کے آنے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا اس وقت یہ عام طور پر مشہور تھا کہ پچاس ہزار اسلحہ پٹیالہ کے اسلحہ خانہ سے گم ہو گیا ہے ظاہر ہے کہ اسی وقت سے ایسی تیاریاں کی جا رہی تھیں، اگر مسلمان اس کے مقابلہ کے لئے اس وقت سے تیار ہوتے اگر اس کام پر کچھ روپیہ صرف ہوتا، اگر مسلمان لیڈروں نے اس طرف کچھ توجہ کی ہوتی تو یہ نوبت نہ آتی جو اب دیکھنے میں آئی ہے۔

مشرقی پنجاب سے آنیوالوں کو مضبوط اور منظم کیا جائے تو بہر حال میں کہہ رہا تھا کہ ابھی بہت سے واقعات آنے والے ہیں اس وقت اگر مشرقی پنجاب مسلمانوں سے خالی ہو گیا تو ہندوستان کے اندر کوئی جگہ نہیں جہاں مسلمان رہ سکیں، یہ ان کے لئے مصیبت کا موجب ہوگا۔ اس لئے ان لوگوں کو جو یہاں آ رہے ہیں مضبوط کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے، انہیں اس وقت مضبوط اور منظم کیا جائے اور جب حالات بہتر ہوں تو انہیں دوبارہ اپنی اصل جگہوں پر واپس کیا جائے۔ میں نے قادیان کا حال بیان کیا ہے فی الواقعہ ان کا وہاں ڈٹ کر رہنا قابل تعریف ہے، اسی طرح سب کو مضبوط اور منظم کرنا چاہیئے۔ اب بھی وقت ہے، ہمیں گھبرانا نہیں چاہیئے۔

ہر مصیبت اسلام کے لئے فائدہ کا موجب ہوئی ہے جتنے بھی مسلمانوں پر مصیبت کے واقعات آئے ہیں، ان کے بعد ہر مصیبت اسلام کے لئے فائدہ کا موجب ہوئی ہے، گیارہویں صدی میں سلجوقیوں اور تیرھویں صدی میں منگولوں کا حملہ مسلمانوں پر ہوا جو بہت بڑا سخت حملہ تھا، ہزاروں کی تعداد میں مسلمان قتل ہوئے، بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی اور پھر سپانیہ سے مسلمانوں کو چن چن کر نکالا گیا اور قتل کیا گیا لیکن ان تینوں واقعات کے بعد دیکھئے کہ خود ترک مسلمان ہو گئے اور اسلام کی قوت کا موجب ہوئے، اور ایک مؤرخ لکھتا ہے کہ عین اس وقت جب سپانیہ سے اسلام خارج ہو رہا تھا، اس وقت جاوا میں اسلام کا قدم جم رہا تھا، اور آج وہاں ساڑھے پانچ کروڑ مسلمان ہیں تو اگر آپ تاریخ کو دیکھیں گے تو یہی نظر آئے گا کہ مصیبت کے واقعہ کے بعد اسلام . . . . زیادہ ترقی کر گیا ہے۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند
زیر آں گنج کرم بنہادہ اند

ایک بہت بڑا صدمہ اور ہماری خطا کاریاں میں نے ابھی قادیانی جماعت کی تعریف کی ہے۔ مجھے ایک صدمہ ہے اس صدمہ کا اظہار کرتا ہوں، جب میں ڈلہوزی میں تھا، تو یہ تو ہم جانتے تھے کہ ہم ہندوستان میں آ گئے، پٹھانکوٹ کی تحصیل ہندوستان ہی میں جانی تھی لیکن بٹالہ اور گورداسپور کی تحصیلیں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے یہ وہم بھی نہیں جا سکتا تھا کہ وہ پاکستان میں شامل نہ ہوں گی، ان تحصیلوں کا نکلنا سب مسلمانوں کے لئے بڑے غم کا موجب تھا، لیکن سب سے بڑھ کر اس کا صدمہ ہم احمدیوں کو تھا مگر میں پھر وہی بات کہتا ہوں کہ ہم پر یہ عذاب ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔ ہم بھی غور کریں اور قادیان کے دوست بھی غور کریں کہ یہ عذاب جو ہم پر مسلط ہو رہے ہیں ہماری ہی خطا کاریوں کا نتیجہ تو نہیں انسان خاتمے کے وقت بڑا ہی اول بولنے کی جرات کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنی چاہیئے کہ وہ ہماری خطا کاریوں کو معاف فرمائے اور اس کے ساتھ ہی اپنی بھی اصلاح کرنی چاہیئے۔

حضرت مرزا صاحب کی پیش بینی اور تبلیغ کی طرف توجہ حضرت مسیح موعود کی سب سے پہلی تحریرات پڑھیئے ۱۸۹۰ء میں آپ نے اسلام کی حالت پر جو مرثیہ کہا ہے

سے سوز گرخوں ببارد دیدہ ہر اہل دیں

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی نظریں ان خونیں واقعات کو پہلے سے دیکھ رہی تھیں، آپ کی اس وقت کی تمام تحریرات کو پڑھ کر دیکھیے ان میں بڑا زبردست جذبہ نظر آتا ہے کہ کسی طرح اسلام کے پھیلانے میں قوم لگ جائے لیکن قوم نے اس طرف توجہ نہ کی اور آج ایک زبردست قوت کے ساتھ تبلیغ کا کام آپ کی جماعت میں دیکھتے ہوئے بھی مسلمان آنکھ اٹھا کر مرزا صاحب کی طرف دیکھنا نہیں چاہتے، کہیں یہ بات خدا کو ناپسند تو نہیں آئی۔ خدا سے ڈریں اور ان باتوں کو چھوڑیں اور اپنی خطاؤں کو دیکھیں اور خدا سے معافی چاہیں، اگر آج بھی مسلمان قوم کی توجہ بحیثیت قوم تبلیغ کی طرف پھر جائے تو ممکن ہے وہ مصیبت جو صدیوں تک پھیلی ہوئی نظر آتی ہے چند سالوں کے اندر اندر ختم ہو جائے۔

بقیہ اخبار احمدیہ

— لدھیانہ سے ملک خدا بخش صاحب ۹ ستمبر کو معہ اہل و عیال تشریف لے آئے ہیں ملک صاحب نے اپنے محلہ میں مار دھاڑ کرتے ہوئے غنڈوں کا کئی دن تک مقابلہ کیا لیکن آخر کار حکومت کے ایما سے انہیں وہاں سے تمام اثاث البیت چھوڑ کر نکلنا پڑا۔

ادارہ تعلیم القرآن

وصولی ماہ جون، جولائی و اگست ۱۹۴۷ء

نام	رقم
وصولی سابقہ	۵۸۵۸۲ — ۹ — ۶
جناب عبدالصمد صاحب . . .	۱۰۰ — ۰ — ۰
جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ضلع لائلپور	۳۰ — ۰ — ۰
جناب چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ سیالکوٹ	۶ — ۰ — ۰
جناب ماسٹر عبدالقیوم صاحب سیالکوٹ	۹ — ۸ — ۰
جناب بابو رشید احمد صاحب سیالکوٹ	۲ — ۰ — ۰
جناب خانصاحب قاضی سمیع اللہ صاحب لاہور	۸۰ — ۰ — ۰
جناب چوہدری دوست محمد صاحب ہوشیارپور	۱۰ — ۰ — ۰
جناب شیخ عزیز الدین صاحب دہلی ..	۱۵ — ۰ — ۰
جناب شیخ عطاء الٰہی صاحب دہلی	۱۰ — ۰ — ۰
جناب ماسٹر عبدالحفیظ صاحب بدوملی	۷۵ — ۰ — ۰
جناب شیخ محمد لطیف صاحب دہلی	۲۷۵ — ۰ — ۰
جناب کیپٹن اکبر خان صاحب منگیانہ	۵۰۰ — ۰ — ۰
جناب محمد یوسف خان صاحب ٹانک	۳ — ۰ — ۰
جناب بابا غلام حسین صاحب مسلم ٹاؤن لاہور	۱۰ — ۰ — ۰
جناب محمد صادق صاحب دہلی	۱ — ۰ — ۰
معرفت جناب چوہدری فضل داد صاحب حصل	۳۰ — ۰ — ۰
جناب شیخ عبدالعزیز صاحب بہاول نگر	۲ — ۰ — ۰
میزان	۵۹۷۴۱ — ۱ — ۶

مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری لاہور

پیغام صلح

جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ | نمبر ۴۲

حسینؑ مظلوم اور اسلام

اسلام کی بیکسی اور مظلومیت پر امام وقت کا دردناک مرثیہ

آج ماتم حسینؑ کا دن ہے، خدا کی شان وہ پاک انسان جو دین کی خاطر، دین کے استحکام کے لئے اور خدائے احد کے احکام کی عزت قائم کرنے کے لئے اُٹھا، جس نے فسق و فجور کی لعنت کو ختم کرنا اپنا سب سے بڑا مقصد قرار دیا اس بات کو پسند نہ کیا کہ مسلمانوں کی عنان حکومت ایک فاسق و فاجر انسان کے ہاتھ میں ہو تا کہ مسلمان بھی اسی مرض میں مبتلا نہ ہو جائیں جس نے ظاہری ساز و سامان کے لحاظ سے کمزور ہونے کے باوجود وقت کی سب سے بڑی حکومت کے ساتھ محض للہ ٹکر لگائی اور نہایت کرب و بلا کی حالت میں جان دیدینا قبول کیا مگر ایک ناپاک انسان کے ہاتھ میں ہاتھ دینا قبول نہ کیا، اس کی شہادت پر لوگ روتے ہیں، مرثیے پڑھتے اور ماتم کرتے ہیں لیکن اس مقصد عظیم کو بھول جاتے ہیں جس کے لئے اس نے جان دی اور ہر قسم کا ظلم و ستم اُٹھا کر بھی اس پاک مقصد کو ہاتھ سے نہ دیا۔

امام حسین بیشک بہت بڑے انسان تھے، نیکی اور تقوےٰ کے لحاظ سے، قربانیوں اور خدمت دین کی وجہ سے ہر طرح واجب العزت اور لائق احترام تھے اور ہیں، لیکن غور کرنا چاہیئے کہ کیا ان کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر ہے جن کا نواسہ ہونا آج ان کی سب سے بڑی عزت سمجھی جاتی ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کے مقابلہ میں امام حسینؓ کی شہادت کا درجہ زیادہ بلند ہے؟ صحابہ کرام کی عظیم الشان قربانیوں اور جان نثاریوں کو تو ایک طرف رکھئے جن کے متعلق قرآن نے شہادت دی ہے کہ منهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر اور جن کے اوپر ایسے ایسے مظالم برپا ہوئے کہ ان کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں لیکن خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دکھ اور تکلیفیں اُٹھانی پڑیں، میدانِ جنگ میں جو خون کے آنسو رلانے والی اذیتیں آپ کو پہنچائی گئیں کیا وہ امام حسینؓ کی اذیتوں سے کم اہمیت رکھتی ہیں؟

آپؐ کی تو طبعی وفات بھی امام حسینؓ کے قتل سے بڑھکر موجب غم و الم ہے کہ آپؐ کی شان کا انسان نہ کوئی پہلے پیدا ہوا اور نہ آیندہ ہوگا اور اگر یہ کہنا موجب گناہ نہ ہو تو میں کہوں گا کہ دنیا کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ آپؐ جیسی عظیم الشان ہستی دنیا سے اُٹھ گئی، پھر اگر امام حسینؓ کے قتل پر اس لئے ماتم کیا جاتا ہے کہ آپ نیک اور متقی تھے، رسول اللہ صلعم کے نواسے تھے، حق کے لئے لڑے اور دشمنوں کے مظالم کا شکار ہو کر میدان جنگ میں شہید ہو گئے تو کیوں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ماتم نہیں کیا جاتا جن کا وجود ہی سراپا رحمت اور دنیا کے لئے ابدی برکتوں کا موجب تھا۔ کیوں آپ کے ان دکھوں اور اذیتوں پر رویا نہیں جاتا جو مکہ میں تیرہ سال تک آپ نے اُٹھائے اور مدینہ میں جنگوں اور مقاتلہ اور اپنے عزیز صحابہ کی شہادتوں کی شکل میں آپ کو برداشت کرنے پڑے۔

جنگ احد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی اور آپ کے بعض ساتھیوں نے گھبراہٹ میں ادھر ادھر بھاگنا شروع کیا تو ایک شخص نے پوچھا کہ کیوں بھاگتے ہو، اسے جب کہا گیا کہ رسول اللہ صلعم شہید ہو گئے تو کیا ہوا قاتلوا على ما قاتل عليه تم بھی اسی مقصد کے لئے لڑو جس مقصد کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی، اس نے یہ نہیں کہا کہ آؤ بیٹھ کر ماتم کریں، آپ کا تعزیہ بنائیں، آپ کے گھوڑے کا جلوس نکالنے کا اہتمام کریں، نہیں بلکہ اس مقصد کو یاد دلایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر تھا اور اس کے لئے کٹ مرنے کی نصیحت کی۔

یہ ہے اصل چیز جس پر قوموں کی زندگی کا مدار ہے، امام حسینؓ اگر دنیا میں نیکی اور ہدایت پھیلانے، دین کو مستحکم کرنے اور فسق و فجور کو مٹانے کے لئے شہید ہوئے تو ان کی سب سے بڑی یادگار یہ ہے کہ قاتلوا على ما قاتل عليه جس پاک مقصد کے لئے انہوں نے لڑائی کی، تم بھی مرد بنو اور اس کے لئے جنگ کرو اس رستہ میں پوری جد و جہد کرو اور ضرورت پیش آئے تو جانیں قربان کر دو، یہ ہے تمہاری زندگی کی راہ، عورتوں کی طرح ماتم کرنا اور رونا کسی مرد کا کام نہیں، مردوں کا کام لڑنا ہے، ایک مقصد کو سامنے رکھ کر اس کے لئے ہر قسم کی جد و جہد کرنا اور اسے کامیاب بنانا مردوں کا اصل کام ہے، یہ رونا اور ماتمی جلوس بنا کر پیٹنا کس نے تمہیں بتایا کونسے اسلام میں اس کا حکم ہے، کس قرآن نے اس کی ہدایت کی ہے، یہ تو بزدلی کا نشان ہے، امام حسین علیہ السلام شہادت پا کر جنت الفردوس میں پہنچ گئے اور مراتب عالیہ پر فائز ہو کر ابدی راحت و سرور کے وارث ہوئے اور تم رو رہے ہو کہ ہائے وہ شہید کیوں ہوئے، کیوں مراتب عالیہ انہیں ملے، یہ تو خوشی کا مقام تھا نہ کہ رونے کا رونا ہے تو اس مقصد کے لئے روؤ جس کے لئے آپ نے مردانہ وار جنگ کی اور شہادت کا مقام حاصل کیا۔

آج پھر وہی مصیبت اسلام کو پیش آرہی ہے جو امام حسینؓ کے وقت میں پیش آئی تھی، بلکہ اس سے کروڑہا درجہ بڑھکر اسلام پر مصائب آج ٹوٹ پڑے ہیں تیرہ سو برس پہلے کی کربلا سے بہت بڑھکر آج سرزمین ہند میں کرب و بلا کا سماں درپیش ہے اسلام کا نام مٹایا جا رہا ہے محمد رسول اللہ صلعم کے نام لیوا خاک و خون میں تڑپائے جا رہے ہیں اور ہزاروں مشق ظلم و ستم ہو کر جام شہادت نوش کر چکے ہیں، وہ جو امام وقت نے فرمایا تھا ؂

دین حق را گردش آمد صعبناک و سہمگیں\
سخت شورے اوفتاد اندر جہاں از کفر و کیں

وہ جو آپ نے اسلام کی بیکسی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا تھا کہ

ہر طرف کفر است جوشاں ہم چو افواج یزید\
دین حق بیمار و بیکس ہم چو زین العابدین

اور مسلمانوں کے ادبار کی یہ وجہ بتائی تھی کہ

بر مسلماناں ہمہ ادبار زیں رہ اوفتاد\
کز پئے دیں ہمت شاں نیست با غیرت قریں

وہ سب کچھ آج مجسم ہو کر ہماری آنکھوں کے سامنے آگیا، کیا اس پر رونا نہیں آتا، کیا اس کے لئے دلوں کے اندر درد اور سوز پیدا نہیں ہوتا۔

ہاں وہ امام مظلوم جس نے دین کی حالت پر یہ مرثیہ کہا اور تم نے گالیوں اور تکفیر کے تیر اس پر برسائے آج بھی تمہیں پکار پکار کر کہہ رہا ہے ؂

اے مسلماناں چہ آثار مسلمانی ہمیں است\
دیں چنیں ابتر شما در جیفہ دنیا رہین

اس نے سچ کہا تھا کہ

سیر کربلائیست ہر آنم\
صد حسین است در گریبانم

جاہلوں نے اس سے امام حسین کی توہین مراد لی، لیکن حقیقت میں وہ جس کربلا کو دیکھ رہا تھا وہ اسلام کی مصیبت کی کربلا تھی جو فی الواقعہ امام حسین کی صد ہزار مصیبتوں سے بہت بڑھکر ہے کاش کوئی آپ کے دلی درد کو دیکھتا اور اس درد بھری آواز کو سنتا کہ

ایں دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت\
کثرت اعدائے ملت قلت انصار دیں

کاش کوئی آپ کی ان پرسوز دعاؤں پر غور کرتا جو اسلام اور مسلمانوں کو اس بیکسی سے نکال کر عروج پر لانے کے لئے آپ نے کیں ؂

یا الٰہی باز کے آید زتو وقت مدد\
باز کے بینم آں فرخندہ ایام و سنیں

افسوس مسلمانوں نے اس کی آواز نہ سنی اس کی دعاؤں کو نہ دیکھا، اپنی حالت پر نظر نہ کی وہ امام حسینؓ کے ماتم میں لگے رہے، اور دین کا ماتم اس چودھویں صدی کے امام مظلوم کے لئے چھوڑ دیا، وہ دنیا کا غم کھاتے رہے، اپنی دولت کے نشہ میں مست اور عیش و عشرت میں غرق رہے، حالانکہ امام وقت نے انہیں بار بار جگایا، اور جھنجھوڑ کر کہا کہ ؂

دور موت آمد قریب اے غافلاں فکرش کنید\
دور مے تا کے بخوبان لطیف و مہ جبیں

اس نے اس مصیبت سے نکلنے، اسلام کے دوبارہ سربلند ہونے اور مسلمانوں کے دوبارہ عروج کا رستہ بھی بتایا کہ ؂

از رہ دیں پروری آمد عروج اندر نخست\
باز چوں آید بیاید از ہمیں رہ بالیقیں

لیکن کسی نے اس طرف توجہ نہ کی، اگر توجہ کی ہوتی اور دین پروری کا طریق اختیار کر کے اعلائے کلمۃ اللہ میں لگ جاتے تو آج یہ مصیبت پیش نہ آتی جو ہر کس و ناکس کو خون کے آنسو رلا رہی ہے، کاش اب بھی مسلمان سمجھیں اور ماتم اور نالہ و شیون کو چھوڑ کر اسلام کو سربلند کرنے خدا کا نام دنیا میں پھیلانے کی کوشش کریں تو یہ ساری مصیبتیں آج ختم ہو سکتی ہیں۔

فوری ضرورت

انجمن کے لئے ایک لکھے پڑھے محصل کی ضرورت ہے جو لاہور شہر اور مضافات سے چندہ وصول کر سکے۔ سائیکل سوار ہو سلسلہ سے تعلق رکھتا ہو معہ خواہشیں ذیل کے پتہ پر بھیجیں جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار ارگن

پیغام صلح

ایڈیٹر ۔ دوست محمد ۔ جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۳ شعبان ۱۳۶۶ھ م ۱۶ جولائی ۱۹۴۷ء | نمبر ۲۶

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نیا ہو یا پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

آپس میں محبت اور مخالفین سے صلح

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۲۵ فروری ۱۹۰۱ء ۔ اپنی جماعت کے لوگوں کو باہم محبت کرنے اور روحانی کمزوریوں کے سامنے نرمی کا برتاؤ کرنے کا حکم کرتے ہوئے اور اس درد دل کا اظہار کرتے ہوئے جو آپ کو اپنی جماعت کی بہتری کے واسطے ہے فرمایا۔

میں اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے میں سے کمزور اور کچے لوگوں پر رحم کریں۔ ان کی کمزوری کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ ان پر سختی نہ کریں۔ اور کسی کیساتھ بداخلاقی سے پیش نہ آئیں۔ بلکہ ان کو سمجھائیں۔ دیکھو صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان بھی بعض منافق آکر مل جاتے تھے۔ پر حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے۔ چنانچہ عبداللہ ابن ابی جس نے کہا تھا۔ کہ غالب لوگ ذلیل لوگوں کو یہاں سے نکال دیں گے چنانچہ سورہ منافقون میں درج ہے۔ اور اس سے مراد اس کی یہ تھی، کہ کفار مسلمانوں کو نکال دیں گے۔ اس کے ہونے پر حضرت رسول کریم

جماعت کی مدد دعا کے ساتھ

میں نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ میں دعا کیساتھ اپنی جماعت کی مدد کروں۔ دعا کے بغیر کام نہیں چلتا۔ دیکھو صحابہ رض کے درمیان بھی جو لوگ دعا کے زمانہ کے تھے یعنی مکی زندگی کے جیسی ان کی شان تھی۔ ویسی دوسروں کی نہ تھی۔ حضرت ابوبکر جب ایمان لائے تھے۔ تو انھوں نے کیا دیکھا تھا۔ انھوں نے کوئی نشان نہ دیکھا تھا۔ لیکن وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور اندرونی حالات سے واقف تھے۔ اس واسطے نبوت کا دعوےٰ سنتے ہی ایمان لے آئے۔ اسی طرح میں کہا کرتا ہوں کہ ہمارے دوست اکثر یہاں آیا کریں اور رہا کریں۔ گہرا دوست اور پورا واقف بن جانے سے انسان بہت فائدہ اٹھاتا ہے معجزات اور نشانات سے ایسا فائدہ نہیں ہوتا۔ معجزات سے فرعون کو کیا فائدہ ہوا۔ معجزات کے ہزاروں منکر ہوتے ہیں۔ اخلاق کا منکر کوئی نہیں ہوتا۔ طالب ہو کر اصلی اور جگری حالات کو دریافت کرنا چاہیے آریہ لوگوں نے حضرت رسول کریم صلعم پر اس قدر اعتراض کئے لیکن اگر ان لوگوں کو آپ کے اصلی حالات اور اخلاق کریمہ کی صحیح خبر مل جاتی تو یہ کبھی ایسی جرأت نہ کرتے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق کے دو پہلو دکھائے۔

نبی کریم کے اخلاق کے دو پہلو

ایک مکی زندگی میں جبکہ آپ کے ساتھ صرف چند آدمی تھے۔ اور کچھ قوت نہ تھی۔ دوسرا مدنی زندگی میں جبکہ آپ فاتح ہوئے اور وہی کفار جو آپ کو تکالیف دیتے تھے اور آپ ان کی ایذادہی پر صبر کرتے تھے، اب آپ کے قابو میں آگئے ایسا کہ جو چاہتے آپ ان کو سزا دے سکتے تھے مگر آپ نے لاتثریب علیکم الیوم کہکر ان کو چھوڑ دیا اور کچھ سزا نہ دی۔ ہمیں حضرت مسیح پر ایمان ہے۔ اور ان کے ساتھ محبت ہے۔ مگر یہ کہنے میں ہم لاچار ہیں کہ ان کو اپنے مخالفین پر قدرت اور طاقت نہیں ہوئی۔ اور ان کو یہ موقعہ نہیں ملا کہ دشمن پر قابو پاکر پھر اپنے اخلاق کا اظہار کریں۔ اور اگر ان کو یہ موقع ملتا تو معلوم نہیں وہ کیا کرتے۔

جماعت کے لئے جوش کی دعا

سچا مسلمان وہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ ہمدردی سے پیش آتے۔ میں دو باتوں کے پیچھے لگا ہوا ہوں۔ ایک یہ کہ اپنی جماعت کے واسطے دعا کروں دعا تو ہمیشہ کی جاتی ہے۔ مگر ایک نہایت جوش کی دعا جس کا موقع کبھی مجھے مل جائے

قرآن شریف کی شان

اور دوم یہ کہ قرآن شریف کا ایک

(باقی برصفحہ ۴ کالم ۲-۳)

دُرِّ ثمین

(۱) عن ابی الدرداء قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فشخص ببصرہ الی السماء ثم قال ھذا اوان یختلس العلم من الناس حتی لایقدروا منہ علی شئی فقال زیاد بن لبید الانصاری کیف یختلس منا وقد قرانا القرآن فواللہ لنقرأنہ ولنقرأنہ نساءنا وابناءنا قال ثکلتک امک یا زیاد ان کنت لاعدک من فقہاء اھل المدینۃ ھذہ التوراۃ والانجیل عند الیھود والنصاریٰ فماذا تغنی عنھم قال جبیر فلقیت عبادۃ بن الصامت فقلت الا تسمع ما یقول اخوک ابو الدرداء فاخبرتہ بالذی قال ابو الدرداء قال صدق ابو الدرداء ان شئت لاحدثنک باول علم یرفع من الناس الخشوع یوشک ان تدخل مسجد الجامع فلا تری فیہ رجلا خاشعا (ترمذی ابواب العلم)

ابو درداء رض سے روایت ہے کہا ہم نبی کریم صلعم کے پاس موجود تھے کہ آپ نے آنکھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا پھر فرمایا یہ ایسا وقت ہے کہ علم لوگوں سے کھینچ لیا جائے گا یہاں تک کہ اس میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے پس کہا زیاد بن لبید رض انصاری نے کس طرح ہم سے علم کھینچ لیا جائے گا حالانکہ ہم نے قرآن کو پڑھا ہے سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ہم اس کو ضرور پڑھیں گے اور ہم اسے ضرور اپنی عورتوں اور بچوں کو پڑھائیں گے فرمایا تیری ماں تجھے گم پائے میں تجھے اہل مدینہ کے فقہا سے شمار کرتا تھا یہ توریت اور انجیل یہود و نصاریٰ کے پاس بھی ہے (لیکن) انہیں کیا فائدہ [illegible] نے کہا پھر میں عبادہ [illegible] ملا اور کہا تو نہیں سنتا [illegible] کیا کہتا ہے پس میں [illegible] خبر دی جو ابو درداء نے [illegible] (عبادہ نے) کہا ابو درداء [illegible] اگر تو (سننا) چاہتا ہے [illegible] ہوں سب سے پہلے [illegible] اٹھایا جائے گا وہ [illegible] عارف تراست ترسان [illegible] کہ تو جامع مسجد میں [illegible] کوئی شخص خشوع [illegible] فرمایا ہے کہ [illegible] پیدا ہو جانے سے خشوع [illegible] سے عمل کی توفیق ملتی ہے [illegible]

(۲) عن البراء [illegible] علیہ وسلم مر [illegible] وھم جلوس فی [illegible] کنتم لابد فاعلین [illegible] واعینوا المظلوم [illegible] السبیل (ترمذی ابواب [illegible])
براء سے روایت ہے [illegible] صلعم انصار کے چند [illegible] سے گزرے اس حال [illegible] میں بیٹھے ہوئے تھے [illegible] فرمایا اگر تمہیں ضرور [illegible] ہے تو سلام کا جواب [illegible] مدد کرو اور بھٹکے ہوئے [illegible]

(۳) عن البراء [illegible] قال رسول اللہ صلی اللہ [illegible] ما من مسلمین یلتقیان [illegible] الا غفر لھما قبل [illegible] وھذا حدیث حسن [illegible] (ترمذی ابواب [illegible])
براء بن عازب سے روایت [illegible] رسول کریم صلعم نے [illegible] میں ملیں اور مصافحہ کریں [illegible] ان دونوں کو بخش دیتا ہے [illegible] کہ وہ جدا ہوں۔

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

نماز اور خشوع

از مولوی حافظ مجیب اللہ صاحب ندوی رفیق دار المصنفین

حدیث و آثار میں خشوع کی اہمیت و فضیلت

ایک مرتبہ ایک شخص نماز میں اپنی ڈاڑھی سے کھیل رہا تھا۔ یہ فعل چونکہ خشوع کے منافی تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

لو خشع قلبه لخشعت جوارحه[1]

اگر اس کا قلب خشوع سے متاثر ہوتا تو اس کے اعضا پر بھی اس کے آثار نمایاں ہوتے،

ایک مرتبہ آپ جماعت کے ساتھ نماز ادا فرما رہے تھے کہ کچھ لوگوں سے نماز میں ایسے افعال سرزد ہوئے جو خشوع کے منافی تھے آپ نے نماز کے بعد ارشاد فرمایا کہ

واللہ لا یخفی علی رکوعکم وخشوعکم[2]

خدا کی قسم مجھ سے تمہارا رکوع و خشوع پوشیدہ نہیں ہے۔

مسند احمد حنبل میں فضل ابن عباس سے ایک روایت ہے جس سے خشوع کے مظاہر کی پوری تصویر سامنے آجاتی ہے آپ نے ارشاد فرمایا۔

الصلوٰة مثنی مثنی تشهد فی کل رکعتین وتضرع وتخشع وتمسکن ثم تقنع یدیک الی ربک ...... تقول یارب یارب فمن لم یفعل ذالك فقال فيه قولا شديدا[3]

رات کی نماز دو دو رکعت پڑھو، پھر چاہیئے کہ ہر دو رکعت پر تشہد پڑھو، اور گریہ و زاری، خشوع و خضوع کے ساتھ اپنے رب سے ہاتھ اٹھا کر کہو اے میرے رب! اے میرے پروردگار اور جو شخص ایسا نہیں کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے بڑی سخت وعید فرمائی ہے۔

اس حدیث کی تشریح کے سلسلہ میں ملا علی قاری فرماتے ہیں، کہ لفظ تخشع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کے اندر یہ کیفیت نہ پیدا ہو تو بہ تکلف اسے یہ کیفیت پیدا کرنا چاہیئے[4]

ایک حدیث میں ہے۔

لا صلوٰة لمن لم یخشع[1]

جو شخص نماز میں بہ تکلف بھی خشوع نہیں اختیار کرتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے قریب دلوں سے جو پہلی چیز اٹھالی جائے گی وہ خشوع ہے۔ دوسری روایت میں ہے۔

اول شیئ یرفع من هذه الامة الخشوع حتی لا تری فیها خاشعا۔

اس امت سے پہلی چیز جو سلب کر لی جائے گی وہ خشوع کی دولت ہے۔

صحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ:

اللهم انی اعوذبك من قلب لا یخشع[2]

بار الٰہا میں غیر خاشع قلب سے پناہ چاہتا ہوں،

آپ رکوع میں اکثر یہ الفاظ فرمایا کرتے:۔

خشع لك سمعی وبصری ومخی وعظمی۔

اے اللہ تیرے لئے میرے کان، آنکھیں، دماغ اور ہڈیاں سب جھک گئے ہیں،

ان روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں خشوع پیدا کرنے کی بار بار ترغیب و تاکید فرماتے اور صحابہ کو اس کے سلب ہو جانے سے خوف دلایا کرتے تھے اور غیر خاشع قلب کی نماز سے پناہ مانگا کرتے تھے،

ہمیں اپنی نمازوں کا بھی جائزہ لینا چاہیئے کہ اس میں یہ صفتیں پیدا ہو رہی ہیں یا نہیں اور ہم اس کے بدلہ اجر و ثواب فلاح و سعادت کے مستحق ہونگے یا زجر و توبیخ عذاب و عتاب کے،

صحابہ اور خشوع

قرآن و حدیث کے احکام کے سامنے سر نیاز جھکا دینا، کمال ایمان کی دلیل اور سب سے بڑی سعادت ہے صحابہ کرام کی سب سے بڑی خصوصیت اور فضیلت یہی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی زبان سے جو کچھ اور جس طرح سنتے تھے اپنی زندگی کو اسی کے مطابق ڈھال لیتے تھے۔ ادھر کوئی آیت نازل ہوئی ادھر صحابہ کے عمل سے اس کی تفسیر ہونے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ ارشاد فرمایا، صحابہ نے اسے عملی جامہ پہنا دیا، زبان مبارک سے کوئی حکم صادر ہوا، اور صحابہ اس کا نمونہ بن گئے اب ہم کو صحابہ کرام کی عملی زندگی میں اسی خشوع کی تفسیر دیکھنی چاہیئے کہ ان کی نمازوں میں اس صفت خشوع کی کہاں تک کارفرمائی تھی۔ اور ان کی پوری زندگی پر اس کا کیا اثر تھا، اور پھر غور کریں کہ عملی تعلیمات کے علاوہ انھوں نے نظری تعلیمات کے کیا کیا نقش چھوڑے ہیں۔

مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضو اور حضرت عبداللہ رضو بن زبیر رضو، نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک لکڑی کا ٹکڑا یا ستون ہے، جو بے حس و حرکت کھڑا ہے اس حالت کو دیکھکر وہ کہا کرتے تھے کہ

وکان یقال ذالك الخشوع[1]

اسی کو خشوع کہا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضو کے متعلق روایت ہے کہ جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ ایک کپڑا ہے جو زمین پر ڈال دیا گیا ہے، کانه ثوب ملقی۔

انہی کے متعلق دوسری روایت ہے:۔

کان اذا قام الی الصلوٰة فغض فیها صوته وید[ه] وبصره،

جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے، تو بدن، آواز، آنکھ ہر چیز سے تواضع و خشوع کا اظہار ہوتا تھا۔

حضرت عامر بن عبداللہ رضو کے متعلق مروی ہے کہ وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے، اور لڑکیاں دف بجایا کرتی تھیں، مگر ان کو بالکل خبر نہیں ہوتی تھی[2]

حضرت عبداللہ بن سلام کے متعلق مشہور ہے کہ ان پر ہر وقت آثار خشوع طاری رہتے تھے۔

حضرت حذیفہ فرمایا کرتے تھے کہ:۔

اول ما تفقدون من دینکم الخشوع واخرما تفقدون الصلوٰة وتنقض عری الاسلام عروة عروة[3]

تم اپنے دین سے پہلی چیز جو ضائع کرو گے وہ خشوع ہے اور سب سے آخر میں نماز کی ظاہری صورت، اسی طرح آہستہ آہستہ اسلام کی تمام بنیادی چیزیں ترک ہو جائیں گی۔

ایک دوسری روایت میں ہے:۔

ورب مصل لا خیر فیه اوشك ان تدخل مسجد الجماعة فلا تری فیه خاشعا۔

بہت سے نمازیوں میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی، اور قریب ہی ایک زمانہ آئیگا کہ تم مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھو گے اور پوری جماعت میں ایک شخص بھی خشوع رکھنے والا نہ ہوگا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضو سے بھی اسی قسم کی ایک روایت ہے، حضرت عمر نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ ایک شخص ہے کہ اسلام کی حالت میں اس کے بال سفید ہو گئے، مگر ایک وقت کی نماز بھی اس نے اللہ کے لئے نہیں پڑھی۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا:۔

لا یتم خشوعها وتواضعها واقباله الی اللہ عز وجل فیها[1]

وہ نماز میں خشوع و خضوع پورے طور سے پیدا نہیں کرتا اور نہ اپنی پوری توجہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف مبذول رکھتا ہے۔

خشوع کا تعلق قلب سے

اوپر عرض کیا گیا ہے کہ خشوع قلبی کیفیت کا نام ہے ... اس کا تعلق صرف ... کہ وہ اس کیفیت کے مظاہر ... اقوال سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت عمر رضو نے ایک شخص کو دیکھا کہ گردن جھکائے ہوئے نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

یا صاحب الرقبة ارفع رقبتك لیس الخشوع فی الرقاب وانما الخشوع فی القلوب[2]

اے گردن نیچی کرنے والے اپنی گردن کو اٹھا خشوع گردن کے اندر نہیں ہے بلکہ وہ دلوں میں ہوتا ہے۔

یعنی خشوع کا تعلق قلب سے ہے، اس میں تواضع، خاکساری اور عاجزی ہونی چاہیئے۔ گردن و جسم کے جھکانے اور توڑنے مروڑنے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرت عائشہ نے چند نوجوانوں کو دیکھا کہ وہ بیماروں کی طرح بہت جھک کر چل رہے ہیں آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں؟

---

[1] روح المعانی
[2] بخاری باب الخشوع فی الصلوٰة
[3] اس سے مراد رات کی نماز ہے جیسا کہ بخاری میں ابن عمر سے روایت ہے
[4] مسند فضل بن عباس ترمذی باب التخشع
[5] الفتح الربانی تبویب مسند احمد۔

[1] مسند الفردوس الجامع الصغیر
[2] ترمذی، نسائی وا لجامع الصغیر

[1] فتح الباری
[2] مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۳۶
[3] حاکم اور احمد نے روایت کی ہے روح المعانی تفسیر سورہ مومنون۔

[1] احیاء العلوم صفحہ ۲۶ جلد ۱
[2] مدارج السالکین جلد ۱ صفحہ ۲۹۵

اخبار و افکار

بے بنیاد اتہام

ہندوستانی پریس کی طرف سے آجکل پاکستان کو بدنام کرنے کے لئے جو ناپاک اور بے بنیاد اتہامات لگائے جا رہے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مغربی پنجاب کے حکام ان لوگوں کو واپس لانے میں کچھ بھی امداد نہیں دے رہے جن کو جبراً مسلمان بنایا گیا ہے۔

حکومت مغربی پنجاب نے اس الزام کی تردید میں ایک پریس نوٹ شائع کیا ہے، جس میں ایک اینگلو انڈین مسٹر سے سانٹڈ کی جو فرینڈز سرونٹ یونٹ کے ممبر ہیں اور غیر سرکاری نمایندہ کے طور پر مغربی پنجاب کے کیمپوں کا معاینہ کرتے رہے ہیں شہادت نقل کی ہے انھوں نے صاف لکھا ہے، کہ "مجھے پاکستان افسروں سے حقیقت حال معلوم کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی، خصوصاً ان لوگوں کے متعلق جن کو جبراً مسلمان بنایا گیا ہے" اور اس بات کا کھلے طور پر انھوں نے اظہار کیا کہ "یہ بالکل غلط ہے کہ مسلمان ان غیر مسلموں کو جنہیں جبراً مسلمان بنایا گیا ہے ان ریفیوجی کیمپوں میں جانے سے روکتے ہیں جہاں سے وہ ہندوستان کو منتقل ہو سکیں"

اس کھلی اور غیر جانبدار شہادت کے ہوتے ہوئے ہندوستانی پریس کا پراپیگنڈا کس قدر شرمناک ہے کاش ان لوگوں کو خدا اور یوم عاقبت پر ایمان نہ ہو تو کچھ دنیا والوں سے ہی شرم وحیا ہو اور ایسے ناپاک جھوٹ بولتے ہوئے کچھ ہچکچاہٹ محسوس کرتے، حکومت مغربی پنجاب اس بارہ میں مستحق مبارکباد ہے کہ اس نے صرف جبراً مسلمان بنانے کی مذموم حرکات کو روک دیا بلکہ ایسے لوگوں کے لئے جنہیں جبراً مسلمان بنایا گیا اپنے اہل وعیال میں جانے کی سہولت بھی پیدا کر دی۔

سکھ اور کرپان

سکھوں کی کرپان نے پنجاب میں جو خونریزیاں برپا کیں، ان کی وجہ سے مسلمانوں نے کئی مرتبہ صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے اس پر پابندیاں عاید کرنے کی التجائیں کیں، لیکن اس وقت کی حکومت تو مسلمانوں کے خلاف تھی ہی، ہندو بھی کرپان ہی کے حامی اور اس کی خون آشامیوں کے مداح تھے، پھر یہ کیا ہو گیا کہ دہلی میں اب اسی کرپان پر پابندیاں عاید کی جا رہی ہیں، اور گاندھی جی بھی سکھوں کے ایک وفد کو جو اپنے ساتھ پریوی کونسل کے فیصلے اور گرنتھ صاحب کے حوالے لیکر آئے یہ جواب دینے پر مجبور ہو گئے کہ

"کرپان کا مقصد یہ نہیں کہ کسی پر حملہ کیا جائے صرف وہی سکھ کرپان رکھنے کا حقدار ہے جو گرنتھ صاحب کی تعلیم پر پوری طرح عمل پیرا ہے اور وقت آنے پر صرف معصوم عورتوں اور بچوں کی جان ومال کی حفاظت میں اس کو استعمال کرتا ہے اس لئے وہ سکھ جو شراب پیتا اور دوسری قسم کی برائیوں میں پھنسا ہوا ہے کرپان کو بطور مذہبی نشان رکھنے کا ہرگز حقدار نہیں ہے کرپان ضبط نفس اور پاکیزگی کی کڑی پابندیوں کے ساتھ استعمال کی جاتی ہے۔"

گاندھی جی نے یہ بھی فرمایا:۔

"اس وقت ہتھیار رکھنے کا جواز ڈھونڈنے کے لئے فیصلوں کے حوالے دینا نہ صرف بیکار ہے بلکہ مضر بھی ہے آزادی حاصل کرنے کے بعد اخلاقی قیود اور دیگر جائز پابندیوں سے بھی اپنے آپ کو آزاد سمجھنا سخت نامناسب ہے ان پابندیوں کے بغیر کوئی سوسائٹی ترقی نہیں کر سکتی"

کاش یہی نصیحت گاندھی جی سکھوں کو اس وقت کرتے اور حکومت ہندوستان یہی پابندیاں اس وقت ان پر عاید کرتی جب وہ کرپان کو مسلمانوں کے خون سے آلودہ کر رہے تھے تو شاید یہ ابتری اور فسادات دنیا نہ دیکھتی جو آج حکومت ہندوستان کے لئے کلنک کا ٹیکہ بن چکے ہیں۔

رشوت ستانی

پنجاب کے سرکاری محکموں سے رشوت ستانی کے انسداد کے لئے حکومت نے خاص احکام نافذ کئے ہیں، جن کے مطابق بعض سرکاری وغیر سرکاری اصحاب کی ایک مشترکہ کمیٹی مختلف محکموں میں رشوت ستانی کے واقعات کی تحقیق کرے گی اور ایسا انتظام کرے گی کہ رشوت ستانی کا انسداد ہو جائے، اس بارہ میں سب سے پہلے محکمہ سول سپلائی کی طرف توجہ کی گئی ہے، اور اس کے لئے ایک کمیٹی بھی مرتب ہو گئی ہے جو امروز فردا میں اپنا کام شروع کر دیگی۔ تجویز نہایت مبارک ہے، اور ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نیک کام میں ارکان کمیٹی کا ممد ومعاون ہو اور رشوت ستانی کا سلسلہ جو بہت سے معاشی اور اخلاقی نقصانات کا موجب ہو رہا ہے، سرزمین پنجاب بلکہ تمام پاکستان سے ختم ہو جائے، لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ رشوت ستانی ایک ایسی چیز ہے کہ جب تک دلوں کے اندر خدا تعالیٰ پر ایمان اور روز جزا کے محاسبہ کا یقین نہ ہو، اس کا مٹنا بہت مشکل ہے انگریزی عہد میں بھی بسا اوقات اس مرض کے دور کرنے کے لئے خاص محکمے کھولے گئے اور وسیع پیمانہ پر اس کی تفتیش وانسداد کے ذرائع پیدا کئے گئے اور کئی افسر اس جرم کی پاداش میں ماخوذ ہو کر کڑی سزاؤں کے مستوجب بھی ٹھیرائے گئے لیکن نتیجہ وہی ہوا کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ وہی لوگ جو رشوت ستانی کے انسداد کے لئے مقرر ہوئے تھے، خود رشوت خور پائے گئے اور اس رشوت خوری کا اصل سبب وہ لوگ ہیں جو رشوت دیتے ہیں اور بغیر مانگے خود ہی زبردستی اپنی مطلب براری کے لئے بیشقرار رقمیں اچھے بھلے نیک افسروں کو پیش کر کے انہیں رشوت خور بنا دیتے ہیں اسی لئے شریعت نے رشوت دینے اور لینے والے دونوں کو مجرم ٹھیرایا ہے۔ ان حالات میں ضروری ہے کہ انسداد رشوت ستانی کے ظاہری اسباب کے ساتھ ساتھ کوئی ایسی صورت بھی پیدا کی جائے کہ جس سے لوگوں کے اندر خدا پر ایمان اور یوم آخرت پر یقین پیدا ہو، یہی ایک چیز ہے جو تمام بیماریوں کو دور کر سکتی اور سب اخلاقی جرائم سے روک سکتی ہے، اس کی ذمہ داری زیادہ تر ان مذہبی اداروں پر ہے جو اصلاح قوم کے لئے بنائے گئے ہیں بالخصوص جماعت احمدیہ جو امام وقت کے زیر اثر ایمان کی ایک مضبوط چٹان پر کھڑی ہے اگر اس ایمان کی شعاع دوسروں کے دلوں کے اندر بھی پیدا کرنے کی کوشش کرے تو اس ملک کی بہت سی برائیوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور عذاب الٰہی جو اس وقت ہم پر مسلط ہے بہت جلد ٹل سکتا ہے۔

مولوی شبیر علی صاحب مرحوم

اخبار "الفضل" سے یہ معلوم کر کے از حد افسوس ہوا کہ مولانا شبیر علی صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے خدام میں سے تھے اور اپنی نیکی اور تقوے اور علم وفضل کی وجہ سے تمام جماعت میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے کچھ عرصہ بیمار رہ کر رہگرائے عالم جاودانی ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا ممدوح اگرچہ قادیانی جماعت سے تعلق رکھتے تھے لیکن سلسلہ کے اندرونی تنازعات میں ان کا حصہ بہت کم رہا۔ نہایت غریب طبیعت، منکسر المزاج اور مرنجان مرنج انسان تھے، حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر رہے کچھ عرصہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی اُردو کی ادارت کے فرائض انجام دیتے رہے قادیانی جماعت میں بعض وقت خلیفہ صاحب کی غیر حاضری میں امارت کے عہدہ پر بھی سرفراز ہوئے،

ان کی وفات تمام جماعت احمدیہ کے لئے دلی رنج وافسوس کا موجب ہے اور ان کے لواحقین وپس ماندگان سے ہمیں دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ریاست جموں کے ہولناک مظالم

شاید دنیا کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایک ریاست کا حکمران خود اپنی رعایا کے ایک طبقہ پر بعض مذہبی اور سیاسی خیالات کے اختلاف کی بنا پر ایسے ہولناک مظالم برپا کرتا ہے جن کے سننے سے انسانیت کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

ریاست جموں کے مسلمان اگرچہ بعض اقتصادی، تمدنی اور جغرافیائی وجوہ کی بنا پر اپنی ریاست کے مملکت پاکستان میں شمولیت کے خواہشمند تھے، لیکن انھوں نے کوئی بغاوت کا علم بلند نہ کیا تھا کہ ان کے اوپر ایسے شدید مظالم برپا کئے گئے، قتل وغارت کیا گیا، مال لوٹا گیا، عورتوں اور بچوں پر ظلم کیا گیا اور نوجوان لڑکیوں کو زبردستی اغوا کر لیا گیا۔

۵؍ نومبر کی تاریخ جموں میں ایک ہولناک کربلا کی تاریخ تھی، جب کئی دن تک مسلمانوں کو کرفیو آرڈر کے ذریعہ سے محصور رکھنے کے بعد ایک میدان میں جمع ہونے کے لئے کہا گیا اور صبح دس بجے سے شام کے چھ بجے تک بھوکے اور پیاسے بٹھائے رکھنے کے بعد انہیں لاریوں میں بھر کر ایک ایسے رستہ پر ڈال دیا گیا، جہاں قتل وغارت اور لوٹ مار کا ایسا بازار گرم ہوا جس کی نظیر شاید چشم فلک نے کبھی دیکھی نہ ہو کئی لاریاں اسی قتل وغارت کی نذر ہو گئیں جن میں ہماری چھوٹی سی جماعت کے بھی بیس آدمی کام آئے ہم حکومت جموں کی اس درندگی اور انسانیت سوز مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں کیا پنڈت نہرو [illegible]

(باقی بر صفحہ [illegible] کالم [illegible])

کشمیری مسلمان اور اسرائیلی معتقدات

مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق ایک تحقیقی مقالہ

(از عبد العزیز صاحب کشور ایڈیٹر "روشنی" سرینگر)

"پیغام صلح" لاہور ۔ ۱۶ مارچ ۱۹۷۷ء کی اشاعت میں مکرم شیخ محمد طفیل صاحب نے "قبر مسیح کے متعلق اہم انکشافات" کے عنوان سے ایک رپورٹ درج کی ہے جس میں انھوں نے "یسوع مرگ" "کشمیری چیو" "عصائے عیسیٰ" "یہودی طرز کا جنازہ اور تابوت" کے حوالہ جات دے کر ثابت کیا ہے کہ کشمیر کے لوگ اسرائیلی ہیں، اور حضرت مسیح علیہ السلام کشمیر ضرور پہنچ گئے تھے۔ اور یہیں فوت ہو گئے ہیں، عصائے عیسیٰ کے بارے میں شیخ صاحب نے ضعیف العمر مجاور کا یہ بیان درج کیا تھا۔ کہ عصا شاہ ہمدان کی زیارت میں موجود نہیں ہے بلکہ کوئی سو سال کا عرصہ ہوا اسے شاہ ہمدان کے مرید یہاں سے لے گئے تھے۔

عصاء کی تحقیقات

اس سلسلے میں راقم الحروف کو عصا کے بارے میں تحقیقات کرنی پڑی۔ اور معلوم ہوا کہ یہ عصا اس وقت زین الدین ولی کے روضہ میں موجود ہے۔

چنانچہ ۶ اپریل ۱۹۷۷ء کو میں بطرف "عیش مقام" علاقہ اننت ناگ گیا۔ عیش مقام سرینگر سے ۴۸ میل کے فاصلے پر سطح سمندر سے ۵۶۰۰ فٹ کی بلندی پر ایک سرسبز جگہ ہے۔ یہاں سے پہلگام کوئی ۱۲ میل دور ہے۔ یہاں ایک پہاڑی پر زین الدین ولی کی درگاہ ہے جو بدشاہ کے زمانے میں اس پہاڑ کے غار میں رہا کرتے تھے۔ یعنی آج تک لگ بھگ کوئی پونے چھ سو سال کا عرصہ گذر گیا ہے۔ جبکہ زین الدین ولی یہاں آتے تھے۔ میں نے یہاں کے مجاوروں سے بیانات لئے۔ چنانچہ ان سب نے متفقہ طور پر یہی کہا کہ اس درگاہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے جو حضرت میر سید علی ہمدانی رح نے شیخ العالم شیخ نور الدین صاحب کو عطا کیا تھا جن کا روضہ چرار شریف میں واقع ہے اور شیخ نور الدین صاحب نے یہ مبارک عصا حضرت زین الدین ولی کو بخشا اور تب سے یہ اسی درگاہ میں موجود ہے۔ جب کبھی بھی کوئی وبائی بیماری گاؤں میں پھوٹ پڑے تو ہم اس عصا کو عیدگاہ میں لے جاتے ہیں اور اس بیماری کا نام و نشان بھی مٹ جاتا ہے۔

میں نے یہ عصا ملاحظہ کیا۔ یہ کوئی دس فٹ سے زیادہ لمبا ہے۔ اور بھاری وزن کا معلوم ہوا۔ اس کے اوپر تنبی غلاف لپٹی ہوئی ہے۔ اس کے نیچے پھل بھی لگا ہوا ہے یہاں کے سب لوگوں نے کہا کہ سند کے مطابق یہ عصا حضرت عیسیٰ کا نہیں بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ اور یہی شاہ ہمدان کی زیارت سے پہلے چرار شریف اور پھر وہاں سے یہاں کی زیارت میں پہنچا یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ کا یہی عصا حضرت عیسیٰ کے پاس بھی رہا ہو۔

ریشی نامہ کا بیان

یہ گپھا (غار) جس میں زین الدین رح عبادت کیا کرتے تھے عجیب و غریب ہے۔ اور اس کے متعلق مختلف قسم کے قصے مشہور ہیں۔ جو معنی خیز ہیں۔ اور اس امر کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کشمیر ضرور پہنچ گئے تھے۔ جب میں نے ان سے حالات دریافت کئے تو انھوں نے مجھے ریشی نامہ پڑھنے کی تلقین کی جس کے متعلق انھوں نے کہا کہ یہ تواریخ کی بنا پر لکھا گیا ہے "ریشی نامہ" کشمیری زبان میں مولوی غلام مصطفےٰ بابا صاحب مرحوم عیش مقام کشمیر کا تصنیف کردہ ہے اس کے دو حصے سولاں سولاں صفحات کے ٹریکٹوں کی صورت میں شائع بھی ہو چکے ہیں۔ اس میں اس امر کا اعتراف کیا گیا ہے کہ جو کچھ ریشی نامہ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ تواریخ کی بنا پر لکھا گیا ہے اس میں یہ بھی مرقوم ہے کہ عصا میر سید علی ہمدانی سے شیخ نور الدین اولیاء کو ملا تھا اور انھوں نے زین الدین ولی کو بخشا۔ سند کے مطابق یہ مقدس ہے لہٰذا سے آنکھوں سے لگایا جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ کا ذکر

پھر غار کے متعلق ایک قصہ بیان کیا گیا ہے کہ اس غار میں ایک دیو رہتا تھا جسے ایک پہلوان بودہن نے مار ڈالا تھا اس واقعہ کا عنوان ریشی نامہ میں اس طرح درج ہے:۔

"داستان کشتہ شدن دیو از دست بودہن کہ در عہد عیسیٰ پہلوانے بود" (ریشی نامہ ص۱۰)

اب ظاہر ہے کہ اگر مان لیا جائے۔ کہ حضرت عیسیٰ یہاں نہیں آتے تھے تو کس وجہ یہ واقعہ مشہور ہوا کہ حضرت عیسیٰ کے عہد میں بودہن پہلوان تھا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ یروشلم میں زیادہ نہیں چمکے تھے۔ سارا زور لگانے کے باوجود یروشلم میں صرف گیارہ حواری آپ پر ایمان لائے ان میں سے بھی ایک یہودا اسکریوطی ہستے بے ایمان ہو کر رشوت حاصل کر کے آپ کو پکڑوا دیا تھا اس کے علاوہ تاریخ شاہد ہے کہ کوئی ساڑھے تین سو سال تک عیسائیت بالکل گمنام حالت میں رہی نعساسے کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ جائے غور ہے کہ ایسی صورت میں اگر مسیح ناصری کشمیر نہیں آئے ہوتے تو وہ یہاں ہرگز مشہور نہ ہوتے اور نہ آپ کا عہد مشہور ہوتا۔ کشمیر کے ایک گاؤں کے مصنف کا تواریخ کی بنا پر کسی واقع کا ذکر کرنا اور یہ لکھنا کہ یہ عہد عیسیٰ کا واقعہ ہے ایک اہم تاریخی شہادت ہے۔ جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

معنی خیز معاملہ

نیز واضح رہے کہ کشمیر ہزاروں سال سے بت پرستی کا گہوارہ بنتا چلا آیا ہے یہاں کے مسلمان اس وقت آغوش اسلام میں آئے ہیں جب یہاں میر سید علی ہمدانی رح نے تبلیغ اسلام کی۔ اس لئے اگر یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا دور مشہور نہ ہوتا تو نندہ پنڈت یا کسی دیگر سند و حکمران کے عہد کا حوالہ دیا گیا ہوتا نیز یہ امر بھی قابل غور ہے کہ کسی مشہور واقعے کا حوالہ اسی حدود مملکت میں دیا جا سکتا ہے جہاں وہ واقعہ رونما ہوا ہو اگر انگلستان میں کسی مشہور واقعہ کا تذکرہ کرنا مطلوب ہو تو وہیں کے کسی مشہور عہد کا حوالہ دیا جائے گا ہندوستان میں کوئی خاص واقعہ ہوا ہو۔ تو اس کی تاریخ وقوعہ کا حوالہ اسی حدود مملکت کا دیا جائے گا۔ کشمیر کے ایک دور افتادہ گاؤں میں فلسطین میں مبعوث ہونے والے نبی کے عہد کا حوالہ دینا اور پھر ایسے نبی کا جو اپنے علاقہ میں صرف دس آدمیوں کو اپنے ساتھ ملا سکا ہو اور تین ساڑھے تین سو سال تک ان کا پیش کردہ مذہب بالکل گمنام رہا ہو ایک معنی خیز معاملہ نہیں تو اور کیا ہے؟

عیش مقام کی وجہ تسمیہ

اب آگے چلیئے۔ اسی ریشی نامہ میں "داستان کشتہ شدن دیو از دست بودہن کہ در عہد عیسیٰ پہلوانے بود" کے عنوان کے تحت "عیش مقام" کی وجہ تسمیہ یوں درج ہے:۔

"سیاحت کرنے والوں نے اس طرح روایت کی ہے وہ خدا کے پیارے تھے اور انھوں نے ماضی کی خبر بیان کی تھی۔ پرانے وقتوں میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام "عیشوش" تھا۔ جس نے اس جگہ شان و شوکت کے ساتھ قیام کیا تھا۔ اس کے مکان کو "عیش وڈو" کہا جاتا ہے"

یہ ایک کھلی حقیقت بیان کی گئی ہے دیکھنے والے دیکھ سکتے ہیں اور سوچنے والے سوچ سکتے ہیں کہ "عیشوش" کا نام عیسیٰ سے بالکل مطابقت رکھتا ہے اور یہی وجہ اس جگہ کا نام ہی بگڑ کر "عیش مقام" ہو گیا ہے۔

"مقام" کا لفظ بھی غور طلب ہے یعنی یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کشمیر آ کر پہلے یہیں قیام کیا ہے اس لئے اس علاقے کو عیسیٰ مقام جیسے مقام سے بگڑ کر عیش مقام مشہور ہو گیا ہے۔

یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ عیش مقام سے پہلگام ہو کر پہاڑی رستہ روس، افغانستان اور دیگر ممالک کو جاتا ہے اور مجھے معلوم ہوا کہ اب بھی بہت سے تاجر انہی راستے کو نزدیک ہونے کی وجہ سے ترجیح دیا کرتے ہیں۔

ہاروت و ماروت کا قصہ

کشمیریوں کے اسرائیلی ہونے پر ایک اور دلیل سنیئے۔ ہاروت و ماروت کا قصہ یہودیوں میں مشہور تھا کہ بابل میں یہ دو فرشتے تھے۔ جو زہرہ پر عاشق ہو گئے اسی لئے انہیں چاہ بابل میں اوندھے منہ لٹکائے جانے کا عذاب دیا گیا ہے۔ قرآن کریم نے اس فرضی قصہ کی پر زور تردید کرتے ہوئے فرمایا ہے وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت یعنی اور بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر کچھ نہیں اتارا گیا (پ۱ ع۱۲)

شہاب عراقی نے بھی فرمایا ہے کہ جو شخص ان باتوں کو مانتا ہے کہ ہاروت ماروت دو فرشتے ہیں جن کو زہرہ کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے وہ اللہ کا کافر ہے کیونکہ فرشتے معصوم ہیں۔ وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتے اسی طرح روح المعانی میں ہے کہ ان قصوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی ثابت نہیں (بیان القرآن ص۹۸)

سو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو ہاروت ماروت کے قصہ یا ان کی فرضی شخصیت سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی ہے مسلمانوں کو اگر ان فرضی فرشتوں کا حال معلوم ہوا تو قرآن کریم ہی سے معلوم ہوا ہے۔ اور کوئی مسلمان ان فرضی فرشتوں سے یا ان کے قصے سے انس نہیں رکھ سکتا ہے۔

کشمیر میں ہاروت ماروت

مگر کشمیر جو ہزاروں سال سے بت پرستی کا گہوارہ چلا آیا ہے اس کے ایک گاؤں زنیبر پور علاقہ کریو مٹن میں جہاں اب بھی مارتنڈ مندر کے کھنڈرات موجود ہیں ایک جگہ ہے جہاں ایک کنوئیں پر چھوٹی سی تعمیر موجود ہے اس جگہ کے اور ملحقہ علاقہ جات کے مسلمان لوگوں کا خیال ہے کہ اس کنوئیں میں ہاروت و ماروت اوندھے منہ لٹکائے گئے ہیں۔

اسرائیلی معتقدات کا زور دیکھئے۔ کہ میں نے اپنی آنکھوں سے وہاں مسلمانوں کو ہر روز صبح سویرے کھڑے ہوتے دیکھا ہے۔ جہاں وہ ان کا جنازہ پڑھتے ہیں اور مرادیں بھی مانگتے ہیں!

صاف ظاہر ہے کہ آغاز اسلام سے قبل بھی یہاں کے علاقہ کے لوگوں میں ہاروت ماروت کا قصہ مشہور تھا۔ اور فرشتے سمجھنے کی بنا پر وہ ان سے مرادیں بھی مانگتے رہتے

(باقی بر صفحہ ۳ کالم ۱)

توحید الٰہی پر تقریر

جماعت صیلی کی جانب سے ایک جلسہ بمقام درگذ بیل صیلی - بصدارت جناب حکیم عبدالرحمن صاحب ممبر بورڈ آف انڈین سسٹم آف میڈیسن منعقد ہوا - جس میں مولانا سید عبدالمجید شاہ صاحب مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام حیدرآباد نے "توحید باری تعالیٰ ہی تمام قوموں کا اتحاد ہے" کے موضوع پر تقریر فرمائی مولانا نے بتلایا کہ اسلام نے اللہ تعالیٰ کو بصورت رب العلمین پیش کر کے نہ صرف عالمگیر اخوت کی بنیاد رکھی - بلکہ جغرافیائی (قومی) نسلی و لسانی و دیگر خصوصیات کو ختم کر کے سب انسانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا - اور توحید باری کو تمام بھلائیوں اور نیکیوں کا اور شرک کو افتراق و انشقاق کا موجب قرار دیا - وید اور گیتا اور کنڑی و تلگو و مرہٹی اور ہندی زبانوں کی مقدس کتابوں کی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ گو توحید تو ان کتابوں میں موجود ہے - مگر اس کے ساتھ ساتھ غیر اللہ کی نہ نفی ہے نہ ممانعت بلکہ غیر اللہ کی تعلیم اور پوجا کے مخصوص طریقے اس میں بتلائے گئے ہیں جس سے حق کے متلاشی کو صحیح رائے اور فیصلہ پر پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے قرآن کریم میں سوائے توحید خالص کے غیر اللہ کی نفی بھی موجود ہے اور اس کے وجوہات بھی موجود ہیں - آج روئے زمین کے سارے مسلمان عملی حیثیت سے توحید کے حامل و شاہد ہیں اس تقریر کا بفضلہ تعالیٰ بہت اچھا اثر رہا - حاضرین کی تعداد تین ہزار کے قریب تھی - دوران تقریر میں ایک معزز ہندو رئیس نے جن کا نام سیٹھ راجہ رام صاحب ہے اور جو ایک بڑی تجارتی فرم کے مالک ہیں مولانا کی گلپوشی اپنی طرف سے کی اس جلسہ میں شرکت کرنیوالے قابل ذکر حضرات میں سے سیٹھ راجہ رام صاحب اور کرناٹک کے مشہور شاستری کرلی پنڈا صاحب اور بیگونت داس وغیرہ تھے - اور مسلمان معززین بھی تھے - مولانا کی تقریر کے بعد جناب محمد یوسف صاحب ٹھمو گہ نے مختصر تقریر سے پبلک کو مسرور فرمایا - اس کے بعد جناب صدر نے اپنی اختتامی تقریر میں قیمتی خیالات سے پبلک کو مستفیض فرمایا جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا پبلک نے مزید تقاریر سننے کا اشتیاق ظاہر کیا۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں -

—— مولنا یعقوب خاں صاحب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب، میجر سید بشیر حسین صاحب کیبکل اگزامینر اور بعض دیگر احباب پہاڑوں سے واپس لاہور آ گئے ہیں -

—— ہماری انجمن نے بھی پناہ گزینوں کا کیمپ کھول رکھا ہے جس میں اس وقت چالیس اصحاب فروکش ہیں - ان سب اصحاب کی رہائش و خوراک انجمن کے ذمہ ہے ان کے علاوہ ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو صرف انجمن کے مکانات میں سکونت پذیر ہیں اللہ تعالیٰ ان دوستوں کی مشکلات کو دور فرمائے -

—— گجرات سے شیخ کریم اللہ صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ نہایت مصائب اور مشکلات کے ساتھ میں امرتسر سے معہ عیال و اطفال یہاں گجرات آ گیا ہوا ہوں، امرتسر میں تن کے کپڑے لیکر آنا پڑا باقی پارچات ہر قسم وغیرہ کل سامان وہاں ہی چھوڑنا پڑا معلوم ہوا ہے کہ وہ سب سامان اور مکانات بھی جلا دیا گیا ہے - نہایت تکلیف میں ہوں انا للہ وانا الیہ راجعون ہی کہنا پڑتا ہے -

—— فیض اللہ صاحب ضلع گوجرانوالہ سے حکیم عبدالحمید صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور سے لکھتے ہیں کہ ان کے برادر صوبیدار میجر غلام کبریا خاں اوچی - کے - خان کے نام سے معروف ہیں ہی اوٹو کی کانپور میں متعین تھے، ان کا کوئی خط بہت دنوں سے نہیں آیا معلوم ہوا تھا کہ ان کا تبادلہ کوئٹہ ہو گیا ہے وہاں سے بھی اطلاع نہیں آئی، بہت تشویش ہے، اگر یہ سطور میجر صاحب یا ان کے کسی جاننے والے کی نظر سے گذریں تو مندرجہ بالا پتہ پران کے متعلق صحیح اطلاع بہم پہنچا کر مشکور فرمائیں -

—— پشاور سے ہمارے دوست شیخ ایزد بخش صاحب نے اکیس روپیہ دو آنہ کی رقم مرمت برلن مسجد فنڈ میں بھیجتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ رقم میری دس سالہ بچی عزیزہ سیمین نے جو کانوینٹ سکول کی نویں کلاس میں تعلیم پاتی ہے اپنے سکول کے بچوں اور اپنی سہیلیوں سے وصول کر کے جمع کی ہے یہ تفصیل اس غرض سے دے رہا ہوں کہ اس نیک مثال کا اخبار میں ذکر کر دیا جائے تاکہ دیگر بچوں کے لئے یہ نمونہ قابل تقلید بنے اور میری بچی کی بھی حوصلہ افزائی ہو -

دعا ہے اللہ تعالیٰ بچی کی عمر دراز کرے اور اسکو بیش از بیش خدمت دین کا موقعہ نصیب ہو - اس موقعہ پر یہ ذکر کر دینا بے جا نہ ہوگا کہ یہ بچی حضرت امیر ایدہ اللہ کی نواسی ہے

جناب ڈاکٹر ای - ایچ - حبیب خاں صاحب مرحوم کا ایثار

ڈاکٹر صاحب مروح کے متعلق قبل ازیں پیغام صلح میں کئی ایک بار ذکر آ چکا ہے - ڈاکٹر صاحب ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے خدمت اسلام کے لئے اپنا مال پانی کی طرح بہایا ہے جب سے ڈاکٹر صاحب داخل سلسلہ ہوئے ہیں، متواتر مالی قربانیاں کر رہے ہیں اور آپ کی ذات سے سلسلہ کو بہت تقویت پہنچی ہے گذشتہ ماہ جون جولائی اگست میں دس ہزار سے اوپر رقم مختلف مدات میں، آپ نے وصیت فرمائی جس کی تفصیل یہ ہے :-

چندہ ماہوار	۷۰
عطیہ اشاعت اسلام	۲۱۵
ادارہ تعلیم قرآن	۵۰۰۰
وصایا	۴۷۳۱
	۱۰۰۱۶

اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو اجر عظیم ...

وصایا و عطیات تبلیغ بلاد غیر

آمد ماہ مئی ۱۹۴۷ء

(۱) جناب حافظ محمد بخش صاحب اکاڑہ	۱۰	وصیت
(۲) جناب میرزا مظفر بیگ صاحب ضلع لائلپور	۵ - ۸	"
(۳) جناب چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ سیالکوٹ	۱۳ - ۳	"
(۴) جناب ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالہ	۵	"
(۵) جناب چوہدری سید محمد صاحب بدوملہی	۲۵	"
(۶) جناب مولانا عزیز بخش صاحب لاہور	۲۵	"
(۷) جناب ملک خدا بخش صاحب ایڈووکیٹ معرفت شیخ اللہ بخش صاحب پشاور	۱۰۰	عطیہ
(۸) جناب ماسٹر محمد اسحاق صاحب مبلغ مردان	۴۰۰	وصیت
(۹) جناب ماسٹر صادق علی صاحب پٹیالہ	۵	"
کل میزان :-	۲ - ۵۸۱	
وصیت	۴۸۲	
عطیہ	۱۰۰	

آمد ماہ جون ۱۹۴۷ء

(۱) جناب حافظ محمد بخش صاحب	۱۰	وصیت
(۲) جناب میرزا مظفر بیگ صاحب ضلع لائل پور	۵ - ۸	"
(۳) چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ سیالکوٹ	۱۳ - ۳	"
(۴) جناب مولانا عزیز بخش صاحب لاہور	۲۵	"
(۵) بیگم صاحبہ جناب شیخ حفیظ اللہ صاحب سیالکوٹ	۱۵	"
میزان کل :	۲ - ۶۲	

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل

خدا کی کامل فرمانبرداری کامیابی کا حقیقی ذریعہ ہے

ہندوستان میں ہمارے اسلاف کے لگائے ہوئے باغ کی ویرانی

حضرت مرزا صاحب کو اس ویرانی کا غم اور جماعت کے بنانے کی غرض

"کیا یہ سچ نہیں کہ اس جماعت کا بھی کثیر حصہ ہے جس کا غم دین کا غم نہیں اپنی دنیا کا غم ہے"

امام وقت کے غدار نہ بنو اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ

خطبہ جمعہ۔ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ لاہور۔ مورخہ ۱۴ر نومبر ۱۹۴۷ء

یایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین (البقرۃ ۲۰۸)

مضامین کے مختلف پیرائے انسان کی رہنمائی کے لئے قرآن کریم نے بڑے مختلف قسم کے پیرائے سمجھانے کے لئے اختیار کئے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص اس نگاہ سے قرآن شریف کو دیکھے کہ کس مضمون کو ادا کرنے کے لئے اس نے کتنے پیرائے اختیار کئے ہیں تو معلوم ہوگا کہ اس بارہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے کلام میں ایک کمال پایا جاتا ہے۔

خدا کی فرمانبرداری میں امن اور صلح خدا کی فرمانبرداری اختیار کرو، یہ تو قرآن کریم کا وہ مضمون ہے جس پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے یہاں بھی فی الحقیقت وہی مضمون ہے یٰایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ اے ایمان والو سلم میں پورے پورے داخل ہو جاؤ سلم وہی لفظ ہے جس سے اسلام نکلا ہے اور اس کے دو معنے ہیں، عربی زبان میں سلم کے معنے صلح کے بھی آتے ہیں، اور فرمانبرداری کے بھی آتے ہیں۔ تو اس لحاظ سے اسلام کے لفظی معنے صلح کے بھی ہو سکتے ہیں اور فرمانبرداری کے بھی ہو سکتے ہیں۔ تو فرمایا صلح میں پورے پورے داخل ہو جاؤ یا فرمانبرداری میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے، جو انسان صلح اور امن میں رہنا چاہتا ہے وہ خدا کی فرمانبرداری کو اپنا اصل الاصول بنا لیتا ہے۔

سب کے سب پوری فرمانبرداری میں داخل ہو جاؤ۔ دوسرا ایک لفظ فرمایا "کافۃ" یہ کف سے نکلا ہے کف ہماری زبان میں بھی استعمال ہوتا ہے ہتھیلی کو کہتے ہیں عربی میں کف کے معنے روکنے کے ہیں تو کافۃ سلم میں داخل ہونے کے معنے ہوئے کہ اس میں کوئی کمی نہ رہ جائے اس کے اندر دونوں مفہوم داخل ہیں۔

مسلمانوں کی جماعت میں سے کوئی باقی نہ رہے جو خدا کی فرمانبرداری کو اپنا اصل الاصول نہ بنا لے اور ہر شخص ایسی کامل فرمانبرداری اختیار کرے کہ اس کی زندگی کا کوئی پہلو اس سے باہر نہ ہو تو ادخلوا فی السلم کافۃ کے معنے ہوتے سب کے سب فرمانبرداری میں داخل ہو جاؤ اور پورے پورے فرمانبرداری میں داخل ہو جاؤ۔

فرمانبرداری کے مقابلہ میں شیطان کا نقش قدم اس کے بالمقابل کس چیز کا ذکر کیا ہے ولا تتبعوا خطوات الشیطان، شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، اس سے معلوم ہوا کہ رستے دو ہی ہیں، خدا کی فرمانبرداری کرو یا شیطان کے رستہ پر چلو، گویا جو شخص خدا کی فرمانبرداری اختیار نہیں کرتا اور آج کتنے مسلمان ہیں جو خدا کی فرمانبرداری کی طرف توجہ نہیں کرتے تو وہ درحقیقت شیطان کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ لفظ بظاہر سخت ہیں لیکن اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ آج مسلمانوں کا کثیر حصہ باوجود خدا پر ایمان لانے کے خدا کی فرمانبرداری نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی ہوا و ہوس کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ اسی کو اگر یوں کہہ دیں کہ اگرچہ منہ سے خدا کو مانتے ہیں لیکن فی الحقیقت شیطان کے نقش قدم پر چلتے ہیں تو یہ بالکل صحیح ہوگا دو ہی باتیں ہیں یا تو اپنی زندگی میں خدا کی فرمانبرداری کرتے ہو وہ نہیں تو شیطان کے نقش قدم پر چلتے ہو۔

ہر کام میں خدا کی فرمانبرداری کہا جا سکتا ہے کہ انسان کی زندگی میں سینکڑوں اور ہزاروں ایسے واقعات پیش آتے ہیں جن میں تو بظاہر خدا کی فرمانبرداری کا کوئی سوال پیدا ہو سکتا ہے اور نہ یہ خیال ہو سکتا ہے کہ وہ شیطان کے قدموں پر چل رہا ہے یہ صحیح ہے لیکن انسان جس رستہ پر اپنے آپ کو ڈال لے اس کے سارے کام اسی کے اندر آ جاتے ہیں، اگر کوئی شخص یہ فیصلہ کر لے کہ اس نے خدا کی فرمانبرداری کرنا ہے تو وہ جس کام کو بھی کرنے لگے گا۔ اس کے لئے جس رستہ کو بھی اختیار کریگا وہ خدا کی فرمانبرداری ہی کا رستہ ہوگا۔ نولہ ما تولیٰ، جس رستہ پر انسان پڑ جائے اس کی طرز ہی ایسی ہو جاتی ہے جو شیطان کے رستہ پر پڑ چلا ہے وہ ہر کام میں شیطانی راہ ہی اختیار کرتا ہے، اور جو خدا کا رستہ اختیار کر لے وہ اس کی فرمانبرداری کی راہوں پر ہی چلتا ہے۔

ادھوری فرمانبرداری دو آقاؤں کی غلامی ہے ہاں یہ بھی سچ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ جب ان کا دل چاہا خدا کی فرمانبرداری کر لی اور جب جی چاہا ہوا و ہوس کے پیچھے لگ گئے، اکثر لوگوں کی حالت یہی ہے مگر یہ وہ حالت نہیں کہ خدا اس پر راضی ہو، فی الحقیقت ایسا انسان دو آقاؤں کی غلامی اختیار کرنا چاہتا ہے اور دو آقاؤں کی غلامی برباد کن ہے، کبھی وہ خدا کی فرمانبرداری کرتا ہے اور کبھی ہوا و ہوس کی، اسی حالت کا ذکر قرآن میں ان الفاظ میں فرمایا گیا۔ ہے ضرب اللہ مثلاً رجلاً فیہ شرکاء متشاکسون ایک آدمی کی مثال ایسی ہے کہ وہ کئی آقاؤں کی متابعت کرتا ہے جو باہم جھگڑنے والے ہیں

صحابہ کی کامیابی کامل فرمانبرداری کا نتیجہ تو جس رستہ پر قرآن نے چلنے کا حکم دیا ہے وہ یہ ہے کہ سب کے سب خدا کی پوری فرمانبرداری میں داخل ہو جاؤ خدا کی پوری فرمانبرداری کوئی ایسی مشکل چیز نہیں جو کر نہ سکے۔ اگر انسان یہ ارادہ کر لے کہ جو خدا کا حکم آئے گا اس کی وہ پیروی کرے گا تو یہ کوئی مشکل کام نہیں، ہمارے سلف رسول اللہ صلعم کے صحابہ رضؓ کے دماغ میں ایک ہی بات بس گئی تھی کہ خدا کا جو حکم آئے گا اس کی پوری متابعت کریں گے اسی لئے ان کو ایسی کامیابی ہوئی جس کی نظیر نہیں ملتی، اسی سے نہ صرف ان کی اپنی زندگیاں سنور گئیں بلکہ دوسروں کی زندگیاں بھی انہوں نے سنوار دیں۔

شیطان سے طبعی نفرت۔ تو فرمایا کہ خدا کی پوری پوری فرمانبرداری اختیار کرو اور شیطان کی پیروی نہ کرو، یہ اس لئے کہا کہ جب انسان کے دماغ میں یہ خیال آ[illegible] کہ میں شیطان کی متابعت کر رہا ہوں اس سے فوراً قدم ہٹا لیتا ہے [illegible] سے ایسی طبعی نفرت انسان کو ہے [illegible] اس کی پیروی کا خیال ہی اس کے لئے ناگوار ہے مگر بعض اوقات انسان [illegible] غلط رستہ پر چلتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہی صحیح رستہ ہے۔

مسلمانوں کے موجودہ مصائب آجکل [illegible] ہم مسلمان[illegible] کی حالت ہے اس پر غور کر کے دیکھ[illegible] کہ ان مصائب کی وجہ کیا ہے وجہ [illegible] یہی ہے کہ منہ پر ضرور خدا کی فرمانبرداری کا نام ہے لیکن دل [illegible] میں [illegible] عالم ہوں یا جاہل سب کی حالت یہ [illegible] کہ اس چیز کو جسے اصل الاصول ٹھہرا[illegible] تھا، کہ سب معاملات خدا کی فرمانبرداری کو تلاش کریں عملاً ترک کر رکھا ہے

محمد رسول اللہ صلعم کے باغ کی وہ ویرانیاں اس کا نتیجہ کیا [illegible] وہ باغ جو محمد صلی اللہ [illegible]

جسمانی سے بڑھکر روحانی بادشاہت کا حصول صحابہؓ کا نصب العین تھا

صحابہؓ کی روحانی اور تبلیغی تلوار جسمانی تلوار سے زیادہ طاقتور تھی

امام وقت کے ساتھ عہد کرنے والے امرا کی توجہ کی ضرورت

غرباء مسیح موعودؑ کے پیرو کیونکر بن سکتے ہیں

آئندہ رمضان کا مجاہدہ کیا ہو؟

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - ڈلہوزی - مؤرخہ ۱۱ جولائی ۱۹۴۷ء

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصلحون ۝ ان فی ھذا لبلٰغا لقوم عٰبدین

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

قرآن کریم سے لذت اٹھانے کے لئے اور اس سے بڑھکر اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے کسی منطق اور فلسفہ کی ضرورت نہیں صرف اس کے لفظوں کی گہرائی تک جانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ سورۃ انبیاء کے آخری رکوع کی تین آیتیں ہیں۔ اس رکوع میں پہلے یاجوج ماجوج کے اس غلبہ کی خبر دی کہ وہ دنیا کی تمام بلندیوں پر غالب آجائیں گے۔ پھر یہ خبر دی کہ جب یہ حالت دیکھو تو سمجھ لو کہ حق کے غالب آنے کا وقت بھی آگیا — واقترب الوعد الحق۔

ارض مقدس کا وعدہ یہود سے

پھر اسی سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے یہ تین آیتیں ہیں۔ (۱) ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصلحون۔ ہم نے نصیحت کے بعد زبور میں یہ لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے۔ زبور میں ہے "صادق زمین کے وارث ہوں گے"۔ حضرت داؤد جن پر زبور نازل ہوئی ایک خاص قوم کے اور ایک خاص وطن کے نبی تھے اور ان کے لئے جس زمین کے ورثہ کا وعدہ تھا۔ وہ زمین بھی ایک خاص زمین تھی۔ یعنی ارض مقدس۔

ارض مقدس کا وعدہ صحابہ کرام سے

(۲) ان فی ھذا لبلٰغا لقوم عٰبدین۔ دوسری آیت میں بتایا کہ اس کا ذکر ہم قرآن میں قصہ کے طور پر نہیں کرتے۔ بلکہ اس میں خدا کی بندگی اختیار کرنے والی ایک قوم کے لئے ایک عظیم الشان پیغام ہے۔ اس وقت یہود و نصاریٰ دونوں خدا کی بندگی کو چھوڑ چکے تھے، اور بندگی اختیار کرنے والی قوم محمد رسول اللہؐ کی قوم تھی۔ وہ ابھی ایک قوم نہ بنی تھی بلکہ پراگندہ حالت میں تھی۔ کچھ حصہ حبشہ میں جا چکا تھا۔ کچھ قریش سے مار کھا رہا تھا۔ مگر ان کو بشارت دی کہ وہ پرانا وعدہ جو داؤد کے ساتھ تھا وہ اب ہم تمہارے لئے دوہرا رہے ہیں۔

امت محمدؐ سے تمام زمین کی بادشاہت کا وعدہ

(۳) وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین۔ کہ اے محمد صلعم تم ایک خاص قوم کے نبی نہیں تم تمام قوموں کے لئے رحمت بن کر آئے ہو۔ اس لئے تمہاری قوم کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اب وہ الارض صرف داؤد والی الارض نہیں بلکہ وہ ساری زمین ہے۔ بیت المقدس کی زمین کے وارث بھی تم ہوگے۔ مگر تمہارا ورثہ اس زمین تک محدود نہیں کیونکہ تمہارا نبی ایک خاص قوم کا نبی نہیں بلکہ وہ تمام قوموں کا نبی ہے تمام قوموں کے لئے رحمت ہو کر آیا ہے۔ اس لئے تم اگر صالح بندے ہو تو ساری زمین کے وارث تم ہی ہوگے۔

اس کی مزید تشریح نبی کریم صلعم نے خود فرمائی۔ صحیح حدیث میں ہے ان ربی زوی لی الارض فاریت مشارقها و مغاربها۔ وقال لی ربی ان ملک امتی سیبلغ ما زوی لی منها واعطیت کنزین الاسود والاحمر۔ میرے رب نے ساری زمین کو سکیڑ کر اس کا نقشہ مجھے دکھایا۔ اس کے مشرقی ملک بھی مجھے دکھائے اور اس کے مغربی ملک بھی مجھے دکھائے گئے اور میرے رب نے مجھے کہا کہ میری امت کی حکومت ان تمام ملکوں میں پہنچے گی۔ جو مجھے دکھائے گئے ہیں اور مجھے دو خزانے دیئے گئے ہیں۔ ایک سیاہ رنگ کا اور ایک سفید رنگ کا۔

صحابہ کا اصل مقصد جسمانی سے بڑھکر روحانی بادشاہت

محمد رسول اللہؐ کی قوم بادشاہ تو آپ کی زندگی میں بن گئی تھی۔ مگر بادشاہت کا حصول اس قوم کا نصب العین نہ تھا ان کے نزدیک یہ ایک ادنے مقام تھا داؤد کی موعود سرزمین ارض مقدس بھی نبی کریم صلعم کی وفات کے بعد چار سال کے اندر اندر اس قوم کو مل گئی۔ مگر ان کی نظر نہ عرب کے کناروں تک محدود تھی نہ ارض مقدس کے کناروں پر رکتی تھی نہ ہی حصول بادشاہت کو وہ اپنی زندگی کی وہ غرض سمجھتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ان کے ساتھ وعدہ ساری دنیا کی بادشاہت کا ہے۔ اور وہ بھی جسمانی بادشاہت کا نہیں، دنیا کی روحانی بادشاہت کا ہے۔ ان کے نزدیک جسمانی بادشاہت روحانی بادشاہت کی خادم تھی۔ جسمانی بادشاہت اگر وہ روحانیت کی خادم ہو کر آئے تو اس کا وجود بھی بابرکت تھا ورنہ کچھ نہیں۔

قوم عابدین سے مراد اور حکومت میں صحابہ کرام کا طریق عمل

وہ جانتے تھے کہ قوم عابدین جس کے لئے زمین کی وراثت کی بشارت ہے۔ وہی قوم ہے جو خدا کی خادم ہے۔ خدا کے دین کی خادم ہے جس کی زندگی کی غرض خدا کے نام کو دنیا میں بلند کرنا ہے۔ اس لئے بادشاہت کو حاصل کر کے وہ مطلق نہ بہک گئے بلکہ ان کا ایمان خدا کے وعدوں پر بڑھا۔ وہ دنیا کے بادشاہ تھے۔ مگر خدا کی بادشاہت میں نہایت ادنیٰ درجہ کے غلام اپنے آپ کو سمجھتے تھے۔ وہ بڑے بڑے عہدوں پر تھے۔ مگر جو شخص بڑے عہدہ پر تھا اسی قدر وہ آپ کو اپنے آقا کا زیادہ ذمہ وار سمجھتا تھا۔ وہ لوگوں کے آقا تھے مگر خدا کے غلام تھے۔ ان کی بڑی بڑی تجارتیں تھیں۔ مگر تجارت ان کو اعلائے کلمۃ اللہ کے کام سے غافل نہ کرتی تھی وہ بظاہر دنیا کے کاموں میں لگے ہوئے تھے مگر دل میں ہر وقت یہی تڑپ تھی کہ خدا کا نام دنیا میں کس طرح بلند ہو۔ ان کو صرف یہ فکر نہ تھی کہ وہ خود خدا کے فرمانبردار بندے بنیں۔ بلکہ اس سے بڑھکر یہ فکر ہر وقت دامنگیر رہتی تھی کہ وہ دوسروں کو خدا کا فرمانبردار کس طرح بنائیں۔ اور حق دوسروں کو کس طرح پہنچائیں۔ ان کا بادشاہ، ان کا گورنر ان کا قاضی، ان کا سپاہی۔ ان کا تاجر۔ ان کا زمیندار، ان کا مزدور۔ سب ایک نشہ سے سرشار تھے کہ خدا کا نام دنیا میں کس طرح بلند ہو۔ لوگ خدا پر کس طرح ایمان لائیں کس طرح اس کے فرمانبردار بندے بنیں۔ زمین کس طرح ذکر الٰہی سے بھر جائے۔ کفر و شرک کی ظلمت کس طرح دور ہو۔ خدا کا نور کس طرح دنیا میں پھیلے۔

صحابہ کا طرز تبلیغ

یہی وجہ تھی کہ جہاں جہاں وہ پہنچے گروہ در گروہ اور فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔

نے لگایا تھا پہلے تو یوں ویران ہوا کہ مسلمانوں نے خود خدا کی فرمانبرداری سے قدم ہٹاکر اسے بے ثمر بنادیا اور جب وہ خدا کی فرمانبرداری سے ہٹ گئے تو دشمن کی بھی جرأت بڑھ گئی اور اس نے اسے ویران کرنے کا تہیہ کر لیا۔ وہ پہلی ویرانی مسلمانوں کے اپنے ہاتھ سے ہوئی کہ اپنی زندگی کا اصول خدا کی فرمانبرداری پر نہ رکھا اور دوسری ویرانی اعدا کے ہاتھ سے آئی دراصل یہ دوسری ویرانی اس پہلی بربادی کا نتیجہ ہے جو اپنے ہاتھ سے مسلمانوں نے کی ورنہ اگر پہلی ویرانی نہ آتی تو اس باغ کو ویران کرنے والا کوئی نہ تھا اگر مسلمانوں نے اس ملک میں تبلیغ کا علم بلند کیا ہوتا اور اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچایا ہوتا تو یہ دوسری ویرانی نہ آتی۔

ہندوستان میں ہمارے اسلاف کے لگائے ہوئے باغ کی ویرانی

آپ لوگ تھوڑی دیر کے لئے اپنے خیالات کو اس طرف لے جائیں کہ ہمارے آباؤ اجداد اس ملک میں لا الٰہ الا اللہ کا جھنڈا لے کر آئے، اس وقت اس سارے ملک میں ایک بھی مسلمان نہ تھا، کوئی ان کو اس وقت کافروں کے ہاتھ سے بچانے والا نہ تھا، وہ ایک ایک، دو دو، چار چار کر کے ملک کے مختلف حصوں میں پھیل گئے اور لا الٰہ الا اللہ کا جھنڈا اس ملک کے چاروں کونوں میں گاڑ دیا، اسی کا نتیجہ ہے کہ اسلام کا یہاں ایک سبزہ زار باغ بن گیا اور دس کروڑ مسلمان اسی ملک میں آج موجود ہیں، یہ بہت بڑی تعداد ہے لیکن آج جب ان واقعات کو دیکھا جاتا ہے جن کی طرف اعدائے اسلام کا رجحان ہے، اور جن کی طرف سے خود مسلمان قوم غافل ہے تو ڈر لگتا ہے کہ ان صلحا کی ایک ہزار سال کی مساعی ضائع نہ چلی جائے، بڑے بڑے اولیاء اور صالح اور خدا رسیدہ لوگ تھے جنہوں نے اس ملک میں اسلام کا تخم بویا۔ اب ایک ہزار سال کے بعد جب اتنا بڑا باغ بن گیا تو ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ باغ اجڑ جائے گا ہاں اگر خدا اس کی حفاظت کا کوئی سامان نہ کر دے تو ایک قوم تلی کھڑی ہے کہ اسکو صفحۂ ہستی سے مٹا کر رکھدے۔ بعض وقت جب میں اس آیت کو پڑھتا ہوں

ایود احدکم ان تکون لہ جنۃ من نخیل واعناب تجری من تحتہا الانہار لہ فیہا من کل الثمرات واصابہ الکبر ولہ ذریۃ ضعفاء فاصابہا اعصار فیہ نار فاحترقت کذلک یبین اللہ لکم الایات لعلکم تتفکرون۔

کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا باغ ہو جس میں کھجوریں اور انگور لگے ہوں۔ اس کے نیچے نہریں بہتی ہوں، تمام قسم کے پھل اس میں پائے جاتے ہوں، اور وہ شخص بڑھاپے کو پہنچ جائے اس کی اولاد چھوٹی اور کمزور ہو، اس وقت ایک بگولا آجائے جس میں آگ ہو اور وہ اس باغ کو جلا دے فرماتا ہے۔ اللہ یہ باتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور اور فکر کرو، تو میرا خیال اس طرف چلا جاتا ہے کہ یہ اسلام کی حالت کا ہی تو نقشہ نہیں کھینچا۔ جہاں یہ مثال بیان فرمائی ہے وہاں۔ نفاق فی سبیل اللہ کا بھی ذکر ہے تو یہ باغ جو اس ملک میں صلحاء نے لگایا تھا آج ہماری غفلت سے ہماری دنیا کی محبت سے ویران ہوتا نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کے کرشمے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کے موقعہ پر جھونپڑی کے اندر دعاؤں میں مصروف تھے اور بہت گریہ وزاری سے طرح طرح کے پیرایوں میں اللہ تعالےٰ کے آگے التجائیں کر رہے تھے کہ اس چھوٹی سی جماعت کو جو تیرا نام بلند کرنے والی ہے تباہی سے بچالے تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے جو اس جھونپڑی کے دروازے پر تھے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالےٰ نے آپ کے ساتھ فتح و نصرت کا وعدہ کیا ہوا نہیں، آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے، مگر یہ بھی میں جانتا ہوں کہ خدا کی ذات بڑی غنی ہے وہ بعض وقت اپنی بے نیازی کے کرشمے بھی دکھا دیتا ہے ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ لیظہرہ علی الدین کلہ کا ہے مگر ہمیں بھی اس سے غافل نہ ہونا چاہیئے کہ اس ملک میں بھی اللہ تعالےٰ کی بے نیازی اپنا کرشمہ دکھا سکتی ہے، کیا ہسپانیہ کے اندر مسلمانوں کی عظیم الشان سلطنت اور بڑے بڑے فقہاء علما موجود نہ تھے، مگر وقت آیا کہ آج ایک بھی مسلمان وہاں باقی نہیں۔

حضرت مرزا صاحب کا غم اور جماعت بنانیکی غرض

یہ وہ چیز تھی، یہ وہ غم تھا جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی جان کو کھا رہا تھا۔ لوگوں نے خود احمدیوں نے حضرت مرزا صاحب کو نہیں سمجھا، آپ مسلمانوں کی ایسی حالت کو دیکھ کر روتے تھے، آپ کی تمام تحریرات تمام قصائد کو پڑھ جاؤ یہی غم تھا جس کا اظہار ان میں کیا گیا ہے یہی فکر تھا کہ وہ باغ جو صدیوں کی محنت و کوشش سے تیار ہوا تھا، تباہ و ویران نہ ہو جائے۔

یا سیدالورسلنہ ہ دے وقت نصرت است
در بستان سرائے تو کس باغباں نماند

یہ غم تھا جو آپ کے دل کو کھاتا تھا، اسی کے لئے آپ نے جماعت بنائی، محمد رسول اللہ صلعم کے باغ کو اجڑنے سے بچانے کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح کیلئے اس کی حالت کو سدھارنے کے لئے آپ نے جماعت بنائی، اور دنیا کو مطمح نظر بنانے کے بجائے دین اور اخلاق کی درستی کو نصب العین بنانے پر زور دیا۔

اخلاق کی درستی سے دنیا نہیں بگڑتی۔

خوب یاد رکھو کہ دنیا کوئی ایسی چیز نہیں کہ انسان کے اخلاق سنور جائیں تو اس کی دنیا کا کچھ بگڑ جائے، کوئی شخص اخلاق کو سنوارنے سے اپنی دنیا کا کچھ بگاڑ نہیں لیتا، لیکن جن لوگوں نے دنیا کو مطمح نظر بنایا ہوا ہے انہوں نے اخلاق بگاڑ لئے ہیں۔ دنیا کی وجہ سے اخلاق بگڑ جاتے ہیں مگر اخلاق کی وجہ سے دنیا نہیں بگڑتی۔

کیا جماعت میں کامل فرمانبرداری کا جذبہ اور دین کا غم ہے

حضرت مرزا صاحب نے جماعت بنائی تھی اس غرض سے کہ جو مصائب آنیوالی تھیں ان سے بچنے کے لئے مسلمان قوم کی حالت کو سدھارنے کا کام کیا جائے، لیکن خدا کی فرمانبرداری کی طرف وہی قوم یا جماعت بلا سکتی ہے جو خود پہلے اپنے آپ کو کامل فرمانبرداری میں داخل کرے اب آپ خود غور کریں کہ ادخلوا فی السلم کافۃ پر آپکا کہاں تک عمل ہے کیا آپ اس کے مصداق ہیں، کیا آپ پوری پوری فرمانبرداری کر رہے ہیں یوں آپ اپنے آپ کو بے شک خوش کر لیں لیکن کیا ہمارے دلوں کو وہ غم کھا رہا ہے جو مرزا غلام احمد کے دل کو کھاتا تھا، نہیں میں پوچھتا ہوں وہ غم پیدا بھی ہوا یا نہیں کوئی چنگاری اس آگ کی تمہارے دلوں کے اندر ہے؟ میں نے پچھلے خطبہ میں کہا تھا کہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑے بھی کامل فرمانبرداری کریں تو ان کی خاطر بہتوں کو بچا لیا جاتا ہے، تو میں اپنے دوستوں سے یہ کہتا ہوں کہ وہ غور کریں کہ کیا ہمارے دلوں کو یہ غم لگا ہوا ہے کہ محمد رسول اللہ کا نام اس سرزمین سے مٹایا جا رہا ہے کیا تمہارے دلوں میں یہ غم ہے کہ اس کو بربادی سے کس طرح بچائیں یا یہ غم ہے کہ تمہاری اپنی دنیا کس طرح بنے اپنی تنہائی کے اوقات میں سوچو کیا یہ سچ نہیں کہ اس جماعت کا کثیر حصہ ہے جن کا غم دین کا غم نہیں اپنی اپنی دنیا کا غم ہے مال مل جائے، دولت مل جائے، سلطنت مل جائے، عزت مل جائے، یہی ایک خیال ہے جو عموماً دماغوں میں چکر لگاتا رہتا ہے اور پھر کچھ دین کا کام ہو بھی تو یہ فکر ہوتی ہے کہ لوگ ہماری تعریف کرتے ہیں یا نہیں اگر نہیں کرتے تو اس کام کے کرنے سے کیا حاصل ہے یہ بجائے خود ایک دنیاداری کا خیال ہے۔ یہ دین کے کام کو برباد کرنے والی چیز ہے، یہ بڑی کمزوری ہے کہ کچھ تھوڑا سا کام کر کے ہم عزت کے طالب ہوتے ہیں، پھر سوال کرتا ہوں کہ کیا دلوں کو دنیا کا غم کھا رہا ہے یا دین کا؟ وہ غم جو ہمارے امام کو لگا ہوا تھا کیا ہمارے دلوں میں وہ غم پیدا ہوا ہے؟ مجھے ڈر ہے کہ یہ جماعت بھی اس حقیقت کو نہیں سمجھی جس کے لئے حضرت مرزا صاحب مبعوث ہوئے تھے آپ نے فرمایا تھا

مرا اسلام در باطن حقیقتہا ہمے دارد
کجا باشد خبر زاں مہ گرفتاران صورت را

فی الحقیقت اسلام کے حسن کو غیر مسلموں نے دیکھا نہیں، مادہ پرست اسلام کے حسن کو کیا دیکھ سکتے ہیں، اگر وہ دیکھ لیتے تو آج اسلام کے والہ و شیدا ہوتے لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ کہیں ہم بھی تو گرفتاران صورت میں ہی داخل نہیں؟ کیا یہ سچ نہیں کہ ہم نے بھی اسلام کے حسن کو ان نظروں سے نہیں دیکھا جو دیکھنے کا حق ہے؟ ہم میں سے بہت [illegible] دجال کی دنیا پر فریفتہ ہیں اور ان کے دلوں میں یہ امنگ پیدا نہیں ہوئی کہ دجال کو اپنے دین کا فریفتہ بنالیں۔

ایک ہی غم دلوں میں رہ جائے

اگر کوئی شخص چار پیسے چندہ دیتا ہے تو سمجھتا ہے کہ میں نے اسلام پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ ایک دفعہ ایک دوست نے دوسرے امیر دوست سے پوچھا کہ آپ کیا چندہ ماہوار دیتے ہیں اور پھر پوچھا کہ اپنی چوہڑی کو آپ کیا دیتے ہیں؟ ...... اور کہا کہ کیا اسلام کا حق تمہارے چوہڑے کے برابر بھی نہیں غور کرو کیا اسلام کو تم نے سمجھا ہے، میں پھر کہتا ہوں کہ کیا تمہارے دلوں کو اسلام کا غم لگ گیا ہے، کیا تم اسلام کی مصیبت پر روتے ہو بارو تے ضرور ہو گے مگر کوئی اثر تمہارے رونے کا نہیں جب تک خدا کی کامل فرمانبرداری اختیار نہ کرو، ضرورت ہے کہ تمہارے دلوں میں ایک ہی غم رہ جائے کہ دین کس طرح رہ جائے، خدا کا نام کس طرح مٹنے سے بچ جائے۔

مشرقی پنجاب میں خدا کا نام بلند کرنیکی ضرورت

میں نے کسی خطبہ میں کہا تھا کہ مشرقی پنجاب جہاں سے خدا اور رسول کا نام مٹ گیا ہے کیا ہمارے اندر ایسے لوگ ہیں جو وہاں جاکر پھر خدا کا نام بلند کریں کیا ہے اگر مر جاؤ گے تو اس مقام پہ پہنچ گئے جس کے لئے بڑے بڑے صلحا اور راستباز تمنا رکھتے تھے، موت تو بہرحال آئے گی اس کو کوئی روک نہیں سکتا، اُحد کے میدان میں جب مسلمانوں کو کچھ نقصان پہنچ گیا تو منافقین نے کہنا شروع کیا کہ اگر ہماری بات مانتے تو قتل نہ ہوتے، تو انہیں کہا گیا فادرءوا عن انفسکم الموت ان کنتم صادقین، اگر سچے ہو تو اپنے اوپر موت نہ آنے دو۔ تعجب میں نے یہ بات کہی کہ مشرقی پنجاب میں جاکر تبلیغ کرنی چاہیئے تو میں نے دیکھا کہ ایک دوست اس پر ہنس پڑے، اس کو انھوں نے ایک جنون کا خیال قرار دیا، کہ جہاں سے چن چن کر مسلمانوں کو نکال دیا گیا ہے وہاں کوئی شخص کیسے جاکر خدا کا نام بلند کر سکتا ہے، اس میں شک نہیں کہ بہت بڑی مشکلات ہیں لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس چھوٹی سی جماعت میں بھی اگر یہ عزم

سراسر افترا ہے کہ وہ لوگوں کو تلوار کے زور سے مسلمان کرتے تھے۔ وہ تلوار سے نہیں اپنی روحانیت سے مسلمان کرتے تھے۔ اپنے عمل سے مسلمان کرتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک تبلیغ کے جوش سے سرشار تھا۔ وہ کلمۂ حق پہنچاتا تھا۔ اور اس کے اندر اس قدر حق کی قوت موجود تھی۔ اور وہ کلمۂ حق دوسرے کو اس قوت سے پہنچاتا تھا کہ وہ اس کا اثر قبول کئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔

فاتح اور مفتوح ہر دو حالتوں میں صحابہ رض کی کامیابی۔

وہ نہ صرف ان لوگوں کو مسلمان کرنے میں کامیاب ہوئے۔ جن کو انھوں نے فتح کیا۔ بلکہ ان لوگوں کو بھی مسلمان کرنے میں کامیاب ہوئے جنھوں نے ان کو فتح کیا۔ وہ نہ صرف ایران کے آتش پرستوں شام۔ مصر شمالی افریقہ۔ وسط ایشیا کے عیسائیوں کو مسلمان کرنے میں کامیاب ہوئے۔ جہاں وہ بحیثیت فاتح داخل ہوئے۔ بلکہ جب خدا کی مصلحت سے ایک دوسرا دور ان پر آیا اور وہ خود مفتوح و مغلوب ہو گئے۔ . . . . . .

ان کے خوبصورت شہر ویرانے اور کھنڈر ہو گئے۔ تلوار ان پر مسلط ہو گئی اور لاکھوں کی تعداد میں تہ تیغ کئے گئے تو اس مغلوبیت اور شکست کے ساتھ بھی تبلیغ کی اس قدر قوت ان کے اندر موجود تھی کہ انھوں نے اپنے فاتحین کو مسلمان کر لیا۔ بلکہ مفتوح ایران میں آتش پرست اور مفتوح شام اور مصر میں عیسائی تو بہتیرے باقی رہ گئے۔ لیکن فاتح منگولوں اور فاتح ترکوں میں سے ایک بھی غیر مسلم باقی نہ رہا۔

صحابہ کرام کی قوت تبلیغ اور اس کا اثر

ان کی جسمانی تلوار میں بھی بے شک قوت تھی مگر ان کی تبلیغ کی تلوار اس جسمانی تلوار سے بہت زیادہ طاقتور تھی اس قدر طاقتور تھی کہ جب ان کی جسمانی تلوار ٹوٹ گئی تو ان کی روحانی تلوار ہی اسلام کی شوکت کا موجب بنی۔ ہاں اگر ان کی تبلیغ کی قوت کے سامنے مفتوح اور فاتح دونوں مغلوب ہو گئے تو وہ لوگ بھی مغلوب ہو گئے۔ جہاں وہ صرف بحیثیت مبلغ داخل ہوتے تھے یہ مشرق بعید کے ممالک۔ چین۔ جاوا سماٹرا۔ ملایا۔ جہاں آج کم سے کم بارہ کروڑ مسلمان موجود ہیں۔ یہ سب مسلمانوں کی قوت تبلیغ کا شکار ہیں اور ایسے حالات میں مسلمان تبلیغ کے لئے وہاں پہنچے۔ جب وہاں کوئی صورت ان کے قیام کی بھی نہ تھی۔ اجنبی ممالک میں تھے۔ وطن سے دور تھے بلکہ وطن کی کوئی خبر بھی ان تک پہنچنے کا ذریعہ نہ تھا۔ نہ وطن سے کوئی مدد پہنچنے کی امید تھی۔

دنیوی مشاغل اور خدا کی غلامی۔

جو خدا نے فرمایا۔ انّ فی ھذا لبلٰغا لقوم عٰبدین۔ کیا آج ہمارے لئے بھی یہ پیغام ہے کیا ہم بھی کوئی کوشش کرتے ہیں کہ خدا کی غلامی میں داخل ہوں۔ یا ہم صرف دنیا کے غلام ہیں۔ وہ پہلے مسلمان بھی ملازمتیں کرتے تھے۔ تجارتیں کرتے تھے۔ زمینداریاں کرتے تھے مزدوریاں کرتے تھے۔ مگر بایں تبلیغ کا جوش ان کے اندر اس قدر تھا کہ ایک سو سال کے اندر اندر انتہائے مشرق سے لے کر انتہائے مغرب تک پہنچ گئے اور ملکوں کے ملکوں کو اور قوموں کی قوموں کو داخل اسلام کرتے چلے گئے۔ کیا تبلیغ کی طرف توجہ کرنے سے ان کی تجارتیں ماند پڑ گئی تھیں؟ یا ان کی زمینداریاں ختم ہو گئی تھیں؟ کیا وہ مزدوری کے کام کرنے سے عاجز آ گئے تھے؟ کیا ان کی ملازمتیں ہاتھ سے نکل گئی تھیں؟ ان کی دنیوی ترقی رک گئی تھی؟ یا برعکس اس کے وہ خدا کو راضی رکھتے ہوئے دنیا میں بھی خوشحال تھے۔ وہ خدا کے غلام بنے۔ دنیا ان کی غلام بنی۔ یہ بھی کوئی زندگی ہے کہ انسان دنیا کا غلام ہو کر رہے

امام وقت کیساتھ عہد کرنیوالوں سے خطاب

مگر میری مخاطب وہ جماعت ہے جس نے امام وقت کے ہاتھ پر یا آپ کے کسی جانشین کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے۔ واذ اخذنا میثاقکم۔ قرآن حکیم نے بار بار ایک قوم کو یاد دلایا ہے۔ ہم نے تم سے عہد لیا تھا۔ فسق و فجور کوئی یہودیوں میں خاص نہ تھا۔ یہ نہ تھا کہ یہودی قوم فسق و فجور میں مبتلا تھی اور اس وقت دنیا کی باقی قومیں نیکی اور تقوے کے مقام پر کھڑی تھیں۔ خود قرآن کریم فرماتا ہے ظھر الفساد فی البر والبحر مگر بار بار یہود کا ذکر کیوں کیا۔ اس لئے کہ ان سے ایک عہد لیا گیا تھا۔ جو دوسروں سے نہ لیا گیا تھا۔ ان پر ایک ذمہ داری تھی۔ جو دوسروں پر نہ تھی۔ آج ہماری ذمہ واری اسی طرح ہے۔ ہم میں ایسے ابھی بہت ہیں جنھوں نے خود امام وقت کے ساتھ یہ عہد کیا تھا۔ اور بہت ہیں جنھوں نے کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر عہد کیا مگر عہد امام وقت سے ہی کیا۔ وہ عہد زید و بکر سے نہیں وہ مجدد وقت سے ہے۔ وہ مسیح اور مہدی سے ہے۔ وہ خدا کے مامور سے ہے۔

کیا آپ عہد کو پورا کرنیوالوں کی صف میں ہیں یا توڑنے والوں کی

ہم میں سے ہر ایک تھوڑی دیر کے لئے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے کہ کیا وہ دین کو دنیا پر مقدم کر رہا ہے کیا اسے دنیا کی فکر زیادہ ہے یا دین کی فکر زیادہ ہے؟ کیا اس کے خیالات پر یہ فکر غالب ہے کہ اس کی جائداد کس طرح بڑھے؟ اس کے مکانات کس طرح بڑھیں؟ اس کی زمین کس طرح بڑھے؟ اس کا بنک میں اندوختہ کس طرح بڑھے؟ اس کے کارخانے کس طرح بڑھیں؟ اس کا سونے اور چاندی کا ذخیرہ کس طرح بڑھے؟ یا یہ فکر غالب ہے کہ خدا کا دین دنیا میں کس طرح پھیلے؟ قرآن کو دنیا میں کس طرح پہنچایا جائے؟ قرآن اور اسلام اور محمد کا غلبہ دنیا میں کس طرح ہو؟ دوسرے لوگوں کو اسلام کا پیغام کس طرح پہنچایا جائے؟ یہ فکر غالب ہے کہ میں اپنے مال کو کن کن کاموں پر لگاؤں کہ یہ اور بڑھے؟ یا یہ فکر غالب ہے کہ میں اپنے ان کو کن کن کاموں پر لگاؤں کہ جن سے خدا کا نام دنیا میں بلند ہو؟ جن سے خدا کا نور دنیا میں پھیلے؟ کیا یہ فکر غالب ہے کہ میں اپنے بیٹوں کے لئے کیا کیا جائداد چھوڑوں؟ ان کے لئے کتنے مکان، کتنا روپیہ، کتنی زمین کتنی کوٹھیاں کتنے کارخانے ہوں؟ (بد قسمت بیٹیاں تو مسلمانوں میں موؤدة کے حکم میں ہیں۔ وہ زندہ درگور ہیں اور بعض احمدی بھی اسی مرض میں مبتلا ہیں) یا یہ فکر ہے کہ خدا کے دین کو دنیا میں پہنچانے کے لئے کتنا مال چھوڑوں؟ یہ چند سوال ہیں جو آپ تنہائی میں اپنے آپ سے پوچھیں اکیلے بیٹھ کر سوچیں کہ کیا ہم میثاق کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یا ہر وقت اسکو توڑنے کی راہیں سوچ رہے ہیں۔ کیا ہم قیامت کے دن ان لوگوں کی صف میں ہوں گے جنھوں نے اپنے عہد کو پورا کیا یا ان لوگوں کی صف میں ہوں گے جو عہد شکن ہیں۔

وہ دوست جو ساتھ ہوتے ہوئے جدا ہیں؟

میرے دل میں ایک صدمہ تو ان احباب کا ہے جو ہمارے ساتھ مل کر کام کرتے تھے اور اب وہ ہم سے جدا ہو گئے ہیں اور اپنے مولا سے جا ملے ہیں۔ اور آئے دن کوئی نہ کوئی نیا دوست جدا ہوتا رہتا ہے اور ایک نئی چوٹ دل پہ لگا جاتا ہے۔ اور ایک صدمہ جس کو بیان کرنے سے میں ڈرتا ہوں ان احباب کا ہے جو ہمارے اندر موجود ہیں مگر ہم سے جدا ہیں اور سچ یہ ہے کہ یہ صدمہ پہلے صدمہ سے بڑھ کر ہے۔ یقیناً وہ دوست ہم سے جدا ہیں جو ہماری تحریکات میں حصہ نہیں لیتے۔ جو اعلائے کلمۃ اللہ کے کام میں اپنے آپ کو الگ تھلگ رکھتے ہیں۔ وہ مجلس جہاد میں شامل نہیں ہوتے وہ منہ سے کہتے ہیں اور کرتے کچھ بھی نہیں۔ یقیناً ان کا خدا ان سے راضی نہیں وہ خود فرماتا ہے کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ اللہ تعالیٰ ان سے سخت ناراض ہے جو منہ سے کہتے اور کرتے نہیں۔ ہاں کبھی کوئی دو چار کوڑیاں صدقہ کے طور پر پھینک چھوڑتے ہیں۔ خدا نے جس قدر مال ان کو دیا ہے اس کے مقابل میں وہ جو کچھ دیتے ہیں وہ فی الواقعہ چند کوڑیوں سے بڑھ کر نہیں۔ وہ اپنی زکوٰۃ حساب کر کے انجمن کو نہیں دیتے۔ وہ اپنی آمدنیوں سے ایک آنہ روپیہ کے حساب سے چندہ نہیں دیتے۔ اپنے اموال اور اپنی جائدادوں کا حساب کر کے اپنی وصایا انجمن کے سپرد نہیں کرتے۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا خدا اسی طرح ان سے راضی ہے تو ان کے اموال انہیں مبارک رہیں مگر میں ان کا بدخواہ نہیں۔ انہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا کی رضا کی راہ پر نہیں چل رہے۔ ان کے اس عمل سے جماعت کے غربا کو بعض وقت ٹھوکر بھی لگتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم پیٹ کاٹ کر دیتے ہیں۔ مگر یہ لوگ ضرورت سے بڑھا ہوا مال بھی اس جہاد میں صرف نہیں کرتے۔ ہم اپنی تھوڑی سی تھوڑی جائدادوں میں اپنی اولاد کے ساتھ دین کی ضرورت کو شریک کرتے ہیں۔ مگر یہ لوگ جن کو خدا نے اپنے فضل سے اس قدر دیا ہے وہ اپنی اولاد کو ہی اپنا معبود سمجھتے ہیں۔ اولاد کے خزانے بھرے رہیں۔ دین بیشک بھوکا مرے۔

غربا مسیح موعود کے پیرو کیونکر بن سکتے ہیں؟

لیکن امراء کی غیر معمولی سستی کو چھوڑ کر میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ جماعت کو جس مستعدی سے کام لینا چاہیئے وہ غربا میں بھی نہیں۔ ہمارا قدم بہت سست ہے ہم مسیح موعود کے پیرو اس دن کہلانے کے مستحق ہوں گے۔ جس دن دین کے لئے ہمیں پوری پوری فکر ہو گی اور دنیا کے لئے ادھوری فکر رہ جائے گی۔ ہم اس وجہ سے بھوکے نہیں مریں گے نہ ہمارے بچے بھوکے مریں گے۔ مگر خدا کے دین کا بول بالا ہو جائے گا۔ امراء بے شک اپنے اموال سے دین کے لئے بڑی قوت کا موجب ہو سکتے ہیں۔ مگر غربا اپنی خداداد طاقتوں کو کام [illegible] لا کر اس سے زیادہ [illegible] کا موجب ہو سکتے ہیں۔

سید تصدق حسین صاحب اور ڈاکٹر خادم رحمانی۔

مجھے بعض وقت ڈر لگتا ہے کہ میں کسی اپنے دوست کو بطور مثال پیش کر دوں تو شاید وہ اس کی مدح کی ذیل میں نہ آ جائے اور اس کے ثواب میں کمی نہ آ جائے۔ مگر اس کے باوجود میں دو مثالیں احباب کے سامنے رکھتا ہوں سید

...ہ ہم نے اس ہندوستان او...
...ہ سے اسلام کا نام نہیں مٹنے
دیتا و یقیناً وہ کامیاب ہوگی مگر عزم ساری جماعت کا ہو

دعا عمل سے سنی جاتی ہے

تمہاری دعائیں بھی سنی جائیں گی مگر اس وقت جب خود عمل کرو گے، ہم نے سمجھ لیا ہے کہ دعا صرف یہی ہے کہ خدا کے آگے رو لیا نہیں دعا یہ ہے کہ کام کے لئے پورا زور لگاؤ اور پھر خدا کے آگے روؤ کہ اسکو کامیاب کر دے، دیکھو دعاؤں کے جواب میں ہی فرمایا فاستجاب لھم ربھم ان کے رب نے ان کی دعا کو قبول کیا (فرمایا) انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم من بعض فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیاٰتھم ولادخلنھم جنت تجری من تحتھا الانھار تو دعا کو قبول یوں کیا کہ میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں ہونے دوں گا کون عمل کرنے والے؟ وہ لوگ جو ہجرت کر گئے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میرے رستہ میں انہیں دکھ دیا گیا اور اللہ کے رستہ میں جنگ کی اور مارے گئے، ان کی برائیوں کو زائل کر دوں گا اور انہیں جنت میں داخل کروں گا۔

سب کے سب فوج کی طرح منظم ہو کر ایک ساتھ قدم اٹھاؤ

تو دعا کو خدا ضرور سنتا ہے مگر سنے جانے کی کیفیت تم اپنے اندر پیدا کرو، اپنے آپ کو ایک فوج کی طرح سمجھو اور سب ایک نظام کے ماتحت ایک ساتھ قدم اٹھاؤ، ادخلوا فی السلم کافۃ۔ سب کے سب اس کیفیت کو اپنے اندر پیدا کرو ہر شخص اس کام کے لئے تیار ہو جو اس کے سپرد کیا جائے۔ وہ جماعت جماعت نہیں جس کا کوئی فرد یہ کہے کہ میں تو فلاں کام کرنے کو تیار نہیں، فلاں کام مجھے دیا جائے تو کروں گا کبھی کسی زمانہ میں کسی نے ایک کتاب لکھی تھی ”خون کے آنسو“، اس میں اس نے بتایا تھا کہ مسلمان کوئی جماعت کی شکل نہیں رکھتے بلکہ ایک بھیڑ ہے، تم بھیڑ نہ ہو تم میں سے ہر ایک کا قدم یکساں اٹھے ہر ایک کی یہ خواہش ہو کہ کوئی خدمت اس سے لی جائے اور ایک نظام کے ماتحت لی جائے، پہلے اپنے آپ کو جماعت بناؤ، ہر ایک، ایک ساتھ قدم اٹھائے جس طرح قواعد دان فوج یکساں قدم اٹھاتی ہے۔

جنگ میں شامل نہ ہونے والوں پر قرآن کا فتویٰ

کیا تم نے قرآن میں پڑھا ہے کہ جب جنگ ہوتی تھی تو جو لوگ جنگ میں شامل نہیں ہوتے تھے ان کا ذکر قرآن میں کس طرح کیا ہے وہ نمازیں پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے، دین کے سارے کام کرتے تھے لیکن جنگ میں نہ جانے پر ان کو منافق کا خطاب دیا گیا

خدمت دین نہ کرنے والے احمدی نہیں

تم نے کس طرح سمجھ لیا کہ ہم احمدی ہیں، ہم اسی قسم کے احمدی ہیں جیسے اخبارات میں آجکل ”مقامی مہاجرین“ کا ذکر آتا ہے نہ وہ اپنی جگہ سے ہلے نہ مال خرچ کیا نہ کوئی تکلیف اٹھائی اور مہاجرین بن بیٹھے ایسے ہی ہم احمدیوں کا حال ہے کہ کرنا کرانا کچھ نہیں مگر احمدی ہیں ”مقامی مہاجرین“ کی طرح ”غیر احمدی احمدی“ ہیں تم اپنے آپ کو ایسا بناؤ کہ خدا کی نصرت کے جاذب بن جاؤ، یاد رکھو اگر اس وقت خدا کی نصرت نہ آئی تو کوئی انسانی تدبیر بچا نہیں سکتی۔

حالات کی خرابی اور نصرت الٰہی کی ضرورت

حالات بہت بگڑ رہے ہیں، تمہارے پاس فوج نہیں، تمہارے پاس سامان اور اسلحہ نہیں پاکستان ضرور آیا مگر اس کے ساتھ وہ کچھ نہیں آیا جس سے حکومت مضبوط ہوتی ہے اسی لئے کہیں بدنظمی کہیں ابتری پھیلی ہوئی نظر آتی ہے، اسکو دور کرنے کے لئے نصرت الٰہی درکار ہے اور کوئی چیز بچا نہیں سکتی۔

امام وقت کیساتھ غداری

آپ نے کئی غداروں کے قصے سنے ہوں گے آخری غدار غدار کشمیر ہے، غدار بنگال، غدار پنجاب غدار سرحد بھی پیدا ہوئے، لیکن مجھے ڈر ہے کہ کیا ہم بھی امام وقت کے ساتھ غداری تو نہیں کر رہے ہم نے ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر وعدہ کیا کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے ہم نے اس وعدہ کو پورا نہ کیا وہ دوسرے غدار تو اسلام دشمنی کا کوئی کام کر کے غداری کرتے ہیں ہم اسلام دوستی کا کام ترک کر کے غداری کرنے والے ہوں گے۔ ہم مال اور جائدادوں کو سب کچھ سمجھتے ہیں دیکھو ان جائدادوں پر بھروسہ نہ کرو بعض لوگوں کو مال جمع کرنے کا شوق ہوتا ہے جیسے کسی کو کتے پالنے کا شوق ہوتا ہے لیکن اس قسم کا شوق رکھنے والوں کے بہتیرے قصے سنے ہوں گے کہ ان کے جمع کئے ہوئے مال کہاں گئے، ایک شخص نے سنایا کہ میرے پاس دو ہزار اشرفی تھی جس کو میں نے بہت احتیاط سے رکھا ہوا تھا۔ جب اس کو لے کر چلنے لگے تو اتفل کا منہ سامنے کر دیا گیا اور سب کچھ وہیں رہ گیا یہ ہے جمع مالا وعددہ یحسب ان مالہ اخلدہ کا نظارہ اسکو سامنے رکھو اور اس بات کو مت بھولو کہ جب بلا آتی ہے تو کوئی مال کام نہیں دیتا سوچو اور خوب سوچو، یہاں نہیں، خطبہ سنتے ہوئے تو بہت ہوں گے جن کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلیں لیکن الگ ہو کر اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ کر اس بات پر غور کرو کہ کیا تم امام وقت کے ساتھ غداری تو نہیں کر رہے؟ کیا تم نے دین کے بجائے دنیا کو تو مقدم نہیں کر لیا، جب یہ حالت ہماری ہو کہ اگر کسی کا بچہ مر رہا ہو تو اس کے لئے سب کچھ قربان کر دیں گے رات دن کی نیند حرام کر دیں گے لیکن دین کے لئے تھوڑے سے پیسے خرچ کرتے ہوئے جھجکیں گے تو کیا دنیا کو مقدم کرنا نہیں دین کے ساتھ غداری نہیں! سوچو ان باتوں کو، اور خوب غور کرو۔

اعلائے کلمۃ اللہ سے انکار غیرت الٰہی کو جوش میں لے آیا

مسلمانوں نے بڑی ٹھوکر کھائی کہ انھوں نے خدا کی باتوں کو ماننے سے انکار کر دیا، ایک شخص نے آکر کہا کہ تبلیغ دین کرو یہی کامیابی کا رستہ ہے انھوں نے اسے کافر اور دجال قرار دیا شاید خدا کی غیرت جوش میں آگئی کہ انہوں نے میرا نام پہنچانے سے انکار کیا ہے، شاید یہ اسی بات کی سزا ہے کہ ہم نے مجدد کی اس بات کو رد کر دیا کہ دین کے پھیلانے اور خدا کا نام بلند کرنے میں ہی مسلمانوں کی زندگی اور کامیابی ہے،

خدا کے رستہ میں کام کرنیوالی ایک جماعت کھڑی ہو جائے

تو اس مصیبت سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ ایک جماعت تم میں سے کھڑی ہو جائے جو خدا اور رسول کی فرمانبرداری کو اپنا اصول بنا لے ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ جنت کے وارث تو سبھی بنتے ہیں لیکن خدا نے انہی کو جنت کا وارث قرار دیا ہے جو اپنا مال اور اپنی جان خدا کے حوالے کر دیں۔ مسلمان اگر نرا کہہ دینے سے جنت کے وارث ہو جاتے تو آج اتنا بڑا دوزخ کیوں آجاتا، جنت کے وارث بننا ہے تو دین کا درد اپنے اندر پیدا کرو، دین کا غم پیدا کرو پھر تمہاری دعائیں بھی سنی جائیں گی، ورنہ حالات ایسے ہیں کہ سوائے اس کے کہ کوئی معجزہ ہو بچاؤ کی کوئی صورت نہیں، اصل چیز خدا کے احکام کی فرمانبرداری ہے اسکو اپنا اصل الاصول بنا لو کہ ہم خدا کی فرمانبرداری کریں گے اور پھر دعا کرو کہ اے خدا نہ سہی کہ یہ قوم تیرے فضلوں کی اہل ہو مگر اس وقت تیرا نام مٹ رہا ہے، تیرے پاک رسول کا نام مٹ رہا ہے، تیرے قرآن کو مٹایا جا رہا ہے اے خدا تو اپنے قرآن کی طفیل اپنے رسول صلعم کی طفیل اس قوم کو بچا لے۔

بقیہ اخبار و افکار

کو حکام جموں کے ان مظالم کا علم نہیں ہوا کیا گاندھی جی کو حکام جموں کی اس درندگی کا حال معلوم نہیں ہوا یا یہ سب لوگ الکفر ملت واحدہ کے مصداق بنے بیٹھے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو اپنے کیفر کردار تک پہنچائے اور مسلمانوں کے اس خون کا بدلہ ریاست میں ان کی سربلندی اور غلبہ کی صورت میں عطا فرمائے۔

عالمگیر اتحاد اسلامی

یہ خبر تمام عالم اسلامی کے لئے نہایت مسرت و ابتہاج کا موجب ہے کہ مملکت پاکستان کو پیش آنے والی مصائب اور حکومت ہندوستان کے ظالمانہ طریق عمل نے تمام عالم اسلامی میں اتحاد و یگانگت کی ایک لہر دوڑا دی ہے اور تمام اسلامی ممالک کے ایک متحدہ اسلامی بلاک کا قیام عمل میں آ رہا ہے جو سیاست عالم پر آزادانہ اثر انداز ہو سکے اسی عالمگیر اسلامی رو کی ایک کڑی یہ ہے کہ دو مصری اخبار نویس مسٹر صالح العوامی اور مسٹر عبدالقادر حمزہ حال ہی میں کراچی اور لاہور تشریف لائے اور قاہرہ کی جمعیۃ اخوان المسلمین کے قائد شیخ حسن البنا کا ایک پیغام وزیر اعظم پاکستان کو انھوں نے دیا جس میں یہ یقین دلایا گیا ہے کہ تمام عالم اسلام اور مسلم اقوام پاکستان کی پشت پناہ ہیں اور وہ احیاء پاکستان کی خاطر اپنے جان و مال تک کی قربانی سے پس و پیش نہیں کریں گی۔

اسی سلسلہ میں یہ سننا اور بھی مسرت کا موجب ہے کہ ۲۲ نومبر کو لاہور کے اخبار نویسوں کی طرف سے مذکورہ بالا مصری اخبار نویسوں کو جو دعوت دی گئی اس میں مملکت پاکستان کی پہلی عالمگیر اسلامی تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا مقصد دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی مراسم کا استحکام ہوگا اس دعوت میں مغربی پنجاب کے تمام وزراء اور پاکستان کے وزیر مہاجرین راجہ غضنفر علی خاں بھی شامل تھے، اور مشہور انقلابی لیڈر مسٹر اقبال شیدائی کی تجویز پر ایسوسی ایشن کا آئین مرتب کرنے کے لئے ایک ابتدائی کمیٹی بھی قائم کر دی گئی۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عالمگیر اسلامی اتحاد کی لہر کو زیادہ سے زیادہ تندرست اور کامیاب بنائے اور یہ اتحاد ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی مراسم کے ساتھ ساتھ مذہب کے بھی استحکام کا موجب ہو، اور یہ پھر ایک دفعہ اسلام کے ان ذ...

تصدق حسین قادری ایک معمولی دوکاندار ہیں مگر خدا نے ان سے دین کا کتنا بڑا کام کیا ہے بیشک بڑے سے بڑے مبلغ کو بھی اس پر فخر ہو سکتا ہے۔ ساری غرب دنیا میں ایک حرکت پیدا کر دی ہے انہوں نے ابتدا صرف یہاں سے کی کہ وہ تلاش میں رہتے تھے کہ کسے اپنا لٹریچر پہنچائیں لوگوں سے خوش خلقی سے ملتے اور انہیں اپنا لٹریچر دیتے چلے جاتے خدا نے ان کے کام میں برکت دی اور ان سے اتنا بڑا کام لے رہا ہے کہ ہم ہزاروں روپیہ خرچ کر کے مشن قائم کرتے تو اتنا کام نہ ہوتا۔ ڈاکٹر خادم رحمانی آسام میں ایک معمولی رنگ میں روٹی کمانے والے جماعت کے فرد ہیں۔ مگر ایک بڑی بھاری قوم کی رہنمائی کا حق ادا کر رہے ہیں یہ دونوں غرباء کی ذیل میں آتے ہیں۔ مگر کوئی امیر ایک لاکھ روپیہ بھی دے دیتا تو وہ کام اس سے نہیں ہو سکتا تھا۔ جو ان دونوں نے کر دکھایا ہے۔

ہر شخص تبلیغ دین کا مرکز بن جائے یہ روح ہمارے سلف میں تھی جس کی وجہ سے خدا کا دین دنیا کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک پہنچ گیا۔ اور اسی روح کو دوبارہ لانے کی ضرورت ہے۔ چاہیئے یہ کہ اس جماعت کا کہیں ایک بھی فرد ہو، وہ بھی خدا کے دین کی تبلیغ کا ایک مرکز ہو اور جہاں ایک سے زیادہ ہوں۔ وہ تو ایک دوسرے کے مددگار بن کر اس تبلیغی مرکز میں زبردست قوت پیدا کر سکتے ہیں۔ غریب سے غریب آدمی بھی اگر ہمت کرے اور اپنا نصب العین دین کو بنا لے۔ تو وہ بیسیوں آدمیوں کو اسلام کا پیغام پہنچا سکتا ہے۔ خدمت دین کا پیغام پہنچا سکتا ہے اور ان بیسیوں میں سے ایک دو تین کو بھی ہدایت مل جائے۔ تو پانچ دس ہزار آدمی اس کام میں لگا ہوا کتنا بڑا انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔ ایک ایک شہر کو بھی نہیں ایک ایک گاؤں کو مرکز بنانے کی ضرورت ہے تبلیغ کی ضرورت صرف غیر مسلموں کے لئے ہی نہیں مسلمانوں کے لئے بھی ضرورت ہے وہ قرآن کے صحیح علم سے دور پڑے ہوئے ہیں۔

آیندہ رمضان کا مجاہدہ کیا ہو؟ رمضان کا مبارک مہینہ آ رہا ہے اس میں بہت لوگ بھوک اور پیاس کو برداشت کر کے خدا کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے ایسے بھی ہوں گے جو بھوک اور پیاس کی برداشت کے قابل نہ ہوں گے مگر سب کے سب اس قابل ضرور ہوں گے کہ وہ اس مبارک مہینہ میں دعا کے مجاہدہ میں شامل ہوں دعا کے مجاہدہ سے میری مراد پچھلی رات اٹھنا تہجد پڑھنا اور دعا کرنا ہے۔

تو آیئے ہم سب کے سب مل کر اس ماہ میں اس دعا کا خاص اہتمام کریں کہ ہماری جماعت کے اندر سے سستی دور ہو اور ہم میں سے ہر ایک شخص دین کا سپاہی بن جائے اس کی تبلیغ اور روحانیت کی تلوار اس طرح ہر وقت اس کے ساتھ ہو جیسے ایک سکھ کرپان لئے پھرتا ہے۔ ہماری زندگیاں بیکاری میں نہ گذر جائیں بلکہ ہم سے خدا کے دین کی تبلیغ کا کوئی کام ہو جائے۔

(۱) اپنے لئے دعا سب سے پہلے ہر ایک شخص اپنے لئے دعا کرے کہ اے خدا تو میری سستی کو دور فرما۔ اور مجھے یہ توفیق دے کہ مرنے سے پہلے میں تیرے دین کی خدمت کا کچھ کام کر لوں۔ میرے لئے اپنے فضل سے وہ رستے کھول دے کہ میں تیرے کلام کو دنیا میں پہنچا سکوں اور تیرے دین کو دنیا میں پھیلا سکوں۔ اے خدا تو میرے دنیا کے غموں کو دور کر کے ان کی جگہ میرے دل میں اپنے دین کا غم پیدا کر دے۔ اپنے دین کی وہ آگ میرے دل میں لگا دے جس سے دنیا کے تمام سب بھسم ہو جائیں۔ لا تجعل الدنیا اکبر ھمنا ولا مبلغ علمنا اے خدا میں ناچیز ہوں ناکارہ ہوں۔ مگر تو ناکاروں سے بھی کام لے سکتا ہے اے خدا تو میری ناچیز کوششوں کو قبول فرما۔ اور ان کو بارآور فرما۔ اے خدا دلوں کی اصلاح انسان کا کام نہیں۔ وہ تیرا کام ہے۔ ہاں تو اپنی قوت اور طاقت میرے اندر رکھ دے کہ میں تیری مخلوق کو تیرے در پہ جھکا سکوں اے خدا تو میرے سینہ کو کھول دے اور اس کو صداقت کے دلائل سے بھر دے۔ اور اپنے دین کو دنیا میں پہنچانے کا کام میرے لئے آسان کر دے اور میری باتوں میں وہ اثر پیدا کر کہ یہ سننے والوں کے دلوں میں اثر پیدا کریں اور اپنے دین کی خاطر مال خرچ کرنے کے لئے میرے سینے کو کھول دے۔

(۲) عزیزوں اور دوستوں کے لئے دعا۔ پھر اپنے عزیزوں اور دوستوں کے لئے دعا کی جائے۔ کیونکہ حقیقی ہمدردی کا یہی حق ہے کہ ہم ان کے لئے اس بات کو پسند کریں جسے ہم اپنے لئے پسند کرتے ہیں جس مقام پر پہنچنے کی تڑپ اپنے لئے ہو اسی مقام پر ان کو پہنچانے کی تڑپ ہو۔ بے شک ہم اپنے عزیزوں کی دنیا کے لئے بھی دعائیں کریں۔ مگر سب سے بڑھ کر اس دعا کی ضرورت ہے کہ وہ مال و زر کے غلام نہ ہوں۔ بلکہ خدا کے غلام ہوں۔ خدا کے دین کے خدمتگذار ہوں۔

(۳) ساری جماعت کے لئے دعا اس کے بعد ساری جماعت کے لئے دعا کریں کہ جماعت کے تمام احباب کے دلوں کے اندر ایک بیداری اور حرکت پیدا ہو جائے کہ وہ سب حق کو دوسروں تک پہنچانے کے کام کو اپنی زندگی کا اصل مقصد سمجھیں احساس جماعت کا ہر ایک فرد جہاں کہیں وہ ہو تبلیغ اسلام کا ایک مرکز بن جائے

(۴) مبلغین کے لئے دعا ان لوگوں کے لئے دعا کی جائے جو اپنی اپنی جگہ تبلیغ کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اور جنہوں نے اپنی زندگی کا مقصد اس بات کو ٹھیرا لیا ہے کہ خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچائیں بالخصوص اس وقت اپنے نئے مبلغ میاں بشیر احمد کے لئے دعا کریں۔ کہ ان کو اس نئے ملک میں بہت مشکلات کا سامنا ہے۔ اللہ تعالے ان کی مشکلات کو دور فرمائے۔ اور ان کے لئے رستے کھول دے۔ اور ان کی زبان میں اثر دے امریکہ کا مشن حضرت مسیح موعود کی بہت پرانی آرزو تھی۔ اگر یہ مشن کامیاب ہو جائے تو وہاں اسلام کے بہت جلد پھیلنے کی توقع ہے۔

بقیہ از صفحہ ۲

تھے۔ اور یہی اثر یہاں کے لوگوں کی نسلوں میں اب بھی برابر موجود ہے چونکہ وہ آج مسلمان ہیں۔ مگر ان فرضی فرشتوں کی برابر تعظیم کرتے ہیں۔ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اور ان سے مرادیں بھی مانگتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسرائیلیوں کو جب بخت نصر نے قتل عام کیا اور بھگا دیا تو وہ کشمیر آ گئے اور اپنے معتقدات بھی ساتھ لائے۔ جبھی تو ہاروت ماروت کا قصہ ہی نہیں بلکہ فرضی کنواں بھی یہاں ہی قائم رہا اگرچہ اس کا ذکر صرف شہر بابل تک ہی محدود تھا جب میں نے یہاں کے اکثر لوگوں سے سوالات کئے اور ان پر حقیقت ظاہر کی تو وہ حیران ہو گئے اور اعتراف کرنے لگے کہ واقعی ہم اسرائیلی ہیں [illegible] ہمارے آباؤ اجداد بھی [illegible]

امام الزمان کا [illegible]

اس [illegible] ناصری کو بجسد عنصری آسمان پر زندہ سمجھنے [illegible] کی عقل پر رونا آتا ہے کہ وہ کس قدر ذہنی پستی میں مبتلا ہو گئے ہیں نہیں سوچتے کہ امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب ملہم ربانی سے اسی نتیجہ پر پہنچ گئے کہ مسیح ناصری علیہ السلام کشمیر میں فوت ہو گئے ہیں۔ تو آپ نے اس حقیقت کا انکشاف کھلے بندوں کیا۔ اور یہاں اس امر کے ثبوت ملتے جا رہے ہیں۔ متذکرہ صدر واقعات بھی طالبان

اشتہار

بعدالت جناب سردار چودھری طفیل احمد صاحب ڈسٹرکٹ جج صاحب ریاست کلسیہ بہادر

عطر سنگھ ولد ہیرا سنگھ ذات جٹ چڑک بذریعہ بشن سنگھ مختار خاص

بنام

دربارہ سنگھ ولد تلوک سنگھ و منگل سنگھ ولد بوٹا سنگھ و دسوندا سنگھ ولد گھنڈا سنگھ آتما سنگھ ولد دسوندا سنگھ و رامدتا ولد لڑکھ سنگھ جٹ سکنہ اگو کے موگہ

اپیل بنا ر ضمنی فیصلہ عدالت سب جج صاحب چڑک ۲ر فروری ۱۹۴۷ء جس کے رو سے دعوے مدعی نامنظور خارج کیا گیا۔

تسوخی آ سکے۔

مقدمہ ہذا میں مسمیان رامدتا و دسوندا سنگھ سکنائے موضع اگو کے تحصیل موگہ رسپانڈنٹان مندرجہ صدر پر تعمیل اطلاعنامہ معمولی طریق سے نہ ہو سکی۔ وہ پوشیدہ اور روپوش ہو جاتے ہیں۔ اور عدم پتہ ہیں۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مذکوران کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ۲۲ [illegible] کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ ہذا کریں۔ بصورت عدم حاضری کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی۔ [illegible]

مہر عدالت　　　　دستخط حاکم

پاکستان فنڈ

احباب جماعت اپنی رقوم انجمن کی معرفت ارسال کریں

احباب کرام کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ قائد اعظم محمد علی جناح نے پاکستان فنڈ کے لئے اپیل کی ہے اس فنڈ میں جو احباب حصہ لینا چاہیں (اور یہ ضروری ہے کہ سب احباب اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اس میں حصہ لیں) وہ اپنی رقوم علیحدہ علیحدہ بھیجنے کے بجائے انجمن کی معرفت ارسال کریں، اگر سب دوست اپنے عطیہ جات صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اس تصریح کے ساتھ بھیجدیں کہ یہ پاکستان فنڈ کے لئے ہیں تو یہاں سے تمام جمع شدہ رقم یکجائی طور پر قائد اعظم کی خدمت میں بھیجدی جائے گی۔ جو جماعت کی قومی عزت و وقار کا موجب ہوگا۔ والسلام

خاکسار مسعود بیگ جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مہاجرین ریلیف فنڈ

از یکم نومبر تا ۱۸ر نومبر ۱۹۴۷ء

سابقہ وصولی .. ۰ —— ۳ —— ۱۱۴۸۱
(۱) جناب شیخ عطاء اللہ صاحب سیالکوٹ چھاؤنی معرفت حضرت امیر قوم ایدہ اللہ ۰ —— —— ۵۰۰
۲- خانصاحب جناب میاں رحیم بخش صاحب ایم کراچی ۰ —— —— ۵۰
۳- جناب ماسٹر انعام اللہ خاں صاحب چمن ۰ —— —— ۹
۴- جناب الف خاں صاحب کیمپی ۰ —— —— ۴
۵- جناب احمد اللہ صاحب ۰ —— —— ۱۰
۶- جناب نور محمد صاحب ۰ —— —— ۱۰
۷- جناب ملک کندل خاں صاحب سفید ڈھیری ۰ —— —— ۳۶
۸- معرفت جناب چوہدری فضل داد صاحب محصل انجمن ۰ —— —— ۱۴۷
۹- معرفت جناب ڈاکٹر محمد افضل صاحب بھیرہ ۰ —— —— ۷
۱۰- جناب میاں محمد زمان صاحب قاضی خیل معرفت حضرت امیر ۰ —— —— ۱۰۰
۱۱- محترمہ ممتاز بیگم صاحبہ اہلیہ آفتاب عالم خاں صاحب، لاہور - سوئی طلائی گیارہ ماشہ
۱۲- عملہ اعلیٰ لاہور سرکل ۰ —— —— ۷۹
۱۳- مسلم ٹاؤن معرفت مولوی مرتضیٰ خاں صاحب ۰ —— ۴ —— ۷
۱۴- جناب شیخ یوسف احمد صاحب لاہور ۰ —— —— ۲۵
۱۵- جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب گارڈ لاہور ۰ —— —— ۱۰
۱۶- معرفت جناب مولوی محمد حسین صاحب مبلغ جھنگ ۰ —— —— ۵
۱۷- جناب عبدالباقی صاحب نارخوست (بنوں) ۰ —— —— ۱۰۰
۱۸- جناب ملک فضل الٰہی صاحب سیالکوٹ ۰ —— —— ۲۰
۱۹- معرفت جناب مولوی صدر الدین صاحب لاہور ۰ —— —— ۵۰
۲۰- جناب مولوی عالم الدین صاحب شیخوپورہ ۰ —— —— ۵۰
۲۱- جناب ماسٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایبٹ آباد ۰ —— —— ۱۰۰
۲۲- جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی لاہور ۰ —— —— ۵۰
۲۳- خانصاحب جناب میاں رحیم بخش صاحب کراچی ۰ —— —— ۵۰
۲۴- جماعت پشاور معرفت ماسٹر عبداللطیف صاحب ۰ —— ۷ —— ۹۱۸
۲۵- جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی سرینگر ۰ —— —— ۲۰۰
۲۶- جناب مولوی عبدالقدیر صاحب سندھ ۰ —— ۳ —— ۶۱
۲۷- جناب میر مدثر شاہ صاحب مرحوم پشاور ۰ —— —— ۵
۲۸- جناب محمد مسعود صاحب صدیقی لاہور ۰ —— —— ۱۰
۲۹- جناب ملک لنگر حیات خاں صاحب پھلوال ۰ —— —— ۱۰
۳۰- جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب گارڈ لاہور ۰ —— —— ۱۰
۳۱- معرفت جناب سید اسد اللہ شاہ صاحب لاہور ۰ —— ۵ —— ۵
۳۲- محترمہ اہلیہ صاحبہ حضرت سید اللہ شاہ صاحب ۰ —— ۱۱ —— ۲
۳۳- جناب ایس اے حمید صاحب لاہور چھاؤنی ۰ —— —— ۱۲۰
۳۴- جماعت سیالکوٹ چھاؤنی معرفت شیخ حفیظ اللہ صاحب ۰ —— —— ۵۰
۳۵- جناب بابو عبدالرحمٰن صاحب مسلم ٹاؤن لاہور ۰ —— —— ۲۵
۳۶- جناب شیخ دوست محمد صاحب لائلپور ۰ —— —— ۲۰۰
۳۷- جناب ماسٹر محمد اسحاق صاحب لنڈخور (مردان) ۰ —— ۳ —— ۱۸
۳۸- معرفت جناب ملک کندل خانصاحب کوئٹہ ۰ —— —— ۸۵
۳۹- جناب عبدالباقی صاحب نارخوست (بنوں) ۰ —— —— ۱۰
۴۰- جناب چوہدری فتح خاں صاحب چکوال (جہلم) ۰ —— —— ۲۵
۴۱- جناب والدہ صاحبہ شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے لاہور ۰ —— —— ۴۰
۴۲- جناب ڈاکٹر رضوی صاحب علی گڑھ ۰ —— —— ۵
۴۳- محترمہ ہمشیرہ صاحبہ ڈاکٹر رضوی صاحب علی گڑھ ۰ —— —— ۱
۴۴- جناب خاں عبدالعزیز صاحب ملتان ۰ —— ۸ —— ۳۰۴
۴۵- جناب محمد شریف خاں صاحب ملتان ۰ —— ۴ —— ۸
۴۶- جناب محمد صدیق خاں صاحب ملتان ۰ —— ۴ —— ۸
۴۷- معرفت مولوی عزیز بخش صاحب بدر ۰ —— —— ۶

میزان کل ۰ —— ۱۲ —— ۱۴۵۴۵

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل۔

یورپ میں مذہب کے امکانات

از جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ اسلامک ریویو

(قسط نمبر ۴)

مغرب میں اسلام کی پیش رفت و تحریکات

گو بحیثیت مسلمان ہونے کے مجھے یقین ہے کہ ایسا نہیں ہوگا کیونکہ آنحضرت صلعم کی ایک حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں آفتاب اسلام مغرب سے طلوع کرے گا۔ یعنی اپنی عمرانی الجھنوں سے تنگ آکر مغربی اقوام اسلام قبول کرلیں گی۔ چنانچہ زمانہ حال میں مغربی دنیا کے اندر دو ایسے رجحانات پیدا ہو گئے ہیں ایک وہ رجحان ہے جسے سپرچیولسٹ مومنٹ کا نام دیا گیا ہے یہ تحریک مغرب کے مادی تصورات کا ردعمل ہے۔ جس سے کہ حیات بعد الموت کے متعلق ایک غیر معمولی جستجو پیدا ہو گئی ہے، یہ ایک نہایت اچھی علامت ہے جو یورپ کی موجودہ ذہنی اور قلبی کیفیت کا آئینہ دار قرار دیا جا سکتا ہے۔ دوسرا "آکسفورڈ گروپ مومنٹ" ہے یہ ایک بالکل نئی تحریک ہے۔ اس تحریک کا بانی ایک امریکن ہے۔ اس تحریک کا خلاصہ نوجوانوں میں مطالعہ باطن کا شوق پیدا کرتا ہے اور تنہائی میں خدا کو یاد کرتے ہوئے اس کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے کی عادت ڈالتا ہے گو اس طرز اعتراف میں رومن کیتھولک مذہب کی جھلک پائی جاتی ہے لیکن تعلیم یافتہ لوگوں میں خدا کی یاد اور اعتراف گناہ کا احساس ایسی نمایاں ہے یہ کیفیت تبلیغ اسلام کے لئے بہت مفید اور سازگار ثابت ہوگی ہماری نماز کو دیکھ کر مغربی عیسائی بہت رشک کرتے ہیں۔ کہ اس میں خشوع اور سکون کا پہلو کتنا زیادہ ہے۔ اسلامی نماز میں توبہ اور استغفار کا جو رنگ ہے وہ آکسفورڈ گروپ مومنٹ کے لئے غیر معمولی جاذبیت کا باعث ہو سکتا ہے گذشتہ عالمگیر جنگ سے قبل یہ تحریک اپنے پورے عروج پر تھی۔ حتیٰ کہ اس کے متبعین اس بات پر تلے ہوتے تھے کہ ہم جنگ نہیں ہونے دیں گے چنانچہ اس گروہ نے اپنی تحریک کا نام بدل کر

"Moral Rearmament Movement"

رکھ دیا۔ جس سے عیاں ہو جاتا ہے کہ اس تحریک کا مقصد اقوام یورپ کی اخلاقی اصلاح ہے۔ پس ایک طرف روح کی فکر اور دوسری طرف اخلاق کو بلند کرنے کی خواہش اس بات کا ثبوت ہیں کہ یورپ ایک مذہبی انقلاب کے لئے تیار ہے، ان حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ یہ اقوام اجتماعی زندگی کے استحکام کے لئے کوئی مذہبی تصوریت اور لائحہ عمل تلاش کرنے پر مجبور ہیں یہ وقت ہے کہ مسلمان ایک جوش اور خلوص کے ساتھ دین اسلام پر کاربند ہوں، اور مغربی دنیا کو اپنے عمل اور معتقدات سے روشناس کریں ؎ (روح عصر)

ادارۂ تعلیم القرآن از ستمبر ۱۹۴۷ء تا اکتوبر ۱۹۴۷ء

سابقہ وصولی ۶ —— ۱ —— ۶۴۲۴۱
۱- جناب شیخ عبدالرحمان صاحب بریال (اودھم پور) ۰ —— —— ۲
۲- جماعت کراچی معرفت محمد حسن خاں صاحب ۰ —— —— ۲۵
۳- جناب مرزا مظفر بیگ صاحب لاہور ۰ —— —— ۲۰
۴- جناب چوہدری محمد سعید صاحب لاہور ۰ —— —— ۴
۵- جماعت سیالکوٹ معرفت سید محمد حسین شاہ صاحب ۰ —— —— ۵
۶- جناب شیخ عبدالحمید صاحب لاہور چھاؤنی ۰ —— —— ۲۵۰
۷- معرفت جناب مولوی عبدالرحمان صاحب جماعت دہلی ۰ —— —— ۵
۸- محترمہ والدہ صاحبہ منشی محمد حسین صاحب چکوال معرفت حضرت امیر قوم ۰ —— —— ۱۰۰
۹- جناب منشی اللہ دتہ صاحب لاہور ۰ —— —— ۱

میزان کل ۶ —— ۱ —— ۶۴۶۵۳

مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل۔

مجدّدِ اعظم کا ایک حوالہ
مسیح موعود منہاج نبوّت پر

از جناب مولینا عمر الدین صاحب شملوی

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم و مغفور نے مجدّدِ اعظم جیسی اعلیٰ کتاب لکھ کر مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی پوری پوری تبلیغ کی ہے اور مخالف بھی اس کتاب کو پڑھ کر صداقت مسیح موعود کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔۔ حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کو "مجدّدِ اعظم" کے اندر ہی بیان کیا گیا ہے اور اس کتاب میں کھول کر بتایا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود پہ دعوے نبوت کا الزام افترا ہے۔ اور سنہ ۱۹۱۴ء سے لیکر متواتر تیس سال قبلہ ڈاکٹر صاحب۔ "مسیح موعود کا منشی ہونے کی حیثیت سے قادیانی باطل عقیدہ نبوت اور کفر و اسلام کی وہ دھجیاں بکھیرتے رہے کہ تمام قادیانی ان سے تنگ آئے ہوتے تھے۔ لیکن جس طرح ساون کے اندھے کو ہر طرف ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے ایک قادیانی صاحب کو مجدّدِ اعظم میں بھی حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا ثبوت مل گیا ہے اور وہ الفضل یکم مارچ سنہ ۱۹۴۷ء میں بعنوان:۔

"مجدّدِ اعظم مؤلفہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم کا ایک حوالہ"

لکھتا ہے۔

قادیانی۔ جو شخص حضرت مسیح موعودؑ کو راست باز تسلیم کرتا ہے اسے آپ کے تمام دعاوی پر ایمان لانا پڑتا ہے۔ اور ان تمام دعاوی میں سب سے اہم آپ کا دعوے نبوت ہے۔

احمدی۔ حضرت مرزا صاحب نے تو امتی نبی ہونے کا دعوے کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ امتی نبی محدث اللہ ہوتا ہے اور خدا کے الہام میں بھی آپ کو جہاں نبی اللہ کا مجازاً خطاب دیا گیا ہے وہاں آپ کو حقیقتاً

"محدث اللہ"

کہا گیا ہے۔ مگر قادیانی علم کلام ہی نرالا بن گیا ہے کہ وہ مجاز کو حقیقت اور حقیقت کو مجاز ثابت کرنے کے لئے ہر رطب و یابس کو ہاتھ مارتے ہیں۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ خود حضرت اقدس تو فرماتے ہیں کہ سب سے اہم ان کا دعوے مجددیت ہے جیسے کہ فرمایا ہے

"مسیح موعود ہونے کا دعوے ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوے سے کچھ بڑا نہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۰)

اب جبکہ مجدد ہونے سے مسیح موعود ہونے کا دعوے کچھ بڑا نہیں تو مسیح موعود کی نبوت کیونکر سب سے اہم دعوے بن جائے گی۔ ملہم من اللہ سے مراد محدث اللہ ہے لہٰذا یہ کہنا درست ہے کہ محدثیت یا مجددیت کے دعوے سے مسیح موعود ہونے کا دعوے کچھ بڑا نہیں اس لئے مسیح موعود کی شان نبوت بھی شان مجددیت سے اہم نہیں ہوسکتی۔ اور یہ تو مسلمہ امر ہے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت ظلی بروزی مجازی نبوت ہے نہ کہ حقیقی یا حقیقتہً نبوت خود حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے:۔

(۱) "آنیوالا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۴۹)

(۲) "سمیت نبیّاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت" (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

ترجمہ۔ خدا نے میرا نام مجاز کے طور پر نبی رکھا ہے نہ حقیقت کے طور پر

اگر عیسائیوں کی طرح سے کوئی قادیانی اب بھی کہے کہ نہیں نہیں حضرت اقدس سچ مچ نبی تھا یہ مجاز کا لفظ تو یونہی صرف ذریعہ حصول کے طریق کو بتانے کے لئے لکھا ہے تو سنگے یہ محض کوتاہ فہمی ہے۔ اگر ازالہ اوہام کے الفاظ کو حقیقۃ الوحی سے مقابلہ کرکے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود محدث ہونے کی وجہ سے

"مجازاً نبی" ہے

قادیانیوں کی ایک چالاکی

میں نے تجربہ کیا ہے کہ قادیانی علی وجہ الحقیقت کے الفاظ کو بحث میں جھٹ پٹ لفظ "حقیقی" سے بدل دیتے ہیں کیونکہ حقیقی نبی کا لفظ بطور اصطلاح مستقل انبیاء کے لئے استعمال شدہ موجود ہے اس لئے پہلے لفظی تحریف کرتے ہیں پھر کہ وہ صاحب شریعت تو نہیں ہیں مگر بغیر شریعت وہ حقیقی نبی ہیں نہ کہ مجازی نبی۔ ان کی اس تحریف سے خدا کی پناہ۔

قادیانی۔ غیر مبائعین اصحاب اگرچہ مصلحت کے ماتحت اس دعوئ نبوت کو تو تسلیم نہیں کرتے۔

احمدی۔ غالباً قادیانی حضرات کو یہ یاد نہیں رہا کہ ان کے مصلح موعود صاحب نے شروع شروع میں فرمایا تھا کہ لفظ نبی کا استعمال میں بھی پسند نہیں کرتا مگر اس وقت مصلحتہً اس کا استعمال کرتا ہوں۔ میاں صاحب کے اصل الفاظ اس وقت میرے پاس کہیں نوٹ نہیں ہیں۔ ورنہ میں وہ لکھ دیتا۔

رہا یہ سوال کہ لاہور جماعت کسی مصلحت کے ماتحت منکر ہے یا غلطی پر یا وہ حقیقت ہی اس امر کو سمجھتے ہیں کہ حضرت اقدس نے کبھی دعوے نبوت کیا ہی نہیں یہ قادیانیوں کی تہمت ہے کہ ہم لوگ مصلحتہً منکر ہیں اس کا ثبوت یہ کافی ہے کہ حضرت امیر نے مسیح موعود کی زندگی میں اردو اور انگریزی میں بکثرت مضامین لکھے اور ان میں رسول اور نبی کا لفظ لکھا مگر ساتھ ہی تشریح کردی کہ اس سے مراد ملہم و مکلم من اللہ کے ہیں۔ اگر قادیانی جماعت کو یہ دعوے ہو کہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں بلکہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کی وفات تک وہ جماعت کا مذہب ثابت کرسکتے ہیں کہ حضرت اقدس کو جماعت احمدیہ سچ مچ نبی اور رسول مانتی تھی تو وہ اس پر بھی ایک فیصلہ کن مناظرہ ہم سے کرلیں۔

اگر احمدی جماعت حضرت مرزا صاحب کو واقعی نبی اللہ مانتی تھی تو یقیناً آپ کے منکروں کو بھی کافر تسلیم کرلیتی مگر اس کے برخلاف غیر احمدیوں کے جنازے برابر پڑھے جاتے رہے۔ ان سے رشتہ داریاں جاتی رکھی گئیں خود حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میں تو اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا۔ لیکن جو لوگ مجھے کافر کہکر خود کافر ہو جاویں تو وہ خود اپنے کفر کے ذمہ دار ہیں۔ میں ان کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں۔

پھر عین وفات کے قریب سر فضل حسین صاحب مرحوم نے عرض کیا کہ:

سر فضل حسین۔ اگر تمام غیر احمدیوں کو کافر کہا جائے تو پھر اسلام میں تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

مسیح موعود۔ ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے جب تک وہ ہمیں کافر کہکر خود کافر نہ بن جائے۔

اب اس کے باوجود اگر قادیانی حضرات مرزا صاحب کو نبی اور ان کے منکروں کو کافر کہتے ہیں تو یقیناً وہ کسی خاص مصلحت کے ماتحت ہی ایسا کرتے ہیں ورنہ یہ صریح ظلم ہے۔ جس کی وجہ سے میاں صاحب کسی طرح بھی مصلح موعود نہیں ہوسکتے بلکہ وہ خود اصلاح کے محتاج ہیں مگر وہ اب کیا کریں اگر وہ حق کو قبول کریں تو لعل بے بدل ہاتھ سے جاتا نظر آتا ہے جسے وہ کسی قیمت پر چھوڑنا نہیں چاہتے۔

قادیانی۔ لیکن جب حضور کے عظیم الشان کام کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں تو اس کام کا موازنہ کرتے ہوئے ہم اس بات پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو انبیاء کی صف میں شمار کریں کیونکہ حضور کا عظیم الشان کام اس بات پر شاہد ہے کہ یہ کام ایک نبی کا ہے۔ کسی دوسرے انسان کا نہیں۔

احمدی۔ حضرت مسیح موعود کا کام تو واقعی اتنا بڑا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو زمرہ انبیاء میں شمار کیا جائے مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ حضرت مرزا صاحب واقعی نبی اللہ ہیں۔ کیا حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے کارنامے بنی اسرائیل کے نبیوں سے کچھ کم ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحم لکھتے ہیں:۔

"ہر دو بزرگوار صدیق و فاروق بسبب بزرگی و کلانی در انبیاء معدود اند"
"مکتوبات امام ربانی"

یعنی ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اپنی بڑائی اور بزرگی کے لحاظ سے انبیاء میں گنے جاتے ہیں۔

اگر ابوبکر صدیق اور عمر فاروق باوجود انبیاء میں گنے جانے کے نبی نہیں ہیں تو مجدد اعظم میں یہ لکھا جانے سے کہ "اس معاملہ میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا قدم منہاج نبوت پر تھا" یہ کیونکر ثابت ہوگیا کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں۔

اگر منہاج نبوت پر قدم ہونے سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ آپ نبی ہیں تو یہ بھی غلطی ہے کیونکہ ماموریں الٰہیہ کے سب ہی منہاج نبوت پر ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ:۔

"محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے۔۔۔۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں، اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باواز بلند ظاہر کرے۔"

(توضیح مرام صفحہ ۱۰۹)

الفاظ بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے "بہت قابل غور ہیں کیونکہ یہ الفاظ منہاج نبوت پر قدم ہونے سے زیادہ واضح اور مضبوط ہیں اور اگر یہ مطالبہ ہو کہ منہاج نبوت کے الفاظ ہی دکھاؤ تو آپ اربعین میں یہ الفاظ متعدد مرتبہ ماموران الٰہیہ کے متعلق پائیں گے پس ان الفاظ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ منہاج نبوت پر آنے والا مامور نبی ہے غلطی ہے بلکہ کسی مامور کے متعلق یہ کہنے سے کہ وہ منہاج نبوت پر آیا ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ نبی نہیں ہے کیونکہ کسی نبی یا رسول کے متعلق یہ کہنا کہ وہ منہاج نبوت یا رسالت پر آیا ہے صحیح نہیں ہوسکتا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

پیغامِ صلح

ایڈیٹر دوست محمد — جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۹ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ م ۳ دسمبر ۱۹۴۷ء | نمبر ۴۳

دُرِّ ثمین

(۱) عن طلحة بن عبید الله یقول جاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم من اهل نجد ثائر الراس نسمع دوی صوته ولا نفقه ما یقول حتی دنا فاذا هو یسأل عن الاسلام فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم خمس صلوات فی الیوم واللیلة فقال هل علی غیرها قال لا الا ان تطوع قال رسول الله صلی الله علیه وسلم وصیام رمضان قال هل علی غیره قال لا الا ان تطوع قال وذکر له رسول الله صلی الله علیه وسلم الزکوٰة قال هل علی غیرها قال لا الا ان تطوع قال فادبر الرجل وهو یقول والله لا ازید علی هذا ولا انقص قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افلح ان صدق۔

طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اہل نجد میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے ہم اس کی آواز کی بھنبھناہٹ کو سنتے تھے اور نہیں سمجھتے تھے جو وہ کہتا تھا یہاں تک وہ قریب آیا تو وہ اسلام کے متعلق سوال کر رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں اس نے کہا کیا اس کے سوا مجھ پر کچھ اور بھی لازم ہے فرمایا نہیں سوائے اس کے کہ خود اپنی خوشی سے کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور رمضان کے روزے اس نے کہا کیا اس کے سوا مجھ پر کچھ اور بھی لازم ہے فرمایا نہیں سوائے اس کے کہ تو اپنی خوشی سے رکھے راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے زکوٰۃ کا بیان کیا اس نے کہا اس کے سوا مجھ پر کچھ اور بھی لازم ہے فرمایا نہیں سوائے اس کے کہ تو اپنی خوشی سے دے راوی کہتا ہے پھر وہ شخص واپس ہوا اور وہ کہہ رہا تھا اللہ کی قسم میں نہ اس پر بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سچا ہے تو کامیاب ہو گیا۔

نوٹ۔ از فضل الباری۔ اس حدیث میں سوال صرف اسلام سے کیا ہے مگر مراد احکام اسلام ہیں جیسا کہ نبی صلعم کے جواب سے ظاہر ہے کہ آپ نے اسے لا الٰہ الا اللہ کی تلقین نہیں فرمائی نجد اس سرسبز اور بلند وادی کا نام ہے جو تہامہ سے شروع ہو کر عراق کو چلا گیا ہے

(۲) عن زبید قال سألت ابا وائل عن المرجئة فقال حدثنی عبد الله ان النبی صلی الله علیه وسلم قال سباب المسلم فسوق وقتاله کفر۔

زبید سے روایت ہے کہ میں نے ابو وائل سے مرجئہ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔

نوٹ از فضل الباری۔ سباب کے معنے گالی دینا ہے اور پیچھے جو حدیث گذر چکی اس سے معلوم ہوا کہ جس نے اپنے بھائی کو یا ابن السوداء کہہ کر مخاطب کیا اسے بھی گالی قرار دیا گیا اور فسق کے معنے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے خروج [illegible] اور یہ عصیان سے زیادہ سخت لفظ ہے۔ اس میں سخت تحذیر ہے۔ قتال کو کفر کہا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے وما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطأ یعنی مومن کی شان نہیں کہ مومن کو قتل کرے۔ ہاں خطا ہو جائے تو الگ بات ہے۔ پس مومن کے ساتھ قتال کرنا اصل میں کافر کی شان ہے اس لئے مجازاً اس پر کفر کے لفظ کا اطلاق کر دیا حقیقی کفر مراد نہیں کہ دائرہ اسلام سے انسان خارج ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم نے جو الا خطأ میں استثناء کیا ہے اس میں ہر قسم کی خطا شامل ہو سکتی ہے۔ مثلاً دوسری چیز کو مارنا چاہے انسان کو گولی لگ گئی یا اجتہاد میں خطا ہو گئی۔ مسلم میں حدیث ہے کہ لعن المسلم کقتله یعنی مسلمان پر لعنت کرنا بھی اس کے قتل کرنے کی مانند ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بیعت کنندگان کو نصیحت

شام کے وقت چند احباب بیعت کے لئے جمع ہوئے۔ حضرت مسیح موعود نے ان کی بیعت لیکر بظاہر ان کو خطاب کر کے کل جماعت کو ذیل کی ہدایت فرمائی۔ "استغفار کرتے رہو اور موت کو ہر وقت یاد رکھو۔ موت سے بڑھکر کوئی چیز بیدار کرنیوالی نہیں ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل نازل کرتا ہے جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اور پھر اس وقت سے بندے کا نیا حساب چلتا ہے۔ اگر ایک انسان کسی دوسرے انسان کا ذرہ سا بھی گناہ کرے تو وہ شخص ساری عمر اس سے کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور گو زبانی اسے معاف کر دینے کا بھی اقرار کرے تاہم پھر بھی جب اسے موقعہ ملتا ہے تو وہ اپنے کینہ اور عداوت کا اظہار کر ہی دیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کمال رحیم وکریم ہے کہ جب ایک بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے تو وہ رجوع برحمت ہو کر اس کے سارے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور اس پر اپنا فضل نازل فرماتا ہے اور سابقہ گناہوں کی سزا سے درگذر کر دیتا ہے۔ اس لئے تم بھی یہاں سے اب ایسے ہو کر جاؤ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے۔ نمازوں کو سنوار کر پڑھو جو اللہ تعالیٰ یہاں ہے وہ وہاں بھی ہے۔ پس یہ نہ ہو کہ جب تک تم یہاں رہو تمہارے دلوں میں رقت اور خدا کا خوف ہو اور جونہی اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف وندر ہو جاؤ۔ نہیں بلکہ ہر وقت اور ہر لحظہ تمہیں خدا کا خوف رہنا چاہیئے۔ اور ہر ایک کام کرنے سے پہلے خوب سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا یا ناراض۔"

ملفوظات احمدیہ

جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ - مورخہ ۴ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ م ۲۳ جولائی ۱۹۴۷ء | نمبر ۲۷

درِ ثمین

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الصیام جنۃ فلا یرفث ولا یجھل وان امرؤ قاتلہ او شاتمہ فلیقل انی صائم مرتین والذی نفسی بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ تعالیٰ من ریح المسک یترک طعامہ وشرابہ وشھوتہ اجلی الصیام لی وانا اجزی بہ والحسنۃ بعشر امثالھا۔
باب فضل الصوم)

ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے سو چاہیئے کہ (روزہ رکھنے والا) فحش باتیں نہ کرے اور نہ جہالت کی باتیں کرے اگر کوئی اس سے لڑے یا بدگوئی کرے تو دو دفعہ کہدے کہ میں روزے سے ہوں اور اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے (اللہ فرماتا ہے) وہ اپنا کھانا پینا خواہش صرف میری (رضا کے) لئے چھوڑتا ہے روزہ صرف میرے لئے ہے میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور نیکی کا بدلہ اس کا دس گنا ہے

(۲) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ۔

ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا ترک نہ کرے تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑدے

(۳) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل شھر رمضان فتحت ابواب السماء وغلقت ابواب جھنم وسلسلت الشیاطین۔

ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہتے تھے رسول اللہ صلعم نے فرمایا جب ماہ رمضان آجاتے تو آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطان زنجیروں سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔

نوٹ (فضل الباری)۔ رمضان میں جنت کے دروازوں کا کھل جانا، دوزخ کے دروازوں کا بند کر دیا جانا ان کے لئے ہے جو رمضان کے روزوں سے فائدہ اُٹھائیں۔ کیونکہ روزہ سے ملکی طاقتیں ترقی کرتی ہیں، اور حیوانی قوتیں کمزور ہوجاتی ہیں۔ پہلے سے جنت کا دروازہ کھل جاتا ہے اور دوسرے سے جہنم کے دروازے بند ہوجاتے ہیں اور شیطان قوائے حیوانیہ کے دبنے کی وجہ سے انہیں آلۂ کار نہیں بنا سکتا۔ گویا وہ زنجیروں میں باندھ دیا جاتا ہے۔

(۴) عن ابی ھریرۃ رض عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اذا نسی فاکل وشرب فلیتم صومہ فانما اطعمہ اللہ وسقاہ

ابوہریرہ رضہ نے نبی صلعم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب بھول جاتے اور کھاپی لے تو اپنا روزہ پورا کرے اللہ نے اسے کھلایا اور پلایا

پرسنل اسسٹنٹ کی ضرورت

حضرت امیر ایدہ اللہ کو ایک پرسنل اسسٹنٹ کی ضرورت ہے جو عربی اور انگریزی زبانوں سے واقف ہو اور ٹائپ کرنا بھی جانتا ہو ہماری جماعت کے نوجوان جو اس دینی خدمت کے اہل ہوں اپنی درخواستیں معہ نقول اسناد جلد از جلد سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور کے پتہ پر بھیجدیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس سلسلہ میں تعلق پیدا کرکے معرفت اور علم کو بڑھانا چاہیئے

مرشد اور مرید کے تعلقات اُستاد اور شاگرد کی مثال سے سمجھ لینے چاہئیں جس طرح سے کہ شاگرد اپنے اُستاد سے فائدہ اُٹھاتا ہے اسی طرح سے مرید اپنے مرشد سے فائدہ حاصل کرتا ہے لیکن شاگرد [illegible] لیکن اپنی تعلیم میں ترقی نہ کرے تو فائدہ حاصل نہیں [illegible] پس اس سلسلہ میں تعلق پیدا کرکے اپنی معرفت اور علم کو بڑھانا چاہیئے۔ طالب حق کو ایک مقام پر پہنچکر ہرگز ٹھہر نہ جانا چاہیئے ورنہ شیطان لعین دوسری طرف توجہ کو پھیر دیگا۔ اور جس طرح سے کہ بند پانی میں عفونت پیدا ہوجاتی ہے۔ اسی طرح اگر مومن اپنی ترقیات کے لئے کوشش نہ کرے تو وہ گر جاتا ہے۔ پس سعادتمند کا فرض ہے۔ کہ وہ طلب دین میں لگا رہے۔ ہمارے نبی کریم صلعم سے بڑھکر کوئی دوسرا انسان کامل نہیں گذرا لیکن آپ کو بھی رب زدنی علماً کی دعا تعلیم ہوئی تھی۔ پھر دوسرا کونسا شخص ہے جو اپنی معرفت اور علم پر کامل بھروسہ کرکے ٹھہر جائے اور آئندہ ترقی کی ضرورت نہ سمجھے، جوں جوں انسان اپنے علم اور معرفت میں ترقی کریگا اسے معلوم ہوتا جائیگا کہ ابھی بہت سی باتیں حل طلب باقی ہیں بعض امور جن کو وہ ابتدائی نگاہ میں (اس بچے کی طرح جو اقلیدس کے اشکال کو محض بیہودہ سمجھتا ہے) بالکل بیہودہ سمجھتے تھے آخری امور صداقت کی صورت میں انہیں نظر آتے ہیں۔ اس لئے کس قدر ضروری ہے کہ اپنی حیثیت کو بدلنے کے ساتھ ہی علم کو بڑھانے کیلئے ہر بات کی تکمیل کی جائے۔ تم لوگوں نے بہت سی بیہودہ باتوں کو چھوڑکر اس سلسلہ کو قبول کیا ہے۔ اس لئے اگر تم اس کے بارہ میں پورا پورا علم اور بصیرت حاصل نہیں کروگے تو اس میں شامل ہونے سے تمہیں کیا فائدہ حاصل ہوا۔ تمہارے یقین اور معرفت میں کیونکر قوت پیدا ہوگی۔ اور ذرا ذراسی بات پر شکوک شبہات پیدا ہوں گے اور آخر تمہارے قدموں کو ڈگمگا جانے کا خطرہ ہے۔

قرآن کا دیوانی اور فوجداری قانون

حضرت امیر ایدہ اللہ کی قابلِ غور تصریحات

اس وقت جبکہ مملکت پاکستان کے لئے نیا دستور بننے والا ہے اور یہ سوال زیر غور ہے کہ شریعت اسلامی کو بھی اس مملکت میں رائج کیا جائے۔ قرآن کے دیوانی اور فوجداری قانون کے متعلق ذیل کی تصریحات جو حضرت امیر ایدہ اللہ نے کچھ مدت ہوئی ایک سوال کے جواب میں فرمائی تھیں خاص طور پر قابل غور ہیں

خلاصہ سوال

آپ کا وسیع سوال یوں ہے کہ قرآن کریم میں جو آیات سول یا کرمنل لا کے متعلق ہیں ان کی سپرٹ پر عمل کیا جائے۔ یا ان کے لیٹر کی پابندی بھی ضروری ہے۔ اور اسی کے ماتحت یہ سوال بھی آتا ہے کہ آیا کوئی اسلامی مجلس واضع قوانین قرآن کریم کے کسی صریح حکم کے خلاف قانون بنا سکتی ہے جس کی بناء کوئی اجتہاد نہ ہو یا آیت کی کوئی تاویل نہ ہو بلکہ بناء یہ ہو کہ قرآن کریم کی غرض جو اس حکم کے دینے سے تھی وہ یوں پوری ہو جاتی ہے۔ مثلاً قرآن کریم نے چور کے قطع ید کا حکم دیا تو آیا ایک شخص کہہ سکتا ہے یا نہیں کہ غرض تو صرف چوری روکنا تھی سو وہ اس قسم کی سزا سے بھی پوری ہو سکتی ہے یا مثلاً قرآن کریم نے طلاق کی اجازت دی تو آیا ایک شخص کو یہ کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ غرض اس کی صرف یہ تھی کہ میاں بیوی اچھی زندگی بسر کر سکیں۔ اور وہ طلاق کے روک دینے سے بھی پوری ہو سکتی ہے۔ یا قرآن کریم ورثاء کے بعض حصص مقرر کرتا ہے تو آیا ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ غرض صرف یہ تھی کہ چند قریبی رشتہ داروں کو کچھ مل جائے اور وہ کسی رنگ کے حصص سے بھی پوری ہو سکتی ہے۔

یہ طریق قابلِ عمل ہے

میری رائے یہ ہے کہ اس دروازہ کو کھول کر قرآن کریم کا کوئی حکم بھی قابل عمل باقی نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ اس کی عبادات اور اس کے عقاید پر بھی اس دروازہ سے کھلا حملہ ہو سکتا ہے اور ایک شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ نماز پڑھنے سے غرض صرف یہ ہے کہ انسان میں قربانی کا مادہ پیدا ہو انکساری کے اخلاق پیدا ہوں اور وہ بغیر نماز کے بھی پوری ہو سکتی ہیں۔ روزہ رکھنے سے صرف غرض یہ ہے کہ انسان بھوک، پیاس کی شدت برداشت کر سکے یا بعض خواہشات پر حکمرانی کرنا سیکھے اور وہ دوسری طرح بھی پوری ہو سکتی ہیں۔ ایک خدا پر ایمان لانے کی غرض یہ ہے کہ انسان اپنی ہر خواہش کو اپنے فرض کی تعمیل کے سامنے قربان کر سکے۔ یہ اور طرح بھی ہو سکتا ہے۔ کم از کم نماز کے متعلق تو یہ کہا بھی گیا ہے جو میرے نزدیک بیہودہ ہے صحیح نہیں اور اس سے قرآن کریم کی کوئی تعلیم بھی قابل عمل باقی نہیں رہ سکتی۔

قیاس سے توسیع

اور یہ جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ علمائے احناف نے قیاس کا استعمال بکثرت کیا ہے اور لکھا ہے کہ اگر کسی حکم کی علت معلوم ہو جائے تو اس کی توسیع بھی ہو سکتی ہے تو یہ صحیح ہے لیکن توسیع سے ان کا مطلب صرف اس قدر ہوتا ہے کہ وہ حکم بھی قائم رہتا ہے اور بعض اور باتیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ اصل حکم کا وہ خلاف نہیں کریں گے۔ مثلاً اگر یہ معلوم ہو جائے کہ طلاق کی ایک علت قرآن کریم نے بیان کی ہے یا تعدد ازدواج کی ایک صورت بیان کی ہے تو وہ توسیع کر کے یوں کہہ دیں گے کہ فلاں صورت بھی چونکہ اس سے ملتی جلتی ہے۔ اس لئے اس پر بھی طلاق یا تعدد ازدواج کی اجازت ہو سکتی ہے۔ یا مثلاً رمضان کی جگہ اور دنوں میں روزے رکھے جا سکتے ہیں بشرطیکہ بیمار یا مسافر ہو تو چونکہ اس کی علت یہ ہوگی کہ یہ امر ان کی طاقت سے بالاتر ہے اس لئے اگر کسی جگہ یہ دن ایسے لمبے اور سخت گرم ہوں کہ روزہ وہاں نہیں رکھا جا سکتا تو عدۃ من ایام اخر کے حکم میں توسیع ہو سکتی ہے (یہ مثالیں خود میں نے دی ہیں کیونکہ کوئی کتاب اس وقت میرے سامنے نہیں) غرض قیاس سے توسیع جائز ہے اور یہی اصل اجتہاد ہے لیکن اجتہاد یا قیاس کو اس حد تک نہیں لے جا سکتے کہ اصل حکم کے خلاف دوسرا حکم جاری کر دیا جائے۔

قطع ید اور اسلامی سلطنتیں

قرآن کریم کو خدا کا کلام اور پھر آخری کلام ماننے کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ قانون سول یا کرمنل رنگ میں اس نے قائم کر دیا ہے اس کے خلاف ہمیں نہیں کرنا چاہئیے رہا یہ امر کہ بعض امور مندرجہ قرآن متروک ہو گئے ہیں۔ یہ امت کے بعض افراد یا کل افراد کی غلطی ہو سکتی ہے۔ مثلاً سزائے قطع ید متروک ہے یعنی آج کل اسلامی سلطنتیں اس پر عمل نہیں کرتیں۔ اور ان کی تعزیرات میں یہ سزا نہیں رکھی گئی تو یہ بہرحال ایک غلطی ایک خلاف ورزی کہا جائے گا۔

قطع ید کی تاویل

سوائے اس کے کہ قطع ید کے کوئی شخص یہ معنے کرے کہ اس سے مراد صرف روک دینا ہے۔ جیسا کہ قطع لسان کے معنے زبان روک دینا ہیں۔ حدیث میں آیا ہے اقطعوا عنی لسانه جہاں مراد خاموش کرانا ہے اور قطع سبیل قرآن کریم میں بھی راستہ روکنے کے معنے میں آتا ہے تو یہ تاویل ہے صحیح ہو یا غلط یہ علیحدہ امر ہے۔ لیکن اگر ایک شخص نیک نیتی سے یہ معنی درست سمجھے اور قرآن کریم کے الفاظ میں یہ توسیع سمجھے تو یہ حق پہنچ سکتا ہے کہ قرآن کے الفاظ اور حکم کا انکار نہیں بلکہ اس کے دوسرے معنے کرتا ہے۔ اور جہاں تک میں نے غور کیا ہے۔ اس زمانہ میں ہماری ضرورت قرآن کریم کو از سر نو پڑھنے اور اس پر تدبر کرنے کی ہے۔

ہاتھ کاٹنا انتہائی سزا ہے

اس قطع ید کی سزا کے معاملہ میں جس نتیجہ پر میں پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ چور کی سزا بیان کرنے سے پہلے قرآن کریم نے ڈاکو کی سزا بیان کی ہے، اور وہ چار سزائیں ہیں جن میں سے ایک سزا قید بھی ہے۔ مگر انتہائی سزا قتل یا صلیب ہے اور ان چار سزاؤں کے ذکر کی غرض صرف یہی ہے کہ جیسے حالات ہوں ان کے مطابق زیادہ یا کم سزا دی جائے اب جب ڈاکہ کی کمتر سزا بھی قید ہو سکتی ہے تو چور کی کمتر سزا قید ہونا خود قیاس چاہتا ہے، اس لئے یہ کہا جائے گا کہ جس طرح ڈاکہ کی انتہائی سزا قتل یا صلیب ہے قطع ید یا ہاتھ کا کاٹنا بھی چور کی انتہائی سزا ہے اور اس سے کمتر سزا قید بھی اسے دی جا سکتی ہے۔ اگر حالات کا تقاضا ایسا ہو۔ اس سے تعامل کا انکار بھی لازم نہیں آتا۔ اس لئے کہ جن حالات میں جو سزا مناسب سمجھی گئی وہ اختیار کی گئی۔ مگر چوری کے خاص حالات میں یا عادی چور کے لئے قطع ید کی سزا رہے گی۔ ہاں اس میں چاہیں تو توسیع ہو سکتی ہے۔

شیرخوارگی کی میعاد

شیرخوارگی کی میعاد کے متعلق جو آپ نے ذکر کیا ہے۔ جہاں تک میں نے غور کیا ہے شیرخوارگی کی کوئی میعاد قرآن کریم نے لازمی نہیں ٹھہرائی صرف اس قدر الفاظ ہیں اور وہ بھی طلاق کے مسائل کے ذکر میں کہ مائیں پورے دو سال تک اپنی اولاد کو دودھ پلائیں لمن اراد ان یتم الرضاعة اس شخص کے لئے جو دودھ پلانے کی میعاد کو پورا کرنا چاہتا ہے تو اسے اس میں خود اختیار دیا ہے اس لئے اگر اس میعاد میں کوئی کمی بیشی قانوناً کی جائے تو گویا اس اختیار کو برتا ہے۔ گو مجھے یہ سمجھ نہیں آیا کہ قانونی طور پر کوئی میعاد شیرخوارگی مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ صرف رضاعت سے جو رشتے حرام ہوتے ہیں ان پر قانون وہی حاوی رہے گا کہ دو سال کی پوری میعاد کے اندر جو رضاعت ہو اس سے رشتہ حرام ہوگا۔

وراثت کا قانون

ایک سوال وراثت کا ہے جس کا ذکر آپ نے بھی کیا ہے جہاں تک میں سمجھتا ہوں وراثت کا قانون جو قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ اسلام کی جمہوریت کو مدنظر رکھتے ہوئے بہترین قانون ہے لیکن اس میں اگر کوئی قوم یہ راستہ اختیار کرتی ہے کہ وہ قرآن کریم کے الفاظ من بعد وصية کو لے کر جو تقسیم حصص کے ساتھ آئے ہیں یہ قیاس کرے کہ اگر کوئی وصیت ہو تو اس کا نفاذ پہلے ہوگا۔ تو اس طرح وصیت کے ذریعہ سے مطلوبہ غرض حاصل ہو سکتی ہے۔ اور قانون کا نفاذ اس صورت میں ہوگا جب وصیت نہ ہو۔ ایسا ہی ہر وراثت کے لئے وصیت کرنے کو قرآن کریم نے ناجائز نہیں ٹھیرایا۔ گو حدیث میں آیا ہے لا وصية الوارث تو کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ وارث کے لئے بھی وصیت ہو سکتی ہے (میں اس کا قائل نہیں) ایسا کہنے میں وہ حق تاویل کو استعمال کرتا ہے۔

اجتہاد کی ضرورت

غرض میری یہ ہے کہ قرآن کریم کے خلاف ہم نہیں کر سکتے ہاں قرآن کریم کے الفاظ کے کسی مشہور معنی کو ترک کر کے دوسرے معنی ہم اختیار کر سکتے ہیں۔ یہ اجتہاد ہے۔ ہمیں جس چیز نے نقصان پہنچایا ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک امام یا مفسر کی رائے کو بھی قرآن کریم کی طرح سمجھ لیا گیا ہے۔ ورنہ آج دلائل کے رنگ میں جن باتوں کی ضرورت ہے۔ وہ سب قرآن کریم کے آگے سر جھکاتے ہوئے بھی حاصل ہو سکتی ہیں۔ ہر زمانہ میں لوگوں نے اس زمانہ کی ضروریات کے مطابق اجتہاد کیا۔ لیکن آج اجتہاد کا دروازہ بند کیا جاتا کہ یہ اصل غلطی ہے جو دور کرنے کے قابل ہے۔

ترکی اور تعدد ازدواج

مثلاً آج ترکی میں یہ قانون بنایا جاتا ہے کہ دوسرے نکاح کے لئے (یعنی تعدد ازدواج کی صورت میں) ضرورت کو ظاہر کر کے قاضی سے منظوری حاصل کر لی جائے۔ اور وہ یہ بھی اطمینان کرے کہ عدل کیا جائے گا۔ اب اس کو ہم خلاف قرآن نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ قرآن کریم نے تعدد ازدواج کی اجازت صرف استثناء کے رنگ میں ضرورت کے لئے دی ہے۔ اگر کوئی قوم اجازت کی بداستعمالی سے تنگ آ کر ایک قومی قانون بنا لیتی ہے کہ بغیر ضرورت کا اطمینان کرانے کے کسی دوسرے نکاح کی اجازت نہ ہوگی۔ تو یہ قرآن کریم کے حکم کا انکار نہیں۔ یہ صرف قانون یا اجازت کی بداستعمالی کو روکنے کا رستہ ہے۔ (باقی بر صفحہ ۸)

(کالم ۴)

پیغام صلح

جلد ۲۵ | یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۱۹ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ | نمبر ۴۳

مسلم تمدن اور اُردو زبان

یوپی کی مسلم اقلیت پر ہندو راج کی ستم رانیاں

جس دن سے ہندوستان اور پاکستان کی تقسیم عمل میں آئی ہے ہندوستان کی مسلمان رعایا کو کچلنے، ان کو سرکاری ملازمتوں سے الگ کرکے ذلت و خواری کی زندگی بسر کرنے اور اسلامی تمدن کو مختلف ذرائع سے تباہ کرنے کے لئے پورا زور صرف کیا جا رہا ہے۔ وہ ہندو راج جس کے قیام کے خلاف پنڈت نہرو نے پرزور آواز بلند کی اور صاف الفاظ میں یہ کہا کہ میں کسی حالت میں بھی ہندو راج قائم نہ ہونے دوں گا خواہ اس کے لئے مجھے وزارت سے مستعفی ہونا پڑے۔ وہ آج اپنی پوری شان کے ساتھ کم از کم یوپی میں تو قائم ہو رہا ہے اور پنڈت نہرو اور مہاتما گاندھی وغیرہ ہم اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھتے ہیں لیکن منہ سے کچھ کہنے کی جرأت نہیں رکھتے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلی اور سب سے اہم بات جو دیکھنے میں آ رہی ہے وہ ہندی زبان کو سرکاری محکموں میں رائج کرنے کا قانون ہے جو حال ہی میں یوپی اسمبلی میں پاس ہوا ہے، اس میں شک نہیں کہ اس قانون کے خلاف گاندھی جی نے بھی ہلکی سی آواز بلند کی اور یہ بھی کہا کہ سرتیج بہادر سپرو کی زبان بھی اُردو ہے انہیں اور دوسرے اُردو بولنے والوں کو ہندی سیکھنے کے لئے مجبور کرنا ٹھیک نہیں ہے لیکن کسی نے اس آواز کو سنا تک نہیں اور صاف کہدیا گیا کہ ان سرکاری ملازمین کو جو ہندی زبان اور ناگری حروف سے واقف نہیں انہیں سیکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے، یہاں تک کہ مسز سروجنی نائیڈو گورنر صوبہ یوپی نے بھی صاف الفاظ میں مسلمانوں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ جب مغلیہ سلطنت کے وقت ہندوؤں کی کائستھ قوم نے فارسی زبان کو جو اس وقت کی دفتری زبان تھی سیکھنے میں دریغ نہ کیا تو آج حکومت وقت سے تعاون کرنے کے لئے ہندی زبان سیکھنے سے مسلمان کیوں ہچکچاتے ہیں۔

مسز نائیڈو کو اتنا دور جانے کی ضرورت نہ تھی، وہ یہ بھی کہہ سکتی تھیں کہ انگریزوں کے عہد میں مسلمانوں نے انگریزی کو اپنانے میں دریغ نہ کیا اور سرکاری ملازمتوں کے حصول کے لئے انگریزی زبان پر پوری دسترس حاصل کی، کائستھوں کا حوالہ دینا یہ ظاہر کرتا ہے کہ مسز نائیڈو کوئی پرانا بدلہ مسلمانوں سے لینا چاہتی ہیں اور کائستھوں کے فارسی سیکھنے کے بدلے میں ہندی کو ان کے دماغوں میں ٹھونسنے کی خواہش رکھتی ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جہاں معدودے چند کائستھوں نے اپنے فائدہ کی خاطر فارسی میں دسترس حاصل کی وہاں مغل حکومت نے عوام الناس اور حکومت کی زبانوں کا بعد دور کرنے کے لئے فارسی اور ہندی کو گنگے ملایا اور ان دونوں زبانوں کے الفاظ کو ملا جلا کر ایک ایسی زبان رائج کردی جس کے سیکھنے میں کسی کو کوئی دقت پیش نہ آئی اور اس کے ذریعہ سے حاکم و محکوم کے تعلقات گہرے اور استوار ہوتے چلے گئے، یہاں تک کہ صرف کائستھ ہی نہیں، ہندوؤں کے دوسرے فرقے بھی اسلامی عہد حکومت میں سرکاری ملازمتوں کے اندر جلیل القدر عہدوں پر فائز رہے پھر یہ کیا ہے کہ آج ہندی بحروف ناگری کے سیکھنے پر اس قدر زور دیا جا رہا ہے کہ ان مسلمانوں کو جو سرکاری ملازمتوں میں سالہا سال سے کام کر رہے ہیں اور جن کیلئے تقاضائے عمر کی وجہ سے ایسی ثقیل ہندی جو زیادہ تر سنسکرت کے الفاظ پر مشتمل ہے، سیکھنا مشکل ہے ملازمتوں سے خارج کیا جا رہا ہے یہاں تک کہ اسمبلی میں بھی ہندی زبان میں ہی تقریر کرنے کی تجویز پیش کی گئی بلکہ ایک ممبر نے ثقیل ہندی زبان میں تقریر بھی کی جس پر بیگم اعزاز رسول کو یہ کہنا پڑا کہ اس تقریر کی کچھ سمجھ نہیں آئی جس کے جواب میں سپیکر نے یہ کہا کہ مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آئی، معلوم نہیں جب بیگم اعزاز رسول کی بات سمجھ میں نہ آئی تھی تو جواب کس طرح دے دیا گیا، بہرحال اس سے یہ ظاہر ہے کہ ہندی کو رائج کرنے کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں کو ملازمتوں اور سرکاری اداروں، یہاں تک کہ اسمبلی سے نکال دینے کے لئے تمام زور لگایا جا رہا ہے۔

اسی پر بس نہیں اب مسلمانوں کو یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ وہ ہندو اکثریت کو ہر رنگ میں خوش رکھیں ورنہ ان کی خیر نہیں چنانچہ پنڈت پنت وزیر اعظم نے یو۔پی اسمبلی میں تحفظ امن کے ترمیمی مسودہ قانون پر تقریر کرتے ہوئے صاف الفاظ میں کہا کہ:-

"آخر آپ لوگ کب تک گورنمنٹ سے اس کی توقع رکھیں گے کہ وہ اقلیتوں کو بچاتی رہے؟ اقلیت کو تو بہرحال اکثریت کو نبا کر رکھنا ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ اکثریت کو اپنے قول و عمل سے آزردہ بھی کرتے رہیں اور پھر گورنمنٹ سے اپنی حفاظت کی توقع بھی رکھیں"

سن لیا آپ نے؟ اب یوپی کے مسلمانوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ اگر وہ اپنی خیریت چاہتے ہیں تو صرف حکومت ہی نہیں ہندو رعایا کو بھی خوش کرتے رہیں اور معلوم نہیں ان کی خوشی کی انتہا کیا ہے، ہندی زبان سیکھ لینا ہی اگر ان کی خوشی کا موجب ہو، تو ہم کہیں گے کہ یہ سستا سودا ہے اگر لباس بھی ان کو بدلنا پڑے اور شلوار اور پاجامہ کو چھوڑ کر دھوتی باندھنی پڑے، تب بھی چنداں حرج کی بات نہیں دلوں کے اندر ایمان ہونا چاہیئے، لباس اور زبان سے کیا ہوجاتا ہے، ایمان ہو اور اسکو دوسروں تک پہنچانے کا جوش اور ولولہ ہو، تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہندی اور سنسکرت میں کلام کرنا اور لکھنا پڑھنا اور دھوتی اور ساڑھی میں ملبوس ہونا کوئی بڑی بات نہیں آخر تمام دنیا کے مسلمانوں کی زبان ایک نہیں، ان کے لباس ایک نہیں، نہ اسلام اُس تمدن کے اندر گھرا ہوا ہے، جو یوپی کی زبان اور لباس نے پیدا کیا ہے اس لئے ہم کہیں گے کہ اگر ہندی سیکھ کر اور ہندوؤں کا لباس پہنکر مسلمان وہاں کے ہندوؤں کو خوش کر سکتے اور اس ذریعہ سے اسلام کا تمدن، اسلام کی روح ان کے اندر پیدا کر سکتے ہیں قرآن کی تعلیم اور رسول اللہ صلعم کے اسوہ سے انہیں متاثر کر سکتے ہیں، تو ہم سمجھیں گے کہ یہ بڑی نعمت ہے جو انھوں نے حاصل کرلی، کاش ہندو اکثریت کی خوشی یہیں تک محدود ہو اور جیسا کہ "اخبار ریاست" نے دہلی کے ایک مسلمان کانگریسی کی حسرت بیان کی ہے کہ ہندو اس کو اس وقت تک اپنے محلہ میں اس کے اپنے ذاتی مکان میں رہنے کی اجازت نہیں دے سکتے جب تک کہ وہ اور [illegible] کے اہل و اطفال ہندو مذہب نہ اختیار نہ کرلے یہی ہر یوپی کی ہندو اکثریت کی خوشی کا باعث ہو۔

چھبال کے مسلمانوں کے احباب [illegible] بعض دوست لاہور پہنچ گئے ہیں جن میں محمد اعظم صاحب اور ان کا تمام خاندان اور مرزا عزیز بیگ صاحب شامل ہیں۔ فالحمدللہ ابھی بعض احباب سامانہ میں ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جلد بخیر و [illegible]

جلسہ سالانہ کا التواء

دسمبر ۱۹۴۷ء کے بجائے مارچ ۱۹۴۸ء میں جلسہ منعقد ہوگا

جماعت احمدیہ لاہور کا جلسہ سالانہ ہمیشہ دسمبر کے آخری ایام میں منعقد ہوا کرتا ہے اور یہی حضرت مسیح موعودؑ کی مقرر کردہ تاریخیں ہیں، لیکن بعض وقت حالات کی نامساعدت کی وجہ سے ان تاریخوں میں تبدیلی بھی کرنی پڑی ہے، گو اس سے پیشتر ایک ہی دفعہ حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کے زمانہ میں ایسی تبدیلی ہوئی اور دسمبر کے بجائے مارچ میں جلسہ کرنا پڑا۔

اس سال بھی حالات ایسے نامساعد اور ناخوشگوار ہیں کہ دسمبر میں جلسہ کرنا غیر موزوں معلوم ہوتا ہے، سفر کی صعوبتیں اسباب سفر کی دشواریاں اس قدر ہیں اور آمد و رفت کے ذرائع اس قدر محدود ہیں کہ اگر حسب دستور دسمبر میں جلسہ کیا جائے تو اکثر دوست شمولیت سے محروم رہ جائیں گے اس کے علاوہ لاہور میں امسال بہت قسم کی امراض بھی پھیلی ہوئی ہیں اور یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ احباب کو دسمبر میں جلسہ کی دعوت دیکر ان امراض کے شکار بننے کا موقعہ دیا جائے

ان حالات میں انجمن نے مناسب سمجھا ہے کہ امسال جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۴۷ء کے بجائے مارچ ۱۹۴۸ء میں منعقد کیا جائے اس وقت تک امید ہے ذرائع سفر زیادہ وسیع ہو جائیں گے اور موسم کی تبدیلی کی وجہ سے حالات زیادہ بہتر اور خوشگوار ہونگے

اس لئے احباب کو امسال دسمبر کے آخری ہفتہ کے بجائے مارچ ۱۹۴۸ء کے جلسہ میں شمولیت کی تیاری کرنی چاہیئے اور جن احباب نے دسمبر میں جلسہ کے لئے رخصتوں کا انتظام کر رکھا ہے انہیں اس سال اسکو منسوخ کرکے مارچ ۱۹۴۸ء کے لئے انتظام کر لینا چاہیئے۔

صلح پیغام
جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۴ر رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ | نمبر ۲۷

پاکستان اور شریعت اسلامی

قوانین شریعت میں ازسرِ نو اجتہاد کی ضرورت

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ مملکت پاکستان میں شریعت اسلامی کے قوانین کو نافذ کیا جائے، ہم گزشتہ شیوع میں اس بات کو واضح کر چکے ہیں کہ صرف مسلمانوں کے لئے ایسے قوانین نافذ کئے جا سکتے ہیں، ہندوؤں اور دوسری اقلیتوں کے لئے ان کے اپنے اپنے مذہب اور رواج کے مطابق قوانین ہوں گے .... لیکن مسلمانوں کے لئے بھی ایسے قوانین کے نفاذ پر غور کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ان تمام مسائل پر ازسرِ نو غور کیا جائے جن کو فقہ کی کتابوں میں شریعت اسلام کے نام سے مرتب کیا گیا ہے، اس میں شک نہیں کہ بزرگان سلف نے ان کو مرتب کرنے میں بہت محنت اور عرقریزی سے کام لیا ہے اور فقہ اسلامی کو مدون کرتے ہوئے مسائل کی چھان بین اور شریعت کے مطابق انہیں حل کرنے میں اپنی طرف سے انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ان بزرگوں کی محنت اور جدوجہد کو بنظر استخفاف دیکھنا یا ان کی قدر نہ کرنا پرلے درجے کی ناشکر گذاری کا اظہار کرنا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی اس حقیقت کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ فقہ اسلامی کا کچھ حصہ ایسا بھی ہے، جو ازسرِ نو غور اور توجہ کا محتاج ہے، اگرچہ مسائل کے استخراج اور اجتہاد میں ان لوگوں نے قرآن و حدیث اور سنتِ نبوی کو ہمیشہ پیش نظر رکھا تاہم ان چیزوں سے اجتہاد کرتے ہوئے یا بعض امور میں قیاس سے کام لیتے ہوئے کئی ایسی باتیں ہیں جو انکی نظروں سے اوجھل رہ گئیں کئی ایسی باتیں ہیں جو ان کے اپنے زمانہ کے حالات و واقعات کے مطابق صحیح تھیں لیکن حالات کی تبدیلی اور الفاظ قرآنی کی وسعت معانی کے پیش نظر ان مسائل کے دوسرے پہلوؤں کو بھی مدنظر رکھنا ...... اور ان پر غور کرنا ضروری ہے۔

مثال کے طور پر قتل مرتد کے مسئلہ کو لیجئے اس زمانہ میں جب شریعت اسلامی مدون ہوئی چونکہ دوسری اقوام مسلمانوں کے ساتھ برسر جنگ تھیں کسی شخص کا دین اسلام سے مرتد ہو جانا یہ معنی رکھتا تھا کہ وہ اسلامی حکومت سے باغی ہو کر دشمن قوم کے ساتھ جا ملا ارتداد کے اس پہلو کو ظاہر ہے کہ کوئی حکومت اور کوئی قوم برداشت نہیں کر سکتی اس لئے ایسے شخص کی سزا قتل قرار دی گئی، یہ اس زمانہ کے حالات تھے، لیکن عام حالات میں کسی شخص کو محض دین چھوڑنے کی وجہ سے سزائے قتل کا مستوجب ٹھہرانا دین میں جبر کو جائز قرار دیتا ہے، جو قرآن کریم کے کھلے الفاظ لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کے صریح خلاف ہے اس لئے اس بارہ میں اگر قرآن کریم کی ان آیات کو دیکھا جائے جن میں محض ارتداد کا ذکر ہے تو ان سے صاف پایا جاتا ہے کہ محض دین چھوڑنے پر کسی کو قتل کر دینا قرآن کریم نے جائز نہیں ٹھہرایا۔ اس موضوع پر مدت ہوئی "پیغام صلح" میں ایک سلسلہ مضامین لکھا گیا تھا جس میں اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو نہایت وضاحت کے ساتھ روشنی میں لا کر یہ ثابت کیا گیا تھا کہ فقہ اسلامی کا یہ حکم خاص حالات و واقعات سے تعلق رکھتا تھا، عام حالات و واقعات اور قرآن کے صریح ارشادات اسکے جواز کے متحمل نہیں۔

اسی قسم کے اور بھی بعض مسائل ہیں جن پر غور اور اجتہاد کی ضرورت ہے نکاح و طلاق، خلع و تفریق، شفعہ، وراثت اور کئی دوسرے امور اور بعض تعزیری احکام ہیں جن میں ازسرِ نو غور و فکر اور اجتہاد کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ان مسائل کے بعض پہلوؤں پر بھی جو اس سے پیشتر روشنی میں نہیں آئے یا ان کے اندر لوگوں نے بعض بدعات پیدا کر لیں غور و فکر کرنا اور ان کو صحیح رنگ دے کر مروجہ غلط پہلوؤں سے لوگوں کو بچانا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں اسلامی شریعت کے بعض دیوانی و فوجداری قوانین کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی بعض تصریحات اسی شیوع میں دوسری جگہ درج ہیں اور اس سے بڑھ کر آپ نے اپنی انگریزی تصنیف دی ریلیجن آف اسلام میں ایسے مسائل پر وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، ضرورت ہے کہ پاکستان دستور ساز اسمبلی میں اسلامی شریعت کے نفاذ کے مسئلہ پر غور کرتے ہوئے ان تصریحات کو بالخصوص پیش نظر رکھا جائے اور ایسے روشن خیال علماء کی ایک کمیٹی مرتب کی جائے جو شریعت اسلام سے پورے طور پر واقف ہونے کے علاوہ علوم جدیدہ سے بھی واقفیت رکھتے ہوں۔ اور مسائل کے استخراج میں ان کی نظریں اس قدر وسیع ہوں کہ زمانہ کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ مسائل کے تمام پہلوؤں اور قرآن و حدیث کے الفاظ کی وسعت کو بھی مدنظر رکھیں اور اس بارہ میں ان تنگ خیال ملاؤں کے خیالات سے متاثر نہ ہوں جو اجتہاد کا دروازہ بند کر کے اسلام کے لئے کئی قسم کی مشکلات کا موجب ہو رہے ہیں۔ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے، دنیا کے ہر قسم کے حالات و واقعات اور تمدن و معاشرت سے اسے دوچار ہونا ہے، ایسے حالات میں اسے جہاں اپنی بنیادی خصوصیات اور احکام الٰہی کی صحیح سپرٹ کو برقرار رکھنا ہے وہاں دوسرے لوگوں کے حالات اور تمدن و معاشرت کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا ہے۔ اس لئے اسلامی شریعت، اور احکام الٰہی کے ان پہلوؤں کو جو ملاؤں کی تنگ نظری کی وجہ سے معقولیت و اصلیت سے دور ہو گئے ہیں، پھر روشنی میں لانا اور ان پر ازسرِ نو غور و فکر کرنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے جو امید ہے کہ پاکستان دستور ساز اسمبلی کی توجہ کو ضرور اپنی طرف منعطف کرے گی۔

امریکہ میں مکان خریدنے کیلئے پچاس ہزار روپیہ کی ضرورت

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل جماعت کے کسی ایک بزرگ سے

۲۰ر جون ۱۹۴۷ء کے خطبہ جمعہ میں جو ۲ر جولائی کے "پیغام صلح" میں شائع ہوا حضرت امیر ایدہ اللہ نے ذیل کی اپیل کی ہے جس کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے:

اس خط کو پڑھیئے جو سب سے پہلا خط میاں بشیر احمد نے امریکہ سے لکھا ہے انہیں مکان اس وقت تک نہیں ملا تھا بعد کا پتہ نہیں۔ ان مشکلات کے حل کا وہ ایک علاج تجویز کرتے ہیں:۔

مناسب ہوگا اگر انجمن اپنا مکان خرید لے، پچاس ہزار روپے میں پانچ چھ کمروں کا مکان مل سکتا ہے اگر مکان کرایہ پر بھی مل گیا تو کسی صورت میں سو ڈالر ماہوار یعنی ۳۰۰ روپے سے کم کرایہ نہ ہوگا یعنی سالانہ تقریباً چار ہزار روپیہ اس صورت میں بارہ سال میں آپ ایک مکان کی قیمت ادا کر دیں گے اور پھر ہمیشہ کے لئے مفت "

میں جانتا ہوں جماعت کے اندر وہ بزرگ موجود ہیں جن کو خدا نے لاکھوں دیئے ہیں اور ان میں سے کوئی اگر ہمت کرے تو پچاس ہزار سے جو اس کی وصیت کے دسویں حصہ سے بھی کم ہوگا ایک مکان خرید کر دے سکتا ہے اور یہ مکان اور مشن ہمیشہ کے لئے اسی کے نام ہوگا۔ میں نے میاں بشیر احمد سے وعدہ کیا ہے کہ رمضان کے ختم ہونے سے پہلے پہلے میں اپیل کر کے ان کی خواہش کو پورا کر دوں گا۔

مگر میں اس وقت یہ اپیل ساری جماعت سے نہیں صرف ایک بزرگ سے کر رہا ہوں جس کے نام پر یہ مکان خریدا جائے اور جس کے لئے یہ ابدالآباد تک صدقہ جاریہ کا کام دے جماعت سے میں اس وقت صرف اس قدر امداد چاہتا ہوں کہ وہ اصحاب جو دعا کی شرائط کو پورا کرتے ہیں اس دعا میں لگ جائیں کہ اللہ تعالیٰ کسی ایک بزرگ کو یہ توفیق دے کسی ایک کے دل میں یہ وسعت پیدا کر دے کہ وہ اپنے لئے جنت میں ایک مکان یہاں سے ساتھ لے جائے۔ خدا نے ووکنگ میں بھی ہمارے لئے ایک مستقل سامان پہلے سے کر رکھا تھا اور کچھ خواجہ نذیر احمد کو توفیق دی کہ انہوں نے لنڈن میں ایک مکان اپنی گرہ سے خرید کر مشن کو دے دیا۔ پھر اس جماعت کو توفیق دی تو برلن میں بھی ایک مستقل انتظام ہو گیا اور جو کچھ نقصان اس مسجد کو پہنچا تھا اس کو پورا کرنے کے لئے آج خدا کے فضل سے چالیس ہزار چندہ بھی ہو چکا ہے۔ تو جس خدا نے اپنے اس قدر فضل اس جماعت پر کئے ہیں میں اس کے دروازے سے یہ امید بھی رکھتا ہوں کہ وہ ایک ایسے آدمی کو بھی کھڑا کر دیگا جو امریکہ میں ایک تبلیغی مرکز کا مستقل انتظام

حضرت مسیح موعود کا ایک کشف

ذیل میں حضرت مسیح موعود کا ایک کشف نقل کیا جاتا ہے جس میں سکھوں کی قادیان پر یورش کا نقشہ آپ کو دکھایا گیا۔ اس کشف پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں حالات پیش آمدہ خود اس پر روشنی ڈال رہے ہیں اور آیندہ واقعات مزید روشنی کا موجب ہوں گے۔

"میں اس مکان کی طرف سے مسجد کی طرف چلا جاتا ہوں۔ میں نے ایک شخص کو آتے ہوئے دیکھا۔ جو ایک سکھ کی طرح معلوم ہوتا تھا جس طرح سے اکالی اور کوکے سکھ ہوتے ہیں۔ اس کے ہاتھ میں ایک بہت تیز خوفناک بڑا اور چوڑا چھرا تھا۔ اور اس چھرے کا دستہ چھوٹا سا تھا۔ وہ چھرا ایسا ہی تیز معلوم ہوتا تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ اس سے لوگوں کو قتل کرتا پھرتا تھا۔ جہاں اس نے چھرا رکھا۔ اور گردن اڑ گئی۔ کچھ اس طرح معلوم ہوتا تھا۔ جس طرح میں نے لیکھرام کے وقت میں ایک آدمی خواب میں دیکھا تھا۔ اس کی صورت بڑی ڈراونی تھی اور بڑا ہی دہشتناک آدمی معلوم ہوتا تھا مجھے بھی اس سے خوف معلوم ہوا۔ اور میں نے اس کی طرف جانا نہ چاہا لیکن میرے پاؤں بہت بوجھل ہو گئے اور میں بڑا ہی زور لگا کر ادھر سے نکلا لیکن اس نے میری مزاحمت نہ کی اور اگرچہ مجھ کو اس سے خوف معلوم ہوا لیکن اس نے مجھ کو کوئی تکلیف نہ دی۔ اور پھر وہ خبر نہیں کہ کس طرف کو نکل گیا۔"

(۲۶ مارچ ۱۹۰۳ء) ("تذکرہ" صفحہ ۴۴۰)

حج بیت اللہ سے واپسی

احباب کرام کو یہ سن کر خوشی ہوگی، کہ امسال ہماری جماعت کے تین اصحاب حج کے لئے تشریف لے گئے تھے جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب انچارج ٹی بی سینی ٹوریم ڈاڈر ضلع ہزارہ

(۲) خان غلام ربانی خانصاحب وکیل مانسہرہ ضلع ہزارہ

(۳) سید الطاف حسین شاہ صاحب خلف الرشید ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ تینوں اصحاب بفضلہ تعالیٰ حج بیت اللہ کے بعد بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے ہیں۔

سید الطاف حسین شاہ صاحب نے واپسی کے بعد خانپور سے حضرت امیر ایدہ اللہ کے نام ایک خط لکھا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ

"آپ کی دعا سے ہم تین ماہ کے سفر اور حج بیت اللہ کی ادائگی کے بعد ۱۵ر نومبر کو خانپور پہنچا، خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب میرے ہمراہ رہے، بخیریت ہیں اور جلد بذریعہ ہوائی جہاز مدینہ منورہ سے ہو کر واپس آجائیں گے، عرفات اور بیت اللہ میں بہت گڑگڑا کر مسلمانوں کے لئے دعا کی جاتی رہی۔ ایک دن مجھے آپ کے متعلق خواب آئی کہ آپ ایک جماعت میں کھڑے ہیں اور سب نے مل کر آپ کو امام مقرر کر دیا ہے کہ آپ کی خدمات موجودہ زمانہ میں سب مسلمانوں سے زیادہ ہیں آپ کو مبارک ہو، ہم سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی، باقی زبانی حاضر ہو کر مفصل عرض کر دوں گا۔"

ہم ان تینوں اصحاب کی خدمت میں تہ دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو جو انھوں نے بیت اللہ میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیں قبول فرمائے، اور ہم سب کو فریضہ حج کی ادائگی کی توفیق مرحمت فرمائے۔

مسلمان کہلانا بھی جرم ہے

کانگریسی مسلمانوں کا حشر

دہلی کا ہفتہ وار اخبار ریاست اپنے مقالہ افتتاحیہ میں لکھتا ہے کہ اس وقت ہندوستان کے اندر نہ ہندو اور سکھ کا سوال ہے نہ سناتن دھرمی اور آریہ سماجی کا نہ کانگرسی اور فارورڈ بلاکی کا، نہ لیبر اور لبرل کا، نہ آزادی اور غلامی کا، اس وقت ملک کے اندر سوال ہے تو صرف مسلم اور غیر مسلم کا یعنی کوئی ہندو ہو، سکھ، پارسی، یا عیسائی، اگر وہ مسلمانوں کے خلاف ہے تو وہ دیوتا اور قوم کا خدمتگزار اور اگر کوئی مسلمان ہے تو وہ چاہے فرشتہ بھی کیوں نہ ہو . . . . اور وہ چاہے زندگی بھر مسلم لیگ کا دشمن اور کانگرس کا وفا شعار رہا ہو تعزیر کا مستحق ہے اور اسے حق حاصل نہیں کہ وہ اس ملک کے اندر آرام عزت اور راحت کے ساتھ زندہ رہے چنانچہ ذیل کا ایک واقعہ اس گندی ذہنیت کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے دہلی کے ایک مسلمان زندگی بھر کانگرس کے علمبردار رہے۔ آپ کا کوئی قدم ایسا نہ تھا جو مسلم لیگ اور پاکستان کے خلاف نہ ہو سنہ ۱۹۴۲ء میں آپ نے خاموشی کے ساتھ بغیر کسی سے اظہار کئے آزادی کی راہ میں خدمت کر کے زیادہ سے زیادہ خطرہ کو لبیک کہا اور ہمیشہ اپنی جیب سے روپیہ خرچ کر کے کانگرس اور وطن کی خدمت کرتے رہے۔ چند ہفتے پہلے جب حفاظت کے خیال سے ہندوؤں کی اکثریت والے محلوں سے احتیاط کے طور پر مسلمانوں کو پولیس نے مسلم محلوں میں پہنچایا تو یہ بھی اپنے ذاتی اور خاندانی مکان سے (جو ایک ہندو محلہ میں ہے) ایک مسلم محلہ میں پہنچا دئے گئے۔ جہاں کہ یہ اب تک مقیم ہیں۔ جب ہندو مسلم فسادات دہلی میں کم ہو گئے اور اب یہ تحریک شروع ہوئی کہ مسلمانوں کو اپنے گھروں میں واپس لاکر آباد کیا جائے تو اس کانگرسی مسلمان نے چاہا کہ یہ اپنے ذاتی گھر میں واپس آئیں جو ہندو محلہ میں واقعہ ہے چنانچہ انہوں نے مناسب سمجھا کہ محلہ کے ہندوؤں سے حفاظت کا وعدہ لے کر یہ اپنے گھر واپس چلے آئیں۔ اس سلسلہ میں انھوں نے ایڈیٹر "ریاست" کی معرفت گفت و شنید شروع کی تو محلہ کے "ہندو نیتاؤں" (لیڈروں) نے اپنے نمایندہ کی معرفت جو جواب دیا وہ یہ تھا۔

"ہمیں ان کے واپس آنے اور اپنے ذاتی مکان میں رہنے میں کوئی اعتراض نہیں، بشرطیکہ یہ ہندو مذہب اختیار کر لیں تو ان کی بہنوں کی شادی کا بھی ہندو نوجوانوں کے ساتھ انتظام کر دیا جائے گا" ایڈیٹر "ریاست" نے اس ہندو "نیتا" (لیڈر) کی ذہنیت کو زیادہ ٹٹولنے اور گفتگو کا زیادہ لطف اٹھانے کے لئے اس سے سنجیدگی کے ساتھ پھر کہا۔ "خیال تو بہت اچھا ہے کہ یہ کانگرسی مسلمان ہندو ہو جائیں اور ہندو جاتی میں اضافہ ہو۔ اور ان کی بہنوں کی شادی بھی ہندو خاندانوں میں کرائی جائیگی مگر ایک دقت یہ ہے کہ اس کانگرسی مسلمان کی بیوی بہت کٹر کلاس کی مسلم لیگی ہے قرآن اور رسول کے بغیر بات نہیں کرتی ریڈیو سنتی ہے تو صرف جمعہ کی صبح کو جب کہ قرآن پڑھا جاتا ہے اور نعتیں گائی جاتی ہیں۔ اس خاتون کا ہندو ہونا تو ممکن نہیں چاہے اسکو اپنے شوہر سے طلاق بھی کیوں نہ لینی پڑے۔ ایسی صورت میں اگر یہ کانگرسی مسلمان ہندو ہو جائیں اور یہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیں تو آپ لوگوں کا فرض ہوگا کہ اس کے لئے شادی کا انتظام بھی کریں۔ جو کسی باعزت اور شریف ہندو گھرانہ میں ہو۔ اور اگر کوئی ہندو اس کے لئے تیار ہو تو مجھے بتا دیجئے میں اس کانگرسی مسلمان سے ہندو مذہب اختیار کرنے کے سلسلہ میں بات چیت کرتا ہوں۔ میری اس درخواست کو سن کر محلہ کے یہ ہندو نیتا خاموش ہو گئے اور میں نے جب پھر زور دے کر پوچھا تو انہوں بغلیں جھانکتے اور چہرہ پر غور و فکر کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا "یہ تو مشکل ہے کہ کوئی اچھی حیثیت کا ہندو اپنی لڑکی دے"

ضروری تصحیح پیغام صلح مورخہ ۲۶ر نومبر میں مہاجرین ریلیف فنڈ کی جو فہرست شائع ہوئی ہے اس میں مندرجہ ذیل تصحیح کر لی جائے۔

(۱) ۹/! - بجائے "معرفت" "حضرت" پڑھا جائے۔

(۲) ۳/۱ بجائے "معرفت" "حضرت" پڑھا جائے۔

(۳) ۸/- بجائے ملک گندل خان صاحب۔ ملک عبد الرحمٰن صاحب پڑھا جائے۔

ہمیں کتابت کی اس غلطی کا بہت افسوس ہے اور اصحاب بالا سے معافی کے خواستگار ہیں۔ مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سکرٹری

اخبار ـــــ (و) ـــــ افکار

پاپیوں کی سزا

یو پی اسمبلی کے سپیکر بابو پرشوتم داس ٹنڈن اپنی ان ذمہ داریوں کو فراموش کرتے ہوئے جو عہدہ کے لحاظ سے ان پر عاید ہوتی ہیں جابجا ہندو نوجوانوں میں اشتعال انگیز تقریریں کر کے انہیں مسلم لیگ اور مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے اور مسلح اور منظم ہونے کی تلقین کرتے پھرتے ہیں، یہ کیوں؟ کیا یو پی کے ۸۶ فیصدی ہندوؤں کو جن کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور ہے ۱۴ فیصدی مسلمانوں سے خطرہ ہو سکتا ہے یا بابو ٹنڈن اور ان کے ساتھی مسلمانوں کی اس قلیل تعداد کی موجودگی بھی کسی طرح گوارا نہیں کر سکتے؟ اس آخری خیال کی تائید ان کے اس بیان سے ہوتی ہے جس میں انہوں نے کھلے طور پر یہ بتایا ہے کہ ہندو دھرم شاشتروں میں پاپ اور پاپیوں کا ناش کرنے کے لئے قوت استعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ . . . . . .

۔ ۔ اگر خدا کو ایک ماننے اور اس کی تمام مخلوق کو اس کا کنبہ اور ایک برادری سمجھنے والے پاپی ہیں، اگر اچھوتوں کو ان کا جائز حق دلانے اور ان کے رتبہ کو بلند کرنے والے پاپ کے مرتکب ہیں اور دس کروڑ دیوتاؤں کو ماننے اور بھارت ورش سے باہر کے لوگوں کو ملیچھ قرار دینے والے اور کروڑہا اچھوتوں کو حق انسانیت سے محروم کرنے والے نیک کہلا سکتے ہیں تو نیکی اور بدی کا یہ فلسفہ اور پاپ اور پن کی یہ تعریف شاید ہندو دھرم شاستر لکھنے والوں کی سمجھ میں بھی نہ آئی ہو گی، دھرم شاستروں کو ماننے والو! غور کر کے دیکھو اور اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو کہ پاپ کون کر رہا ہے اور پاپی فی الحقیقت کون ہیں؟

ایک اور جنگ کا خطرہ

یارک کے لاٹ پادری کارڈینل ایسپل مین نے اپنی ایک تقریر میں یہ ارشاد فرمایا ہے:۔

"دنیا کو ایک اور جنگ سے صرف دعا ہی بچا سکتی ہے ہم جانتے ہیں کہ امن قائم نہیں ہوا اور جن باتوں کے حصول کے لئے ہم نے جنگ کی تھی ان میں سے کوئی دستیاب نہیں ہوئی ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ کو قومیں اندر ہی اندر ایک دوسری جنگ کے لئے کمریں کسنے میں مصروف ہیں، ایک ایسی جنگ جس سے انسانیت ختم ہو جائے گی پوری دنیا اور پھر انسان اس خطرہ کے سامنے کھڑا ہے جو تہذیب کی تاریخ میں سب سے بڑا خطرہ ہے۔"

فی الحقیقت دنیا کے حالات جس نہج پر چل رہے ہیں اور یورپ و امریکہ کی مہذب حکومتیں ایک دوسری کو جس شک و شبہ کی نگاہوں سے دیکھ رہی ہیں اور بین الاقوامی مسائل کی الجھنیں جس درجہ دن بدن بڑھ رہی ہیں ان کے پیش نظر یہ کہنا بے جا نہیں کہ دنیا عنقریب ایک بہت بڑی جنگ میں مبتلا ہونیوالی ہے۔ ہم کارڈینل سپیل مین سے بکلی متفق ہیں کہ صرف دعا ہی دنیا کو ایک اور جنگ سے بچا سکتی ہے مگر دعا کی استجابت دعا مانگنے والوں کے دلوں کی کیفیت اور ان کی نیات کی صحت پر موقوف ہے۔ کاش جنگ کے لئے کمریں کسنے والوں کو خدا اور دعا پر کچھ بھی ایمان ہوتا تو ایسے خطرات کبھی کے مٹ چکے ہوتے۔

قبر مسیح کو کھودنے کا شوق

حضرت امیر ایدہ اللہ کا یہ ارشاد جو آپ کے خطبہ جمعہ مندرجہ "پیغام صلح" ۱۴ مئی میں درج ہوا ہے کہ:۔

"اگر حضرت مسیح کی قبر کو کھود کر دیکھا جائے تو ممکن ہے اور بھی ایسے انکشاف ہوں جن کا علم دنیا کو پہلے نہیں ہوا"

"اہلحدیث" کا ایک مراسلہ نگار اس کو بسر و چشم منظور کرتے ہوئے "قبر کی کھدائی کا خرچہ کا حصہ" دینے کو تیار ہوا ہے اور اس حدیث کو پیش کرتے ہوئے کہ انبیاء کے اجسام کا کھانا زمین پر حرام ہے لکھا ہے کہ:۔

"یوز آسف والی قبر کا مردہ ویسے کا ویسا صحیح سلامت ہوا اور مردے کے ہاتھ اور پاؤں پر زخموں کے نشان ظاہر ہوئے تو مردہ واقعی عیسے علیہ السلام ہیں"

اگر نامہ نگار "اہلحدیث" کو مسیح علیہ السلام کی قبر کھودنے کا ایسا ہی شوق ہے، تو انہیں چاہیئے کہ سری نگر جا کر حکام کشمیر اور قبر کے مجاوروں کو اس پر راضی کریں اگر وہ کھدائی کے لئے تیار ہو گئے تو ہم بھی اس نیک کام میں ان کے ساتھ شامل ہو جائیں گے، جس سے ممکن ہے کہ اس قبر میں حضرت عیسے کے مدفون ہونے پر اس سے بہت بڑھکر قوی ثبوت اور علامات مل جائیں جو نامہ نگار کے پیش نظر ہیں۔

لیکن تعجب ہے "اہل حدیث" نے اپنے نامہ نگار کی تجویز پر یہ فقرہ لکھدیا ہے:۔

"نامہ نگار صاحب اپنی تحریر کے ذمہ دار ہیں"

کیوں؟ کیا اس لئے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس تحقیقات سے یہ خدشہ لاحق ہے کہ قبر کا کھودنا جماعت احمدیہ کے دعوے کا مؤید ثابت ہو گا؟

اصلی محسن کتاب

کچھ عرصہ ہوا کہ ندوہ کے ایک بزرگ نے ملک کے مشاہیر اہل قلم سے یہ درخواست کی کہ جن کتابوں نے ان کی زندگی پر اثر ڈالا، ان کا حال اپنے قلم سے مرتب فرمادیں، اس فرمائش کے جواب میں کئی اہل قلم حضرات نے مختلف کتابوں کے تاثرات لکھکر انہیں بھیجے جو "مشاہیر اہل قلم کی محسن کتابیں" کے نام سے کتابی شکل میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

انہی مضامین میں ایک صاحب لکھتے ہیں:

"جاہلیت کے زمانے میں میں نے بہت کچھ پڑھا ہے قدیم و جدید فلسفہ، سائنس، معاشیات، سیاسیات وغیرہ پر اچھی خاصی ایک لائبریری دماغ میں اتار چکا ہوں مگر جب آنکھیں کھول کر قرآن پڑھا تو یوں محسوس ہوا کہ جو کچھ پڑھا سب ہیچ تھا علم کی جڑ اب ہاتھ آئی ہے کانٹ، ہیگل، نٹشے، مارکس اور دنیا کے تمام بڑے بڑے مفکرین اب مجھے ہیچ نظر آتے ہیں بیچاروں پر ترس آتا ہے کہ ساری عمر جن گتھیوں کو سلجھانے میں الجھے رہے جن مسائل پر بڑی بڑی کتابیں تصنیف کر ڈالیں پھر بھی حل نہ کر سکے ان کو اس کتاب نے ایک ایک دو دو فقروں میں حل کر کے رکھدیا اگر یہ غریب اس کتاب سے ناواقف نہ ہوتے تو کیوں اپنی عمریں اس طرح ضائع کرتے میری اصلی محسن بس یہی ایک کتاب ہے اس نے مجھے بدل کر رکھدیا حیوان سے انسان بنا دیا تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئی ایسا چراغ میرے ہاتھ میں دے دیا کہ زندگی کے جس معاملہ کی طرف نظر ڈالتا ہوں حقیقت اس طرح برملا مجھے دکھائی دیتی ہے کہ گویا اس پر کوئی پردہ ہی نہیں ہے انگریزی میں اسی کنجی کو شاہ کلید (　　) کہتے ہیں جس سے ہر قفل کھل جاتے سو میرے لئے قرآن شاہ کلید ہے مسائل حیات کے جس قفل پر اسے لگاتا ہوں وہ کھل جاتا ہے جس خدا نے یہ کتاب بخشی ہے اس کا شکریہ ادا کرنے سے میری زبان عاجز ہے"

کاش اس شاہ کلید کو دنیا میں پھیلانے اور دوسروں کو اس کی روشنی سے منور کرنے کی کوشش کی جائے اور خود مسلمان کثرت کے ساتھ اس کو آنکھیں کھول کر پڑھیں تو ان کی اور تمام دنیا کے مصائب کا علاج اس کے ذریعہ آسانی سے ہو جائے جس سے یہ حقیقت آئینہ کی طرح آشکارا ہو جائے گی کہ یہ پاک کتاب ایک فرد واحد کی نہیں بلکہ تمام نسل انسانی کی محسن کتاب ہے۔

ترکوں کا دینی میلان

ماہ جون کے "معارف" میں یہ خبر دلی مسرت کے ساتھ پڑھی گئی کہ:۔

"مسلمان جس تیزی سے اپنے دینی تصورات کی طرف بڑھ رہے ہیں اس کے اثرات صرف اسلامی ہند تک محدود نہیں، دوسرے اسلامی ملکوں میں بھی اس کے خوشگوار نتائج سامنے آ رہے ہیں اور وہاں یورپ کی تقلید عام کے پرانے تخیل کی جگہ اسلامی تصورات کی طرف میلان بڑھ رہا ہے، چنانچہ نوجوان ترک جو کبھی سرمستی و سرشاری کے ساتھ یورپ کی تقلید عام کی طرف والہانہ انداز میں بڑھے تھے۔ اب شاید اسی تیزی سے واپس آنیکی تیاریاں کر رہے۔ ان دنوں حکومت ترکی کی مجلس وزراء میں وزیر تعلیم کا ایک نیا مسودہ قانون زیر غور ہے، توقع ہے کہ وہ گرمی کی تعطیلات سے پہلے مجلس کبیر ملی کے سامنے بھی آ جائے گا اس نئے مسودہ قانون کے مطابق ترکی ابتدائی مدارس میں دینی تعلیم شروع کی جائے گی اور ایسے مخصوص مدارس کھولے جائیں گے جن میں اعلیٰ دینی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا، اس سلسلہ میں دینیات کے لئے ایک مستقل کالج کے قیام کی تجویز بھی زیر غور ہے۔"

ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ترکی کے اس نیک اقدام کو بابرکت فرمائے اور ان میں حقیقی ایمان اور دین کی سچی روشنی پیدا کرے۔

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ایام اللہ میں سے ایک یوم کا نظارہ اور خدا سے دوری کے باوجود مسلمانوں کی نصرت

اتحاد قومی اور ایک بے غرض انسان کا ساتھ دینے کا نتیجہ

پاکستان میں ہماری دس گنا ذمہ داریاں اور تبلیغ کے ذریعہ تمام ہندوستان کو پاکستان بنانے کی ضرورت

تقسیم لٹریچر کیلئے ایک سو آنریری مبلغین کی ضرورت

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ ڈلہوزی۔ مؤرخہ ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء

اخرج قومک من الظلمات الی النور وذکرھم بایام اللہ

دل کی روشنی اور اندھیرا

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا اخرج قومک من الظلمات الی النور۔ اپنی قوم کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لاؤ۔ خدا کے کلام میں اس کو اندھیرا یا تاریکی کہا ہے۔ جب انسان خدا سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اور اس چیز کو نور کہا ہے جب انسان کو خدا نظر آجاتا ہے۔ وہ اندھیرا باہر نہیں ہوتا۔ یہ سورج اسی طرح روشن ہوتا ہے۔ سب چیزیں انسان کو نظر آتی ہیں چلتا ہے۔ پھرتا ہے۔ کام کرتا ہے۔ کماتا ہے عیش و عشرت کرتا ہے۔ مگر خدا نظر نہیں آتا۔ پھر کوئی وقت انسان پر آتا ہے کہ رات تاریک ہوتی ہے۔ ہاتھ پھیلانے سے نظر نہیں آتا۔ مگر اس رات کی تاریکی میں وہ خدا کو اس طرح دیکھتا ہے کہ گویا وہ اس کے سامنے کھڑا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ اندھیرا دل کا اندھیرا ہے جس کے متعلق پیغمبروں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ انسانوں کو اس سے باہر نکالیں۔ اور وہ روشنی دل کی روشنی ہے جس میں لانے کا حکم دیا جاتا ہے انسان بجائے خود ایک عالم ہے۔ باہر روشنی ہو۔ اس کے اندر اندھیرا ہو تو یہ اندھیرے میں ہے۔ باہر تاریکی ہو اور اس کے اندر روشنی ہو تو یہ روشنی میں ہے۔ خدا کے نور کو دیکھنے کے لئے انسان کا دل روشن ہونا چاہیئے۔ انسان خدا کو دن کی روشنی میں نہیں دیکھتا دل کی روشنی سے دیکھتا ہے۔ دل روشن ہو تو رات کی تاریکی میں بھی دیکھتا ہے بلکہ رات کی تاریکی میں خدا زیادہ صاف نظر آتا ہے۔ کیونکہ اس وقت انسان کا دل زیادہ روشن ہوتا ہے۔

ایام اللہ کی یاد

اس ذکر کے ساتھ ہی ایک اور حکم دیا قوم کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لانے کا ایک ذریعہ بتایا وذکرھم بایام اللہ۔ انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ دن تو سب ..... اللہ کے ہی ہیں۔ مگر بعض دن ایسے ہوتے ہیں کہ اس وقت ایک ایک انسان کو نہیں ایک قوم کی قوم کو خدا نظر آجاتا ہے۔ وہ خدا کا دن کونسا تھا جسکے بنی اسرائیل کو یاد دلانے کا حکم حضرت موسیٰ کو دیا۔ اس کا ذکر بھی وہیں موجود ہے۔ جہاں ذکرھم کا حکم ہے۔ قرآن کریم ایک ایسی عجیب کتاب ہے کہ جس قدر زیادہ انسان اس کی گہرائیوں کے اندر جاتا ہے۔ اسی قدر زیادہ اس کے خدا کا کلام ہونے پر اس کا یقین بڑھتا چلا جاتا ہے۔ ذکرھم بایام اللہ کی تعمیل حضرت موسےٰ نے کس طرح کی۔ اس سے اگلی آیت میں بتا دیا ہے۔

واذ قال موسیٰ لقومہ اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ انجٰکم من اٰل فرعون یسومونکم سوء العذاب ویذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم

جب موسےٰ نے اپنی قوم کو کہا اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ جب اس نے تمہیں فرعون کے لوگوں سے نجات دی وہ تمہیں بڑے بڑے دکھ پہنچاتے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے تاکہ تمہاری نسل کو برباد کریں اور تمہارا نام و نشان دنیا سے مٹا دیں۔

غالب قوموں کا سلوک مغلوب سے

کیا کیا دکھ فرعون بنی اسرائیل کو پہنچاتا تھا۔ اس کا ذکر بائیبل میں مفصل موجود ہے۔ قرآن کریم نے صرف اشارہ کر دیا ہے۔ تمام بیگار کے کام ہر قسم کے ذلیل کام بنی اسرائیل سے لیئے جاتے تھے۔ اس کا کچھ نقشہ آج بھی کشمیر میں نظر آتا ہے گو اب وہ کسی قدر کم ہو رہا ہے۔ یا جیسا ہندوستان کی اچھوت قوموں میں نظر آتا ہے۔ جب ایک قوم دوسری پر غالب آجاتی ہے تو وہ اس سے ایسی بھی بدتر کام لیتی ہے جو انسان حیوان سے لیتا ہے اور اس سے بدتر سلوک کرتی ہے جو انسان حیوان سے کرتا ہے۔

بنی اسرائیل کے ایام اللہ اور غلامی سے نجات

تو ایام اللہ میں سے ایک دن وہ تھا جب بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے نجات ملی۔ وہ فرعون کی غلامی سے باہر نکل گئے۔ فرعون اور اس کے ساتھی جو بنی اسرائیل کو پکڑ کر دوبارہ اپنی غلامی میں لانا چاہتے تھے ان کی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہو گئے ان کی شان و شوکت مٹ گئی اور بنی اسرائیل ایک آزاد قوم ہو گئی یہ نہیں ہوا کہ بنی اسرائیل کو دنیا کے خزانے مل گئے ہوں۔ یہ نہیں ہوا کہ انہیں اب مزدوری کرنے کی حاجت نہ رہی ہو۔ یہ نہیں ہوا کہ اب انہیں اپنی روزی کمانے کے لئے محنت بکار نہ ...۔ یہ نہیں ہوا کہ اب انہیں کھیتی باڑی کے بغیر روٹی مل جاتی ہو۔ بنی اسرائیل کی تاریخ میں وہ عجیب انقلاب جس کو ایام اللہ کے نام سے موسوم کیا ہے یہ تھا کہ وہ فرعون کی غلامی سے آزاد ہو گئی۔ تو غلامی کی حالت سے نکل کر آزادی کی حالت کا میسر آجانا یقیناً اللہ تعالےٰ کی عظیم الشان نعمتوں سے ایک نعمت ہے

خدا سے دوری کے باوجود بنی اسرائیل کی آزادی

ابھی تک بنی اسرائیل گو ایک خدا کو ماننے والی قوم تھی۔ مگر خدا سے دور افتادہ قوم تھی۔ یہ انعام الٰہی جو ان پر ہوا۔ اس لئے نہیں ہوا تھا کہ انھوں نے خدا کی فرمانبرداری اختیار کر لی تھی۔ اس لئے نہیں ہوا تھا کہ وہ خدا کے بندے بن گئے تھے۔ ان کا تعلق خدا سے اب بھی برائے نام تھا۔ وہ طرح طرح کی تاریکیوں میں مبتلا تھے۔ ابھی انہیں وہ نور قلب نہیں ملا تھا جس سے انسان خدا کو دیکھ لیتا اور اس کے احکام کے سامنے سر جھکا دیتا ہے ابھی حضرت موسےٰ کو یہ حکم ہوتا ہے کہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاؤ اور اس کا ایک ذریعہ یہ بتایا جاتا ہے کہ انہیں یہ بتاؤ کہ کس طرح خدا نے محض اپنے فضل سے انہیں غلامی کی مصیبت سے نجات دی جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ آہستہ آہستہ مصر میں بالکل ایک حیوانوں کی سی زندگی بسر کرنے والے ہوتے۔ حضرت موسےٰ کو حکم ہوتا ہے کہ انہیں یاد دلاؤ کیا اس دن انھوں نے خدا کا ہاتھ نہیں دیکھا تھا۔ کیا فرعون کی غلامی کی لعنت سے آزاد ہونے کی کوئی ظاہری صورت انہیں نظر آتی تھی۔ کیا انہیں یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ اس جابر کی غلامی سے کبھی آزاد ہو سکیں گے خدا نے کتنی بڑی نعمت انہیں عطا کی غلامی سے آزادی کی نعمت جس کے حاصل کرنے کے لئے کوئی ذریعہ ان کے پاس نہ تھا.... وہ اگر فرعون سے بغاوت کرتے تو وہ انہیں پیس کر رکھ دیتا۔ مگر خدا کا ہاتھ دیکھو کس طرح آن کی آن میں نہ فرعون رہا۔ نہ اس کے لشکر رہے اور بنی اسرائیل ایک آزاد قوم ہو گئی۔

مسلمانوں کی دوسری غلامی

اسلام کی تاریخ میں اور خصوصاً ہندوستان کے مسلمانوں کی تاریخ میں آج کا دن بھی ایام اللہ میں سے ایک یوم ہے مسلمانوں نے دیکھا ہے کہ کسی کے وہم میں بھی آسکتا تھا کہ انگریز یہاں سے نکل جائے گا۔ انگریز کی طاقت جو سارے دنیا کا مالک اس کے بڑے بڑے بحری جہاز اس کے زبردست ہوائی بیڑے۔ اس کی توپیں۔ اس کی بے شمار فوجیں۔ ان گنت اسلحہ۔ گولہ بارود۔ اس کی بے انتہا دولت اور بالمقابل ہندوستان خالی ہاتھ۔ پھر مسلمانوں کو کیا توقع تھی؟ گڑھے سے نکل کر کنوئیں میں گرنے کی۔ انگریز کی غلامی سے آزاد ہوئے تو ہندوؤں کی غلامی سے آزاد کرانے والی انہیں کوئی طاقت نہیں اپنے ملک کی حکومت دوسرا کون اس میں دخل دے سکتا ہے۔ ہندو مسلمان پر چھا چکا ہے۔ بہت حد تک اسے اپنا غلام بنا چکا ہے۔ تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں۔ انڈسٹری ہندوؤں کے ہاتھ میں سرکاری ملازمتیں ہندوؤں کے ہاتھ میں، پریس ہندوؤں کے ہاتھ میں، ریڈیو ہندوؤں کے ہاتھ میں، باہر آواز جاتی ہے تو ہندو کی۔ اتحاد ہندوؤں کا شور ڈالنے میں ایسے مارے بھی جائیں اور پیٹے بھی جائیں ... ہائے ہم مارے گئے۔

ایام اللہ میں سے ایک یوم کا نظارہ مسلمانوں کے لئے

کیا آج جلد کی آنکھیں ... ایام اللہ میں سے ایک یوم کا نظارہ نہیں دیکھا ... س

بھی بکثرت کی جاتی ہیں، اخبارات اور ریڈیو پر بھی وعظ و نصیحت ہوتی ہے لیکن عمل کی قوت پیدا نہیں ہوتی

صحابہ میں اتباع رسول کی قوت

وہ لوگ تھے جو رسول اللہ صلعم کی ایک ایک بات پر عمل پیرا ہوتے تھے آنحضرت کے منہ سے ایک بات نکلتی تھی اور سارے قوم کے عمل میں منتقل ہو جاتی تھی مثال کے طور پر بتاتا ہوں کہ صحابہؓ میں رسول اللہ صلعم کے نقش قدم پر چلنے کی کتنی قوت تھی۔ ایک درخت تھا جس کے نیچے رسول اللہ صلعم نے حدیبیہ کے موقعہ پر بیعت لی تھی، جسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے اس کا ذکر قرآن میں بھی ہے لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو کٹوا دیا، اس خیال سے کہ کہیں لوگ اس درخت کو مقدس سمجھ کر اس کی پوجا شروع نہ کر دیں، یہ اتباع کی تھی رسول اللہ صلعم کی، بعینہٖ آپ کے [illegible] کی ٹھیک پیروی تھی [illegible] نتیجہ تھا۔ ایک صحابی تھے عبداللہ بن عمر [illegible] رستے میں [illegible] رسول اللہ صلعم کہاں کہاں ٹھہرے، کہاں آپ نے نماز پڑھی، کہاں بیٹھے، یہ اتباع کا ایک جذبہ تھا اور صحابہ کا سب سے بڑا کمال یہ تھا کہ جو بات بھی انہوں نے رسول اللہ صلعم سے سنی یا آپ کے متعلق معلوم ہوئی اس کو فوراً اپنی زندگی کا جزو بنا لیا، ان کے دلوں میں محبت الٰہی کی ایسی شعل روشن تھی کہ کسی حکم کی تعمیل کے لئے کسی رسم و رواج کو چھوڑنا ان کے لئے مشکل نہ تھا جب کوئی حکم آیا اور صدیوں کی کوئی رسم تھی اس کو چھوڑنا پڑا تو ایسا اسکو ترک کیا کہ کبھی زندگی میں تھی ہی نہیں، یہ تھا ان کا محبت الٰہی کا جذبہ اور یہی بات ہے کہ جب تک انسان اپنی محبت کے جذبہ کو کمال تک نہیں پہنچاتا قوت عمل اس کے اندر پیدا نہیں ہوتی اور وہ اتباع رسول کے کمال کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ خدا کا محبوب بھی نہیں بن سکتا۔ ان لوگوں نے محبت الٰہی کے جذبہ کو کمال تک پہنچایا اور آج تمام دنیا ان کو عزت اور محبت کی نظروں سے دیکھتی ہے جو ان کے محبوب الٰہی ہونے کا کھلا نشان ہے۔

محبت الٰہی کا نظارہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں

کچھ تھوڑا سا اس کا نظارہ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں دیکھا، [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] محبت الٰہی کا جذبہ تھا یا [illegible] کہ [illegible] کام دنیا میں ہوتے ہیں وہ محبت الٰہی کے جذبہ سے ہوتے ہیں، ایک جگہ فرماتا ہے والذین امنوا اشد حبا للہ جو ایمان لاتے ہیں وہ اللہ سے سخت ترین محبت رکھتے ہیں، وہ سخت ترین محبت کیا ہے وہ عشق کا دوسرا نام ہے کسی چیز کے عشق میں انسان انجام کو نہیں سوچا کرتا اور وہ کام کر گذرتا ہے جو [illegible] بیچارے کے لئے مشکل ہوتا ہے، میں نے کہا کہ کچھ نہ کچھ نظارہ اس محبت الٰہی کا ہم نے حضرت مسیح موعودؑ میں دیکھا [illegible] جن لوگوں نے آپ کا ساتھ دیا بس ایک لگن ان کو لگ گئی، وہ وہ سرگرمی سے تبلیغ ہی کرتے پھرتے تھے، کوئی باقاعدہ مبلغ اس وقت نہیں تھا کوئی واعظ لوگوں کے پاس نہیں جاتا تھا اب تو لوگ رونا روتے ہیں کہ مبلغ ان کے پاس نہیں پہنچتے، مبلغ پہنچیں تو تبلیغ ہو، اس وقت کوئی مبلغ نہ ہوتا ہی جماعت کے لوگ بذات خود مبلغ تھے ایک شخص ڈیرہ غازی خاں میں ہے تو وہاں وہ تبلیغ کر رہا ہے کوئی پشاور میں ہے تو وہ خود ہی وہاں مبلغ ہے یہی لوگ تھے جو محبت الٰہی کے نشہ میں سرشار تھے اور اتباع رسول میں گداز ہو کر یحببکم اللہ کے مصداق ہوئے تو اللہ کے وہ محبوب بن گئے۔

مسیح موعودؑ کے ساتھیوں میں عشق کا جذبہ

میں نے کہا تھا [illegible] کے وقت انسان سوچنے لگ جائے تو رہ جاتا ہے، اگر عشق کا جذبہ ہو تو کر گذرتا ہے [illegible] بڑا ہوتی ہے [illegible] میں اپنا واقعہ سناتا ہوں حضرت صاحب کی بیعت کرنے کے بعد میں قریباً اڑھائی سال قادیان سے باہر (لاہور میں) رہا اور اس عرصہ میں کم از کم پچاس مرتبہ بٹالہ سے پیدل قادیان گیا ہونگا۔ بعض وقت اکیلا بھی گیا۔ بعض وقت کئی کئی آدمی مل کر جاتے تھے۔ راستہ کا وقت ہے کہ نہیں لا پیدل چل پڑتے تھے جب قادیان پہنچتے تو کوئی جا کر یہ پوچھتا تھا کہ کوئی روٹی ہے یا نہیں، کسی نے چارپائی کا مطالبہ نہیں کیا، مسجد میں جا کر لیٹ جاتے تھے نہ کوئی تکان محسوس ہوتی تھی نہ تکلیف، یہ کیا تھا، ایک عشق کا جذبہ تھا جو سب کچھ کرا لیتا تھا، یہ جو کچھ کارکن وہاں جمع ہو گئے تھے ایسا نہیں جمع ہوئے تھے کہ کسی کو کوئی ملازمت کی ضرورت تھی، اور وہ کوئی تنخواہ اور گریڈ مقرر کر کے وہاں چلے گئے، نہیں اپنے عشق کے جذبہ سے وہاں جا بیٹھے اور کام کرتے رہے روٹی خدا نے ان کو دے دی اور اچھی دیدی

کارکنان انجمن کو نصیحت

[illegible] دل کو صدمہ ہوتا ہے جب میں دیکھتا ہوں کہ آج دین کا کام کرنے والوں کو ترقیوں، گریڈوں کے مقرر کئے بغیر قدم آگے بڑھانے کی توفیق نہیں، کہاں وہ حالت اور کہاں یہ حالت، وہ چیز نکلی جا رہی ہے کہ ہم خدا کے لئے کام کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں، آج دفتر بھی ہیں، سکول بھی ہیں، مبلغ بھی ہیں لیکن وہ عشق کا جذبہ بہت کم نظر آتا ہے، اب بھی وقت ہے کہ وہ جذبہ اپنے اندر پیدا کرو اگر دنیا میں کچھ بننا چاہتے ہو تو بلا کسی شرط کے کود پڑو، یہ خیال کہ میں فلاں کام کروں گا تو کیا الاؤنس ملے گا، فلاں کام کا کیا معاوضہ ملے گا، کیا ترقی سالانہ ہوگی، کوئی اچھا خیال نہیں ایک بڑا حصہ جماعت کے کارکنوں کا ہے، جو اسی خیال کو لے کر کام کرتا ہے، لوگ کہہ دیتے ہیں کہ نہ مانگیں تو کیا ملتا ہے انجمن بھی بغیر مانگے نہیں دیتی میں پوچھتا ہوں یہ مولوی عبدالحق صاحب ہیں کیا کسی کو معلوم ہے کہ کبھی انہوں نے ترقی مانگی ہے کوئی درخواست انہوں نے کبھی کی ہے کہ ان کی تنخواہ میں اضافہ کیا جائے؟ پھر کیا ان کو ترقی نہیں ملی؟ ملتی ہاں بیشک انجمن کرتا ہے [illegible] لیکن روح ہر ایک کے اندر یہ ہونی چاہیئے کہ خدمت کرتی ہے معاوضہ کیا ملتا ہے اس کی پرواہ نہ ہو، یہ روح جو جماعت میں تھی اب نہیں رہی، اب ہر کام کے لئے الاؤنس بنا رکھے ہیں، چھوڑ دو اس بات کو اور کام خدا کی رضا کے لئے کرو کسی معاوضہ کے لئے نہ کرو، خدا پر بھروسہ کرو وہ بھوکا نہیں مرنے دیگا۔

موجودہ مصائب میں ایک دوسرے کا احساس

یہ مصیبت جو اس وقت آئی ہے اس کی غرض بھی یہی ہے کہ ایک دوسرے کا درد اور احساس پیدا ہو، مسلمانوں کے اندر ہمیشہ یہ کمزوری رہی ہے کہ ان کا ایک حصہ اگر کہیں مارا جا رہا ہے تو دوسرے حصہ نے اس کی خبر نہیں لی۔ اسی طرح افراد کا حال ہے یہ مصیبت اللہ تعالیٰ نے بڑے وسیع پیمانہ پر بھیجی ہے تاکہ دلوں پر چوٹ لگے اور کچھ ٹھیس پہنچے اور ایک دوسرے کے دکھ درد کا احساس پیدا ہو اسکو بیان کرتے ہوئے اب تیسرا مہینہ جا رہا ہے۔

جموں میں مسلمانوں کا قتل عام

کل مجھے جموں کے مستری یعقوب علی صاحب کا ایک خط ملا ہے، جموں کے مسلمانوں کا جو قتل عام ہوا ہے اس کا ذکر نہ اخباروں میں آیا ہے اور نہ ریڈیو پر بتایا گیا ہے۔ اب کچھ ریڈیو نے ذکر شروع کیا ہے، لیکن اس طرح قتل عام ہوا ہے کہ اس کی مثال ملنی مشکل ہے وہ حکومت جو لوگوں کی جانوں کی حفاظت کی ذمہ دار تھی، اس نے خود ان کو مروایا یا مارا، پہلے تو کرفیو آرڈر سے محصور کر لیا گیا۔ پھر حکومت نے خود حکم دیا کہ شہر سے نکل جاؤ اور سب ایک میدان میں جمع ہو جاؤ، دس بجے صبح لوگ وہاں جمع ہو گئے، شام تک ان کو کسی نے نہیں پوچھا، نہ پانی اور روٹی ان کو ملی، شام کو وزیر اعظم وہاں گیا اس کو لوگوں نے کہا کہ ہم بھوکے اور پیاسے بیٹھے ہیں اس نے جواب دیا میں بھی بھوکا ہی مر کر آیا ہوں یہ شاید اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ پنجاب میں اسکو تکلیف اٹھانی پڑی لیکن اس کی ذمہ دار جموں کی رعایا نہ تھی غرض شام کے وقت ان کو لاریوں میں بھرا اور ایسے رستہ پر ڈال دیا جو خطرناک تھا کل ۳۶ لاریاں تھیں جن میں سے معلوم نہیں کوئی بچا بھی ہے یا نہیں سوائے اس کے جو بھاگ کر ادھر ادھر نکل گئے ہوں۔

ہماری جماعت کے بیس آدمیوں کی شہادت

ان کے اندر ہماری اس چھوٹی سی [illegible] کی جماعت کے بھی قریباً بیس آدمی شہید ہو گئے، ان میں بڑے بڑے نیک اور قابل آدمی تھے، ایک ملک فضل حق صاحب تھے جو محکمہ تعلیم کے افسر تھے، بڑے نیک اور قابل آدمی تھے۔ ڈاکٹر عبدالکریم* صاحب مشنری امام دین اور کئی اور دوست مع بال بچوں کے مار دیئے گئے۔

رعایا سے انتقام کہاں کی شرافت ہے

یہ ان ریاستوں کا حال ہے جہاں مسلمان بطور رعایا کے صدیوں سے رہ رہے ہیں، یہاں مشرقی پنجاب میں تو بھلا اب حکومت نافذ آگئی اور مسلمانوں سے، کہا جاتا ہے کوئی انتقام لینا تھا وہ لے لیا، لیکن یہ ریاست کے لوگ تو صدیوں سے غلام چلے آتے تھے، ان سے کس بات کا انتقام لیا گیا، کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے خود یہاں کی اور سیالکوٹ سے حملہ آور جتھے بھیجے، لیکن اس کا انتقام غریب رعایا سے لینا کہاں کی شرافت ہے، سمجھ نہیں آتا کہ یہ انسان ہیں یا درندے ہیں جو اس طرح اپنی رعایا کو فنا کرنے کے در پے ہیں۔

امداد مہاجرین کی اپیل کا اثر

اور اب میں ایک اور بات کہتا ہوں آپ لوگ بڑی قوت سے اپنے روپیہ کو سنبھالے بیٹھے ہیں زبردست قبضہ اپنی دولت پر جمایا ہوا ہے کہ کسی طرح اپنے بھائیوں کے کام نہ آجائے میں نے اپیل کی تھی کہ جماعت میں وہ بھی ہیں جو پانچ پانچ دس دس ہزار روپیہ بھی دے سکتے ہیں وہ بھی ہیں جو ہزار ہزار اور پانچ پانچ سو دے سکتے ہیں، وہ بھی اپنی حیثیت کے مطابق دیں اور باقی

---

* کسی دوست نے بیان کیا ہے کہ ڈاکٹر عبدالکریم زخمی ہو کر ہسپتال میں پڑے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے۔

طرح اتنی دو زبردست زنجیریں بیک وقت کٹ گئیں اور مسلمان قوم صرف دو غلامیوں ہی سے آزاد نہیں ہوئی بلکہ وہ چیز جو بنی اسرائیل کو ابھی نہیں ملی تھی وہ بھی مسلمانوں کو مل گئی۔ وہ ایک بادشاہ قوم بن گئی۔ یہ بات جو آج سے سات سال پہلے کسی کے خواب میں بھی نہیں آتی ہوگی آج وہ ایک زبردست حقیقت ہے آج اس ہندوستان کے ایک حصہ میں ایک زبردست اسلامی سلطنت قائم ہے جس کے پاس فوجیں ہیں۔ جس کے پاس بنے بنائے قلعے ہیں جس کے پاس وہ سامانِ جنگ موجود ہے جو بہت سی پرانی سلطنتوں کے پاس بھی موجود نہیں۔ یہ کس کا ہاتھ تھا جس نے یہ آن ہونا کام کر دکھایا۔ یہ صرف خدا کا ہاتھ تھا۔

خدا اور رسول سے مسلمانوں کی دوری

مسلمانوں کی اب بھی وہی حالت ہے وہ خدا کے فرمانبردار بندے ابھی نہیں بنے۔ وہ قرآن حکیم پر عامل نہیں۔ وہ خدا کے احکام کے آگے سر نہیں جھکاتے وہ خدا کو مانتے ہیں۔ مگر اس کو دیکھتے نہیں وہ قرآن اور رسول کے نام لیوا ہیں مگر قرآن اور رسول کو اپنا ابھی انہوں نے رہنما نہیں بنایا وہ طرح طرح کی تاریکیوں میں مبتلا ہیں ابھی ان کو نور میں لانے کی ضرورت ہے۔

اتحاد قومی اور ایک بے غرض انسان کا ساتھ دینے کا نتیجہ

ہاں ایک قدم انہوں نے ضرور اٹھایا ہے اور وہ قدم اتحاد قومی کا ہے مسلمانوں میں ایک زبردست وحدت کی ہوا چل گئی اور انہیں سمجھ آگیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بن کر ایک دوسرے سے عناد رکھ کر دنیا میں ہمیشہ ذلیل رہیں گے اور انہوں نے ایک آدمی کی آواز پر اس طرح مل کر لبیک کہا کہ خدا نے بھی ان کی مدد فرمائی۔ ایک غرض کے حاصل کرنے کے لئے وہ سب ایک ہو گئے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک احسان ہے کہ اس نے مسلمان قوم کو ایک ایسا آدمی دے دیا جو دوربینی اور قابلیت کے علاوہ بے غرضی کی صفت سے بھی متصف تھا مسلمانوں نے آنکھیں بند کر کے اس کے احکام کی تعمیل کی۔ اور آج اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں وہ اسی لئے کامیاب ہو گئے۔ اور سچ یہی ہے کہ کسی قوم کو ایک اچھا رہنما مل جائے۔ اور وہ آنکھیں بند کر کے اس کے احکام پر ایک ہو جائے تو ناممکن چیز بھی ممکن ہو جاتی ہے۔ اس وقت مسلمانوں نے اسی اصول پر عمل کیا جو حضرت ابوبکرؓ نے قائم کیا تھا ان احسنت فاعینونی۔ انہوں نے دکھلا دیا کہ مشترک نیک ... اچھے طور

کی طرف بلاتا ہے وہ آپس کے کینوں اور بغضوں کو بالائے طاق رکھ کر اس کی مدد میں لگ گئے۔ یوں میں نے مسٹر جناح کی نکتہ چینی کرتے بھی لوگوں کو دیکھا ہے ان کے عیوب بیان کرتے بھی دیکھا ہے مگر مسلمان قوم کی بڑی بھاری اکثریت نے ان باتوں پر نظر نہیں کھینچی ہے۔

جماعت احمدیہ کے لئے سبق

میں اپنی جماعت کو بھی بتانا چاہتا ہوں کہ وہ بھی اس سبق کو یاد رکھیں۔ ان کے سامنے ایک بہت بڑا کام ہے۔ بادشاہت کے حصول سے بھی بڑا کام ہے۔ یقیناً اس سے بہت بڑا ہے۔ ان کے سامنے یہ کام ہے کہ وہ خدا کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کریں اگر یہ کام اچھا ہے تو انہیں بھی چاہیئے کہ وہ آپس کے تمام جھگڑوں کو بالائے طاق رکھ کر اور ایک دوسرے پر نکتہ چینی کو چھوڑ کر اور سب کے سب متحد ہو کر اس مقصد کے پیچھے لگ جائیں۔

پاکستان بننے سے ہماری ذمہ داری

پاکستان کے بننے نے ہماری ذمہ داری کو دس گنا کر دیا ہے ہمیں وہ کام بھی کرنا ہے جس کا ذکر اس آیت قرآنی میں ہے مسلمانوں کو یہ یاد دلانا ہے کہ انہوں نے آج ایام اللہ میں سے ایک یوم کو دیکھا ہے بادشاہت بڑی نعمت ہے لیکن اس نعمت کو حاصل کر کے قومیں بگڑ بھی جاتی ہیں ہم نے مسلمانوں کو یاد دلانا ہے کہ خدا تعالیٰ کے اس نصرت کے ہاتھ کو دیکھ کر وہ اس کے دوسرے وعدوں پر بھی ایمان کو مضبوط کریں اور ان کے حصول کے لئے کوشش کریں۔

تبلیغ اسلام کے ذریعہ تمام ہندوستان کو پاکستان بنا دو

وہ پاکستان لے کر مطمئن ہو کر نہ بیٹھ جائیں کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ان کے خدا کا ان سے وعدہ ہے کہ وہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرے گا۔ یقیناً یہ وعدہ سچا ہو کر رہے گا۔ اور ایک وقت آئے گا کہ ہندوستان کا غالب مذہب بھی اسلام ہوگا اور اس وقت سارا ہندوستان ہی پاکستان ہوگا اس وقت اگرچہ پاکستان اسلامی سلطنتوں میں سے سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے لیکن اگر کہیں مسلمانوں نے ہندوستان میں اپنی بادشاہت کے زمانے میں تبلیغ اسلام کی طرف توجہ کی ہوتی۔ تو آج ہمارے کروڑوں بھائی اس حالت میں نہ رہ گئے ہوتے کہ وہ پاکستان سے باہر چلے ... ان کے لئے بھی گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں ہندوستان کے اگر کچھ حصوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہو گئی ہے۔ تو صرف ان بزرگوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ جنہوں نے تبلیغ

اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں اور کروڑہا بندگانِ خدا کو اسلام کے نور سے متمتع کیا۔ آج اگر ہم بھی اس طرف توجہ کریں۔ تو ان علاقوں میں اپنی اکثریت بنا سکتے ہیں۔ جہاں اس وقت ہم اقلیت میں ہیں ہماری آنکھوں کے سامنے کا واقعہ ہے کہ بنگال میں مسلمان اقلیت میں تھے اور آج وہ اکثریت میں ہیں۔ آج وہ پاکستان کا ایک حصہ ہے۔ کیا ہم مشرقی پنجاب اور مغربی بنگال اور یو۔ پی میں اپنی اکثریت بنا کر انہیں پاکستان کے حصے نہیں بنا سکتے ہیں یقیناً بنا سکتے ہیں۔ مگر اب تک مسلمانوں کی توجہ اس طرف نہیں ہوئی۔

ہماری جماعت کو کیا کرنا چاہیئے

اب یہ کام ہماری جماعت کا ہے اس لئے میں نے کہا ہے کہ ہماری جماعت کی ذمہ داری دس گنا ہو گئی ہے۔ ہم نے مسلمانوں کو خدا کی نصرت کا یہ دن یاد دلا کر اس کی مزید نصرتوں کے وعدوں کی طرف توجہ دلانا ہے۔ ہم نے انہیں یہ بھی بتانا ہے کہ اگر انہیں خدا کی یہ نعمت بادشاہت ملی ہے۔ تو اب انہیں اس کی شکر گذاری بھی کرنی ہے اس کا وعدہ لئن شکرتم لازیدنکم یاد دلانا ہے۔ اگر ہمارے سر اس وقت خدا کی فرمانبرداری میں جھک جائیں تو خدا اس سے بڑھ کر نعمتیں انہیں دینے کو تیار ہے۔ ہم نے مسلمانوں کو یہ بھی سمجھانا ہے کہ خدا نے ہمیں اتنی بڑی نعمت صرف اس لئے عطا فرمائی ہے کہ ہم اسلام کے نام لیوا ہیں اگر ہم واقعی اپنے سلف کی طرح پورے پورے اسلام میں داخل ہو جائیں۔ تو ہمارا خدا بھی اس سے بہت بڑھ چڑھ کر نعمتیں عطا فرمانے کو تیار ہے۔ ان کو اس طرف بھی توجہ دلانا ہے کہ وہ قرآن پر عامل ہوں اور اس طرف بھی توجہ دلانا ہے کہ وہ قرآن کو دوسرے لوگوں تک پہنچائیں۔

ہم میں سے ہر آدمی تبلیغ کا مرکز ہو

بیشک ہمارے پاس اس عظیم الشان کام کے لئے سامانوں کی قلت ہے لیکن ہم کتنے بھی تھوڑے ہوں اگر سب کے سب کام میں لگ جائیں تو ہم اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں ہم ابھی تک اس کام میں نہیں لگے۔ چاہیئے یہ تھا کہ جہاں کہیں ہم میں سے ایک آدمی بھی ہوتا۔ وہ اکیلا تبلیغ اسلام کا ایک مرکز ہوتا۔ ہمارے پاس خدا کے فضل سے ہر قسم کا لٹریچر تیار موجود ہے جس سے ہم غیر مسلموں کو مسلمان بنا سکتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی اسلام کے حقیقی پیرو بنا سکتے ہیں۔ ضرورت صرف یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک آدمی یہ تہیہ کر لے کہ اس نے اپنے آپ کو تبلیغ اسلام کا ایک مرکز بنانا ہے۔ دوسروں تک

ان باتوں کو پہنچانا ہے جن کی طرف خدا نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔

لٹریچر تقسیم کرنیوالے سو آدمیوں کی ضرورت

اگر ایک سال میں ہم میں سے ایک سو آدمی بھی ایسا نکل پڑے۔ تو جماعت پر بہت تھوڑا بوجھ ڈال کر ہم ایک انقلاب اس ملک میں پیدا کر سکتے ہیں۔ جماعت پر صرف اس قدر بوجھ ہوگا کہ وہ مفت تقسیم کے لئے لٹریچر تیار کر کے اس کا کافی ذخیرہ ہر قسم کا مہیا کرے۔ اسے تقسیم کرنے والے سب آنریری کام کرنے والے ہوں انہیں یہ فائدہ ہوگا کہ ان کے اوقات ایک نیک کام میں صرف ہوں گے اور وہ مبلغ بن جائیں گے یہ کام کوئی شخص اپنے گھر میں اپنی جگہ پر رہ کر کر سکتا ہے۔ صرف ایک حرکت کرنے کی ضرورت ہے۔ صرف اپنے فارغ اوقات کو ایک نیک کام پر لگانے کی ضرورت ہے۔ اپنے آپ کو جماعت کا ایک مفید جزو بنانے کی ضرورت ہے میں نے پچھلے خطبہ میں اس کے لئے دعا کی تحریک بھی کی ہے۔

روزہ کی اصل غرض

یہ رمضان کا مہینہ ہے اس میں انسان خدا کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے بہت کچھ مشقت اٹھاتا ہے۔ لیکن اگر اس سے اس کی زندگی پر ایک دائمی اثر نہیں پیدا ہوتا تو روزے کی اصل غرض حاصل نہیں ہوتی خدا کی رضا کے لئے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنا یہ روزے کی اصل غرض ہے۔

خدا کے دین کے لئے جہاد رضائے الٰہی کا بڑا ذریعہ ہے

اگر ہم اس مشقت کو یہ رنگ دیں کہ خدا کے دین کے لئے جہاد میں لگ جائیں تو خدا کی رضا بھی حاصل ہوگی بلکہ سب سے بڑھ کر رضا الٰہی اس سے حاصل ہوتی ہے روزے اور نماز سے وہ رضائے الٰہی حاصل نہیں ہوتی جو جہاد سے حاصل ہوتی ہے۔ جب انسان اعلائے کلمۃ اللہ کے کام میں لگ جاتا ہے تو خدا اس پر خوش ہی نہیں ہوتا وہ اس کی نصرت کے لئے آسمان سے اترتا ہے۔

رمضان کی راتوں میں کیا دعا ہونی چاہیئے

تو ایک طرف رمضان کی راتوں کو اس دعا کے لئے مخصوص کریں کہ وہ اپنے دین کی خدمت کا کوئی کام ہم سے لے لے اس سے بڑھ کر جو ہم اس وقت کر رہے ہیں ہمارے دلوں کے اندر ایک تڑپ پیدا ہو جائے کہ ہماری زندگی کے وہ لمحات برباد ہو رہے ہیں جن میں ہمیں خدا کا نام دنیا میں بلند کرنے کی فکر نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ ہی دعا کریں کہ اگر ہم کوئی قدم اس کے ... میں

باقی صفحہ ۸ کالم ۲

پاکستان اور فلسطین

اخبار لواء الاستقلال بغداد کا مقالہ

بغداد کا مشہور اخبار لواء الاستقلال مؤرخہ ۲۵ ذی قعدہ ۱۳۶۶ھ (۱۰ ۔۔۔) سید تصدق حسین صاحب قادری نے بھیجا ہے اس کے صفحہ ۔۔۔ پر ایک مضمون (السیاسۃ الخارجیۃ) کے عنوان سے پاکستان کے متعلق شائع ہوا ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

۔۔۔ شکر ہے کہ ہم عربوں کا اپنے پاکستانی مسلمان بھائیوں کے متعلق جو (گمان) تھا وہ درست نکلا پاکستان وہ اسلامی حکومت ہے جو حال ہی میں تقسیم ہند سے پیدا ہوئی ہے، اس حکومت کے نمائندہ جناب سر ظفر اللہ خان صاحب نے شمولیت کے بعد سب سے پہلا کارنامہ جو سرانجام دیا ہے آپ کا وہ عجیب و غریب لیکچر ہے جو مسئلہ فلسطین حقوق عرب اور اسلام کے مقدس مقامات کے متعلق آپ نے دیا ہے یہ لیکچر قریبا دو گھنٹے تک جاری رہا جس میں آپ نے فلسطین پر جو مسلمانوں کا پہلا قبلہ اور تیسرا حرم ہے اور عرب اقوام کے حقوق پر خوب روشنی ڈالی۔ اگرچہ وہ سارا لیکچر ہمارے سامنے نہیں مگر اس کے چند اقتباسات جو خبر رساں ایجنسیوں کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ حکومت پاکستان اور ہمارے معزز پاکستانی مسلمان بھائی فلسطین کی آزادی اس کی عزت و تقدیس کی اقامت و حفاظت کے لئے ہر ممکن ذریعہ سے تیار ہیں (ہم عربوں) پر بھی لازم ہے کہ اپنے ان بھائیوں کی امداد و اعانت کے لئے ہر وقت اور ہر حالت میں تیار رہیں اور حق بات تو یہ ہے کہ باوجود انتہائی فاصلہ، وطنی اور دوری کے ان مسلمان بھائیوں کو دیگر اسلامی بھائیوں پر جو فوقیت حاصل ہے، یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا انکار کسی کے لئے ممکن نہیں کیونکہ تمام اسلامی ملکوں اور مسلمان بھائیوں کی امداد کا جذبہ ان کے اندر کما حقہ موجود ہے۔ ممالک عربیہ کی تمام سیاسی جماعتیں حیران و ششدر رہ گئی تھیں جبکہ انہوں نے سر عبدالرحمان خان نمائندہ حکومت ہند کے اس بیان کو سنا جو انہوں نے اقوام متحدہ کی فلسطینی کمیٹی میں یہودیوں کی حمایت اور عربوں کی مخالفت میں دیا لیکن یہ حیرت بہت جلد زائل ہو گئی جبکہ حکومت پاکستان اور رئیس دولت پاکستان معظم قائد اعظم محمد علی جناح نے موصوف کی رائے سے برأت کا اظہار کر دیا وہ ہندی مسلمانوں کے نمائندہ نہیں تھے بلکہ حقیقت میں وہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی ترجمانی کے فرائض سرانجام دے رہے تھے کیونکہ یہ اسی وفد میں آئے تھے جو تقسیم ہند [illegible]

نے اقوام متحدہ میں شمولیت کے بعد بغیر ایک لحظہ صرف کئے مسئلہ فلسطین کے بارہ میں عربوں کی وہ پر زور حمایت کی ہے جس کا اظہار جناب ظفر اللہ خان صاحب نے اپنے مشہور لیکچر میں کیا ہے۔

حکومت پاکستان کا یہ کارنامہ میدان سیاست اور اسلامی رائے کو یکجا کرنے کے لئے ایک نہایت نیک فال ہے جس کے لئے تمام دنیا کے مسلمان امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالے ہمارے ان بھائیوں کی مساعی کو ثمر بار اور فرمائے گا۔ یہ کہنا کہ قوت، آبادی اور ذرائع آمدنی کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان کی رائے کو کیا وقعت ہو سکتی ہے بالکل لغو اور فضول ہے کیونکہ اس نوخیز حکومت کی وسعت دولت آبادی باشندوں کی شجاعت اور ذرائع آمدنی سے دنیا کی تمام اقوام واقف ہیں۔ اس سلطنت کی آبادی قریباً ۷ ملین نفوس پر مشتمل ہے جو قریباً ایک ہی عقیدہ اور ایک ہی مذہب رکھتے ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لئے اپنی تمام مساعی کو صرف کر رہے ہیں۔ یقیناً ایسی حکومت اس لائق ہے کہ اقوام عالم میں اس کی رائے کو وزن ہو۔ اگرچہ یہ حکومت بالکل نوزائیدہ ہے مگر اس کے پاس مال اسلحہ ذرائع آمدنی اور آدمیوں کی کمی نہیں ہے اور اس کا سپاہی ساری دنیا میں بہادر ترین شمار کیا گیا ہے۔ لہٰذا تمام عرب پر خصوصاً اور عالم اسلام پر عموماً لازم ہے کہ وہ اس عظیم الشان نوزائیدہ حکومت کی مدد کریں اور اس کے دکھ اور سکھ میں ہر طرح شریک ہوں اور اس کے ساتھ اپنے تعلقات محکم بنائیں۔

انوار القرآن حصہ اول } قرآن کریم کا منجانب اللہ ہونا قرآن کریم ہی سے مدلل ثابت کیا گیا ہے قیمت ۸ ر

انوار القرآن حصہ دوم } عیسائیوں کے اعتراضات کا دندان شکن جواب

قیمت ۸ ر ملنے کا پتہ: دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس ۔۔۔ [illegible]

پناہ گزینوں و مہاجرین کے متعلق

ضروری اطلاعات

جموں سے پاکستان میں } ہم سب بخیریت

جموں سے پاکستان پہنچ چکے ہیں لیکن قبلہ والد صاحب شیخ محمد عبداللہ صاحب و کئی دیگر عزیزان جموں میں خطرہ محسوس کرتے ہوئے سرینگر تشریف لے گئے تھے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں ان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز احباب جماعت سے اپیل ہے کہ اپنی دعاؤں میں خصوصاً نصف شب کی دعاؤں میں قبلہ والد صاحب و دیگر مسلمانوں کے لئے دعا فرمائیں بزرگوں اور دوستوں کی خدمت میں السلام علیکم

شیخ رحمت اللہ سلیم جموی۔ حال وزیر آباد۔

سید اختر حسین صاحب گیلانی } بعض احباب نے سید

اختر حسین گیلانی کے متعلق دریافت فرمایا ہے کہ وہ آجکل کہاں ہیں، ان کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ سید صاحب ممدوح دلی سے بخیر و عافیت ہوائی جہاز پر راولپنڈی پہنچ گئے ہوئے ہیں، دلی میں ان کا بہت سا سامان و اسباب لوٹ لیا گیا اور انہیں کئی روز تک ریلیف کیمپوں میں پناہ گزین رہنا پڑا، بہرحال خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ معہ اہل و عیال صحت و سلامتی کے ساتھ پاکستان پہنچ گئے۔

احباب جموں و کشمیر } احباب جموں و کشمیر کے لئے

سب احباب دعا کریں کہ اللہ تعالے ان کو خیریت سے رکھے۔

منشی عبداللہ صاحب اپنے بھائی صلاح الدین صاحب کی خیر و عافیت اور باامن واپسی کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

تجارت پیشہ مہاجرین کی خدمت میں

منڈی بہاؤالدین کی تجارت پر کلیتہ ہندوؤں اور سکھوں کا قبضہ تھا اب یہ منڈی جو اپنی رونق اور آمد کے لحاظ سے چوٹی کی منڈیوں میں سے تھی، ان کا میدان بھی بڑی ہے کچھ مہاجرین کی تعداد آئی ہے مگر اچھے تجارت پیشہ کم ہیں، ابھی تک دکانیں نیلام نہیں ہوئیں مہاجر ہونے کا سرٹیفکیٹ پاس ہو تو یہ تجارت کی بڑی اچھی جگہ ہے اگر احباب جماعت میں سے کوئی دوست یہاں آباد ہونا چاہیں تو توجہ فرمائیں۔ جملہ احباب کی خدمت میں السلام علیکم۔ آپ کا

خادم: عبدالرؤف احمدی منڈی بہاؤالدین

مرزا ناصر بیگ کنسٹیبل پولیس پٹیالہ

برادر مرزا ظفر بیگ ساکنہ سامانہ جو مالیر کوٹلہ سے پناہ گزینوں میں آئے ہیں ان کو معلوم ہو کہ آپ کی بیوی اور بچہ اور خورشید آمنہ بخیریت میرے پاس ہیں جہاں کہیں آپ ہوں میرے پاس آکر اپنے بچوں کو لے جا سکتے ہیں یا مجھ کو خبر کریں اور اپنا پتہ دیں، نیز کیمپ سامانہ کے دوست جہاں کہیں ہوں مجھ کو خبر روانہ کریں کیونکہ میرا بچہ کیمپ سامانہ ریاست پٹیالہ میں ہے۔

خاکسار محمد حسین امام مسجد میاں غلام رسول صاحب رئیس جھنگ۔

بجنتی خلیل الرحمن صاحب رامپور کی اطلاع

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی۔

اخبار پیغام صلح کی کاپیاں ۲۴ ستمبر یکم اکتوبر اور ۲۲ اکتوبر کی یہ تینوں پرچے مجھے آج صبح کی ڈاک سے ملے (یعنی ۹ نومبر کو) ۲۲ اکتوبر کی اشاعت میں میری لڑکی عزیزہ عطیہ بیگم سلمہا منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات کی جانب سے ہم لوگوں کی خیریت کے متعلق استفسار شائع ہوا ہے۔ الحمدللہ کہ میں اور میرے جملہ عزیزان بمقام رامپور۔ بنارس بھاگلپور۔ آسام۔ آگرہ وغیرہ سب اللہ تعالے کے فضل و کرم سے خیریت سے ہیں ہم نے عزیزہ عطیہ کو متعدد خطوط خیریت کے بذریعہ معمولی ڈاک روانہ کئے۔ مگر افسوس ہے کہ نہ تو میرے خطوط عزیزہ کو ملتے ہیں۔ اور نہ عزیزہ کے خطوط ہم کو ملتے ہیں۔ ہفتہ عشرہ ہوتا ہے کہ عزیزہ کی خالہ امۃ اللہ بیگم کا ایک خط لاہور سے بغرض دریافت حال ملا جس کا جواب اسی وقت میں نے تحریر کر دیا تھا۔ براہ کرم آپ آئندہ کی کسی اشاعت میں ہماری خیریت تحریر اخبار کر دیں تاکہ عزیزہ کو ہماری خیریت معلوم ہو جائے۔ والسلام

احقر محمد خلیل الرحمن بجنتی۔ رامپور

رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب } جس میں تمام بڑے بڑے مذاہب کے نمائندوں کے لیکچر اپنے اپنے مذہب کی [illegible]

باپ بیٹے کی مجلس

تعلیم نماز دلچسپ پیرایہ میں!

از جناب مولانا مرتضیٰ خانصاحب بی اے

(۲)

رشید۔ "اباجان! میں نے ایمان کی صفات بھی یاد کرلیں۔"

باپ "اچھا، ماشاء اللہ تم وعدہ کے پکے ہو۔ اچھا سناؤ تو ذرا۔"

رشید۔ سن لیجئے۔ امنت باللہ والملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت ط

باپ۔ شاباش! بالکل ٹھیک یاد ہے۔ شاباش۔ دیکھو سعید! رشید نے ایمان کی صفات بھی یاد کرلیں تم کہتے تھے کہ یہ یاد نہیں کریں گے۔ انہوں نے سنا بھی دیں۔

سعید۔ "بہت خوب! مگر مجھے تو ترجمہ بھی آتا ہے۔ رشید کو ترجمہ تو نہیں آتا۔"

رشید۔ میں اباجان سے ترجمہ بھی سیکھ لوں گا۔ اور آج نہیں تو کل ترجمہ بھی یاد کرکے سنا دوں گا۔ اباجان آپ اس کا ترجمہ بتا دیں۔"

باپ۔ بہت اچھا ترجمہ بھی سیکھ لو۔ "امنت باللہ میں ایمان لایا اللہ پر والملئکتہ اور اس کے فرشتوں پر۔ وکتبہ اور اسکی کتابوں پر۔ ورسلہ اور اس کے رسولوں پر۔ والیوم الاخر اور قیامت کے دن پر۔ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ اور نیکی اور بدی پیدا کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ والبعث بعد الموت اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر بھی ایمان لایا۔"

رشید۔ یہ تو کچھ مشکل نہیں ہیں انشاء اللہ کل کو یہ بھی آپ کو سنا دوں گا۔"

باپ۔ بہتر ہے کہ تم ایک کاغذ پر یہ ترجمہ لکھ لو تاکہ یاد کرسکو۔ زبانی شاید بھول جائے۔

رشید۔ "بہت اچھا" رشید کاغذ لاتا ہے اور اس کا باپ اسکو ترجمہ لکھوا دیتا ہے۔ رشید نے ایک آدھ گھنٹے تک باربار دھرانے سے سارا ترجمہ یاد کرلیا۔ اور اپنے باپ سے کہنے لگا۔

رشید۔ اباجان! یہ ترجمہ تو میں نے یاد بھی کر لیا ہے۔ خواہ اب سن لیں یا کل۔ مجھے تو ابھی یاد ہے۔"

باپ۔ ماشاء اللہ تمہارا حافظہ بہت اچھا ہے۔ بہت جلدی ہر چیز کو یاد کر لیتے ہو۔ کسی چیز کے یاد کرنے کے لئے جہاں کاغذ کی ضرورت ہے۔ وہاں شوق کی بھی ضرورت ہے۔ اگر حافظہ اچھا ہو اور شوق نہ ہو تو کچھ یاد نہ ہوگا۔ اگر شوق ہو اور حافظہ نہ بھی اچھا ہو تو بھی کام بن جاتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ تمہارا حافظہ بھی اچھا ہے اور تمہیں شوق بھی ہے۔ اچھا سناؤ تو۔ (اس کے بعد رشید صفات ایمان کے پورے معنے بتا دیتا ہے) باپ نے پیار سے بچے کا منہ چوم لیا۔ اور بہت پیار کیا۔ اب سعید باپ سے مخاطب ہوتا ہے۔

سعید۔ اباجان۔ آج سکول میں بڑا لطف آیا۔ دینیات کا گھنٹہ تھا اور ہمارے دینیات کے مولوی صاحب ہمیں قرآن شریف کا ترجمہ پڑھا رہے تھے۔ کہ مولوی غلام مرشد صاحب تشریف لے آئے۔ انہوں نے پہلے تو لڑکوں سے قرآن شریف کا ترجمہ سنا کسی نے بتایا کسی نے نہ بتایا۔

باپ۔ "کیا تم سے بھی پوچھا تھا؟"

سعید۔ "نہیں مجھ سے نہیں پوچھا۔ اگر پوچھتے تو میں صاف بتا دیتا کیونکہ مجھے سارا ترجمہ یاد تھا، ترجمہ کے بعد مولوی صاحب نے یہ سوال کیا کہ کیا تم کو چھ کلمے آتے ہیں؟ محض دو چار لڑکوں نے ہاتھ اٹھائے مولوی صاحب نے جب کلمے سنانے کے لئے کہا تو کسی نے دو کسی نے تین کلمے سنائے۔ غرضیکہ پورے چھ کلمے کسی کو بھی یاد نہ تھے۔ میں سب سے آخر میں کھڑا ہوا اور چھ کے چھ کلمے فرفر سنا دیئے کیونکہ ابھی ایک ماہ ہوا کہ امی جان نے مجھے یہ کلمے یاد کرائے تھے"

باپ۔ خوب! تمہاری اس بات سے مجھے بہت خوشی ہوئی تم نے سارے کلمے سنا دیئے۔ بہت خوب! پھر مولوی صاحب بہت خوش ہوئے ہونگے؟

سعید۔ جی ہاں وہ بہت خوش ہوئے میرا نام پوچھا۔ پھر آپ کا نام پوچھا اور مجھے بہت شاباش دی۔

باپ۔ اچھا ہم بھی تمہارے کلمے سن لیں۔ دیکھیں تمہیں کہاں تک یاد ہیں

سعید۔ سنیئے۔

اوّل کلمہ طیب۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کا رسول ہے۔

دوم کلمہ شہادت۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں وہ یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اس کا بندہ ہے اور اس کا رسول ہے۔

سوم کلمہ تمجید۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ اور اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں، اور اللہ بڑا ہے۔ اور نہیں طاقت اور قوت (گناہوں سے بچنے کیلئے) مگر اللہ بزرگ و برتر کی مدد سے۔

باقی آیندہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸
رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
نوائے ما پئے ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن
پیغام صلح
ایڈیٹر دوست محمد
جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۶ محرم الحرام ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۴۷ء | نمبر ۴۴

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد و نکا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

درثمین

(۱) عن عبادۃ بن الصامت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج یخبر بلیلۃ القدر فتلاحی رجلان من المسلمین فقال انی خرجت لاخبرکم بلیلۃ القدر وانہ تلاحی فلان و فلان فرفعت وعسیٰ ان یکون خیراً لکم فالتمسوھا فی السبع والتسع والخمس

عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے کہ لیلۃ القدر کی خبر دیں تو مسلمانوں میں سے دو آدمی آپس میں لڑ پڑے آپ نے فرمایا کہ میں تو نکلا تھا کہ تمہیں لیلۃ القدر کی خبر دوں اور فلاں فلاں آپس میں لڑ پڑے سو وہ اُٹھالی گئی اور شاید یہی تمہارے لئے بہتر ہو سو اسے ستائیسویں اور انتیسویں اور پچیسویں رات میں ڈھونڈو۔

(نوٹ از فضل الباری) اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ جھگڑا نقصان روحانیت کا موجب ہوتا ہے اس جھگڑے کی وجہ سے جو دو شخصوں میں ہو رہا تھا لیلۃ القدر کی تعیین کو نبی کریم صلعم کے قلب سے اُٹھا لیا گیا۔ اس کی تلاش کے متعلق جو سبع اور تسع اور خمس فرمایا تو اس سے آخری عشرہ کی جو ایام اعتکاف ہیں ساتویں، نویں، پانچویں مراد ہیں یعنی ستائیسویں وغیرہ ستائیسویں کو پہلے رکھا ہے کیونکہ اکثر لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہی ہوتی ہے۔ آپ کا خبر دینے کے ارادہ سے نکلنا اسی سال سے مخصوص معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر ہمیشہ کے لئے یہ ایک ہی معین رات ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پاکر پھر اطلاع دے دیتے اصل غرض تو عبادت پر تحریص تھی۔ سو وہ حاصل رہی۔

(۲) عن ابی ھریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بارزاً یوماً للناس فاتاہ رجل فقال ما الایمان قال الایمان ان تؤمن باللہ وملٰئکتہ وبلقائہ ورسلہ وتؤمن بالبعث قال ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد اللہ ولا تشرک بہ وتقیم الصلوٰۃ وتؤدی الزکوٰۃ المفروضۃ وتصوم رمضان قال ما الاحسان قال ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک قال متی الساعۃ قال ما المسئول عنھا باعلم من السائل وساخبرک عن اشراطھا اذا ولدت الامۃ ربھا واذا تطاول رعاۃ الابل البھم فی البنیان فی خمس لا یعلمھن الا اللہ ثم تلا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ ثم ادبر فقال ردوہ فلم یروا شیئاً فقال ھذا جبریل جاء یعلم الناس دینھم قال ابو عبد اللہ جعل ذالک کلہ من الایمان۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر لوگوں میں بیٹھے تھے تو ایک آدمی آیا اور کہا ایمان کیا ہے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے لقا اور رسولوں پر ایمان لائے اور موت کے بعد جی اُٹھنے پر ایمان لائے، کہا اسلام کیا ہے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ شرک نہ کرے اور نماز کو قائم کرے اور مقررہ زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے، کہا احسان کیا ہے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت کرے گویا کہ تو اسے دیکھتا ہے سو اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے۔ کہا قیامت کب ہے فرمایا جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سائل سے بڑھ کر نہیں جانتا اور میں تجھے اس کی نشانیاں بتاتا ہوں جب لونڈی اپنے آقا کو جنے اور جب سیاہ اونٹوں کے چرانے والے بڑی بڑی بلند عمارتیں بنانے لگیں، پانچ باتوں میں سے جن کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اللہ کے پاس ہی ساعت کا علم ہے (سورۂ لقمان) پھر وہ واپس لوٹ گیا آپ نے[؎]

[؎] فرمایا کہ اسے واپس بلاؤ انہوں نے کسی کو نہ دیکھا فرمایا یہ جبریل ہے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آیا۔ بخاری کہتا ہے ان سب کو ایمان میں سے قرار دیا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

صادق کی معیت اور صحبت ضروری ہے

ہفتہ مختتمہ ۱۳ر مارچ ۱۹۰۲ء۔ شریعت کی کتابیں حقائق اور معارف کا ذخیرہ ہوتی ہیں لیکن ان کے حقائق اور معارف سے کسی شخص کو پوری پوری اطلاع نہیں ملتی جب تک کہ اخلاص اور صدق دل سے صادق کی صحبت اختیار نہ کی جائے اسی لئے قرآن شریف میں فرمایا ہے یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور اتقاء کے مدارج کامل طور پر کبھی حاصل نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ صادق کی معیت اور صحبت اختیار نہ کی جائے کیونکہ اس کی صحبت میں رہ کر ہی انسان اسکے انفاس طیبہ عقد ہمت اور توجہ سے فائدہ حاصل کرتا ہے۔

قبول ہونے والی دُعا

جو دعا قبول ہونیوالی ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے لئے مانگنے والے کے دل میں سچا جوش اور اضطراب پیدا کر دیتا ہے اور بسا اوقات اللہ تعالیٰ خود ہی ایک دعا سکھاتا ہے اور الہامی طور پر اسکا پیرایہ بنا دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے فتلقّٰی اٰدم من ربہ کلمات جس سے صاف طور پر پایا جاتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے راستباز بندوں کو قبول ہونے والی دعائیں خود الہاماً سکھا دیتا ہے۔ بعض وقت ایسی الہامی دُعاؤں میں کوئی ایسا حصہ ہوتا ہے جسے دعا کرنے والا ناپسند کرتا ہے۔ لیکن وہ قبول ہو جاتی ہے تب اصل حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ کہ وہ اس آیت کے مصداق ہے عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۱۹۶)

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شبیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

تہذیب و تمدن کی بنیادی خوبیاں

از جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

(قسط نمبر ۲)

بلد امین کے سات دروازے { سورۃ فاتحہ کی سات صداقتیں ہمیشہ ہمیشہ دہرائی جائیں گی اس بہت بڑے دعویٰ کا ثبوت صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ ہم زمانہ حاضرہ کے اہم مسائل کا ذکر اسی سورۃ میں قرآن مجید کی اپنی روشنی اور تفسیر کے ساتھ دکھادیں، علمائے اخلاق کے نزدیک قوموں کے عروج اور تہذیب و تمدن کی بنیاد صرف سات اخلاقی خوبیوں پر ہے جن کو اعلیٰ نیکیاں (Cardinal Virtues) کہا جاتا ہے۔ علماء اخلاق اس نتیجہ پر بڑی کدوکاوش اور چھان بین کے بعد پہنچے ہیں مگر مکہ کا نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) آج سے تیرہ سو پچاس برس پیشتر دنیا میں اس حقیقت کا اعلان سورۃ فاتحہ کے اندر کر گیا اور اپنی امت کو یہ سورۃ سکھا کر بلکہ اپنی شبانہ روز پنجوقتہ نمازوں میں دوہرانے کا حکم دے کر یہ بتا گیا کہ کہ دنیا میں اگر کوئی بلد امین ہو سکتا ہے تو اس کے اندر داخلہ یکے بعد دیگرے انہی سات دروازوں سے ہو سکتا ہے امت مسلمہ کا نصب العین انہی سات منازل کو طے کر کے بلد امین میں داخل ہونا اور دنیا کی دوسری بھولی بھٹکی اور گم شدہ قوموں کے لئے قائد رہنما شہداء اور آئیڈیل قوم بننا ہے جس طرح اس زمین پر سات آسمان ہیں اسی طرح انسانی روح کے لئے سات اخلاقی منازل اور بلندیاں ہیں یہ حقیقت ہے الصلوٰۃ معراج المومنین کی کہ مومنین کی نماز ان کا معراج ہے علماء اخلاق جن کو سات اعلیٰ نیکیاں قرار دیتے ہیں وہ Seven Cardinal Virtues کہلاتی ہیں بڑی بڑی اور بنیادی نیکیاں سات ہیں باقی تمام نیکیاں انہی کی فروعات اور شاخ ہیں۔

(۱) ایک خدا کی ہستی پر مضبوط ایمان اور اپنے آپ پر ایمان۔
(۲) مساوات نسل انسانی
(۳) انسانی فلاح و بہبود پر اپنی کوشش اور اموال کو خرچ کرنا۔
(۴) حقوق انسانی کو کما حقہ ادا کرنا۔
(۵) عدل اور انصاف
(۶) نیکی کے کرنے میں استقلال۔
(۷) اپنے جذبات پر حکومت اور ان میں اعتدال قائم رکھنا۔

(1) Faith in God and faith in self.
(2) Comprehensive human brotherhood.
(3) Charity
(4) Prudence
(5) Justice
(6) Fortitude
(7) Temperance

کہنے کو علماء اخلاق بھی دنیا کے امن و صلح کے لئے ان خوبیوں کا موجود ہونا ضروری سمجھتے ہیں مگر اس کی تفصیلات میں کچھ بنیادی غلط تصورات ہیں جن کی اصلاح اور تکمیل صرف قرآن مجید کے اندر موجود ہے۔

الحمد للہ یا ایمان باللہ کی خوبی { Faith in God

ال :- سب تمام
حمد :- خوبی تعریف اور شکر
ل :- لئے یا واسطے
اللہ :- اسم ذات خداوند عالم۔ مستجمع جمیع صفات کاملہ

ترجمہ :- تمام خوبیاں۔ تعریف اور شکر اللہ ہی کے لئے ہے۔

اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ایمان تمام الہامی مذاہب کا اصول ہے مگر خدا پر ایمان کہ وہ کوئی ہستی موجود ہے یا صرف ہمارا خالق اور مالک ہے، سورہ فاتحہ میں کافی نہیں سمجھا گیا بلکہ اس کی ذات کا تمام صفات کاملہ اور خوبیوں والی ہونے کا اقرار ہی درحقیقت کامل اور مفید ایمان ہے سب سے پہلے یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ ہستی ایک ہے اس کے بعد یہ کہ تمام اعلیٰ درجہ کی صفات کاملہ اس میں موجود تیسرے یہ کہ اس دعوےٰ کے دلائل کائنات عالم میں سب جگہ موجود ہیں جن کو معلوم کر کے انسان کا یہ ایمان صرف لسانی اور قولی نہیں رہتا بلکہ دل کی گہرائیوں میں اتر کر مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور الحمد للہ کی آواز صرف زبان سے بلکہ اس کی جان اور قلب روح سے نکلتی ہے چنانچہ قرآن مجید میں جہاں جہاں خدا کی حمد کا ذکر ہے بالعموم اس کا ذکر یوں کیا گیا ہے سب حمد اس کے لئے ہے جو تمام جہانوں اور انواع مخلوقات کا پرورش کرنیوالا ہے حمد اس کی جو آسمان زمین کی تاریکی اور روشنی کا خالق ہے حمد اس کی جس نے رات آرام کے لئے اور دن کام کاج کے لئے بنایا ہے اسی کے لئے حمد ہے جس نے تمہاری بہتر سے بہتر صورت بنائی اسی کی حمد جو بادلوں پانی اتارتا ہے۔ اور زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اسی کی حمد ہے جو ہر چیز پر قادر ہے وغیرہ وغیرہ غور سے دیکھا جائے تو ان تمام آیات قرآن مجید میں جن میں حمد الٰہی کا ذکر ہے تین طرح خدا کی ہستی پر دلائل کا سلسلہ قائم کیا ہے، کائنات کی خوبصورتی تخلیق اشیاء میں حکمت یا عقل و صداقت کا پایا جانا اور تیسرے حسن سیرت یعنی اخلاقی حسن اور نیکی کا وجود۔ گویا کائنات عالم میں حسن صداقت اور نیکی کا پایا جانا خدا کی ہستی کی دلیل ہے۔

خدا کی ہستی پر حسن کی شہادت { مناظر قدرت سے خدا کی ہستی پر استدلال۔ قرآن مجید کے وسیع مضامین میں سے ہے اس جگہ صرف دو تین امور کا ذکر کیا جاتا ہے کبھی فرماتا ہے بیج کے پھوٹنے اور درخت بن جانے پر غور کرو، تمام درختوں کو ہم نے جوڑا جوڑا بنایا ہے، سبز کھیتوں کی لہرانا کتنا دلآویز اور دیدہ افروز ہے بادل سمندر سے اٹھ کر کتنے روح افزا منظر دکھاتے ہیں اور مردوں کو زندہ کرتے ہیں پہاڑوں کو دیکھو سمندر کی دلچسپیوں اور اس کی تہ میں موتی اور مرجان کے پیدا ہونے پر سوچ اور فکر کو دعوت دو۔

بیج کا پھوٹنا، پودہ اور درخت کی شکل اختیار کرنا ان کا زوج زوج ہونا محض بقاء نوع کی غرض سے ہے مگر بیج صرف اپنی نوع قائم رکھنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ اپنی منزل مقصود کو جاتے ہوئے اپنے لہلہاتے جوبن کی بہار دکھاتا اور پھولوں میں کھینا بھی جاتا ہے، بادل کا کام صرف پانی برسانا ہے۔ مگر وہ اس کے ساتھ ہی اپنے گوناگوں دلکش رنگوں سے لوگوں کی آنکھ اور دل کو اپنے حسن کی نمائش بھی دکھاتا جاتا ہے (ورنہ پانی تو شاید زمین کے نیچے نیچے بھی پہنچایا جا سکتا تھا) درخت محض لکڑی اور کوئلہ بننے کے لئے جلدی نہیں کرتے بلکہ اپنے ہرے بھرے منظر سے اپنے حسن کی بوچھاڑ بھی کرتے جاتے ہیں سمندر صرف دلکش بادل ہی نہیں اٹھاتا اپنی اتھاہ گہرائیوں سے بیش بہا موتی اور مرجان بھی نکال کر دکھاتا ہے اور اپنی نیلگوں موجوں میں صدہا دلآویزیاں رکھتا ہے آفتاب اپنی آنکھ کے کھیل سے دن اور رات ہی نہیں بناتا صبح و شام کے رنگین سہانے مناظر بھی پیش کرتا ہے، اور ستاروں سے نور بھی برساتا ہے قرآن مجید فرماتا ہے اور آسمان کو دیکھو وہ اپنی تاروں بھری رات کی قسم کھا کر تمہیں کیا بتاتا ہے؟ ان تمام حسین اور جمیل نظاروں سے جن میں تم اپنے آپ کو گھنٹوں کھو دیتے ہو ظاہر ہے کہ انسان کی آنکھ انہیں دیکھے یا نہ دیکھے کوئی ہستی ان دلکش مناظر میں اپنا صبیح و ملیح حسن دکھا رہی ہے اور ہر کیف نظارہ میں قدرت اصل مقصد کو چھپا کر اپنے بے بہا حسن کو لٹا رہی ہے۔ عروس صبح کا یہ صبیح اور پر مسرت چہرہ ہر دیکھنے والے کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے کہ اس کے پیچھے کوئی آفتاب حسن ضیا پاش ہے ورنہ مردہ بے حس اور بے رونق مادہ میں یہ دل لبھانے کی ادائیں کہاں سے پیدا ہو گئیں یہ سوچ کہ بیشتر اشیاء میں یہ خوبصورتی نیم عیاں اور نیم نہاں ہے زیادہ واضح الفاظ میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم اس حسن نا تمام کا راز کھول سکتے ہیں ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ کامل خوبصورتی کائنات کی کسی چیز میں عیاں نہیں خوابیدہ حسن میں صرف چند اشارات ہیں۔

قرآن مجید فرماتا ہے الحمد للہ وہ کامل خوبصورتی اس اللہ میں موجود ہے جس نے اپنے کمال حسن پر یہ حسین مناظر بطور شاہد پیش کئے ہیں نیچر چونکہ اس ہمہ تن حسن کا شاہکار ہے اس کا حسن یہاں بھی منعکس ہے قدرت کا یہ بے پایاں حسن اور قلب کے اندر اس کا احساس اور اس احساس کے اندر معرفت کے ساتھ ترقی فاطر فطرت کے موجود ہونے اور اس کے بے پایاں حسن کی بڑی دلیل ہے۔

ہستی باری پر سائنٹفک گواہی { موجودات کے ساتھ ہمارا تعلق تین طرح پر ہے، جذبات کا تعلق، عقل کا تعلق اور مسرت حقیقی کا تعلق۔ جذبات دنیا میں زیادہ تر ظاہری حسن کی تلاش کرتے ہیں مگر کائنات عالم میں جہاں حسن کی کثرت ہے وہاں صداقت یا باطنی اور عقلی خوبصورتی کی بھی کمی نہیں وہ لوگ جو رنگین نظاروں سے بیزار ہیں آرائش جمال کو اپنی جنت کا سانپ سمجھ کر اس سے خائف ہیں اور شاہد فطرت کے ساتھ صرف عقل کا تعلق رکھنا چاہتے ہیں ان کی نظر انتخاب کے لئے اس کے رخ زیبا میں وہ کرشمے موجود ہیں جن کو دیکھ کر عقل و دانش بھی اپنے ہوش کھو دیتی ہے دنیا میں اگر ایک طرف جنت نگاہ وسیع اور فردوس گوش بچھا ہے تو کائنات کی پہنائیوں میں فلسفہ اور سائنس کے لئے بھی لذت و سرور موجود ہے اور اس جنت عدن میں عقل جہاں چاہتی ہے اپنا زوج پا لیتی اور لذت اندوز ہوتی ہے۔ (روح عصر)

باقی دارد

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

پیغامِ صلح

جلد ۳۵ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۱ر رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ | نمبر ۲۸

قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں

جماعت احمدیہ لاہور کا ایک شاندار کارنامہ

از شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے

احمدیہ جماعت لاہور اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے لحاظ سے دنیا میں واحد جماعت ہے جس نے اپنی استطاعت سے بڑھ کر مختلف زبانوں میں قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت کی ہے۔ انگریزی ترجمۃ القرآن اس وقت منصۂ شہود پر آیا جب تعلیم یافتہ طبقے کے لئے اسلامی تعلیمات کو صحیح رنگ میں پیش کرنے کے لئے کوئی لٹریچر موجود نہ تھا۔ کتاب "موج کوثر" کے مصنف کے قول کے مطابق انگریزی پڑھے لکھے طبقے میں اسلام کے متعلق جو بیداری پائی جاتی ہے اس کا ایک بڑا سبب مولوی محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمۃ القرآن ہے۔ یہ وہی تصنیف ہے جس کی اشاعت پر مولانا محمد علی صاحب جوہر مرحوم اس قدر متاثر ہوئے تھے کہ وہ چاہتے تھے کہ اس پیغام کو وہ یورپ کے ایک ایک شہر اور ہر شہر کی ایک ایک گلی تک پہنچا دیں کہ جس درد کا مداوا وہ تلاش کر رہے ہیں وہ اس کتاب میں موجود ہے۔ مولانا عبد الماجد صاحب دریا آبادی جب جوانی کے ایام میں دہریت الحاد کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے تو اسی کتاب نے انہیں صداقت کی راہ دکھائی یہ تو اپنوں کے تاثرات تھے۔ لیکن یہ ترجمہ غیر مسلموں کو بھی متاثر کئے بغیر نہ رہ سکا۔ ستیہ مورتی جو ہندوؤں کے مشہور لیڈر تھے اس سے بہت اثر انداز ہوئے تھے۔ شملہ میں وائی ایم سی اے ہال میں تقریر کرتے ہوئے انھوں نے ہر ہندو سے سفارش کی تھی کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کرے اسی طرح یہ ترجمہ یورپ، امریکہ، آسٹریلیا اور دیگر ممالک میں بہت سے لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوا۔

قرآن کی اشاعت جماعت احمدیہ کی ایک نمایاں خصوصیت رہی ہے۔ اس کا اندازہ صرف اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اب تک اس انگریزی ترجمۃ القرآن کی قریباً دس ہزار کاپیاں مفت تقسیم کی جا چکی ہیں۔ ڈچ اور جرمن زبانوں میں جو تراجم شائع ہو کر تقسیم ہو چکے ہیں، وہ علیحدہ ہیں۔

۱۹۴۳ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک سے دو لاکھ روپیہ کے مستقل فنڈ سے تراجم قرآن کے عظیم الشان اور اہم کام کی بنیاد رکھی گئی احباب جماعت نے دل کھول کر اس تحریک میں حصہ لیا۔ جماعت کی ان قربانیوں کا پہلا ثمر تامل ترجمۃ القرآن کی تکمیل ہے۔

یہ ترجمہ ہمارے مکرم بزرگ الحاج بی۔ داؤد شاہ صاحب بی اے کی سالہا سال کی جانفشانی کا نتیجہ ہے ان کی زندگی کی سب سے بڑی آرزو تھی کہ تامل زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر صوری اور معنوی رنگ میں بہترین حیثیت سے تیار ہو۔ الحمد للہ ان کی یہ تمنا بھی پوری ہوئی۔ خدا کرے کہ یہ ترجمہ ان کی زندگی ہی میں شائع ہو جائے۔ اور بھولے بھٹکے انسانوں کے لئے مستقل ہدایت کا کام دے۔

دراصل یہ ترجمہ ۱۹۴۶ء کے آخر میں مکمل ہو چکا تھا۔ لیکن اس پر نظر ثانی کی ضرورت تھی داؤد شاہ صاحب گذشتہ مارچ مسودہ قرآن کو لیکر بعض امور پر بحث کرنے کے لئے مرکز میں تشریف لائے تھے۔ اب ان کے تازہ خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی طباعت کا کام شروع ہونے والا ہے۔ اس ترجمہ کی اشاعت پر داؤد شاہ صاحب اور جماعت کے وہ تمام لوگ جنہوں نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے مبارکباد کے مستحق ہیں۔

ہندوستان کی سیاست میں حال ہی میں جو تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں ان کے پیش نظر ہندوستان کی مختلف زبانوں میں اسلامی لٹریچر کی اشاعت کی اشد ضرورت ہے۔ ہماری خواہش تو یہ ہے کہ کم از کم قرآن مجید رسول کریم کی سیرت اور اسلامی مسائل۔ (نماز روزہ۔ حج اور زکوٰۃ) کو ہندوستان کی ہر ایک زبان میں منتقل کر دیا جائے۔ اور ان کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی جائے۔

ہم اپنے محترم دوست الحاج داؤد شاہ صاحب سے گذارش کریں گے کہ اگر رسول کریم کی سیرت اور اسلام کی تعلیمات کے متعلق بھی کچھ مختصر رسالہ جات ترجمہ فرما دیں تو یہ بھی اسلام کی بڑی خدمت ہوگی۔ قرآن مجید جیسی ضخیم کتاب کا مطالعہ کرنا ہر شخص کا کام نہیں۔ اسے صرف وہی شخص پڑھے گا جسے مذہبی مسائل سے خاص دلچسپی ہوگی۔ جو اسلام کا بڑی سنجیدگی سے مطالعہ کرنے کا شائق ہوگا۔ اور ایسے اشخاص بہت کم ہیں۔ ... کثیر تعداد ان لوگوں کی ہے جو تھوڑے وقت میں اسلام کے بنیادی اصولوں سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اب جبکہ قرآن مجید کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے یہ کام زیادہ مشکل نہیں۔

بنگالی ترجمۃ القرآن

قریباً چار کروڑ مسلمانوں کی زبان بنگلہ ہے۔ لیکن اس زبان میں بھی قرآن مجید کا کوئی ایسا مستند ترجمہ اور تفسیر موجود نہیں جو زمانہ حاضر کی ضروریات کے لئے کافی ہو۔

بنگال کے ایک حصہ کے مسلمان خود مختار ہو چکے ہیں اس وقت ان کی رہنمائی کے لئے [illegible] کی شدید ضرورت ہے [illegible] کو اسلام کے علاوہ دیگر تحریکات کی طرف جانے سے روک سکے ہمیں افسوس ہے کہ ابھی تک بنگال میں استحکام اسلام کے سلسلہ میں ہماری طرف سے کوئی نمایاں جدوجہد نہیں ہوئی۔ ہم نے مولینا آفتاب الدین احمد صاحب مبلغ اسلام انگلستان، اور مولوی عبد الصمد صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر لائٹ کی موجودگی سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ یہ دونوں اصحاب مل کر بآسانی بنگالی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر کر سکتے ہیں۔ اور اس کام کو شروع کرنے کے لئے پانچ ہزار [illegible] کی حقیر رقم کافی ہے۔ نیز ان دونوں اصحاب کی مصروفیات کو کم کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اراکین انجمن اس مسئلہ پر تھوڑی دیر کے لئے غور فرمائیں گے کیونکہ ان کی ذرا سی توجہ سے یہ نیک کام شروع ہو سکتا ہے۔

سندھی ترجمۃ القرآن

احباب جماعت کو غالباً اس بات کی اطلاع ہوگی کہ سندھی زبان میں قرآن مجید کے بائیس پاروں کا ترجمہ ہو چکا ہے اور سندھ میں جو صاحب اس نیک کام کی خدمت سر انجام دے رہے ہیں اب وہ ملازمت سے ریٹائر ہو چکے ہیں اس لئے بقیہ کام اب جلد مکمل ہو جائیگا ممکن ہے اس سال کے اختتام تک ہی یہ ترجمہ مکمل ہو جائے۔

خاکسار ایڈیٹر پیغام صلح کی طبیعت

کچھ دنوں سے ناساز ہے اس لئے اس شمارہ میں مکرم شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے کو معاونت کی تکلیف برداشت کرنی پڑی جس کے لئے ان کا [illegible] شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

رمضان کا جہاد برنگِ دُعا

۱۔ سب مسلمانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ تبلیغ دین کی ضرورت کا احساس پیدا کرے۔

۲۔ جماعت احمدیہ لاہور کے دلوں میں وہ زبردست تڑپ پیدا کر دے کہ وہ اپنے اموال کو دین کیلئے قربان کر کے اس عہد کو پورا کریں جو مامور کے ہاتھ پر کیا تھا۔

۳۔ اس جماعت کے ہر فرد کے دل میں وہ قوت پیدا کر دے کہ وہ جہاں رہتا ہے اسے تبلیغ دین کا ایک مرکز بنا دے۔

۴۔ کسی صاحب مال اور صاحب دل کو یہ توفیق دے کہ وہ پچاس ہزار روپے کے خرچ سے سان فرانسسکو میں اپنے نام پر ایک تبلیغ کا گھر بنا دے جہاں سے ہمیشہ کیلئے براعظم امریکہ میں اسلام کا نور پھیلتا رہے اور اس کا نام بھی ہمیشہ کے لئے روشن رہے۔

محمد علی ۵ر رمضان المبارک

ہماری تبلیغی کوششیں

ممالکِ غیر میں ہماری تبلیغی سرگرمیاں

امریکہ میں میاں بشیر احمد صاحب کے دو لیکچر

میاں بشیر احمد صاحب منٹو اپنے تازہ خط میں رقمطراز ہیں:۔

آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہفتہ اور اتوار (بارہ اور تیرہ جولائی) سیکرمنٹو میں دو مختلف ہالوں میں میرے دو لیکچر ہوئے حاضرین کی تعداد اڑھائی اور تین سو کے درمیان تھی اتوار کے دن ایک مسجد کی بھی بنیاد رکھی گئی، میرے سفر خرچ اور ہالوں کا کرایہ سیکرمنٹو کے مسلمانوں نے برداشت کیا یہ شہر کیلیفورنیا کا دارالحکومت ہے اور سان فرانسسکو سے اسی نوے میل کے فاصلہ پر ہے"

دعا ہے اللہ تعالیٰ میاں صاحب ممدوح کو اپنے مقدس مشن میں کامیاب فرمائے، اسی خط سے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ میاں صاحب کو رہائش کے لئے ایک اپارٹمنٹ کرایہ پر مل گیا ہے اب دفتر کے نئے مکان کی تلاش ہے۔

گولڈ کوسٹ میں قبولِ احمدیت

دفتر جائنٹ سیکرٹری سے شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے مطلع فرماتے ہیں کہ گولڈ کوسٹ مغربی افریقہ سے ایک نوجوان اسمٰعیل بے کمال کا خط آیا تھا جس میں انھوں نے لکھا کہ گولڈ کوسٹ کے فوجیوں کے پاس جو برما کی لڑائی کے سلسلہ میں ہندوستان گئے تھے ہمارا لٹریچر انھوں نے دیکھا ہے اس لئے انہیں فہرست کتب بھیجی جائے اور انگریزی ترجمۃ القرآن کی قیمت لکھی جائے، اس کے جواب میں انہیں فہرست کتب کے ساتھ کچھ لٹریچر بھی بھیجا گیا، اور ایک خط بھی لکھا گیا۔ جس کے ساتھ بیعت فارم بھی ارسال کیا گیا۔ لٹریچر جب پہنچا تو وہ بیمار تھے تین ماہ ہسپتال میں رہے، خدا کا شکر ہے کہ اب صحت ہونے پر انھوں نے لٹریچر کا مطالعہ کیا اور سلسلہ میں شمولیت ضروری سمجھی اور بیعت فارم پُر کر کے بھیج دیا ہے، احباب کرام اپنے اس نئے بھائی کی صحت اور استقامت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

جزائر ملایا میں تبلیغ

جزائر ملایا سے ایک صاحب عبدالحمید آفندی کا آخری خط جو دفتر جائنٹ سیکرٹری کو موصول ہوا ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

برادر اسلام

السلام علیکم۔

آپ نے جو اسلامی لٹریچر مجھے بھیجا ہے اور قرآنی آیات کی جو تشریح اپنے خط میں کی ہے اس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے خط کا پہلے جواب نہ دے سکا کیونکہ میں تبلیغی سلسلہ میں کہیں باہر گیا ہوا تھا۔

آپ کے بھیجے ہوئے لٹریچر کا ایک ایک لفظ پڑھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ جہاں تک مذہبی امور کا تعلق ہے یہ کتب بہت مفید ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ آئندہ بھی مجھے لٹریچر ارسال فرماتے رہیں گے۔

یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ میں آپ کی تحریک کی تبلیغی سرگرمیوں کا معترف ہوں ...... بیعت فارم کو برضا و رغبت پُر کر کے بھیج رہا ہوں۔

آپ کا بھائی
عبدالحمید آفندی

بیروت کی ایک فاضل خاتون احمدیت میں

سیدہ حبیبہ شعبان یکن جنہوں نے حال ہی میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف لطیف اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی کا عربی ترجمہ کیا ہے۔ سید تصدق حسین صاحب قادری کی کوششوں سے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئی ہیں۔ خاتون موصوفہ اپنے دل میں اسلام اور سلسلہ احمدیہ کے لئے خاص تڑپ رکھتی ہیں۔ ان کی تبلیغی سرگرمیوں کے سلسلہ میں سید تصدق حسین صاحب قادری کے نام مندرجہ ذیل خط کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ اصل خط عربی میں ہے۔ یہاں صرف اس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:۔

" آپ کے آخری خط کا جواب دینے میں جو تاخیر ہوئی اس کی معافی چاہتی ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ میں بیروت سے غیر حاضر تھی، اور اپنے وطن مالوف میں گئی ہوئی تھی جہاں میں دو ہفتے اپنے خویش و اقارب میں رہی۔ دوران سفر میں مجھے ٹریکٹ اسلامائزیشن آف یورپ اینڈ امریکہ ملا جس پر مسجد برلن کی تصویر چھپی ہوئی تھی، میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں بھی اس کی مرمت میں اپنی طاقت خرچ کروں چنانچہ اپنی جائے رہائش پر پہنچتے ہی میں نے اسلامی انجمنوں کے ممبروں سے ملاقات کی اور ان کے سامنے جماعت احمدیہ کے کارناموں کو رکھا اور ان پر واضح کیا کہ ہم پر اللہ کے اس گھر کی مرمت میں مدد کرنا ضروری ہے جو دور مرکز یورپ میں قائم ہے۔ خصوصاً ہمارا اس کام میں مدد کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہم اس کی تعمیر میں شریک نہیں ہوئے انھوں نے میرے ساتھ وعدہ کیا لیکن میں ۔۔۔ اس پر اکتفا نہ کرتے ہوئے ایک دیندار سخی مرد کے پاس بھی گئی جن کا اسم گرامی فایز المعری ہے جو ہر نیکی کے کام میں لذت محسوس کرتے ہیں اور جو ایسے کار ہائے خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں میں نے انہیں مسجد کی تصویر دکھلائی اور حضرت مولانا محمد علی صاحب نے جو مسلمانوں سے اپیل کی ہے اس کا ترجمہ کر کے سنایا اور احمدیت کے متعلق انہیں معلومات بہم پہنچائے اور جماعت کی تمام اسلامی مساعی کی وضاحت کی لیکن ان کے معلومات احمدیت کے متعلق بہت کم تھے اور ان کا یہ اعتقاد ہے کہ طرابلس میں وہی صرف ایک ہیں جنہوں نے ہندوستان میں تحریک احمدیت کے متعلق کچھ سنا ہے لیکن ان کے خیال میں احمدیت ایک مشتبہ چیز تھی اور اس کی خوبیاں انہیں عیوب معلوم ہوتے تھے آخرکار میں انہیں احمدیت کے سمجھانے اور اس کے بلند مقاصد ظاہر کرنے میں کامیاب ہوگئی، ان کا غلط نظریہ صحیح ہو گیا اور ان کی غیرت دینی بیدار ہوگئی، چنانچہ انھوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں اس اپیل کا جو مسجد کی تصویر کے ساتھ شائع کی گئی ہے اپنی قوم کو توجہ دلانے کے لئے عربی میں ترجمہ کردوں تاکہ جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں وہ ہم سرانجام دے سکیں۔

برما میں تبلیغ احمدیت

ڈاکٹر این۔ اکبر خان صاحب برما میں ہماری جماعت کے بہت سرگرم کارکن ہیں۔ آپ پیرانہ سالی میں اپنے گھر کو چھوڑ کر برما کے مختلف علاقوں کا دورہ اپنے خرچ پر کر رہے ہیں ان کی دلی خواہش ہے کہ برما جیسے دور افتادہ ملک میں وہ اپنی آنکھوں سے شجر احمدیت کو پھلتا پھولتا دیکھیں۔ اس سلسلے میں وہ جہاں بھی جاتے ہیں وہاں کی مساجد کے اماموں کو ضرور تبلیغ کرتے ہیں۔ ان کی کوششوں سے برما میں قریباً چالیس بڑے بڑے شہروں میں احمدیت کے متعلق لٹریچر پہنچ چکا ہے گذشتہ چند ماہ سے وہ رنگون مقیم ہیں وہاں چند افراد کو انھوں نے سلسلہ احمدیہ میں بھی شامل کیا ہے۔

ان تبلیغی مشقتوں کے علاوہ انہوں نے مالی قربانیوں میں بھی اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھایا ہے۔ انھوں نے ساڑھے پانچ ہزار روپیہ تین قسطوں میں ادا کر کے اپنی وصیت کی رقم پوری کر دی ہے۔

احباب ان کی درازی عمر اور صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

مجاہدہ رمضان برنگِ عمل

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

۱۔ آپ کے اموال کی اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اس وقت سخت ضرورت ہے۔

۲۔ وصیت کا حکم قرآن کریم میں بھی ہے۔ رسول اللہ صلعم کے ارشاد اور صحابہ کے عمل سے بھی ثابت ہے۔ حضرت مسیح موعود کا بھی ارشاد ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے وصیتیں کرو۔

۳۔ اگر کسی دوست کو اس سے بہتر کوئی طریق اپنے مال کو اپنے ساتھ لے جانے کا معلوم ہے تو میں بھی اس علم کے حاصل کرنے کا خواہشمند ہوں۔

۴۔ رمضان گذر رہا ہے وصیت کے حکم کی تعمیل کر کے اپنے لئے رضائے الٰہی کے دروازے کھول لیں۔

۵۔ فساد کی آگ سے بچاؤ کے لئے یہ وصیت صدقہ کا کام بھی دے گی۔

۶۔ جن احباب کے نام شائع ہو چکے ہیں ان کے سوائے ہر ایک دوست کا فرض ہے کہ وہ اپنی وصیت لکھ کر فوراً دفتر میں بھیج دے۔

محمد علی

پیغام صلح
جلد ۳۵ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۶ر محرم الحرام ۱۳۶۷ھ | نمبر ۴۴

کامیابی کی راہ

مسلمانوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ

اس وقت جبکہ مسلمان چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں گھرے ہوئے ہیں اور اسلام اور کفر کی افواج ایک طرف کشمیر میں برسرپیکار ہیں اور دوسری طرف مشرقی پنجاب اور دہلی میں مسلمانوں کو مٹانے مساجد کو تباہ و ویران کرنے، قرآن کریم کی بے حرمتی اور مسلمان عورتوں کے اغوا کے ہولناک مناظر دیکھنے میں آ رہے ہیں اور ہندوستانی حکومت کے بعض دوسرے علاقوں میں ایسے ہی واقعات پیش آنے والے ہیں، فرزندان اسلام کے لئے یہ غور طلب بات ہے کہ کس ذریعہ سے وہ ان مصائب سے نجات پا سکتے اور اپنی ہستی کو قائم اور برقرار رکھتے ہوئے پاکستان کو دشمنوں کے حملوں سے بچا سکتے ہیں،

بہت لوگ ہیں جن کے نزدیک مسلمانوں کی کامیابی ان کی جسمانی قوت، ان کی فوجی جمعیت، اسلحہ اور ساز و سامان پر منحصر ہے۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ ان تمام پہلوؤں میں مسلمان دوسروں سے کمزور ہیں، نہ جسمانی قوت کے لحاظ سے وہ دشمن افواج کا مقابلہ کر سکتے ہیں نہ ان کی فوجی جمعیت اور سامان اسلحہ دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے کافی ہو سکتا ہے تو وہ حیران و پریشان اور ترساں و لرزاں ہو کر رہ جاتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اسلحہ اور فوجی جمعیت کا ہونا ضروری امر ہے لیکن ان چیزوں سے بڑھکر جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ قوت ایمان ہے جو ہر فرزند اسلام کے اندر ہونی چاہیئے یہی قوت ایمان ہے جو قرون اولیٰ میں بسا اوقات حیرت انگیز معجزات دنیا کو دکھانے کا موجب ہوئی، کثیر التعداد دشمنوں کے مقابلہ میں کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة کے شاندار مناظر اس نے دنیا کو دکھائے یہی قوت ایمان ہے جس نے اسلحہ کی کمی کے باوجود ۳۱۴ کی تعداد کو ایک، ہزار تربیت یافتہ اور باساز و سامان دشمنوں [illegible]

کا کرشمہ ہے کہ اس وقت جب عرب کے چاروں طرف سے تمام قومیں مل کر مدینہ پر چڑھ دوڑیں، اذجاؤکم من فوقکم و من اسفل منکم اوپر سے بھی حملہ آور ہوئیں اور نیچے سے بھی، اور جسمانی قوت پر مدار رکھنے والوں کی حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ آنکھوں کے آگے اندھیرا آ گیا اور دل دہشت سے گلوں تک آ گئے تو مومنین اس وقت پکار اُٹھے کہ ھذا ما وعدنا اللہ و رسولہ و صدق اللہ و رسولہ وما زادھم الا ایمانا و تسلیما یہی وہ وقت ہے جس کا وعدہ اللہ اور رسول نے ہم سے کیا تھا اور اللہ اور رسول کا فرمان حق ہے۔ اور اس چیز نے ان کا ایمان زیادہ کر دیا اور وہ فرمانبرداری میں آگے نکل گئے، پھر کیا نتیجہ ہوا اس زیادتی ایمان کا؟ وردّ اللہ الذین کفروا بغیظھم لم ینالوا خیرا وکفی اللہ المومنین القتال وکان اللہ قویا عزیزا اللہ نے کافروں کو ان کے غصہ میں لوٹا دیا کوئی فائدہ ان کو حاصل نہ ہوا اور جنگ میں اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے کافی ہو گیا، اور اللہ قوی اور غالب ہے۔

ہاں یہی قوت ایمان تھی جس نے قیصر و کسریٰ کے عظیم الشان عساکر پر مسلمانوں کو غلبہ عطا کیا، یہی قوت ایمان تھی جو دن بھر کی نبرد آزمائی کے بعد رات کو انہیں خدا کے آگے کھڑا کر دیتی اور اس کی امداد حاصل کرنے کے لئے ان کے دلوں کو گداز کر دیتی تھی، یہی قوت ایمان تھی جس نے قسطنطنیہ کی فتح میں ایک غریب درویش کی پُردرد دعاؤں کو شرف استجابت بخشا اور سومنات کی جنگ میں تمام ہندو راجاؤں کے مقابلہ پر محمود غزنوی کے زمین پر رکھے ہوئے سرنیاز کو نوازا اور کفر کی ہیبت ناک طاقتوں کو حق کے کمزور ہاتھوں سے ایسا دبایا کہ پھر اسکو اٹھنے کی طاقت نصیب نہ ہوئی۔

[illegible]

بے سامان و اسلحہ بیشک ضروری ہے فوج و عساکر کی بیشک ضرورت ہے لیکن ان سب کے ہوتے ہوئے قوت ایمان ہی ہے جو خدا کی نصرت کو لاتی اور مسلمان کو مظفر و منصور بناتی ہے، اپنی طاقت پر دارومدار اپنی کثرت پر عجب و غرور اور اپنی شان و شوکت پر گھمنڈ کبھی مسلمان کو بھی راس نہیں آیا ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم، حنین کی جنگ میں اپنی کثرت کے گھمنڈ نے مسلمانوں کی فتح کو شکست سے بدل دیا، اور سوائے خدا کی نصرت کے کوئی دوسری طاقت مسلمانوں کے کام نہ آ سکی، انہیں صاف اور کھلے الفاظ میں حکم دیا گیا ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جو لوگوں کے دکھاوے کے لئے اتراتے ہوئے گھروں سے نکلے اور پھر دشمن پر فتح حاصل کرنے کے لئے جس چیز کو سب سے زیادہ ضروری قرار دیا گیا وہ ہے اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین اللہ اور رسول کی اطاعت کرو، باہم تنازع نہ کرو اور نہ ہمت ہارو تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی اور صبر کرو، اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

یہ وہ چیزیں ہیں جو مسلمانوں کو آج بھی کامیاب بنا سکتی ہیں، بلکہ یہی درحقیقت ان کی کامیابی کا حقیقی ذریعہ ہیں، اگر یہ صفات ان کے اندر پیدا ہو جائیں، اگر قوت ایمان ان کے دلوں میں اس قدر بڑھ جائے کہ دشمن کی کوئی کثرت کوئی ساز و سامان کوئی مال و دولت انہیں مرعوب نہ کر سکے، اور صرف خدائے واحد کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے اس کے عاجز بندے بن کر اس کے آستانہ پر سرنیاز جھکا کر، اس سے فتح و نصرت کی دعائیں کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جائیں تو کامیابی یقیناً ان کے قدموں کو چومے گی اور باطل کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت انہیں مغلوب نہ کر سکے گی۔

دستکاری کی نمائش

اور

مہاجرین کی امداد

ذیل کی چٹھی بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف سے تمام خواہران ملت کی خدمت میں فرداً فرداً بھیجی جا رہی ہے:-

محترمہ خواہر-

السلام علیکم

آپ ہر سال دستکاری فنڈ میں دلی شوق سے حصہ لیتی رہی ہیں اور اسی سلسلے میں میں نے اخبار پیغام صلح کے ذریعے آپ سے اپیل کی تھی کہ آپ اپنی دستکاری جلد از جلد بھیجدیں تاکہ وہ مہاجرین میں تقسیم کر دی جائے۔ مسلمانان مشرقی پنجاب پر جو ناگہانی مصیبت آئی ہے اور جس طرح وہ خانماں برباد ہو کر پاکستان آتے ہیں اور آ رہے ہیں وہ آپ سے مخفی نہیں۔ نہایت شریف اور متمول گھرانے کی خواتین اور بچے آج سردی سے ٹھٹھر رہے ہیں اور نان شبینہ کو محتاج ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم انصار مدینہ کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے جلد از جلد ان کی خبر لیں۔ میں لاہور میں رہتی ہوں اور مختلف ذریعوں سے متعدد مصیبت زدہ خاندان میرے علم میں آتے رہتے ہیں، [illegible] اپنی معزز بہنوں سے استدعا کرتی ہوں کہ وہ جس قدر ممکن ہو سکے ان مصیبت زدگان کی امداد میں میرا ہاتھ بٹائیں۔ اور گرم سویٹریں زنانہ و مردانہ اور بچوں کے لیئے۔ گرم مردانہ سوٹ گرم چادریں بچوں کے لیئے موزے بوٹ و دیگر کپڑے جن میں لحاف، کمبل وغیرہ شامل ہیں بطور دستکاری مجھے پہنچا کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اگر آپ کی کوشش سے ایک مسلمان کی جان بھی بچ گئی تو یقیناً اس کا نیک اجر اللہ تعالےٰ آپ کو دیگا۔ لاہور۔ وزیرآباد سیالکوٹ، راولپنڈی اور کراچی کی احمدی خواتین کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہیئے کہ وہ ہمیشہ دستکاری فنڈ میں معقول حصہ لیتی رہی ہیں۔ پنجاب کی شدید سردی سر پر آ گئی ہے برائے خدا جلد اس طرف توجہ فرمائیں۔

علاوہ گرم سویٹروں، کپڑوں اور لحاف و توشک وغیرہ کے بوٹ جوتیاں اور برتنوں کی بھی ضرورت ہے۔ اگر سب بہنیں اپنے گھر سے ایک ایک برتن بھی عنایت فرمائیں تو نادار مہاجرین کی معقول مدد ہو سکتی ہے مجھے یقین ہے کہ ایک یا دو برتن دیدینے سے کوئی بہن اپنے گھر میں کمی محسوس نہ کریں گی اور بہت سے گھر بسا دیں گی۔

مسئلہ ولادت مسیح از روئے قرآن کریم

از جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔

ہمارے عزیز دوست خواجہ نذیر احمد صاحب نے وفات مسیح اور ولادت مسیح پر ایک مبسوط کتاب انگریزی زبان میں لکھی ہے جس میں ان مسائل پر جو عام طور پر فرسودہ سمجھے جاتے ہیں ایک نئے انداز میں روشنی ڈالی ہے، اس کتاب کے مضامین اسلامک ریویو میں بالاقساط شائع ہو رہے ہیں، "ولادت مسیح" کا مضمون خواجہ صاحب مکرم نے پیغام صلح کو برائے اشاعت مرحمت فرمایا ہے، جس کی پہلی قسط انگریزی سے ترجمہ کر کے ذیل میں ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

مسیحی معتقدات اور اسلام حضرت مسیح علیہ السلام کی بے گناہی کا تخیل آپ کی مصلوبیت مردوں میں سے جی اٹھنا اور آسمان پر چڑھ جانا یہ سب مسیحیت کے لازمی خصائص ہیں اسلام کے ساتھ انہیں تعلق نہیں ایک مسلمان کے عقیدہ میں نہ تو مجموعی طور پر اور نہ ہی ایک ایک کر کے ان مسائل کو کوئی دخل ہے، اسلام کے پانچ ارکان سے بھی انہیں کوئی تعلق نہیں لیکن چونکہ یہ مسائل جناب مسیح کی الوہیت کا ایک لازمی جزو ہیں۔ اس لئے ان میں سے کسی ایک یا سب پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید الٰہی کے انکار کے مترادف ہوگا۔

قرآن سے تائید حاصل کرنے کی ناکام کوشش مسیحی حضرات نے کو بائبل سے ان بے بنیاد عقاید کا ثبوت دینے میں ناکامی ہوئی تو قرآن کریم کی بعض آیات کو عمداً توڑ مروڑ کر ان سے ثبوت بہم پہنچانا شروع کر دیا اور یہ کام وہ قدیم زمانہ سے کرتے چلے آ رہے ہیں، زمانہ حال کے مسیحی لوگ ان کے اس طرز عمل کی پیروی کرتے ہوئے محض ساتویں صدی کے اپنے ہم مذہب لوگوں کی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں ان کے سامنے دوہرا مقصد رہا ہے ایک تو یہ کہ وہ قرآن کریم کی عظمت کو یہ کہہ کر گرانا اور کم کرنا چاہتے ہیں کہ یہ پاک کتاب اناجیل کی طرح ایسے لغو اور بیہودہ عقاید کی موید ہے اور اس لئے یہ نسل انسانی کے لئے کوئی بہتر رہنما نہیں بن سکتی، اور دوسرے مسلمانوں کو یہ کہہ کر گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن کریم خود ان عقاید کی یا کم از کم ان میں سے بعض کی صحت کا شاہد ہے جن پر مسیحیوں نے الوہیت مسیح کی بنیاد رکھی ہے۔

مسیحیت کا طریق تبلیغ راڈویل نے اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں مسیحی نقطہ نگاہ کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے:۔

"ایک مسیحی مشنری کو مسلمانوں کے ساتھ بات کرتے ہوئے جو طریق اختیار کرنا چاہیئے وہ یہ نہیں ہے کہ اسلام کو غلطیوں اور برائیوں کا ایک پلندا سمجھتے ہوئے وہ اس پر حملہ آور ہو بلکہ اسے یہ ظاہر کرنا چاہیئے کہ اس کے اندر صداقت کے کچھ سے جوڑ ٹکڑے موجود ہیں اور کہ اس کی بنا نصرانیت اور یہودیت پر ہے، جس کا ایک حصہ جو سمجھ میں آیا لے لیا گیا بالخصوص یہودیت کی تعلیم کو اپنا لیا گیا بغیر اس کے کہ اسکے اصل کیرکٹر کو ظاہر کیا جائے جس سے مسیحیت کا آخری الہام ہونا ظاہر ہوتا ہے"[1]

بالفاظ دیگر راڈویل نے مسیحی مشنریوں کو یہ تلقین کی ہے کہ وہ مسلمانوں کو یہ یقین دلائیں، کہ الوہیت مسیح ایک ثابت شدہ عقیدہ ہے کیونکہ اس کا خیال ہے کہ مسیحی معتقدات کی تائید قرآن کریم سے ہوتی ہے۔

اسلام میں اسرائیلیات یہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام کی پہلی چار صدیوں میں بعض یہودی اور عیسائی دھوکا سے اسلام میں داخل ہو گئے۔ تاکہ اس کی بنیادوں کو اکھیڑنے کی کوشش کریں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کثیر التعداد یہودی اور عیسائی اخلاص کے ساتھ اسلام میں داخل ہوئے لیکن اپنی روایات اور کہانیوں کو بلا سوچے سمجھے اپنے ساتھ لے آئے جن کو اسرائیلیات کہا جاتا ہے، تاریخ اسلام کا ہر مطالعہ کرنے والا اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ ان دو قسم کے اسلام میں داخل ہونے والے لوگوں نے ارادتاً یا بلا ارادہ قرآن کریم کی تفاسیر میں اپنا تمام کا تمام غلط اور غیر مستند لٹریچر اور کلچر دیا اس سے بھی آگے انھوں نے قدم بڑھایا اور اپنی بہت سی جھوٹی کہانیاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یا تو۔۔۔ آپ کے واقعات زندگی کے طور پر یا احادیث کے رنگ میں۔۔۔۔ منسوب کر دیں۔

مسیحی مصنفین کی رنگ آمیزی۔ یہ کہانیاں افسانے اور جھوٹی روایات مسیحی مصنفین نے اخذ کیں، سیل اور میور بھی اس سے بچ نہیں سکے اور انھوں نے واقعات کو اور بھی توڑ مروڑ کر یورپ اور دوسری جگہوں کے مسیحیوں کے مذاق کے مطابق رنگ دے دیا۔ یہ واقعات جیسا کہ سیل نے بیان کیا ہے قرآن کو "ایک کھلا ہوا جعل" ثابت کرتے ہیں اور اس غرض سے اس نے اپنے ترجمہ میں اس کے اصل متن کو بھی بدلنے سے دریغ نہیں کیا، اس سے بڑھ کر غلط بیانی اور فریب دہی اور کیا ہو سکتی ہے سیل کا ذکر کرتے ہوئے راڈویل لکھتا ہے:۔

"سیل نے ۔۔۔ کی قدم بقدم پیروی کی ہے بالخصوص ان تشریحات کو جو اس کے مطالب مفہوم کو آزادانہ بیان کرتے ہوئے اس نے کی ہیں متن میں شامل کر دیا ہے"[1]

علمائے اسلام اسرائیلیات پر لیکن قبل اس کے کہ مسیحی مبلغین ایسے غلط افسانوں اور روایات کو جو ان کے آباؤ اجداد کے بنائے ہوئے ہیں حقیقی طور پر استعمال کر سکیں مسلمان علماء نے ان کے ان ناپاک ارادوں اور مفسدانہ کارروائیوں کو طشت از بام کر دیا، وہ وقتاً فوقتاً تنبیہہ اور ہدایات کرتے چلے آتے ہیں، کہ ایسی عجیب و غریب روایات کو ہرگز قبول نہ کریں۔

ابن خلدون کا بیان مثال کے طور پر ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں قرآن کریم کے بعض پرانے مفسرین پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"ان کی (یہودیوں اور عیسائیوں کی) کتابوں اور روایتوں میں اچھی باتیں بھی ہیں اور خراب بھی، قابل قبول چیزیں بھی ہیں اور وہ بھی جو لائق قبولیت نہیں اس کی وجہ اصل یہ ہے کہ جب ان لوگوں (یہودیوں اور عیسائیوں نے) اسلام قبول کیا تو انھوں نے اپنی ان کہانیوں کو جنہیں شریعت اسلام کے احکام سے کوئی تعلق نہیں مثلاً پیدائش کا آغاز اور مستقبل کے امور اور جنگیں وغیرہ ان کو ویسے ہی برقرار رکھا، قرآن کریم کی تفاسیر ان کی داستانوں سے جلد ہی بھر گئیں، لیکن چونکہ ان کا تعلق امور شریعت سے کوئی نہ تھا اس لئے جہاں تک عمل کا تعلق ہے ان کی صحت کی جستجو نہیں کی گئی اور مفسرین نے ان حکایات و روایات کو لاپرواہی کے ساتھ لیا اور اپنی تفاسیر کو ان سے بھر دیا"[1]

حضرت شاہ ولی اللہ کا ارشاد بارھویں صدی ہجری کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ نے ذیل کے الفاظ میں اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے:۔

"اور یہ جاننا ضروری ہے کہ بہت سی اسرائیلی کہانیاں جو تفاسیر اور کتب سیر میں آگئی ہیں یہودیوں اور عیسائیوں کی کہانیوں سے نقل کی گئی ہیں اور کسی شرعی حکم یا اسلامی عقیدہ کی بنا ان پر نہیں رکھی جا سکتی"[2]

امام احمد حنبل اور سر سید احمد خاں امام احمد حنبل نے اپنے نقطہ نظر کو بیان کرتے ہوئے یہ واضح کیا ہے کہ "تفاسیر اور سیرت کی کتابیں کسی اصول پر مبنی نہیں"۔ زمانہ حال کے مسلمانوں میں سے سر سید احمد خاں مرحوم علیگڑھی نے اپنی کتاب خطبات احمدیہ میں مفسرین اور سیرت لکھنے والوں کو نا۔۔۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب کا بیان مرحوم مولانا محمد علی نے بھی ۔۔۔ میں اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"کسی مسلمان عالم نے سیرت کی روایات کو وہی عظمت نہیں دی، اس کے خلاف تمام مسلمان ناقدین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سیرت لکھنے والوں نے سچائی کو جھوٹ سے علیحدہ کرنے کے لئے کبھی زیادہ کوشش نہیں کی۔۔۔۔ فی الحقیقت بعض تفاسیر میں جن روایات کو بیان کیا گیا ہے وہ خالصتاً احمقانہ ہیں۔ ابن جریر کی تفسیر پر بھی اس قدر و قیمت کے باوجود جو ایک ادبی کارنامہ ہونے کے لحاظ سے اسے حاصل ہے کبھی انحصار نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن اگرچہ یہ تفاسیر اور کتب سیرت قابل قدر ادبی کتابیں ہیں تاہم ان میں صرف ان کے مصنفین کی آراء ہی درج ہیں، ہمارے پاس اسلامی تعلیم کے دو بڑے سرچشمے قرآن کریم اور حدیث ایسی ہی قدیم"[3]

---

[1] ملاحظہ ہو راڈویل کے ترجمہ قرآن کا دیباچہ صفحہ ۲۲

[1] راڈویل ترجمہ قرآن دیباچہ صفحہ ۲۲

[1] ابن خلدون مقدمہ جلد ۱ صفحہ ۴۸۱

[2] شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۰۷

[3] دی ریلیجن آف اسلام از مولانا محمد علی صفحہ ۔۔۔

[4] اس بارہ میں مفصل بحث اسلامک ریویو نومبر ۱۹۴۵ء میں ملاحظہ فرمائیے۔

اخبار و افکار

کشمیر کی صورت حالات

کشمیر میں مجاہدین کی سرگرمیوں اور جہاد فی سبیل اللہ نے جو کیفیت پیدا کر رکھی ہے، اور ہندوستانی اور ڈوگرہ افواج کو مغلوب کرنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح و نصرت کے جو سامان پیدا ہوئے ہیں وہ ہر طرح قابل تسکین اور لائق اطمینان ہیں، کوٹلی، میرپور، اور اکھنور کے اہم مقامات پر مجاہدین کا قبضہ ہو چکا ہے اور وہ قدم بقدم جموں کی طرف بڑھ رہے ہیں، اکھنور میں دشمن کی تین توپیں ۷۴ برین گنیں، سینکڑوں رائفلیں اور کافی بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا، بدھ کے دن اکھنور کا محاصرہ کیا گیا اور جمعۃ المبارک کو اس پر قبضہ ہو گیا، شہر میں داخل ہونے کے بعد مجاہدین نے شکرانہ کے نفل ادا کئے فی الحقیقت یہی ایک چیز ہے جو ان کو کامیاب اور مظفر و منصور بنانے کا موجب ہے اور جب تک خدا تعالیٰ کے آگے ان کے سر جھکے رہیں گے کامیابی ان کے ہمرکاب رہے گی، اس وقت نوشہرہ کی اہم چھاؤنی کا محاصرہ مجاہدین نے کر رکھا ہے اور امروز فردا میں اس پر قبضہ کی خبر آنے والی ہے جس کے بعد جموں کی فتح بھی چند دنوں کی بات ہے۔

ہندوستانی فوج کی ہراسانی

مجاہدین کی ان کامیابیوں نے ہندوستانی افواج کو جس درجہ ہراساں کر رکھا ہے اس کی کیفیت وزیر اعظم ہندوستان پنڈت نہرو کی اس تقریر سے عیاں ہے جو انہوں نے ۷ر دسمبر کو جموں میں کی، انھوں نے کہا کہ "اب رونے دھونے سے کام نہیں بنے گا حملہ آوروں کا مقابلہ کرنا چاہیئے" انھوں نے فتح حاصل کرنے کے لئے مزید فوج بھیجنے کے وعدے سے ان کی حوصلہ افزائی بھی کی لیکن محض خدا کے لئے لڑنے والوں کے مقابلہ میں کرایہ کی افواج کیا کر سکتی ہیں جو جان کے خوف سے رونے لگ جائیں، مسلمان کو جان کا خوف نہیں کیونکہ خدا کے رستہ میں جان دیکر دائمی مسرت و شادمانی کے دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں اس لئے کوئی چیز، کوئی بڑی سے بڑی فوج اور سامان جنگ انہیں مرعوب کر سکتا ہے نہ عورتوں کی طرح ان کے رونے دھونے کا موجب ہو سکتا ہے، خدا تعالیٰ ان کی مجاہدانہ قربانیوں کو قبول فرمائے اور تمام کشمیر کو فتح کرنے کی توفیق عطا کرے

سکھ اور ہندو

سکھوں کو مسلمانوں کے خلاف کھڑا کر کے ہندوؤں نے اپنی طرف سے بہت بڑی سیاسی چال چلی اور خیال کیا کہ سکھوں کے ہاتھ سے مسلمانوں کو تباہ کر کے پھر اپنی اکثریت کے دباؤ سے سکھوں کو مغلوب کر لیں گے لیکن قدرت کی نیرنگیاں دیکھئے آج وہی سکھ ہندوؤں کے لئے سوہان روح کا موجب ہو رہے ہیں اور ان ہاتھوں ان کے جان و مال، عزت و آبرو کو جو نقصان پہنچ رہا ہے اس پر ہر ہندو آج خون کے آنسو بہا رہا ہے خود گاندھی جی نے اس بات پر اظہار افسوس کیا ہے کہ دہلی کے بازاروں میں سکھوں کی وجہ سے ہندو عورتوں کا نکلنا دشوار ہو رہا ہے، یو۔پی۔سی پی اور مدراس میں سکھوں کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا ہے اور کرپان پر حد بندیاں عائد کر کے اس کی ممانعت کا سامان کیا جا رہا ہے، یہ حالات بتا رہے ہیں کہ سکھوں کے ہاتھوں ہندو کس قدر تنگ آ چکے ہیں لیکن یہ اپنا بویا ہوا بیج ہے، جس کا پھل انہیں لازماً کھانا پڑے گا، کاش پہلے ہی وہ سکھوں کی پشت پناہی کر کے انہیں اس قدر سر نہ چڑھاتے تو یہ شرمناک حالات جو اس وقت ہندوستانی حکومت کے لئے کلنگ کا ٹیکہ بن چکے ہیں پیش نہ آتے،

تارا سنگھ کی آواز

مشہور سکھ لیڈر تارا سنگھ کا پھر ایک اعلان شائع ہوا ہے، جس میں اس نے چھ ماہ کے اندر پاکستان اور ہندوستان کے مابین جنگ چھڑنے کی بڑ ہانکی ہے کہا جاتا ہے کہ کراچی کے ہندوؤں نے اس کو پاگل کی بڑ قرار دیتے ہوئے اس سر پھرے انسان کو پاگل خانہ بھیجنے کی استدعا ہندوستانی حکومت سے کی ہے مہاراجہ پٹیالہ نے بھی اس آواز کو ناپسند کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ اس وقت تعمیری کام کی ضرورت ہے نہ کہ جنگ کی، پنڈت نہرو نے بھی ایک انٹرویو میں پاکستان اور ہندوستان کے سماجی اور اقتصادی تعلقات کے پیش نظر جنگ کو نا ممکن قرار دیا ہے۔ اگر یہ خیالات صحیح ہیں تو تعجب ہے کہ تارا سنگھ جیسے فتنہ پرداز انسان کو جو لکھوکھا انسانوں کے قتل و غارت کا موجب ہو چکا ہے کیوں کھلی چھٹی دے رکھی ہے اور کیوں اسے گرفتار کر کے کیفر کردار کو نہیں پہنچایا جاتا۔

مذہبی فوجی تربیت

یہ امر موجب طمانیت ہے کہ پاکستان تعلیمی کانفرنس میں سکولوں اور کالجوں میں ... فوجی تربیت کو لازمی قرار دینے کی سفارش کی گئی ہے، خدا کرے اس سفارش کو بہت جلد عملی جامہ پہنانے کا انتظام کیا جائے کہ اس کے بغیر مسلمانوں کی موجودہ زندگی ایک پراگندگی کی زندگی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ان کی مذہبی و اخلاقی تربیت ہے، جب تک یہ نہ ہو تنہا فوجی تربیت کسی کام نہیں آ سکتی، مذہب و اخلاق ہی ایک چیز ہے جو انسان کے اندر صحیح فوجی سپرٹ پیدا کر سکتے ہیں، اور قرون اولیٰ کے فوجی مسلمانوں کے اندر یہ سپرٹ ہی تھی جو دنیا کو ان کے سامنے سرنگوں کرنے بلکہ دلوں کو جھکانے کا موجب ہوئی مسلمان سپاہ کا غض بصر اور مفتوح اقوام کے ساتھ اخلاقی برتاؤ تاریخ کا وہ سنہری ورق ہے جس کی نظیر کسی دوسری قوم کی تاریخ میں نہیں ملتی، آج بھی اس ورق کو نمایاں کرنے کی ضرورت ہے، اور مسلمان کو فوجی تربیت کے ساتھ ساتھ صحیح مذہبی تربیت دینے کی ضرورت ہے تاکہ جہاں اس کی تلوار باطل کی طاقتوں کو پامال کرنے کا موجب ہو، اس کے اخلاق و اعمال لوگوں کے دلوں کو ان کے سامنے جھکا دیں۔

شریعت ایکٹ اور پاکستان

اسی سلسلہ میں یہ امر بھی موجب اطمینان ہے کہ وزیر اعظم مغربی پنجاب نے ایک پریس کانفرنس میں عنقریب شریعت ایکٹ پاس کرانے، قحبہ خانوں کو قانوناً بند کرنے اور اسی قسم کی دیگر اصلاحات کا ارادہ ظاہر کیا ہے، خدا کرے یہ ارادے جلد بروئے کار آئیں، اور سرزمین پاکستان کو حقیقی معنوں میں پاکستان بنانے کا بندوبست کیا جائے اگرچہ قوانین کی حکومت اس وقت تک صحیح معنوں میں مفید نہیں ہو سکتی جب تک دلوں کو پاک کرنے کا کوئی انتظام نہ ہو اور یہ حکومت کا کام نہیں یہ ان آسمانی لوگوں کا کام ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ... اصلاح خلق کے لئے ... ہوتے ہیں آج بھی ایک ربانی انسان دلوں کو پاک کرنے کے لئے کھڑا ہوا، لیکن ناپاک دلوں نے اسکو ٹھکرا کر اپنی ناپاکی کو اور زیادہ بڑھایا، ضرورت ہے کہ اس کی دلوں کو پاک کرنے والی آواز کو لوگوں تک پہنچایا جائے اور اس ذریعہ سے پاک حقیقی معنوں میں پاکستان بنانے کی کوشش کی جائے اس کی ذمہ داری ان لوگوں پر ہے جنہوں نے اس پاک انسان کو پہچانا اور اس کی معیت اختیار کی۔

اخبارِ احمدیہ

حج سے واپسی

گزشتہ اشاعت میں حج سے واپس آنے والے جن دوستوں کا ذکر کیا گیا، ان میں بیگم صاحبہ خان غلام ربانی خانصاحب وکیل مانسہرہ کا ذکر رہ گیا، یہ امر موجب مسرت ہے کہ خاتون موصوفہ بھی اپنے محترم خاوند کے ساتھ فریضہ حج سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائی ہیں، والحمد للہ علیٰ ذالك۔

سامانہ کے احباب

یہ امر موجب مسرت ہے کہ ہمارے سامانہ کے احباب کچھ پیدل قافلہ کے ساتھ اور کچھ ریل میں ہجرت کر کے پاکستان پہنچ گئے ہیں ان میں سے بعض دوست لاہور آ گئے ہیں اور بعض ٹرین کے نہ ٹھیرنے کی وجہ سے دیگر مہاجرین کے ساتھ گجرات پہنچ گئے ہیں، مؤخر الذکر احباب میں، سنا گیا ہے کہ شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی، اور محمد شفیع صاحب علوی معہ اہل و عیال شامل ہیں،۔

سانحۂ ارتحال

اسی سلسلہ میں یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہمارے محترم دوست مولوی فضل الرحمان صاحب سامانوی کی اہلیہ محترمہ اور ایک صاحبزادی جو قافلہ کے ساتھ آ رہی تھیں قصور میں راہی عالم بقا ہو گئیں اس سے قبل مولوی صاحب کا ایک صاحبزادہ سامانہ میں شہید کر دیا گیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون، ہمیں مولوی صاحب کے ساتھ ان صدمات میں دلی ہمدردی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومین کو جنت نصیب کرے۔

ایک اور سانحۂ ارتحال

سامانہ ہی سے آنے والے احباب میں سے ہمارے عزیز دوست محمد اعظم صاحب علوی کی پھوپھی صاحبہ لاہور پہنچنے کے بعد ۹ر دسمبر کو فوت ہو گئیں، مرحومہ کے خاوند مرزا ظفر بیگ صاحب چند دن پیشتر پٹیالہ کیمپ میں مصائب کی تاب نہ لا کر فوت ہو گئے تھے، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون، ہم برادر محمد اعظم اور ان کے والد ماجد خلیفہ محمد اسلم صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے احباب ان سب فوت ہونیوالوں کا جنازہ غائب پڑھکر

۴۴ قرآن کریم کی مختلف آیات کے مطالب و مفہوم کو سمجھنے کے لئے ہمیں ترجمہ کے قواعد کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے نہ ہی ہمیں ان بنیادی اصولوں کو نظر انداز کرنا چاہیئے جو خود قرآن کریم نے بتائے ہیں۔ میں اس جگہ صرف ان چند بنیادی اصولوں کو بیان کروں گا جو مسئلہ زیر بحث سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۱) تمام انبیاء علیہم السلام جن میں جناب مسیح بھی شامل ہیں، انسان تھے

قرآن کریم کا ارشاد ہے:۔

وما ارسلنا قبلک الا رجالاً نوحی الیھم فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون وما جعلناھم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین۔

اور تجھ سے پہلے ہم نے کسی کو نہیں بھیجا سوائے مردوں کے جن کو ہم وحی کرتے تھے۔ پس اہل علم سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے اور ان کے ہم نے ایسے جسم نہ بنائے تھے کہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ غیر متغیر تھے۔[۱]

پس قرآن کریم کی اس آیت کی رو سے تمام پیغمبر انسان تھے اور انسانی جسم رکھتے تھے انسانی اصلاح کا کام انسانوں ہی کے سپرد کیا گیا کیونکہ صرف ایک انسان ہی نسل انسانی کے لئے نمونہ کا کام دے سکتا ہے۔ قرآن کریم نے نہایت صفائی کے ساتھ اور کھلے الفاظ میں اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ صرف انسانوں ہی کو جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کی راہوں کو کھولا رسول بنا کر بھیجا گیا، اور اپنے اس بیان کی تائید اس بات سے کی ہے کہ تمام پیغمبر کھانے کی احتیاج رکھتے تھے اور کھانا کھاتے تھے اور وہ ہمیشہ کے لئے زندہ نہ رہے، کفار کے اس سوال پر

بعث اللہ بشراً رسولاً کیا

اللہ نے ایک انسان کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ حضرت نبی کریم صلعم کو یہ جواب دینے کے لئے ارشاد فرمایا گیا قل لو کان فی الارض ملٰئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیھم من السماء ملکا رسولا اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے سکونت رکھتے ہوتے تو ضرور ہم ان پر آسمان سے فرشتہ رسول بنا کر بھیجتے۔[۲]

ایک اور جگہ قرآن کریم نے یہ بتایا ہے کہ نوح کو ہم نے انہی لوگوں میں سے یعنی اس کی قوم میں سے رسول بنا کر بھیجا۔[۳]

اور قرآن کریم میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس کی قوم کے عمائد نے اپنے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہی اعتراض کیا ما ھذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون منہ ویشرب مما تشربون۔ یہ کچھ نہیں مگر تم جیسا ایک انسان ہے اسی سے کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور اسی سے پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔[۳]

پھر فرعون اور اس کے امراء نے بھی موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر اسی قسم کا اعتراض کیا انؤمن لبشرین مثلنا وقومھما لنا عابدون کیا ہم اپنے جیسے دو انسانوں پر ایمان لائیں اور ان کی قوم کے لوگ ہمارے خدمت گار ہیں۔[۴]

اسی طرح انبیاء کرام کو بشر اور انسان بتاتے ہوئے قرآن کریم نے اس سورت کی پچاسویں آیت میں حضرت مسیح کا ذکر کیا ہے اور دوسرے کئی مقامات پر مسیح کی بشریت پر زور دیا ہے، اور اس کی الوہیت کو چیلنج کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے:۔

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام انظر کیف نبین لھم الآیت ثم انظر انیٰ یؤفکون۔ مسیح ابن مریم سوائے رسول کے کچھ نہیں اور اس کی ماں صدیقہ تھی، وہ دونوں کھانا کھاتے تھے دیکھو کس طرح ہم ان کے لئے باتیں بیان کرتے ہیں پھر دیکھو یہ کس طرح الٹے پھرتے جاتے ہیں۔[۱]

حضرت مسیح کی اس دعا کو کہ اے خدا ہمیں روز کی روٹی دے قرآن کریم میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:۔

قال عیسی ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء وارزقنا وانت خیر الرازقین عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے اللہ ہمارے رب ہم پر آسمان سے کھانا نازل کر ...... اور ہم کو رزق دے اور تو ہی بہتر رزق دینے والا ہے۔[۲]

اس آیت سے بھی ثابت ہے کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا نہ تھا نہ خدا کا اوتار ہونے کا شرف اسے حاصل تھا کیونکہ اسے تو اپنی زندگی کے قیام کے لیے کھانا مانگنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

۲۔ تمام انبیائے کرام جن میں مسیح علیہ السلام بھی شامل ہیں خدا کے بندے تھے۔

قرآن کریم فرماتا ہے:۔

وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون۔ وقالوا اتخذ الرحمٰن ولدا سبحنہ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون۔

اور تجھ سے پہلے ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اس کی طرف ہم (یہی) وحی کرتے تھے کہ میرے سوائے کوئی معبود نہیں سو میری عبادت کرو اور کہتے ہیں رحمٰن نے بیٹا بنا لیا وہ پاک ہے بلکہ وہ معزز بندے ہیں وہ اس بات میں اس سے آگے نہیں بڑھتے اور اس کے حکم کے مطابق وہ عمل کرتے ہیں۔[۳]

اس حقیقت کو اچھی طرح واضح کرنے کے لئے کہ مسیح علیہ السلام خدا کا بیٹا نہیں قرآن کریم نے انہیں رسولوں میں سے قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ ایک نبی ہیں اور خدا کے بندے اور ان کی اس پوزیشن کو ذیل کے الفاظ میں نہایت صفائی کے ساتھ بیان کیا ہے:۔

یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق۔ انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القٰھا الی مریم وروح منہ فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلٰثۃ انتھوا خیراً لکم۔ انما اللہ الہ واحد سبحنہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السمٰوات وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا۔ اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو مت کرو اور اللہ پر جھوٹ نہ باندھو ہاں حق (کہو) مسیح عیسیٰ بن مریم صرف اللہ کا رسول اور اس کی پیشگوئی ہے جو اس نے مریم کی طرف القا کی اور اس کی طرف سے روح ہے سو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور مت کہو تین ہیں، باز آجاؤ تمہارے لئے بہتر ہے اللہ صرف ایک ہی معبود ہے وہ اس سے پاک ہے کہ اس کا بیٹا ہو جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی کا ہے اور اللہ ہی کافی کارساز ہے۔[۱]

پھر فرماتا ہے:۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلٰثۃ وما من الہ الا الہ واحد وان لم ینتھوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منھم عذاب الیم۔ ..... ما المسیح ابن مریم الا رسول یقیناً وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے اور معبود تو سوائے ایک معبود کے کوئی نہیں اور اگر وہ اس سے نہ رکیں گے جو کہتے ہیں تو ضرور ان کو جو ان میں سے کافر ہیں دردناک عذاب پہنچے گا..... مسیح ابن مریم سوائے رسول کے کچھ نہیں۔[۲]

پھر فرمایا:۔

ولما ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومک منہ یصدون وقالوا ءالھتنا خیر ام ھو ما ضربوہ لک الا جدلا بل ھم قوم خصمون۔ ان ھو الا عبد انعمنا علیہ وجعلنہ مثلا لبنی اسرائیل۔

اور جب مریم کے بیٹے کی شان بیان کی جاتی ہے تو تیری قوم اس پر چلا اٹھتی ہے اور کہتے ہیں کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ یہ اسے تیرے لئے بیان نہیں کرتے مگر جھگڑنے کو بلکہ یہ لوگ جھگڑالو ہی ہیں وہ (اور) کچھ نہیں مگر ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لئے نشان بنایا۔[۳]

پھر خود مسیح علیہ السلام کے بعض اپنے اقوال قرآن کریم میں نقل ہوئے ہیں:

قال انی عبد اللہ اٰتٰنی الکتٰب وجعلنی نبیا (عیسیٰ نے) کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا۔[۴]

اور آخر کار یہ ارشاد فرمایا ہے:

واذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ قال سبحنک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شئ شھید۔

اور جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ تم مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا دو معبود بنا لو کہا تو پاک ہے مجھے کہاں شایاں تھا کہ میں وہ کہوں جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے ایسا کیا ہوتا تو تجھے ضرور اس کا علم ہوتا تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تو مخفی رکھتا ہے کیونکہ تو غیب کی باتوں کو جاننے والا ہے میں نے نہیں ان سے کہا مگر صرف وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے کہ اللہ کی

---

[۱] قرآن کریم سورۃ الانبیاء ۲۱: ۷ — ۸
[۲] قرآن کریم سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۹۵

[۱] المائدہ ۵: ۷۵
[۲] المائدہ ۵: ۱۱۴
[۳] المومنون ۲۳: ۳۳
[۴] المومنون ۲۳: ۴۷

[۳] الانبیاء ۲۱: ۲۵ تا ۲۷
[۱] النساء ۴: ۱۷۱

[۲] المائدہ ۵: ۷۳ تا ۷۵
[۳] الزخرف ۴۳: ۵۷ تا ۵۹
[۴] مریم ۱۹: ۳۰

سچا مسیح موعود کون ہے؟

بہاء اللہ یا حضرت مرزا صاحب ؑ

از جناب مولینا عمر الدین صاحب شملوی

اگرچہ بہاء اللہ صاحب نے کھلے لفظوں میں کبھی بھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ کبھی مسیح کی آمد ثانی کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا اور کبھی اپنے پیر و مرشد باب صاحب کو مسیح موعود قرار دیا۔ اور بہاء اللہ صاحب کے بعد بعض بہائیوں نے عبدالبہاء کو مسیح کی آمد ثانی کا مصداق قرار دیا۔ مگر چونکہ بعض احمدیت سے مرتد ہو کر بہائی بننے والوں کو یہ زعم ہے کہ وہ حضرت اقدس مجدد آخر الزمان کے مقابل بہاء اللہ صاحب کو مسیح موعود برحق ثابت کر سکتے ہیں۔ اسلئے میں آج اس موضوع پر صرف ایک دلیل پیش کرتا ہوں جو حق و باطل کا فیصلہ کرنے کے لئے دوسری بہت سی دلائل سے بہت بڑھکر ہے۔ اور میرا دعویٰ ہے کہ کوئی بہائی اس دلیل کا جواب نہیں دے سکتا۔ اور نہ دیگا۔

مسیح موعود کا کام

مسیح موعود کا کام جو قرآن مجید۔ احادیث نبویہ اور صحابہ سے لے کر آج تک آئمہ دین کے اقوال اور اجماع امت محمدیہ سے ثابت ہے وہ دو قسم کا ہے۔

(۱) دفع شر

(۲) افاضہ خیر

دفع شر

فتنہ دجال و یاجوج ماجوج کو دور کرنا جس فتنہ کے برابر دنیا میں کوئی فتنہ دوسرا نہیں ہوا اس کام کا نام الفاظ شریعت میں **قتل دجال وکسر صلیب** ہے جو مسیح موعود کا کام ہے۔

افاضہ خیر

دفع شر کا کام اگرچہ اپنی جگہ بہت اہم ہے لیکن افاضہ خیر کا کام اس سے بہت اہم اور اعلیٰ ہے۔ کیونکہ بدی کا دور کرنا بمقابلہ نیکی کے قائم کرنے کے ادنےٰ کام ہے۔ اور قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے یہ ثابت ہے کہ قرآن مجید کی شریعت کو مسیح موعود دنیا میں قائم کرے گا اس وقت جبکہ ایمان ثریا پر چلا گیا ہوگا ظاہر ہے کہ ایمان کو ثریا سے واپس لانا بہت ہی بڑا اہم کام ہے جو مسیح موعود اور امام مہدی کا فرض منصبی ہے۔ اب جس وجود مقدس کے ہاتھوں یہ دونوں بڑے کام سرانجام پائیں وہی یقیناً مسیح موعود ہے اب واقعات کو لو تو معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے بابی اور بہائی تو سرے سے قرآن مجید کو کتاب منسوخ قرار دیتے ہیں اور کسر صلیب کی بجائے وہ صلیب پر قتل مسیح اور کفارہ کے قائل ہیں قتل دجال کا کام وہ کیا کرتے وہ خود دجالی مذہب کو سچا مانتے ہیں۔ برخلاف اس کے حضرت مرزا صاحب نے بتایا ہے کہ دجال کون ہے یاجوج ماجوج کون ہیں یہاں تک کہ آج تمام اہل علم اس کے قائل ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے جو دجال اور یاجوج ماجوج کا پتہ دیا تھا وہی ٹھیک ہے۔ اور کسر صلیب کا کام جو آپ کے ہاتھوں سے ہوا اس کا آج یہ اثر ہے کہ دنیا قائل ہو جائے گی کہ مسیح مقتول اور مصلوب ہو کر نہیں مرے بلکہ خدا تعالیٰ نے ان کو بچا لیا تھا۔ اور وہ اپنی طبعی موت سے فوت ہو چکے ہیں اور نصاریٰ کا مذہب باطل ہے اور حضرت مرزا صاحب نے قرآن مجید کو خاتم الکتب، اور آنحضرت صلعم کو آخری آفتاب رسالت ثابت کر کے ایمان کو قائم کر دیا۔ میں تفصیل کے ساتھ دوسرے مضمون میں حضرت مرزا صاحب کے کارناموں کو جو دفع شر اور افاضہ خیر کے متعلق ہے۔ انشاء اللہ پیش کروں گا۔ اس وقت میں صرف یہ دکھاؤں گا کہ خود بہاء اللہ صاحب بھی قائل ہیں کہ قرآن مجید غیر منسوخ ہے۔ اور قیامت تک قرآن مجید کا دور ہے گویا حضرت مرزا صاحب کے سچے مسیح موعود ہونے کا ایک نشان یہ ہے کہ بہاء اللہ صاحب بھی قائل ہیں کہ اس معاملہ میں حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ سچا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے بتایا کہ قرآن خدا کی آخری اور زندہ کتاب ہے۔ اور محمد صلعم آخری زندہ نبی ہیں۔ جنہیں خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے آفتاب ہدایت بنایا اور آپ کے بعد مستقل طور پر نبوت اور رسالت کا دعوے کرنیوالا یقیناً دجال ہے۔ اب تمام بابی اور بہائی اسلام کو مردہ مذہب اور دین اسلام کو منسوخ شدہ قرار دیتے ہیں مگر خدا کی نشان کہ خود ان کا مظہر خدا شہادت دیتا ہے کہ حق وہی ہے جو حضرت مرزا صاحب نے کہا۔

درخت کی شناخت

حضرت مسیح علیہ السلام نے بالکل صحیح فرمایا تھا کہ:۔

"درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے"

اور قرآن مجید میں خدا تعالےٰ نے قرآن کو تمثیلاً

"شجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء"

قرار دیتا ہے اور اس شجرہ طیبہ کے طیب ہونے کے لئے اس کے طیب پھلوں کو بطور دلیل گواہ ٹھیراتا ہے جیسا کہ:۔

"توتی اکلھا کل حین باذن ربھا۔"

کے الفاظ شاہد ناطق ہیں۔ جس کے معنے صاف یہ ہیں کہ یہ قرآن مجید۔ وہ درخت ہے جس کی جڑیں پاتال کو پہنچی ہوئی ہیں اور اس قدر مضبوط ہیں کہ وہ ہر قسم کے حملہ سے محفوظ ہے۔ اور اس کی شاخیں تمام روحانی بلندیوں پر چھائی ہوئی ہیں اور ہر طالب صادق جو اس باد صرصر سے محفوظ اور ہر بلندی پر بلند ہونے والے شاخ دار درخت سے تعلق پیدا کرے گا وہ روحانی آسمانوں کی ہر بلندی کو طے کر جائیگا اور یہ وہ مبارک درخت ہے جس کی برکات کبھی ختم نہ ہوں گی کیونکہ رب العالمین نے اسے اپنے اذن خاص سے ہر دور کے لئے پھل دینے والا بنایا ہے۔

جس قدر اہل اللہ کاملین امت محمدیہ ہوتے اور ہوں گے سب کے سب اس مبارک درخت کے زندہ پھل ہیں جو اس پاک شجر کی زندگی کا عملی ثبوت تھے اور ہیں اور تا قیامت ہوتے رہیں گے۔

اگر یہ سچ ہے اور یقیناً یہی سچ ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ مسلمانوں کا یہ کہنا کہ قرآن مجید نہ منسوخ ہونے والی رب العالمین کی آخری کتاب شریعت ہے۔ بالکل درست ہے۔ آفتاب کے ہوتے ہوئے دوسرے چراغوں کی ضرورت نہیں ہوتی اسی طرح محمد رسول اللہ جو کامل کتاب کے لانے والے سراج منیر ہیں اور ان کی کتاب ہر لحظ جہاں گم گشتگان راہ حق کو راہ حق دکھلاتی ہے اسی طرح وہ بلند سے بلند درجہ کے کاملین کی بھی راہ نما ہے۔ یعنی

"ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما"

ایسی اعلیٰ اور ارفع طیب تعلیم کے ہوتے ہوئے جس کی ظاہری اور باطنی یا لفظی اور معنوی حفاظت خود رب العالمین فرما رہا ہو کسی دوسری کتاب کو اس کے مقابل قدم رکھنے کی بھی جگہ نہیں۔

پس بہائیوں کا کلام اللہ قرآن مجید کو باب کی یا بہاء اللہ کی کسی کتاب سے منسوخ قرار دینا محض ایک حق کی دشمنی کا وبال ہے۔ ممکن ہے کہ قرآن مجید کے حسن سے کوئی ناواقف بہائی یہ کہہ اٹھے کہ اجی یہ تعریف تو آپ اپنے منہ سے کر رہے ہیں جیسے تمام مذاہب والے کیا کرتے ہیں ورنہ قرآن مجید اب مردہ کتاب ہے جس کا دور ختم ہوا اس لئے تمہیں ایسے معترضین کا منہ بند کرنے کے لئے خود بہاء اللہ کی ہی گواہی پیش کرتا ہوں سنیئے:۔

بہاء اللہ صاحب کی شہادت

(۱) خاتم انبیاء و سید اصفیاء نے بلند دین فرقان کو اس کی بزرگی و رفعت و عزمت اور کل دینوں پر [illegible] کے سبب آسمان سے تشبیہ [illegible]

(ایقان صـ۵۵)

نوٹ:۔ یہاں اسلام [illegible] کے اعتبار سے شہادت خاتم النبیین کے ساتھ آسمان سے تشبیہ دی ہے اور اسلام کو کل مذاہب پر حاوی قرار دیا ہے۔ آنحضرت صلعم کو خاتم الانبیاء مانا ہے۔ پس نتیجہ صاف ظاہر ہے

(۲) آیت الم ذالک الکتاب لاریب فیہ کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"صرف قرآن کو ہی کل آسمان و زمین کے بسنے والوں کے لئے مقرر اور مقدر فرمایا ہے اور خود اس ذات احدیت اور غیبی ہویت نے کہا ہے کہ اس میں شک وشبہ نہیں کہ یہ قیامت کے دن تک بندوں کی ہادی رہیگی ......"

"یہ تو اس آیت کے ظاہری معنے ہیں اور اگر باطنی معنی کا ذکر کیا جائے اور اس کے پوشیدہ اسرار کھولے جائیں تو وقت نہیں ختم نہ کر سکیگا۔ اور نہ ہی دنیا ان کے برداشت کرنے کے قابل ہوگی۔ وکان اللہ علیٰ ما اقول شہید۔"

(ایقان صـ۲۵۵)

"خلاصہ یہ کہ اس منزلہ آیت میں حجت و برہان اس قدر عظیم ہے کہ یہ عاجز (یعنی بہاء اللہ) دلیل نہیں لا سکتا" (ایقان صـ۲۵۷)

باقی دارد